دس عربی قلمی نسخوں کو سامنے رکھ کر طبع کئے جانے والے نسخہ کا مکمل اردو ترجمہ مع تخریج پہلی بار

اردو ترجمہ

دلائل النبوۃ

اور صاحبِ شریعت ﷺ کے احوال کی معرفت



تصنیف: امام ابی بکر احمد بن الحسین البیہقی رحمہ اللہ

ترجمہ: مولانا محمد اسماعیل الجاروی

دار الاشاعت

اُردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ ○ کراچی پاکستان فون: 2631861

دس عربی قلمی نسخوں کو سامنے رکھ کر طبع کیے جانے والے نسخہ کا مکمل اردو ترجمہ مع تخریج پہلی بار

اردو ترجمہ

دلائل النبوۃ

اور صاحبِ شریعت ﷺ کے احوال کی معرفت

جلد ۳

حصہ ششم، ہفتم

تصنیف: امام ابی بکر احمد بن الحسین البیہقی

ترجمہ: مولانا محمد اسماعیل الجاروی

دارالاشاعت

اردو بازار ایم اے جناح روڈ

کراچی پاکستان 2213766

باہتمام خلیل اشرف عثمانی

طباعت مئی ۲۰۰۹ء علمی گرافکس

ضخامت : 512 صفحات

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمد للہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

……… ملنے کے پتے ………

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت القلم مقابل اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد
مکتبۃ المعارف محلہ جنگی۔ پشاور

ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
بیت العلوم 20 نابھہ روڈ لاہور
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا۔ ایبٹ آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

انگلینڈ میں ملنے کے پتے

Azhar Academy Ltd.
54-68 Little Ilford Lane
Manor Park, London E12 5Qa
Tel 020 8911 9797

Islamic Books Centre
119-121, Halli Well Road
Bolton BL 3NE, U.K

امریکہ میں ملنے کے پتے

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
6665 BINTLIFF, HOUSTON,
TX-77074, U.S.A

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET,
BUFFALO, NY 14212, U.S.A

فہرست دلائل النبوۃ ۔ جلد ششم

باب ۱۶۷

باب ۱۶۸

باب ۱۶۹

باب ۱۷۰

باب ۱۷۱

باب ۱۷۲

باب ۱۷۳

باب ۱۷۴

باب ۲۰۵

حضور ﷺ کا خبر دینا کہ آپ کی اُمت پر دنیا کشادہ ہو جائے گے اس قدر کہ وہ کعبے کے غلافوں کی مثل قیمتی کپڑے استعمال کریں گے ۳۲۸

باب ۲۰۶

(۱) حضور ﷺ کا خبر دینا اس بات کی کہ آپ نے اپنی اُمت کے لئے جو دعا کی ہے اس میں سے جو قبول ہوئی اور جو قبول نہیں ہوئی۔

(۲) جس بات کا آپ ﷺ کو خوف ہے۔

(۳) اور یہ خوف کہ ان میں جب تلوار استعمال ہونا شروع ہو جائے گی تو ان سے اُٹھائی نہیں جائے گی۔

(۴) اور یہ کہ اذیت واقع ہوگی۔

(۵) اور کذابین ہوں گے۔

(۶) ایک طائفہ ہمیشہ حق پر ہوگا اور غالب رہے گا حتیٰ کہ اللہ کا حکم آجائے گا۔

(۷) اور حضور ﷺ کا سچا ہونا تمام امور میں جن کی آپ نے خبر دی تھی۔ ۳۲۹

باب ۲۰۷

حضور ﷺ کا خبر دینا کہ معادن (کانیں) ہوں گی اور ان میں اللہ کی مخلوق میں سے بدترین لوگ ہوں گے ۳۳۲

باب ۲۰۸

حضور ﷺ کا خبر دینا ایک قوم کے بارے میں جن کے ہاتھوں میں کوڑے ہوں گے گائے کی دُم کی مثل، وہ ان کے ساتھ لوگوں کو ماریں گے اور عورتیں ہوں گی ایسے لباس پہننے والیاں کہ باوجود لباس کے ننگی ہوں گی ۳۳۳

باب ۲۰۹

حضور ﷺ کا خبر دینا کہ ان کی اُمت کی نیت جب کمزور ہو جائے گی (یعنی ایمان) تو ان پر اللہ کی مرضی کے مطابق اقوام عالم کو دعوت دی جائے گی ---------- ۳۳۴

باب ۲۱۰

حضور ﷺ کا اس زمانے کی خبر دینا جس میں انسان کو اختیار دیا جائے گا عاجز و کمزور ہو کر بیٹھ جانے میں اور گناہوں کا ارتکاب کرنے میں ۳۳۴

باب ۲۱۱

حضور ﷺ کا خبر دینا اپنی اُمت کے حال کے بارے میں اپنی وفات کے بعد۔ ان کی تمنا کرنے کی بابت حضور ﷺ کو دیکھنے کے لئے ۳۳۵

باب ۲۱۲

حضور ﷺ کا خبر دینا ایک قوم کے بارے میں جنہوں نے ان کو نہیں دیکھا وہ حضور ﷺ کے ساتھ ایمان لائیں گے ۳۳۶

باب ۲۱۳

(۱) حضور ﷺ کا خبر دینا کہ آپ کے اصحاب نے آپ کی حدیث سُنی۔

(۲) پھر ان کے سماع کی جو ان کی تابعداری کریں گے اس کی جو کچھ انہوں نے سُنا۔

(۳) پھر ان کے سماع کی جو تابعین کی تابعداری کریں گے جو کچھ انہوں نے سُنا۔

(۴) اور یہ خبر دینا کہ بعض وہ لوگ جن کو حدیث رسول پہنچی ہے کبھی وہ بعض سُننے والوں سے زیادہ محفوظ کرنے والا ہوتا ہے۔

(۵) اور حضور ﷺ کا خبر دینا ان لوگوں کے بارے میں جو ان کے پاس آفاق واطراف سے دین کو سمجھنے کے لئے آئیں گے۔

(۶) پھر وہی کچھ ہوا جو کچھ آپ نے خبر دی تھی۔ ۳۳۷

☆☆☆

دلائل النبوۃ عنوانات ۔ حصہ ہفتم

☆☆☆

باب ۱

درختوں کا ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری کرنا اور مجموعی طور پر وہ منقول حدیث جس میں آپ ﷺ کی اُنگلیوں کے درمیان سے پانی بہنے کا ذکر ہے۔ وغیرہ ذالك

یہ سب علامات نبوت میں سے ہیں

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابوالحسین احمد بن عثمان بن یحییٰ آدمی نے بغداد میں ان کو احمد بن یاد بن مہران سمسار نے ان کو ہارون بن معروف نے (ح)۔اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے ،ان کو خبر دی ابوبکر بن ابواسحق فقیہ نے ،ان کو علی بن عبدالعزیز نے ،ان کو محمد بن عباد مکی نے ،ان کو حاتم بن اسماعیل نے ،ان کو یعقوب بن مجاھد ابوحرزہ نے ،عباد بن ولید بن عبادہ بن صامت سے ،وہ کہتے ہیں کہ میں اور میرے والد روانہ ہوئے علم کی طلب میں انصار کے اس قبیلے میں تا کہ ان لوگوں کے فوت ہونے سے پہلے پہلے (ان سے کچھ علم دین حاصل کرلیں) لہٰذا اس سلسلے میں جو شخص پہلے پہلے ہم سے ملا وہ ابوالیسر صحابئ رسول تھے ۔ (ان کا نام کعب بن عمرو تھا بیعت عقبہ اور بدر میں شریک رہے اور معرکہ بدر میں ان کی عمر بیس سال تھی اور اصحاب بدر میں سب سے آخر میں انتقال ہوا)۔اور ان کے ساتھ ان کا لڑکا بھی تھا۔ اس نے وہی کچھ ذکر کیا جو اس نے ان سے سنا تھا۔ اس کے بعد اس نے کہا کہ حتیٰ کہ ہم جابر بن عبداللہ کے پاس آئے ان کی مسجد میں۔ انہوں نے بھی وہی کچھ ذکر کیا جو انہوں نے ان سے سنا تھا۔

یہاں تک کہ اس نے کہا جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہوئے ، جابر نے کہا تھا کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلے تھے حتیٰ کہ ہم وادی افیح میں اُترے تھے۔ (یعنی وسیع میدان میں) پس رسول اللہ ﷺ قضاء حاجت کے لئے چلے گئے میں بھی پانی کا برتن لے کر ان کے پیچھے پیچھے چلا گیا حضور اکرم ﷺ نے ادھر اُدھر دیکھا مگر کوئی چیز آپ کو نظر نہ آئی جس کے ساتھ وہ آڑ کر کے چھپ کر قضاء حاجت کریں آپ نے اچانک دیکھا تو دو درخت میدان کے کنارے پر نظر آئے (وادی میں)۔

حضور اکرم ﷺ کے بلانے پر دو درختوں کا چل کر آنا (معجزۂ رسول)

حضور اکرم ﷺ ان میں سے ایک کی طرف چلے گئے اس کی ٹہنیوں میں سے ایک ٹہنی کو پکڑا اور اس کو فرمایا کہ میری اطاعت کر و اللہ کے حکم کے ساتھ لہٰذا وہ درخت حضور ﷺ کے ساتھ ساتھ اس طرح چلا آیا جیسے نکیل ڈالا ہوا اُونٹ چلا آتا ہے اپنے کھینچنے والے کے ساتھ۔ حتیٰ کہ دوسرے درخت کے پاس آگئے اور اس کی ٹہنی پکڑ کر فرمایا کہ تم میری تابعداری کرو اللہ کے حکم کے ساتھ وہ بھی ساتھ چلا آیا اس کی طرح حتیٰ کہ جب نصف فاصلے پر آگئے دونوں کے مابین آپ نے دونوں کو جمع کر دیا اور ملا دیا اور فرمایا کہ تم دونوں میرے لئے آپس میں مل جاؤ اللہ کے حکم کے ساتھ لہٰذا وہ دونوں باہم مل گئے۔

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ۔ میں نکلا تیزی سے دوڑتا ہوا اس ڈر کے مارے کہ رسول اللہ ﷺ میرا قریب آنا محسوس نہ کرلیں لہٰذا میں حضور اکرم ﷺ سے دور ہو گیا اور میں بیٹھ گیا اور دل میں کچھ سوچنے لگا کہ اچانک دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ سامنے آرہے ہیں اور دونوں درخت

الگ الگ ہو گئے میں اور ہر ایک اپنے تنے پر کھڑا ہوا ہے۔ پس میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ کھڑے ہو گئے اور اپنے سر سے مجھے اشارہ کیا (یعنی یہاں آؤ) ہارون بن معروف نے کہا کہ یہ بتاتے ہوئے ابواسماعیل نے دائیں بائیں اشارہ کیا اپنے سر کے ساتھ۔

حضور اکرم ﷺ کی شفاعت سے عذاب قبر ٹل گیا (معجزۂ رسول)

اس کے بعد آپ آگے آئے۔ جب میرے پاس پہنچے تو فرمایا اے جابر کیا تم نے میرے کھڑے ہونے کی جگہ دیکھ لی ہے میں نے عرض کی جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ! فرمایا کہ تم جاؤ ان دو درختوں میں سے ہر ایک سے ایک ٹہنی توڑ کر (یا کاٹ کر) لے آؤ۔ اور جب اس جگہ پر کھڑے ہو جہاں میں کھڑا تھا تو ایک ٹہنی کو اپنی دائیں جانب چھوڑ دینا اور دوسری کو اپنی بائیں جانب چھوڑ دینا۔

حضرت جابر کہتے ہیں کہ میں اٹھا اور میں نے ایک پتھر اٹھایا اور اس کو توڑا اور اس کو تیز کیا (چھری کی مثل) لہٰذا وہ تیز ہو گیا پھر میں ان درختوں کے پاس آیا میں نے ہر ایک سے ایک ٹہنی کاٹی پھر میں ان کو گھسیٹتا ہوا لے آیا حتی کہ جب میں آ کھڑا ہوا رسول اللہ ﷺ کے قیام کرنے کی جگہ پر تو میں نے ایک ٹہنی اپنی دائیں جانب چھوڑ دی دوسری اپنی بائیں جانب چھوڑ دی۔ پھر میں آپ کے پاس آ گیا میں نے بتایا کہ میں نے یہ کام کر لیا ہے پس یہ کس وجہ سے ہوا؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں دو قبروں کے پاس گذرا تھا جو عذاب دی جا رہی تھی میں نے پسند کیا کہ میری شفاعت سے ان دونوں سے تخفیف کر دی جائے جب تک دونوں ٹہنیاں گیلی رہیں گی۔

حضور اکرم ﷺ کی دعا کی برکت سے پانی زیادہ ہو گیا (معجزۂ رسول)

کہتے ہیں کہ ہم لوگ لشکر میں پہنچے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے جابر! وضو کے لئے آواز لگا دو میں نے آواز لگائی خبردار! وضو کر لو ہوشیار! وضو کر لو۔ جابر کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میں نے قافلے والوں کے پاس پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں پایا۔

کہتے ہیں کہ انصار میں سے ایک آدمی تھا رسول اللہ ﷺ کے لئے پانی ٹھنڈا کیا کرتا تھا۔ پرانی مشکوں میں۔ مشک لٹکانے کی لکڑی (ٹنگنی) پر جو کھجور کی ٹہنیوں سے بنی ہوئی تھی۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم فلاں انصاری کے پاس جا کر جا کر دیکھو اس کی مشکوں میں کچھ پانی ہے۔ جابر کہتے ہیں کہ میں چلا گیا اس کے پاس میں نے جا کر دیکھا تو میں نے نہ پایا مگر ایک قطرہ۔ مشک کے منہ پر رکا ہوا تھا۔ اس قدر قلیل تھا کہ اگر میں اس کو انڈیل دوں تو سوکھی مشک اس کو پی جائے گی میں چلا آیا اور آ کر حضور اکرم ﷺ کو بتایا۔ کہ میں نے پایا ہے صرف ایک قطرہ مشک کے کونے میں سے الگ انڈیلوں گا تو سوکھی مشک اس کو پی جائے گی۔

فرمایا جاؤ تم وہی میرے پاس لے کر آؤ۔ لہٰذا میں لے آیا آپ نے اپنے ہاتھ میں لیا پھر آپ نے کہا میں نہیں جانتا کہ کیا کہا اور اپنے ہاتھوں کو نچوڑا۔ اس کے بعد وہ مجھے دے دیا۔ اور فرمایا اے جابر! آپ ایک تھال (برتن) منگوا لو۔

میں نے آواز دی کہ قافلے میں کوئی تھال والا ہے (جس کے پاس تھال ہو) لہٰذا اس نے وہ لا کر ان کے سامنے رکھ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ سے اشارہ کیا اس طرح اور اس کو تھال میں انڈیل دیا اور پھیلا دیا اور اپنی انگلیوں کے درمیان فاصلہ کیا اور ہاتھ پھیلا کر اس کو تھال کی گہرائی میں رکھ دیا۔

پھر فرمایا اے جابر! لیجئے میرے ہاتھ پر پانی ڈالئے اور پڑھیے بسم اللہ۔ پس میں نے پانی ڈالا اس پر اور میں نے کہا بسم اللہ اتنے میں میں نے دیکھا کہ پانی فوارے مارنے لگا رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں کے درمیان پھر تھال میں سے پانی اُبلنے لگا اور تھال میں گھومنے لگا دیکھتے ہی دیکھتے (تھال یا ٹب) بھر گیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اے جابر! آواز لگاؤ جس کو پانی کی ضرورت ہو لے جائے۔

کہتے ہیں کہ لوگ آئے انہوں نے پانی بھرلیا خوب سیر ہوگئے میں نے پوچھا کیا کسی کو مزید پانی کی ضرورت ہے اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے تھال میں سے اپنا ہاتھ اُٹھالیا اور وہ بدستور بھرا ہوا تھا۔

بھوک کے وقت حضور اکرم ﷺ کی دعا کی برکت سے
لشکر اسلام کو مچھلی کا گوشت ملا

اور لوگوں نے بھوک کی شکایت کی رسول اللہ ﷺ سے۔ آپ نے فرمایا کہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں کھانا کھلائے گا چنانچہ ہم لوگ مقام سیف البحر پر آئے اللہ نے ایک جانور (ساحل پر) پھینک دیا ہم نے اس کے آدھے حصے پر آگ جلائی اور اسے بھونا۔ اور اُبالا۔ اور خوب کھایا اور ہم خوب شکم سیر ہوگئے۔

حضرت جابر ﷺ کہتے کہ میں اور فلاں آدمی اور فلاں پانچ آدمی اس مچھلی کی آنکھ کی گولائی میں داخل ہو کر سما گئے تھے۔ اس طرح پر کہ ہمیں کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ حتیٰ کہ ہم باہر نکل آئے۔ اور ہم نے اس کی پسلیوں میں سے ایک پسلی اُٹھائی اس کو ہم نے کمان کی طرح کھڑا کیا۔ اس کے بعد ہم نے لشکر میں سے لمبا آدمی بلایا اور بڑا اُونٹ لائے اور بڑا پلان لائے اس پر بیٹھا کر پسلی کی گولائی کے نیچے سے گزارا اس کو اپنا سر نیچا نہیں کرنا پڑا تھا (یعنی وہ آرام سے نیچے سے گزر گیا) یہ الفاظ ہیں حدیث ابن آدمی کے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے اپنی صحیح میں ہارون بن معروف اور محمد بن عباد سے۔

(مسلم۔ کتاب الزہد۔ حدیث جابر الطویل۔ حدیث ۷۴ ص ۲۳۰۶۔۲۳۰۹)

(۲) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابوبکر بن اسحٰق صغانی نے، ان کو ابوالجواب نے ان کو عمار ابن زریق نے اعمش سے، اس نے ابراہیم سے، اس نے علقمہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمارے اندر زلزلہ آیا تھا حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ کی زندگی میں ان کو اس بات کی خبر دی گئی۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم لوگ جو اصحاب محمد ہیں ہم لوگ آیات برکات (برکت کی نشانیاں) دیکھتے تھے اور تم آیات عذاب اور ڈر دیکھتے ہو۔

آپ ﷺ کی اُنگلیوں سے پانی کا نکلنا (معجزۂ رسول)

ایک مرتبہ ہم لوگ کسی سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے یکا یک نماز کا وقت ہوگیا۔ جب کہ ہمارے پاس پانی نہیں تھا بس تھوڑا سا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے وہ پانی منگوالیا اور اس کو ایک تھالی کے اندر ڈال دیا۔ اور اس کے اندر اپنی ہتھیلی رکھ لی لہٰذا پانی آپ ﷺ کی اُنگلیوں سے پھوٹنے لگا آپ نے آواز لگادی وضو کرنے والے آجائیں اور برکت اللہ کی طرف سے ہوئی۔ لہٰذا لوگ چلے آئے انہوں نے وضو کیا اور پانی پیا۔ میں تو ایسا ہوگیا کہ مجھے کسی چیز کی فکر ہی نہ رہی مگر صرف وہی جس کو میں اپنے پیٹ میں کرلوں حضور اکرم ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے کہ برکت اللہ عزوجل کی طرف سے ہوتی ہے۔

اعمش فرماتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث بیان کی سالم بن جعد کو انہوں نے بتایا کہ یہ حدیث مجھے بیان کی ہے جابر نے تو میں نے ان سے پوچھا کہ تم لوگ اس دن کتنے تھے اس نے بتایا کہ پندرہ سو تھے۔

تحقیق بخاری نے نقل کیا حدیث جابر کو دوسرے طریق سے اعمش سے۔ اور حدیث مسعود کو حدیث منصور سے اس نے ابراہیم سے تحقیق وہ گذر چکی ہے باب عمرۂ حدیبیہ میں اپنے مشہور دورِ سمیت۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی مقرئ نے ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحٰق نے یوسف بن یعقوب قاضی سے۔ ان کو سلیمان بن حرب نے ان کو شعبہ نے ان کو عمرو بن مرہ نے اور حصین نے سالم بن ابوالجعد سے اس نے جابر بن عبداللہ سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے سفر میں ہم لوگوں کو سخت پیاس لگی ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنا دست مبارک پانی کے ایک ٹب یا تھال میں رکھا اپنے آگے سے لہٰذا پانی آپ کی انگلیوں کے بیچ سے جوش مارنے لگا گویا کہ وہ چشمے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا پینا شروع کردو اللہ کا نام لے کر لہٰذا ہم لوگوں نے پانی پیا اور پانی ہم لوگوں سے زیادہ ہو گیا کافی ہو گیا۔ اگر ہم ایک لاکھ ہوتے تو بھی ہمیں پورا ہو جاتا میں نے حضرت جابر سے پوچھا کہ تم لوگ کتنے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ ہم ایک ہزار اور پانچ سو تھے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ باب غزوۃ الحدیبیہ۔ حدیث ۴۱۵۲۔ فتح الباری ۷/ ۴۴۱۔ کتاب المناقب۔ حدیث ۳۵۷۶۔ فتح الباری ۶/ ۵۸۱)

(۴) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن ابراہیم بن احمد اردستانی حافظ نے اس میں جو میں نے ان کے سامنے پڑھی تھی بغداد میں وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالقاسم عبدالمالک بن ابوالشوارب نے ان کو خبر دی جعفر بن سلیمان نے ان کو جعد ابوعثمان نے انس بن مالک سے اس نے جابر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا کہ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں شکایت کی شدید پیاس لگنے کی۔ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک برتن منگوایا اور اس میں تھوڑا سا پانی ڈالا اور اپنا دست مبارک اس ٹب میں رکھ دیا اور فرمایا کہ پانی بھرتے جاؤ میں نے دیکھا کہ چشمے ابل رہے تھے نبی کریم ﷺ کی مبارک انگلیوں سے۔ (مسند احمد ۳/ ۳۴۳)

باب ۲

کھجور کے خوشہ کا چلنا جسے حضور اکرم ﷺ نے اپنے پاس بلایا تھا

اس کا حضور اکرم ﷺ کے سامنے ٹھہر جانا۔ اس کے بعد آپ کی اجازت کے ساتھ اپنی جگہ پر واپس چلے جانا۔ اس میں جو دلائل نبوت ہیں

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان۔ ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے ان کو محمد بن عیسیٰ واسطی نے ان کو عبیداللہ بن عائشہ نے (ح)۔ ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو ابوعمرو بن سماک نے، عبداللہ بن ابوسعید سے، اس نے عبیداللہ بن محمد بن عائشہ سے، ان کو خبر دی حماد بن سلمہ نے، ان کو علی بن زید نے، ان کو ابورافع نے، ان کو عمر بن خطاب نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ مقام حجون میں تھے اور آپ شدید مغموم تھے اس لئے کہ آپ کو مشرکین نے ایذا پہنچائی تھی۔ عرض کرنے لگے اے اللہ! آج مجھے کوئی معجزہ دکھا دو جس کے بعد مجھے پرواہ نہ رہے اس کی جو میری تکذیب کرے۔ کہتے ہیں کہ آپ کو حکم ملا آپ نے درخت کو آواز دی اہل مدینہ کی گھاٹی کے پیچھے سے وہ زمین کو چیرتا ہوا چلا آیا۔ آ کر آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ کہتے ہیں اس کے بعد آپ نے اس کو حکم دیا وہ واپس اپنی جگہ پر چلا گیا۔ کہتے ہیں اس کے بعد آپ نے فرمایا مجھے پروا نہیں ہے جو میری تکذیب کرے میری قوم میں سے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۶/ ۱۲۴)

اور واسطی نے کہا ہے اپنی روایت میں کہ آپ نے درخت کو آواز دی وادی کے ایک کنارے سے وہ زمین کو چیرتا ہوا آ گیا۔ اور آ کر سامنے کھڑا ہو گیا۔ اس کے بعد راوی نے ذکر کیا ہے۔ تحقیق ہم نے اس کو روایت کیا ہے ابواب مبعث میں عمش سے اس نے ابوسفیان سے اس نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، مبارک بن فضالہ سے، اس نے حسن سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ کی کسی گھاٹی کی طرف نکل گئے تھے آپ اس وقت شدید مغموم تھے آپ کی قوم کے لوگوں نے جو آپ کی تکذیب کی تھی اس لئے آپ نے دعا کی۔

اے میرے رب! مجھے کوئی ایسی ایک نشانی دکھایئے جس سے میرے دل کو سکون واطمینان حاصل ہو جائے اور میرا غم دور ہو جائے۔

اللہ نے ان کی طرف وحی کی۔ کہ آپ اس درخت کی جس ٹہنی کو چاہو بلاؤ آپ ﷺ نے ایک ٹہنی کو بلایا وہ اپنی جگہ سے کھنچ گئی پھر زمین پر گرگئی حتی کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آگئی پھر حضور اکرم ﷺ نے اس کو حکم دیا کہ اپنی جگہ پر چلی جا اور وہ واپس چلی گئی اور سیدھی ہوگئی جیسے پہلے تھی جس پر رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی حمد کی اور آپ کا دل خوش ہو گیا۔

اور پھر حضور اکرم ﷺ واپس چلے آئے اور مشرکین حضور اکرم ﷺ سے کہتے رہتے تھے کہ اے محمد! کیا آپ کبھی اپنے باپ دادا کی فضیلت بھی بیان کرتے ہیں؟ (گویا کہ وہ یہ اعتراض کرتے تھے اس لئے کہ ان کے معاشرے میں تو اسی پر فخر کیا جاتا تھا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

افغیر اللّٰہ تأمرونّی اعبُدُ ایھا الجاھلون سے لے کر • کن من الشاکرین تک (سورۃ الزمر آیت ۶۴)

(البدایۃ والنہایۃ ۶ ۱۲۵)

امام بیہقیؒ کا تبصرہ

۱۔ میں کہتا ہوں کہ یہ مرسل روایت (جس میں تابعی صحابی کا نام چھوڑ کر رسول اللہ ﷺ کی طرف نسبت کر دی ہے) سابق موصول روایت (جس میں تابعی اور صحابی نے سند رسول اللہ تک پہنچائی ہے) کے لئے شاہد ہے (اور تائید ہے)

۲۔ یہ کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کریم ﷺ کے لئے درخت کو تابع کر دیا تھا حتی کہ اس کو آپ کی نبوت کی دلیل اور نشانی بنا دیا اس شخص کے لئے جس نے آپ سے دلیل طلب کی تھی۔

۳۔ اور آپ ﷺ کی نبوت کی شہادت دی تھی درخت نے بعض روایات میں۔ یہ بات اس روایت میں جو ہمارے شیخ نے ذکر کی تھی (جس کو ہم ابھی درج کرتے ہیں)۔

معجزۂ رسول دیکھ کر اعرابی کا مسلمان ہو جانا

(۳) ذکر کیا ہے ہمارے شیخ ابوعبداللہ حافظ نے بطور اجازت کے یہ کہ ابوبکر محمد بن عبداللہ وراق نے اس کو خبر دی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن ابان جعفی نے، ان کو محمد بن فضیل نے، ابوحیان سے اس نے عطاء سے، اس نے ابن عمر سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ایک دیہاتی آیا جب حضور اکرم ﷺ کے قریب ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ (کیا جانا چاہتے ہو؟) اس نے بتایا کہ اپنے گھر میں حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کیا تجھے خیر سے دلچسپی ہے؟ اس نے پوچھا کہ وہ خیر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تم یہ شہادت دے دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور یہ کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔

اس دیہاتی نے پوچھا کہ آپ جو کچھ کہہ رہے ہو کیا اس کے کوئی شاہد اور دلیل بھی ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ درخت شاہد ہے یہ دلیل ہے لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اس درخت کو بلایا حالانکہ وہ وادی کے کنارے پر تھا لہٰذا وہ زمین کو چیرتا ہوا آیا اور آ کر حضور اکرم ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا آپ نے اس سے شہادت طلب کی تین بار لہٰذا اس نے ان کے لئے شہادت دی جیسے فرمایا تھا اس کے بعد وہ اپنی اُگنے کی جگہ پر واپس چلا گیا اور دیہاتی اپنی قوم کی طرف چلا گیا اور اس نے کہا کہ اگر میری قوم نے میری بات مانی اور اتباع کی تو میں ان کو ساتھ لے کر آ رہا ہوں۔ ورنہ میں خود آپ کے پاس لوٹ آؤں گا اور آپ کے ساتھ رہوں گا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۶/۱۲۵)

کھجور کے خوشے کو حضور اکرم ﷺ کے پاس آتا دیکھ کر اعرابی مسلمان ہو گیا

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر بن اسحٰق نے، ان کو خبر دی علی بن عبدالعزیز نے، ان کو خبر دی ابونصر عمر بن عبدالعزیز بن قتادہ نے، ان کو ابوعلی حامد بن محمد رفاء نے ان کو علی بن عبدالعزیز نے، ان کو محمد بن سعید بن اصفہانی نے، ان کو خبر دی شریک نے سماک سے اس نے ابوظبیان سے، اس نے ابن عباس ؓ سے، وہ کہتے ہیں کہ ایک اعرابی آیا نبی کریم ﷺ کے پاس کہنے لگا کہ میں کس چیز کے ذریعے یہ سمجھوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں؟ آپ نے فرمایا تم مجھے بتاؤ کہ اگر میں اس کھجور کے خوشے کو بلاؤں اور وہ آ جائے تو کیا تم شہادت دو گے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے کہا کہ جی ہاں! کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے اس خوشہ کو بلایا اور خوشہ کھجور سے زمین پر گر گیا۔ اور حرکت کرنے لگا حتی کہ نبی کریم ﷺ کے پاس آ گیا۔ کہتے ہیں کہ آپ نے اس سے کہا واپس چلا جا لہٰذا وہ واپس چلا گیا۔ اور اپنی جگہ پر پہنچ گیا۔ اس اعرابی نے کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور وہ ایمان لے آیا۔

یہ الفاظ ہیں حدیث ابوقتادہ کے۔ بخاری نے اس کو روایت کیا ہے تاریخ میں محمد بن سعید سے۔

(مستدرک حاکم ۲/۶۲۰۔ تاریخ ابن کثیر ۶/۱۲۵)

معجزۂ رسول دیکھ کر جادوگر کا کہنا

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار عطاردی نے، ان کو ابوقتادہ نے، اعمش سے، اس نے ابوظبیان سے، اس نے ابن عباس ؓ سے وہ کہتے ہیں کہ بنو عامر کا ایک آدمی آیا رسول اللہ ﷺ کے پاس اس نے کہا کہ میں لوگوں کا علاج کرتا ہوں۔ اگر مجھے جنون کا مرض ہے تو میں آپ کو دوا دوں گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تم یہ پسند کرو گے کہ میں تمہیں کوئی نشانی دکھاؤں؟ اس نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ اس نے کہا اس کھجور کے اس خوشے کو بلا کر دکھاؤ۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کو بلایا چنانچہ وہ اپنی دُم پر حرکت کرتا ہوا آیا اور آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا واپس چلا جا اور وہ واپس چلا گیا۔ اس نے کہا اے بنو عامر! میں نے اس آدمی سے بڑا اور کوئی جادوگر نہیں دیکھا۔ (مسند احمد ۱/۲۲۳)

میں عرب کا سب سے بڑا طبیب ہوں آپ کی مہر (نبوت) دیکھ کر علاج کروں گا

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران عدل نے بغداد میں۔ ان کو خبر دی ابومحمد دعلج بن احمد بن دعلج نے، ان کو محمد بن عمرو قشمرد نے، ان کو خبر دی ابراہیم بن نصر نے ان کو محمد بن حازم نے وہ ابومعاویہ ہیں اس نے اس کو ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ مذکور کی مثل مگر اس نے یہ کہا کہ مجھے وہ مُہر نبوت دکھایئے جو آپ کے کندھوں کے درمیان ہے حتی کہ میں آپ کا علاج کروں گا کیونکہ میں عرب کا بڑا طبیب ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: راوی نے مذکورہ روایت کی مثل اس سے زیادہ مفصل روایت ذکر کی ہے مگر اس میں جنون کا ذکر نہیں ہے۔ اور اسی کو محمد بن ابوعبیدہ نے بھی روایت کیا ہے اپنے والد سے، اس نے اعمش سے، اس نے ابوظبیان سے، اس نے ابن عباس سے، اس کے مفہوم کے ساتھ۔ (البدایۃ والنہایۃ ۶/۱۲۴)

(۷) ہمیں اس کی خبر دی ابوالحسن علی بن عبداللہ بن علی خسرو جزری نے، ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیل نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن عمر بن علاء جرجانی نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن نمیر عبد صالح نے ان کو ابن ابوعبیدہ نے، ان کو ان کے والد نے اعمش سے اس نے ابوظبیان سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ بنو عامر کا ایک آدمی آیا رسول اللہ ﷺ کے پاس اس نے کہا کہ میرے پاس علم ہے اور طب ہے آپ بتائیں آپ کو کیا شکایت ہے؟ کیا آپ کے دل میں کوئی شئی شک ڈالتی ہے؟ آپ کس کی طرف دعوت دیتے اور بلاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میں اللہ عزوجل کی طرف بلاتا ہوں اور اسلام کی دعوت دیتا ہوں اس نے کہا آپ جو بات کہتے ہو اس پر آپ کے پاس کوئی ثبوت کوئی نشانی بھی ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جی ہاں ہے اگر آپ کو دلچسپی ہے تو میں آپ کو کوئی نشانی دکھاتا ہوں۔

آپ کے سامنے درخت کھڑا تھا آپ ﷺ نے اس کی ٹہنی سے کہا یہاں آیئے اے ٹہنی! لہٰذا ٹہنی درخت سے کٹ کر گرتی حرکت کرتی ہوئی حضور اکرم ﷺ کے سامنے آکر کھڑی ہوگئی۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا واپس چلی جا وہ واپس چلی گئی۔ اس عامری نے کہا اے آل عامر بن صعصعہ میں آپ کو ملامت نہیں کروں گا کسی شئی پر جو آپ کہتے ہیں۔ کچھ بھی۔ (البدایۃ والنہایۃ ۶/۱۲۴۔۱۲۵)

(۸) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو ابن ابوقماش نے، ان کو ابن عائشہ نے عبدالواحد بن زیاد سے، اس نے اعمش سے، اس نے سالم بن ابوالجعد سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اس نے کہا یہ کیا قول ہے جو تیرا صاحب کہتا ہے؟ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کھجور کے خوشے تھے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تمہیں اس کی دلچسپی ہے کہ میں تمہیں کوئی نشانی دکھاؤں۔

کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے خوشے کو بلایا وہ نیچے گر کر زمین کو چیرتا ہوا آگے آیا سجدہ کرتا اور اپنا سر اٹھاتا حضور اکرم ﷺ کے سامنے رک گیا۔ پھر آپ ﷺ نے اس کو حکم دیا وہ واپس چلا گیا۔ عامری یہ دیکھ کر چلا گیا وہ کہہ رہا تھا اے ابن عامر بن صعصعہ اللہ کی قسم میں اس شخص کو کبھی بھی جھوٹا نہیں کہوں گا وہ جو بھی کہے گا۔ (ابن کثیر ۶/۱۲۵)

اس طرح کہا ہے سالم بن ابوالجعد نے اور اسی روایت میں ذکر کیا ہے اس آدمی کا حضور کی تصدیق کرنا۔ جیسے کہ وہ روایت سماک میں ہے۔ اور احتمال رکھتا ہے کہ اس نے شروع میں سحر کا تو ہم کیا ہو۔ پھر اس نے جان لیا ہو کہ وہ ساحر نہیں ہے لہٰذا وہ ایمان لے آیا اور تصدیق کرلی۔ واللہ اعلم

اور اس بارے میں روایت کی گئی ہے بریدہ سے اس نے نبی کریم ﷺ سے۔ مگر ہم نے جو کچھ ذکر کیا ہے وہ کافی ہے۔

☆☆☆

باب ۳

ان تین معجزات کا تذکرہ

جن کا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے مشاہدہ کیا تھا
دو درختوں اور ایک لڑکے اور ایک اُونٹ کے بارے میں
اور ان میں سے ہر ایک میں جو آثار نبوت ہیں

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید محمد بن موسیٰ بن فضل نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو اسماعیل بن عبدالملک نے، ابوزبیر سے اس نے جابر رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سفر میں نکلا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک تھی کہ وہ قضاء حاجت کے لئے نکلتے تو بہت دور چلے جاتے تھے یہاں تک کہ انہیں کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔

درختوں کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنا

ہم لوگ ایک منزل پر ایک میدانی زمین پر اترے نہ وہاں کوئی پہاڑ تھا نہ کوئی جھاڑ درخت تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے جابر! تم وضو کا برتن اٹھاؤ اور ہمارے ساتھ چلو میں نے برتن پانی کا بھرا اور ہم چل پڑے چلتے رہے حتیٰ کہ ہم نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ دیکھا تو دو درخت کھڑے تھے دونوں کے درمیان چند ذراع (ہاتھ) کا فاصلہ تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جابر! تم چلے جاؤ اس درخت سے کہو تمہیں رسول اللہ فرماتے ہیں کہ تم اپنے ساتھ والے درخت کے ساتھ مل جاؤ تاکہ میں تمہارے پیچھے بیٹھ جاؤں میں نے ایسے ہی کہا میں کہہ کر چلا آیا حتیٰ کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ مل گیا حضور نے ان کے پیچھے قضاء حاجت کی۔ اس کے بعد ہم واپس لوٹ گئے۔

عورت کا شکایت کرنا کہ جن میرے بیٹے کو روزانہ پکڑ لیتا ہے

اور ہم اپنی سواریوں پر سوار ہوئے اور ہم روانہ ہوئے مگر ایسے چل رہے تھے گویا کہ ہمارے سروں کے اوپر پرندے سایہ کر چلے ہیں اچانک ہمیں راستے میں ایک عورت ملی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئی اس کے ساتھ چھوٹا بچہ تھا جس کو وہ اٹھائے ہوئے تھی اس عورت نے کہا یا رسول اللہ! میرے اس بیٹے کو روزانہ تین مرتبہ شیطان (جن) پکڑ لیتا ہے اس کو چھوڑتا نہیں ہے۔ لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رک گئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے کو لے لیا اور اس کو اپنے اور پالان کے اگلے حصے کے درمیان کر دیا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اخسأ عَدُوَّ اللّٰہِ انا رَسُوْلُ اللّٰہ۔ دفع ہو جا اے اللہ کا دشمن میں اللہ کا رسول ہوں۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار اس کو دھرایا پھر وہ بچہ اس کو دے دیا۔ کہا کہ جب ہم سفر سے واپس لوٹے تو ہم اس پانی کے مقام پر آئے تو اس عورت نے ہمارا سامنا کیا اس کے پاس دو مینڈھے تھے جن کو وہ کھینچ کر لا رہی تھی اور اس بچے کو کوئی اٹھائے ہوئے تھا۔

وہ کہنے لگی یا رسول اللہ! میری طرف سے یہ ہدیہ قبول کیجئے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے وہ شیطان اس کی طرف واپس نہیں آیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مینڈھا اس عورت سے لے لو اور دوسرا واپس کر دو۔

اُونٹ کا حضور اکرم ﷺ کو سجدہ کرنا صحابہ کا حضور اکرم ﷺ کو سجدہ کرنے کی خواہش کرنا حضور اکرم ﷺ کا منع کرنا

اس کے بعد ہم لوگ سفر میں روانہ ہوگئے اور حضور اکرم ﷺ ہمارے درمیان تھے اچانک ایک اونٹ آیا جب وہ قریب آیا تو سجدے میں گر گیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس اُونٹ کا مالک کون ہے؟ چنانچہ انصار کے کچھ نوجوانوں نے کہا کہ یہ ہمارا ہے یارسول اللہ۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا معاملہ ہے اس کا؟۔ انہوں نے بتایا کہ ہم بیس سال سے اس پر وزن لادر ہے ہیں اب جب کہ یہ بڑی عمر کا ہو گیا ہے۔ اور اس پر چربی بھی آگئی ہے ہم نے ارادہ کرلیا ہے کہ ہم اس کو ذبح کر کے اپنے غلاموں میں اس کا گوشت تقسیم کر دیں۔ حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کہ کیا تم اس کو بیچو گے؟ ان لوگوں نے کہا یارسول اللہ! یہ آپ کا ہے (یعنی آپ سے قیمت نہیں لیں گے) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو حتیٰ کہ اس کی طبعی موت آجائے۔ صحابہ نے کہا یارسول اللہ! ہم زیادہ حقدار ہیں جانوروں کے مقابلے میں کہ آپ کا سجدہ کیا کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی بشر کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ کسی بشر کو سجدہ کرے اگر یہ جائز ہوتا تو عورتیں اپنے خاوندوں کو سجدہ کرتیں۔

(ابوداؤد۔ کتاب الطہارۃ ۱/۱۔ ابن ماجہ کتاب الطہارۃ۔ حدیث ۳۳۵ ص ۱/۱۲۱۔ مجمع الزوائد ۹/۷۔۸)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر بن اسحٰق نے، ان کو خبر دی حسن بن علی بن زیاد نے، ان کو ابوحمہ نے، ان کو ابوقرہ نے، زمعہ سے، اس نے زیاد سے، اس نے ابوزبیر سے، اس نے سنا یونس بن خباب کوفی سے، وہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ اس نے سُنی ہے ابوعبیدہ سے وہ حدیث بیان کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے کہ حضور اکرم ﷺ سفر میں تھے مکہ کی طرف اور آپ قضاء حاجت کرنے چلے آپ دور جاتے تھے حتیٰ کہ آپ کو کوئی بھی نہ دیکھ سکتا تھا آپ نے کوئی چیز ایسی نہ پائی جس کے ساتھ آپ چھپتے اوٹ کرتے۔ آپ نے دو درخت دیکھے۔ پھر راوی نے درختوں کا قصہ ذکر کیا۔ اور اونٹ کا قصہ حدیث جابر کی مثل۔ اور حدیث جابر زیادہ صحیح ہے۔ باقی رہی یہ روایت تو اس میں زمعہ بن صالح متفرد اور اکیلا ہے زیاد سے نقل کرنے میں۔ میں گمان کرتا ہوں کہ ابن سعد سے اس نے زبیر سے۔

حضور اکرم ﷺ کے حکم سے درختوں کا آنا اور واپس جانا

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان کو عباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، اعمش سے، اس نے منہال بن عمرو سے، اس نے یعلی بن مرہ سے، اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کیا میں نے دورانِ سفر حضور اکرم ﷺ سے کچھ عجیب چیزیں دیکھیں۔ ہم لوگ ایک منزل پر اُترے آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان درختوں کے پاس جاؤ اور ان سے کہو تمہیں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ تم دونوں اکٹھے ہو جاؤ۔ میں گیا اور جا کر ان سے یہی کہا۔ لہٰذا یہ ایک درخت اپنی جڑوں سے کھینچ گیا اور ہر ایک دوسرے سے مل گیا۔ حضور اکرم ﷺ نے قضاء حاجت کرلی ان کے پیچھے اس کے بعد فرمایا کہ تم جا کر ان سے کہو کہ ہر ایک اپنی جگہ پر چلا جائے میں ان کے پاس گیا میں نے ان سے وہی بات کہی لہٰذا ہر ایک واپس اپنی جگہ چلا گیا۔

آسیب زدہ کے منہ میں حضور اکرم ﷺ کا اپنا لعاب دہن ڈالنا اور اس کا شفایاب ہو جانا

حضور اکرم ﷺ کے پاس ایک عورت آئی وہ بولی کہ میرے اس بیٹے پر جن ہے گذشتہ سات سال سے وہ روزانہ دو مرتبہ اس کو پکڑ لیتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اس کو میرے قریب کرو۔ عورت نے اس کو قریب کیا حضور اکرم ﷺ نے اس کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور فرمایا۔ اُخْرُجْ عَدُوَّ اللّٰہِ اَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ۔ اے اللہ کا دشمن تو نکل جا میں اللہ کا رسول ہوں۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے اس کو حکم دیا کہ ہم جب واپس آئیں گے

تو ہمیں اس کے بارے میں بتانا کہ اس نے کیا کہا ہے؟ لہٰذا جب حضور اکرم ﷺ واپس آئے تو وہ لڑکا حضور ﷺ کے سامنے آیا اس کے پاس دو مینڈھے تھے اور کچھ پنیر تھا اور گھی تھا۔ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں اس نے پیش کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ مینڈھا لے لیجئے۔ نیز آپ نے اس سے اور بھی کچھ لے لیا جو کچھ چاہا۔ اس عورت نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو عزت دی ہے جب سے آپ ہم سے مل کر گئے تھے جب سے ہم نے اس پر کوئی چیز نہیں دیکھی۔

اُونٹ کا حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں مالکان کی شکایت کرنا
اور حضور اکرم ﷺ کا اس کی سفارش کرنا

پھر ان کے پاس ایک اونٹ آیا اور آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا حضور اکرم ﷺ نے دیکھا کہ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں حضور اکرم ﷺ نے اس کے مالکان کو بلایا۔ تمہارے اونٹ کا کیا معاملہ ہے یہ تم لوگوں کی شکایت کرر ہا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ہم لوگ اس پر کام کرتے تھے۔ اب اس کا کام ختم ہو گیا ہے تو ہم لوگوں نے ایک دوسرے سے بات کی ہے کہ کل ہم اس کو ذبح کر دیں گے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس کو ذبح نہ کرو اس کو اونٹوں میں چھوڑ دو ان میں رہتا رہے گا۔ (مجمع الزوائد ۹/۶)

(۴) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، ان کو محمد بن محمد بن داود سجزی نے، ان کو خبر دی عبدالرحمٰن بن ابو حاتم نے ان کو ابوسعید اشج اور عمر واودی نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے وکیع نے، اعمش سے، اس نے منہال بن عمرو سے، اس نے یعلیٰ بن مُرّہ سے اس نے اپنے والد سے انہوں نے کہا۔ کہ میں نے حضور اکرم ﷺ سے تین چیزیں دیکھی ہیں۔ پھر اس نے حدیث ذکر کی روایت یونس کے مفہوم کے ساتھ مگر اس نے یہ اضافہ کیا ہے کہ تم دو میں سے ایک مینڈھا لے لو اور دوسرا واپس کر دو اور گھی اور پنیر لے لو۔ (مجمع الزوائد ۹/ ۵۔۶)

مُرّہ ابو یعلیٰ وہی مرہ بن ابو مرہ ثقفی ہے اور اس بارے میں کہا گیا ہے کہ خود یعلیٰ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے دیکھا۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوالقاسم زید بن ہاشم علوی نے کوفے میں، ان کو خبر دی ابوجعفر محمد بن علی بن دُحیم نے، ان کو ابراہیم بن عبداللہ نے، ان کو خبر دی وکیع نے، اعمش سے اس نے منہال بن عمرو سے، اس نے یعلیٰ بن مُرّہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے کچھ عجیب باتیں دیکھیں میں ان کے ساتھ ایک سفر میں نکلا ہم لوگ ایک منزل پر اترے ان کے پاس ایک عورت اپنے بچے کو لے کر آئی اس کو پاگل پن کا دورہ پڑتا تھا (اس پر جن آتا تھا) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نکل جا اے اللہ کا دشمن میں اللہ کا رسول ہوں۔ یعلیٰ پھر کہتے ہیں وہ بچہ تندرست ہو گیا۔ جب ہم لوگ واپس لوٹے تو اس لڑکے کی ماں دو دنبہ لائی اور تھوڑا سا گھی اور پنیر۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے یعلیٰ ایک دنبہ لے لو اور دوسرا واپس کر دو اور گھی پنیر لے لو۔ یعلیٰ کہتے ہیں کہ میں نے ایسے ہی کیا۔ یہ زیادہ صحیح ہے اور پہلی (روایت) وہم ہے۔

بخاری نے کہا ہے کہ یعنی ان کے والد سے روایت کرنے کی بات وہم ہے اس لئے کہ وہ یعلیٰ سے بذات خود مروی ہے۔ اس کا وہم کیا ہے وکیع نے ایک بار اور اس کو روایت کیا ہے اس نے صحت پر ایک بار۔ میں کہتا ہوں اور تحقیق اس سے موافقت کی ہے۔

بخاری نے گمان کیا ہے کہ وہ وہم ہے یونس بن بکیر کا اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہم ہو اعمش سے واللہ اعلم۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی اور ابومحمد بن ابوحامد مقریٔ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو عباس بن محمد دوری نے، ان کو حمدان بن اصفہانی نے، ان کو شریک نے، عمر بن عبداللہ بن یعلیٰ بن مُرّہ سے، اس نے اپنے والد سے اس نے ان کے دادا سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے تین چیزیں دیکھی تھی جو مجھ سے قبل کسی نے نہیں دیکھی تھیں میں ان کے ساتھ سفر کر رہا تھا مکے کے راستہ پر۔

حضورا کرم ﷺ ایک عورت کے پاس سے گذرے اس کے پاس اوراس کا بیٹا تھااس کے ساتھ لمم تھا (پاگل پن کا مرض یا شیطان اور جن پہلی روایت کے مطابق) میں نے اس سے زیادہ سخت دورہ یا زیادہ سخت جن نہیں دیکھا اس عورت نے کہا یارسول اللہ ! میرے بیٹے کی یہ حالت ہے جو آپ دیکھ رہے ہو۔ حضورا کرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو میں اس کے لیے دعا کر دوں۔ اس کے بعد انہوں نے اس کے لئے دعا کی اور روانہ ہو گئے۔ پھر حضورا کرم ﷺ کا گذر ایک اونٹ کے ساتھ ہوا وہ اپنی دلی نکالے ہوئے ڈررہا تھا۔ حضورا کرم ﷺ نے فرمایا اس کے مالک کو میرے پاس لاؤ اس کو لایا گیا۔

حضورا کرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ کہتا ہے کہ میں ان کے پاس پیدا ہوا تھا انہوں نے مجھ سے کام لیا جب میں بوڑھا ہو گیا ہوں تو انہوں نے مجھے نحر کرنے کا ارادہ کرلیا ہے کہتے ہیں کہ اس کے بعد حضور آگے چلے گئے۔ آپ نے دو الگ الگ درخت دیکھے مجھے کہا کہ ان کے پاس جاؤ اور کہو کہ وہ آپس میں مل جائیں میرے لئے کہتے ہیں کہ وہ دونوں اکٹھے ہو گئے۔ حضور ﷺ نے قضاء حاجت کر لی کہتے ہیں کہ اس کے بعد آپ چلے گئے۔ جب واپسی ہوئی تو آپ اس کے پاس سے گزرے وہ بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا اور اس کی ماں نے دو دنبے تیار کھڑے کئے ہوئے تھے۔ اس نے دو مینڈھے حضورا کرم ﷺ کو ہدیہ کئے اس نے بتایا وہ لمم بیماری یا شیطان اس کی طرف واپس نہیں لوٹا۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر شئے یہ جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ مگر کافر یا فاسق جن اور انسان۔

(۷) اس کو روایت کیا ہے عطاء بن سائب نے، عبدالرحمن بن حفص سے، اس نے یعلیٰ بن مُرّہ ثقفی سے، جیسے ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران عدل نے بغداد میں ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو احمد بن منصور رمادی نے، ان کو عبدالرزاق نے، معمر سے اس نے عطاء بن سائب سے، اس نے عبداللہ بن حفص سے اس نے یعلیٰ بن مُرّہ ثقفی سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے تین چیزیں دیکھی تھیں رسول اللہ ﷺ سے ہم سفر کر رہے تھے اچانک ہم ایسے اونٹ کے پاس گذرے جس پر پانی کی مشکیں لادی جاتی تھیں کہتے ہیں کہ جب اونٹ نے حضورا کرم ﷺ کو دیکھا تو اس نے زبان باہر لٹکالی۔ حضورا کرم ﷺ پہنچ گئے۔ اور فرمایا کہ اونٹ کا مالک کہاں ہے؟ وہ آ گیا حضورا کرم ﷺ نے فرمایا کہ تم اس کو میرے پاس بیچ دو۔ اس نے کہا کہ بلکہ میں اس کو آپ کے لئے ہبہ کرتا ہوں یارسول اللہ۔ پھر حضورا کرم ﷺ نے فرمایا اس کو میرے پاس فروخت کر دو۔ اس نے کہا بلکہ میں یہ آپ کے لئے ہبہ کرتا ہوں اور وہ ایسے گھرانے کا ہے جس کی گذر بسر اس کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ حضورا کرم ﷺ نے فرمایا بہر حال جب تم نے یہ بات ذکر کر ہی دی ہے اس کے معاملے کی تو سنو کہ اس نے کام زیادہ لینے کی شکایت کی ہے اور چارہ کم دینے کی اس کے ساتھ حسن سلوک کرو۔

کہتے ہیں کہ اس کے بعد ہم روانہ ہوئے اور ایک منزل پر اُتر کر حضورا کرم ﷺ سو گئے چنانچہ ایک درخت زمین چیرتا ہوا آیا حتی کہ اس نے آپ کو ڈھانپ لیا۔ پھر وہ واپس چلا گیا اپنی جگہ پر۔ حضورا کرم ﷺ جب بیدار ہوئے تو میں نے ان سے اسی بات کا ذکر کیا آپ نے فرمایا یہ ایسا درخت ہے جس نے اپنے رب سے اجازت مانگی تھی کہ وہ رسول اللہ ﷺ پر سلام کرے گا اللہ نے اس کو اجازت دی تھی۔ وہ کہتے ہیں پھر ہم لوگ روانہ ہوئے اور ہم ایسے پانی کے مقام پر پہنچے وہاں پر ایک عورت اپنے بیٹے کو لے کر آئی جس کے ساتھ کوئی جن تھا حضورا کرم ﷺ نے اس کے نتھنوں سے پکڑ لیا پھر فرمایا نکل جا میں محمد ہوں میں اللہ کا رسول ہوں۔

اس کے بعد ہم لوگ چلے گئے ہم اپنے سفر سے واپس لوٹے تو اس پانی کے مقام پر ہم پہنچے تو وہ عورت (حضورا کرم اکو پیش کرنے کے لئے) دودھ لائی اور اُونٹ لائی حضورا کرم ا کے حکم سے وہ تو واپس کر دیئے گئے آپ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا انہوں نے دودھ پی لیا حضورا کرم ﷺ نے اس عورت سے لڑکے کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے ہم نے آپ کے جانے کے بعد تو اس پر شک بھی نہیں کیا (یعنی وہ تکلیف ایسی غائب ہوگئی)۔ (مسند احمد ۴/۱۷۱-۱۷۲-۱۷۳۔ سنن ابن ماجہ۔ کتاب الطہارۃ۔ حدیث ۳۳۹ ص ۱/۱۲۲۔ سنن دارمی۔ مستدرک حاکم ۲/۶۱۷۔ دلائل النبوۃ لابی نعیم ۳۲۷-۳۲۹۔ مجمع الزوائد ۹/۵-۷۔ البدایۃ والنہایۃ ۶/۱۳۵)

پہلی روایت یعلی بن مرہ سے دو درختوں کے بارے میں زیادہ صحیح ہے اس لئے کہ وہ جابر بن عبداللہ انصاری کی روایت کے مطابق اور موافق ہے مگر یہ ہوگا کہ درخت والا معاملہ اس روایت میں حکایت ہے دوسرے واقعہ سے۔

(۸) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حسین بن حسن غفاری نے بغداد میں، ان کو عثمان بن احمد بن سماک نے، ان کو ابو علی حنبل بن اسحٰق بن حنبل نے، ان کو سلیمان بن احمد نے، ان کو عبدالرحیم بن حماد نے، معاویہ بن یحییٰ صدفی سے، ان کو خبر دی زہری نے، خارجہ بن زید سے، وہ کہتے ہیں کہ اسامہ بن زید نے کہا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کے لئے نکلے جو آپ نے حج کیا تھا حتی کہ جب ہم بطن وادی روحاء میں پہنچے آپ کو ایک عورت آتی ہوئی نظر آئی آپ نے اپنی سواری روک لی وہ جب آپ کے قریب آئی تو بولی یا رسول اللہ! یہ میرا بیٹا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ یہ ہوش میں ہی نہیں آیا جس دن سے میں نے اس کو جنم دیا ہے آج کے دن تک کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو لے لیا اس عورت سے اور اس بچہ کو اپنے سینے کے اور پالان کے درمیانی لکڑی کے درمیان رکھ دیا پھر آپ نے اس بچے کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ نکل جا اے اللہ کے دشمن میں اللہ کا رسول ہوں۔

کہتے ہیں کہ اس کے بعد آپ نے وہ بچہ اس عورت کو پکڑا دیا اور فرمایا کہ آپ لے لیجئے اس کو اب اس پر کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اسامہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ جب اپنا حج پورا کر چکے تو لوٹ آئے حتی کہ جب آپ وادی روحاء میں پہنچے تو وہ عورت ایک بھنی ہوئی بکری لے کر حضور اکرم ﷺ کے پاس آئی اور بولی یا رسول اللہ میں اس بچے کی ماں ہوں جو میں آپ کو شروع میں ملی تھی آپ نے پوچھا کہ وہ بچہ کیسا ہے؟ اس نے جواب دیا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اس کے بعد تو مجھے اس کی بیماری (یا جن وغیرہ) کا شک بھی نہیں گزرا۔

حضور نے اسامہ سے کہا اے اُسیم! (یعنی حضور جب اسامہ کو بلاتے تو اس کے نام میں ترخیم کرتے تھے) اس عورت سے بکری لے لیجئے۔ پھر کہا اے اُسیم مجھے اس کی دستی دے دیجئے میں نے بکری کی نلی حضور اکرم ﷺ کو دے دی حضور کو نلی زیادہ پسند تھی اس کے بعد فرمایا: اے اُسیم اور نلی دے دو خیر میں نے دے دی پھر فرمایا: اے اُسیم اور نلی دے دو میں نے کہا یا رسول اللہ! دو ہی تو نلیاں تھیں جو میں آپ کو دے چکا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تو چپ رہتا تو ہمیشہ تو مجھے نلی دیتا ہی جاتا جیسے ہی میں کہتا کہ مجھے نلی دے دو۔

پھر کہا اے اُسیم دیکھ کیا تمہیں رسول اللہ کے قضاء حاجت کے لئے نکلنے کا کوئی آڑ پردہ نظر آتا ہے میں نے کہا یا رسول اللہ! لوگوں نے وادی کو بھر دیا ہے مجھ کو کوئی جگہ نظر نہیں آتی پھر فرمایا نظر مارو کیا کوئی پتھر چٹان یا کھجور کے درخت نظر آتا ہے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! میں نے قریب قریب کھڑی کھجوریں دیکھی ہیں اور کچھ پتھر بھی، فرمایا کہ تم جاؤ کھجوروں کے پاس ان سے کہو کہ رسول اللہ حکم دیتے ہیں کہ تم باہم قریب ہو جاؤ رسول اللہ کے قضاء حاجت کرنے کے لئے اور پتھروں سے بھی ایسے ہی کہو۔

میں ان کے پاس گیا میں نے یہی بات کہی اور قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں نے دیکھا کھجور کے درخت زمین کو چیرتے ہوئے جمع ہو گئے ہیں اور پتھروں کو دیکھا وہ حرکت کرنے لگے ہیں حتی کہ وہ کھجور کے درختوں کے پیچھے حفاظت کے لئے کھڑے ہو گئے ہیں۔ میں نے حضور ﷺ کو بتایا تو آپ نے فرمایا وضو کا برتن اٹھاؤ اور چلو جب آپ نے قضاء حاجت کر لی تو لوٹ آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے اُسیم دوبارہ کھجوروں اور پتھروں کے پاس جاؤ ان سے کہو کہ ان کو رسول اللہ ﷺ حکم دیتے ہیں کہ تم اپنی اپنی جگہوں پر چلے جاؤ۔ (دلائل النبوۃ لابی نعیم ۳۳۶۔۳۳۷)

تحقیق اس حدیث کے شواہد گزر چکے ہیں اس باب میں (مصنف کہتے ہیں) میں کہتا ہوں کیونکہ ہم نے روایت کیا ہے حدیث یعلی بن مرہ میں اُونٹ کا مسئلہ بھی جس نے شکایت کی تھی نبی کریم ﷺ کے آگے اپنے حالات کی صحیح سند کے ساتھ گویا کہ وہ اُونٹ اس کے علاوہ تھا جس کے نحر کرنے کا وہ لوگ ارادہ کر چکے تھے۔ واللہ اعلم

(۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ،ان کو ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ صفار نے ،ان کو احمد بن مہران اصفہانی نے ،ان کو عبداللہ بن موسیٰ نے ، ان کو مہدی بن میمون نے ،اور ہم کو خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے ان کو احمد بن عبید صفار نے ،ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے ان کو عبداللہ بن محمد بن اسماء نے ،ان کو مہدی بن میمون نے ،ان کو محمد بن عبداللہ بن ابویعقوب نے ،حسن بن سعد مولیٰ حسن بن علی سے اس نے عبداللہ بن جعفر سے وہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک دن اپنے پیچھے سواری پر بیٹھایا اور میرے ساتھ آہستہ سے بات کی میں نے وہ بات کسی کو نہیں بتائی لوگوں میں سے۔

کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کو یہ بات زیادہ پسند تھی کہ وہ قضاء حاجت سے چھپنے کا ہدف تجویز کرتے تھے حضور اکرم ﷺ انصار کے ایک باغ میں داخل ہوئے وہاں پر ایک اونٹ تھا اس نے جب حضور اکرم ﷺ کو دیکھا تو رو پڑا اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

اسماء کی ایک روایت میں ہے کہ آپ نے اس کی پیٹھ اور کوہان پر ہاتھ پھیرا وہ آرام سے سو گیا آپ ﷺ نے فرمایا اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ یا یوں فرمایا کہ یہ اونٹ کس کا ہے؟ چنانچہ انصار کا ایک جوان آیا اس نے بتایا کہ میرا ہے یا رسول اللہ! حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے اس جانور کے بارے میں جس نے تمہیں اس کا مالک بنایا اس نے میرے آگے شکایت کی ہے کہ تم اس کو تکلیف پہنچاتے ہو۔ یہ الفاظ ابوعبداللہ کے ہیں۔ (ابوداود۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۲۵۴۹ ص ۳/ ۲۳)

اور ہمیں خبر دی ابوالحسن نے ،ان کو خبر دی احمد بن عبید نے ،ان کو حارث بن ابواسامہ نے ،ان کو حدیث بیان کی یزید بن ہارون نے ان کو مہدی بن میمون نے ،اس نے ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ اسی کی مثل کچھ کم کچھ زیادہ کیا ہے۔

(مسلم۔ کتاب الحیض۔ حدیث ۷۹ ص ۱/ ۲۶۸۔ ابن ماجہ۔ حدیث ۳۴۰ ص ۱/ ۱۲۲۔ ۱۲۳)

باب ۴

اس اُونٹ کا ذکر جس نے نبی کریم ﷺ کو سجدہ کیا اور اس کے مالکان نے اطاعت کر لی تھی اس کی برکت سے اس کے رُک جانے کے بعد

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی مقریٔ نے ،ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحق اسفرائنی نے ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے ، ان کو ابوالربیع نے ،ان کو اسماعیل بن جعفر نے ،ان کو عمرو بن ابوعمرو نے ،بنوسلمہ کے ایک آدمی سے جو کہ ثقہ ہے اس نے جابر بن عبداللہ سے ، یہ کہ بنوسلمہ کا ایک پانی ڈھونے والا اُونٹ تھا وہ پکڑا گیا تھا اس نے ان پر حملہ کر دیا تھا اور ان لوگوں کی بات ماننے سے انکار کر دیا تھا۔ حتیٰ کہ ان کی کھجوریں پیاس سے سوکھنے لگیں۔ وہ شخص حضور اکرم ﷺ کے پاس چلا گیا اس نے جا کر شکایت کی نبی کریم ﷺ نے فرمایا چلو حضور اکرم ﷺ اس کے ساتھ چلدیئے جب باغ کے دروازے پر پہنچے تو اس آدمی نے کہا یا رسول اللہ! آپ اندر داخل نہ ہوں مجھے آپ کے بارے میں خطرہ ہے کہ وہ آپ کے اُوپر حملہ نہ کر دے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ داخل ہو جاؤ ہمارے اوپر کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اونٹ نے جب حضور اکرم ﷺ کو دیکھا تو وہ سر جھکائے چلا آیا۔ آ کر حضور اکرم ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ پھر سجدہ کر لیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا آ جاؤ اپنے اونٹ کے پاس اور آ کر اس کو نکیل ڈال لو۔ اور اس کو لے جاؤ۔ چنانچہ وہ آئے اس کے نکیل ڈالی اور لے گئے لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! اُونٹ نے آپ کو سجدہ کیا ہے جب آپ کو دیکھا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم میرے لیے یہ بات نہ کہو جب تک میں نہ تمہیں بتلاؤں قسم ہے میری عمر کی اس نے میرا سجدہ نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو میرے لیے مسخر کر دیا ہے؟ (خصائص الکبریٰ ۲/۵۶)

اور اس بات میں روایت کی گئی ہے حفص بن اخی یونس بن مالک سے اس نے انس ؓ سے اس نے نبی کریم ﷺ سے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعباس بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحٰق صغانی نے، ان کو عفان بن مسلم نے ان کو حماد بن سلمہ نے، وہ کہتے ہیں انہوں نے سنا ایک شیخ سے بنو قیس میں وہ حدیث بیان کرتے تھے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس نبی کریم ﷺ آئے اور ہمارے پاس ایک جوان اُونٹنی بہت سخت تھی اس پر ہم قادر نہیں ہوتے تھے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس کے قریب گئے آپ نے اس کے دودھ کی جگہ پر ہاتھ پھیرا آپ نے اس کا دودھ نکالا اور پیا۔ (الخصائص الکبریٰ ۲/۵۷)

اس بارے میں ابن ابی اوفی سے بھی روایت کی گئی ہے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو اسماعیل بن محمد قاضی فسوی نے، ان کو خبر دی علی بن ابراہیم نے ان کو فائد ابوالورقاء نے عبداللہ بن ابواوفیٰ سے وہ کہتے ہیں کہ ہم حضور اکرم ﷺ کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ اچانک کوئی آنے والا آیا۔ آپ نے بتایا کہ آلِ فلاں کے پانی کھینچنے والے اُونٹ نے پانی کھینچنے سے انکار کر دیا ہے۔ کہتے ہیں حضور اکرم ﷺ اُٹھ کھڑے ہوئے اور ہم لوگ بھی ساتھ کھڑے ہو گئے ہم نے کہا یا رسول اللہ! اس اُونٹ کے قریب نہ جانا۔ ہم آپ کے بارے میں اس سے خطرہ سمجھتے ہیں۔

جا کر حضور اکرم ﷺ اُونٹ کے قریب گئے۔ اُونٹ نے جب دیکھا تو اس نے سجدہ کر لیا۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اونٹ کے سر پر رکھ لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مہار لے آؤ۔ وہ لائی گئی آپ نے اس کے سر میں ڈال دی آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے مالک کو بلاؤ میرے پاس۔ اسے بلایا گیا۔ آپ نے پوچھا کہ کیا یہ اُونٹ تیرا ہے؟ اس نے بتایا جی ہاں! آپ نے فرمایا کہ اس کو اچھی طرح گھاس کھلایا کرو۔ اور کام مشکل نہ لیا کرو۔ اس نے کہا ایسا ہی کروں گا۔ لوگوں نے آپ سے کہا حضور یہ تو ایک چوپایہ جانوروں میں سے ہے۔ وہ آپ کو سجدہ کرتا ہے آپ کے عظیم حق کی وجہ سے لہٰذا ہم زیادہ حقدار ہیں کہ آپ کو سجدہ کیا کریں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر میں حکم دیتا اپنی اُمت میں سے کہ وہ بعض بعض کو سجدہ کریں تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کرتیں۔ (الدلائل لابی نعیم۔ بیہقی۔ خصائص الکبریٰ ۲/۶۵)

روایت کی گئی ہے ابن عباس ؓ سے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو خبر دی ابوعلی احمد بن فضل بن عباس بن خزیمہ نے ان کو عیسیٰ بن عبداللہ طیالسی نے، ان کو یزید بن مہران نے، ابوبکر بن عیاش سے اس نے اجلح سے اس نے ذیال بن حرملہ سے اس نے ابن عباس ؓ سے وہ کہتے ہیں کہ کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارا ایک اُونٹ ہے۔ باغ میں کھڑا ہے۔ (وہ بگڑ گیا ہے) نبی کریم ﷺ اس کے پاس تشریف لائے۔ اس کو بلایا تو وہ سر جھکا کر چلا آیا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کو مہار ڈالی اور اس کے مالکوں کو دے دیا کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا یا رسول اللہ! ایسے لگا جیسے اُس نے جان لیا تھا کہ یہ ایک نبی ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس شہر کے دونوں کناروں کے مابین کوئی ایک چیز نہیں ہے جو یہ نہ جانے کہ آپ نبی ہیں سوائے کافر جنوں اور انسانوں کے۔

(دلائل النبوۃ لابی نعیم ۳۲۵۔۳۲۶۔ البدایۃ والنہایۃ ۶/۱۳۶۔ خصائص کبریٰ ۲/۵۶۔۵۷۔ مجمع الزوائد ۹/۴)

☆☆☆

باب ۵

(جنگلی ہرن یا حمارِ وحشی) مگر پالتو جانور کا تذکرہ جو آتا رہتا تھا جب وہ رسول اللہ ﷺ کی آمد محسوس کرتا تو چپ چاپ بیٹھ کر انتظار کرتا تھا اور سکون سے بیٹھ جاتا حرکت نہیں کرتا تھا

(۱) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید نے، ان کو باغندی نے، ان کو ابونعیم نے ان کو یونس بن اسحق نے مجاہد سے اس نے سیدہ عائشہ سے وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے گھرانے والوں کے پاس ایک جانور تھا جب حضور اکرم ﷺ گھر سے باہر چلے جاتے تو وہ آتا جاتا رہتا۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ کی کی محسوس کرتا تو انتظار کرتا سکون کے ساتھ حرکت نہیں کرتا تھا۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حسین بن عمر بن برہان غزال اور ابوحسین بن فضل قطان اور ابومحمد عبداللہ بن یحییٰ بن عبدالجبار سکری نے بغداد میں، ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو حسن بن عرفہ نے ان کو محمد بن نفیل نے، یونس بن عمرو سے اس نے مجاہد سے اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے گھرانے والوں کا ایک وحشی جانور تھا حضور اکرم ﷺ جب گھر سے باہر چلے جاتے تو وہ کھیلتا اور جاتا آتا رہتا تھا جب رسول اللہ ﷺ آتے وہ انتظار کرتا اور سکون کر جاتا بالکل حرکت نہیں کرتا تھا جب تک حضور اکرم ﷺ گھر میں رہتے تھے۔ (مسند احمد ۶/۱۱۳-۱۵۰۔ زوائد ۹/۳۔ خصائص کبریٰ ۲/۶۳)

باب ۶

سُرخ چڑیا جسے اس کے انڈوں یا بچوں کے بارے میں دکھ دیا گیا تھا اُس نے بزبانِ حال حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں اپنی حالت کی شکایت کی تھی

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر اصبہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو مسعودی نے حسن بن سعد سے، اس نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود سے اس نے عبداللہ سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ایک آدمی ایک درختوں کے جھنڈ میں داخل ہوا اور اس نے سرخ چڑیا کا انڈا نکالا۔ وہ سرخ چڑیا آئی اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کے سر پر منڈلانے لگی۔ حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کہ تم میں سے کس نے اس کو تکلیف پہنچائی ہے ایک آدمی نے ان لوگوں میں سے بتلایا کہ میں نے اس کا انڈا لے لیا ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا واپس رکھو۔ واپس رکھو اس پر شفقت کرتے ہوئے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید محمد بن موسیٰ نے۔ ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو ابومعاویہ نے، ابواسحق شیبانی سے اس نے عبدالرحمن بن عبداللہ بن مسعود سے اس نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے ایک سفر میں ہم لوگ ایک درخت کے پاس سے گذرے اس میں ایک سرخ چڑیا کے دو بچے تھے ہم لوگوں نے وہ دونوں اٹھا لئے کہتے ہیں کہ سرخ چڑیا نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور وہ اوپر منڈلانے لگی آپ نے پوچھا کس نے اس کو تکلیف دی ہے اس کے بچوں کے بارے میں؟ ہم نے بتایا کہ ہم لوگوں نے اس کے بچے لئے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ واپس کردو لہٰذا ہم نے ان دونوں کو ان کی جگہ پر واپس رکھ دیا۔

اس طرح ہے میری کتاب میں کہ وہ بار بار سامنے آنے لگی۔ اور دیگر نے کہا ہے وہ بھیجنے لگی زمین کے قریب اپنے پروں کو پھیلانے لگی (گویا کہ نیچے نیچے اُڑنے لگی) اس کو ابواسحق فزاری نے روایت کیا ہے ابواسحق شیبانی سے اس نے حسن بن سعد سے اس نے عبدالرحمن بن عبداللہ سے اس نے اپنے والد اور اس نے حدیث میں کہا کہ وہ چڑیا نیچی پرواز کرنے لگی۔

اور یہ سنن ابوداؤد کی حدیث نمبر چھتیس ہے۔

(ابوداود۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۲۶ ص ۵۵/۳۔ حدیث ۵۲۶۸ ص ۴ ۳۶۷۔ تاریخ ابن کثیر ۱۵۱/۶۔ خصائص کبری ۶۳/۲)

باب ۷

ہرنی کا کلام کرنا جس کو اس کے بچے کے بارے میں دُکھ دیا گیا تھا

اور اس ہرنی کا ہمارے پیارے نبی ﷺ کی رسالت کی شہادت دینا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، بطور اجازت، ان کو خبر دی ابوجعفر محمد بن علی بن دُحیم شیبانی نے ان کو احمد بن حازم بن ابوغرزۃ غفاری نے ان کو علی بن قادم نے، ان کو ابوالعلاء نے، خالد بن طہمان سے، اس نے عطیہ سے اس نے ابوسعید سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک ہرنی کے قریب گذر ہوا جو ایک خیمہ کے ساتھ بندھی ہوئی تھی اس نے کہا یا رسول اللہ! مجھے کھول دیجئے تاکہ میں اپنے بچوں کو دودھ پلا کر آ جاؤں میں آ جاؤں گی اور آپ مجھے باندھ دینا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگوں کی شکار کردہ ہو اور لوگوں کی باندھی ہوئی ہو۔ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے اس سے عہد لیا ہرنی نے آپ کو عہد دیا حضور اکرم ﷺ نے اس کو کھول دیا اس ہرنی نے تھوڑی سی دیر گذاری تھی کہ واپس آ گئی اس کی کھیری میں جتنا دودھ تھا وہ خالی کر کے آ گئی تھی۔

حضور اکرم ﷺ نے اس کو باندھ دیا اس کے بعد خیمے کے مالک کے پاس حضور اکرم ﷺ آئے ان سے کہا کہ یہ ہرنی مجھے ہبہ کردو انہوں نے وہ حضور اکرم ﷺ کو ہبہ کردی حضور اکرم ﷺ نے اس کو کھول دیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر جانور موت کے بارے میں اتنا جانتے ہوتے جتنا کہ تم لوگ جانتے ہو تو تم لوگ جس قدر جانور ان میں سے کھا جاتے ہو وہ کبھی بھی نہ کھا سکتے۔ (تاریخ ابن کثیر ۱۴۸/۶۔ خصائص کبری ۶۲/۲)

یہ روایت ایک اور ضعیف طریق سے بھی مروی ہے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن قاضی نے، ان کو خبر دی ابوعلی حامد بن محمد ہوری نے، ان کو بشر بن موسیٰ نے، ان کو ابوحفص عمرو بن علی نے، ان کو یعلی بن ابراہیم غزال نے، ان کو ہیثم بن حماد نے ابوکثیر سے، اس نے زید بن ارقم سے وہ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ مدینے کی

بعض گلیوں میں چل رہا تھا ہم لوگوں کا ایک اعرابی کے خیمے کے ساتھ گذر ہوا دیکھا کہ ایک ہرنی خیمے کے ساتھ باندھی ہوئی ہے ہرنی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس اعرابی نے مجھے شکار کیا ہے۔ جب کہ جنگل میں میرے دو بچے ہیں مجھے ان بچوں کو دودھ پلانا ہے اور یہ میری ذمہ داری ہے۔ نہ تو یہ مجھے ذبح کرتا ہے کہ میں مر کر چھٹ جاؤں نہ ہی مجھے چھوڑتا ہے تا کہ میں جنگل میں اپنے بچوں کے پاس چلی جاؤں۔

حضور اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا کہ کیا اگر میں تجھے کھول دوں تو تم واپس لوٹ آؤ گی؟ اس نے کہا جی ہاں وگرنہ اللہ مجھے عذاب دے عذاب عشار (ٹیکس لینے والوں کا ساعذاب) لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اس کو کھول دیا وہ زیادہ دیر نہ ٹھہری تھی کہ بس واپس آ گئی اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرتی ہوئی حضور اکرم ﷺ نے اس کو خیمے کے ساتھ باندھ دیا اتنے میں اعرابی بھی آ گیا اسکے پاس مشک تھی رسول اللہ ﷺ نے اس سے کہا کیا تم یہ ہرنی مجھے بیچو گے؟ اس نے کہا یہ آپ کی ہوگئی یا رسول اللہ! آپ نے اس کو کھول دیا۔

(دلائل ابی نعیم ۳۲۰۔ ابن کثیر ۶/ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ خصائص کبریٰ ۲/ ۶۱)

زید بن ارقم کہتے ہیں اللہ کی قسم میں نے اس کو جنگل میں دیکھا تھا وہ یہ کہہ رہی تھی :

لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ

(البدایہ والنہایہ ۶/ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ خصائص الکبریٰ ۲/ ۶۰)

باب ۸

گوہ کا ہمارے نبی کریم ﷺ کی رسالت کی شہادت دینا
اور اس بارے میں جو دلائل نبوت ظاہر ہوئے

(۱)　ہمیں خبر دی ابو منصور احمد بن علی دامغانی نے، علاقہ بیہق کی بستی نامین سے۔ جو انہوں نے اپنی اصل کتاب سے پڑھ کر سنائی تھی ان کو حدیث بیان کی ابو احمد عبد اللہ بن عدی حافظ نے، ماہ شعبان ۳۶۲ھ میں جرجان میں۔ ان کو محمد بن علی بن ولید سُلمی نے ان کو محمد بن عبد الاعلیٰ نے، ان کو معتمر بن سلیمان نے ان کو کہمس نے داؤد بن ابو ہند سے اس نے عامر سے اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اس نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کی ایک محفل میں شرکت فرما تھے اچانک بنو سُلیم کا ایک اعرابی آیا اس نے ایک گوہ کا شکار کیا ہوا تھا۔ اس نے اُسے اپنے تھیلے میں ڈالا ہوا تھا۔ تا کہ اسے اپنے گھر لے جائے اور اسے بھون کر کھائے۔ اس نے جب جماعت کو دیکھا تو پوچھا کہ یہ کیوں جمع ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہاں پر وہ شخص ہے جو یہ کہتا ہے کہ وہ نبی ہے۔ وہ اعرابی لوگوں کو چیر کر آگے آیا اور کہنے لگا کہ لات وعزیٰ کی قسم ہے تم مجھے اسقدر مبغوض ہو اور مجھے تم سے اسقدر غصہ ہے جس قدر عورتوں کو بھی کسی ذی لہجہ پر نہیں ہوتا اگر یہ بات نہ ہوتی کہ پوری قوم کے لوگ مجھے جلد باز کہیں گے تو میں تیرے اوپر حملہ کرنے میں جلدی کرتا اور تجھے قتل کر دیتا لہٰذا میں تمہارے قتل کو چھپاتا ہوں اسود واحمر وابیض وغیرہ سے۔

عمر بن خطاب نے یہ بکواس سنی تو اجازت مانگی یا رسول اللہ میں اس کو قتل کر دوں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کیا آپ جانتے ہیں اے عمر کہ بردبار قریب تھا کہ نبی بنا دیا جاتا۔ اس کے بعد آپ اعرابی کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا کہ تم نے جو کچھ کہا ہے تمہیں اس پر کس چیز نے اُبھارا ہے؟

تم نے جو کچھ کہا ہے وہ ناحق کہا ہے؟ تم نے میری محفل میں میری توہین کی ہے۔ اور تم نے رسول اللہ کی تحقیر کی ہے۔ اس دیہاتی نے کہالات وعزیٰ کی قسم میں تیرے ساتھ ایمان نہیں لاتا کیا یہ گوہ آپ کے ساتھ ایمان لاتی ہے؟ یہ کہتے ہوئے اس نے تھیلے میں سے گوہ نکال کر رسول اللہ ﷺ کے آگے پھینک دی۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے گوہ۔ لہٰذا گوہ نے حضور کو صاف عربی میں جواب دیا جیسے پورے حاضرین مجلس نے سنا لبیک وسعد یک یا زین کون عہد پورا کرے گا قیامت کے دن؟

آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے گوہ تم کس کی عبادت کرتی ہو؟ اس نے بتایا اس کی جس کا عرش آسمانوں میں ہے۔ اور زمین میں جس کی حکومت ہے۔ سمندر میں جس کا راستہ ہے جنت میں جس کی رحمت ہے۔ جہنم میں جس کا عذاب۔ حضور اکرم ﷺ نے پوچھا میں کون ہوں اے گوہ؟ وہ بولی رب العالمین کے رسول ہو۔ خاتم النبیین ہو۔ وہ کامیاب ہوا جس نے آپ کو سچا مانا اور وہ ناکام ونامراد ہوا جس نے آپ کی تکذیب کی۔

یہ سن کر اعرابی نے کہا میں اس مشاہدے کے بعد اور کوئی دلیل تلاش نہیں کروں گا۔ اللہ کی قسم میں جب آپ کے پاس آیا تھا تو روئے زمین پر آپ سے زیادہ مبغوض اور برا میرے نزدیک کوئی نہیں تھا۔ مگر آج آپ میرے نزدیک زیادہ محبوب بن گئے ہیں میرے والدین سے اور میری آنکھوں سے اور خود میری ذات سے اور اب میں آپ کو محبوب رکھتا ہوں اپنے اندر سے اور اپنے باہر سے اپنے ظاہر سے اور اپنے باطن سے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الحمد للّٰہ الذی ھداك بی ان الدین یعلو ولا یُعلیٰ

اللہ کا شکر ہے جس نے تجھے میرے سبب ہدایت دی بیشک یہ دین غالب ہوگا مغلوب نہیں ہوگا۔

ولا یقبل بصلوٰۃ ولا تُقبل الصلوٰۃ الا بقرآن

دین قبول نہیں ہوگا مگر نماز کے ساتھ اور نماز قبول نہیں ہوگی مگر قرآن کے ساتھ۔

اس اعرابی نے کہا (اگر ایسی بات ہے تو پھر آپ) مجھے قرآن سکھائیے چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے اس کو (سورۃ اخلاص) قل ھو اللہ احد سکھائی اس اعرابی نے کہا کہ آپ مجھے مزید سکھائیے۔ میں نے ایسا احسن کلام نہیں سنا نہ اشعار میں، نہ رجز میں، اور نہ نثر میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے اعرابی! یہ اللہ کا کلام ہے۔ یہ شعر نہیں ہے۔ اگر آپ یہ پڑھو گے قل ھو اللہ احد۔ صرف ایک بار تو آپ کو ایک تہائی قرآن پڑھنے کا ثواب ملے گا۔ اگر دو مرتبہ پڑھو گے تو دو تہائی قرآن پڑھنے کا اجر ملے گا اور اگر آپ اس کو تین بار پڑھیں گے پورا قرآن مجید پڑھنے کا اجر ہوگا۔

اعرابی نے کہا:

نعم الالٰہُ اِلٰھًا یَقبلُ الیسیرَ ویعطی الجزیل

کتنا بہترین معبود ومشکل کشا ہے آسان چیز کو قبول کرتا ہے اور بہت بڑا اجر دیتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا۔ کیا تیرے پاس مال ہے؟ کہتے ہیں کہ اس نے کہا بنوسُلیم میں کوئی آدمی مجھ سے زیادہ فقیر وغریب نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے کہا اس کو کچھ دے دو انہوں نے اسے دیا۔ حتیٰ کہ انہوں نے اس کو خوش کر دیا یا امیر کر دیا۔ اتنے میں عبدالرحمن بن عوف کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! میرے پاس دس ماہ کی گابھن اونٹنی ہے۔ بختی سے کم اور اعرابی سے زیادہ (بختی اور اعرابی یہ دونوں اونٹوں کی نسلیں ہیں) دوڑ کر سب کو مل جاتی ہے اور اس کو کوئی نہیں پکڑ سکتا غزوۂ تبوک والے دن مجھے ہدیہ کی گئی تھی۔ میں اس کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل کرنا چاہتا ہوں اور وہ اس اعرابی کو دینا چاہتا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے اپنی اُونٹنی کی تعریف کی ہے اور میں تمہیں بتاؤں کہ اس کے بدلے میں تمہارے لیے کیا ہوگا اللہ کے ہاں؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں! ضرور بتائیے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تیرے لئے تیری اونٹنی کی مثل ہوگی موتیوں میں سے اندر سے خالی اس کے پیر زبرجد اخضر کے ہوں گے اس کی گردن زبرجد اصفر کی ہوگی اس پر کجاوہ رکھا ہوگا اس پر سندس اور استبرق ریشم ہوگا۔ وہ تجھے لے کر صراط پر چمکتی بجلی کی طرح گذرے گی جو بھی تجھے دیکھے گا تجھ پر رشک کرے گا قیامت کے دن عبدالرحمن نے کہا کہ میں راضی ہوں۔

لہٰذا وہ اعرابی وہاں سے نکلا تو اس کو بنوسلیم کے ایک ہزار اعرابی بھی ملے ایک ہزار سواریوں کے ساتھ ان کے پاس ایک ہزار تلواریں تھیں اور ایک ہزار نیزے تھے۔ اس نے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم اس شخص کے پاس جا رہے ہیں جو ہمارے الٰہوں معبودوں کو برا بھلا کہتا ہے ہم جا کر اس کو قتل کر دیں گے۔ اس نے کہا کہ یہ کام نہ کرو میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر اس نے ان کو وہ پوری داستان سنائی جو اس کے ساتھ گزری تھی لہٰذا سب نے کہا لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ اس کے بعد وہ لوگ حضور کے پاس پہنچے نبی کریم ﷺ ان لوگوں سے ملے بغیر چادر اور اُوڑنی والے کپڑے کے۔ لہٰذا وہ اپنی اپنی سواریوں سے اُترے اور وہ یُو سے رہے تھے حضور کے جسم اطہر پر جہاں بھی موقع پا رہے تھے اور وہ کہہ رہے تھے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ پھر ان لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! ہمیں ایسا حکم فرمائیے آپ نے فرمایا کہ تم لوگ خالد بن ولید کے جھنڈے تلے ہو جاؤ۔ بس اکھٹے ایک ہزار کی تعداد میں کوئی ایمان نہیں لایا تھا نہ عرب میں سے اور نہ ہی عجم میں سے سوائے ان لوگوں کے۔ (الدلائل ابی نعیم ۳۲۰۔ ابن کثیر ۶/۱۴۹۔ خصائص کبریٰ ۲/۶۵)

مصنف فرماتے ہیں؟ میں کہتا ہوں کہ اس کو نقل کیا ہے ہمارے شیخ ابوعبداللہ حافظ نے معجزات میں اجازت کے ساتھ ابواحمد بن عدی حافظ سے اس نے کہا کہ میری طرف لکھا تھا ابوعبداللہ بن عدی حافظ نے وہ ذکر کرتا ہے کہ محمد بن علی بن ولید سُلمی نے ان کو حدیث بیان کی ہے اس نے ذکر کیا ہے اس کو اور اس کے آخر میں یہ اضافہ کیا ہے۔ کہ ابواحمد نے کہا ہے کہ ہمیں خبر دی ہے محمد بن علی سلمی نے کہ عبدالاعلی اسی بات کی باتیں حدیث بیان کرتا تھا بطور مقطوع حدیث کے۔

اور انہوں نے ہمیں حدیث بیان کی ہے اپنے طول کے ساتھ اپنی اصل کتاب سے رعیف وراق کے حوالے سے۔

میں کہتا ہوں کہ یہی مضمون سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی اور حضرت ابوہریرہ کی روایت میں بھی مروی ہے اور ہم نے جو ذکر کی ہے وہ زیادہ بہتر اسناد والی ہے۔ واللہ اعلم

باب ۹

رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں بھیڑیئے کا پہنچ جانا
کسی چیز کو تلاش کرتے ہوئے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ اصفہانی نے، ان کو محمد بن مسلمہ نے، ان کو یزید بن ہارون نے، ان کو شعبہ نے، عبدالملک بن عمیر سے، اس نے حارثی سے اس نے ابوہریرہ سے وہ کہتے ہیں کہ میں اپنے جوتوں سمیت نماز نہیں پڑھا کرتا تھا لیکن (میں نے دیکھا کہ) رسول اللہ ﷺ نے اپنے جوتوں سمیت نماز پڑھی تھی۔ میں جمعہ کے روزے نہیں روکتا تھا (یا نہیں رُکتا تھا) لیکن (میں نے دیکھا کہ) رسول اللہ ﷺ نے منع کیا تھا۔

کہتے ہیں کہ ایک بھیڑیا آیا رسول اللہ ﷺ کے پاس۔ وہ قریب ہی اپنی سرینوں کے بیٹھ گیا دونوں ہاتھ نیچے ٹیک کر کے۔ پھر وہ ایسے ہو گیا کہ جیسے کوئی چیز طلب کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیشک یہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے (یعنی کچھ مانگتا ہے)۔ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ آپ ہمارے مالوں میں سے اس کا حصہ نہ نکالیں۔ چنانچہ اس نے ایک پتھر اٹھا کر اس کو پھینک کر مار البتہ وہ بھیڑیا بھونکتا ہوا بھاگ کھڑا ہوا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا یہ بھیڑیئے جانتے ہو بھیڑیا کیا ہوتا ہے؟ (تاریخ ابن کثیر ۱۴۵/۶-۱۴۶)

میں کہتا ہوں کہ الحارثی سے مراد وہ ابوالاد بر ہے اس کا نام زیاد ہے۔ یہ قبیلہ بنو حارث بن کعب سے ہے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، ان کو ابوالفضل بن خمیرویہ ہروی نے، ان کو احمد بن نجدہ نے، ان کو سعید بن منصور نے، ان کو حبان بن علی نے، ان کو عبدالملک بن عمیر نے، ابوالادبر حارثی سے اس نے ابو ہریرہ سے وہ فرماتے ہیں کہ ان کے پاس سے ایک آدمی آیا اس نے کہا اے ابو ہریرہ تم وہی ہو جس نے لوگوں کو منع کیا ہے پھر اس نے حدیث ذکر کی۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک بھیڑیا آیا جب کہ رسول اللہ بیٹھے ہوئے تھے وہ آ کر اپنے خاص انداز میں حضور اکرم ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا اور وہ اپنی دُم ہلانے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ دیگر بھیڑیوں کا پیش رو ہے (ان کا لانا چاہتا ہے) یہ اس لئے آیا ہے کہ یہ چاہتا ہے کہ تم لوگ اپنے مالوں میں سے اس کے لئے بھی کچھ مقرر کرو یعنی نکالو۔ صحابہ نے کہا نہیں اللہ کی قسم ہم ایسا نہیں کریں گے لہٰذا ان لوگوں میں سے کسی نے پتھر اُٹھا کر مارا اور وہ بھونکتا ہوا واپس پیچھے چلا گیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ بھیڑیا ہے جانتے ہو بھیڑیا کیا ہوتا ہے؟

(۳) ہمیں خبر دی حسین بن فضل نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو محمد بن وہب بن عمر بن ابوکریمہ نے، ان کو محمد بن سلمہ نے محمد بن اسحق سے اس نے زہری سے اس نے حمزہ بن ابو اُسید سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بقیع میں کسی انصاری کے جنازے میں تشریف لے گئے وہاں دیکھا کہ راستے میں ایک بھیڑیا اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر بیٹھا ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ اویس ہے کچھ مقرر کروانا چاہتا ہے (یعنی مانگنا چاہتا ہے) لہٰذا اس کے لئے کچھ دے دو یا مقرر کر دو۔ لوگوں نے عرض کی ہم طالب کی رائے کے تابع ہیں جیسے آپ چاہیں یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر چرنے والے بکریوں کے گلے میں سے ہر سال ایک بکری (اس کو دیں گے) لوگوں نے کہا کہ یہ تو زیادہ ہے۔ کہتے ہیں کہ آپ نے بھیڑیئے کو اشارہ کیا کہ ان کو چھوڑ جا چنانچہ بھیڑیا اُٹھ کر چلا گیا۔

(البدایۃ والنہایۃ ۱۴۶/۶۔ خصائص کبریٰ ۶۲/۲)

باب ۱۰

بھیڑیئے کا کلام کرنا

اور اس کا ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ کی رسالت کی شہادت دینا

اور اس بارے میں دلائل نبوت کا ظاہر ہونا

(۱) ہمیں خبر دی ابو محمد جناح بن نذیر بن جناح قاضی کوفہ نے، ابو جعفر محمد بن علی بن دحیم شیبانی نے کہا ان کو احمد بن حازم بن ابوغرزہ نے، ان کو عبداللہ بن موسیٰ نے ان کو قاسم بن فضل حدانی نے ابو نضرہ سے اس نے ابو سعید سے وہ کہتے ہیں۔ کہ ایک چرواہا بکریاں چرا رہا تھا حرہ میں اچانک ایک بھیڑیئے نے اس کی بکریوں میں سے ایک بکری پر حملہ کرنے کی کوشش کی مگر چرواہے نے بروقت دفاع کر کے بکری کو بچا لیا۔

مگر وہ بھیڑیا اپنے ہاتھ زمین پر ٹیک کر اپنی دُم پر بیٹھ گیا۔ اس کے بعد وہ چرواہے سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ کیا تو خدا سے نہیں ڈرتا۔ کہ تو میرے اور میرے رزق کے درمیان حائل ہو گیا ہے۔ جس رزق کو اللہ میری طرف چلا کر لے آیا۔ چرواہے نے کہا عجیب بات ہے حیرانی کی اپنی دُم پر بیٹھا ہوا بھیڑیا انسانوں والا کلام کر رہا ہے۔ (یہ سن کر) بھیڑیئے نے جواب دیا کیا تجھے مجھ سے زیادہ حیرانی کی بات رسول اللہ ﷺ نہیں بتاتے حرتین کے درمیان وہ لوگوں کو پہلے گذر جانے والے لوگوں کی خبریں دیتے ہیں۔ اس کے بعد چرواہا بکریوں کو ہانک کر لے گیا حتی کہ مدینے میں آیا اور اس کے کونوں میں سے کسی کونے میں سمٹ گیا اور داخل ہو گیا۔

اس کے بعد نبی کریم ﷺ کے پاس گیا اور اس نے بھیڑیئے والی کہانی حضور اکرم ﷺ کو سنائی۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ لوگوں کے پاس تشریف لائے اور اس چرواہے کو ساتھ لائے اور اس سے کہا کہ آپ کھڑے ہو کر ان کو خبر دیں چرواہے نے لوگوں کو بھیڑیئے والی بات بیان کر کے سنائی اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چرواہے نے سچ کہا ہے خبردار ہوشیار رہو یہ بات قیامت کی شرائط میں سے ہے درندوں کا انسانوں کے لئے کلام کرنا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو گی حتی کہ چوپائے جانور انسانوں سے کلام کرے گا اور آدمی کے ساتھ اس کے جوتے کا تسمہ کلام کرے گا اور اس کے چابک کا دستہ۔ اور اس کو خبر دی گئی اس کی اپنی ران اس کی جو کچھ اس کے بعد اس کی بیوی نے کیا تھا۔ (مسند احمد ۳/۸۳۔۸۴۔ تاریخ ابن کثیر ۶/۱۴۳)

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ اور ابو سعید بن ابو عمرو نے، ان دونوں نے کہا ان کو حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو قاسم بن فضل نے، ان کو ابو نضرہ عبدی نے، ان کو ابو سعید خدری نے، اس نے ذکر کی ہے اس کی مثل۔

یہ اسناد صحیح ہے اور اس کے شواہد بھی ہیں دوسرے طریق سے ابو سعید خدری ؓ سے مروی ہے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابو القاسم عبدالخالق بن علی بن عبدالخالق مؤذن نے، ان کو خبر دی ابو بکر محمد بن مؤمل بن حسن نے، ان کو فضل بن محمد بن میتب نے ان کو نفیلی نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے پڑھی معقل بن عبداللہ بن شہر بن حوشب سے، اس نے ابو سعید خدری سے وہ کہتے ہیں کہ ایک اعرابی مدینے کے اطراف میں بکریاں چرا رہا تھا اچانک اس پر ایک بھیڑیا آیا اس نے اس کی بکریوں میں سے ایک بکری کو پکڑ لیا۔ اعرابی نے اس کو پکڑ کر چھڑا لیا۔ اور بھیڑیا چلتا بنا پھر واپس آیا اور اپنی دُم گول کر کے اس پر بیٹھ گیا پھر کہنے لگا۔

اعرابی کی طرف منہ کر کے افسوس ہے تم پر تم نے میرا رزق چھین لیا ہے جو اللہ نے مجھے رزق دیا تھا۔ اعرابی اس کے سامنے تھا اس نے کہا حیرانی کی بات ہے کہ بھیڑیا کلام کر رہا ہے اس پر بھیڑیئے نے کہا اللہ کی قسم بیشک اس سے بڑی بات کو نظر انداز کر رہے ہو۔ اس نے پوچھا اس سے کہ اس سے بڑی حیرانی کی بات کون سی ہے؟ اس نے کہا کہ اللہ کا نبی نخلات میں ان لوگوں کی خبریں بیان کرتا ہے جو گذر چکے ہیں اور وہ بھی جو بعد میں ہوں گے۔ اس کے بعد اعرابی اپنی بکریاں ہانک کر چلا گیا حتی کہ بعض مدینہ میں اس نے بکریوں کو چھوڑا۔ اور دوڑتا ہوا نبی کریم ﷺ کے پاس گیا جا کر آپ کا دروازہ کھٹکھٹایا آپ ﷺ نے اس کو اجازت دی اس اعرابی نے حضور اکرم ﷺ کو بھیڑیئے کی بات کی خبر دی حضور اکرم ﷺ نے اس کی تصدیق کی پھر فرمایا کہ میں جب لوگوں کو نماز پڑھاؤں تم نماز میں میرے پاس حاضر ہونا جب حضور اکرم ﷺ نماز پڑھا چکے تو پوچھا کہ بکریوں والا کہاں ہے؟ اعرابی کھڑا ہو گیا نبی کریم ﷺ نے اس کو فرمایا بیان کیجئے جو کچھ تم نے دیکھا اور جو کچھ تم نے سُنا۔ چنانچہ اعرابی نے وہ سب کچھ بیان کیا جو کچھ اس نے سنا تھا اور جو کچھ دیکھا تھا۔

پھر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے قیامت قائم نہ ہو گی حتی کہ ایک انسان تم میں سے اپنے گھر سے نکلے گا اور اس کو اس کے جوتے خبر دیں گے یا اس کا چابک یا عصاء اس کی جو کچھ اس کی بیوی نے اس کے پیچھے کیا تھا۔

کہا ہے عبدالحمید بن بہرام فزاری نے شہر بن حوشب سے۔ (مسند احمد ۳/۸۸۔ تاریخ ابن کثیر ۶/۱۴۲)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو عبدالحمید بن بہرام فزاری نے، ان کو شہر بن حوشب نے، ان کو ابوسعید نے، انہوں نے کہا کہ قبیلہ بنو اسلم کا ایک آدمی اپنی بکریوں میں تھا۔ راوی نے حدیث بیان کی ہے مثل اسی کے مفہوم کے اور اس میں کہا ہے کہ بھیڑیئے نے کہا کس چیز کے بارے میں تم حیران ہو؟ اس نے کہا کہ میں تیری میرے ساتھ بات چیت سے حیران ہوں۔ بھیڑیئے نے کہا کہ اس سے زیادہ جو حیرانی کی بات ہے رسول اللہ کی ہے حرتین کے درمیان نخلات میں وہ ان امور کی خبریں دیتے ہیں جو گذر چکے ہیں اور وہ باتیں بتاتے ہیں جو امور آئندہ ہوں گے اور تم یہاں پر اپنی بکریوں کے پیچھے پھرتے رہتے ہو۔

اور روایت کیا گیا ہے عبداللہ بن عامر اسلمی نے، ربیعہ بن اویس سے اس نے انس بن عمرو سے اس نے اھبان بن اوس سے کہ میں اپنی بکریوں میں تھا بھیڑیئے نے اس سے کلام کیا تھا پھر وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور مسلمان ہو گیا۔ (خصائص کبریٰ ۲/۶۱)

(۵) ہمیں خبر دی ابوبکر فارسی نے، ان کو ابواسحق اصفہانی نے، ان کو ابواحمد بن فارس نے، ان کو محمد بن اسماعیل نے، ان کو ابوطلحہ نے، ان کو سفیان بن حمزہ اسلمی نے، اس نے سنا عبداللہ بن عامر اسلمی سے کہتے ہیں اس کی اسناد قوی نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں تحقیق وہ روایت گذر چکی ہے جو اس کو تقویت دیتی ہے۔

(۶) اور ہمیں خبر دی ابوسعد مالینی نے، ان کو ابواحمد بن عدی حافظ نے، ان کو عبداللہ بن ابوداؤد سجستانی نے، جو اپنے عہد کے حفاظ وعلماء میں سے تھے بس نہیں کیا مثل اس کی بھیڑیئے سے کلام کرنے والے کی اولاد کے بارے میں مگر علم ومعرفت کے ذریعے۔ اس کو بطور رمزے میں اس کے والد میں حدیث کی تائید وقوت ہے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمٰن سلمی نے، وہ کہتے ہیں میں نے سنا حسین بن احمد رازی سے وہ کہتے ہیں میں نے سنا سلیمان مغربی سے وہ کہتے ہیں کہ میں نکلا بعض شہروں سے گدھے پر مگر وہ تو مجھے راستے سے الگ کھینچنے لگا لہٰذا میں نے اس کے سر پر کئی ڈنڈیاں ماریں۔ اس نے میری طرف سے سر اُٹھایا اور بولا اے ابوسلیمان مارلو۔ سوا اس کے نہیں کہ تیرے دماغ پر بھی اسی طرح مارا جائے گا میں نے اس سے کہا تیرا کلام کرنا ایسا ہے جو سمجھا جائے؟ اس نے کہا جیسے تم مجھ سے کلام کرو گے میں تم سے ویسے ہی کروں گا۔

باب ۱۱

اللہ تعالیٰ کا شیر کو حضرت سفینہ مولیٰ رسول اللہ

(غلام رسول اللہ) کے لئے مسخر کرنا رسول اللہ ﷺ کے اکرام (احترام) کے لئے اور اس مفہوم میں جو کچھ مروی ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابوزکریا یحییٰ بن ابراہیم بن محمد بن یحییٰ مزکی نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبدالوہاب نے، ان کو جعفر بن عون نے، ان کو خبر دی اسامہ بن زید نے، ان کو محمد بن عمرو نے، ان کو محمد بن منکدر نے، سفینہ خادم رسول اللہ ﷺ سے وہ کہتے ہیں کہ میں دریا میں کشتی پر سوار ہوا۔ کشتی ٹوٹ گئی میں ایک تختے پر بیٹھ گیا وہ مجھے بہا کر شیروں کی ایک کچھار کے پاس لے گیا اس میں شیر تھا اچانک ایک شیر آگے آیا جب میں نے اس کو دیکھا تو میں نے کہا اے ابوالحارث میں سفینہ ہوں رسول اللہ کا غلام وہ میرے پاس آیا حتیٰ کہ اس نے اپنی دم

میرے کندھے پر ماری پھر وہ میرے ساتھ ساتھ چلنے لگا حتی کہ اس نے مجھے ایک راستے پر لا کھڑا کیا پھر شیر اپنی زبان میں کچھ بھنبھنایا تھوڑی دیر کے لئے پھر اس نے اپنی دم مجھ کو ماری میں سمجھ گیا کہ وہ مجھے الوداع کہہ رہا ہے۔

(۲) مجھے خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، ان کو ابوالحسن محمد بن احمد بن زکریا نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بوشنجی نے، ان کو یوسف بن عدی نے ان کو عبداللہ بن وہب نے، اسامہ بن زید سے یہ کہ محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان نے، اس کو حدیث بیان کی ہے محمد بن منکد ر سے۔ یہ کہ سفینہ مولیٰ رسول اللہ فرماتے ہیں کہ میں سمندر میں سوار ہوا میری کشتی ٹوٹ گئی میں جس میں تھا چنانچہ میں ایک تختے پر سوار ہو گیا اس کے تختوں میں سے مجھے اس تختے نے ایک گھاٹی کی طرف پھینک دیا اس میں شیر تھا۔ میں جونہی اس میں داخل ہوا تو شیر نکل کر میری طرف آ گیا اور وہ میرے قریب آیا میں نے کہا اے ابوالحارث میں رسول اللہ کا غلام ہوں اس نے اپنا سر جھکا لیا اور میرے قریب آیا اور مجھے اپنی دُم کے ساتھ ہانکنے لگا اس نے مجھے کچھار میں سے نکالا اور مجھے راستے پر چھوڑ کر آیا پھر وہ جاتے ہوئے کچھ بھنبھنایا میں نے گمان کیا کہ وہ مجھے الوداع کہہ رہا ہے یہ اس کے ساتھ میرا آخری لمحہ تھا۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران عدل نے، بغداد میں ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو احمد بن منصور نے، ان کو عبدالرزاق نے معمر سے اس نے حجبی نے ابن المنکدر سے یہ کہ حضرت سفینہ رسول اللہ کا غلام لشکر سے بھٹک گیا تھا ارض روم میں یا ارض روم میں قید ہو گئے تھے۔ مگر وہ وہاں سے بھاگ گئے اور لشکر کی تلاش میں نکل گئے وہاں پر ان کا ایک شیر سے سابقہ پڑ گیا اس نے اس سے کہا اے ابوالحارث میں رسول اللہ کا غلام ہوں میرا ایسا ایسا معاملہ ہے (میں اس طرح یہاں آیا ہوں) شیر آ کر اس بھنبھنانے لگا اور پہلو میں آ کر کھڑا ہو گیا جیسے ہی اس کی آواز سنتا اس کی طرف جھک جاتا اس کے بعد اس کے پہلو میں چلنے لگا اسی طرح چلتے رہے حتی کہ لشکر تک پہنچ گئے۔ پھر وہ واپس لوٹ آیا۔ واللہ اعلم (تاریخ ابن کثیر ۶/۱۴۷۔ خصائص کبری ۲/۶۵)

باب ۱۲

ایک اور معجزہ رسول جو آپ کے غلام سفینہ کے لئے ظاہر ہوا تھا
اور اسی کی وجہ سے ان کا نام سفینہ پڑا

(۱) ہمیں خبر دی دی ابومنصور ظفری نے، محمد بن احمد علویؒ نے، ان کو خبر دی ابوجعفر محمد بن علی دحیم نے، ان کو احمد بن حازم ابن ابوغرزہ نے، ان کو عبیداللہ بن موسیٰ اور ابونعیم نے، ان کو حشرج بن نباتہ نے، ان کو سعید بن جمہان نے سفینہ سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سفینہ سے کہا تھا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ اس نے کہا کہ میں تمہیں خبر نہیں دوں گا پھر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا نام سفینہ رکھا تھا۔ میں نے پوچھا کہ کیوں سفینہ نام رکھا تھا؟ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے آپ کے اصحاب بھی آپ کے ساتھ تھے۔ ان کا سامان ان پر بھاری ہو گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا اپنی چادر پھیلایئے میں نے چادر پھیلائی۔ صحابہ نے اپنا سامان اس میں ڈال دیا اور وہ میرے اوپر لدوا دیا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اُٹھایئے تم سفینہ ہو (بڑی کشتی سامان بردار جہاز) ان دنوں اگر میں ایک اُونٹ یا دو اُونٹ یا تین اُونٹ یا چار اونٹ یا پانچ اونٹ یا چھ یا سات اُونٹ کا وزن اُٹھاتا تو میرے اوپر بوجھ نہ ہوتا تھا۔ بلکہ ہلکا محسوس ہوتا تھا۔

(مستدرک حاکم ۳/۶۰۶۔ اصابہ ۲/۵۸)

☆☆☆

باب ۱۳

مجاہد فی سبیل اللہ کے بارے میں جو کچھ آیا ہے

وہ مجاہد جس کا گدھا زندہ کر کے اُٹھا دیا گیا تھا اس کے مرجانے کے بعد

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حسین بن عمر بن برھان اور ابوالحسین بن فضل قطان اور ابومحمد شکری نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو حسن بن عرفہ نے، ان کو عبداللہ بن ادریس نے، اسماعیل بن ابوخالد سے اس نے ابوسبرہ نخعی سے، وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی آیا یمن سے جب بعض راستے میں پہنچا تو اس کا گدھا گذر گیا (مرگیا) وہ آدمی کھڑا ہو گیا جا کر وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی پھر دعا کی اے اللہ! میں دثینیہ سے آیا ہوں اور تیرے راستے میں جہاد کرنے کے لئے نکلا ہوں۔ اور تیری رضا کے لئے نکلا ہوں۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ مردوں کو زندہ کریں گے۔ اور ان کو اُٹھائیں گے جو قبروں میں ہیں۔ آج کے دن تو میرے اوپر کسی کا احسان نہ رکھ میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ تو خود ہی میرے گدھے کو زندہ کر دے لہٰذا اس کا گدھا کانوں کو جھاڑتا ہوا اُٹھ کھڑا ہوا۔

امام بیہقی فرماتے ہیں: اس کی اسناد صحیح ہے۔ اور اس جیسی مثالیں صاحب شریعت کی کرامات ہیں اس اُمت کے لئے اور اس طرح کی مثالیں پہلے باب میں گزر چکی ہیں۔ (تاریخ ابن کثیر ۱۵۳/۶)

میں کہتا ہوں کہ تحقیق روایت کیا ہے اس کو محمد بن یحییٰ ذہلی وغیرہ نے، محمد بن عبید سے اس نے اسماعیل سے اس نے شعبی سے گویا کہ اس نے اس کو سنا ہے ان دونوں سے۔ (تاریخ ابن کثیر ۱۵۴/۶)

تبصرہ از مترجم :

(۱) مذکورہ روایت کی حیثیت ایک تاریخی واقعہ کی ہے۔ (۲) واقعہ کے مطابق وہ مجاہد فی سبیل اللہ تھا اسی سفر میں تھا۔

(۳) وہ اللہ کے سوا کسی کا احسان نہیں لینا چاہتا ہے۔ (۴) اس نے اللہ سے دعا کی تھی اللہ نے قبول کی۔

(۵) امام بیہقی نے اس کو بھی رسول اللہ کا معجزہ قرار دیا تھا صرف اسی کو نہیں بلکہ اس طرح کے تمام واقعات کو۔

(۶) یمن سے آنے والے اس شخص کا نام نامعلوم ہے۔ (۷) یہ واقعہ جز واحد ہے۔

(۸) بعض جاہل واعظوں کو اس سے عقیدے کے بعض مسائل اخذ کرتا ہوا سنا ہے جو کہ غلط ہے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے بغداد میں، ان کو خبر دی ابوعلی الحسین بن صفوان نے، ان کو ابن ابوالدنیا نے، ان کو اسحٰق بن اسماعیل اور احمد بن بجیر وغیرہ نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی محمد بن عبید نے، ان کو اسماعیل بن ابوخالد نے شعبی سے کہ کچھ لوگ یمن سے آئے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے۔ ان میں سے ایک آدمی کا گدھا مر گیا۔ وہ جانے لگے تو انہوں نے یہ چاہا کہ اس شخص کو بھی ساتھ لے جائیں۔ مگر اس نے ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا چنانچہ اس نے وضو کر کے نماز پڑھی پھر دعا کی اے اللہ میں دثینیہ سے آیا ہوں یا کہا تھا کہ دفینہ سے آیا ہوں تیرے راستے میں جہاد کرنے والا۔ اور تیری رضا کی طلب تلاش کرتا ہوا۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ ہی مُردوں کو زندہ کریں گے۔ اور ان کو تو ہی اُٹھائے گا جو قبروں میں ہیں۔

میرے اُوپر کسی کا احسان نہ رکھ۔ میں آپ کی بارگاہ میں التجا کرتا ہوں۔ کہ میرے اس گدھے کو اٹھادے۔ اس کے بعد وہ اُٹھ کر گدھے کے پاس گیا جا کر اس کو ٹھوکر ماری لہٰذا گدھا اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور وہ کان جھاڑنے لگا اس نے اس پر زین کسا اسے لگام دیا پھر اس پر سوار ہو گیا اور اس کو چلا کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ جا ملا۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا ہوا؟ اس نے بتایا کہ میرا کوئی کمال نہیں اللہ نے میرا گدھا زندہ کر دیا ہے۔ شعبی نے کہا ہے میں نے اس گدھے کو دیکھا تھا بیچا گیا تھا یا بھیجا جا رہا تھا مقام کنانہ میں یہ کوفے کا ایک مشہور مقام تھا۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین نے، ان کو ابوعلی نے، ان کو عبداللہ بن ابوالدینا نے، ان کو خبر دی عباس بن ہشام نے، اپنے والد سے اس نے ان کے دادا سے اس نے مسلم بن عبداللہ بن شریک نخعی سے وہ کہتے ہیں کہ صاحب حمار نخع کا رہنے والا ایک آدمی تھا۔ اسے نباتہ بن یزید کہتے تھے وہ حضرت عمر کے دور میں بطور غازی نکلا تھا یعنی مجاہد۔ حتی کہ جب وہ سرعمیرہ میں پہنچا تو اس کا گدھا مر گیا تھا۔ اس نے اس قصے کا ذکر کیا سوائے اس بات کہ اس نے کہا ہے کہ اس شخص نے بعد میں اس کو فروخت کر دیا تھا مقام کنانہ میں۔ اس سے پوچھا گیا تھا کہ کیا تم اس گدھے کو بیچ رہے ہو جس کو اللہ نے تمہارے لئے زندہ کر دیا تھا۔ اس نے جواب دیا پھر میں کیا کروں؟ اس کے گروہ میں سے ایک آدمی نے تین اشعار کہے تھے میں نے انہیں یاد کر لیا تھا۔

ومِنّا الذی احی الا لٰه حماره قدمات منه کل عضو و مفصل

ہم میں وہ شخص بھی ہے کہ معبود برحق نے جس کے گدھے کو زندہ کر دیا تھا حالانکہ اس کا تو ہر عضو اور ہر جوڑ مر چکا تھا۔

باب ۱۴

اس ہجرت کرنے والی عورت کا تذکرہ
اللہ تعالیٰ نے جس کی دعا سے اس کے بیٹے کو مر جانے کے بعد زندہ کر دیا تھا اور وہ کرامات جو حضرت علاء حضرمی رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب پر ظاہر ہوئیں

(۱) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، ان کو خبر دی ابوعمرو بن مطر نے، ان کو ابوالعباس بن ابودمیک نے بغداد میں۔ (ح) اور ہمیں خبر دی ابوسعید مالینی نے ان کو ابواحمد بن عدی حافظ نے، ان کو محمد بن طاہر ابودمیک نے ان کو عبید بن عائشہ نے، ان کو صالح بن مری نے، ان کو ثابت نے انس سے انہوں نے کہا۔ ہم نے عیادت کی تھی انصار کے ایک نوجوان کی اس کے پاس اس کی بوڑھی نابینا ماں بیٹھی تھی کہتے ہیں کہ ہمارے سامنے ہی اس کا انتقال ہو گیا تھا ہم لوگوں نے اس کے چہرے پر کپڑا اڑا دیا تھا اور ہم نے اس کی ماں سے کہا تھا اے اللہ کی بندی اللہ کے نزدیک اس مصیبت پر ثواب و اجر کی نیت اور طلب رکھئے اس نے پوچھا کہ کیا میرا بیٹا مر گیا؟ میں نے بتایا کہ جی ہاں۔ اس نے دعا کی اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے تیری طرف ہجرت کی ہے اور تیرے نبی کی طرف اسی امید کے ساتھ کہ آپ میری ہر مصیبت میں مدد کریں گے لہٰذا آج میرے اُوپر یہ مصیبت نہ رکھ یعنی مجھ سے یہ مصیبت نہ اُٹھوا۔ حضرت انس کہتے ہیں اللہ کی قسم میں زیادہ دیر نہ ٹھہرا تھا کہ اس نے خود ہی اپنے چہرے سے کپڑا ہٹایا اور اس نے کھانا کھایا اور ہم نے بھی اس کے ساتھ کھایا۔ (تاریخ ابن کثیر ۱۵۴/۶)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو خبر دی حسین بن صفوان نے، ان کو عبداللہ بن ابوالدنیا نے، ان کو خالد بن خداس بن عجلان مہلبی اور اسماعیل بن ابراہیم بن بسام نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی صالح مری نے ان کو ثابت بنانی نے انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک انصاری نوجوان کی عیادت کی تھی تھوڑی دیر کے بعد وہ انتقال کر گئے ہم نے اس کی آنکھیں بند کر لیں اور اس پر کپڑا پھیلا دیا۔ ہم میں سے کسی نے اس کی ماں سے کہا کہ آپ ثواب اور اجر کی امید کیجئے اللہ کے ہاں۔ اس نے پوچھا کیا انتقال کر گیا ہے۔ ہم نے بتایا کہ جی ہاں کیا سچ ہے جو کچھ تم کہہ رہے ہو؟ میں نے کہا کہ جی ہاں۔ لہٰذا اس عورت نے آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا دیئے اور کہنے لگی اے اللہ میں تیرے اُوپر ایمان لائی ہوں اور میں نے تیرے رسول کی طرف ہجرت کی ہے کہ میرے اُوپر کوئی مصیبت آئے تو میں تجھ سے دعا کروں گی اور تم میری وہ مصیبت دور کر دو گے لہٰذا میں تم سے سوال کرتی ہوں اے اللہ آج مجھ پر یہ مصیبت نہ رکھ۔ کہتے ہیں کہ اس نے اتنے میں اپنے منہ سے کپڑا اٹھا لیا۔ ہم لوگ زیادہ دیر نہ ٹھہرے تھے کہ ہم لوگوں نے کھانا کھایا اس نے بھی ہمارے ساتھ کھایا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۶/۱۵۴)

صالح بن بشیر مری (ابن معین، دارقطنی عقیلی، ابن حبان نے اسے ضعیف کہا ہے) اہل بصرہ کے نیک ترین لوگوں میں سے تھے اور ان کے واعظوں میں سے تھے وہ کئی منکر احادیث کے ساتھ متفرد ہیں ثابت وغیرہ سے تحقیق روایت کیا ہے حذیفہ نے اس کو ایک دوسرے طریق سے بطور مرسل روایت درمیان ابن عوف اور انس بن مالک کے۔

(۳) ہمیں خبر دی۔ ابوعبدالرحمٰن محمد بن حسین سلمی نے، ان کو ابواحمد محمد بن محمد احمد بن اسحٰق حافظ نے، ان کو ابواللیث سہل بن معاذ التمیمی نے۔ دمشق میں ان کو ابوحمزہ ادریس بن یونس نے، ان کو محمد بن یزید بن سلمہ نے ان کو عیسیٰ بن یونس نے عبداللہ بن عون سے اس نے انس ﷺ سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اس اُمت میں تین واقعے دیکھے ہیں اگر وہ بنی اسرائیل میں ہوتے تو اُمتیں ایک دوسری کو قسمیں دیتیں تو عجیب ہوتا انہوں نے کہا کہ وہ کیا ہیں اے ابوحمزہ؟ انہوں نے کہا کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس سفر میں تھے حضور اکرم ﷺ کے پاس ایک مہاجر عورت آئی اس کے ساتھ اس کا بیٹا تھا جو کہ جوان تھا۔ وہ عورت عورتوں کے پاس چلی گئی اور اس کا بیٹا ہماری طرف آ گیا۔ کچھ زیادہ دیر نہیں ٹھہرا تھا اس کو مدینے کی صباء لاحق ہوگئی چنانچہ کچھ دن وہ بیمار رہا پھر وہ مر گیا حضور اکرم ﷺ نے اس کی آنکھیں بند کیں اور اس کی تجہیز و تکفین کا حکم دیا ہم لوگوں نے جب اس کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا اے انس! تم اس کی امی کے پاس جاؤ اس کو جا کر بتاؤ انس کہتے ہیں کہ میں نے جا کر اس کو بتایا وہ آئی اور آ کر اس کے قدموں کے پاس بیٹھ گئی اور اس کے قدموں کو پکڑ کر کہنے لگی اے اللہ میں تیرے ہی لئے خوشی خوشی اسلام لائی تھی۔ اور میں نے بتوں کو بے رغبتی سے چھوڑ دیا۔ اور تیری طرف ہجرت کر آئی رغبت کے ساتھ اور شوق کے ساتھ۔

اے اللہ! میرے ساتھ بت پرستوں کو خوش نہ کر اور مجھے اس مصیبت میں سے اس قدر نہ اُٹھوا جس کے اٹھانے کی مجھے طاقت نہیں ہے۔ انس کہتے ہیں بس قسم ہے اللہ کی ابھی اس کی بات پوری نہ ہوئی تھی کہ اس مرنے والے نے اپنے قدموں کو حرکت دے دی اور اپنے چہرے سے کپڑا اتار پھینکا اور زندہ رہا حتی کہ اللہ نے اپنے رسول کو قبض کر لیا تھا اور اس کی ماں بھی فوت ہوگئی تھی۔

حضرت علاء بن حضرمی کی کرامات جو دراصل معجزات رسول اور دلائل نبوت ہیں

حضرت انس کہتے ہیں کہ۔ پھر تیاری کروائی حضرت عمر نے یعنی لشکر تیار کیا اور اس پر عامل (یعنی امیر) مقرر کیا حضرت علاء حضرمی کو یہ کہتے ہیں کہ میں بھی ان کے غازیوں اور جہادیوں میں سے تھا ہم لوگ اپنے جہاد کے مقامات پر پہنچے ہم نے ان لوگوں کو پایا اس طرح کہ انہوں نے ہمارے بارے میں ٹوہ لگا رکھی تھی اور انہوں نے پانی کے نشانات بھی مٹا دیئے تھے۔ اور گرمی شدید تھی ہمیں شدید پیاس نے نڈھال کر دیا تھا اور ہمارے مویشیوں کو بھی یہ جمعہ کا دن تھا۔ کہتے ہیں کہ جب سورج غروب ہونے کے لئے مائل ہو گیا یعنی سورج ڈھل گیا تو امیر نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی اس کے بعد انہوں نے اپنے ہاتھ پھیلا دیئے (دعا کے لئے) ہمیں آسمان پر کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔

بس قسم ہے اللہ کی انہوں نے اپنے ہاتھ نیچے نہیں کئے تھے کہ اللہ نے ہوا بھیج دی اس نے بادلوں کو اُٹھایا اور ان کو انڈیل دیا حتی کہ تمام نشیبی علاقے بھر گئے اور گھاٹیاں پُر ہو گئیں۔ ہم لوگوں نے خوب پانی پیا اور مویشیوں کو پلایا اور مشکوں میں بھرا اس کے بعد ہم اپنے دشمنوں پر آئے وہ خلیج بحر میں جزیرے کی طرف تجاوز کر گئے تھے۔ امیر لشکر خلیج پر ٹھہر گئے اور دعا کی اے علیم، اے عظیم، اے حلیم، اے کریم (تو ہی ہماری نصرت فرما) اس کے بعد فرمایا! کہ تم لوگ بھی اللہ کے نام کے ساتھ آگے بڑھو ہم لوگ تیار ہو گئے مگر ہمارے گھوڑوں کے پیر بھی تر نہیں ہوئے تھے۔ ہم نے دشمن پر اچانک جا کر شب خون مارا۔ ہم نے ان کو قتل بھی کیا اور اسیر بنایا قیدی بنایا پھر ہم خلیج میں واپس لوٹ آئے۔ پھر انہوں نے وہی بات کہی پہلے کی طرح کہ پانی نے ہمارے گھوڑوں کے سم بھی تر نہیں کئے تھے۔ بس ہم نہیں ٹھہرے تھے مگر تھوڑے سے۔

حتی کہ ان کا دفن کا منظر بھی ہمیں دیکھنا پڑا ہم لوگوں نے ان کی قبر کھودی ہم لوگوں نے بھی ان کو غسل دیا ہم نے ہی اسے دفن کیا ہمارے ان کو دفن کرنے سے فراغت کے بعد ایک شخص آیا اس نے پوچھا کہ یہ کون ہے یعنی کس کا جنازہ ہے ہم نے کہا کہ یہ خیر البشر ہے یہ علاء بن حضرمی ہے۔ اس شخص نے کہا کہ یہ سرزمین مردوں کو باہر اُگل دیتی ہے۔ تم لوگ اگر اس کی میت کو میل دو میل آگے تھے جا کر دفن کردو تو وہ میتوں کو قبول کر لیتی ہے۔ ہم نے سوچا کہ ہمارے امیر کا کیا یہی بدلہ ہوگا کہ ہم اس کو درندوں کے حوالے کر جائیں (یعنی اگر اس کو بھی زمین نے اُگل دیا تو) کہتے ہیں کہ ہم سب نے ان کی قبر کھودنے کا فیصلہ کر لیا۔ کہتے ہیں کہ جب ہم ان کی لحد تک پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ان کی لاش اس کے اندر موجود ہی نہیں ہے۔ اور لحد تا حد نگاہ تک دراز ہو چکی ہے اس میں نور ہے جو چمک رہا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے دوبارہ قبر میں مٹی ڈال دی پھر ہم وہاں سے روانہ ہو گئے۔

حضرت علاء بن حضرمی کی کرامت

اور تحقیق روایت کی گئی ہے ابو ہریرہ سے علاء بن حضرمی کے قصہ میں ان لوگوں کا پانی طلب کرنا۔ اور ان لوگوں کا پانی پر چلنا بغیر قصہ موت کے۔ مذکور کی مثل۔ اور انہوں نے دعا میں یہ الفاظ نقل کئے ہیں۔ یا علیم، یا حلیم، یا عظیم، یا علی۔ اور وہ کتاب التاریخ کی دوسری جلد میں ہے۔ اور اس کو محمد بن فضیل نے بھی روایت کیا صلت بن مطر سے اس نے عبد الملک بن سہم بن منجاب سے اس نے سہم بن منجاب سے انہوں نے کہا۔ ہم لوگوں نے حضرت علاء بن حضرمی کے ساتھ مل کر جہاد کیا تھا۔ انہوں نے بھی مذکورہ روایت کا بعض مفہوم ذکر کیا ہے۔ اور دعا میں یہ الفاظ ذکر کئے ہیں یا علیم، یا حلیم، یا علی، یا عظیم ہم تیرے بندے ہیں اور تیری ہی راہ میں تیرے دشمن سے لڑتے ہیں۔ ہمیں بارش کا پانی پلا ہم اس میں سے پئیں گے اور ہم وضو کریں گے۔ اور جب ہم اس کو چھوڑ دیں تو ہمارے سوا اس میں کسی کا نصیب نہ بنا۔ اور کہا کہ سمندر کے اندر ہمارے لئے راستہ بنا اپنے دشمن تک۔ اور موت کے بارے میں کہا میری لاش کو مخفی کر دینا اور میری شرم گاہ پر کسی کو مطلع نہ کرنا چنانچہ فی الواقع ایسے ہی ہوا اس پر کوئی شخص قادر نہ ہوئے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۶/۱۵۴۔۱۵۵)

(۴) ہمیں اس کی خبر دی ابن بشران نے، کہ ہمیں حدیث بیان کی حسین بن صفوان نے، ان کو ابن ابوالدنیا نے، ان کو ابوکریب نے، ان کو ابن فضیل نے، اس نے ذکر کیا اسی کا بعض مفہوم۔

(۵) اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو اسماعیل صفار نے، ان کو حسن بن علی بن عفان نے، ان کو حدیث بیان کی تھی ابن نمیر نے، اعمش سے اپنے بعض اصحاب سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ دریائے دجلہ تک پہنچ گئے دریا چڑھا ہوا تھا۔ اور عجمی اس کے اُس پار تھے چنانچہ مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے کہا بسم اللہ پھر اس نے اپنے گھوڑے کو دریا میں جھونک دیا لہٰذا وہ پانی پر تیر گیا۔ لہٰذا سب لوگوں نے کہا بسم اللہ پھر سارے لوگ گھس گئے مگر پانی کے اوپر تیرنے لگے۔ جب عجمیوں نے ان کو دیکھا تو بولے دیو آمدند دیو آمدند۔ (دیو آگئے دیو آگئے) لہٰذا وہ سیدھے چلے گئے ان کی کوئی چیز گم نہ ہوئی سوائے ایک پیالے کے جو گھوڑے کی زین کے ساتھ باندھا ہوا تھا جب وہ باہر نکلے تو غنیمتیں حاصل کیں ان کو انہوں نے تقسیم کر لیا حتی کہ ایک آدمی یہ کہنے لگا کون سونا تبدیل کرے گا چاندی کے ساتھ۔ (تاریخ ابن کثیر ۶/۱۵۵)

میں نے کہا ہے کہ یہ سب کچھ راجع اللہ کے اکرام کی طرف جو اس نے اپنے نبی کا اکرام کیا اور جو اس نے اپنے دین کو عزت بخشی جس دین کے ساتھ اس کا رسول مبعوث ہے برااور اس میں تصدیق ہے اس کی جس کا اس نے اسے وعدہ دیا تھا حضور کو غالب کرنے کا اور اس کی شریعت کو غالب کرنے کا۔

(٦) ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمٰن سلمی نے ان کو ابومحمد عبداللہ بن محمد سمری نے ان کو ابوالعباس سراج نے، ان کو فضل بن سہیل اور ہارون بن عبداللہ نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوالنضر نے، ان کو سلیمان بن مغیرہ نے یہ کہ ابومسلم خولانی نے دریائے دجلہ کے کنارے آئے وہ اپنی طغیانی سے لکڑی پھینک رہا تھا۔ چنانچہ وہ پانی کے اوپر اور اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور ان سے پوچھا کہ تمہارا کوئی سامان کوئی چیز گم ہوئی ہے بس ہم اللہ سے دعا کریں گے۔ یہ اسناد صحیح ہے۔ (تاریخ ابن کثیر ۶/۱۵۶)

باب ۱۵

میّت کا شہادت دینا رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی اور حضور ﷺ کے بعد خلافت پر قائم ہونے والوں کا ذکر جب کہ اس بارے میں یہ روایت صحیح، ثابت ہے اور اس میں واضح اور ظاہر دلالت دلائل نبوت میں سے

(۱) ہمیں خبر دی ابوصالح بن ابوطاہر عنبری نے، ان کو خبر دی میرے دادا یحییٰ بن منصور قاضی نے، ان کو ابوعلی محمد بن عمرو اور کشمرد نے، ان کو خبر دی قعنبی نے، ان کو سلیمان بن بلال نے، ان کو یحییٰ بن سعید نے، سعید بن مسیب سے یہ کہ زید بن خارجہ انصاری پھر بنوحارث بن خزرج سے تھے۔ وہ حضرت عثمان غنی کے عہد خلافت میں فوت ہوگئے تھے۔ ان پر کپڑا ڈھک دیا گیا۔ اس کے بعد ان لوگوں نے اس کے سینے میں سے بھنبھناہٹ سنی اس کے بعد اس نے کلام کیا۔ پھر کہا احمد احمد ہے کتاب اول میں۔ سچ کہا سچ کہا ابوبکر صدیق ؓ نے جو اپنی ذات میں کمزور ہے مگر اللہ کے امر میں قوی ہے کتاب اول میں۔ سچ کہا سچ کہا عمر بن خطاب نے جو قوی ہے امین ہے کتاب اول میں سچ کہا سچ عثمان بن عفان نے جو کہ ان (سابقین) کے طریقوں پر ہے۔ چار گذر چکے ہیں اور دو باقی ہیں۔

فتنے آچکے ہیں طاقتور کمزور کو کھا جائے گا قیامت قائم ہوگی عنقریب تمہارے لشکر سے تمہارے پاس خبر آجائے گی بیر اُرَیس کی اور کیا ہے بیر اُرَیس۔ (تاریخ ابن کثیر ۶/۱۵۶)

یحییٰ کہتے ہیں کہ سعید بن مسیب نے کہا پھر ہلاک ہوگیا ایک آدمی خطمہ سے چنانچہ اس پر کپڑا ڈھک دیا گیا۔ اور اس کے سینے میں سے آواز سنی گئی پھر اس نے کلام کیا۔ اور کہا کہ بیشک بنوحارث بن خزرج کے بھائی نے سچ کہا سچ کہا ہے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر بن اسحٰق فقیہ نے، ان کو خبر دی قریش بن حسن نے، ان کو قعنبی نے اس نے اس کو ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ اسی مذکور کی مثل اور یہ اسناد صحیح ہے اور اس کے شواہد بھی موجود ہیں۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے بغداد میں، ان کو خبر دی ابوعلی حسین بن صفوان نے، ان کو ابوبکر بن ابوالدنیا نے، ان کو ابومسلم عبدالرحمٰن بن یونس نے، ان کو عبداللہ بن ادریس نے، اسماعیل بن ابوخالد سے وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس یزید بن نعمان بن بشیر آئے تھے قاسم بن عبدالرحمٰن کے حلقے میں اپنے والد نعمان بن بشیر کا خط لے کر کے۔ (جو کہ اس طرح تھا)۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ نعمان بن بشر کی طرف سے خط ہے اُم عبداللہ بنت ابوہاشم کی طرف تمہارے اوپر سلام ہو میں تمہاری طرف حمد و شکر کرتا ہوں اللہ کا جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے بیشک تم نے میری طرف لکھا تھا۔ کہ میں آپ کی طرف زید بن خارجہ کا حال لکھوں۔ اس کا حال کچھ اس طرح ہے کہ ان کے حلق میں درد شروع ہوا تھا جب کہ وہ اس وقت مدینے میں سب سے زیادہ صحت مند تھا لہٰذا وہ صلوٰۃ اولیٰ اور صلوٰۃ عصر کے درمیان فوت ہو گیا تھا ہم نے اس کو سیدھا لٹا دیا تھا اور اس پر چادریں ڈھک دی تھیں اور ایک بڑی اوڑھنی۔ چنانچہ میرے مقام پر ایک آدمی آیا اس نے بتایا جب کہ میں سبحان اللہ کا ورد کر رہا تھا عصر کے بعد اس نے بتایا کہ زید تحقیق کلام کر رہا ہے وفات کے بعد کہتے ہیں کہ میں جلدی جلدی اس کی طرف بھاگا وہ یہ کہہ رہا تھا یا کہا گیا تھا درمیانی زبان پر لسان اوسط پر سب لوگوں میں سے مضبوط ترین جو ایسا تھا کہ اللہ کے معاملے میں کسی ملامت گر کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتا تھا۔ جو لوگوں کو یہ حکم نہیں دیتا تھا کہ ان کا طاقتور ان کے کمزور کو کھائے اللہ کا بندہ اور امیر المؤمنین اس نے سچ کہا سچ کہا یہی بات موجود تھی پہلی کتاب میں۔ کہتے ہیں کہ پھر اس نے کہا عثمان امیر المؤمنین ہے وہ لوگوں سے درگذر کرتا ہے بہت سارے گناہوں سے۔ گذر چکی ہیں دوراتیں۔ جب کہ وہ چار ہیں۔ پھر لوگ مختلف ہو گئے ہیں (یا اختلاف کر لیا ہے) اور بعض کو کھایا ہے لہٰذا کوئی نظام نہیں ہے۔ اور محفوظ چیزیں مباح کر دی گئی ہیں (یعنی محفوظ ہیں) پھر مؤمن شر سے باز آ گئے اور کہنے لگے ہم کتاب اللہ پر عمل کریں گیا اور انہوں نے اس کی قدر کی۔

اے لوگو! اپنے امیر کی طرف آؤ اور اس کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو۔ جو شخص پھر گیا (امیر کی اطاعت سے) اس کے لئے کوئی عہد و ذمہ نہیں لیا جائے گا اور اللہ کا امر طے شدہ ہے اللہ بہت بڑا ہے۔ یہ جنت ہے اور یہ جہنم ہے۔ (اور یہ لوگ) نبی ہیں صدیقین ہیں تم پر سلام ہو اے عبداللہ بن رواحہ۔ کیا تم نے میرے لئے خارجہ محسوس کی ہے ان کے والد کے لئے اور سعادت ان دونوں کے لئے جو یوم اُحد میں قتل ہوئے تھے۔

كلا انها لظى نزاعة للشوىٰ تدعوا من ادبر و تولى فجمع فاوعىٰ

ہرگز نہیں ایسی بات بلکہ وہ جہنم تو شعلے مارتی آگ ہے جھلسا دینے والی ہے منہ کو وہ بلاتی ہے اپنی طرف۔ (جلانے کے لئے)

اس کو جس نے پیٹھ پھیری اور منہ پھر کر چلا گیا تھا (اسلام سے) اور اس نے مال جمع کیا تھا اور اس کو محفوظ کر کے رکھا تھا۔ اس کے بعد اس کی اور زیست ہوئی گئی میں نے (وہاں موجود) گروہ سے پوچھا اس قول کے بارے میں جو اس حیثیت نے مجھ سے پہلے کر لیا تھا۔

انہوں نے بتایا کہ ہم نے اس سے یہ سنا کہ کہتا ہے۔ چپ ہو جاؤ چپ ہو جاؤ چنانچہ ہم لوگوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا تو معلوم ہوا کہ کپڑوں کے نیچے سے آواز آ رہی ہے چنانچہ ہم نے اس کے منہ سے کپڑا اٹھایا تو اس نے کہا یہ احمد ہے اللہ کا رسول سلام ہو تم پر یا رسول اللہ! اللہ کی رحمت اور برکت اس کے بعد اس نے کہا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ امین خلیفہ رسول اپنے جسم میں ضعیف تھا اللہ کے امر میں قوی تھا اس نے سچ کہا سچ کہا اور وہ پہلی کتاب میں بھی تھا۔ (تاریخ ابن کثیر ۶/۱۵۷)

(۴) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، ان کو خبر دی ابوعمرو بن نجید نے، ان کو علی بن حسین بن جنید نے، ان کو معافی بن سلیمان نے، ان کو زہیر یعنی ابن معاویہ نے، ان کو اسماعیل بن ابوخالد نے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے یعنی اسناد کے ساتھ، اور اس کی قوم کے ساتھ اس سے وسط حدیث میں یہ اضافہ کیا ہے کہ یہ واقعہ ہوا تھا جب دو سال پورے ہو چکے تھے اور گذر چکے تھے خلافت عثمان میں سے، اور اس میت نے کہا تھا اس کے آخر میں۔ بہر حال اس کا یہ کہنا کہ دو راتیں گذر چکی ہیں اور چار باقی ہیں۔ اس سے مراد وہ دو سال ہیں جو گذر چکے تھے حضرت عثمان کی امارت میں سے۔

راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں باقی چار کی گنتی کرتا رہا۔ اور میں توقع کرتا رہا اس معاملہ کی جو ہونے والا تھا ان برسوں میں۔ لہٰذا اسی میں ہوا تھا اہل عراق کا انتزاء، وخلافت اور انتشار پھیلانے والوں کا انتشار پھیلانا اور ان کا طعن واعتراض کرنا اپنے امیر ولید بن عقبہ پر والسلام ورحمۃ اللہ۔

مصنف کہتے ہیں یہ اسناد صحیح ہے یہ روایت حبیب بن سالم میں ہے۔

مہر رسول بیر اریسہ میں گر گئی تھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے، زید بن خارجہ خزرجی انصاری شریک بدر تھے انہوں نے عہد عثمان میں وفات پائی موت کے بعد کلام کیا

(۵) روایت کی گئی ہے حبیب بن سالم سے اس نے نعمان بن بشیر سے۔ اور اس نے اس میں بیر اریس کا ذکر کیا ہے جیسے ذکر کیا ہے اس نے روایت ابن مسیب میں (اور بیر اریس کا اس بارے میں معاملہ یہ ہے کہ) نبی کریم ﷺ نے انگوٹھی بنوائی تھی جو کہ ان کے ہاتھ میں رہی تھی۔ آپ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھی اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھی۔ جب ان کی خلافت کے چھ برس گذر گئے تو اس وقت وہ بیر اریس کے (کنویں) میں گر گئی تھی (بڑی تلاش کے باوجود نہ مل سکی) اس وقت سے عمال بدل گئے اور فتنوں کے اسباب ظاہر ہو گئے۔ جیسے کہا گیا تھا زید بن حارثہ کی زبان پر۔

بخاری کہتے ہیں کتاب التاریخ میں کہ زید بن خارجہ خزرجی انصاری بدر میں شریک ہوئے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں وفات پا گئے تھے اور وہ وہی تھے جنہوں نے موت کے بعد کلام کیا تھا۔ (تاریخ ابن کثیر ۲/۱۔۳۸۳)

(۶) ہمیں اس کی خبر دی ابوبکر فارسی نے، ان کو ابو اسحٰق اصفہانی نے، ان کو ابو احمد بن فارسی نے، ان کو محمد بن اسماعیل نے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے اور تحقیق موت کے بعد تکلم کے بارے میں محدثین کی جماعت سے روایت کی گئی ہے صحیح اسانید کے ساتھ۔

مقتول بن مسیلمہ کا کلام کرنا موت کے بعد

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو حسین بن صفوان نے، ان کو ابن ابوالدنیا نے، ان کو خلف بن ہشام بزار نے، ان کو خالد طحان نے، ان کو حصین نے، عبداللہ بن عبید انصاری سے کہ ایک آدمی نے جو مسیلمہ کے مقتولین میں سے تھا کلام کیا تھا۔ اس نے یہ الفاظ کہے تھے۔ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ صدیق ہیں۔ عثمان رضی اللہ عنہ امین ورحیم ہیں راوی کہتے ہیں کہ مجھے یہ معلوم نہیں کہ اس نے عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا کہا تھا۔

(۸) تحقیق ہمیں خبر دی ابوسعید بن ابوعمر نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو یحیٰی بن ابوطالب نے، ان کو علی بن عاصم نے، ان کو حصین بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبید انصاری نے، وہ کہتے ہیں اچانک وہ لوگ مقتولین کی تصویریں بنا رہے تھے جنگ صفین یا جمل والے دن اچانک انصار میں سے ایک آدمی نے مقتولین میں سے کلام کیا۔ اس نے کہا: محمد اللہ کے رسول ہیں، ابوبکر رضی اللہ عنہ صدیق ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ شہید ہیں۔ عثمان رضی اللہ عنہ رحیم ہیں۔ پھر چپ ہو گیا خالد طحان زیادہ یاد رکھنے والا ہے علی بن عاصم سے اور زیادہ احفظ واوثق ہے۔ واللہ اعلم

(تاریخ ابن کثیر ۶/۱۵۷۔۱۵۸)

☆☆☆

باب ۱۶

دودھ پیتے بچے اور گونگے کا
ہمارے نبی کریم ﷺ کی نبوت ورسالت کی شہادت دینا
اگر اس بارے میں روایت صحیح ہو

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو محمد بن یونس کدیمی نے۔
(محمد بن یونس کدیمی متروکین میں سے ہے۔ یہ احادیث وضع کیا کرتا تھا اور غالباً ہزار حدیثیں وضع کی ہیں۔ المجروحین ۲/۳۱۲-۳۱۳)

ان کو شاصونہ بن عبید ابو محمد یمامی نے کہ ہم لوگ عدن سے واپس لوٹے تھے ایک بستی میں اسے حرذہ کہا جاتا تھا۔ وہ کہتے ہیں مجھے بات بتائی معرض بن عبداللہ بن معرض بن معیقیب یمانی نے، اپنے والد سے اس نے اپنے دادا سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حج کیا تھا حجۃ الوداع میں لہٰذا میں ایک گھر میں داخل ہوا تھا میں نے اس میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ کا چہرہ چاند کی گولائی کی طرح تھا اور میں نے ان سے عجب بات سُنی تھی کہ ان کے پاس ایک آدمی ایک لڑکے کو لایا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے بچے میں کون ہوں؟ اس نے کہا آپ اللہ کے رسول ہیں۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تم نے سچ کہا ہے اللہ تجھ میں برکت دے۔ اس کے بعد اس لڑکے نے جوان ہونے تک کوئی کلام نہ کیا۔ کہتے ہیں کہ میرے والد نے کہا کہ ہم لوگ اس شخص کو یمامہ کا مبارک کہتے تھے۔ شاصونہ بن عبید کہتے ہیں میں گذرتا تھا معمر کے پاس سے میں نے اس سے نہیں سنا تھا۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوسعد عبدالملک بن ابوعثمان زاہد نے، ان کو ابوالحسین محمد بن احمد بن جمیع غسانی نے، بن ثغر صیدا کے پاس ان کو خبر دی عباس بن محبوب بن عثمان بن عبید ابوالفضل نے، اس کو اس کے والد نے، ان کو ان کے دادا شاصونہ بن عبید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی معرض بن عبداللہ بن معیقیب نے، اپنے والد سے اس نے ان کے دادا سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حج کیا تھا حجۃ الوداع کا میں مکہ کے ایک گھر میں داخل ہوا میں نے اس میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ کا چہرہ انور چاند کی گولائی کی طرح تھا میں نے ان سے عجیب بات سنی ایک آدمی ان کے پاس ایک نومولود بچے کو لے آیا اس نے اس کو کپڑے میں لپیٹ رکھا تھا رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ میں کون ہوں؟ اس نے بتایا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ حضور نے اس کو دعا دی بارك الله فيك اللہ تجھے برکت دے مگر اس کلام کرنے کے بعد وہ لڑکا کبھی نہ بولا۔ (جس سے معلوم ہوا کہ وہ مادرزاد گونگا تھا)۔ (تاریخ ابن کثیر ۶/۱۵۹)

(۳) اور اس کو روایت کیا ہے ابوالفضل احمد بن خلف بن محمد مقری قزوینی نے، ابوالفضل عباس بن محبوب شاصونہ نے، اس کو ذکر کیا ہے ہمارے شیخ ابوعبداللہ حافظ نے، ابوالحسن سے اس نے ابن عباس وراق سے اس نے احمد بن خلف سے اس نے ابوعبداللہ سے۔ اور تحقیق مجھے خبر دی ہے ثقہ شخص نے ہمارے اصحاب میں سے اس نے ابوعمر زاہد سے وہ کہتے ہیں کہ میں جب یمن میں داخل ہوا تو میں ایک حرذہ میں داخل ہوا میں نے اس روایت مذکور کے بارے میں پوچھا میں نے اس میں شاصونہ کے باقیات پائے پھر مجھے اس کی قبر پر لے جایا گیا میں نے اس کی زیارت کی تھی۔

امام بیہقی فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں کہ اس روایت کی اصل ہے حدیث کوفیین میں اسناد مرسل کے ساتھ اس میں اختلاف ہے وقت کلام کے بارے میں۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوالقاسم زید بن ابوھاشم علوی نے، کوفے میں۔ وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوجعفر محمد بن علی بن دُحیم نے، ان کو ابراہیم بن عبداللہ عیسی نے، ان کو خبر دی وکیع بن جراح نے اعمش سے اس نے شمر بن عطیہ سے اس نے اپنے بعض شیوخ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک بچہ لایا گیا (جو بعد میں جوان ہوگیا تھا مگر اس نے ہرگز کلام نہیں کیا تھا) اس بچے سے حضور اکرم ﷺ نے کہا تھا کہ میں کون ہوں اس نے بتایا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

(۵) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو اعمش نے، شمر بن عطیہ سے اس نے اپنے بعض شیوخ سے وہ کہتے ہیں کہ ایک عورت اپنے بیٹے کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئی اس نے حرکت کی تو وہ بولی یارسول اللہ! میرے اس بیٹے نے کلام ہی نہیں کیا جب سے پیدا ہوا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کو میرے قریب کیجئے لہٰذا اس نے اسے آپ کے قریب کردیا پھر آپ ﷺ نے پوچھا کہ میں کون ہوں؟ اس نے بتایا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ (تاریخ ابن کثیر ۶/۱۵۹)

باب ۱۷

کھانے کا تسبیح پڑھنا

جسے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کھا رہے تھے ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ کے ساتھ

اور اس میں آثار نبوت

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر بن عبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے حسن بن سفیان نے، ان کو محمد بن بشار عبدی نے، ان کو ابواحمد زبیری نے، ان کو اسرائیل نے، منصور سے اس نے ابراہیم سے اس نے علقمہ سے، اس نے عبداللہ سے وہ کہتے ہیں کہ تم لوگ آیات ونشانیوں کو عذاب شمار کرتے ہو اور ہم ان کو برکت شمار کرتے تھے عہد رسول میں۔ ہم لوگ حضور ﷺ کے ساتھ کھانا کھاتے تھے۔ اور ہم طعام کا تسبیح کرنا سُن رہے ہوتے تھے۔ حضور کے پاس ایک برتن لایا گیا اور باقی آپ کی انگلیوں سے جوش مارنے لگا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تھا آجاؤ تم لوگ مبارک پانی کے پاس اور برکت آسمان سے آئی ہے۔ حتی کہ ہم سب نے وضو کر لیا تھا۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن مثنی سے اس نے ابواحمد زبیری سے۔

(کتاب المناقب۔ حدیث ۳۵۷۹۔ فتح الباری ۶/۵۸۷۔ ترمذی۔ کتاب المناقب ۳۶۳۳ ص ۵/۵۹۷)

(۲) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن احمد بن حمویہ عسکری نے، ان کو عیسیٰ بن غیلان نے، ان کو حاضر بن مظہر نے، ان کو خالد بن عبداللہ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی بیان نے قیس سے وہ کہتے ہیں کہ ابوداؤد جو مسلمان کی طرف لکھتے یا مسلمان ابودرداء کی تو ان کی طرف لکھتے آیت صحیفہ کہا کہ ہم لوگ آپس میں باتیں کرتے تھے کہ وہ دونوں کھانا کھا رہے تھے ایک پیالے سے اچانک اس نے تسبیح کہی اور اس میں جو طعام تھا اس نے بھی (اس کو کرامت ہی شمار کیجئے)۔

☆☆☆

باب ۱۸

کنکریوں کا نبی کریم ﷺ کے دست مبارک میں

اور بعض صحابہ کے ہاتھ میں تسبیح (اللہ کی پاکیزگی) کہنا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو کدیمی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی قریش بن انس نے، ان کو صالح بن ابوالاخضر نے (عقیلی نے صالح بن ابواخضر کو صعفاء میں شمار کیا ہے) زہری سے، اس نے اس ایک آدمی سے جسے سوید بن یزید سُلمی کہا جاتا تھا وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابوذر سے وہ کہتے کہ میں عثمان کا ذکر ہمیشہ خیر کے ساتھ کروں گا اس کے بعد جب میں نے ایک خاص چیز (ان میں) دیکھی تھی۔

میں ایک ایسا آدمی تھا جو نبی کریم ﷺ کی خلوتوں کی جستجو میں لگا رہتا تھا میں نے ایک دن ان کو اکیلے بیٹھے ہوئے دیکھا لہٰذا میں آپ کی خلوت کو غنیمت سمجھتے ہوئے حضور اکرم ﷺ کے پاس جا بیٹھا اتنے میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آ گئے وہ حضور کی دائیں جانب بیٹھ گئے پھر عمر رضی اللہ عنہ آئے وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے دائیں جانب بیٹھ گئے اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے وہ عمر رضی اللہ عنہ سے دائیں جانب بیٹھ گئے حضور اکرم ﷺ کے سامنے سات کنکریاں پڑھی ہوئی تھیں (یا کہا کہ) کنکریاں تھیں حضور ﷺ نے انہیں اٹھا کر اپنی ہتھیلی میں لے لیا کنکریوں نے سبحان اللہ کہنا شروع کیا حتی کہ میں نے شہد کی مکھیوں کی بھن بھناہٹ کی طرح کنکریوں کی آواز سنی اس کے بعد حضور نے انہیں رکھ دیا تو وہ چپ ہو گئیں اس کے بعد حضور نے انہیں دوبارہ اٹھایا پھر ان کو ابوبکر کے ہاتھ میں رکھ دیا انہوں نے پھر تسبیح کہنا شروع کر دی حتی کہ میں نے پھر شہد کی مکھیوں کی طرح کی آواز سنی پھر انہوں نے ان کو رکھ دیا تو وہ خاموش ہو گئیں۔

پھر حضور اکرم ﷺ نے ان کو اٹھا کر عمر کے ہاتھ میں رکھ دیا پھر انہوں نے تسبیح کہی حتی کہ میں شہد کی مکھیوں کی آواز جیسی آواز سنی۔ انہوں نے رکھ دیا وہ چپ ہو گئیں۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے اس کو لے کر عثمان کے ہاتھ میں رکھا تو پھر انہون نے تسبیح پڑھی گویا کہ میں نے شہد کی مکھیوں کی آواز جیسی آواز سنی۔ انہوں نے اسے رکھ دیا تو وہ چپ ہو گئیں۔ حضور اکرم نے ﷺ فرمایا هذه خلافت النبوة یہی نبوت کی خلافت و نیابت ہے۔ (یعنی اسی ترتیب سے خلفاء ہوں گے)۔ (تاریخ ابن کثیر ۱۳۲/۶۔ خصائص کبری ۷۴/۲)

اور اسی طرح اس کو روایت کیا محمد بن بشار نے، قریش بن انس سے اس نے صالح بن ابواخضر سے۔ اور صالح حافظ حدیث نہیں تھے۔ اور محفوظ روایت، روایت شعیب بن ابوحمزہ ہے زہری سے کہتے ہیں کہ ولید بن سوید نے ذکر کیا ہے کہ ایک آدمی بنوسلیم سے بڑی عمر کے تھے وہ ان میں سے تھے جنہوں نے ابوذر کو مقام ربذہ میں پالیا تھا اس نے اس سے ذکر کیا تھا۔

لہٰذا اس نے اس حدیث کو ذکر کیا ہے ابوذر سے۔

☆☆☆

باب ۱۹

کھجور کے سوکھے تنے کا رونا جس کے پاس رسول اللہ ﷺ خطبہ دیا کرتے تھے جب آپ ممبر کی طرف بڑھ گئے تھے اس کے بعض طرق پہلے گذر چکے ہیں ممبر بنانے کے ذکر میں اس سب کچھ میں واضح دلالت ہے دلائل نبوت میں سے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعلی حامد بن محمد ہروی نے، ان کو علی بن عبدالعزیز نے، ان کو ابونعیم نے، ان کو عبدالواحد بن ایمن نے، ان کو ان کے دادا نے، جابر سے۔ یہ کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن ایک درخت یا ایک کھجور کے پاس کھڑے ہوئے تھے ابنِ االنصار کی ایک عورت نے یا ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہم آپ کے لئے کوئی ممبر نہ بنا دیں؟ فرمایا ٹھیک ہے اگر تم چاہتے ہو تو بنا دو۔ لہٰذا انہوں نے آپ کے لئے ممبر بنا دیا۔ جب جمعہ کا دن ہوا تو آپ ممبر پر تشریف لے گئے چنانچہ کھجور کے اس تنے نے چھوٹے بچے کی مثل چیخ ماری لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ممبر سے اتر کر اس کو اپنے جسم کے ساتھ ملایا اور دبایا وہ ایسے سسکیاں بھرنے لگا جیسے بچہ سسکیاں بھرتا ہے جس کو چپ کرایا جاتا ہے جابر کہتے ہیں یا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس کے ساتھ جو اللہ کا ذکر ہوتا تھا اس کے رک جانے کی وجہ سے رویا ہے۔

بخاری نے اس کو ابونعیم سے روایت کیا ہے۔ (کتاب المناقب۔ حدیث ۳۵۸۴۔ فتح الباری ۶/۶۰۱)

(۲) ہمیں خبر دی اب عبداللہ حافظ نے، ان کو عبدالباقی بن قانع حافظ نے، ان کو ابوعبدالرحمٰن عبید بن احمد بن حکم قزاز نے بصرہ میں اس کو عبداللہ بن رجاء نے، ان کو ابوحفص بن علاء نے، نافع سے اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم ﷺ خطبہ دیا کرتے تھے کھجور کے تنے کے پاس جب ممبر رکھا گیا تو وہ اتنا رو پڑا حتی کہ حضور اکرم ﷺ اس کے پاس گئے اس پر ہاتھ پھیرا اور وہ سکون کر گیا۔

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث ابوحفص بن علاء سے۔ (بخاری۔ حدیث ۳۵۸۴۔ فتح الباری ۶/۶۰۱)

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو محمد بن بشیر صیرفی نے، ان کو عیسیٰ بن سالم ابوسعید نے، ان کو عبیداللہ بن عمر ورقی نے، عبداللہ بن محمد بن عقیل سے اور ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحٰق اور ابوبکر بن حسن قاضی نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ربیع بن سلیمان نے، ان کو شافعی نے، ان کو ابراہیم بن محمد نے، ان کو عبداللہ بن محمد بن عقیل نے، طفیل بن ابی بن کعب سے اس نے اپنے والد سے۔

وہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کھجور کے سوکھے تنے کے پاس نماز پڑھاتے تھے جب مسجد چھپرے کی تھی آپ ﷺ اس تنے کے پاس خطبہ دیا کرتے تھے آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! کیا آپ اجازت دیں گے کہ ہم آپ کے لئے ایک ممبر بنا دیں آپ اس کے اوپر کھڑے ہو کر جمعہ کے دن لوگوں کو اپنا خطبہ سنایا کریں؟ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے اجازت ہے لہٰذا آپ کے لئے تین درجے کا ممبر بنایا گیا جب بنا کر اپنی جگہ پر رکھا گیا حضور اکرم ﷺ نے اس پر بیٹھ کر خطبے کی ابتداء کی جب اس کی طرف سے گذر کر آگے گئے تو وہ تنا زور سے رویا اور چیخ مار کو پھٹ گیا حضور اکرم ﷺ ممبر سے اترے جب انہوں نے تنے کے رونے کی آواز سنی آپ نے اس ﷺ پر ہاتھ پھیرا پھر ممبر پر واپس آئے

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ یہ روایت حسین بن علوان کی موضوعات میں سے ہے۔اس کا ذکر کرنا مناسب نہیں ہے۔کیونکہ حضور اکرم ﷺ کے معجزات کے حوالے سے احادیث صحیحہ مشہورہ کافی ہیں ابن علوان کے کذب کی ضرورت نہیں ہے۔

ڈاکٹر عبدالمعطی کہتے ہیں حسین بن علوان اہل کوفہ میں سے تھا حدیثیں گھڑتا تھا ہشام بن عروہ سے وہ دیگر ثقات سے۔

باب ۲۱

دروازے کی چوکھٹوں اور گھر کے درودیوار کا ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کی دعا پر آمین کہنا جوانہوں نے اپنے چچا عباس ؓ کے لئے کی تھی اور اپنے چچازادوں کے لئے بشرط صحت روایت

(۱) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو محمد بن یونس کدیمی نے، ان کو عبداللہ بن عثمان بن اسحٰق بن سعید وقاصی نے (ح)۔اور ان کو خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو ابوقتیبہ مسلم بن فضل بغدادی نے، مکہ مکرمہ میں ان کو حلف بن عمرو عکبری نے، ان کو ابراہیم بن عبداللہ ہروی نے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی عبداللہ بن اسحاق بن سعد بن ابی وقاص نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابوامی مالک بن حمزہ بن ابواسید ساعدی نے اپنے والد سے اس نے ان کے دادا ابواُسید ساعدی سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس بن عبدالمطلب سے کہا تھا اے ابوالفضل صبح آپ گھر نہ جانا آپ بھی اور آپ کے بیٹے بھی حتی کہ میں آجاؤں تمہارے پاس مجھے آپ لوگوں سے کام ہے۔

لہٰذا انہوں نے انتظار کیا حتی کہ حضور ﷺ چاشت کے بعد تشریف لائے ان سے ملے السلام علیکم کہا انہوں نے بھی وعلیکم السلام کہا ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔آپ نے پوچھا تم نے صبح کیسی کی؟ یعنی رات کیسی گذری؟ انہوں نے کہا ہم نے خیریت سے صبح کی ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ ہمارے ماں باپ آپ پر قربان آپ نے کیسے صبح کی؟ یارسول اللہ! آپ نے فرمایا میں نے بھی خیریت سے صبح کی میں اللہ کا شکر کرتا ہوں آپ نے فرمایا کہ قریب قریب ہو جاؤ حتی کہ ایک دوسرے سے مل جاؤ حتی کہ وہ مل گئے جب بالکل ساتھ ہو گئے تو آپ ﷺ نے ان سب کو اپنی چادر میں لپیٹ دیا اور دعا فرمائی اے میرے رب! یہ میرے چچا ہیں اور میرے باپ کے جیسے ہیں یہ لوگ میرے گھرانے کے ہیں ان کو آگ جہنم سے اسی طرح چھپالے جیسے میری چادر نے ان کو چھپالیا ہے چنانچہ دروازے کی چوکھٹوں نے اور گھر کی دیواروں نے آمین کہا بولے آمین، آمین، آمین۔ (دلائل ابی نعیم ۳۷۰۔خصائص کبری ۲/۷۷)

حدیث ہروی کے لفظ میں ان کے ساتھ عبداللہ بن عثمان وقاصی متفرد ہے۔اور وہ ان میں سے ہے جس سے عثمان دارمی نے پوچھا تھا۔ یحیٰی بن معین سے انہوں نے کہا تھا کہ میں اس روایت کو نہیں پہچانتا۔

☆☆☆

باب ۲۲

نبی کریم ﷺ کا اپنی پیٹھ پیچھے سے اپنے اصحاب کو دیکھنا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن شاذان نے، ان کو قتیبہ بن سعید نے مالک سے، اس نے ابوالزناد سے اس نے اعرج سے اس نے ابوہریرہ سے، یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم لوگ یہاں پر میرے سامنے دیکھ رہے ہو؟ اللہ کی قسم میرے لئے نہ تمہارا رکوع مخفی رہتا ہے نہ تمہارا سجدہ کرنا بیشک میں البتہ تمہیں دیکھتا ہوں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں اسماعیل بن ابواویس اور دیگر سے اس نے مالک سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا قتیبہ سے۔

(بخاری۔ کتاب الصلوۃ۔ فتح الباری ۱/۵۱۴۔۲/۳۲۵)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حرملہ کی روایت میں آپ کا قول ہے۔

بیشک میں البتہ دیکھتا ہوں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے یہ اللہ کی طرف سے کرامت واعزاز ہے اللہ نے ان کو اپنی مخلوق میں سے اس کے ساتھ خاص کیا ہے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حسین بن عمر بن برہان نے بغداد میں، ان کو اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو حسن بن عرفہ نے، اس کو قاسم بن مالک مُزنی نے مختار بن فلفل سے اس نے انس بن مالک سے۔ وہ کہتے ہیں۔

ایک دن نماز کے لئے اقامت کی جانے لگی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! میں تمہارے آگے ہوتا ہوں (یعنی امامت کر رہا ہوتا ہوں تمہاری) لہٰذا رکوع کرنے اور سجدہ کرنے میں مجھ سے پہل نہ کیا کرو۔ اور نہ ہی اپنے سروں کو پہلے اُٹھایا کرو (سجدے سے) بیشک میں تمہیں دیکھتا ہوں اپنے آگے سے اور اپنے پیچھے سے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تم دیکھ لو جو کچھ میں نے دیکھا ہے تو تم بہت کم ہنسو گے اور بہت زیادہ روؤ گے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! آپ نے کیا دیکھا ہے؟ فرمایا میں نے جنت دیکھی ہے اور جہنم دیکھی ہے۔

اس کو بخاری و مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں کئی دیگر طرق سے اس نے مختار بن فلفل سے۔ (مسلم۔ کتاب الصلوۃ۔ حدیث ۱۱۲ ص ۱/۳۲۰)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو محمد بن فضیل نے عبدالمالک بن ابوسلیمان سے اس نے قیس سے اس نے مجاہد سے اس نے اللہ کے فرمان کے بارے میں۔

اَلَّذِیْ یَرٰکَ حِیْنَ تَقُوْمُ وَتَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیْنَ

(سورۃ شعراء: آیت ۲۱۹)

وہی ذات (اللہ) آپ کو دیکھتی ہے جب آپ کھڑے ہوتے ہیں (عبادت کرنے) اور سجدے کرنے والوں میں آپ کا (فکرمند ہوکر) پھرنا۔

مجاہد کہتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ ان لوگوں کو دیکھتے تھے جو ان کے پیچھے صفیں ہوتی تھیں جیسے سامنے دیکھتے تھے۔

(تفسیر قرطبی ۱۳/۱۴۴)

اور روایت کی ہے زبیر بن عبادہ نے، عبداللہ بن محمد بن مغیرہ سے۔ (عبداللہ بن محمد بن مغیرہ کو عقیلی نے ضعفاء میں شمار کیا ہے) اس نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ اندھیرے میں بھی ایسے ہی دیکھتے تھے جیسے روشنی میں دیکھتے تھے۔ (ابن دمیہ نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ابن جوزی نے صحیح کہا ہے۔ فیض القدیر ۵/۲۱۵)

(۴) ہمیں خبر دی ابوسعید مالینی نے، ان کو ابواحمد بن عدی حافظ نے ابن سلم سے اس نے عباس بن ولید خلال سے، اس نے زبیر بن عبادہ سے اس نے اس کو ذکر کیا ہے۔ یہ ایسی اسناد ہے کہ اس میں ضعف ہے۔

نیز یہ کئی دیگر طرق سے مروی ہے جو کہ قوی ہی نہیں ہیں۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن عباس نے، ان کو ابواسحٰق بن سعید نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن خلیل نیشاپوری نے، ان کو صالح بن عبداللہ نیشاپوری نے، ان کو عبدالرحمٰن بن عمار شہید نے، ان کو مغیرہ بن مسلم نے عطاء سے اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کے اندھیرے میں بھی ایسے ہی دیکھتے تھے جیسے دن میں روشنی میں دیکھتے تھے۔

باب ۲۳

رسول اللہ ﷺ کے نواسوں کے لئے روشنی کا چمکنا

جب وہ حضور اکرم ﷺ کے ہاں سے چلے تھے
حتی کہ وہ اس کی روشنی میں چلتے ہوئے گھر میں پہنچے
یہ نبی کریم ﷺ کی کرامت و اعزاز ہے

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن عبدالوہاب اصفہانی نے، ان کو احمد بن مہران نے، ان کو عبیداللہ بن موسیٰ نے، ان کو خبر دی کامل بن علاء نے، ابوصالح سے اس نے ابوہریرہ سے۔ وہ کہتے ہیں ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ جب سجدہ کرتے حسن ﷺ اور حسین ﷺ آکر آپ کی پیٹھ پر چڑھ جاتے حضور اکرم ﷺ جب سر اٹھاتے تو ان کو نرمی سے نیچے اتار دیتے تھے جب آپ ﷺ دوبارہ سجدہ کرنے وہ دوبارہ ایسے ہی کرتے تھے۔

جب نماز پڑھا چکے ایک کو ادھر دوسرے کو ادھر کر لیا کرتے میں آپ کے پاس آیا میں نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا میں ان دونوں کو ان کی امی کے پاس لے جاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔ اتنے میں ایک روشنی چمکی اور حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جاؤ تم دونوں اپنی امی کے پاس چلے جاؤ چنانچہ وہ دونوں اسی روشنی میں چلتے چلے گئے اور گھر میں داخل ہو گئے۔ (مسند احمد ۲/۵۱۳۔ زوائد ۹/۱۸۱)

☆☆☆

باب ۲۴

۱۔ اصحاب نبی ﷺ کے دو آدمیوں کی لاٹھی کا روشن ہو جانا جب وہ دونوں حضور اکرم ﷺ کے ہاں سے رات کے اندھیرے میں نکلے حتیٰ کہ وہ اس کی روشنی میں چلتے گئے یہ نبی کریم ﷺ کی کرامت و اعزاز تھا۔

۲۔ ابو عبس کی لاٹھی کے روشن ہونے کی روایت۔

۳۔ حمزہ بن عمرو اسلمی کی اُنگلیوں سے روشنی خارج ہونا۔

(۱) ہمیں حدیث بیان کی محمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے بطور املاء کے، ان کو ابو سعید احمد بن محمد بن زیاد بصری نے، مکہ میں ان کو خبر دی ابو سعید عبدالرحمٰن بن محمد بن منصور حارثی نے، ان کو معاذ بن ہشام نے، ان کو ان کے والد نے قتادہ سے ان کو انس بن مالک نے کہ دو آدمی اصحاب رسول میں سے رسول اللہ ﷺ کے ہاں سے نکلے اندھیری رات تھی اور ان دونوں کے ساتھ دو چراغوں کی مثل دو روشنیاں ان دونوں کے آگے آگے چلتی گئیں جب وہ راستے میں الگ ہوئے تو ہر ایک کے ساتھ روشنی بھی علیحدہ ہو گئی حتیٰ کہ وہ اپنے گھر میں پہنچ گئے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے ابو موسیٰ سے اس نے معاذ سے۔

(۲) بخاری نے کہا ہے کہ معمر نے کہا ہے یعنی جس کی ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران عدل نے بغداد میں، ان کو اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو احمد بن منصور رمادی نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو معمر نے، ثابت سے اس نے انس سے یہ اسید بن حضیر انصاری اور ایک دوسرے انصاری دونوں اپنی کسی حاجت سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ باتیں کرتے رہے۔ حتیٰ کہ رات کا ایک حصہ گذر گیا اور رات سخت اندھیری تھی اس کے بعد وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے روانہ ہوئے دونوں کے ہاتھ میں ایک چھوٹی لکڑی تھی لہٰذا ایک کی لکڑی روشن ہو گئی دونوں اس کی روشنی میں چلتے رہے جب دونوں کا راستہ جدا ہوا تو دوسرے کی لکڑی بھی روشن ہو گئی لہٰذا ہر ایک دونوں میں سے اپنی اپنی لکڑی کی روشنی میں اپنے گھر پہنچ گئے۔ (مستدرک حاکم ۳/۲۸۸۔ خصائص کبریٰ ۲/۸۰۔ دلائل ابی نعیم ۴۹۲)

(۳) بخاری کہتے ہیں کہ حماد بن سلمہ نے کہا یعنی وہ جس کی ہمیں خبر دی ہے عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو ابو سعید بن اعرابی نے، ان کو حسن بن محمد بن صباح نے، ان کو یزید بن ہارون نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو ثابت بنانی نے، انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ عباد بن بشر اور اُسید بن حضیر رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے۔ آپ ﷺ کے ساتھ باتیں کرتے رہے جب روانہ ہوئے تو ایک کی لاٹھی روشن ہو گئی دونوں اس کی روشنی میں چلتے رہے جب دونوں کا راستہ الگ ہوا تو دونوں کی لکڑیاں روشن ہو گئیں ہر ایک اسی روشنی میں اپنے گھر چلا گیا۔ (بخاری۔ کتاب المناقب۔ حدیث ۳۸۰۵۔ فتح الباری ۷/۱۲۴۔ ۱۲۵)

(۴) ہمیں حدیث بیان کی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو محمد احمد بن عبداللہ مزنی نے، ان کو محمد بن عبداللہ حضرمی نے، ان کو ابو کریب نے، ان کو زید بن حباب نے، ان کو عبدالحمید بن ابو عبس انصاری بنو حارثہ میں سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی میمون بن زید بن ابو عبس ان کو خبر دی

ان کے والد نے، یہ کہ ابوعبس نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے اس کے بعد بنو حارثہ کے پاس لوٹ آتے تھے ایک رات وہ اندھیری اور بارش والی رات میں نکلے تو ان کے لئے ان کی لاٹھی روشن کر دی گئی حتی کہ وہ دار بنو حارثہ میں داخل ہو گئے۔

(مستدرک حاکم ۳/۳۵۰۔ خصائص کبریٰ ۲/۸۰۔۸۱)

میں کہتا ہوں کہ ابوعبس بن جبر شرکاء بدر میں سے تھے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمٰن سلمی نے، ان کو مسیب بن محمد بن مسیب نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو حمزہ بن مالک اسلمی ابوصالح نے، ان کو سفیان بن حمزہ نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن ابراہیم فارسی نے، ان کو ابواسحٰق اصفہانی نے، ان کو ابواحمد بن فارس نے، ان کو محمد بن اسماعیل بخاری نے، ان کو احمد بن حجاج نے، ان کو سفیان بن حمزہ نے، کثیر بن زید سے اس نے محمد بن حمزہ اسلمی سے اس نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے ایک سفر میں ہم لوگ اندھیری رات میں ایک دوسرے سے الگ ہو گئے چنانچہ میری انگلیاں روشن ہو گئیں حتی کہ ان کی سواریاں ایسی جمع ہو گئیں کوئی بھی ان میں سے ہلاک نہ ہوا اور بیشک برابر انگلیاں روشن ہو رہی تھیں۔

(۶) اور سلمی کی ایک روایت میں ہے ان کے والد سے وہ ابوحمزہ بن عمرو سے کہ انہوں نے کہا ایک سفر میں ہمارے مویشی بھاگ گئے تھے۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے رات شدید اندھیری تھی۔ لہٰذا میری اُنگلی روشن ہو گئی تھی حتی کہ اسی روشنی پر سب کی سواریاں جمع ہو گئیں اور میری اُنگلی البتہ تا حال روشنی دے رہی تھی۔ (دلائل ابی نعیم۔ خصائص کبریٰ ۲/۸۱)

(۷) ہمیں خبر دی ابونصر عمرو بن عبدالعزیز بن قتادہ نے، ان کو ابوعمرو بن مطر نے، ان کو عبداللہ بن صقر نے، ان کو ابراہیم بن منذر حزامی نے، ان کو سفیان بن حمزہ نے، ان کو کثیر بن زید نے محمد بن حمزہ اسلمی سے اس نے اپنے والد حمزہ بن عمرو سے انہوں نے کہا کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شدید اندھیری رات میں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے تھے۔ لہٰذا میری اُنگلی روشن ہو گئی تھی۔ لہٰذا ان سب نے اسی روشنی پر اپنی اپنی سواریوں کو جمع کر لیا تھا کوئی بھی ان میں سے ہلاک نہیں ہوا تھا۔ اور بیشک میری انگلی البتہ روشن تھی۔ واللہ اعلم

باب ۲۵

وہ شرف وکرامت جو حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ظاہر ہوئی مصطفیٰ کریم ﷺ کے شرف کے لئے اور اس پر ایمان لانے والے کی عظمت اُجاگر کرنے کے لئے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحٰق صغانی نے، ان کو عثمان بن عفان نے۔ (ح) اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی ابوسہل بن زیاد نے، ان کو اسحٰق بن حسین حربی نے، ان کو عفان بن مسلم نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو جریری نے ابوالعلاء سے اس نے معاویہ بن حرمل سے وہ کہتے ہیں کہ میں مدینے میں آیا اور تین دن مسجد میں ٹھہرا رہا مگر مجھے کھانا نہیں ملا۔ کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر کے پاس آیا میں نے عرض کی اے امیر المؤمنین میں پیشگی توبہ کرتا ہوں اس سے کہ مجھ پر رزق بند ہو جائے۔ انہوں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ میں نے بتایا میں معاویہ بن حرمل ہوں انہوں نے فرمایا کہ تم خیر المؤمنین کے پاس جاؤ اسی کے پاس اترو اور رہو۔

اور حضرت تمیم داری کی عادت تھی کہ وہ جب نماز پڑھ لیتے تھے تو دائیں بائیں دونوں طرف ہاتھ مارتے تھے اور ایک آدمی دائیں طرف سے اور ایک بائیں طرف سے پکڑ کر ساتھ لے جاتے تھے۔ میں نے بھی ان کے پہلو میں نماز پڑھی انہوں نے ہاتھ مارا اور میرا ہاتھ پکڑ کر لے گئے ہم لوگوں کے پاس کھانا لایا گیا میں خوب زور لگا کر کھایا بھوک کی شدت کے مطابق کھایا۔

کہتے ہیں کہ ایک دن ہم بیٹھے تھے کہ اچانک حرہ میں آگ نکلی حضرت عمر آئے تمیم داری کے پاس بولے چلو اس آگ کے پاس چلتے ہیں انہوں نے کہا اے امیر المؤمنین میں کون ہوتا ہوں اور میں کیا ہوں کہتے ہیں کہ عمر بار بار اصرار کرتے رہے حتی کہ وہ ان کے ساتھ چل پڑے میں بھی ان دونوں کے پیچھے پیچھے ہولیا وہ آگ کی طرف چلے گئے تمیم داری اپنے ہاتھ سے دونوں کو اشارہ کرتے رہے حتی کہ میں گھاٹی میں داخل ہوا اور تمیم اس کے پیچھے داخل ہوئے کہتے ہیں کہ عمر کہنے لگے جو دیکھ چکا ہے وہ واقعی اس کی طرح میں ہوتا جس نے نہیں دیکھا تین بار عمر نے یہ جملہ کہا۔

یہ الفاظ حدیث صغانی کے ہیں۔ (البدایۃ والنہایۃ ۱۵۳/۶)

باب ۲۵

تصویر پر رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ رکھا تو وہ مٹ گئی

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو بحر بن نصر اور احمد بن عیسیٰ لخمی نے، ان دونوں کو حدیث بیان کی بشر بن بکر نے، ان کو اوزاعی نے، ابن شہاب سے وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق ؓ نے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ رسول سے وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے ایک پردہ لٹکایا ہوا تھا اس میں تصویر تھی حضور اکرم ﷺ نے اس پردے کو اُتار پھینکا پھر فرمایا: بیشک قیامت کے دن شدید ترین عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ کی تخلیق کی نقل کریں گے (اس کے جیسی بنائیں گے)۔

اوزاعی کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ نے فرمایا تھا کہ حضور اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور ایک ٹوپی لے کر آئے اس پر عقاب کی تصویر بنی ہوئی تھی حضور اکرم ﷺ نے اس پر اپنا دست مبارک رکھ دیا۔

اللہ نے اس کی برکت سے وہ تصویر ہی دور کر دی (یعنی ختم ہوگئی)۔ (خصائص کبریٰ ۸۲/۲)

☆☆☆

مجموعہ ابواب

ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ کی ادعیہ مستجابہ (قبول شدہ دعائیں) بسلسلۂ اطعمہ واشربہ۔ نیز وہ برکات جن کا ظہور ہوا ان امور میں جن میں آپ نے دعا فرمائی تھی یہ سبیل اختصار اس لئے کہ سب کو نقل کرنے میں طوالت ہوگی۔

باب ۲۷

بکری کے بارے میں حضور اکرم ﷺ کی برکت کا ظہور

جس میں دودھ موجود نہیں تھا مگر پھر اس میں دودھ اُتر آیا تھا۔ پہلے بھی اس کا ذکر گزر چکا ہے حضور اکرم ﷺ کے اُم معبد کے خیمہ میں اُترنے کے ضمن میں اور اس میں آپ کا نزول، آپ کا پہنچنا ان بکریوں میں جن کو اُم معبد کا بیٹا چرا رہا تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو محمد بن ہارون نے، ان کو ابوالولید نے، ان کو ابوعوانہ نے، عاصم سے، اس نے زر سے، اس نے عبداللہ بن مسعود سے وہ کہتے ہیں۔ میں گھبرو جوان تھا عقبہ بن ابومعیط کی بکریوں میں تھا اور انہیں چرا رہا تھا کہ میرے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے ابوبکر صدیق بھی ان کے ساتھ تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے پوچھا اے لڑکے! کیا تیرے پاس دودھ ہے؟ میں نے بتایا کہ جی ہاں ہے لیکن میرے پاس امانت ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس ایسی بکری لے آؤ جس پر ابھی تک بکرا نہ کودا ہو (یعنی کنواری بکری لے لی جس کو کہتے ہیں جو نہ گابھن ہوئی ہو ابھی تک) میں ان کے پاس پکڑ کر لے آیا (ایک جھیرٹ کو پکڑ کر) حضور اکرم ﷺ نے اس کی ٹانگوں میں رسی باندھ دی (اسے ڈھنگا مار دیا) اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے اس کی کھیری کو سہلایا اور دعا کی حتی کہ دودھ اُتر آیا۔

ابوبکر ان کے پاس ایک پیالہ لائے حضور اکرم ﷺ نے اس کے اندر دودھ دوہا اور ابوبکر سے کہا کہ تم پی لو ابوبکر نے پیا اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے پیا اس کے بعد کھیری کو کہا کہ دودھ اُچک لے اس نے اُچک لیا لہٰذا وہ ویسی ہوگئی جیسی کہ تھی۔ اس کے بعد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا میں نے کہا یارسول اللہ! مجھے بھی یہ کلام سکھلا دیجئے یا کہا کہ یہ قول سکھائیے لہٰذا حضور اکرم ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ تم سکھلائے ہوئے غلام ہو میں نے ان سے ستر سورتیں حاصل کیں۔ جن میں مجھ سے کسی بشر نے بحث نہیں کی۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداود طیالسی نے، ان کو سلیمان بن مغیرہ نے، ان کو ثابت نے، عبدالرحمن بن ابولیلی سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے مقداد بن اسود نے، وہ کہتے ہیں کہ میں آیا اور میرے دو ساتھی بھی قریب تھا کہ شدید محنت مشقت کی وجہ سے ہماری بینائی اور شنوائی چلی جاتی (یعنی بھوک کی وجہ سے) ہم لوگ اپنے نفسوں کو اصحاب رسول پر پیش کرنے لگے جو بھی ہمیں قبول کرتا رسول اللہ ﷺ ہمیں اپنے سامان پر لے جاتے تھے ان دنوں اول رسول اللہ ﷺ کے پاس تین بکریاں تھیں جنہیں وہ دوہتے تھے۔

لہٰذا نبی کریم ﷺ ہمارے درمیان تقسیم کرتے تھے اور ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کا حصہ اُٹھا کر لے جاتے تھے حضور تشریف لاتے تو سلام کرتے تھے (نہ زیادہ زور سے نہ ہی بالکل آہستہ بلکہ) جس کو جاگنے والا سُن لے اور سونے والا جاگ نہ جائے۔ شیطان نے مجھ سے کہا اگر تو ایک دو گھونٹ پی لے تو کچھ نہیں ہوگا۔

بیشک رسول اللہ ﷺ انصار کے پاس آتے تھے۔ وہ آپ کی قدر کرتے تھے شیطان ہمیشہ میرے دل میں بات ڈالتا رہا حتی کہ میں نے دودھ پی لیا جب میں نے اسے پی لیا تو اس نے مجھے شرمندہ کر دیا اور کہا کہ تم کیا کہو گے جب حضور تشریف لائیں گے اور دودھ نہیں پائیں گے۔ حضور اکرم ﷺ تو تیرے خلاف بد دعا دیں گے اور تم ہلاک ہو جاؤ گے۔ بہر حال میرے دونوں ساتھیوں نے اپنا حصہ پیا اور سو گئے باقی رہا میں تو مجھے نیند نہیں آ رہی تھی۔ میرے اوپر ایک چادر تھی جب میں سر کی طرف کھینچتا تو پیروں سے چھوٹی پڑتی پیروں کو ڈھکتا تو سر سے چھوٹی پڑتی تھی۔ اتنے میں حضور اکرم ﷺ تشریف لے آئے حسب معمول آپ نے نماز ادا کی جیسے کیا کرتے تھے۔ اس کے بعد اپنے پینے کے دودھ کی طرف دیکھا تو کچھ بھی نہیں تھا۔

لہٰذا آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اُٹھا دیئے۔ میں ڈر گیا کہ لو آپ نے میرے خلاف دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے ہیں اب میں نہیں بچوں گا مارا جاؤں گا۔ مگر خلاف توقع ہوا یہ کہ میں نے سنا حضور دعا فرما رہے تھے اے اللہ تو اس کو کھلا جس نے مجھے کھلایا اور تو ہی اس کو پلا جس نے مجھ کو پلایا۔ میں نے اس کے بعد چھری اٹھائی اور شملہ اٹھایا اور بکریوں کی طرف چلا گیا۔ انہیں تلاش کرنے لگا کہ ان میں سے کونسی زیادہ موٹی ہے۔ تا کہ میں اس کو رسول اللہ ﷺ کے لئے ذبح کروں مگر وہ تو سب کی سب کمزور تھیں میں نے برتن اٹھایا آل محمد ﷺ کے لئے جس میں وہ دودھ دوہتے تھے۔ لہٰذا میں نے دودھ دوہا حتی کہ جھاگ اُوپر آ گئے پھر میں اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آیا حضور اکرم ﷺ نے دودھ پیا۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے مجھے دیا اور میں نے دوبارہ پیا میں نے حضور اکرم ﷺ کو دیا انہوں نے دوبارہ پیا۔

پھر حضور نے مجھے دیا پھر میں نے پیا پھر انہوں نے مجھے دیا میں نے پھر پیا اس کو پھر مجھے زور سے اس قدر ہنسی آئی کہ میں زمین پر لوٹ پوٹ ہو گیا آپ نے [illegible] یہ تیری [illegible] غلطی ہے اے مقداد۔ کیا ہوا؟ (یعنی اس قدر کیوں ہنس رہے ہو؟) اب میں نے حضور کو وہ اپنی خبر سنانی شروع کی (کہ میں نے آپ کا دودھ کا حصہ پی لیا تھا اور مجھے ڈر لگ رہا تھا کہ آپ مجھے بد دعا دیں گے) مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ سب کچھ رحمت تھی اللہ [illegible] ف سے اگر میں تیرے ساتھیوں کو جگا دیتا وہ یعنی کچھ کر گذرتے۔ میں نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان [illegible] اللہ کی قسم میں پروا نہیں کرتا اس وقت جب آپ کو کوئی پریشانی ہوتی اور مجھے بھی ہوتی لوگوں میں جس نے [illegible] پایا وہ نامراد ہوا۔

اس کو مسلم نے نقل کیا [illegible] ث شبابہ سے اور نضر بن شمیل سے اس نے سلمان بن مغیرہ سے۔

(مسلم۔ کتاب الاشربہ۔ باب اکرام الضیف۔ حدیث ۱۷۴ ص ۱۶۲۵_۱۶۲۶)

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن محمد بن ابوالمعروف فقیہ نے، ان کو بشر بن احمد اسفرائنی نے، ان کو احمد بن حسین بن نصر حذاء نے، ان کو علی بن مدینی نے، ان کو محمد بن حماد بن زید نے، ان کو مہاجر نے، ابوالعالیہ سے وہ کہتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنی بیویوں کے پاس بندہ بھیجا یا کہا تھا کہ اپنے نو گھروں کی طرف بندہ بھیجا آپ کھانا مانگ رہے تھے جب کہ آپ کے پاس آپ کے اصحاب موجود تھے مگر گھر میں کھانا موجود نہیں پایا۔ لہٰذا آپ کی نظر گھر میں کھڑی بکری کے بچے پر پڑی (یعنی وہ) پٹیاسی تھی جس نے ابھی بچہ نہیں دیا تھا حضور اکرم ﷺ نے اس کی کھیری کی جگہ پر ہاتھ پھیرا لہٰذا اس کی ٹانگوں کے درمیان فوراً دودھ کی تھیلی لٹک آئی۔ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے قصعہ (پیالہ) منگوایا اور اس میں دودھ نکالا اور اس کو اپنے گھروں میں بھیجا ایک ایک پیالہ پھر دودھ دوہا اور آپ نے خود پیا اور صحابہ نے پیا۔

علی کہتے ہیں کہ حماد بن زید نے اس حدیث میں ابو ہریرہ کا ذکر نہیں کیا بلکہ انہوں نے یہ حدیث ہمیں مرسل طریقے پر بیان کی ہے۔

☆☆☆

باب ۲۸

نبی کریم ﷺ کا اپنے اہل خانہ کے لئے دعا کرنا کہ ان کو بقدر ضرورت یک روزہ رزق ملے اس سے ان کی مراد اپنی ذات تھی اور وہ لوگ تھے جو آپ کی کفالت میں تھے

(۱)　　ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن محمد بن احمد بن رجاء ادیب نے، ان کو ابوالعباس اصم نے، ان کو حسن بن عفان نے، ان کو ابواسامہ نے، اعمش سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے۔ ان کو عباس بن محمد دوری نے، ان کو محاضر بن مورع نے، ان کو اعمش نے، عمارہ بن قعقاع سے ان کو ابوزرعہ نے، ابوہریرہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نیز ابواسامہ کی ایک روایت میں ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللھم اجعل رزق اٰل محمد قوتًا

اے اللہ آل محمد کا رزق اس قدر بنا کہ وہ اس کو کھا کر زندہ رہ سکیں۔

یعنی صرف بقدر ضرورت زندگی ہو وافر نہ ہو فراوانی نہ ہو اس کی حکمت کے بارے میں صحیح حقیقت اللہ اور اللہ کا رسول جانتے ہیں۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں اشج سے اس نے ابواسامہ سے۔

اور بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے کئی طرق سے اعمش سے اور تحقیق یہ بات اس کتاب کے شروع میں گذر چکی ہے کہ گھرانہ رسول کی زندگی اور ان کی گذران کیسی تھی؟

باب ۲۹

ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ ﷺ کی دعوت کرنا اور اس کے کھانے میں رسول اللہ ﷺ کی برکت سے آثار نبوت کا ظاہر ہونا

(۱)　　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ربیع بن سلیمان نے، ان کو خبر دی شافعی نے، ان کو مالک نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن ابوالمعروف فقیہ اسفرائنی نے وہاں پر ان کو بشر بن احمد نے، ان کو داؤد بن حسین بیہقی نے، ان کو قتیبہ بن سعید نے، مالک سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالحسن علی بن محمد بن سختویہ نے، ان کو محمد بن عبدالسلام نے،

یحیٰ بن یحیٰ سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث پڑھی تھی مالک کے سامنے انہوں نے اسحٰق بن عبداللہ ابوطلحہ سے کہ انہوں نے سنا حضرت انس بن مالک سے وہ فرماتے تھے۔ کہ حضرت ابوطلحہ نے کہا تھا اُم سلیم سے میں نے رسول اللہ ﷺ کی آواز کمزور سُنی میں پہچان گیا کہ حضور اکرم ﷺ بھوک سے نڈھال ہو رہے ہیں۔ کیا تیرے پاس کھانے کے لئے کوئی چیز ہے؟ وہ بولی کہ جی ہاں ہے اور وہ جو کی کچھ روٹیاں نکال کر لائی پھر اس نے اپنا دوپٹہ لیا اور کچھ روٹیاں اس میں لپیٹ دیں۔

یحیٰ نے یہ الفاظ زیادہ کئے ہیں کہ اس نے ان روٹیوں کو میرے کپڑے تلے چھپا دیا اور کچھ مجھے لوٹا دیں۔ اس کے بعد دونوں کی روایت متفق ہوگئی ہے کہتے ہیں اس نے مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیج دیا کہتے ہیں کہ میں وہ روٹیاں لے کر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں چلا گیا میں نے حضور اکرم ﷺ کو مسجد میں بیٹھا ہوا پایا۔ مگر ان کے ساتھ کچھ لوگ بھی بیٹھے تھے میں جا کر ان کے اوپر کھڑا ہو گیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تجھے ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟ میں نے کہا کہ جی ہاں حضور اکرم ﷺ نے ان سب سے کہا جو ساتھ بیٹھے تھے کھڑے ہو جاؤ۔

کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ چلے میں بھی ان کے آگے آگے تھا میں ابوطلحہ کے پاس آگیا میں نے ابوطلحہ کو بتایا ابوطلحہ نے کہا اے اُم سُلیم! رسول اللہ ﷺ لوگوں کو ساتھ لے آئے ہیں۔ جب کہ ہمارے پاس اسقدر نہیں ہے جو ہم ان کو کھانا کھلا سکیں۔ اُم سلیم نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ابوطلحہ چلے گئے جا کر رسول اللہ ﷺ سے ملے حضور اکرم ﷺ اس کے ساتھ آ گئے حتیٰ کہ اندر آئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اُم سلیم جو کچھ تیرے پاس ہے بس تم لے آؤ، وہ والی روٹیاں لے کر آ گئی حضور نے حکم دیا ان روٹیوں کو توڑا گیا اور اُم سلیم نے ان پر گھی کا برتن نچوڑ دیا اُم سلیم نے اسی کو سالن کے طور پر بنا دیا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس پر کچھ پڑھا یا دعا کی جو کچھ اللہ نے چاہا پھر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ دس آدمیوں کو کھانے کے لئے آنے کی اجازت دے دو اس نے ان کو اجازت دی وہ آئے انہوں نے کھایا اور شکم سیر ہو گئے۔ پھر وہ باہر چلے گئے۔

قتیبہ نے یہ اضافہ کیا ہے کہ پھر حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ دس آدمیوں کو اجازت دیں اس نے ان کو اجازت دے دی انہوں نے کھایا حتیٰ کہ شکم سیر ہو گئے پھر وہ باہر چلے گئے۔ پھر فرمایا کہ اور دس کو اجازت دے دو اس نے ان کو اجازت دے دی انہوں نے بھی کھایا حتیٰ کہ شکم سیر ہو گئے پھر فرمایا کہ اور دس کو اجازت دے دو لہٰذا سارے لوگوں نے کھایا اور سارے لوگ ستر یا اسی آدمی تھے اور یحیٰ بن یحیٰ کی روایت میں ہے۔ پھر فرمایا کہ دس افراد کو اجازت دیں حتیٰ کہ پوری قوم نے کھایا اور شکم سیر ہو گئے اور سارے لوگ ستر یا اسی آدمی تھے یہ الفاظ ہیں حدیث یحیٰ بن یحیٰ کے اور قتیبہ کے اور حدیث شافعی مختصر ہے

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں قتیبہ سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے یحیٰ بن یحیٰ سے۔

(بخاری۔ حدیث ۶۶۸۸۔ فتح الباری ۱۱/۵۷۰۔ بخاری۔ کتاب المناقب۔ حدیث ۳۵۷۸۔ فتح الباری ۶/۵۸۶۔ مسلم۔ کتاب الاشربہ۔ حدیث ۱۴۲ ص ۱۶۱۲۔ ترمذی۔ کتاب المناقب د ۵۵۹)

(۲) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالحسن علی بن محمد بن سختویہ نے، ان کو حسن بن علی بن زیاد نے، ان کو ابن ابواویس نے، ان کو مالک بن انس نے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ مذکور کی مثل مگر اس نے یہ کہا ہے کہ پھر اُم سلیم نے روٹی کو میرے ہاتھ تلے دبا دیا اور کچھ مجھے واپس کر دی۔ اور اس روایت میں یہ اضافہ کیا ہے اس قول کے بعد کہ کیا تجھے ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں انہوں نے پوچھا کہ طعام کے ساتھ؟ میں نے بتایا کہ جی ہاں۔ اس کے بعد باقی اسی طرح ذکر کیا ہے حدیث یحیٰ بن یحیٰ کی طرح۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں اسمٰعیل بن ابواویس سے۔

(۳) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالحسن علی بن محمد بن سختویہ نے، ان کو موسیٰ بن اسحاق انصاری نے، ان کو عبداللہ بن ابوشیبہ نے۔ ان کو عبداللہ بن نمیر نے، ان کو سعد بن سعید نے، ان کو انس بن مالک نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے ابوطلحہ نے رسول ﷺ کے پاس بھیجا تھا تا کہ میں ان کو بلا کر لے آؤں، ابوطلحہ نے ان کے لئے کھانا بنایا تھا۔

وہ کہتے ہیں کہ میں آیا تو رسول اللہ ﷺ لوگوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، انس کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میری طرف دیکھا تو مجھے شرم آگئی۔ میں نے کہا ابوطلحہ کے پاس آیئے۔ حضور ﷺ نے لوگوں سے کہا کھڑے ہو جاؤ (چلے گئے) تو ابوطلحہ نے کہا یا رسول اللہ! میں نے آپ کے لئے تھوڑی سی کوئی چیز بنائی ہے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے اس کھانے کو ہاتھ لگایا اور اس میں برکت کے لئے دعا فرمائی۔ پھر فرمایا کہ میرے اصحاب میں سے ایک گروہ دس افراد کا اندر بلایئے۔ فرمایا کہ کھایئے اور تھوڑا سا کھانا اور تھوڑا سا کھانا انہوں نے اپنے ہاتھوں کی اُنگلیوں کے ساتھ نکالا۔ سب نے کھایا حتیٰ کہ خوب شکم سیر ہو گئے اور باہر چلے گئے۔ لہٰذا اسی طرح دس افراد اندر جاتے رہے دس باہر آتے رہے، یہاں تک کہ باہر کوئی ایک بھی نہ رہا سب اندر چلے گئے، سب نے کھایا اور پیٹ بھر لیا۔ انس کہتے ہیں کہ پھر اس کو انہوں نے دیکھا تو وہ اسی طرح تھا جس وقت کھانا شروع کیا تھا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن ابوشیبہ سے۔ (مسلم ۳/۱۶۱۲۔ حدیث ۱۴۳۔ کتاب الاشربہ)

اور نقل کیا ہے اس کو اس نے حدیث عبدالرحمٰن بن لیلیٰ سے۔ (مسلم ۳/۱۶۱۳)

اور یحییٰ بن عمارہ سے اور عبداللہ بن عبداللہ ابن ابوطلحہ سے اور عمرو بن عبداللہ بن ابوطلحہ سے اور یعقوب بن عبداللہ بن ابوطلحہ سے، اس نے انس بن مالک سے اور ان میں سے بعض کی حدیث میں ہے کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے کھایا اور گھر والوں نے کھایا اور جو بچ گیا وہ انہوں نے اپنے پڑوسیوں میں بھجوایا۔ (مسلم ۳/۱۶۱۳)

(۴) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، اور ابوطاہر فقیہ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبیداللہ یعنی ابن مناوی نے، ان کو یونس نے، ان کو حرب بن میمون نے نضر بن انس سے، اس نے حضرت انس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ اُم سلیم نے کہا تم جاؤ اللہ کے نبی کے پاس، اگر تم دیکھو کہ وہ ہمارے پاس صبح کے وقت کھانا کھانا پسند کریں تو ان کو لے آؤ۔ میں نے جا کر کہا تو حضور ﷺ نے پوچھا کیا وہ لوگ بھی جو میرے پاس ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں۔

کہتے ہیں کہ میں واپس آیا اُم سُلیم کے پاس جبکہ میں خوف زدہ ہو گیا ان لوگوں کے بارے میں جو نبی کریم ﷺ کے ساتھ آنے والے تھے۔ اُم سُلیم نے پوچھا کیا کر آئے ہو اے انس؟ اتنے میں حضور ﷺ بھی پہنچ گئے۔ میں نے یہ بات ذکر کی کہ انہوں نے آپ کے پاس بھیجا تھا یہ رہا آپ کا صبح کا کھانا۔ حضور ﷺ نے پوچھا کیا تیرے پاس گھی ہے؟ وہ بولی کہ ہے۔ آپ نے پوچھا کہ کیا گھی کا کُپہ ہے جس میں تھوڑا سا گھی ہو؟ کہتے ہیں کہ میں اس کو حضور ﷺ کے پاس لے آیا حضور نے اس کا بند حسن کھولا اور کہا :

بسم اللّٰہ اللّٰھم عظم البرکۃ ۔ اے اللہ اس میں برکت عطا فرما۔

کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو پلٹیے میں نے اسے پلٹا تو اللہ کے نبی ﷺ نے اس کو نچوڑا وہ گھی دینے لگا اس سے نچوڑا ہوا اُم سلیم نے لیا اور اس کو اسی سے زائد افراد نے کھایا پھر بھی اس میں سے بچ گیا آپ نے وہ اُم سلیم کو دے دیا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا خود بھی کھایئے اور پڑوسیوں کو بھی کھلایئے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں حجاج بن شاعر سے۔ (مسلم ۳/۱۶۱۴)

اس نے یونس بن محمد مؤدب سے اور اس باب میں مروی ہے الجعد ابوعثمان سے اس نے انس اور ہشام سے اس نے محمد بن سیرین سے اس نے انس سے اور اس نے سنان ابوربیعہ سے اس نے انس ؓ سے اس نے ان کی ماں اُم سلیم سے کہ وہ ایک مد جو (نصف سیر تقریباً) اُٹھائے اس نے اس کو پیسا اور اس کی روٹی بنائی اور اس میں اصلی گھی انڈیلا پھر مجھے نبی کریم ﷺ کے پاس بھیجا۔

آگے اس نے حدیث ذکر کی۔ وہ کچھ کمی بیشی کرتے ہیں علاوہ اگر میں نے کہا کہ یہاں تک کہ چالیس آدمی گئے انہوں نے اسی جیسی روایت میں حدیث جابر بن عبداللہ انصاری میں سے تحقیق وہ گذر چکی ہے غزوۂ خندق کے بارے میں۔ بیان کے اندر۔

☆☆☆

باب ۳۰

ایک قَصعہ یا بڑا پیالہ جو آسمان سے اُترتا تھا

اوراس میں آثار نبوت کا ظاہر ہونا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن عبداللہ بن بشران عدل نے بغداد میں، ان کو اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو محمد بن عبدالملک نے، ان کو یزید بن ہارون نے، ان کو سلیمان تیمی نے، ابوالعلاء سے اس نے سمرہ بن جندب سے، یہ کہ رسول اللہ ﷺ ایک قصعہ لائے اس میں طعام تھا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صبح سے لے کر ظہر تک باری باری اس پر آتے رہے (اور کھانا کھاتے رہے) اس پر ایک گروہ بیٹھتا اور اگر گروہ اُٹھتا۔ ایک آدمی نے سمرہ سے کہا کیا وہ دراز ہوجاتا تھا سمرہ نے کہا تم کس بات پر تعجب کررہے ہو نہیں تھا دراز ہونا مگر یہاں سے یہ کہہ کر انہوں نے اوپر آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ اور یزید بن ہارون نے بھی اشارہ آسمان کی جانب کیا تھا۔

یہ اسناد صحیح ہے۔ (مسند احمد میں ۵/ ۱۸)

(۲) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، ان کو ابوعمرو بن مطر نے، ان کو احمد بن حسین بن نصر حذاء نے، ان کو عبدالاعلیٰ بن حماد نرسی نے، ان کو معتمر بن سلیمان نے، اپنے والد سے اس نے ابوالعلاء سے اس نے سمرہ بن جندب سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک قصعہ تھا لوگ جس سے کھایا کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ جب ایک قوم پیٹ بھر لیتی تو وہ لوگ اُٹھ جاتے تھے۔ اور ان کی جگہ دوسرے لوگ آکر بیٹھ جاتے تھے فرمایا کہ اسی طرح ہوتا تھا ظہر کی نماز تک۔

کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا کیا وہ کسی شئی کے ساتھ لمبا کردیا جاتا تھا۔ حضرت سمرہ نے فرمایا: بس تم کسی چیز سے تعجب کرتے ہو اگر وہ کسی شئی کے ساتھ دراز ہوجائے تو تم تعجب نہیں کروگے نہیں دراز ہوتا تھا وہ مگر وہاں سے (یہ کہہ کر انہوں نے) اشارہ کیا آسمان کی طرف یا جیسے بھی انہوں نے کہا۔ (مسند احمد ۵/ ۱۲)

باب ۳۱

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا نبی کریم ﷺ کو

کھانے کی دعوت کرنا اوران کے طعام میں رسول اللہ ﷺ کی برکت

آثار نبوت میں سے ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے، ان کو حسن بن محمد بن اسحٰق اسفرائنی نے، ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو محمد بن ابوبکر نے، ان کو عبدالاعلیٰ نے، جریری سے اس نے ابوالورد سے اس نے ابومحمد حضرمی سے اس نے ابوایوب سے وہ کہتے ہیں۔

کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے لئے کھانا تیار کرایا اور ابوبکر صدیق کے لئے اس قدر جو ان دونوں کو کفایت کر جائے لہٰذا میں ان دونوں کو لے کر بھی آ گیا۔ نبی کریم ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ جاؤ تم اشراف قریش میں سے تیس افراد کو بلا کر لے آؤ میرے پاس۔ یہ بات مجھ پر مشکل گذری لہٰذا میں نے عرض کی کہ میرے پاس اس کے علاوہ کوئی چیز نہیں ہے جو میں زیادہ انتظام کرلوں۔ گویا کہ میں حیران پریشان ہوگیا (کہ اب میں کیا کروں) آپ نے فرمایا کہ جاؤ تم میرے پاس تیس افراد اشراف انصار بلا کر لے آؤ۔

میں نے جا کر دعوت دے دی وہ آ بھی گئے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: کھانا کھلاؤ ان سب نے کھایا اور خوب سیر ہو گئے۔ پھر انہوں نے شہادت دی کہ آپ ﷺ واقعی اللہ کے رسول ہیں اور انہوں نے حضور اکرم ﷺ کی بیعت کر لی اس سے پہلے کہ وہ کھا کر باہر جاتے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ مزید ساٹھ افراد لے آؤ کہتے ہیں کہ راوی نے حدیث ذکر کی۔ حضرت ابوایوب کہتے ہیں کہ میرے اس طعام میں سے ایک سو اسی آدمی نے کھانا کھایا تھا وہ سب کے سب انصاری تھے۔ (تاریخ ابن کثیر ۱۱۱/۶)

باب ۳۲

اس برکت کا ظہور جو اس بکری میں واقع ہوئی تھی جس کو حضور اکرم ﷺ نے ایک اعرابی سے خریدا تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ بن یعقوب نے، ان کو احمد بن نضر بن عبدالوھاب نے، ان کو عبداللہ بن معاذ نے، ان کو معتمر بن سلیمان نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ابوعثمان نے، انہوں نے یہ بھی بیان کی تھی عبدالرحمٰن بن ابوبکر سے انہوں نے کہا ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سو تیس افراد تھے۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا کہ کیا تم میں سے کسی کے پاس طعام ہے؟ تو معلوم ہوا کہ ایک آدمی کے پاس ان میں ایک صاع (تقریباً دو کلو کے قریب آٹا ہے) یا اس کے قریب قریب لہٰذا وہ گوندھا گیا۔

اس کے بعد ایک آدمی آیا (بال اُکھڑنے والا) طویل القامت ایک بکری کو چلا کر لایا نبی کریم ﷺ نے پوچھا کہ کیا یہ فروخت کرنی ہے یا عطیہ دینی ہے؟ یا یوں کہا کہ ہبہ ہے؟ فرمایا کہ نہیں بلکہ فروخت کرنی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس سے وہ بکری خرید لی۔ حضور اکرم ﷺ کے حکم سے وہ بکری بنائی گئی اور حضور کے حکم سے اس کی کلیجی بھون لی گئی۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم ایک سو تیس افراد میں سے حضور ﷺ نے سب کو کلیجی کھلائی اگر بندہ موجود تھا تو آپ نے خود اس کو دی اور اگر موجود نہیں تھا تو اس کا حصہ چھپا کر اس کے لئے رکھا۔ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے اسی میں دو قصعے بنائے ایک قصعہ سے ہم سب نے کھایا اور خوب پیٹ بھر لیا اور دونوں قصعوں میں بچ گیا جسے ہم نے اُونٹ پر لاد لیا یا جیسے کہا تھا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن معاذ سے۔

(مسلم نے عبیداللہ بن معاذ سے روایت کی ہے کتاب الاشربہ۔ حدیث ۱۷۵ ص ۱۶۲۔۱۶۳)

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے عارم سے اس نے معتمر بن سلیمان سے۔ (بخاری۔ الھبہ۔ فتح الباری ۲۳۹/۵)

☆☆☆

باب ۳۳

ان کھجور کے درختوں میں آثار نبوت کا ظہور جن کے حضور اکرم ﷺ نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے لئے پودے لگائے تھے اور وہ اسی سال پھل دینے لگے تھے یہ آثار نبوت ہیں

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر بن اسحٰق نے، ان کو موسیٰ بن اسحٰق قاضی نے، ان کو عبداللہ بن ابوشیبہ نے، ان کو زید بن حباب نے، ان کو حسین بن واقد نے، ان کو عبداللہ بن بریدہ نے، ان کو ان کے والد نے یہ کہ جب حضرت سلیمان فارسی مدینے میں آئے تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک تھال میں ہدیہ لائے تھے لاکر حضور کے آگے رکھ دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کہ کیا ہدایا میں سلمان کے؟ اس نے جواب دیا یہ صدقہ ہے آپ کے لئے اور آپ کے اصحاب کے لئے۔ حضور اکرم ﷺ نے فوراً فرمایا کہ میں صدقہ نہیں کھاتا ہوں۔ لہٰذا اس نے اس وقت وہ اُٹھالیا۔ اس کے بعد اگلی صبح وہ اسی کی مثل لے کر آیا اور حضور کے سامنے رکھ دیا آپ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ ہدیہ ہے جناب کے لئے۔

حضور اکرم ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ کھاؤ۔ صحابہ نے پوچھا کہ تم کس کے نوکر ہو؟ بولے کہ قوم کے حضور ﷺ نے فرمایا۔ ان سے کہو تمہیں مکاتب غلام کر دیں (یعنی کچھ مال طے کرلیں تم سے تم ادا کر دو تو تم آزاد ہو جاؤ گے) سلمان نے بتایا کہ ان لوگوں نے مجھے اتنے اتنے کھجور ادا کرنے پر مکاتب کیا ہوا ہے۔ کہ میں ان کو کھجور کے درخت لگادوں گا اور ان کی نگرانی کروں گا جب وہ پھل دیں گے تو میں آزاد ہو جاؤں گا۔ کہتے ہیں کہ نبی کریم تشریف لائے اور انہوں نے ساری کھجور اس کو خود لگا کر دیں ایک کھجور عمر نے لگائی۔

لہٰذا سب درختوں نے اسی سال پھل دینا شروع کر دیا سوائے اس ایک کے جو عمر نے لگائی تھی۔ حضور نے پوچھا کس نے لگائی تھی؟ بتایا گیا کہ عمر نے لہٰذا حضور اکرم ﷺ نے خود ہی اس کو بھی دوبارہ لگا دیا لہٰذا وہ بھی اسی سال باردار ہوئی۔ (مجمع الزوائد ۹/ ۳۳۶۔۳۳۷)

ہم نے روایت کی ہے ابن عثمان سے اس نے سلمان سے کہ اس نے کہا کہ سب کھجور پھل دینے لگیں سوائے ایک کے جس کو میں نے ایک ہاتھ سے لگایا تھا۔ سب بوجھ سے لٹک گئیں سوائے اس ایک کے۔ اور ہم نے روایت کیا قصہ اسلام سلمان۔ اور وہ جو اس نے سنا تھا احبار و رہبان سے نبی کریم ﷺ کی صفت کے بارے میں اصل اس کتاب میں۔

(۲) ہمیں خبر دی ہے ابوعبدالرحمٰن محمد بن حسین سُلمی رحمۃ اللہ نے۔ اپنی اصل کتاب میں سے ان کو خبر دی ابوالحسن محمد بن محمود مروزی نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن علی حافظ نے، ان کو ابوموسیٰ محمد بن مثنی نے، ان کو عبداللہ بن رجاء غدانی نے، ان کو اسرائیل نے، ابواسحٰق سے ان کو ابوقرہ کندی نے۔ سلمان سے وہ کہتے ہیں کہ میرے والد ابناء اساورہ میں سے تھے اور میں اہل کتاب کے پاس آتا جاتا تھا۔ میرے ساتھ دولڑکے اور تھے جب وہ الکتاب سے واپس آئے تو ایک عیسائی عالم و پادری کے پاس جاتے تھے ایک دن میں بھی ان کے ساتھ چلا گیا اس نے ان دونوں سے کہا کہ میں نے تمہیں منع نہیں کیا تھا کہ تم میرے پاس کسی کو لے کر نہ آنا؟ کہتے ہیں کہ اسی طرح میں بھی اس عالم کے پاس آنے جانے لگ گیا حتی کہ میں اس کو ان دونوں سے زیادہ اچھا لگنے لگا۔ ایک دن اس نے کہا اے سلمان! جب تیرے گھر والے پوچھیں کہ دیر کیوں ہوگئی ہے تو کہہ دینا کہ میرے استاد نے روک لیا تھا۔ اور جب تیرا استاد پوچھے کہ کیوں دیر ہوئی ہے تو کہہ دینا کہ گھر میں دیر ہوگئی تھی۔

ایک دن اس نے کہا اے سلمان! میں یہاں سے نقل مکانی کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا کہ میں بھی آپ کے ساتھ ہوں۔ کہتے ہیں کہ اس نے نقل مکانی کی اور ایک اور بستی میں جا کر اترے وہاں پر ایک عورت تھی جو اس کے پاس آتی جاتی تھی۔ جب وہ مرنے لگا تو اس نے کہا اے سلمان! اس جگہ پر کھڈہ کھودو میں نے کھڈہ کھودا اور میں نے دراہم کا ایک مٹکا نکالا اس نے کہا کہ یہ میرے سینے میں انڈیل دو میں نے انڈیل دیا وہ ان دراھم کو اپنے سینے پا اُلٹ پلٹ کرنے لگا اور وہ یہ کہہ رہا تھا ہلاکت ہے قس کے لئے (عیسائی عالم کے لئے) بس یہ کہتے کہتے مر گیا۔ سلمان کہتے ہیں کہ میں نے ان کے نرد میں پھونک ماردی (یعنی موت کا بگل بجادیا) لہٰذا تمام قسیسین تمام راہب جمع ہو گئے کہتے ہیں کہ میں نے ارادہ کیا کہ میں وہ مال اُٹھالوں پھر اللہ نے مجھے اس سے پھیر دیا۔ جب قسیسون جمع ہو گئے تو میں نے کہا کہ کافی مال چھوڑ کر مرا ہے۔ چنانچہ بستی کے نوجوان کود پڑے انہوں نے وہ مال لے لیا جب وہ دفن ہو گیا تو میں نے کہا اے قسیسین کی جماعت مجھ کو ایسا عالم بتاؤ میں جس کے پاس جا کر رہوں انہوں نے کہا کہ ہم دھرتی پر اس سے بڑا عالم کوئی نہیں جانتے جو وہ تو بیت المقدس میں جاتا تھا۔

لہٰذا میں اسی وقت روانہ ہو گیا جب میں بیت المقدس پہنچا تو میں نے بیت المقدس کے دروازے پر اس کی سواری کا گدھا باندھا ہوا دیکھا۔ لہٰذا میں جا کر اس گدھے کے پاس ہی بیٹھ گیا۔ حتیٰ کہ وہ باہر آیا میں نے اس پر سارا قصہ بیان کیا اس نے کہا یہیں بیٹھے رہو میں تمہارے پاس واپس آؤں گا۔ کہتے ہیں کہ میں نے اس کو سال بھر تک نہیں دیکھا۔ حالانکہ وہ ہر سال بیت المقدس میں اسی مہینے میں آتا تھا۔ ہر سال۔ وہ جب آیا تو میں نے پوچھا کہ آپ نے میرے لئے کیا کیا ہے؟ اس نے کہا ارے تم ابھی تک یہاں ہو؟ میں نے کہا جی ہاں۔ اس نے کہا کہ میں نے دھرتی پر کوئی نہیں دیکھا جو زیادہ عالم ہو اس یتیم سے جو ارض تہامہ میں ظاہر ہوا ہے اگر تم اسی وقت چلے جاؤ تو تم اس کو مل سکو گے اس میں تین صفات ہوں گی۔ وہ ہدیہ کھائے گا اور صدقہ نہیں کھائے گا اور اس کی کندھے کی نرم ہڈی کے پاس مہر نبوت ہوگی مثل انڈے کی۔ اس کا رنگ اس کی جلد کا رنگ ہوگا اگر تم ابھی چلے جاتے ہو تو تم اس کو مل لو گے۔ لہٰذا میں چل پڑا مجھے ایک زمین اٹھاتی تو دوسری نیچا کر دیتی حتیٰ کہ مجھے کچھ لوگ ملے عرب کے دیہاتیوں میں سے مجھے لے گئے انہوں نے لے جا کر مجھے فروخت کر دیا حتیٰ کہ میں مدینہ جا پہنچا میں نے ان لوگوں سے سُنا وہ نبی کریم ﷺ کا ذکر کرتے تھے۔

زندگی مشکل تھی میں نے اپنے گھر والوں سے کہا (یعنی جس عورت نے ان کو خریدا تھا) کہ ایک دن مجھے کوئی ہدیہ ہبہ کریں انہوں نے دے دیا یعنی ایک دن کی چھٹی دے دی میں نے جا کر لکڑیاں کاٹیں اور میں نے ان کو تھوڑے سے پیسوں کے بدلے فروخت کر کے کوئی چیز خرید کر لی اور لے جا کر حضور ﷺ کے سامنے رکھ دی انہوں نے پوچھا یہ کیا ہے میں نے بتایا کہ یہ صدقہ ہے انہوں نے اپنے اصحاب سے کہا کھاؤ اور خود کھانے سے انکار کر دیا میں نے دل میں سوچا کہ ایک نشانی تو پوری ہو گئی ہے (جو بڑے عالم اور پادری نے تین نشانیاں بتائی تھیں) پھر میں کچھ دن ٹھہر گیا پھر میں نے ان سے ایک دن کی چھٹی مانگی انہوں نے دے دی پھر میں نے جا کر لکڑیاں کاٹیں اور پہلے سے بہتر پیسوں میں فروخت کیں اور میں نے اس کے ساتھ کھانا تیار کیا اور حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں لے جا کر پیش کیا انہوں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ میں نے بتایا کہ یہ ہدیہ ہے حضور اکرم ﷺ نے ہاتھ سے اشارہ کیا بسم اللہ کرو یعنی کھاؤ حضور اکرم ﷺ نے خود کھایا اور انہوں نے بھی ساتھ کھایا اب میں اُٹھ کر ان کے پیچھے جا کھڑا ہوا آپ نے چادر ہٹائی تو میری نظر مہر نبوت پر پڑ گئی گویا کہ وہ انڈہ ہے۔ میں نے کہا۔ اشھدان لاالٰہ الا اللّٰہ وانک رسول اللّٰہ۔ آپ نے فرمایا کیا دیکھا ہے تم نے؟ میں نے کہا یا رسول اللہ! کیا قس عیسائی عالم جنت میں داخل ہوگا؟ اس نے یہ دعویٰ کیا تھا آپ نبی ہیں فرمایا نہیں داخل ہوگا مگر نفس مسلمہ میں نے کہا یا نبی اللہ! اس نے مجھے خبر دی تھی کہ آپ نبی ہیں آپ نے فرمایا ہرگز جنت میں داخل نہیں ہوگا مگر نفس مسلمہ۔ (مجمع الزوائد ۹/۳۳۶)

☆☆☆

باب ۳۴

نبی کریم ﷺ کا اہل صفہ کو تھوڑے سے دودھ پر دعوت دینا

اور اس بارے میں آثار نبوت ظاہر ہونا

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ اسحق بن محمد بن یوسف سوسی نے، بایں صورت کہ قراءت انہوں نے کی تھی اپنی اصل کتاب سے ان کو ابو جعفر محمد بن محمد بن عبداللہ بغدادی نے، ان کو علی بن عبدالعزیز نے، ان کو ابونعیم نے، ان کو عمر بن ذر نے، ان کو مجاہد نے، یہ کہ ابو ہریرہ فرمایا کرتے تھے کہ قسم ہے اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے کہ میں البتہ اپنے جگر کو زمین پر رکھ دیتا تھا بھوک کی وجہ سے اور یہ کہ میں بھوک کی شدت کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتا تھا اور البتہ تحقیق میں کسی دن اس راستے پر بیٹھ جاتا تھا جس سے لوگ نکلتے تھے چنانچہ حضرت ابوبکر میرے پاس سے گذرے تو میں نے اس سے کتاب اللہ کی ایک آیت کے بارے میں پوچھا میں نے اس لئے پوچھا تھا کہ وہ مجھ سے پوچھیں گے مگر وہ گذر گئے انہوں نے نہ پوچھا۔

اس کے بعد میرے پاس ابوالقاسم گذرے آپ مسکرادیئے جب مجھے دیکھا سمجھے میرے دل میں جو کچھ بات تھی اور جو کچھ میرے چہرے سے عیاں تھی پھر فرمایا اے ابو ہریرہ میں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ میرے پیچھے پیچھے آیئے اور آپ خود آگے چلے گئے میں آپ کے پیچھے پیچھے گیا آپ اندر داخل ہو گئے میں نے اجازت مانگی انہوں نے مجھے اجازت دی میں داخل ہوا انہوں نے دودھ رکھا ہوا پایا پیالے میں آپ ﷺ نے پوچھا کہ یہ دودھ کہاں سے آیا؟ گھر والوں نے بتایا کہ فلاں آدمی فلاں عورت نے آپ کے لئے ہدیہ کیا تھا۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم چلو اہل صفہ میں جا کر ان کو میرے پاس بلا لاؤ کہتے ہیں اہل صفہ اسلام کے مہمان تھے نہیں ٹھکانہ پاتے تھے اہل کا نہ مال کا جب حضور کے پاس صدقہ کا مال جاتا تو حضور وہ ان کے پاس بھیج دیتے اور اس میں سے آپ کچھ نہیں اُٹھاتے تھے۔ اور جب آپ کے پاس کوئی ہدیہ آجاتا تو آپ اس میں سے کچھ لے لیتے تھے مگر اصحاب صفہ کو بھی اس میں شریک کر لیتے تھے۔

مجھے وہ بات اچھی نہ لگی میں نے دل میں کہا کس قدر ہے یہ دودھ اہل صفہ میں تقسیم کریں گے میں تو اُمید کر رہا تھا کہ یہ دودھ مجھے مل جائے گا پینے کے لئے میں اس سے تقویت پاؤں گا۔ بہر حال میں تو قاصد تھا۔ جب وہ پہنچیں گے تو آپ نے فرمایا میں بھی ان کو پہلے دوں۔ ممکن ہی نہیں تھا کہ مجھ تک بھی وہ دودھ پہنچے۔ مگر کیا کرتا اللہ کی اطاعت اور اس کے رسول کی اطاعت کے سوا کوئی اور چارہ بھی تو نہیں تھا۔ میں آیا ان لوگوں کو بلایا وہ لوگ پہنچے انہوں نے اجازت چاہی ان کو اجازت مل گئی گھر میں وہ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ! میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا کہ لیجئے ان کو دیجئے میں نے وہ پیالہ لیا میں نے ایک ایک آدمی کو دینا شروع کیا وہ پیتا اور خوب شکم سیر ہو جاتا۔ پھر وہ مجھے پیالہ واپس کر دیتا میں وہ دوسرے کو دے دیتا حتی کہ وہ بھی شکم سیر ہوتا پھر وہ پیالہ مجھے واپس کر دیتا حتی کہ میں پلاتے پلاتے رسول اللہ ﷺ تک پہنچ گیا اس وقت تک سارے لوگ پیٹ بھر کر پی چکے تھے۔

پھر آپ نے پیالہ لیا اور اپنے ہاتھ پر رکھتے ہوئے میری طرف خاص انداز سے دیکھا اور پھر مسکرا دیئے اور بولے ابو ہریرہ میں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ!

آپ ﷺ نے فرمایا میں اور تم باقی رہ گئے ہیں میں نے عرض کی سچ فرمایا آپ نے یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا اچھا بیٹھئے اور پی جئے میں بیٹھ گیا اور پینا شروع کیا فرمایا اور پی جئے میں نے پیا پھر فرمایا اور پی جئے میں نے پیا پھر فرمایا کہ پی جئے آپ کہتے رہے اور میں پیتا گیا حتی کہ میں نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اب خود آگے جانے کا راستہ بھی نہیں رہا۔ کہتے ہیں میں نے پیالہ حضور ﷺ کو دے دیا آپ نے اللہ کی حمد کی اور بسم اللہ کہی اور سب کا بچا (پس خوردہ) پی لیا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابو نعیم سے۔ (بخاری۔ کتاب الرقاق۔ حدیث ۶۴۵۲۔ فتح الباری ۱۱/۲۸۱)

باب ۳۵

اس طعام کے اندر برکت کا ظاہر ہونا جو دار ابو بکر صدیق میں ان کے مہمانوں کے پاس لایا گیا نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو نصر فقیہ نے، ان کو ابو عبد اللہ محمد بن نصر نے، ان کو عبد اللہ بن معاذ نے، ان کو معتمر نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ابو عثمان نے، ان کو حدیث بیان کی عبد الرحمن بن ابو بکر نے، وہ کہتے ہیں کہ اصحاب صفہ فقراء لوگ تھے۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے پاس گھر میں دو آدمی کا کھانا ہو وہ تیسرا آدمی اصحاب صفہ میں سے ساتھ لے جائے جس کے پاس چار آدمیوں کا کھانا ہو وہ پانچواں اور چھٹا آدمی ساتھ لے جائیں یا جیسے آپ نے فرمایا تھا۔ ابو بکر صدیق تین افراد کو ساتھ لے گئے تھے۔ حضور اکرم ﷺ خود دس آدمیوں کو لے گئے تھے۔ وہ میں تھا اور میرے والد تھے اور میری ماں تھی میں نہیں جانتا کہ کیا ہے یہ بھی کہا تھا کہ میری بیوی اور وہ خادم ہمارے گھر اور والد کے گھر میں رہتا تھا۔ بیشک ابو بکر صدیق نے عشاء کا کھانا رسول اللہ ﷺ کے ہاں کھایا تھا پھر وہ ٹھہر گئے تھے حتی کہ عشاء کی نماز ہوگئی حتی کہ رسول اللہ ﷺ سو گئے۔

وہ رات کو کافی دیر کے بعد آئے تھے۔ ان کی اہلیہ نے ان سے کہا آپ کو کس چیز نے روک لیا تھا کہ آپ اپنے مہمانوں کے پاس نہ آسکے یا لفظ مہمان کہا تھا؟ انہوں نے کہا کیا آپ نے ان کو عشاء کا کھانا نہیں دیا؟ ابو بکر صدیق کی اہلیہ نے کہا کہ مہمانوں نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا تھا آپ کے بغیر کہ آپ آجائیں پھر کھائیں گے۔ گھر والوں نے ان پر کھانا پیش کیا تھا مگر وہ انکار کرنے میں ان پر غالب آگئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں چلا گیا اور جا کر چھپ گیا تھا انہوں نے اپنی اہلیہ کو سخت سست کہا۔ اور مہمانوں سے کہا کہ کھاؤ اللہ کی قسم میں کبھی بھی اس کو نہیں کھاؤں گا ورنہ۔ ابو ہریرہ کہتے ہیں اللہ کی قسم ہم جو بھی لقمہ اٹھاتے تھے نیچے سے اس سے زیادہ اور بڑھ جاتا تھا۔

کہتے ہیں کہ ہم لوگ خوب شکم سیر ہوگئے اور کھانا اس سے زیادہ ہوگیا جس قدر پہلے تھا۔ اچانک ابو بکر صدیق نے دیکھا تو وہ اس سے زیادہ تھا یا ویسے ہی تھا۔ انہوں نے اپنی بیوی سے کہا اے بنو فراس کی بہن یہ کیا ہوا؟ وہ بولی نہیں کم ہوا اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک یہ تو بالکل اسی طرح باقی ہے جیسے پہلے تھا یا اس سے بھی زیادہ ہے۔ تین بار یہی جملہ کہا۔ پھر ابو بکر صدیق ﷺ نے اس میں سے کھایا اور کہا کہ سوائے اس کے نہیں

کہ اس میں تو یعنی حق ہوگیا ہے برکت ہوگئی ہے پھر اس میں سے ایک لقمہ کھایا پھر اس کو اُٹھا کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گیا اور وہ وہیں رہ گیا۔ فرمایا کہ ہمارے اور قوم کے درمیان عہد تھا وہ مدت گذر گئی ہے۔ ہم نے بارہ آدمیوں کو منتخب کیا تھا ہر آدمی کے ساتھ ان میں سے کچھ لوگ تھے اللہ بہتر جانتا ہے کہتے تھے ایک آدمی کے ساتھ بس اتنی بات ہے کہ انہوں نے بھیجے تھے ان لوگوں کے ساتھ چنانچہ ان سب نے اس میں سے کھایا۔ یا جیسے کہا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں موسیٰ بن اسماعیل سے اس نے معتمر سے

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے عبیداللہ بن معاذ سے۔ (بخاری۔ کتاب المناقب۔ مسلم۔ الاشربہ۔ حدیث ۱۷۶ ص ۱۶۲۷)

باب ۳۶

نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں ایک عورت کا رزق کی دعا کرنا

اور دوسرے کا گم شدہ اُونٹ اور بیٹے کی واپسی کی دعا کرنا

اور فرمان باری تعالیٰ :

وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجاً وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ

(سورۃ الطلاق : آیت ۳)

(۱) ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو خبر دی ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد نے، ان کو عباس بن محمد دوری نے، ان کو احمد بن عبداللہ بن یونس نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن عیاش نے، ہشام یعنی بن حسان سے اس نے ابن سیرین سے اس نے ابوہریرہ سے وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی اپنے گھر میں آیا اس نے گھر والوں کی ضرورت دیکھی اور وہ جنگل کی طرف نکل گیا۔ اس کی عورت نے دعا کی اے اللہ ہمیں رزق دے اس کا جو ہم گوندھیں اور روٹی پکالیں۔ کہتے ہیں اچانک ایک تھال بھر گیا خمیر کا اور چکی آٹا پیسنے لگی اور تندور روٹیوں سے بھر گیا اور بھونا گوشت (یہ سب کچھ مہیا ہوگیا) شوہر جب واپس آیا تو پوچھا کہ ہمارے پاس کھانے کے لئے کوئی چیز ہے؟ وہ بولی جی ہاں رزق ہے اس نے چکی کے اُوپر سے پردہ ہٹا دیا اور اس کے اردگرد کو صاف کر دیا۔ اس شخص نے نبی کریم ﷺ کو اس کا ذکر کر دیا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو اس کو اس کی حالت پر چھوڑ دیتا تو وہ جس کی قیامت تک گھومتی رہتی۔ (تاریخ ابن کثیر ۶ ؍ ۱۱۹)

(۲) اور ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو ابواسماعیل ترمذی نے، ان کو ابوصالح نے، عبداللہ بن صالح نے ان کو لیث بن سعد نے، سعید بن ابوسعید مقبری سے اس نے ابوہریرہ سے کہ انصار میں سے ایک آدمی صاحب حاجت تھا ایک دن گھر سے جنگل میں نکل گیا کہ اس کے گھر والوں کے پاس کوئی چیز نہیں تھی اس کی بیوی نے سوچا کہ اگر میں چکی چلانا شروع کردوں اور اپنے تندور میں آگ جلادوں میرے پڑوسی چکی کی آواز سنیں گے اور دھواں دیکھیں گے تو وہ گمان کریں گے کہ ہمارے گھر میں کھانا پک رہا ہے ہم بھوکے نہیں ہیں لہٰذا وہ تندور کے پاس گئی اس کو گرم کیا اور ادھر سے چکی چلنے لگی اس کے شوہر بھی آگئے انہوں نے چکی کی آواز سنی بیوی نے جا کر دروازہ کھولا شوہر نے پوچھا تم کیا پیس رہی ہو؟ اس نے ساری بات بتادی وہ اندر آیا دیکھا تو چکی خود بخود چل رہی ہے اور آٹا بھی پیس رہی ہے

گھر میں جتنے برتن تھے سارے بھر لئے پھر تندور پر گئی دیکھا تو وہ روٹیوں سے بھرا ہوا ہے۔ اس کا شوہر آیا اس نے یہ بات رسول اللہ ﷺ کو ذکر کی حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کہ چکی کا کیا ہوا؟ اس نے بتایا کہ میں اس کو اٹھا کر جھاڑ لیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم اس کو اسی حالت پر چھوڑ دیتے تو وہ تمہارے لئے ساری زندگی تک اسی طرح چلتی رہتی۔ (تاریخ ابن کثیر ۱۱۹/۶)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن احمد محبوبی نے، ان کو عبدالعزیز بن حاتم نے، ان کو مصعب محمد بن مزاحم نے، ان کو سفیان بن عیینہ نے، ان کو سعد نے، علی بن بذیمہ سے اس نے ابوعبیدہ سے اس نے عبداللہ سے وہ کہتے ہیں۔ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا میں سمجھتا ہوں کہ وہ عوف بن مالک تھے انہوں نے کہا یا رسول اللہ بیشک بنوفلاں نے مجھ پر غارت ڈالی (حملہ کیا ہے) وہ میرا بیٹا اغوا کر کے لے گئے ہیں اور اونٹ بھی حضور اکرم ﷺ نے فرمایا بیشک ال محمد فلاں فلاں اہل بیت ہیں میرا خیال ہے کہ فرمایا کہ نو گھرانے ہیں ان میں نہ تو ایک صاع طعام ہے نہ ہی ایک مُد طعام ہے آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔

کہتے ہیں کہ وہ اپنی بیوی کے پاس واپس لوٹ گیا اس نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہیں کیا جواب دیا؟ اس نے بیوی کو حضور اکرم ﷺ کے جواب کی خبر دی۔ کہتے ہیں کہ وہ آدمی زیادہ دیر نہیں ٹھہرا تھا کہ اللہ نے اس پر اس کا بیٹا بھی واپس کر دیا اور اس کا اونٹ بھی۔ پہلے سے زیادہ عزت کے ساتھ۔ وہ شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو خبر دی حضور اکرم ﷺ ممبر پر کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد و ثناء کی اور ان لوگوں کو اللہ سے مانگنے کی تلقین کی اور اسی کی طرف رغبت کرنے کی اور ان پر یہ آیت پڑھی۔

ومن یتق اللّٰہ یجعل لہ مخرجاً ویرزقہ من حیث لایحتسب

جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ضرور کوئی راستہ بنا تا ہے ایسی جگہ سے جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن بشران نے، ان کو حسین بن صفوان نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن ابوالدنیا نے، ان کو اسحٰق بن اسماعیل نے، ان کو سفیان نے، مسعر سے اس نے علی بن بذیمہ سے اس نے ابوعبیدہ سے وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ بیشک بنوفلاں نے مجھ پر حملہ کر دیا ہے اور وہ میرا بیٹا بھی لے گئے ہیں اور میرا اونٹ بھی لے گئے ہیں۔ اس نے آگے حدیث ذکر کی ہے مذکور کی مثل۔ مگر اس میں عبداللہ بن مسعود کا ذکر نہیں ہے۔ اس کی اسناد میں اور یہ بھی اس میں نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ عوف بن مالک تھے۔ نیز اس میں انہوں نے یہ اضافہ کیا ہے کہ بس کہا کہ بہت اچھا جواب دیا ہے آپ کو۔

باب ۳۷

حضور اکرم ﷺ کا اپنی صاحبزادی
سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں دعا کرنا
اور دعا کی قبولیت کا ظاہر ہونا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوجعفر احمد بن عبداللہ حافظ نے ہمدان میں ان کو ابراہیم بن حسین کیسانی نے، ان کو عمرو بن حماد بن طلحہ قناد نے، ان کو مسہر بن عبدالملک بن سلع ہمدانی نے، ان کو عتبہ ابومعاذ بصری نے، عکرمہ سے، اس نے عمران بن حصین سے وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ کے ساتھ تھا اچانک سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آئی اور حضور اکرم ﷺ کے سامنے آ کر رک گئیں حضور اکرم ﷺ نے

ان کی طرف دیکھا تو حالت یہ تھی کہ سیدہ کے چہرے سے خون ختم ہو چکا تھا اور شدت بھوک کی وجہ سے ان کے چہرے پر پیلا پن غالب آچکا تھا حضور اکرم ﷺ نے اس کی طرف دیکھا (تو سمجھ گئے) فرمایا کہ میرے قریب آ جا اے فاطمہ۔ وہ قریب ہوئی۔ تو فرمایا اور قریب آئیے فاطمہ۔ وہ اور قریب آ کر کھڑی ہوئیں حضور اکرم ﷺ کے آگے۔

حضور اکرم ﷺ نے ہاتھ اُٹھایا اور سیدہ کے سینے پر رکھا ہار کی جگہ پر اور پھر انگلیوں کو پھیلا دیا۔ پھر دعا کی اے اللہ بھوکے کو سیر کرنے والے۔ اور پست کو بالا کرنے والے۔ فاطمہ کو بلند کر دے بنت محمد کو۔ عمران کہتے ہیں کہ میں نے فاطمہ کی طرف دیکھا تو اس کے چہرے سے صُفرت (پیلاہٹ) ختم ہو چکی تھی۔ اور خون چہرے پر غالب آچکا تھا جیسے صفرت غالب آچکی تھی خون پر۔ عمران کہتے ہیں کہ میں سیدہ سے بعد میں ملا میں نے اس سے پوچھا۔ تو سیدہ نے بتایا کہ میں اس کے بعد بھوکی نہیں ہوئی اے عمران۔ (مجمع الزوائد ۹/۲۰۳)

اور زیادہ بہتر یہ ہے کہ انہوں نے اس کو دیکھا تھا آیت حجاب کے نزول سے پہلے۔ واللہ اعلم

باب ۳۸

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے تھیلے میں
نبی کریم ﷺ کی دعا سے برکت ظاہر ہونا آثار نبوت میں سے ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین محمد بن ابوالمعروف اسفرائینی فقیہ نے، ان کو خبر دی بشر بن احمد بن بشر نے، ان کو احمد بن حسین بن نصر حذاء نے، ان کو علی بن مدینی نے، ان کو حماد بن زید نے۔ ان کو مہاجر مولیٰ ال ابی بکرہ نے، ابوالعالیہ سے اس نے ابو ہریرہ سے وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس چند کھجوریں لے کر آیا میں نے عرض کی ان میں آپ برکت کی دعا فرما دیں۔ وہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے وہ لے لیں اور ان میں برکت کی دعا کی۔ پھر فرمایا لے لیجئے ان کو ان کو اپنے بیگ میں رکھ لیجئے اور جب تم اس میں سے لینا چاہو تو اس میں ہاتھ ڈال کر لے لیا کریں اور ان کو پھیلایا نہ کریں ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ میں نے اس کھجور سے اتنے اتنے وسق کھجوریں اللہ کی راہ میں اٹھائی تھیں۔ ہم لوگ خود بھی کھاتے اس میں سے اور دوسروں کو بھی کھلاتے تھے اور وہ بیگ میری کمر سے معلق رہتا تھا وہ میری کمر سے بندھا رہتا تھا جب حضرت عثمان شہید ہوئے تو وہ ٹوٹ گیا تھا۔ (لفظ مِزْوَد استعمال ہوا ہے بیگ کے لئے یہ چمڑے کا ایک برتن ہوتا تھا جس کے اندر زاد سفر رکھا جاتا تھا)۔ (ترمذی ۵/۵۸۵)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالفتح ہلال بن محمد بن جعفر حفار نے، ان کو حسین بن یحییٰ بن عباس قطان نے، ان کو حفص بن عمرو نے، ان کو سہیل بن زیادہ ابوزیاد نے، ان کو ایوب سختیانی نے، محمد بن سیرین سے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک غزوے میں تھے۔ حضور اکرم ﷺ کو کھانے کی شدید بھوک لگی۔ آپ نے پوچھا کہ ابو ہریرہ تیرے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے؟ کہتے ہیں کہ میں نے بتایا کہ میرے توشہ دان میں تھوڑی سی کھجوریں ہیں۔ فرمایا کہ آپ لے آئیے ان کو۔ میں لے آیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ دستر خوان (چمڑے کا) بھی لے آئیے میں لے کر آ گیا اور میں نے اس کو پھیلا دیا آپ نے توشہ دان کے اندر خود اپنا دست مبارک ڈال کر کچھ کھجوریں نکالیں۔ وہ اکیس کھجور کے دانے تھے۔ پھر آپ نے بسم اللہ پڑھ کر ایک ایک کھجور رکھی ہر کھجور پر بسم اللہ پڑھتے رہے۔ اور رکھتے رہے حتیٰ کہ وہ آخری کھجور پر آ گئے۔ پھر ان سب کو جمع کر لیا۔ پھر فرمایا کہ فلاں کو اور اس کے ساتھیوں کو بلاؤ۔

چنانچہ ان لوگوں نے آ کر کھایا حتیٰ کہ شکم سیر ہو گئے۔اور باہر چلے گئے۔اس کے بعد فرمایا کہ فلاں کو بلاؤ اور ان کے ساتھیوں کو بلاؤ۔انہوں نے کھایا اور پیٹ بھر لیا۔وہ بھی باہر چلے گئے۔اس کے بعد فرمایا کہ فلاں کو بلاؤ اور اس کے ساتھیوں کو وہ آئے انہوں نے پیٹ بھر کر کھایا اور باہر چلے گئے مگر کھجوریں بچ گئیں۔کہتے ہیں کہ پھر حضور اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا کہ تم بیٹھو اب حضور اکرم ﷺ نے کھایا۔ کہتے ہیں کہ کھجوریں بچ گئیں حضور اکرم ﷺ نے ان کو اٹھا کر میرے توشہ دان میں ڈال دیا۔کہا اے ابو ہریرہ جب تم لینا چاہو ہاتھ اندر ڈال کر لے لیا کرنا اور خالی نہیں کرنا ورنہ اور مجھے فرمایا ختم کر دی جائیں گی تیرے لئے۔لہٰذا جب بھی میں چاہتا کھجوریں ہاتھ ڈال کر نکال لیتا تھا میں نے اس میں سے پچاس وسق اللہ کی راہ میں کھجوریں دی تھیں وہ بیگ معلق رہتا تھا میرے پیر کے پیچھے عثمان بن عفان کے عہد میں وہ گر گیا تھا لہٰذا ختم ہو گیا۔(تاریخ ابن کثیر ۶-۱۱۷)

(۳)　ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے،ان کو خبر دی ابوسہل بن زیاد قطان نے،ان کو اسماعیل بن اسحق قاضی نے،ان کو احمد بن عبدۃ نے سہل بن اسلم سے (ح)۔اور ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن علی بن محمد مقری نے،ان کو حسن بن محمد بن اسحاق سے ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے،ان کو ابن خطاب نے،ان کو سہیل بن اسلم عذری نے،زید بن منصور سے اس نے اپنے والد سے اس نے ابو ہریرہ سے۔وہ کہتے ہیں کہ اسلام میں آنے کے بعد مجھ پر تین بار مصیبت آئی کہ ان جیسی مصیبت کبھی نہ آئی۔ایک نبی کریم کی ﷺ صورت دوسری حضرت عثمان کی شہادت۔ تیسری مزود (بیگ والی) لوگوں نے پوچھا کہ وہ مزود والی کیا ہے؟اے ابو ہریرہ!انہوں نے بتایا کہ ہم لوگ سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ ابو ہریرہ کیا تیرے پاس کوئی چیز (کھانے کی) ہے؟میں نے کہا مزود میں (بیگ) کھجوریں ہیں میرے پاس فرمایا لے آئیے میں نے اس میں سے کچھ کھجوریں نکالیں اور حضور اکرم ﷺ کے پاس لے آیا حضور نے ان پر ہاتھ پھیرا اور ان میں دعا کی۔ پھر فرمایا دس بندوں کو　بلاؤ میں نے بلایا انہوں نے کھایا اور شکم سیر ہو گئے۔

اس کے بعد پھر اسی طرح کیا حتیٰ کہ دس دس کر کے پورا لشکر کھا گیا مگر بیگ میں کھجوریں باقی تھیں انہوں نے فرمایا اے ابو ہریرہ!تم جب چاہو ان میں سے لے لیا کرو اندر ہاتھ لے جا کر مگر اس کو الٹانہ کرنا لہٰذا میں نبی کریم کی حیات میں اس میں سے کیا اور ابوبکر کی حیات میں اس میں سے کھایا پوری زندگی اور میں نے اس میں سے عمر کی پوری حیات میں کھایا اور میں نے اس میں سے عثمان کی پوری حیات میں کھایا جب عثمان قتل ہو گئے تو تو میرے گھر میں جو کچھ تھا وہ لوٹ لیا گیا اور وہ مزود (بیگ) بھی لوٹ لیا گیا۔کیا میں تمہیں بتاؤں کہ میں نے اس میں سے کتنا کھایا میں نے اس میں سے دو سو وسق سے زیادہ کھایا۔

حدیث مقری کے الفاظ ہیں۔(تاریخ ابن کثیر ۶-۱۱۷)

باب ۳۹

گھی کی کپی کا بھر جانا جس کے اندر سے گھی گر گیا تھا

(۱)　ہمیں خبر دی ابو محمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے،ان کو ابوبکر محمد بن حسین بن قطان نے،ان کو علی بن حسین ہلالی نے، ان کو یعقوب بن حمید نے،ان کو سفیان بن حمزہ نے،ان کو کثیر بن زید نے،ان کو محمد بن زید نے،ان کو محمد بن حمزہ بن عمرو نے،اسلمی نے، اپنے والد سے وہ کہتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا کھانا آپ کے اصحاب پر گردش کرتا رہتا تھا ایک رات اس کے لئے تو دوسری رات اُس کے لئے ۔ ایک رات میرے پاس پہنچا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کا کھانا بنایا پھر میں اس کپی کو لے گیا جونہی وہ ہاتھ سے لڑھک کر گر گئی اور اس میں جو کچھ گھی وغیرہ تھا وہ سارا ضائع ہو گیا۔ میں نے سوچا کہ حضور اکرم ﷺ کے کھانے کی چیز مجھ سے گر گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ تم بیٹھ جاؤ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نہیں بیٹھ سکتا میں واپس چلا گیا اچانک سنتا ہوں کہ کپی سے آواز آئی ہے قب قب میں نے کہا کہ کچھ گھی بچا ہوا ہوگا شاید یہ وہی ہے۔ میں جلدی سے اس کو کھینچ کر دیکھا تو وہ بدستور بھری ہوئی ہے۔ میرے ہاتھ تک لہٰذا میں نے اس کا تسمہ کس کر باندھ دیا۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا میں نے یہ بات ان سے ذکر کی حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ خبردار اگر تم اس کو چھوڑ دیتے تو وہ منہ تک بھر جاتی پھر تم اس کو باندھ دیتے۔ (مستدرک حاکم ۵۲/۳)

باب ۴۰

نبوت شریفہ کے متعدد آثار وعظیم دلائل

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت تھوڑے سے جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں چھوڑ گئے تھے ان میں برکت ہونا آثار نبوت کا ظہور ہونا

(۱)　ہمیں خبر دی ابو محمد عبداللہ بن یوسف نے، ان کو خبر دی ابوسعید بن اعرابی نے، ان کو حسن بن علی نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوزکریا بن ابواسحق مزکی نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، اُن کو حسن بن علی بن عفان نے، ان کو ابواسامہ نے، ھشام بن عروہ سے۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عباس بن محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ہشام بن عروہ سے اس نے اپنے والد سے اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔

وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ انتقال فرما گئے مگر میرے گھر میں کچھ باقی نہیں تھا مگر تھوڑے سے جو تھے میں اس میں سے کھاتی رہی حتی کہ کافی دن گذر گئے پھر میں نے ان کو نکال کر ماپ کر لی لہٰذا وہ ختم ہو گئے۔ کاش کہ میں ان کو نہ ماپتی۔

ابواسامہ کی ایک روایت میں اس طرح ہے۔

البتہ تحقیق رسول اللہ ﷺ وفات کر گئے مگر میرے گھر میں کوئی چیز نہیں تھی جس کو کوئی ذی روح کھائے سوائے معمولی مقدار جو کے جو کہ میرے بیگ یا تھیلی میں پڑے تھے۔ میں اسی میں سے کھاتی رہی حتی کہ مجھ پر لمبا ٹائم گذر گیا اس کے بعد میں نے ان کو ماپ لیا لہٰذا وہ ختم ہو گئے۔

بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث ابواسامہ سے۔

نبی کریم ﷺ کا ایک آدمی کو جَو دینا اور ان میں برکت پیدا ہونا

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو حدیث بیان کی محمد بن صالح بن حانی نے، ان کو ابراہیم بن محمد صیدلانی نے، ان کو سلمہ بن شبیب نے، ان کو حسن بن محمد بن ایمن نے، ان کو معقل نے، ابوالزبیر سے اس نے جابر ؓ سے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر کچھ غلہ وغیرہ طلب کیا حضور اکرم ﷺ نے تھوڑے سے جو اس کو عطا کئے وہ آدمی ہمیشہ ان کو کھاتا رہا اور اس کی بیوی بھی اور ان کے مہمان بھی جو ہوئے یہاں تک کہ اس نے اس کو وزن کر لیا پھر حضور کے پاس آیا حضور اکرم ﷺ نے اس کو فرمایا اگر تم اس کو نہ تولتے تو تم اس کو کھاتے رہتے اور وہ تمہارے لئے قائم رہتے۔

اُم مالک جس برتن سے حضور اکرم ﷺ کو گھی دیتی تھی
اس میں برکت ہونا

(۳) اسی اسناد کے ساتھ مروی ہے جابر سے کہ اُم مالک نبی کریم ﷺ کو گھی ہدیہ کرتی تھی گھی کے ایک کُپی سے۔ اس کے بیٹے اس کے پاس آ کر پوچھتے تھے کہ کھانے کے ساتھ کھانے کے لئے ہے تو ان کے پاس کچھ نہ ہوتا تھا۔ لہٰذا اسی برتن کو دیکھتی جس میں نبی کریم ﷺ کو گھی ہدیہ کرتی تھی۔ تو اس میں گھی رکھا ہوتا تھا۔ وہ ہمیشہ اس کے لئے سالن کا کام دیتا رہا حتی کہ ایک دن اس برتن کو نچوڑ لیا۔ پھر حضور اکرم ﷺ کے پاس آئی اور بتایا کہ اس برتن سے گھی ختم ہو گیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا۔ کیا تم نے اسے نچوڑ لیا تھا؟ اس نے بتایا کہ جی ہاں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم اس کو نہ نچوڑتی تو اس میں گھی ہمیشہ قائم رہتا۔

دونوں کو مسلم نے روایت کیا ہے سلمہ بن شبیب سے۔

اس عورت کے رزق میں برکت ہونا جو کُپی میں گھی ہدیہ بھیجتی تھی
اور تیس صاع جو میں برکت اگر نہ تولتے

(۴) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوجعفر بغدادی نے، ان کو یحییٰ بن عثمان بن صالح بن حسان بن عبداللہ نے ان کو ابن لہیعہ نے۔ ان کو یونس بن یزید نے ان کو ابواسحق نے، سعید بن حارث بن عکرمہ سے اس نے اپنے دادا نوفل بن حارث بن عبدالمطلب سے کہ اس نے مدد چاہی تھی رسول اللہ ﷺ سے اپنی شادی کرانے میں۔ حضور اکرم ﷺ نے ایک عورت سے اس کا نکاح کروا دیا تھا۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ کوئی چیز ہے تیرے پاس مگر اس کے پاس تو آپ ﷺ نے کچھ بھی نہ پایا۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ابورافع کو بھیجا اور ابوایوب کو اپنی زرہ دے کر کے ان دونوں نے وہ زرہ ایک یہودی آدمی کے پاس رہن رکھوائی تھی تیس صاع جو کے بدلے میں حضور اکرم ﷺ نے وہ جو اس شخص کو دے دیئے تھے وہ کہتے ہیں کہ ہم میاں بیوی اس میں سے کھاتے رہے۔ آدھا سال پھر ہم نے ان کو تول لیا ہم نے اس کو ایسے پایا جیسے ہم نے داخل کئے تھے۔ نوفل کہتے ہیں کہ میں نے بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم ان کو نہ تولتے تو ساری زندگی اسی میں سے کھاتے رہتے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۶/۱۱۹)

اُم اوس بہزیہ کے گھی میں برکت ہوگئی وہ خلافت عثمان تک اس کو کھاتے رہے

(۵) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد عباس بن محمد دوری نے، ان کو علی بن نجیح قطان نے، ان کو حلف بن خلیفہ نے، ابوہاشم رمانی سے، اس نے یوسف بن خالد سے اس نے اویس بن خالد سے اس نے اُم اوس بہزیہ سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنا گھی گرم کر کے ایک کُپی میں ڈالا اور اس کو نبی کریم ﷺ کے پاس ہدیہ کر دیا حضور اکرم ﷺ نے ہدیہ قبول کر لیا مگر تھوڑا سا گھی کُپی میں باقی چھوڑ دیا

اور اسی میں پھونک ماردی تھی۔اور دعا کردی تھی برکت کی پھر فرمایا کہ اس کی کُپی واپس کردو۔ چنانچہ لوگوں نے وہ واپس کردی مگر وہ گھی سے بھر چکی تھی میں نے سوچا کہ نبی کریم ﷺ نے شاید ہدیہ قبول نہیں کیا وہ آئی تو چیخ رہی تھی۔ یارسول اللہ (ﷺ) میں نے تو گھی تیار کیا تھا کہ آپ کھائیں گے۔ مگر پھر وہ سمجھ گئی کہ آپ نے ہدیہ اس کا قبول کرلیا ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ لے جاؤ اس کو کہو کہ وہ بھی اپنا گھی کھائے اور برکت کے لئے دعا کرے اس نے اس وقت تک کھایا جتنی عمر نبی کریم ﷺ کی باقی تھی نیز عہد ابوبکر میں عہد عمر میں اور عہد عثمان میں کھاتی رہی حتی کہ علی اور معاویہ کے مابین واقعہ پیش آیا جو آنا تھا۔(خصائص کبریٰ ۲/۵۴)

ابوحباش کو عطیہ کی جانی والی بکری کے گوشت میں حضور اکرم ﷺ کی دعا سے برکت ظاہر ہونا

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، اور ابوعلی بن شاذان نے، بغداد میں ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو سلیمان بن عثمان بن ولید بن عبداللہ بن مسعود بن خالد بن عبدالعزیز بن سلامہ احد بنی حسن کعبی نے، ان کو حدیث بیان کی ان کے چچا ابومصرف سعید بن ولید نے، مسعود ابن خالد سے اس نے خالد بن عبدالعزیز بن سلامہ سے بیشک حال یہ ہے کہ اس کو نبی کریم ﷺ نے بکری ذبح کردی کیونکہ خالد کا عیال زیادہ تھا ایک بکری ذبح کرتے تھے اس کے عیال کو ایک ہڈی ہی ملتی تھی۔اور نبی کریم ﷺ نے اس میں سے کھایا پھر فرمایا: آپ اپنا ڈول مجھے دکھایئے اے ابوحباش آپ نے بکری کا بچا ہوا گوشت اس کے اندر ڈال دیا پھر فرمایا اے اللہ! ابوحباش کے لئے برکت عطا کر۔ وہ اس کو لے کر لوٹے اور اس کو گھر والوں کے لئے انہوں نے نکالا اور کہا کہ اس میں ایک دوسرے کی غمخواری کرو چنانچہ اس میں سے اس کے عیال نے کھایا اور لوگوں کو بھی کھلایا۔(اصابہ ۱/۴۰۹)

ابونھلہ کے لئے دودھ میں برکت ظاہر ہونا نیز مؤمن ایک آنت میں کافر سات آنتوں میں پیتا ہے

(۷) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید نے، ان کو ابومسلم ابراہیم بن عبداللہ نے، ان کو محمد بن اسحٰق بلخی نے، ان کو محمد بن معن بن محمد بن معن بن نھلہ بن عمرو نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن معن نے، اپنے دادا نھلہ بن عمرو سے (ح) اور ہمیں خبر دی علی نے، ان کو خبر دی احمد نے، ان کو محمد بن فضل بن جابر نے، ان کو حامد نے، ان کو محمد بن معن نے، ان کو خبر دی ان کے دادا محمد بن معن بن نھلہ نے، اپنے والد سے اس نے نھلہ سے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے ملا اس نے رسول اللہ ﷺ کے لئے دودھ دوہا ایک برتن میں آپ ﷺ نے پیا اس کے بعد برتن کا بچا ہوا پھر اس نے پیا کہتے ہیں کہ وہ برتن بھر گیا تو اس نے کہا یارسول اللہ! میں پیتا تھا تو یہ زیادہ ہوجاتا تھا۔اور حامد کی ایک روایت میں۔ ہے۔ میں اس جیسے سات پی جاتا تھا مگر میرا پیٹ نہیں بھرتا تھا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مؤمن البتہ پیتا ہے ایک آنت سے۔اور ایک خاص حد تک۔اور کافر پیتا ہے سات آنتوں میں۔ میں کہتا ہوں کہ اس کو علی بن مدینی نے روایت کیا ہے محمد سے۔اس نے اپنے والد سے اس نے معن سے اس نے پینے والے سے یعنی نھلہ بن عمرو غفاری سے۔(مسند احمد ۲/۲۱)

حضور اکرم ﷺ کے پاس کافر کا مہمان ہونا اور سات بکریوں کا پی جانا صبح کو مسلمان ہوکر ایک بکری کا دودھ پینا

(۸) ہمیں خبر دی ابواحمد عبداللہ بن محمد بن حسن مہوحانی نے، ان کو ابوبکر بن جعفر مزکی نے، ان کو محمد بن ابراہیم بوشجی نے، ان کو یحییٰ بن بکیر نے ان کو مالک نے سہیل بن ابوصالح سے اس نے اپنے والد سے اس نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے ہیں کہ ایک کافر شخص رسول اللہ ﷺ کا مہمان بنا

حضورا کرم ﷺ نے اس کے لئے ایک بکری کا دودھ منگوایا وہ اسے پی گیا پھر دوسری کا نکالا وہ بھی پی گیا اس طرح ایک ایک کر کے سات بکریاں پی گیا صبح کو وہ مسلمان ہو گیا حضورا کرم ﷺ ایک بکری کا دودھ لائے تو وہ پی کر سیر ہو گئے آپ نے دوسری بکری منگوائی تو وہ نہ پی سکے۔ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیشک مسلمان ایک آنت میں پیتا ہے اور کافر سات آنتوں میں۔

اس کو بخاری و مسلم نے نقل کیا ہے حدیث مالک سے۔

(۹)　ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو محمد بن فضل بن جابر نے، ان کو حسن بن عبدالاول نے، ان کو حفص بن غیاث نے، ان کو اعمش نے، ابو صالح سے اس نے ابو ہریرہ سے وہ کہتے ہیں ایک اعرابی نبی کریم ﷺ کا مہمان بنا آپ نے اس کے لئے کچھ منگوایا تو کوئی چیز موجود نہ پائی سوائے روٹی کے سوکے ٹکڑے کے جو ایک آلہ میں پڑا تھا حضورا کرم ﷺ نے اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے اس پر دعا کی اور فرمایا کہ کھالو اس نے کھایا اور وہ بچ گیا۔ اس نے کہا اے محمد! آپ صالح شخص ہو۔ نبی کریم ﷺ نے اس کو فرمایا کہ تم مسلمان ہو جاؤ تم صالح آدمی ہو۔

حضورا کرم ﷺ کا اعرابی کو سوکھے ٹکڑے صاف کر کے اسلام کی دعوت دینا

(۱۰)　اور حدیث بیان کی ہے ابوسعید عبدالمالک بن ابوعثمان زاہد نے، ان کو ابوعمر بن مطر نے، ان کو سہل بن مردویہ نے، ان کو سہل بن عثمان نے، ان کو حفص بن غیاث نے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے اس کی اسناد کے ساتھ وہ کہتے ہیں کہ ایک اعرابی آیا نبی کریم ﷺ کے پاس اس نے ان سے سوال کیا حضور اندر گئے مگر کچھ بھی نہ پایا سوائے ایک ٹکڑے کے جو کہ سوکھ چکا تھا کسی سوراخ میں پڑا تھا۔ حضورا کرم ﷺ نے اس کو نکالا اور اس کو توڑ کر ٹکڑے کیا پھر اس کے اوپر ہاتھ رکھ دیا پھر دعا کی پھر فرمایا کھائیے اے اعرابی، اعرابی کھانے لگا حتی کہ وہ شکم سیر ہو گیا اور اس سے بچ گیا اعرابی سر اٹھا کر حضور کی شکل دیکھنے لگا اور کہنے لگا آپ نیک آدمی ہو حضورا کرم ﷺ نے اس کو اسلام کی دعوت دینا شروع کی اور یہ کہا کہ تم نیک آدمی یا اچھے آدمی ہو مسلمان ہو جاؤ۔

باب ۴۱

ان لوگوں کا گروہ جو کبھی شکم سیر نہیں ہوتے تھے

حضورا کرم ﷺ کا ان کو اجتماعی کھانا کھانے اور بسم اللہ پڑھنے کا حکم دینا اور ان کا ایسا کرنے پر شکم سیر ہو جانا

(۱)　ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداود نے، ان کو ابراہیم بن موسیٰ رازی نے، ان کو ولید بن مسلم نے اس کو وحشی بن حرب نے اپنے والد سے اس نے دردے سے،

یہ کہ اصحاب نبی کریم ﷺ نے فرمایا یا رسول اللہ ہم کھاتے ہیں مگر ہم شکم سیر نہیں ہوتے حضورا کرم ﷺ نے فرمایا شاید تم لوگ الگ الگ کھاتے ہو (افتراق کا شکار ہو) انہوں نے بتایا کہ جی ہاں حضورا کرم ﷺ نے فرمایا اکٹھے ہو جاؤ اپنے کھانے پر اور اللہ کا نام ذکر کرو اس پر تمہارے لئے اس میں برکت دے دی جائے گی۔

☆☆☆

باب ۴۲

کچھ لوگوں کے بقیہ زاد سفر میں برکت کا ظہور ہونا حضور اکرم ﷺ کی دعا کی برکت سے یہ آثار نبوت میں سے ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو یعلی موصلی نے، اور ابراہیم بن اسحق انماطی اور محمد بن اسحق ثقفی نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بکر بن ابو نضر نے، ان کو ابو نضر ہاشم بن قاسم نے، ان کو عبداللہ بن اشجعی نے، مالک بن مغول سے اس نے طلحہ بن مصرف سے اس نے ابو صالح سے اس نے ابو ہریرہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے ایک سفر میں کہ لوگوں کا کھانا ختم ہو گیا حتی کہ بعض لوگوں نے اپنی سواریاں ذبح کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ (یعنی اُونٹ وغیرہ) حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ! اگر آپ لوگوں کے پاس بچے کھچے کھانے کے سامان کو جمع کر کے دعا کر لیں اللہ سے اس پر (تو برکت ہو جائے گی۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے ایسا ہی کیا چنانچہ جس کے پاس گندم تھی گندم لے آیا کھجور والا کھجور لایا مجاہد کہتا ہے گھٹلی والا گھٹلیاں لایا۔ سائل نے پوچھا کہ گھٹلیوں کو کیا کرتے تھے؟ فرمایا کہ ان کو چوستے تھے پھر اوپر سے پانی پی لیتے تھے۔

کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے اس پر دعا فرمائی حتی کہ سب لوگوں نے اپنے اپنے توشہ دان سامان سے بھر لئے ابو ہریرہ نے اس موقع پر روایت بیان کرتے ہوئے کہا اشھدان لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ۔ ان دو شہادتوں کے ساتھ جو شخص بھی اللہ سے ملے گا درانحالیکہ ان میں شک کرنے والا نہ ہو بلکہ یقینی شہادت تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابو بکر بن نضر بن ابو نضر سے۔ (مسلم۔ کتاب الایمان۔ حدیث ۴۴ ص ۱/۵۵۔۵۶)

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ اور ابو عبداللہ اسحق بن محمد بن یوسف سوسی اور ابو بکر احمد بن حسن قاضی نے، انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عیسیٰ لخمی نے، تنیسی نے، ان کو عمرو بن ابو سلمہ نے، اوزاعی سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے مطلب بن عبداللہ حطب مخزومی نے، ان کو عبدالرحمن بن ابو عمرہ انصاری نے، ان کو ان کے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ ایک غزوہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے لوگوں کو شدید بھوک لگی بعض لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی سواریوں کے اُونٹ ذبح کرنے کی اجازت مانگی اور کہنے لگے کہ اللہ نے ہمیں ان کے ذبح کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی ان کو ان کی سواریاں ذبح کرنے کی اجازت دینے کا ارادہ کر لیا ہے تو عرض کی یا رسول اللہ! ہماری کیا حالت ہو گی جب ہم صبح اپنے دشمنوں سے ٹکرائیں گے بھوکے بھی اور بغیر سواریوں کے بھی ہوں گے۔ بلکہ میرا مشورہ ہے کہ آپ لوگوں کو بلائیں بتایا خوراک کے ساتھ آپ اس کو جمع کر کے دعا فرمائیں گے اللہ تعالیٰ سے برکت کی اللہ تعالیٰ تمہیں کامیاب کرے گا آپ کی دعا سے یا کہا تھا کہ عنقریب اللہ تعالیٰ ہمارے لئے برکت دے گا آپ کی دعا کے اندر لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو بلایا بقایا سامان کے ساتھ لہٰذا لوگ اپنی اپنی پلیٹوں میں سے لے کر آنے لگے بعض مٹھی بھر دانے لائے بعض ایک صاع کھجوریں لایا آپ نے جمع کر لیا پھر آپ کھڑے ہو گئے۔ اور اس پر دعا کی جس قدر اللہ نے چاہا کہ دعا کریں گے اس کے بعد آپ نے لشکر کو بلایا وہ اپنے اپنے برتن اور توشہ دان لائے

سب بھر بھر کر لے گئے لہٰذا لشکر میں کوئی برتن خالی نہ رہا سب نے بھرے اور اس قدر سامان باقی بھی بچ گیا رسول اللہ ﷺ ہنس دیئے حتی کہ آپ کی آخری داڑھیں ظاہر ہو گئیں اور فرمایا :

اشهدان لااله الاالله و اشهد انی رسول الله

جو بھی مومن ان دو شہادتوں کے ساتھ اللہ کو ملے گا وہ آگ سے بچالیا جائے گا۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران عبدل نے، بغداد میں ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ شافعی نے، ان کو اسحٰق بن حسن حربی نے، ان کو ابن رجاء نے، ان کو سعید بن ابوسلمہ نے، ان کو ابوبکر بن عمرو بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عمر بن خطاب ؓ نے انہوں نے ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابوربیعہ سے اس نے سنا ابوخنیس غفاری سے وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلا تھا غزوۂ تہامہ میں حتی کہ جب ہم مقام عسفان میں پہنچے آپ کے اصحاب آپ کے پاس آئے اور بولے یارسول اللہ! ہمیں انتہائی شدید بھوک لگی ہے ہمیں اجازت دیں کہ ہم اپنی سواری کے اُونٹ کھا جائیں۔ آپ نے فرمایا اچھا اس بات کی خبر عمر کو دی گئی تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور بولے اے اللہ کے نبی آپ نے کیا کہا ہے؟ آپ نے حکم دے دیا کہ وہ سواریوں کو کھائیں (ذبح کر کے) پھر کس چیز پر سواری کریں گے؟ آپ نے فرمایا تم کیا مشورہ دیتے ہو اے ابن خطاب؟ عرض کیا میں یہ مشورہ دیتا ہوں کہ آپ ان کو حکم کریں ویسے آپ کی رائے افضل ہو گی کہ وہ اپنے بچے ہوئے زاد کو ایک کپڑے پر جمع کریں پھر آپ اس میں برکت کی دعا کریں۔ بیشک اللہ تعالیٰ آپ کی دعا قبول کریں گے۔

لہٰذا حضور اکرم ﷺ نے عمر کے مشورے پر سب کو حکم دیا سب بچا ہوا زاد سفر لے آئے ایک کپڑے میں جمع کیا حضور اکرم ﷺ نے اس پر دعا فرمائی۔ پھر فرمایا کہ اسے اپنے توشہ دان لے آؤ۔ لہٰذا ہر ایک نے اپنے اپنے برتن بھر لئے اس کے بعد نبی کریم نے کوچ کرنے کا حکم دیا جب کوچ کیا تو بارش ہو گئی حضور اکرم ﷺ اُترے اور تمام صحابہ اُترے اور بارش کا پانی پیا۔ وہ مقام کراع میں تھے۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے ان کو اس مقام پر خطبہ ارشاد فرمایا تین آدمی آئے حضور اکرم ﷺ کے پاس بیٹھ گئے دو حضور کے ساتھ اور ایک منہ پھیر کر چلے گئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں خبر دوں تینوں کفر کے بارے میں بہر حال ایک نے تو اللہ سے شرم کی اللہ نے بھی اس سے حیا کر لی بہر حال دوسرا اللہ کی طرف توبہ کرنے والا آیا تو اللہ نے اس کی توبہ قبول کر لی اور ایک نے منہ پھیرا اللہ نے بھی اس سے منہ پھیر لیا۔

(تحفۃ الاشراف ۹/۱۳۶۔ مسلم۔ کتاب الایمان۔ حدیث ۴۵ ص ۱/۵۶)

باب ۴۳

بی بی اُم شریک کے ہاتھ پر کرامت کا ظاہر ہونا

جب وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کر کے آرہی تھیں اور دلائل نبوت کا ظہور گھی کی کُپی کے بارے میں جس کو اس نے ہدیہ کیا تھا نبی کریم ﷺ کے لئے جو در اصل آثار نبوت میں سے ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، عبدالاعلی سے اس نے ابوالمساور قرشی سے، اس نے محمد بن عمرو بن عطاء سے اس نے ابوہریرہ سے وہ کہتے ہیں کہ ایک عورت تھی قبیلہ دوس سے اسے اُم شریک کہا جاتا تھا وہ رمضان میں مسلمان ہوئی تھی وہ آئی ایسا آدمی تلاش کر رہی تھی جو رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے کے لئے اس کے

ساتھ چل سکے سفر میں (مگر اسے بروقت کوئی مسلمان نہ مل سکا) وہ ایک یہودی سے ملی اس نے پوچھا کہ کیا بات ہے اے اُم شریک؟ بولی میں ایسے شخص کی تلاش میں ہوں جو رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے کے لئے میرا ہم سفر ہو جائے۔ اس نے کہا کہ آ جاؤ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ وہ بولی میرا انتظار کرو تا کہ میں اپنی پانی کی مشک بھی لوں اس نے کہا میرے پاس پانی ہے آپ پانی کا نہ سوچیں وہ ان لوگوں کے ساتھ ہی روانہ ہو گئی وہ اسی دن چلتے حتی کہ شام ہو گئی یہودی اترا اس نے دستر خوان بچھایا رات کا کھانا کھایا۔ اور کہا اُم شریک آ جایئے آپ بھی رات کا کھانا کھایئے اُم شریک نے کہا کہ آپ مجھے پانی پلا دیجئے مجھے شدید پیاس لگی ہے میں کچھ نہیں کھا سکتی پہلے پانی پیوں گی۔ اس نے کہا کہ پہلے تو یہودی بن پھر میں تجھے پانی پلاؤں گا۔

اُم شریک نے کہا اللہ تجھے خیر کی جزا نہ دے تم نے مجھے مسافر بنایا اور مجھے منع کیا تھا کہ میں پانی بھی نہ اُٹھاؤں۔ وہ بولا کوئی ضرورت نہیں ہے میں تجھے ایک قطرہ پانی نہیں دوں گا پہلے تم یہودن بنو وہ بولی نہیں اللہ کی قسم میں ہرگز یہودی نہیں بنوں گی اس کے بعد جبکہ اللہ نے مجھے اسلام کی ہدایت بخشی ہے وہ اُٹھ کر اپنے اُونٹ کے پاس گئی اس کے پیروں میں رسی ڈالی اور اسے بیٹھا کر اس کے گھٹنے پر سر رکھا اور سو گئی۔ کہتی ہے کہ مجھے نہ جگایا نیند سے مگر ڈول کی ٹھنڈک نے جو میرے ماتھے پر پڑ رہی تھی میں نے سر اُٹھایا اور دیکھا پانی کی طرف جو دودھ سے زیادہ سفید تھا شہد سے زیادہ میٹھا تھا میں نے پیا حتی کہ میں خوب سیر ہو گئی پھر میں نے اپنی سوکھی مشک پر پانی کے چھینٹے دیئے حتی کہ وہ تر ہو گئی پھر میں نے اس کو بھر لیا اس کے بعد وہ میرے سامنے سے وہ ڈول اُٹھ گیا جب کہ میں اس کو دیکھ رہی تھی حتی کہ وہ مجھ سے چھپ گیا آسمان میں جب صبح ہوئی تو وہ یہودی آیا اور بولا اے اُم شریک کیا حال ہے؟ اس نے کہا میں کہتی ہوں کہ اللہ کی قسم مجھے اللہ نے پلایا ہے یہودی بولا کہاں سے اللہ نے اُتارا تمہارے اُوپر کیا آسمان سے؟ میں نے بتایا جی ہاں اللہ نے مجھے آسمان سے اُتارا پھر وہ میرے سامنے اُٹھ گیا ہے حتی کہ وہ مجھ سے اوجھل ہو گیا ہے آسمان میں سے۔

پھر وہ روانہ ہوئی حتی کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئی اور آپ کے سامنے قصہ بیان کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو اس کے نفس کے لئے نکاح کا پیغام دیا وہ بولی یا رسول اللہ! میں آپ کے لئے تو راضی نہیں ہوں اپنے نفس کے لئے (بعض امور کی وجہ سے) مگر میری عزت آپ کے حوالے ہے بایں صورت کہ آپ جس سے چاہیں میرا نکاح کر دیں لہٰذا حضور اکرم ﷺ نے اس کا نکاح حضرت زید کے ساتھ کر دیا اور آپ ﷺ نے تیس صاع جَو بھی عطا کئے تھے (شاید وہ بطور مہر کے تھے یا بطور ہدیہ جو آپ نے اپنی زرہ یہودی کے پاس رہن رکھوا کر لئے تھے) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس کو کھاتے رہنا اور ناپنا یا تولنا نہیں۔ اُم شریک کے ساتھ گھی کا برتن تھا رسول اللہ ﷺ کو ہدیہ کرنے کے لئے اُم شریک نے اپنی لڑکی سے کہا یہ گھی کا کُپہ رسول اللہ ﷺ کو پہنچا کر آؤ۔ کہنا کہ اُم شریک آپ کے اوپر سلام پڑھتی ہے اور کہنا کہ یہ گھی کا بھرا ہوا برتن ہے یہ ہم لوگوں نے آپ کے لئے ہدیہ کیا ہے۔ لڑکی لے کر گئی گھر والوں نے وہ لے کر خالی کر کے برتن واپس کر دیا۔

مگر رسول اللہ ﷺ نے اس لڑکی سے کہا تھا کہ اس برتن کو لٹکا دینا اس کا منہ بند نہیں کرنا انہوں نے اس کو اس کی جگہ پر لٹکا دیا۔ اُم شریک جیسے داخل ہوئی تو دیکھا کہ وہ برتن بدستور گھی سے بھرا ہوا ہے بولی اے لڑکی ادھر آؤ میں نے تمہیں کہا نہیں تھا کہ تم جا کر یہ کُپہ گھی کا رسول اللہ کو دے کر آؤ۔ وہ بولی اللہ کی قسم وہ تو میں لے گئی تھی۔ جیسے ہی آپ نے کہا تھا۔ پھر میں واپس برتن لائی تھی تو میں نے اس کو انڈیل کر دیکھا تھا اس میں سے کوئی چیز ایک قطرہ بھی نہیں ٹپک رہا تھا۔ ہاں مگر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ اس کو لٹکا دینا اور اس کا منہ نہیں باندھنا۔ میں نے اس کو الگ جگہ پر لٹکا دیا تھا۔ اور اُم شریک نے جب اس کو گھی سے بھرا ہوا پایا تو اس کا منہ بند کر دیا باندھ کر وہ اس سے کھاتے رہے حتی کہ ختم ہو گیا پھر انہوں نے جو ماپ لئے یا تول لیا تو انہوں نے ان کو تیس صاع ہی پایا (جتنے حضور اکرم ﷺ نے دلوائے تھے) اس میں سے کچھ بھی کم نہ ہوا تھا۔ (تاریخ ابن کثیر ۱۰۴/۶)

امام بیہقی فرماتے ہیں:

کہ میں کہتا ہوں یہ روایت ایک اور طریق سے بھی مروی ہے اور اس کی حدیث میں گھی کے عُکّہ کے بارے میں شاہد ہے جو صحیح ہے وہ جابر بن عبداللہ سے مروی ہے وہ اُم مالک کے بارے میں ہے اور اس کا ذکر گذشتہ صفحات میں گذر چکا ہے۔ واللہ اعلم

باب ۴۴

بی بی اُم ایمن جو رسول اللہ ﷺ کی مولات

اور آپ کی دودھ پلانے والی تھی ان کی ہجرت کے موقع پر کرامات کا ظہور جو دراصل آثار نبوت میں سے ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبدالرحمن سلمی نے، ان کو ابو محمد بن زیاد سمذی نے، ان کو ابوالعباس سراج نے، ان کو محمد بن حارث نے، ان کو سنان نے، ان کو جعفر نے، ان کو ثابت نے ان کو ابو عمران جونی اور ہشام بن حسان نے، انہوں نے کہا۔

کہ اُمِ ایمن نے مکہ سے ہجرت کی تھی مدینہ کی طرف جب کہ اس کے پاس زادِ سفر بالکل نہیں تھا جب وہ مقام روحاء تک پہنچی یہ سورج غروب ہونے کا وقت تھا شدید پیاسی ہوئی کہتی ہیں کہ میں نے اپنے سر کے اوپر شدید کھڑ کھڑاہٹ سنی کہتے ہیں کہ میں نے اپنا سر اُوپر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک پانی کا ڈول لٹک رہا ہے آسمان سے سفید رسی کے ساتھ اس نے اپنے ہاتھ سے اس کو تھام لیا حتی کہ میں نے اس کو دونوں ہاتھوں سے مضبوط پکڑ لیا۔

کہتی ہیں کہ میں نے اس میں سے پیا حتی کہ خوب شکم سیر ہوگئی کہتے ہیں کہ البتہ تحقیق اس کے بعد میں شدید گرمی میں روزہ رکھتی تھی اور شدید دھوپ میں پھرتی تھی تا کہ مجھے پیاس لگے لہٰذا میں اس کے بعد کبھی بھی پیاسی نہیں ہوئی۔ واللہ اعلم (اصابہ ۴۳۲/۴)

باب ۴۵

ابوامامہ پر کرامات کا ظہور جب وہ اپنی قوم کے پاس نمائندہ بنا کر بھیجے گئے تھے

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالعباس قاسم بن قاسم سیاری نے، مقام مرو میں ان کو ابراہیم بن ہلال بوزنجردی نے، ان کو علی بن حسن بن شقیق نے، ان کو حسین بن واقد نے، ان کو غالب نے، ابوامامہ سے وہ کہتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا (میرا خیال ہے کہ اس نے یوں کہا تھا) کہ میرے گھر والوں کے پاس بھیجا تھا (یعنی اپنی قوم کی طرف) میں ان کے پاس پہنچا تو وہ کھانے پر جمع تھے دسترخوان پر خون کھا رہے تھے انہوں نے مجھ سے کہا کہ کھائیے میں نے کہا میں تمہیں منع کرتا ہوں اس طعام سے میں رسول اللہ ﷺ کا نمائندہ ہوں تمہاری طرف۔ انہوں نے میری تکذیب کی اور مجھ پر غالب آ گئے۔ میں وہاں سے چلا گیا حالانکہ میں اس وقت بھوکا تھا۔ مجھ پر انتہائی مشقت واقع ہوئی تھی۔

لہٰذا میں سو گیا۔ مگر نیند میں مجھے پینے کے لئے دودھ پیش کیا گیا میں نے پیٹ بھر کر پیا جس سے میرا پیٹ بھر کر بڑا ہو گیا بس قوم نے کہا تمہارے پاس تمہارا پسندیدہ اور چنیدہ شخص آیا ہے تم لوگوں نے اس کو رد کر دیا ہے اب جاؤ اس کے پاس اس کو کھانا کھلاؤ اور پلاؤ جو وہ پسند کرے

چنانچہ وہ میرے پاس کھانا لائے کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ مجھے اب ضرورت نہیں ہے تمہارے کھانے پینے کی بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے کھلایا بھی ہے اور پلایا بھی ہے۔ میری حالت دیکھو میں اس وقت جس حالت پر ہوں لہٰذا وہ ایمان لے آئے میرے ساتھ اور اس پیغام کے ساتھ جو میں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے لے کر گیا تھا

اس کو روایت کیا ہے صدقہ بن ہرمز نے ابو غالب سے، اس کے مفہوم کے ساتھ اور اس کے آخر میں کہا ہے کہ میں نے کہا بیشک اللہ عزوجل نے مجھے کھلا بھی دیا ہے اور پلا بھی دیا ہے۔ اور میں نے ان کو اپنا پیٹ دکھا دیا لہٰذا وہ سب کے سب مسلمان ہوگئے۔

(۲) ہمیں خبر دی عبداللہ حافظ اور ابو صادق عطار نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبداللہ منادی نے، ان کو یونس بن مؤدب نے، ان کو صدقہ بن ہرمز نے، ابو غالب سے، اس نے ابو امامہ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے میری قوم کے پاس بھیجا میں ان کے پاس پہنچا تو مجھے شدید بھوک لگی ہوئی تھی اور وہ لوگ کھا رہے تھے (خون پکا کر) انہوں نے مجھے کہا کہ تم بھی آ جاؤ۔ میں نے کہا نہیں میں تمہیں اس چیز سے منع کرتا ہوں (خون حرام ہے اس کو مت کھائیے) کہتے ہیں کہ انہوں نے میرا خوب مذاق اُڑایا۔ حالانکہ میں شدید مشقت میں واقع تھا۔

لہٰذا اس نے ان سے سنا وہ ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے یار تمہارے پاس تمہاری قوم کا سردار آیا ہے تمہارے لئے اس سے کوئی چارہ نہیں ہے کہ تم اس کو کھانا کھلاتے۔ اور نہیں تو دودھ کا گلاس ہی سہی کہتے ہیں کہ میں سو گیا خواب میں کوئی آنے والا آیا اس نے مجھے ایک برتن تھما دیا میں نے اس سے لے کر پیا جس سے میرا پیٹ خوب بھر گیا۔ انہوں نے (لوگوں نے) ایک برتن لا کر دیا۔ مگر اس نے کہا یہ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے انہوں نے کہا تم نے دیکھا تھا کہ آپ بہت تھک کر آئے ہیں کہتے ہیں کہ میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے کھلایا بھی ہے اور پلایا بھی ہے میں نے ان کو اپنا پیٹ دیکھایا چنانچہ یہ دیکھ کر وہ سارے مسلمان ہوگئے۔

(مستدرک حاکم ۳/۶۴۱۔ مجمع الزوائد ۹/۳۸۶۔۳۸۷)

باب ۴۶

اللہ تعالیٰ کا رسول اللہ ﷺ کی دعا قبول کرنا

جس وقت ان کے پاس ایک مہمان آیا اور آپ کے ہاں کوئی چیز نہیں تھی

(۱) ہمیں خبر دی ابو الحسین علی بن احمد مقری نے، بغداد میں ہمیں حدیث بیان کی عبدالباقی بن قانع قاضی نے، ان کو عبدان اہوازی نے، ان کو محمد بن عامر نے، اسی طرح ہے میری کتاب میں ہمیں حدیث بیان کی عبیداللہ بن موسیٰ نے۔ (ح) اور ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو علی حسین بن علی حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ اس روایت میں جو ذکر کی ہے عبدان اہوازی نے، ان کو محمد بن زیاد برجمی نے، ان کو عبیداللہ بن موسیٰ نے، ان کو مسعر نے زبید سے اس نے مُرّہ سے اس نے عبداللہ بن مسعود سے وہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک مہمان کی ضیافت کا ارادہ کیا لہٰذا آپ نے ازواج مطہرات سے معلوم کیا مگر آپ ﷺ نے ان میں سے کسی ایک کے پاس بھی کچھ نہیں پایا لہٰذا حضور اکرم ﷺ نے دعا فرمائی۔

اللھم انی اسئلك من فضلك ورحمتك فانه لا یملکھا الا انت

اے اللہ میں تجھ سے تیرا فضل و رحمت مانگتا ہوں بیشک نہیں مالک اس کا مگر صرف تو ہی ہے۔

کہتے ہیں کہ آپ کی خدمت میں بھونی ہوئی بکری ہدیہ کی گئی۔ مقریٔ کی روایت میں ہے کہ آپ کی طرف بھونی ہوئی بکری پہنچی آپ نے فرمایا یہ محض اللہ کے فضل سے ہے اور ہم اس کے فضل کے منتظر ہیں۔ ابوعلی کہتے ہیں کہ مجھے اس کی حدیث بیان کی محمد بن عبدان اہوازی نے، حسن سے اور صحیح زبید سے یوں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ضیافت کی۔ جو کہ بطور مرسل روایت کے ہے قول زبید سے۔

(۲) ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن عبدان اہوازی نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو حسن بن حارث اہوازی نے ان کو عبیداللہ بن موسیٰ نے، مسعر سے اس نے زبید سے وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم نے ضیافت فرمائی۔ اور رازی نے مذکورہ حدیث کو ذکر کر دیا ہے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمٰن سُلمی نے، ان کو خبر دی ابوعمرو بن حمدان نے، ان کو خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو اسحٰق بن منصور نے، ان کو سلیمان بن عبدالرحمٰن نے، ان کو عمرو بن بشر بن سرح نے، ان کو ولید بن سلیمان بن ابوسائب نے، ان کو واثلہ بن خطاب نے، اپنے والد سے اس نے اپنے دادا واثلہ بن اسقع سے وہ کہتے ہیں کہ رمضان شریف آیا اور ہم لوگ اہل صفہ میں تھے ہم لوگوں نے روزے رکھے ہم لوگ جب افطار کرتے تھے تو ہم میں سے ہر آدمی اہل صفہ کے آدمیوں کے پاس آتا اور ایک کو اپنے ساتھ لے جاتا رات کے کھانے کے لئے اور اس کو عشاء کا کھانا کھلایا۔

ایک رات ہمارے اوپر ایسی آئی کہ ہم لوگوں کو لینے کے لئے کوئی بھی نہ آیا۔ صبح ہم نے روزہ رکھ لیا (بھوکے پیٹ)۔ پھر دوپہر میں بھی ہمارے پاس کوئی لینے والا نہ آیا۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے ہم نے جاکر ان کو پوری صورت حال بتلائی حضور اکرم ﷺ نے بھی تمام بیویوں کے پاس بندہ بھیج کر پوچھا کیا ہمارے ہاں گھر میں کوئی چیز ہے۔ ان میں سے کوئی ایک عورت بھی باقی نہ تھی مگر اس نے بھیجا تھا کہ تقسیم کر دیا جائے کسی ایک کے گھر میں کوئی چیز باقی نہ رہی تھی جو کوئی جاندار کھالیتا لہٰذا حضور اکرم ﷺ نے اہل صفہ سے کہا کہ تم لوگ اکٹھے ہو جاؤ۔ حضور اکرم ﷺ نے دعا کری۔ اللھم انی اسئلك من فضلك ورحمتك فانہٗ لا یملکھا الاانت۔ بس پھر کیا تھا آپ نے اعلان کر دیا اچانک بھونی ہوئی بکری اور روٹیاں اتر گئیں۔ حضور اکرم ﷺ نے حکم دیا وہ ہمارے آگے رکھی پھر ہم نے کھایا اور پیٹ بھر گیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم نے اللہ سے اس کا فضل اور رحمت مانگی ہے یہ اس کا فضل ہے اور اس نے رحمت ہمارے لئے جمع کر دی ہے۔

باب ۴۷

رسول اللہ ﷺ کی دعا کی برکت سے عورت کی پانی کی مشکوں میں اضافہ ظاہر ہو گیا اور آثار نبوت ظاہر ہوئے

(اس حدیث کے بعض طرق غزوۂ خیبر کے آخر میں گذر چکے ہیں)

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر بن اسحٰق فقیہ نے بطور املاء کے ۳۳۲ھ میں، ہمیں خبر دی محمد بن ایوب نے، ان کو ابوولید نے، ان کو حدیث بیان کی مسلم بن زریر نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ہے ابورجاء سے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عمران بن حصین نے کہ وہ سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا وہ لوگ رات بھر سفر کرتے رہے حتیٰ کہ جب صبح کا وقت قریب ہوا تو رسول اللہ ﷺ (تھک کر) سو گئے ان پر نیند غالب آگئی حتیٰ کہ سورج اُونچا آگیا۔ پہلا شخص جو بیدار ہوا وہ ابوبکر صدیق ؓ تھے۔ طریقہ یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو نیند سے کوئی بھی نہیں جگاتا تھا حضرت عمر ؓ گئے وہ حضور اکرم ﷺ کے سر کے قریب بیٹھ گئے اور زور زور سے اللہ اکبر اللہ اکبر کہنا شروع کیا۔

حتی کہ رسول اللہ ﷺ جاگ گئے۔ جب وہ جاگ گئے تو سورج اس وقت کافی بلند ہو چکا تھا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کوچ کرو یہاں سے۔ ہم لوگوں کو لے کر چلے گئے حتی کہ سورج خوب تیز ہو گیا پھر آپ اُترے اور ہم لوگوں کو نماز پڑھائی ایک آدمی سب لوگوں سے علیحدہ ہو گیا اس نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی۔ جب وہ پیچھے ہٹا تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے فلانے تم نے ہمارے ساتھ نماز کیوں نہ پڑھی؟ اس نے کہا یا رسول اللہ! ہمیں جنابت پہنچ گئی تھی (یعنی سوتے میں ناپاک ہو گیا تھا) حضور اکرم ﷺ نے اس کو حکم دیا کہ وہ پاک مٹی کے ساتھ تیمم کر لے اور نماز پڑھ لے۔

اور رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے جلدی کی سوار ہونے میں میں آپ کے سامنے پانی تلاش کر رہا تھا اور تحقیق ہم لوگ شدید پیاس میں مبتلا تھے۔ ہم لوگ چل رہے تھے اچانک ہم نے دیکھا کہ ایک عورت دو مشکوں کے اوپر یا درمیان میں دونوں پیر لٹکائے ہوئے بیٹھی ہے۔ ہم نے اس سے پوچھا پانی کہاں ہے؟ وہ بولی اے ہے پانی نہیں ہے اے ہے نہیں ہے پانی۔ ہم نے کہا تیرے گھر اور پانی کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ پانی کتنا دور ہے؟ اس نے بتایا کہ ایک دن اور ایک رات کی مسافت ہے۔

ہم نے اس سے کہا کہ چلو تم رسول اللہ ﷺ کے پاس وہ بولی رسول اللہ کیا شئی ہے؟ ہم نے اس کو بالکل نہ جانے دیا حتی کہ ہم اسے مجبور کر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے۔ اس عورت نے رسول اللہ ﷺ کو بھی وہی کچھ بتایا جو کچھ ہمیں بتایا تھا سوائے اس کے کہ اس نے ان سے کہا کہ میں بیوہ ہوں میرے یتیم بچے ہیں شوہر فوت ہو گیا ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے اس کی مشکوں سے منہ کے ساتھ کلی بھر لی اور دونوں مشکوں کے نچلے کونوں میں ڈال دی۔ ہم نے چالیس پیاسے آدمیوں نے وہ پانی پیا اور خوب سیر ہو گئے۔ اور ہم نے ساری اپنی مشکیں پانی کی بھر لیں جو ہمارے ساتھ تھیں اور وضو کے برتن بھی بھر لئے اور ہم نے جنب والے ناپاک آدمی کو غسل بھی کروا دیا۔ ہاں ہم نے اونٹ کو پانی نہیں پلایا تھا۔ اور وہ عورت برابر پانی صاف کر رہی تھی۔

پھر حضور اکرم ﷺ نے ہم سے کہا میرے پاس لے آؤ جو کچھ تمہارے پاس ہے۔ لہٰذا ہم نے روٹی کے بچے ہوئے ٹکڑے جمع کئے اور کھجوریں بھی حتی کہ حضور اکرم ﷺ کے سامنے تھیلا بھر گیا حضور نے وہ اس عورت کو دے دیا اور فرمایا کہ یہ تم اپنے یتیم بچوں کے لئے لے جاؤ ان کو کھلاؤ۔ اور اچھی طرح جان لو کہ ہم نے تیرے پانی میں کوئی کمی نہیں کی ہے جب وہ اپنے گھر پہنچی تو بولی کہ میں آج سب سے بڑے جادو گر سے مل کر آئی ہوں یا پھر وہ واقعی نبی ہے جو وہ لوگ دعویٰ کر رہے ہیں لہٰذا ان مجتمع نشانیوں کی وجہ اللہ نے اس کو ہدایت دے دی اور وہ مسلمان ہو گئی اور سارے اس کے گھر والے بھی مسلمان ہو گئے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوالولید سے۔ اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریق سے سلم بن زریر سے۔
(مسلم۔ کتاب المساجد۔ حدیث ۳۱۲ ص ۱/۴۷۴۔۴۷۶۔ بخاری کتاب المناقب۔ حدیث ۳۵۷۱۔ فتح الباری ۶/۵۸۰)

☆☆☆

باب ۴۸

حدیث میضأت

اور اس میں جو آثار نبوت اور دلائل صدق ظاہر ہوئے اس بارے میں

اس بارے میں حدیث سلیمان بن مغیرہ گذر چکی ہے جو ثابت بن عبداللہ بن رباح سے ابوقتادہ سے مروی ہے
اور اسی طریق سے اس کو مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں۔

(۱) ہمیں خبر دی علی بن محمد بن عبداللہ بن بشران عدل نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر محمد بن عمرو بن بختری رزاز نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن یزید بن ہارون نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو ثابت نے، عبداللہ بن رباح سے اس نے ابوقتادہ سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر تم پانی نہیں پاؤ گے تو پیاسے ہو جاؤ گے یعنی فلاں پانی کے مقام تک نہیں پہنچو گے تو مشرکین قبضہ کرلیں گے جلد باز لوگ چل پڑے پانی کی تلاش میں مگر میں رسول اللہ کو چپکا رہا اس رات چنانچہ رسول اللہ ﷺ کو ان کی سواری نے ایک طرف مائل کر دیا حضور اکرم ﷺ کو اونگھ آتی تو بار بار ایک طرف مائل ہو جاتے میں ان کو سہارا دیتا تو وہ سیدھے ہو جاتے۔ پھر مائل ہو جاتے پھر سیدھا کرتا پھر مائل ہو جاتے پھر سیدھا کرتا پھر مائل ہو گئے۔ قریب تھا کہ آپ اپنی سواری کے اوپر سے لڑھک جاتے لہٰذا میں نے سیدھا کر دیا جس سے آپ جاگ گئے۔ پوچھا کہ کون ہو؟ میں نے کہا ابوقتادہ ہوں فرمایا اللہ تیری حفاظت کرے بوجہ اس کے کہ تم نے اللہ کے رسول کی حفاظت کی ہے۔

پھر فرمایا کہ ہم کچھ دیر آرام نہ کرلیں۔ آپ ایک درخت کی طرف مڑ گئے اور اترے۔ فرمایا تم دیکھو کیا تمہیں کوئی نظر آتا ہے میں نے کہا یہ سوار آیا ہے وہ سوار آرہا ہے حتی کہ میں نے سات گنوائے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اچھا ہماری نماز کی حفاظت کرنا۔ کہتے ہیں کہ بس ہم سو گئے ہمیں سورج کی گرمی نے آکر جگایا۔ ہم بیدار ہوئے اور رسول اللہ ﷺ سوار ہو لئے اور چل پڑے ہم بھی جلدی جلدی سوار ہوئے پھر آگے جا کر اُترے فرمایا کہ کیا تمہارے پاس پانی ہے؟ میں نے کہا جی ہاں ایک چھوٹا سا مشکیزہ ہے یا وضو والا برتن ہے۔ اس میں تھوڑا سا پانی ہے فرمایا کہ اس کو لے آؤ میرے پاس۔ میں اس کو لے آیا فرمایا کہ اس کو سیدھا کر کے جھکاؤ لہٰذا پورے لوگوں نے وضو کرلیا مگر پھر بھی اس برتن میں پانی کا گھونٹ باقی تھا مگر پانی اس کو محفوظ کرلو اے ابوقتادہ عنقریب اس کی بھی ایک شان ہوگی اس کے بعد بلال نے اذان دی حضور اکرم ﷺ نے دو رکعت پڑھیں فجر سے قبل اس کے بعد فجر کی نماز پڑھی اس کے بعد حضور اکرم ﷺ پھر سوار ہو گئے ہم لوگ بھی سوار ہو گئے لہٰذا بعض لوگوں نے بعض سے کہا ہم لوگوں نے نماز میں تفریط کی ہے (یعنی کوتاہی کی ہے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ کیا کہہ رہے ہو؟ اگر معاملہ ہے تمہارے دنیاوی بات کا تو پھر تم خود ہی جانو اگر تمہارے دین کی بات ہے تو پھر میری طرف رجوع ہو جاؤ۔

ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم نے اپنی نماز میں تفریط کی ہے آپ نے فرمایا کہ نیند کی صورت میں تفریط نہیں ہوتی۔ تفریط بیداری میں ہوتی ہے جب ایسی صورت ہو جایا کرے تو صبح ہو جایا کرے تو صبح اس کو اس کے وقت پر پڑھ لیا کرو۔ پھر فرمایا کہ قوم کے بارے میں اپنا خیال ظاہر کرو ہم لوگوں نے کہا آپ نے کل شام کو کہا تھا اگر صبح تم لوگ پانی تک نہ پہنچے تو تم شدید پیاسے ہو جاؤ گے لہٰذا لوگ پانی تک پہنچ گئے ہیں۔

کہتے ہیں کہ لوگوں نے جب صبح کی تو نبی کریم ﷺ کو موجود نہ پایا لہٰذا بعض لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ پانی کے مقام تک پہنچ گئے ہیں۔ مگران لوگوں میں ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے ان دونوں نے کہا اے لوگو! نبی کریم کی یہ ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ تمہیں پانی کی طرف کھینچ کر لے جاتے۔ اگر لوگ ابوبکر وعمر کی بات مانیں تو کامیاب ہو جائیں گے تین بار کہا تھا جب دوپہر کا وقت سخت ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ ان کے لئے موجود ہوئے لہٰذا لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم ھلاک ہو گئے ہم پیاسے ہو گئے گردنیں ٹوٹ گئیں ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: آج کے دن تمہارے اوپر کوئی ہلاکت نہیں ہے۔ پھر فرمایا: اے ابوقتادہ! میرے پاس وہ پانی والا برتن لے آؤ۔

لہٰذا میں وہ حضور اکرم ﷺ کے پاس لے آیا۔ فرمایا اے عمر! کھول کر لے آؤ یعنی میرا پیالہ میں اسے کھول کر ان کے پاس لے آیا۔ حضور اکرم ﷺ نے وہ پانی اس میں اُنڈیلنا اور لوگوں کو پلانا شروع کیا تم لوگ اچھی طرح بھر کر پیو تم میں سے ہر شخص خوب سیراب ہو جائے گا لہٰذا پوری قوم نے پیا حتی کہ کوئی بھی باقی نہ رہا میرے اور حضور اکرم ﷺ کے سوا لہٰذا انہوں نے میرے لئے بھی پانی ڈالا اور فرمایا پی لیجئے ابوقتادہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ پہلے ہی لیجئے فرمایا کہ لوگوں کو پلانے والا آخر میں پیتا ہے لہٰذا میں نے بھی لیا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے خود پیا یعنی میرے بعد اور تا حال وہ پانی کا برتن اسی طرح تھا جس طرح پہلے تھا اس دن وہ تین سو آدمی تھے عبداللہ کہتے ہیں کہ عمران بن حصین نے مجھ سے سنا میں یہ حدیث بیان کر رہا تھا مسجد میں انہوں نے پوچھا کہ یہ کون آدمی ہے۔ میں نے کہا کہ میں عبداللہ بن رباح انصاری ہوں۔ انہوں نے کہا کہ قوم زیادہ جانتی ہے اپنی حدیث کے بارے میں تم دیکھو کس طرح تم بیان کر رہے ہو میں اس رات ساتوں میں سے ایک تھا۔ جب میں فارغ ہوا تو وہ کہنے لگے کہ میں یہ پسند نہیں کرتا تھا کہ میرے سوا کوئی ایک بھی اس حدیث کو یاد کرے اور حفظ کرے۔ (مسلم ۱/۲/۴۷۲)

حماد نے کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حمید بن بکر بن عبداللہ نے عبداللہ بن رباح سے اس نے ابوقتادہ سے اس نے نبی کریم ﷺ سے اسی کی مثل اور اس نے اس میں یہ اضافہ کیا ہے کہ انہوں نے کہا تھا کہ نبی کریم ﷺ جب رات کے وقت سوتے تھے تو اپنے سیدھے ہاتھ کو تکیہ کے طور پر سر کے نیچے رکھ لیتے تھے اور جب صبح کے قریب لیٹتے تو اپنا سر اپنی ہتھیلی پر رکھ لیتے اور کلائی کھڑی کر لیتے تھے۔ (یعنی کہنی نیچے ٹیک لیتے تھے)

(۲)　اور ہمیں خبر دی ابوسعد احمد بن محمد مالینی نے، ان کو خبر دی ابواحمد عبداللہ بن عدی حافظ نے، ان کو خبر دی ابویعلیٰ نے، ان کو شیبان بن سعید بن سلیمان ضبعی نے، ان کو انس بن مالک نے، یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے لشکر تیار کیا تھا مشرکین کی طرف ان میں ابوبکر بھی تھے حضور اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا زور لگا کر چلو بیشک تمہارے اور مشرکین کے درمیان پانی کا مقام واقع ہے اگر مشرکین ہم سے سبقت کر گئے پانی کی طرف (تو وہ قبضہ کر لیں گے) لہٰذا مسلمانوں پر بہت مشکل گذرے گی اور تم شدید پیاس میں مبتلا ہو جاؤ گے تم بھی اور تمہارے جانور بھی۔ کہتے ہیں کہ راوی نے حدیث ذکر کی۔ اور مکمل حدیث اس میں ہے جو جس کو ہمارے شیخ ابوعبداللہ حافظ نے ذکر کیا ہے ابو محمد مزنی سے اس نے ابویعلیٰ سے اس اسناد کے ساتھ اور کہا ہے کہ نبی کریم ﷺ آٹھ سواروں سمیت پیچھے رہ گئے تھے میں ان کے ساتھ مل کر نواں تھا۔

انہوں نے اپنے اصحاب سے کہا تھا کیا تم لوگ راضی ہو اس پر کہ ہم لوگ تھوڑا سا سو لیں اس کے بعد اُٹھ کر لوگوں کو پیچھے سے مل جائیں گے انہوں نے کہا ٹھیک ہے یا رسول اللہ! چنانچہ وہ لوگ سو گئے مگر ان کو سورج کی تپش نے ہی اُٹھایا حضور اکرم ﷺ بیدار ہوئے اور آپ نے اپنے اصحاب کو جگایا۔ آپ نے ان سے فرمایا۔ آگے بڑھ جاؤ اور اپنی حاجت پوری کرلو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور پھر وہ نبی کریم ﷺ کے پاس لوٹ آئے۔ حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کیا تم میں سے کسی کے پاس پانی موجود ہے؟ چنانچہ ایک آدمی نے ان میں سے کہا یا رسول اللہ! میرے پاس وضو کا برتن ہے اس میں تھوڑا سا پانی ہے فرمایا کہ اس کو لے آئیے وہ لے آئے رسول اللہ ﷺ نے اس کو لے لیا اور اس پر اپنا ہاتھ پھیرا اور اس میں برکت کی دعا کی۔ پھر اپنے اصحاب سے فرمایا آ جاؤ تم وضو کرلو وہ آئے تو حضور اکرم ﷺ نے اپنے ہاتھ پر پانی اُنڈیلا۔ فرمایا کہ وضو کرو حتی کہ سب نے وضو کر لیا۔

ان میں سے ایک آدمی نے اذان پڑھی اقامت کہی اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو نماز پڑھائی اور لوٹے والے سے کہا محفوظ رکھ اپنے لوٹے کو عنقریب اس کی بھی ایک خبر ہوگی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ سوار ہو گئے لوگوں کی طرف جانے کے لئے۔ اپنے اصحاب سے فرمایا کہ کیا سمجھتے ہو کہ ہمارے دیگر لوگ (جو آگے چلے گئے تھے) کیا کر رہے ہوں گے لوگوں نے کہا اللہ اور رسول بہتر جانتے ہیں ایک نے فرمایا کہ ان میں ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ ہے۔ عنقریب لوگ کامیاب ہوں گے۔ حالانکہ مشرکین سبقت کر گئے تھے پانی کی طرف لہٰذا لوگوں پر سختی گذری اور شدید پیاس سے دوچار ہو گئے۔ خود بھی اُونٹ بھی اور گھوڑے اور ان کے دیگر مویشی بھی۔

حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کہاں ہے لوٹے والا؟ اس نے جواب دیا میں یہ موجود ہوں یا رسول اللہ! فرمایا کہ میرے پاس لے آؤ اس کو وہ لے آیا اور اس کے اندر تھوڑا سا پانی موجود تھا حضور اکرم ﷺ نے لوگوں کو بلا کر فرمایا کہ تم لوگ آجاؤ اور وضو کرو۔ اور پانی پیو حضور اکرم ﷺ پانی اُنڈیلنے لگے حتی کہ سارے لوگوں نے پی لیا اور ان کی سواریوں نے پی لیا۔ اور اپنی سواریوں کو بھی پلا لیا ہے اور تمام چھوٹی بڑی مشکیں بھر لیں اور پانی کے تمام برتن بھر لئے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اُٹھے اور ان کے اصحاب بھی مشرکین کی طرف (مقابلے کے لئے) اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے منہ موڑ دیئے اور یوں اللہ نے اپنی نصرت اُتاری۔ اور پیٹھ دے کر بھاگنے کو منع فرمایا چنانچہ ٹھیک ٹھاک عظیم جنگ ہوئی اور انہوں نے بہت سارے لوگوں کو قید کیا اور کثیر غنیمتیں کر لے آئے لہٰذا رسول اللہ ﷺ کامیاب، کامران واپس واپس لوٹے اور نیکوکار بھی۔

باب ۴۹

بیر قُباء میں برکت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن محمد بن حسن علوی نے، ان کو خبر دی ابوحامد شرقی نے، ان کو احمد بن حفص بن عبداللہ نے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ابراہیم بن طہمان نے، یحییٰ بن سعید سے انہوں نے اس کو حدیث بیان کی ہے کہ حضرت انس بن مالک ان کے پاس آئے تھے قباء میں اور انہوں نے اہل قباء سے اس کنویں کے بارے میں پوچھا تھا جو کہ وہاں پر تھا کہتے ہیں کہ میں نے ان کو اس کی نشاندہی کی انہوں نے فرمایا کہ واقعی وہ یہیں تھا بیشک ایک آدمی پانی لاد کر لے جاتا تھا اپنے گدھے پر وہ ڈول کھینچتا تھا ہم اس کو اس لئے نکالتے تھے۔

لہٰذا رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے تھے آپ نے حکم دیا ان کے لئے ڈول بھرا گیا یا تو انہوں نے اس میں سے وضو کیا یا اس میں اپنا لعاب دھن ملا دیا پھر آپ ﷺ نے حکم دیا وہ دوبارہ اسی کنویں کے اندر ڈال دیا گیا تھا۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد سے اس سے پانی کھینچا نہیں جاتا تھا میں نے ہمیشہ دیکھا کہ وہ بہتا رہتا تھا اس کے بعد اس پر تشریف لائے وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا پھر نماز پڑھی۔ (البدایۃ والنہایۃ ۱۰۱/۶)

مصنف کہتے ہیں:

میں کہتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ کے لئے اس قسم وجنس میں آثار ظاہر ہیں حدیبیہ میں۔ تبوک میں اور ان دونوں کے ماسوا میں جن کا ذکر گزر چکا ہے اپنے اپنے مقام پر بحمد اللہ تعالیٰ۔

☆☆☆

باب ۵۰

اس بکری کا تذکرہ جو ظاہر ہوئی

اس کا دودھ نکالا گیا اس نے سیر کیا پھر وہ چلی گئی پھر نہ پائی گئی

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے بغداد میں، ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو محمد بن فرج ازرق نے، ان کو حدیث بیان کی عصمہ بن سلیمان خزاز نے، ان کو خلف بن خلیفہ نے، ابوہاشم رمانی سے، اس نے نافع سے ان کو رسول اللہ ﷺ کی صحبت حاصل تھی وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ سفر میں رسول اللہ ﷺ کیساتھ تھے۔ ہم لوگ چار سو آدمی تھے ہم ایک ایسے مقام پر اُترے جہاں پانی نہیں تھا یہ بات اصحاب رسول پر مشکل گذری۔ سب نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ بہتر جانتے ہیں

کہتے ہیں کہ کہیں سے ایک بکری آئی اس کے دو سینگ تھے آکر وہ رسول اللہ ﷺ کے آگے کھڑی ہوگئی حضور اکرم ﷺ نے اس کا دودھ دوہا اور پیا حتی کہ خوب سیر ہوگئے اور آپ نے اپنے اصحاب کو پلایا وہ بھی خوب سیر ہوگئے اس کے بعد فرمایا کہ اے نافع! آج رات تم اس کے مالک بن جاؤ مگر میں تمہیں نہیں دیکھتا کہ تم مالک بن سکو گے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے اس کو پکڑ لیا میں نے اس کے لئے کھونٹی گاڑی۔ میں نے رات کا کچھ حصہ نماز میں قیام کیا مگر مجھے وہ بکری نظر نہ آئی۔ میں نے جب آگے بڑھ کر دیکھا تو اس کی وہ رسی پڑی ہوئی تھی جس کے ساتھ اس کو باندھا تھا لہٰذا میں حضور اکرم ﷺ کے پاس آیا اور آکر ان کو اطلاع دی اس سے قبل کہ وہ مجھ سے پوچھتے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے نافع وہ ہی ذات اس کو لے گئی جو لے آئی تھی۔ (تاریخ ابن کثیر ۱۰۳/۶)

اور کتاب محمد بن سعید میں ہے کہ ہمیں خبر دی خلف بن ولید ابوالولید ازدی نے، ان کو خلف بن خلیفہ نے، ابان بن بشیر سے، اس نے اہل بصرہ کے ایک شیخ سے اس نے نافع سے اس نے اسی روایت کو ذکر کیا۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوسعد مالینی نے، ان کو ابواحمد بن عدی نے، ان کو عباس بن محمد بن عباس نے۔ ان کو احمد بن سعید بن ابومریم نے، ان کو ابوحفص ریاحی نے، ان کو عامر بن ابوعامر خزاز نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو حسن بن سعد نے، یعنی مولیٰ ابوبکر نے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ میرے پاس کوئی بکری پکڑ کر لے آؤ اس وقت اس مقام پر کوئی بکری وغیرہ کا نام نشان بھی نہیں تھا مگر میں ان کے پاس ایک دودھیل بکری لے آیا۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے خود ہی اس کو دوہا۔ یا پھر کہ میں نے اسے دوہا۔ اور اس کو اسی کے ساتھ باندھ دیا اور میں نے اس کے بارے میں حفاظت کرنے کا بھی کہہ دیا۔ کہتے ہیں کہ پھر ہم کوچ کرنے میں مصروف ہوگئے لہٰذا میں نے دیکھا کہ بکری غائب ہے میں نے کہا یارسول اللہ! بکری موجود نہیں ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس کا بھی کوئی مالک ہے۔ (البدایة والنہایة ۱۰۳/۶)

(۳) ہمیں خبر دی استاذ ابوبکر محمد بن حسن بن فورک رحمۃ اللہ نے، ان کو عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد طیالسی نے، ان کو زہیر نے، ان کو ابواسحٰق نے، خباب کی بیٹی سے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک بکری لے کر آئی تھی حضور اکرم ﷺ نے اس کو رسی کے ساتھ باندھ دیا اور اس کا دودھ نکالا اور فرمایا کہ تمہارے پاس جو سب سے بڑا برتن ہو لے کر آؤ لہٰذا ہم اس کے پاس آٹا گوندھنے والا بڑا ٹب لے کر آئے حضور اکرم ﷺ نے اس میں اس کا دودھ نکالا حتی کہ اس کو بھر دیا پھر فرمایا پیو تم بھی اور تمہارے پڑوسی بھی۔ (تاریخ ابن کثیر ۱۰۲/۶)

☆☆☆

باب ۵۱

حضور اکرم ﷺ کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بارش طلب کرنا

اور اللہ تعالیٰ کا اس کو قبول کرنا اس کے بعد حضور اکرم ﷺ کا بادل ہٹانے کی دعا کرنا جب لوگوں نے بارش کی زیادتی کی ان کے سامنے شکایت کی تھی اور اللہ تعالیٰ کا اس دعا کو بھی قبول کرنا

اس بارے میں جو آثار نبوت ظاہر ہوئے

(۱) ہمیں خبر دی عبداللہ حافظ اور ابوعبداللہ اسحق بن محمد بن یوسف سوسی نے، ان دونوں کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن ولید بن مزید نے، ان کو خبر دی میرے والد نے، ان کو اوزاعی نے، ان کو اسحق بن عبداللہ بن ابوطلحہ نے، ان کو انس بن مالک ؓ نے وہ کہتے ہیں کہ عہد رسول میں لوگوں کو خشک سالی سے واسطہ پڑا یا قحط سالی سے۔ ایک دن حضور اکرم ﷺ ممبر پر خطبہ ارشاد فرمارہے تھے حضور کے پاس ایک دیہاتی آیا عرض کیا یا رسول اللہ! مال مویشی ہلاک ہوگئے سب بال بچے بھوکے مررہے ہیں آپ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں رسول اللہ! نے دست دعا بلند کردیئے ہم آسمان پر بادل کا ٹکڑا بھی نہیں دیکھ رہے تھے۔

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے ابھی تک حضور اکرم ﷺ نے اپنے دعا والے ہاتھ نیچے نہیں کئے تھے کہ اچانک بادل اُٹھے پہاڑوں کی مثل پھر ابھی تک ممبر سے نہیں اُترے تھے حتی کہ میں نے دیکھا کہ بارش آپ کی داڑھی کے اوپر سے گررہی ہے اس دن ہمارے لئے بارش ہوئی اگلی صبح ہوگئی اور اس سے اگلے دن بارش حتی کہ اگلا جمعہ آگیا پھر وہی اعرابی کھڑا ہوا اور بولا یا کوئی آدمی کہنے لگا یا رسول اللہ! گھر گرنے لگے ہیں بال بچے بھوکے ہوگئے ہیں ہمارے لئے دعا کریں پھر رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ اُٹھائے اور کہا اللھم حوالینا ولا علینا۔ اے اللہ! ہمارے اردگرد پہاڑوں پر یا دور برسا دو ہمارے اوپر نہ برساؤ۔

آپ جس کونے کی طرف انگلی کا اشارہ کرتے جاتے تھے اسی طرف سے بادل ہٹ جاتا حتی کہ مدینہ تاج کی مثل ہوگیا اور وادی بہنے لگی وادی قناۃ مہینہ بھر بہتی رہی جس کونے سے کوئی آیا اسی نے ہی بتایا کہ بہت بارش ہوئی ہے۔

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے اور مسلم نے صحیح میں کئی طرق سے اوزاعی سے۔

(بخاری۔ کتاب الاستقاء۔ فتح الباری ۵۱۹/۲۔ مسلم۔ کتاب صلوۃ الاستقاء۔ حدیث ۹ ص ۶۱۴/۲)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد روذباری نے ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن بکر بن داسہ نے، ان کو ابوداود نے، ان کو مسدد نے، ان کو حماد بن زید نے، ان کو عبدالعزیز بن صہیب نے، انس بن مالک سے اور یونس بن عبید سے، اس نے ثابت سے اس نے انس ؓ سے تحقیق اہل مدینہ کو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں قحط آن پہنچا آپ ﷺ جمعہ کے دن وعظ فرمارہے تھے اچانک ایک آدمی اُٹھ کھڑا ہوا اس نے کہا یا رسول اللہ! مویشی اور بکریاں ہلاک ہوگئے ہیں آپ اللہ سے دعا فرمائیں اللہ کوئی رحمت کی بارش دے۔

حضور اکرم ﷺ نے دعا کے لئے ہاتھ دراز کر لئے انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس وقت آسمان سے شیشے کی مثل بالکل صاف تھا چنانچہ تیز ہوا اُٹھی پھر وہ بادلوں کو اُٹھا لائی پھر وہ جمع ہو گئے اس کے بعد بارش ہوتی رہی آئندہ جمعہ تک چنانچہ وہی یا کوئی اور آدمی کھڑا ہوا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ! گھر گر گئے ہیں اللہ سے دعا کریں کہ اس کو روک دے حضور اکرم ﷺ مسکرا دیئے پھر دعا کی اے اللہ! ہمارے اردگرد ایسا ہی کر اور پر نہ برسا میں نے بادل کی طرف دیکھا کہ وہ پھٹ رہا ہے مدینے کے اردگرد گویا کہ وہ تاج ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے مسدد سے۔ (فتح الباری ۲/ ۵۰۸)

(۳)　ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحق نے، ان کو خبر دی ابوجعفر محمد بن علی بن دحیم شیبانی نے کوفے میں، ان کو جعفر بن عنبسہ نے، ان کو عبادہ بن زیاد ازدی نے، سعید بن خیثم ھلالی سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوبکر احمد بن حارث فقیہ اصفہانی نے ان کو خبر دی ابومحمد بن حیان نے، ان کو ابوشیخ اصفہانی نے، ان کو عبدالرحمٰن بن حسن نے، ان کو احمد بن رشید بن خیثم ہلالی نے، ان کو ابومعمر سعید بن خیثم عمی نے، مسلم ہلائی سے اس نے، انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ ایک اعرابی آیا نبی کریم ﷺ کے پاس اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم آپ کے پاس آئے ہیں کہ نہ کوئی اونٹ چل سکتا ہے اور نہ ہی کوئی بچہ رو سکتا ہے۔ اس نے اس وقت شعر پڑھے۔

اتيناك والعذراء يدمى لبانُها	وقد شغلت ام الصبى عن الطفل
والقى بكفيه الصبى استكانة	من الجوع ضعفا مايمرّ ولا يُخلى
ولا شئ ممّا ياكل الناس عندنا	سوى الحنظل العامى و العلهز الفسلَ
وليس لنا الا اليك فرارنا	واين فرارالناس الاالى الرسل

لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اپنی چادر کھینچتے ہوئے اُٹھے حتی کہ ممبر پر چڑھے پھر آپ نے دونوں اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھا لئے اور دعا کی اے اللہ! ہمیں بارش کا پانی پلایئے کثیر پانی سیراب کرنے والی بارش، سبزہ اُگانے والی بارش، میٹھا پانی مسلسل بارش، جلدی والی بارش نہ کہ دیر کرنے والی، نافع نہ کہ نقصان دینے والی جس کے ساتھ جانوروں کے دودھ بھر جائیں اور جس کے ساتھ کھیت اُگ جائیں جس کے ساتھ زمین زندہ ہو جائے اپنی موت (اور خشک سالی کے بعد) اسی طرح مردے بھی زمین سے باہر آئیں گے۔

اللہ کی قسم ابھی تک حضور اکرم ﷺ نے اپنے ہاتھ واپس اپنے سینے کی طرف نہیں لوٹائے تھے کہ آسمان نے اپنے دھانے کھول دیئے لہٰذا اہل دیہات التجا کرتے ہوئے آئے یارسول اللہ! غرق ہو گئے ڈوب گئے بچاؤ بچاؤ لہٰذا حضور اکرم ﷺ نے آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھائے اور کہا کہ ہمارے اردگرد برسا ہمارے اوپر نہ برسا لہٰذا بادل مدینے سے چھٹ گئے حتی کہ ایسا لگا جب تاج ہے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے حتی کہ آپ کی پچھلی داڑھیں ظاہر ہو گئیں پھر فرمایا ابوطالب کے لئے نیکی ہے اگر وہ زندہ ہوتا تو اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔ کون سنائے گا ہمیں اس کا قول؟ لہٰذا علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے بولے یارسول اللہ! شاید آپ یہ اشعار چاہتے ہیں۔ شعر

وابيض يستسقى الغمام بوجهه	ثمال اليتامىٰ عصمة للا رامل
يلو ذبه الهُلّال من ال هاشم	فهم عنده فى نعمة وفواضل
كذبتم وبيت الله يبزى محمدا	ولما نقاتل دونه ونناضل
ونسلمه حتى نصرع حوله	ونذهل عن ابنائنا والحلائل

کہتے ہیں کہ بنو کنانہ کا ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے یوں کہا۔

لك الحمد والحمد ممن شكر	سُقينا بوجه النبى المطر
دعا الله خالقه دعوة	اليه واشخص منه البصر

فلم یك الا كالقاء الرداء — او اسرع حتی رأینا الدرر
رفاق العوالی جم البعاق — اغاث به الله علینا مضر
و کان کما قال عمه — ابو طالب ابیض ذو غرر
به الله یسقی الغمام — و هذا العیان لذاك الخبر
و من یشکر الله یلقی المزید — و من یکفر الله یلقی الغیر

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر شاعر بھی اچھی بات کرتا ہے تو تم نے اچھی بات کہی ہے۔ (تاریخ ابن کثیر ۶/۹۰-۹۱)

(۳) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابواحمد محمد بن احمد بن شعیب عدل نے، ان کو ابوعمرو محمد بن عبدالرحمٰن بن صالح تمار نے بصرہ میں، ان کو احمد بن رشید بن خثیم کوفی ہلالی خزاز نے، ان کو ان کے چچا سعید بن خثیم نے، مسلم ملائی سے، اس نے انس بن مالک سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے اچانک ان کے پاس ایک اعرابی آیا اور کہا کہ ہم آپ کے پاس آئے ہیں۔ اس نے اسی روایت کو ذکر کیا ہے اس نے اس میں یہ اضافہ کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اللہ کی حمد و ثناء کی اس کے بعد انہوں نے آسمان کی طرف دونوں اپنے ہاتھ اُٹھا دیئے۔ اور راوی نے دعا کے اندر جلدی کا لفظ بھی اضافہ کیا ہے۔

(۴) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعلی حسین بن علی بن یزید حافظ نے، ان کو محمد بن اسحٰق ثقفی نے، ان کو ابوبکر بن ابونضر نے، ان کو ابوالنضر نے، ان کو ابوعقیل ثقفی عبداللہ بن عقیل نے، ان کو عمر بن حمزہ بن عبداللہ بن عمر نے، ان کو سالم نے، اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ میں بسا اوقات شاعر کا قول ذکر کرتا اور میں رسول اللہ ﷺ کے چہرے کی طرف دیکھتا۔ ممبر پر وہ بارش مانگ رہے تھے آپ اُترے نہیں تھے کہ ہر پرنالہ زور زور سے بہنے لگا لہٰذا میں یہ شعر مکرر کہتا۔

وابیض یستسقی الغمام بوجهه — ربیع الیتامی عصمة للارامل

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے جیسے ہی بس کہتے ہیں کہ کہا عمر بن حمزہ نے، ہمیں حدیث بیان کی سالم نے، اپنے والد سے۔
(فتح الباری ۲/۴۹۴)

(۵) ہمیں خبر دی ابوبکر بن حارث اصفہانی نے، ان کو ابومحمد بن حیان نے، ان کو عبداللہ بن مصعب نے، ان کو عبدالجبار نے، ان کو مروان بن معاویہ نے، ان کو محمد بن ابوذئب مدنی نے، عبداللہ بن محمد بن عمر بن حاطب جمحی نے، ابووجزہ یزید بن عبید سلمی نے، وہ کہتے ہیں جب رسول اللہ غزوۂ تبوک سے واپس لوٹے تو ان کے پاس بنوفزارہ کا ایک وفد آیا یہ دس سے زیادہ آدمی تھے ان میں خارجہ بن حصن اور حر بن قیس تھے یہ ان سب میں چھوٹے تھے یہ عیینہ بن حصن کے بھتیجے تھے یہ لوگ آکر دار رملہ بنت حارث انصاری میں اُترے تھے۔ وہ دبلے اونٹوں پر قحط زدہ حالت میں آئے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اسلام کے قریب آنے والے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا ان کے شہروں کے بارے میں بو... ...ے شہر قحط زدہ ہوگئے ہیں۔ ہمارے اطراف خشک ہوگئے ہیں ہمارے عیال اور بال بچے چڑ چڑے ہوگئے ہیں ہمارے مویشی ہلاک ہو... ...عا کریں کہ وہ ہمارے لئے بارش عطا کردے۔ اور آپ ہمارے لئے سفارش کریں اپنے رب کی طرف اور تیرا رب تیری طرف ...

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ پاک ہے تیری ہلاکت ہو۔ میں سفارش کروں گا اپنے رب کی بارگاہ میں۔ وہ کون ہو سکتا ہے؟ جس کی طرف ہم سب کا رب سفارش کرے۔ کوئی نہیں سوائے اللہ کے جو عظیم ہے۔ جس کی کرسی ارض سماء سے فراخ ہے وہ چلکار کر رہی ہے اس کی عظمت سے اور اس کے جلال سے جیسے نیا کجاوہ آواز کرتا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ البتہ ہنستا ہے تمہاری پراگندگی اور غبار آلودگی سے اور

تمہارے ایذا سے اور تمہارے لئے بارش کے قریب آ جانے سے۔ (یعنی بارش تمہارے لئے ہونے والی ہے) اعرابی نے کہا کیا ہمارا رب ہنستا ہے یارسول اللہ! فرمایا کہ جی ہاں اعرابی نے کہا یارسول اللہ! جو رب خیر پر ہنستا ہے ہم لوگ اس سے غافل رہ کر ہرگز مفلس نہیں رہ سکتے (یعنی ایسے رب سے تعلق قائم کررہے ہیں) حضور اکرم ﷺ اعرابی کی بات سن کر ہنس دیئے۔ پھر آپ اُٹھے ممبر پر چڑھے اور کچھ کلمات ارشاد فرمائے اور دعا کے لئے ہاتھ بلند کر دیئے۔ و کان رسول اللّٰه لایرفع یدیه فی شیء من الدعآء الا فی الاستسقاء۔ آپ ﷺ کسی دعا میں یوں ہاتھ نہیں اُٹھایا کرتے تھے مگر صرف بارش کی طلب کی دعا میں۔ آپ ﷺ نے اس قدر ہاتھ بلند کئے کہ ان کی بغلوں کی سفیدی دیکھی جانے لگی اور اس وقت جو آپ کی دعا میں سے یاد اور محفوظ کی گئی وہ یہ تھی۔

اے اللہ! اپنے شہر کو اور اپنے جانداروں کو بارش کا پانی پلا۔ اور اپنی رحمت کو پھیلا اور اپنے مردہ اور ویران شدہ شہر کو زندگی اور آبادی عطا فرما اے اللہ! ہمیں سبزہ اُگانے والی بارش عطا فرما سینچنے والی خوشگوار بارش ہو۔ چراگاہیں آباد کرنے والی بارش ہو موسلا دھار بارش ہو۔ فراخ اور وسیع بارش ہو جلدی آنے والی بارش ہو دیر سے نہ آنے والی ہو نفع دینے والی ہو نقصان نہ پہنچانے والی ہو۔ اے اللہ رحمت والی بارش برسا عذاب والی بارش نہ برسا۔ گھروں کو ڈھا دینے والی بارش نہ ہو غرق کر دینے والی بارش نہ ہو۔ مٹا دینے والی نہ ہو اے اللہ ہمیں بارش عطا فرما اور دشمن کے خلاف ہماری مدد فرما۔

لہٰذا ابولبابہ اُٹھ کھڑے ہوئے یعنی ابولبابہ بن عبدالمنذر۔ عرض کیا یارسول اللہ! بیشک کھجوریں ابھی تک کھلیان میں پڑی ہیں (یعنی کھلی زمین کے اُوپر پڑی ہوئی ہیں)۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے دعا کی اے اللہ! ہمیں بارش عطا فرما پھر ابولبابہ نے تین بار کہا کہ کھجوریں کھلیان پر پڑی ہیں۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ ہمیں بارش عطا فرما۔ ابولبابہ بحالت عریاں کھڑے ہوئے وہ اپنے مرید کا یعنی کھلیان اور کھجور رکھنے کی جگہ کا راستہ روکنے اور کھجوروں کا تحفظ کرنے لگے اپنے تہہ بند کے ساتھ۔ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم آسمان پر بادل کا چھوٹا سا ٹکڑا ابھی موجود نہیں تھا اور نہ ہی مسجد اور سلع پہاڑی کے درمیان کوئی عمارت تھی نہ کوئی گھر تھا (کہ کوئی آڑ ہوتی کہ کچھ نظر نہ آتا بلکہ سب کچھ نظر آرہا تھا) بس ہم نے دیکھا کہ سلع کے پیچھے سے بادل نمودار ہوا ڈھال کی مثل جب وہ آسمان کی بیچ میں آیا تو وہ پھیل گیا اور وہ لوگ (یہ منظر اپنی آنکھوں سے) دیکھ رہے تھے۔ اس کے بعد بارش برسی اللہ کی قسم انہوں نے چھ دن تک سورج نہیں دیکھا۔

اور ابولبابہ اُٹھ کھڑے ہوئے عریاں حالت میں وہ اپنے تہہ بند کے ساتھ اپنے کھلیان کے بہاؤ کو بند کرنے لگے تاکہ وہاں سے کھجوریں بہہ کر نکل نہ جائیں۔ لہٰذا اس آدمی نے کہا یارسول اللہ! یعنی جس نے سوال کیا تھا دعا کے لئے کہ بارش طلب کریں ان کے لئے۔ اس نے کہا مال تباہ ہو گئے ہیں راستے منقطع ہو گئے ہیں۔ پھر حضور اکرم ﷺ ممبر پر چڑھے اور دعا فرمائی ہاتھ اُٹھا کر اس قدر دراز کئے کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی اس طرح دعا کی اے اللہ! ہمارے اردگرد برسا ہمارے اُوپر نہ برسا۔ ٹیلوں اور پہاڑوں پر برسا نشیبوں اور وادیوں میں برسا جنگل جھاڑیوں میں درختوں کے اُگنے کی جگہوں پر برسا۔ بند بادل صاف ہو گیا مدینے سے جیسے کپڑا دھل کر صاف ہو جاتا ہے۔

(البدایۃ والنہایۃ ۶/۹۱-۹۲)

(۶) ہمیں خبر دی ابوبکر بن حسین بن علی بن مؤمل نے، ان کو ابواحمد محمد بن محمد حافظ نے، ان کو عبدالرحمٰن بن ابوحاتم نے، ان کو محمد بن حماد طہرانی نے، ان کو سہل بن عبدالرحمٰن المعروف سندھی بن عبداللہ نے عبداللہ بن ابواویس سے، اس نے عبدالرحمٰن بن حرملہ سے اس نے سعید بن مسیب سے، اس نے ابوامامہ بن عبدالمنذر انصاری سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے دن بارش طلب کی تھی اور دعا اس طرح کی اے اللہ! ہمیں بارش عطا کر دے ہمیں بارش عطا فرما۔ ابولبابہ کھڑے ہوئے عرض کیا یارسول اللہ! کھجوریں کھلی جگہوں پر پڑی ہیں حالانکہ آسمان پر کوئی بادل ہم نہیں دیکھ رہے تھے۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے دعا کی اے اللہ ہمیں بارش عطا کر۔

پھر ابولبابہ کھڑے ہوئے عرض کیا یارسول اللہ! کھجور کھلیان میں پڑی ہیں۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے کہا اے اللہ! ہمیں بارش عطا فرما۔ لہٰذا ابولبابہ اُٹھ کر اپنے تہہ بند سے بہاؤ کا راستہ روکنے لگے۔ آسمان نے بارش کے لئے دھانے کھولے اور بارش ہونے لگی۔ رسول اللہ ﷺ نے

ہمیں جمعہ کی نماز پڑھائی اس کے بعد انصار ابولبابہ کے پاس سے گذرے اس کو کہہ رہے تھے اے ابولبابہ اللہ کی قسم بیشک آسمان ہرگز صاف نہیں ہوگا جب تک تم عریاں حالت میں کھڑے نہیں ہوگے اور اپنے کھلیاں کا راستہ اپنے تہہ بند سے نہیں بند کر دوگے جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ کہتے ہیں کہ ابولبابہ کھڑے ہو گئے عریاں حالت میں انہوں نے اپنے تہہ بند سے کھلیان کے بہاؤ کا راستہ روکا کہ آسمان کھل گیا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۶/۹۲)

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اس کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحق صغانی نے، ان کو خبر دی سعید بن ابومریم نے، ان کو یحییٰ بن ایوب نے، ان کو ابن زحر نے، علی بن یزید سے اس نے قاسم سے، اس نے ابوامامہ باہلی سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عیدالاضحیٰ کے دن مسجد میں کھڑے ہوئے آپ نے تین بار اللہ اکبر کہا پھر دعا کی اے اللہ ہمیں بارش عطا کریں یہ بھی تین بار کہا۔ اے اللہ گھی اور دودھ اور چربی اور گوشت ہمیں کھلا پلا (بارش کے نتیجے میں) ہمیں آسمان پر کوئی بادل نظر نہیں آرہا تھا بس ہوا چلی اور اس کا غبار اٹھا پھر بادل جمع ہوگیا۔ اور آسمان چھپ گیا اہل بازار شور مچانے لگے (سامان سنبھالو بچو بارش آگئی) رسول اللہ ﷺ ہٹے۔ میں بس لوٹا اور میں حضور کی رفتار کے ساتھ چل رہا تھا اور وہ فرما رہے تھے۔ یہی اپنے رب کے ساتھ جدید عہد تھا تمہارے لئے۔

(۸) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر احمد بن سلیمان فقیہ نے، ان کو حسن بن مکرم نے، ان کو شبابہ نے، ان کو شعبہ نے، عمرو بن مرہ سے اس نے سالم بن ابوالجعد بن سبط سے، اس نے کعب بن مرہ سے کہا یا مرہ بن کعب بہری اس نے ہمیں حدیث بیان کی ایک حدیث جس کو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی شعبہ کہتے ہیں کہ حبیب بن ثابت نے، اس میں یہ اضافہ کیا ہے اسی اسناد کے ساتھ کہ ابوسفیان نے، نبی کریم ﷺ سے کہا تھا میں ایسی قوم کی طرف سے تیرے پاس آیا ہوں (جن کے اونٹوں کا کمزوری اور خشک سالی سے یہ حال ہے) کہ ان کو نکیل نہیں ڈالی جا رہی۔ ان کے لئے کوئی چرواہا زاد سفر نہیں بنا سکتا اس کے بعد راوی حدیث عمرو کی طرف لوٹتے ہیں) کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا دعا میں اے اللہ! ہمیں بارش عطا فرما سبزہ اُگانے والے کثیر پانی والی موسلا دھار چراگاہ میں آباد کرنے والی فائدہ دینے والی نقصان نہ دینے والی جلدی آنے والی دیر نہ کرنے والی۔ شعبہ نے کہا کہ حبیب بن ثابت نے یہ اضافہ کیا ہے فرمایا کہ بارش نہ ٹھہری مگر جمعہ کے وقت حتیٰ کہ ہمیں بارش مل گئی۔

باب ۵۲

امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ ﷺ کے چچا کے ذریعہ بارش طلب کرنا اور اللہ کا ان کی دعا کو قبول کرنا بارش کے لئے

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو خبر دی ابوسعید بن اعرابی نے، ان کو حسن بن محمد بن صباح نے، زعفرانی نے، ان کو ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو محمد بن عبداللہ انصاری نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ان کے چچا ثمامہ نے، انس رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے ہیں کہ اہل عرب جب قحط و خشک سالی میں مبتلا ہوتے تھے تو بارش مانگتے تھے اور اپنے ساتھ دعا کے وقت حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو لے جاتے تھے اور یوں دعا کرتے۔

اللّٰهم انا كنا اذا قحطنا نتوسل اليك بنبينا و انا نتوسل اليك اليوم بعم نبينا فا سقنا

اے اللہ! ہم لوگ جب قحط میں مبتلا ہوتے تھے (اور تیرے نبی کریم ﷺ موجود اور سلامت ہوتے تھے) تو ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی کو توسل پیش کرتے تھے (یعنی تیری بارگاہ میں قریب ہونے کا سبب اور وسیلہ بناتے تھے اور اب جب کہ وہ ہمارے درمیان نہیں رہے) تیری بارگاہ میں وسیلہ لاتے ہیں اپنے نبی کے چچا کو، کہتے ہیں پھر وہ بارش عطا کیے جاتے ۔

فرماتے ہیں کہ بارش برسنا شروع ہوگئی۔

اور زعفرانی کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر بن خطاب ﷺ اس وقت جب لوگ قحط میں واقع ہو جاتے تھے تو حضرت عباس بن عبدالمطلب کے ساتھ بارش کی دعا مانگتے تھے اور یوں کہتے اے اللہ! بیشک ہم لوگ تیری طرف وسیلہ (تیری بارگاہ میں نزدیک ہونے کا سبب وذریعہ بناتے) تھے ہمارے پیارے نبی ﷺ کو اور تو ہمیں بارش عطا کیا کرتا تھا (اور اب) ہم وسیلہ کرتے ہیں تیری طرف آج ہمارے نبی کے چچا کو لہٰذا ہمیں بارش عطا فرما! لہٰذا بارش عطا کی جاتی ان کو میرے شیخ کی کتاب سے یہ جملہ ساتھ ہوگیا (ابومحمد) اس نے ذکر کیا ہے۔

دور تحقیق اس کو روایت کیا ہے بخاری صحیح میں زعفرانی سے بطور موصول روایت کے۔

(بخاری۔ کتاب الاستسقاء۔ حدیث ۱۰۱۰۔ فتح الباری ۴۹۴/۲)

باب ۵۳

خادم رسول اللہ ﷺ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا اپنی زمین کی سیرابی کے لئے بارش کی دعا کرنا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمن سلمی نے، ان کو ابواحمد حافظ نے، اس کو محمد بن ابراہیم بن شعیب فزاری نے، ان کو ابن ابوشوارب نے، ان کو جعفر بن سلیمان نے، ثابت بنانی سے وہ کہتے ہیں کہ حضرت انس ﷺ کی زمین پر کام کرنے والا اور ان کی دیکھ بھال کرنے والا شخص ان کے پاس آیا اور کہنے لگا اے ابوحمزہ آپ کی زمین پیاسی پڑی ہے پھر وہ میدان کی طرف نکلے انہوں نے نماز پڑھی جس قدر اللہ نے ان کے لئے مقدر فرمائی تھی اور دعا بھی کی تھی لہٰذا بادل اُمنڈ آئے تھے اور ان کی زمین کو چھپالیا تھا اور خوب برسے تھے۔

حتی کہ ان کا قطعہ اراضی پانی سے بھر گیا تھا یہ گرمی کا موسم تھا اس نے بعض اہل خانہ کو بھیجا اور کہا کہ دیکھ کر آؤ بارش آ پہنچی؟ معلوم ہوا کہ ان کی زمین تک ہی محدود رہی ہے اس سے آگے نہیں بڑھی۔ (گویا کہ صرف ان کی ہی زمین کو سیراب کرنے کے لئے بارش آئی تھی)۔

(ابن عساکر ۸۵/۳)

☆☆☆

باب ۵۴

نبی کریم ﷺ کا ورثہ کی کھجور کے لئے دعا کرنا

یہ عبداللہ بن عمرو بن حزم کا ورثہ تھا حتی کہ اللہ نے ان کا قرض ادا کردیا مگر ان میں کوئی کمی نہ واقع ہوئی

اس بارے میں آثار نبوت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان دونوں کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو جعفر بن محمد بن شاکر صائغ نے، ان کو محمد بن سابق نے ان کو شیبان نے فراس سے، وہ کہتے ہیں کہ شعبی نے کہا ہے مجھے حدیث بیان کی ہے جابر بن عبداللہ نے، یہ کہ ان کے والد اُحد والے دن شہید کردیئے گئے تھے۔ اور وہ چھ بیٹیاں چھوڑ گئے تھے اور کثیر قرض چھوڑ گئے تھے جب کھجوریں پکنے کا وقت آیا تو وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! آپ کو معلوم ہے کہ میرے والد اُحد والے دن شہید کردیئے گئے تھے اور وہ اپنا ان پر کثیر قرضہ چھوڑ کر مرے ہیں میں یہ پسند کرتا ہوں کہ قرض خواہ آپ کا لحاظ کریں گے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم جاؤ اور کھجور ایک طرف اکٹھی کردو میں نے ایسا ہی کیا اس کے بدلے میں حضور اکرم ﷺ کو بلایا قرض خواہوں نے جب حضور اکرم ﷺ کو دیکھا اسی وقت سب نے مجھے گھیر لیا حضور اکرم ﷺ نے جب ان کو یہ کرتے دیکھا تو آپ نے ان میں سے بڑی ڈھیری کے اردگرد تین بار چکر لگایا اس کے بعد اس کے اوپر بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا کہ اپنے قرض خواہوں کو بلاؤ (وہ آگئے تو) آپ نے مسلسل ان کو بھر بھر کر دینا شروع کیا حتی کہ اللہ نے میرے والد کی امانت (قرضہ) ادا کردیا اور میں اللہ کی قسم خوش تھا اس پر کہ اللہ نے میرے والد کا قرض ادا کردیا خواہ میں اپنے بھائیوں کے پاس ایک کھجور کا دانہ بھی نہ لے جاؤں۔ اللہ کی قسم ساری ڈھیریاں باقی رہ گئیں تھیں حتی کہ میں اس ڈھیری کو دیکھے جارہا تھا جس پر حضور اکرم ﷺ بیٹھے تھے ایسے لگ رہا تھا جیسے کہ اس میں سے ایک کھجور بھی کم نہ ہوئی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں۔ (کتاب الوصایا۔ فتح الباری ۵/۴۱۳)

محمد بن سابق سے یا فضل بن یعقوب سے اس نے محمد بن سابق سے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوطاہر فقیہ اور ابوزکریا بن اسحٰق اور ابوسعید بن ابوعمرو نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نے، ان کو خبر دی انس بن عیاض نے، ان کو ہشام بن عروہ نے، ان کو وہب بن کیسان نے، جابر بن عبداللہ سے اس نے ان کو خبر دی ہے کہ ان کے والد وفات پاگئے تھے اور اپنے اوپر تیس وسق ایک یہودی کا قرض چھوڑ گئے تھے۔ جابر نے اس سے مہلت مانگی مگر اس نے مہلت نہ دی بلکہ مہلت دینے سے انکار کردیا لہٰذا جابر نے رسول اللہ ﷺ سے بات کی تاکہ اس کے آگے آپ سفارش کریں۔

حضور اکرم ﷺ اس کے پاس تشریف لائے اور یہودی سے بات کی تاکہ وہ جابر کی کھجوروں کا پھل اپنے قرضے کے بدلے میں لے لے جو کچھ بھی ہے مگر اس نے انکار کردیا۔ حضور اکرم ﷺ تشریف لائے اس میں چلے (یعنی کھجوروں کے باغ میں)۔ پھر فرمایا اے جابر مزید پھل توڑ کر اس کو پوری کھجور دے دے جس قدر اس کا حساب بنتا ہے حضور اکرم ﷺ کے جانے کے بعد اس نے اس کو پورے تیس وسق دے دیں

اور اس کے لئے مزید سترہ وسق کھجور بچ گئیں۔ جابر حضور اکرم ﷺ کے پاس اس بات کی خبر دینے کے لئے آیا۔ مگر اس نے حضور اکرم ﷺ کو عصر کی نماز میں مصروف پایا۔ حضور جب نماز سے ہٹے تو جابر نے آ کر ان کو خبر دی کہ اس نے پورا قرض اُتار دیا ہے۔ اور جس قدر بچ گیا تھا اس کا بھی بتایا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا عمر بن خطاب کو جا کر یہ بتادو لہٰذا جابر گئے حضرت عمر ؓ کے پاس جا کر ان کو خبر دی حضرت عمر ؓ نے فرمایا البتہ میں تحقیق جانتا ہوں جس حیثیت سے اس میں رسول اللہ ﷺ چلے تھے البتہ ضرور اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈال دیں گے۔

(بخاری۔ کتاب الاستقراض۔ فتح الباری ۶۰/۵)

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابراہیم بن منذر سے، اس نے انس بن عیاض سے، یہ روایت پہلی روایت کے مخالف نہیں ہے۔ پہلی روایت تمام قرض خواہوں کے بارے میں ہے جو موجود تھے اس وقت جب نبی کریم ﷺ تشریف لائے تھے۔ اور ان کو ان کے قرضے پورے پورے دے دیئے تھے۔ اور یہ روایت اس یہودی قرض خواہ کے بارے میں ہے جو ان کے بعد آیا تھا اس کے پاس اور اس نے آ کر اپنے قرض کا تقاضا کیا تھا۔

لہٰذا نبی کریم ﷺ نے حکم فرمایا تھا ان کھجوروں کے توڑنے اور چُننے کا جو کھجور کے درختوں پر تا حال باقی تھیں اور اس کا حق پورا پورا دینے کا حکم دیا تھا۔ واللہ اعلم

باب ۵۵

۱۔ جابر بن عبداللہ ؓ کا تھکا ہوا اُونٹ نبی کریم ﷺ کی دعا کی برکت سے سارے قافلے سے آگے بڑھ گیا۔

۲۔ نیز حضور اکرم ﷺ کے سوار ہونے سے ابوطلحہ کے گھوڑے میں برکت ظاہر ہونا۔

۳۔ اور جُعَیل اشجعی کے جانور میں برکت ظاہر ہونا۔

۴۔ اور ایک نوجوان کی اُونٹنی میں برکت ظاہر ہونا یہ سب آثار نبوت ہیں۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابومنصور محمد بن قاسم عتکی نے، ان کو خبر دی احمد بن نصر نے، ان کو ابونعیم نے، ان کو زکریا نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا عامر سے وہ کہتے تھے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے جابر بن عبداللہ نے کہ وہ اونٹ پر سفر کر رہے تھے جو کہ تھک چکا تھا اس نے ارادہ کیا کہ وہ اس کو آزاد چھوڑ دیں۔

کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ ملے انہوں نے اس کو ایک چابک بھی مارا اور اس کے لئے دعا بھی فرمائی پھر وہ ایسا چلا کہ اس کی مثل کوئی اُونٹ نہ چل سکا اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو میرے پاس بیچ دو ایک اوقیہ چاندی کے بدلے میں نے کہا کہ نہیں۔ فرمایا کہ دو اوقیہ کے بدلے میں لہٰذا میں نے اس کو بیچ دیا مگر میں نے گھر تک سواری کرنے کی شرط رکھ لی جب ہم لوگ مدینے میں پہنچ گئے تو میں اُونٹ لے آیا حضور اکرم ﷺ کے پاس حضور نے مجھے اس کی نقد قیمت دے دی جب میں واپس لوٹا تو آپ نے میرے پیچھے بندہ بھیج دیا

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے یہ سب کچھ تیرا اُونٹ لینے کے لئے نہیں کیا تھا تم اپنا اُونٹ بھی لے لو اور اپنے دراہم بھی دونوں تیرے ہیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابونعیم سے اور مسلم نے دوسرے طرق سے زکریا بن ابوزائدہ سے۔

(بخاری۔ کتاب الشروط۔ مسلم۔ کتاب المساقاۃ)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوبکر بن عبداللہ نے، ان کو خبر دی ابن سفیان نے، ان کو عثمان بن ابوشیبہ نے، ان کو جریر نے، مغیرہ سے اس نے شعبی سے اس نے جابر بن عبداللہ سے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد میں شرکت کی نبی کریم ﷺ پیچھے آ کر مجھ سے ملے میرے پاس میرا فرماں بردار اونٹ تھا میرے نیچے جو کہ تھک چکا تھا چلنے سے حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کیا ہوا تیرے اونٹ کو؟ میں نے بتایا کہ وہ بیمار ہے کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے پیچھے سے آ کر اس کو ڈانٹا اور اس کے لئے دعا بھی کی اس کے بعد وہ ہمیشہ سب اونٹوں سے آگے آگے چلتا تھا۔ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تم اپنے اونٹ کو کیسا دیکھتے ہو؟ میں نے کہا خیر سے ہے بہتر ہے۔ اس کو آپ کی برکت پہنچ گئی ہے حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کہ کیا تم اس کو بیچو گے۔

پھر راوی نے باقی حدیث ذکر کی ہے۔ مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عثمان بن ابوشیبہ سے۔ (مسلم۔ کتاب المساقاۃ ۳/۲۲۲)

(۳) ہمیں خبر دی علی بن محمد بن علی مقری نے، ان کو حسن بن محمد بن اسحق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو ابوربیع نے، ان کو حماد بن زید نے، ان کو ایوب نے، ان کو ابوالزبیر نے، جابر کہتے ہیں کہ میرے پاس نبی کریم ﷺ آئے حالانکہ میرا اونٹ تھک چکا تھا ہم اس کو جھجڑ کتے تھے۔

یکایک وہ اچھلا اس کے بعد اور میں اس کی مہار روکتا جاتا تھا میں اس پر قادر نہیں ہوتا تھا نبی کریم ﷺ میرے پاس پہنچ گئے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اس کو میرے پاس بیچ دو میں نے اس کو پانچ اوقیہ چاندی کے بدلے میں بیچ دیا اس شرط کے ساتھ کہ مدینے تک میں اس پر سواری کروں گا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مدینے تک اس پر سواری کا تمہیں اختیار ہے۔ میں جب مدینے میں پہنچ گیا تو میں حضور اکرم ﷺ کے پاس پہنچا انہوں نے ایک اوقیہ چاندی اور بڑھادی۔ اس کے بعد وہ اونٹ اور چاندی مجھے ہبہ کر دی۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوربیع سے۔ (مسلم۔ کتاب المساقاۃ ۳/۱۲۲۳)

(۴) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو ابوبکر محمد بن جعفر انباری نے، ان کو جعفر بن محمد بن شاکر نے، ان کو حسین بن محمد نے، ان کو جریر بن حازم نے، محمد بن سیرین سے اس نے انس بن مالک سے وہ کہتے ہیں ایک مرتبہ لوگ گھبرا گئے تھے لہٰذا نبی کریم ﷺ ابوطلحہ کے گھوڑے پر سوار ہوئے وہ بہت سُست رفتار تھا اس کے بعد آپ اکیلے نکلے اور اس کو ایڑھ لگائی لوگ آپ کے پیچھے گھوڑوں پر سوار ہوئے انہوں نے بھی ایڑھ لگائی۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم فکر نہ کرو یہ تو دریا ہے اللہ کی قسم اس کے بعد وہ کبھی پیچھے نہ رہا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں فضل بن سہل سے اس نے حسن بن محمد سے۔ (بخاری۔ کتاب الجہاد۔ فتح الباری ۶/۱۲۲)

(۵) ہمیں خبر دی ابوبکر قاضی نے، ان کو محمد بن حامد ہروی نے۔ ان کو علی بن عبدالعزیز نے، ان کو محمد بن عبداللہ رقاشی نے، ان کو رافع بن سلمہ بن زیاد نے، ان کو عبداللہ بن جعد اشجعی نے، جُعَیل اشجعی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ بعض غزوات میں، میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تھا۔ میں اپنے دبلے اور ضعیف گھوڑے پر سوار تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں سب لوگوں کے آخر میں تھا۔ رسول اللہ ﷺ مجھ سے آ کر ملے، اور فرمایا کہ چلئے اے گھڑسوار میں نے کہا یا رسول اللہ! یہ کمزور اور ضعیف ہے حضور اکرم ﷺ نے ایک کھونٹی اُٹھائی جو اس کے پاس تھی اور اس کو ماری اور دعا کی اے اللہ اس کے لئے اس گھوڑے میں برکت عطا فرما۔ فرمایا کہ میں نے اس کے بعد وہ نہ رُک سکا سب لوگوں سے آگے آگے ہوتا تھا میں نے اس کو بارہ ہزار میں بیچا (یعنی اس میں سے بارہ ہزار کا)۔ (سیر کبریٰ۔ تاریخ بخاری ۱/۲/۲۴۸)

(۶)　ہمیں خبر دی ابوسعید خلیل بن احمد البستی قاضی نے، ان کو ابوالعباس احمد بن مظفر بکری نے، ان کو ابن ابوخیثمہ نے، ان کو عبید بن یعیش نے، ان کو زید بن حباب نے، ان کو رافع بن سلمہ اشجعی نے، اس نے اس کو اپنی اسناد کے ساتھ اسی مفہوم میں ذکر کیا ہے۔

(۷)　ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، بغداد میں ان کو ابوسہل بن زیاد قطان نے، ان کو محمد بن شاذان جوہری نے، ان کو زکریا بن علی نے، ان کو مروان بن معاویہ نے، ان کو یزید بن کیسان نے، ابوحازم سے، اس نے ابوہریرہ سے، وہ فرماتے ہیں ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا یا کہا تھا کہ ایک جوان آیا اس نے بتایا کہ میں نے ایک عورت کے ساتھ شادی کی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کیا تم نے اس کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھا تھا؟ اس لئے کہ انصار کے آنکھوں میں ایک چیز ہے اس نے بتایا کہ میں نے دیکھا تھا۔ آپ نے پوچھا کہ کتنی مہر پر تم نے اس سے شادی کی ہے۔

اس نے کچھ ذکر کیا فرمایا گویا وہ لوگ سونا چاندی تراشتے ہیں ان پہاڑوں سے ہم لوگوں کے ہاں آج کے دن کوئی شئی نہیں جو ہم تجھے دیں لیکن میں تجھے بھیجوں گا ایک ایسی طرف جہاں سے آپ کو کچھ مل جائے گا لہٰذا حضور ﷺ نے اس کو بنوعبس کے پاس بھیجا اور ان میں ایک آدمی بھیجا وہ گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میری اُونٹنی نے مجھے تھکا دیا ہے اُٹھتی نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے اس کو اپنے ہاتھ میں لیا اور بڑے اعتماد کے ساتھ اس پر چڑھے کہ یہ اُٹھ جائے گی۔ آپ نے آکر اپنے پیر سے اس کو ایڑھ ماری۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ میں نے دیکھا کہ وہ لشکر کے قائد اور پیشرو سے بھی آگے بڑھ جاتی تھی۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے یحییٰ بن معین سے اس نے مروان سے۔ (مسلم۔ کتاب النکاح ۲/۱۰۴۰۔ حدیث ۷۵)

(۸)　ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحٰق مزکی سے ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو ابواحمد محمد بن عبدالوہاب نے، ان کو جعفر بن عوف نے، اس کو اعمش نے، مجاہد سے، کہ ایک آدمی نے اُونٹ خریدا اور حضور اکرم ﷺ کے پاس آیا بولا کہ میں نے ایک اونٹ خریدا ہے۔ آپ اللہ سے دعا کریں اس میں میرے لئے برکت ہو حضور اکرم ﷺ نے دعا کی اے اللہ! اس کے لئے اُس میں برکت دے۔ تھوڑی سی دیر بعد اس نے اس کو بیچ دیا اور دوسرا اُونٹ خرید لیا اس کو بھی حضور اکرم ﷺ کے پاس لے آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے دو اُونٹ خرید لئے آپ دعا فرمائیں ان میں برکت دے اور اللہ سے دعا کریں وہ مجھے اس پر سوار بھی کرے۔ حضور اکرم ﷺ نے دعا کی اے اللہ اس کو اس پر سوار بھی کر۔ کہتے ہیں کہ وہ اُونٹ ان کے پاس بیس برس تک رہا۔

یہ حدیث مرسل ہے (تابعی نے صحابی کا واسطہ چھوڑ دیا ہے) حضور اکرم ﷺ کی دعا امر آخرت کی طرف ہوگئی پہلی دونوں باریوں میں۔ اس کے بعد اُونٹ والے نے دعا کی درخواست کی کہ وہ اس کو اس پر سوار کرے لہٰذا اس دعا کی اجازت اسی کی طرف واقع ہوگئی بطور افضل واطیب اور نموز کوۃ۔

☆☆☆

باب ۵۶

نبی کریم ﷺ کا دعا کرنا عافیت کی اس عورت کے لئے جس کو مرگی ہوتی تھی اور اس کا ستر کھل جاتا تھا کہ اگر وہ اسی تکلیف پر صبر کرے تو اس کے لئے جنت ہوگی مگر ستر نہیں کھلے گا اس بارے میں جو آثار نبوت ظاہر ہوئے

(۱) ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے، ان کو خبر دی ابو سعید عبداللہ بن یعقوب کرمانی نے محمد بن ابو یعقوب کرمانی سے ان کو یحییٰ بن سعید مالینی نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو عبداللہ محمد بن یعقوب حافظ نے، ان کو یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے ان کو مسدد بن یحییٰ بن سعید نے، ان کو عمران بن مسلم نے، ان کو عطا بن ابو رباح نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کیا میں تمہیں ایک عورت نہ دکھاؤں جو اہل جنت میں سے ہے؟ میں نے کہا جی ہاں! ضرور دکھایئے اس نے کہا کہ یہ کالی عورت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی تھی اور عرض کیا کہ مجھے مرگی ہوتی ہے اور ستر کھل جاتا ہے (کپڑے کا ہوش نہیں رہتا) آپ میرے لئے اللہ سے دعا کریں۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم صبر کرلو (یعنی یہ تکلیف برداشت کرلو) اور تمہارے لئے جنت ہوگی اور اگر تم چاہو تو میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تمہیں اس سے عافیت دے دے۔ اس عورت نے کہا تھا کہ میں صبر کرلوں گی۔ بولی کہ میرا ستر کھل جاتا ہے آپ اللہ سے دعا کریں کہ میں ننگی نہ ہوسکوں حضور اکرم ﷺ نے اس کے لئے دعا فرمائی تھی۔

یہ الفاظ حدیث مسدد کے ہیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں مسدد سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے عبداللہ بن القواریری سے اس نے یحییٰ سے۔

(بخاری۔ کتاب المرضیٰ۔ فتح الباری ۱۰/۱۱۴۔۱۱۴۔ مسلم۔ کتاب البر والصلہ۔ حدیث ۵۴ ص ۱۹۹۴۔ مسند احمد ۱/۳۴۷۔ طب نبوی (ابن جوزیہ ص ۱۹۰)۔ اصابہ ۴/۴۵۳)

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو احمد بن محمد نسوی سے، ان کو حماد بن شاکر نے، ان کو محمد بن اسماعیل نے، ان کو محمد نے، ان کو خبر دی مخلد نے، ابن جریج سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عطاء نے کہ اس نے اُم زفر کو دیکھا تھا وہ لمبے قد کی کالی عورت تھی کعبے کے غلاف کے پاس۔

☆☆☆

باب ۵۷

رسول اللہ ﷺ سے بخار کا اجازت طلب کرنا

اور آپ ﷺ کا اس کو اہل قُبا کی طرف بھیجنا تا کہ وہ ان کے لئے کفارہ بن جائے اس میں آثار نبوت کا ظاہر ہونا

(۱) ہمیں خبر دی ابو محمد حسن بن علی بن مؤمل نے، ان کو ابو عثمان عمرو بن عبداللہ مقری نے، ان کو ابو احمد محمد بن عبدالوہاب نے، ان کو خبر دی یعلی بن عبید نے، ان کو اعمش نے، جعفر بن عبدالرحمٰن انصاری سے، اس نے اُم طارق مولات سعد سے، وہ کہتی ہے کہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے آپ نے اجازت مانگی مگر سعد خاموش رہے پھر آپ نے دوبارہ اجازت مانگی مگر پھر بھی سعد چُپ رہے پھر تیسری بار آپ نے اجازت مانگی مگر سعد چپ رہے۔ نبی کریم ﷺ واپس لوٹنے لگے تو سعد نے مجھے آپ کے پیچھے بھیجا کہ ہم کو اجازت دینے سے یہ بات مانع ہو رہی تھی کہ ہم یہ ارادہ کر رہے تھے آپ ہمیں بار بار سلامتی کی دعا میں اور اضافہ کریں۔

میں نے دروازے پر آواز سُنی تھی اجازت مانگنے کی مگر میں نے دیکھا کچھ نہیں تھا رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تم کون ہو؟ جواب ملا کہ میں اُم ملدَم ہوں (بخار ہوں) فرمایا کہ تمہارے لئے خوش آمدید نہیں ہے نہ اھلاً ہے تمہیں اہل قباء کی طرف راستہ دکھایا جاتا ہے۔ اس نے جواب دیا جی ہاں اچھا فرمایا کہ تم ان کے پاس جاؤ۔ (خصائص کبریٰ ۲/۸۶)

(۲) ہمیں خبر دی ابو محمد موصلی نے، ان کو ابو عثمان بصری نے ان کو ابو احمد نے، ان کو خبر دی یعلی نے، ان کو اعمش نے، ان کو ابو سفیان نے، ان کو جابر بن عبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے لوگوں نے کہا کہ بیشک بخار ہم لوگوں پر شدید ہو گیا ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو کہ وہ تم سے اُٹھالیا جائے تو اُٹھالیا جائے گا اگر تم چاہو تو وہ تمہارے لئے پاک کرنے والا بن جائے (یعنی گناہوں کا کفارہ بن جائے) لوگوں نے عرض کی ٹھیک ہے بلکہ پاک کرنے والا بن جائے۔

(۳) اور ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالنضر فقیہ نے، ان کو حدیث بیان کی تمیم بن محمد نے، ان کو یحییٰ بن مغیرہ نے، ان کو جریر نے، اعمش سے اس نے ابو سفیان سے، اس نے جابر بن عمرو سے، وہ کہتے ہیں نبی کریم ﷺ کے پاس بخار آیا اور اس نے ان سے اجازت چاہی (آنے کی) حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ بخار بولا اُم ملدم حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کیا تم اہل قباء (کے پاس جانے کا) ارادہ رکھتے ہو بولا جی ہاں کہتے ہیں اس کے بعد وہ لوگ بخار میں واقع ہو گئے اور ان کو بخار کی شدت سے دوچار ہونا پڑا انہوں نے شکایتاً حضور اکرم ﷺ کے پاس عرض کیا یا رسول اللہ! ہمیں بخار لاحق ہے اگر تم لوگ چاہو تو میں اللہ سے دعا کر دوں وہ تم سے اس کو ہٹا دے گا اور اگر تم چاہو تو وہ تمہارے لئے پاک کرنے والا بن جائے (یعنی گناہوں سے کفارہ بن جائے) وہ بولے کہ بلکہ اچھا ہے کہ وہ ہمارے لئے طہور اور پاک کنندہ بن جائے۔ (حوالہ بالا)

(۴) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، ان کو حدیث بیان کی ان کے والد نے، ان کو ہشام بن لاحق ابو عثمان مدائنی نے ۱۸۵ھ میں ان کو عاصم احول نے ان کو ابو عثمان نہدی نے، سلمان فارسی سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیشک اہل معروف جو دنیا میں اہل معروف ہیں وہ آخرت میں بھی اہل معروف ہوں گے اور اہل منکر جو دنیا میں

اہل منکر میں وہ آخرت بھی اہل منکر ہوں گے۔ اور اگلی بات کی بھی وہ روایت کرتے ہیں سلمان فارسی سے وہ کہتے ہیں کہ بخار نے اجازت مانگی تھی رسول اللہ ﷺ سے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو اس نے بتایا کہ میں بخار ہوں میں گوشت کو ٹھیک کرتا ہوں اور خون کو چوستا ہوں۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تو اہل قباء کے پاس چلا جا چنانچہ وہ ان کے ہاں پہنچ گیا وہ لوگ حضور اکرم ﷺ کے پاس آئے ان کے چہرے پیلے پڑ چکے تھے انہوں نے بخار کی شکایت کی رسول اللہ ﷺ کے پاس حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جو چاہو میں کرلیتا ہوں۔ اگر چاہو تو میں اللہ سے دعا کرتا ہوں وہ اس کو تم سے کھول دیتا ہے (یعنی تم سے اس کو ہٹالیتا ہے) اور اگر تم چاہو تو اس کو چھوڑ دو لہٰذا وہ تمہارے گناہوں کو ساقط کردے گا (یعنی بخار سے تمہارے گناہ جھڑ جائیں گے) ان لوگوں نے کہا بلکہ ہم اس کو چھوڑ دیتے ہیں یارسول اللہ! (یعنی رہنے دیتے ہیں)۔

(۵) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید نے، ان کو محمد بن یونس نے، ان کو قرہ بن حبیب غنوی نے، ان کو ایاس بن ابوتمیمہ نے، ان کو عطا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بخار آیا۔ بولا یارسول اللہ! مجھے اپنی محبوب اور پسندیدہ قوم اور لوگوں کے پاس بھیج دو یا اپنے محبوب اور پسندیدہ اصحاب کے پاس بھیج دے (قرہ کا شک ہے)۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا انصار کے پاس چلا جا۔ وہ چلا گیا ان کے پاس۔ اس کے اوپر شدت سے واقع ہو گیا اور اس نے ان کو گرادیا اور پچھاڑ دیا وہ لوگ حضور اکرم کے پاس آئے اور عرض کی یارسول اللہ ہم لوگوں پر شدید بخار آن پڑا ہے اللہ سے ہمارے لئے دعا فرمائیں شفاء کی، کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی ان سے بخار ہٹ گیا، کہتے ہیں کہ ایک عورت آپ ﷺ کے پیچھے گئی اور عرض کیا میرے لئے دعا کریں میں انصار میں سے ہوں میرا باپ انصار میں سے ہے میرے لئے دعا کریں جیسے آپ نے ان کے لئے کی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جو تم پسند کرو میں تمہارے لئے دعا کردیتا ہوں وہ تیرا بخار دور کردے گا یا تم صبر کرو اور تیرے لئے جنت واجب ہو جائے گی۔ وہ بولی نہیں اللہ کی قسم ہے یارسول اللہ! بلکہ میں صبر کروں گی تین بار کہا۔ اس لئے کہ مجھے اللہ سے جنت ملنے کی صورت میں بھی میرے لئے کوئی خطرہ نہیں ہوگا۔

مصنف کہتے ہیں کہ۔ میں کہتا ہوں کہ احتمال ہے کہ یہ واقعہ انصار کی کسی قوم میں ہوا۔ واللہ اعلم (خصائص کبریٰ ۲/۸۷)

(۶) مجھے خبر دی ابوعبدالرحمٰن سلمی نے، ان کو ابوالحسن بن صبیح نے، ان کو خبر دی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن محمد بن شیرویہ نے، ان کو حدیث بیان کی اسحٰق بن ابراہیم نے، ان کو ابوعاصم عبداللہ بن عبیداللہ اہل عبادان نے، ان کو خبر دی ہے محمد بن ہارون نے، ان کو ابویزید مقری نے، ان کو عبدالرحمٰن بن مرقع نے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر فتح کیا تو اس کو اٹھارہ حصوں پر تقسیم کیا اور ہر ایک سو کے لئے ایک حصہ مقرر کیا یہ سرزمین پھلوں سے سرسبز تھی لوگ پھلوں پر واقع ہوئے لہٰذا بخار نے ان کو ڈھانپ لیا انہوں نے اس بات کی شکایت رسول اللہ ﷺ سے کی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بخار موت کا پیش رو کا سبب ہے اور زمین پر اللہ کی قید ہے یہ آگ کا ٹکڑا ہے جب اس نے ان کو پکڑ لیا تھا تو انہوں نے اس کے لئے پانی سے ٹھنڈک حاصل کی تھی خشکی سے۔ لہٰذا تم لوگ اس کو اپنے اوپر انڈیلا کرو دو نمازوں یعنی مغرب اور عشاء کے درمیان کہتے ہیں کہ انہوں نے ایسا ہی کیا تھا لہٰذا بخار چلا گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیشک اللہ نے نہیں پیدا فرمایا کوئی برتن (عضو) ایک تہائی پانی کے لئے اور ایک تہائی ہوا یعنی سانس لینے کے لئے۔ (فیض القدیر ۳/۴۲۰)

☆☆☆

باب ۵۸

حضور اکرم ﷺ کا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ پر اپنے وضو کے بقیہ پانی کے چھینٹے دینا اور ان کا ہوش میں آجانا کچھ نہ سمجھنے کے بعد سمجھنے لگنا

(۱)　ہمیں خبر دی عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نے، ان کو خبر دی وہیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابن جریج نے، محمد بن منکدر سے اس نے جابر بن عبداللہ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بنوسلمہ میں میری عیادت کی اور انہوں نے مجھے ایسا پایا کہ میں کچھ نہیں سمجھتا تھا (یعنی ذہنی توازن درست نہیں رہا تھا) حضور اکرم ﷺ نے پانی منگوایا اور پھر اس سے وضو کیا اور اس وضو کے پانی سے مجھ پر چھینٹے دیئے لہٰذا میں ہوش میں آیا یعنی ذہنی توازن ٹھیک ہوگیا۔

میں نے پوچھا یا رسول اللہ! میں اپنے مال میں کیسے کروں؟ لہٰذا یہ آیت اُتری۔

یُوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل خط الانثیین

(سورۃ نساء : آیت ۱۱)

اللہ تعالیٰ تمہیں لازمی حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں کہ مرد کے لئے کیسے دو عورتوں کے برابر حصہ ہے

اس کو بخاری و مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں حدیث ابن جریج سے۔

(بخاری۔ کتاب التفسیر۔ فتح الباری ۸/۲۴۳۔ مسلم۔ کتاب الفرائض۔ حدیث ۵ ص ۳/۱۲۳۵)

باب ۵۹

حضور ﷺ کا نظر بد لگنے والے کے لئے نظر لگانے والے کو غسل کر کے پانی دینے کا حکم دینا اور اس موقع پر شفاء ظاہر ہونا (نظر بد کا علاج)

(۱)　ہمیں خبر دی ابواحمد مہرجانی نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن جعفر مزکی نے، ان کو محمد بن ابراہیم نے، ان کو ابن بکیر نے، ان کو مالک نے، ابن شہاب سے اس نے ابوامامہ بن سہل بن حنیف سے کہ اس نے کہا۔

کہ عامر بن ربیعہ نے، حضرت سہل بن حنیف کو غسل کرتے دیکھ لیا تھا وہ ان کو دیکھ کر بولے اللہ کی قسم میں نے آج کے دن کا منظر کبھی نہیں دیکھا اور نہ ہی کسی انتہائی پردہ نشین عورت کی جلد ایسی دیکھی ہے۔ (سہل بن حنیف جیسی) لہٰذا سہل بن حنیف چیخ کر گرا اور بے ہوش ہوگیا اسی جگہ۔

لہٰذا رسول اللہ ﷺ کو اطلاع کی گئی اور آپ کو بتایا گیا کہ یا رسول اللہ! کیا آپ سہل بن حنیف کو دیکھیں گے یا اس کے بارے میں کچھ بتائیں گے اللہ کی قسم وہ سر بھی نہیں اُٹھا سکتا۔ حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کیا تم اس بارے میں کسی پر تہمت دھرتے ہو؟ لوگوں نے بتایا کہ ہم اس کی تہمت اور الزام عامر بن ربیعہ پر رکھتے ہیں۔

لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے عامر بن ربیعہ کو بلایا اور اس پر جھنجھلا کر غصہ کیا۔ اور فرمایا کہ کس وجہ سے تم میں سے ایک آدمی اپنے بھائی کو قتل کرتا ہے اور مارتا ہے۔ تم نے بارك الله کیوں نہ کہا غسل کر دو تم اس کے لئے لہٰذا عامر نے اس کے لئے اپنا منہ دھویا دونوں ہاتھ دھوئے دونوں کہنیاں دونوں گھٹنے دونوں پیر دھوئے اور تہہ بند کا اندر دھو کر دیا ایک پیالے میں وہ پانی نظر زدہ وہ پانی اُنڈیلا گیا چنانچہ سہل بن حنیف راحت پا کر ٹھیک ہو گئے لوگوں کے ساتھ اس طرح کہ جیسے اس کو کوئی تکلیف تھی ہی نہیں۔ ابن بکیر کہتے ہیں کہ داخلۃ ازار سے یعنی تہہ بند کے اندر سے مراد وہ کپڑا ہے جو چمڑے سے متصل ہے۔

باب ۶۰

حضور اکرم ﷺ کا اس شخص کو حکم دینا
کہ وہ اپنے بھائی کو شہد پلائے جس کو بے تحاشہ جلاب لگے ہوئے تھے
اللہ کا اس میں شفا دینا جب کہ یہ طبیب کا طریق نہیں ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو بکر بن عبد اللہ نے، ان کو خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو بندار نے، ان کو محمد بن جعفر نے ان کو شعبہ نے، ان کو قتادہ نے، ابو المتوکل سے، اس نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی حدیث میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے بھائی کو جلاب لگے ہوئے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو شہد پلاؤ۔ اس نے پلایا پھر آیا کہ میں نے اس کو شہد پلا دیا ہے مگر اس کے جلاب مزید بڑھ گئے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ نے پھر فرمایا کہ اس کو شہد پلایئے۔ اس نے پلایا پھر آیا بولا کہ میں نے اس کو پلایا ہے مگر جلاب اور بڑھ گئے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تھا تیسری بار، چوتھی بار اللہ سچا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے۔ اس کو شہد پلایئے اس نے پلایا تو وہ ٹھیک ہو گیا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا اور مسلم نے صحیح میں محمد بن بشار بندار سے۔

(بخاری۔ کتاب الطب۔ فتح الباری ۱۰/ ۱۳۹، ۱۶۸۔ مسلم۔ کتاب السلام۔ باب تداوی بالعسل من ۳۶ ۱۷۔ ۱۷۳۷)

☆☆☆

باب ۶۱

حضورا کرم ﷺ کا ایک نابینے آدمی کو وہ دعا سکھانا جس میں اس کی شفاء تھی جب وہ صبر نہ کر سکے اور اس میں آثار نبوت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کوابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد دوری نے، ان کوابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کوابوعلی حامد بن محمد ہروی نے، ان کو محمد بن یونس نے، ان دونوں نے کہا ان کو عثمان بن عمر نے، ان کو شعبہ نے، ان کو ابوجعفر خطمی نے، وہ کہتے ہیں میں نے سُنا عامر بن خزیمہ بن ثابت سے وہ حدیث بیان کرتے ہیں عثمان بن حنیف سے کہ ایک نابینا آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے عافیت دے دے یعنی مجھے ٹھیک کر دے۔

حضورا کرم ﷺ نے فرمایا اگر تم چاہو تو اس دعا کو مؤخر کر لو یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ اور اگر تم چاہو تو میں تمہارے لئے دعا کر دیتا ہوں۔ اس نے کہا کہ آپ دعا کر دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کو وہ وضو کرے اور اچھے طریقے سے کرے اور دو رکعت پڑھے اور یہ دعا کرے۔

اللھم انی اسئلك و اتوجه الیك بنبیك محمد نبی الرحمة یا محمد انی اتوجه بك الی ربی فی حاجتی هذه فتقضیهالی ، اللھم شفعه فِیَّ و شَفعنی فی نفسی

اے اللہ! بیشک میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور میں تیری طرف تیرے نبی کو متوجہ کرتا ہوں (سفارشی بناتا ہوں محمد ﷺ کو) جو کہ رحمت والے نبی ہیں اے محمد! میں آپ کو متوجہ کرتا ہوں اپنے رب کی طرف (یعنی سفارش بناتا ہوں آپ کو) اپنے رب کی بارگاہ میں اپنی اس حاجت میں کہ آپ یہ میری حاجت پوری کر دیں اے اللہ! اے اللہ ان کی شفاعت قبول فرمامیرے حق میں۔ اور میری اپنی سفارش قبول فرمامیرے اپنے نفس کے بارے میں۔

(ترمذی۔ کتاب الدعوات۔ حدیث ۵۶۹۵،۲۵۸۷)

یہ الفاظ ہیں حدیث عباس کے۔ محمد بن یونس نے اس میں یہ اضافہ کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ وہ نابینا شخص اس کے بعد کھڑا ہوا تو وہ بینا ہو چکا تھا یعنی بینائی واپس آ چکی تھی۔

ہم نے اس کو روایت کیا ہے کتاب الدعوات میں صحیح اسناد کے ساتھ روح بن عبادہ سے، اس نے شعبہ سے کہ اس آدمی نے ایسا کیا لہٰذا وہ ٹھیک ہو گیا اسی طرح اس کو روایت کیا ہے حماد بن سلمہ نے، ابوجعفر خطمی سے۔

حضورا کرم ﷺ کی بتائی ہوئی دعا سے بینائی ٹھیک ہو گئی

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابومحمد بن عبدالعزیز بن عبدالرحمن ریالی نے مکہ مکرمہ میں، ان کو محمد بن علی بن یزید صائغ نے، ان کو احمد بن شبیب بن سعید حبطی نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو روح بن قاسم نے، ابوجعفر مدینی سے وہی خطمی ہیں ان کو ابوامامہ بن سہل بن حنیف نے، اپنے چچا عثمان بن حنیف سے وہ کہتے ہیں۔

میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے حالانکہ ان کے پاس ایک نابینا آدمی آیا ہوا تھا۔ اس نے اپنی بینائی چلے جانے کی شکایت کی اس نے کہا یا رسول اللہ مجھے تو کوئی پکڑنے والا بھی نہیں ہے میرے اوپر بہت مشکل گذر رہی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا وضو کا برتن لائیے اور وضو کیجئے اس کے بعد دو رکعت پڑھئے۔

اس کے بعد یہ دعا پڑھئے۔

اللّٰهم انی اسئلك و اتوجه الیك بنبیك محمد نبی الرحمة یا محمد انی اتوجه بك الی ربی فیجلی لی بصری اللهم شفعه فی و شفعنی فی نفسی

اے اللہ میں آپ کی بارگاہ میں درخواست کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں تیرے نبی محمد نبی رحمت کو سفارش پیش کرتا ہوں اے محمد! میں آپ کو اپنے رب کی بارگاہ میں سفارشی بناتا ہوں کہ وہ میری بینائی روشن کر دے۔ اے اللہ! میرے بارے میں محمد ﷺ کی شفاعت قبول فرما اور میری اپنے نفس کے بارے میں سفارش قبول فرما۔

عثمان کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم ہم ابھی وہاں سے جدا نہیں ہوئے تھے۔ اور نہ ہی بات لمبی ہوئی تھی حتی کہ وہ آدمی اندر آیا گویا کہ اس کے ساتھ کبھی کوئی تکلیف ہوئی ہی نہیں تھی۔

دعاء اور رفع حاجت

(۳) ہمیں خبر دی ابو سعید عبدالملک بن ابو عثمان زاہد رحمۃ اللہ علیہ نے، ان کو خبر دی امام ابوبکر محمد بن علی بن اسماعیل شاشی قفال نے، ان کو خبر دی ابوعروبہ نے، ان کو عباس بن فرج نے، ان کو اسماعیل بن شبیب نے، ان کو ان کے والد نے، روح بن قاسم سے اس نے ابو جعفر مدینی سے، اس نے ابوامامہ بن سہل بن حنیف نے کہ ایک آدمی تھا وہ حضرت عثمان ؓ کے پاس آتا جاتا تھا اپنی ضرورت کے لئے اور حضرت عثمان اس کی طرف توجہ نہیں کرتے تھے اور نہ ہی اس کی حاجت کی طرف دیکھتے تھے ایک دن وہ عثمان بن حنیف سے ملے اور اس کے آگے اس بات کی شکایت کی۔ عثمان بن حنیف نے کہا تم پانی کا برتن لاؤ اور پھر وضو کرو اس کے بعد مسجد میں جا کر دو رکعت پڑھو اس کے بعد دعا کرو۔

اللّٰهم انی اسئلك و اتوجه الیك بنبیك محمد نبی الرحمة یا محمد انی اتوجه بك الی ربی فتقضی لی حاجتی

یہ دعا پڑھیے اور اپنی حاجت کا ذکر کیجئے اس کے بعد چلے جائیے حتی کہ وہ تیری حاجت رفع کر لیں یعنی قبول کر لیں۔ وہ چلا گیا اس نے ایسے ہی کیا اس کے بعد وہ حضرت عثمان بن عفان کے دروازے پر آیا اتنے میں دربان آیا وہ اس کو پکڑ کر اندر لے گیا حضرت عثمان غنی ؓ کے پاس لے جا کر اس کو ان کے ساتھ بیٹھا دیا قالین کے اوپر۔ انہوں نے فرمایا کہ دیکھئے جو آپ کی حاجت ہو۔ اس کے بعد وہ شخص وہاں سے نکلا اور عثمان بن حنیف سے ملا اور اس نے کہا کہ اللہ آپ کو جزاء خیر دے نہ تو وہ میری ضرورت کی طرف دیکھتے تھے نہ ہی میری طرف توجہ کرتے تھے حتی کہ میں نے ان سے کلام کی ہے۔ عثمان بن حنیف نے پوچھا کہ تم نے کیا بات کی ہے۔ لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا جب کہ ان کے پاس نابینا آیا تھا اس نے ان کے سامنے اپنی بینائی چلے جانے کی شکایت کی تھی۔

نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا تھا کیا آپ اس پر صبر کریں گے؟ اس نے کہا تھا کہ میرا تو پکڑ کر چلانے والا بھی کوئی نہیں ہے۔ میرے اوپر بہت مشکل گذر رہی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کو فرمایا تھا کہ وضو کا برتن لائیے اور وضو کیجئے پھر دو رکعت پڑھیے پھر یوں دعا کیجئے۔

اللّٰهم انی اسئلك و اتوجه الیك بنبیك نبی الرحمة یا محمد اتوجه بك الی ربی فیجلی لی عن بصری اللّٰهم شفعه فیّ وشفعنی فی نفسی

عثمان کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! ہم وہاں سے ابھی ہٹے نہیں تھے کیونکہ بات ذرا لمبی ہوگئی تھی حتی کہ وہ شخص داخل ہوا گویا کہ اس کو کوئی تکلیف نہیں تھی۔

تحقیق اس کو روایت کیا ہے احمد بن شبیب نے سعید سے، اس نے اپنے والد سے بھی اپنے طویل روایت شبیب۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعلی حسن بن احمد بن ابراہیم بن شاذان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے ان کو احمد بن شبیب بن سعید نے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے اس کی طوالت کے ساتھ اور یہ اضافہ ہے جو میں نے اس کے ساتھ لاحق کیا ہے ماہ رمضان ۴۴ھ میں۔

اور اس کو روایت کیا ہے ہشام دستوائی نے ابوجعفر سے اس نے ابوامامہ بن سہل سے اس نے اپنے چچا عثمان بن حنیف سے۔

باب ۶۲

حضور اکرم ﷺ کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخار کی دعا سکھانا

ان کا دعا مانگنا اور بخار کا ختم ہونا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن بشران نے، ان کو حسین بن صفوان نے، ان کو ابوبکر بن ابوالدنیا نے، ان کو ابواسحق عبدالملک، بن عبدربہ (یہ راوی منکر حدیث ہیں) جو کہ اسحق بن ابواسرائیل کے پڑوسی تھے اس نے منصور بن حمزہ سے، اس نے حضرت انس ﷺ کے بیٹے سے وہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے ان کو شدید بخار تھا۔ انہوں نے کہا کیا ہوا میں آپ کو اس طرح دیکھ رہا ہوں۔ وہ بولی کہ میرے ماں باپ آپ ﷺ کے اُوپر قربان یہ بخار ہے سیدہ عائشہؓ نے بخار کو گالی دے کر کہا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تم اس کو گالی نہ دو وہ مأمور ہے اس کو تو حکم ملا ہے۔ اگر تم چاہو تو میں تمہیں چند کلمات سکھلا دیتا ہوں جب تم ان کو پڑھوگی تو اللہ تعالیٰ اس کو تم سے دور کر دیں گے۔ سیدہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی آپ مجھے ضرور سکھلا یئے۔ فرمایا: آپ یوں کہیے۔

اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ جِلْدِی الرَّقِیْق ، وَعَظْمِی الدَّقِیْق ، مِنْ شِدَّةِ الْحَرِیق ۔ یَاأُمَّ مِلْدَمٍ ۔ اِنْ كُنْتِ اٰمَنْتِ بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ فَلَا تَصدعی الرّاْس وَلَاتُنْتِنِی الْفَمَ وَلَا تَاْكُلِی اللَّحْمَ وَلَا تَشربِی الدَّمَ وَتَحَوَّلِیْ مِنِّیْ اِلیٰ من اتخذ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهاً اٰخَر

اے اللہ! میری نرم جلد پر رحم فرما اور میری کمزور ہڈی پر رحم فرما جلانے والی ام ملدم کی شدت سے۔ اگر تم (اے ام ملدم) اللہ عظیم کے ساتھ ایمان رکھتی ہو تو میرے سر میں درد نہ کرا اور میرے منہ میں بدبو نہ کر۔ اور میرا گوشت نہ کھا اور میرا خون بھی نہ پی بلکہ مجھ سے پھر جا اور لوٹ جا ہر اس شخص کی طرف جو اللہ کے ساتھ دوسرا الٰہ اور معبود ٹھہراتا ہے۔

کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ کلمات کہے اور ان کا بخار دور ہوگیا۔ (ابن ماجہ ۱۱۳۹/۲)

☆☆☆

باب ۶۳

حضور اکرم ﷺ کا زخم یا پھوڑے والے کے لئے

دعا کرنا حتی کہ وہ تندرست ہو گیا اور زخم تیار ہو گیا

(۱) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحق اور ابوبکر احمد بن حسن نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو یحییٰ بن نصر نے، ان کو ابن وہب نے، ان کو خبر دی ابن لہیعہ نے، ان کو عمارہ بن غزیہ نے کہ ابراہیم بن تیمی نے، ان کو حدیث بیان کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عمرو بن حارث نے یہ کہ سعید بن بلال نے، اس کو حدیث بیان کی ہے کہ محمد بن ابراہیم نے اس کو حدیث بیان کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک آدمی لایا گیا یا حضور ﷺ کو ایک آدمی کے پاس لایا گیا جس کے پیر میں زخم تھا۔ جس نے حکیموں اور طبیبوں کو تنگ کر دیا تھا۔

حضور اکرم ﷺ نے اپنی اُنگلی اپنے لعاب دہن پر رکھی۔ پھر چھوٹی اُنگلی کا کنارہ اُٹھایا پھر آپ نے اپنی اُنگلی مٹی پر رکھی پھر اس کو اُٹھایا اور اس کو زخم پر رکھا پھر آپ نے یہ پڑھا۔

باسمكَ اللّٰهُمَّ رِيقُ بَعْضِنَا بِتُرْبَةِ اَرْضِنَا لِيُشْفٰى سَقِيْمُنا باذْنِ رَبِّنَا

تیرے نام کے ساتھ شفا طلب کرتا ہوں اے اللہ! ہم (انسانوں میں سے) بعض کا لعاب دھن ہماری زمین کی مٹی کے ساتھ مل کر۔ البتہ ہمارا بیمار شفا یاب ہو جاتا ہے ہمارے رب کے حکم کے ساتھ (یا یہ کہ ہمارے مریض کو شفا دیتا ہے ہمارے رب کے حکم کے ساتھ)

یہ دعا حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں موصولاً مروی ہے۔

باب ۶۴

حضور ﷺ کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو قرض سے

نجات کی دعا سکھانا اور اس کی برکت سے قرض آسان ہو جانا

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان دونوں کو حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحق صغانی نے، ان کو اسماعیل بن ابواویس نے (ح)۔ اور ان کو خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید نے، ان کو احمد بن ہیثم شعرانی نے، ان کو ابن ابواویس نے، ان کو حدیث بیان کی سلیمان بن بلال یونس بن یزید ایلی سے اس نے حکم بن عبداللہ بن سعید ایلی سے، اس نے قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ رسول ﷺ سے کہ ان کے والد اس کے پاس گئے اور فرمایا کہ تم نے رسول اللہ ﷺ سے وہ دعا سنی تھی جو ہمیں تعلیم دیتے تھے اور ذکر کیا تھا کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اپنے اصحاب کو تعلیم فرماتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر تم میں سے کسی کے پاس پہاڑ کے برابر سونا قرض ہو تو بھی اللہ تعالیٰ اس کو ادا فرما دیں گے پھر فرماتے تھے۔

اللهم فارج الهم ، و كاشف الغم مجيب دعوة المضطرين ، رحمان الدنيا و الاخرة و رحيمها انت ترحمني فارحمني برحمتك تُغنيني بهاعن رحمة من سواك

اے اللہ فکرات کو دور کردینے والے۔حزن وغم کو کھول دینے والے مجبوروں کی پکار سننے والے۔دنیا کے مہربان اوردلوں میں رحم کرنے والے آپ ہی تو رحم کرتے ہیں مجھ پر لہٰذا اب بھی مجھ پر اپنی خاص رحمت کے ساتھ رحم کیجئے جس کے ساتھ آپ مجھے غنی اور بے پرواکردیں اپنے ماسوا کے رحم وکرم سے۔

ابوبکر صدیق فرماتے ہیں کہ مجھ پر قرض تھا اور میں قرض کو بُرا سمجھتا تھا۔میں کچھ دیر ہی ٹھہرا تھا اللہ نے مجھے کوئی ایسا فائدہ پہنچایا جس سے وہ سارا قرض اللہ نے ادا کردیا جو مجھ پر تھا۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھ پر میری بہن اسماء کا قرض تھا ایک دینار اور تین دراہم۔میں اس سے شرماتی رہتی تھی جب بھی اس کی طرف دیکھتی تھی۔اور میں یہ دعا پڑھتی تھی۔بہ زیادہ وقت نہ گذرا تھا کہ اللہ نے میرے پاس رزق پہنچایا نہ میراث کا نہ صدقہ کا تھا میں نے وہ قرض ادا کردیا اور عبدالرحمٰن بن ابوبکر کی بیٹی کا قرض اتارا تین اوقیہ چاندی لیکن ہمارے پاس اچھا خاصا بھی بچ گیا۔

یہ الفاظ ہیں حدیث صغانی کے۔

(۲) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو ابراہیم بن عبداللہ بن مسلم نے، ان کو حجاج بن منہال نے، ان کو عبداللہ بن عمر نمیری نے، یونس ایلی سے ان کو حکم بن عبداللہ نے، قاسم بن محمد سے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے میرے پاس (میرے والد) ابوبکر صدیق تشریف لائے کیا نہیں سُنی تھی تم نے رسول اللہ ﷺ سے وہ دعا جو انہوں نے ہم لوگوں کو تعلیم فرمائی تھی۔سیدہ نے پوچھا کہ وہ کونسی ہے؟ فرمایا کہ عیسیٰ بن مریم اپنے اصحاب کو وہ دعا سکھائے تھے۔فرمایا اگر تم میں سے کسی پر پہاڑ کے برابر سونا قرض ہو اور وہ اس کے ساتھ دعا کرے تو اللہ اس کا قرض اُتار دیں گے۔پھر انہوں نے ہی دعا ذکر کی مگر اس نے سیدہ عائشہ کا قصہ ذکر نہیں کیا۔

(مجمع الزوائد ۱۰/ ۱۶۸)

اس کو حکم ایلی سے روایت کرنے میں متفرد ہے۔

باب ۶۵

حضور اکرم ﷺ کے لعاب دہن کی برکت سے ایک آدمی کی سفید شدہ آنکھوں کی بینائی ٹھیک ہوجانا

(۱) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید نے، ان کو اسماعیل بن ابوفضل نے، ان کو عبداللہ بن محمد بن ابوشیبہ نے، ان کو محمد بن بشر نے، ان کو عبدالعزیز بن عمر نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ایک آدمی نے بنوسلامان بن سعد سے اس نے اپنی والدہ سے کہ ان کے ماموں حبیب بن فویک نے اس عورت کی حدیث بیان کی تھی کہ ان کا والد رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اس کی دونوں آنکھیں سفید ہوگئی تھیں دونوں سے کوئی شئی نہیں دیکھ سکتا تھا حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کہ تجھے کیا تکلیف پہنچی تھی؟ اس نے بتایا کہ میں اپنے اونٹ کو سکھلا رہا تھا کہ اچانک میرا پیر انڈے پر پڑ گیا تھا (سانپ کے انڈے پر ابن عبدالبر نے الاستیعاب میں ایسے لکھا ہے) لہٰذا میری بینائی چلی گئی تھی۔

نبی کریم ﷺ نے اس کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن ڈالا جس سے وہ دیکھنے لگ گیا تھا۔ میں نے اسے دیکھا تھا کہ وہ سوئی میں دھاگہ ڈال سکتا تھا حالانکہ اس وقت وہ اسی سال کا تھا حالانکہ پہلے اس کی آنکھیں بالکل سفید ہوگئی تھیں۔

(۲) تحقیق اس مفہوم میں حدیث قتادہ گذر چکی ہے یعنی قتادہ بن نعمان کہ اس کی ایک آنکھ خراب ہوگئی تھی آنکھ کی پتلی بہہ کر اس کے رخسار پر آگئی تھی رسول اللہ ﷺ نے اس کو اس کی جگہ پر لگا دیا تھا لہٰذا وہ اس طرح درست ہوئی کہ پتہ نہیں چلتا تھا کہ کونسی آنکھ خراب ہوئی تھی۔

باب ٦٦

حضور اکرم ﷺ کے لعاب دہن کی برکت سے محمد بن حاطب کا جلا ہوا ہاتھ درست ہو جانا

(۱) ہمیں خبر دی ابو بکر محمد بن حسن بن فورک رحمۃ اللہ نے، ان کو خبر دی ابو عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابو داود نے، ان کو شعبہ نے، سماک بن حرب سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا محمد بن حاطب سے کہ میرے ہاتھ پر ہنڈیا گر گئی تھی جس سے وہ جل گیا تھا میری امی مجھے نبی کریم ﷺ کے پاس لے گئیں تھی حضور ﷺ نے اس پر اپنا لعاب دہن لگا دیا۔ آپ لگا رہے تھے اور یہ پڑھ رہے تھے۔ اذھب البأس رب الناس۔ میرا خیال ہے کہ یہ بھی کہا تھا: واشف انت الشافی تکلیف دور فرما اے سب لوگوں کے مالک اور شفا عطا فرما تو ہی تو شفا دینے والا ہے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ اور ابو بکر بن اسحٰق نے، ان کو خبر دی ابو عبد اللہ بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبد الوہاب نے، ان کو جعفر بن عون نے، ان کو مسعر نے سماک سے اس نے محمد بن حاطب سے کہ میری والدہ نے مریعہ بنایا تھا وہ میرے ہاتھ پر گر گیا تھا۔ لہٰذا میری امی مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر گئیں حضور اکرم ﷺ نے کوئی کلام کہا تھا میں اس کو یاد نہ رکھ سکا اور میں نے ماں سے اس کے بارے میں پوچھا تھا حضرت عثمان کے عہد میں کہ حضور اکرم ﷺ نے کیا کہا تھا۔ اس نے بتایا کہ یہ کہا تھا:

اذھب البأس رب الناس واشف انت الشافی لاشافی الا انت

(سنن کبریٰ۔ کتاب الطب۔ تحفۃ الاشراف ۸/۴۹۱)

(۳) ہمیں خبر دی ابو بکر محمد بن ابراہیم فارسی نے، ان کو ابراہیم بن عبد اللہ اصفہانی نے، ان کو محمد بن سلیمان بن فارس نے، ان کو محمد بن اسماعیل بخاری نے، ان کو سعید بن سلیمان نے، ان کو عبد الرحمٰن بن عثمان بن ابراہیم بن محمد بن حاطب نے اپنے والد سے اس نے اپنی ماں اُم جمیل اُم محمد بن حاطب سے۔

وہ کہتی ہیں کہ میں تجھے ارض حبشہ سے لے کر آئی تھی حتی کہ جب ہم مدینے میں ایک رات یا دو رات کی مسافت پر تھے میں نے تیرے لئے کوئی چیز پکائی تھی لکڑیاں ختم ہوگئی تھیں میں لکڑیوں کی تلاش میں چلی گئی تھی تم نے تو ہنڈیا کو پکڑ لیا تھا جس سے وہ تیری کلائی پر اُلٹی ہوگئی تھی میں مدینے

میں آئی اور میں تجھے نبی کریم ﷺ کے پاس لے گئی میں نے کہا یارسول اللہ! یہ محمد بن حاطب ہے یہ پہلا بچہ ہے جو آپ کے پر نام رکھا گیا ہے حضور اکرم ﷺ نے تیرے سر پر ہاتھ پھیرا تھا اور برکت کے لئے دعا کی تھی پھر آپ نے تیرے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا تھا اور آپ کے ہاتھ پر لعاب دہن لگایا تھا آپ اس وقت پڑھ رہے تھے :

اذهب البأس رب الناس ، اشف انت الشافي لاشفآء الاشفاء لك شفآء لايغادر سقمًا

کہتی ہیں کہ میں تا حال حضور اکرم ﷺ کے ہاں سے اُٹھی نہیں تھی کہ تیرا ہاتھ تندرست ہو گیا تھا۔

باب ٦٧

حضور اکرم ﷺ کا شرحبیل جُعفی کی ہتھیلی پر تھتکارنا اور اپنی ہتھیلی رکھنا اس کی رسولی پر جو اس کی ہتھیلی پر تھی جس سے رسولی ختم ہوگئی

(۱)　ہمیں خبر دی ابوبکر فارسی نے، ان کو ابواسحٰق اصفہانی نے، ان کو ابواحمد بن فارس نے، ان کو محمد بن اسماعیل نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے علی نے کہا ہمیں حدیث بیان کی یونس بن محمد مؤدب نے، ان کو حماد بن زید نے، ان کو محمد بن عقبہ بن عبدالرحمٰن بن شرحبیل جُعفی نے اپنے دادا عبدالرحمٰن سے اس نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا جب کہ میرے ہاتھ پر رسولی نکلی ہوئی تھی میں نے کہا یارسول اللہ! یہ رسولی ہے مجھے بہت تکلیف دے رہی ہے اس کی وجہ سے میں تلوار کا دستہ نہیں پکڑ سکتا جانور کی باگ نہیں پکڑ سکتا۔ فرمایا میرے قریب آیئے میں ان کے قریب ہوا فرمایا ہاتھ کو کھولو میں نے کھول دیا پھر فرمایا کہ بند کرو میں نے بند کیا پھر کہا میرے قریب ہو میں قریب ہوا فرمایا کھولو میں نے کھولا آپ نے میری ہتھیلی میں دَم کیا تھتکارا (جس سے آپ کا لعاب دہن قطرہ قطرہ اس پر گرا) اور آپ نے اپنی ہتھیلی رسولی پر رکھ لی اور اس کو ہتھیلی سے رگڑتے رہے۔ پھر آپ نے اپنی ہتھیلی اس کے اُوپر سے اُٹھالی میں نہیں جانتا کہ اس کا اثر کہاں تھا (گویا کہ رسولی کا نشان ہی باقی نہ رہا)۔

اور میں نے پڑھا ہے واقدی کی کتاب میں یہ کہ ابوسبرہ نے کہا یارسول اللہ! میری ہتھیلی میں رسولی ہے جس سے میں اپنی سواری کی مہار بھی نہیں تھام سکتا رسول اللہ ﷺ نے پیالہ منگوایا آپ نے اس کو رسولی پر رگڑنا شروع کیا جب تک وہ ختم نہ ہوگئی رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے دعا کی اور اس کے دونوں بیٹوں کے لئے ایک کا نام سبرۃ تھا دوسرے کا نام عزیز حضور اکرم ﷺ نے عبدالرحمٰن نام رکھا وہ ابوخیثمہ بن عبدالرحمٰن تھے۔

اور میں نے پڑھا ہے کتاب محمد بن سعد میں حمیدی سے اس نے فرح بن سعید (واقدی) سے اس نے اپنے چچا ثابت بن سعید سے اس نے اپنے والد سے اس نے اپنے دادا ابیض بن حمال سے کہ اس کے چہرے پر درد تھا جس نے اس کے پورے چہرے کو گھیر لیا (اور بدنما کر دیا تھا) حضور اکرم ﷺ نے اس کے لئے دعا فرمائی اور اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔ بس آپ کا چھونا ہی تھا اس کا نشان بھی نہ رہا۔

☆☆☆

باب ۶۸

حضور اکرم ﷺ کا خبیب بن اساف کے زخم پر پھونک مارنا

اور اس کا ٹھیک ہونا اور ان کو ابن یسار بھی کہا جاتا ہے

(۱)　ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمٰن سلمی نے، ان کو اسماعیل بن عبد اللہ میکالی نے، ان کو علی بن سعید عسکری نے، ان کو ابو امیہ عبد اللہ بن محمد بن خلاّ د واسطی نے، ان کو یزید بن ہارون نے، ان کو خبر دی مستلم ابو سعید نے، ان کو خبیب بن عبد الرحمٰن بن خبیب نے اپنے والد سے اس نے اپنے دادا سے وہ کہتے ہیں کہ۔

میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا میں اور میری قوم کا ایک اور آدمی آپ کے بعض غزوات میں۔ ہم نے عرض کی کہ ہم آپ کے ساتھ جہاد میں یعنی میدان شہادت میں جانا چاہتے ہیں آپ نے پوچھا کہ کیا تم مسلمان ہو چکے ہو؟ ہم نے بتایا کہ نہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہم مشرکین کے خلاف مشرکین سے مدد نہیں لیتے کہتے ہیں کہ میں مسلمان ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر ہو گیا جہاد میں میرے کندھے پر زخم آ گیا اس نے مجھے تکلیف پہنچائی میں نے اس کو ہاتھ سے بند کر لیا میں حضور اکرم ﷺ کے پاس آیا آپ نے اس میں اپنا لعاب دھن ڈالا اور چپکا دیا لہٰذا وہ زخم باہم مل گیا اور درست ہو گیا اور میں نے اس کو قتل کر دیا جس نے مجھے زخم لگایا تھا اس کے بعد میں نے اس کی بیٹی کے ساتھ نکاح کر لیا جس کو میں نے قتل کیا تھا۔

اس نے مجھ سے بات کی وہ کہا کرتی تھی کہ افسوس کی بات ہے تم نے اس مرد کو گم کر دیا جس نے آپ کو یہ ہار پہنایا میں کہتا تھا افسوس کہ تیرے باپ نے جلدی کر لی آگ کی طرف۔ (اصابہ ۱/ ۴۱۸)

باب ۶۹

حضور اکرم ﷺ کا علی بن ابو طالب کے لئے دعا کرنا

اور دیگر کے لئے بھی شفاء کی دعا اور اللہ تعالیٰ کا ان کی دعا کو قبول کرنا

(۱)　ہمیں خبر دی ابو بکر محمد بن حسن بن فورک رحمۃ اللہ نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر اصفہانی نے ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابو داود نے، ان کو شعبہ نے وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی عمرو بن مرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن سلمہ سے سنا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا علی رضی اللہ عنہ سے　وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میں بیمار تھا میں کہہ رہا تھا اے اللہ اگر میرا وقت قریب ہے تو مجھے چھٹکارا دے دے اور اگر دور ہے تو تو مجھے اُٹھا لے اور اگر یہ آزمائش ہے تو مجھے صبر دے حضور اکرم ﷺ نے مجھے پیر سے ہلکی سی ٹھوکر ماری اور فرمایا کہ کیسے کہا تم نے؟ میں نے ان کے سامنے دوبارہ کہا تو انہوں نے فرمایا اے اللہ! اس کو شہادت دے دے یا یوں کہا کہ اے اللہ! تو اس کو عافیت دے دے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس کے بعد میں نے درد کی شکایت محسوس نہ کی۔

تحقیق گزر چکی ہے فتح خیبر میں حضور اکرم ﷺ کی دعا علی ؓ کے لئے۔ اور حضور اکرم ﷺ کی دعا ان کے لئے ان کو یمن بھیجتے وقت اور اللہ تعالیٰ کا ان کی دعا کو قبول کرنا خصوصی طور پر ان تمام امور میں۔ اور ہم نے کتاب الدعوات میں روایت کی ہے وہ دعا جو حضور اکرم ﷺ نے ان کو قرآن مجید حفظ کرنے کے لئے سکھائی تھی۔ چار رکعات پڑھنے کے بعد وہ شب جمعہ میں ادا کریں۔ اور اللہ تعالیٰ کا ان کے لئے خصوصی طور پر قبول کرنا اس بارے میں اس کا حافظ کھلا کہ پہلے چار چار آیات یاد نہیں کر سکتے تھے اس کے بعد چالیس آیات یاد کر لیتے تھے اور اس کی مثل۔ (ترمذی۔ کتاب الدعوات)

اور جو حدیث سنتے اس کو بھی یاد کر لیتے تھے اور تحقیق گزر چکا ہے کہ جب مدینے میں آئے اور حضرت ابوبکر ؓ کو اور بلال ؓ کو بخار نے آن گھیرا۔ اور حضور اکرم ﷺ نے وباء رفع ہونے کی دعا فرمائی اور اس کی جحفہ کی طرف منتقل ہونے کی دعا کی اس وقت بھی اللہ نے آپ کی دعا فرمائی اور اس مفہوم کی احادیث کثیرہ موجود ہم نے جو کچھ ذکر کی ہیں وہ کافی ہیں۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالحسین بن منصور نے، ان کو ہارون بن یوسف نے، ان کو ابن ابوعمر نے، ان کو عبدالوہاب ثقفی نے، ایوب سختیانی سے، اس نے عمرو بن سعید سے، اس نے حمید بن عبدالرحمٰن حمیری سے، اس نے تین بیٹوں سے وہ سب کے سب اس کو حدیث بیان کرتے ہیں اپنے والد سے یہ کہ نبی کریم ﷺ حضرت سعد کے پاس تشریف لے گئے مکہ مکرمہ میں ان کی مزاج پرسی کرنے کے لئے حضرت سعد رو پڑے۔ حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کہ تم کیوں رو رہے ہو کہنے لگے میں ڈر رہا ہوں کہ میں اس سرزمین پر فوت ہو جاؤں گا جس سے ہجرت کر گیا تھا جیسے سعد بن خولہ فوت ہو گئے تھے۔

نبی کریم ﷺ نے دعا کی اَللّٰھُمَّ اشْفِ سَعْدًا تین بار کہا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ بیشک میرے پاس کثیر مال ہے۔ سوا اس کے کہ میری بیٹی ہی میری وارث بنے گی۔ کیا میں اپنے پورے مال کے بارے میں وصیت نہ کر جاؤں؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ نہیں انہوں نے پوچھا کہ پھر دو تہائی کی وصیت کر جاؤں؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔ اس نے پوچھا کہ آدھے مال کی وصیت کروں۔ فرمایا کہ نہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ ایک تہائی کی وصیت کروں؟ فرمایا کہ ایک تہائی کی کروں فرمایا ہاں ایک تہائی کی کرو ایک تہائی بہت ہے۔

بیشک تیرا صدقہ کرنا تیرے مال میں سے صدقہ ہے۔ بیشک تیرا خرچ کرنا تیرے عیال پر صدقہ ہے۔ بیشک تیری بیوی نے جو کچھ تیرے مال میں سے کھایا ہے وہ صدقہ ہے اور بیشک اگر تم اپنے گھرانے والوں کو مال کے ساتھ چھوڑ جاؤ یا فرمایا تھا بہتر زندگی اور بہتر گزران کے ساتھ تو وہ اس سے کہیں بہتر ہے کہ تم ان کو بھوکا چھوڑ جاؤ اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ابن ابوعمر سے۔ (مسلم۔ کتاب الوصیہ۔ حدیث ۸ ص ۱۲۵۳/۳)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد دوری نے، ان کو قیس بن حفص دارمی نے، ان کو بشر بن مفضل نے ان کو کثیر ابوالفضل نے، ان کو ایک آدمی نے قریش میں سے آل زبیر میں سے یہ کہ اسماء بنت ابوبکر کو سر پر اور چہرے پر ورم آ گیا تھا اور اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس کسی کو بھیجا تھا کہ تم رسول اللہ ﷺ سے میرے ورم کا ذکر کرو شاید اللہ مجھے شفا دے چنانچہ سیدہ عائشہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے (حضور اکرم ﷺ کی سالی اسماء) کے ورم کا ذکر کیا۔ اور تکلیف کا، حضور اکرم ﷺ تشریف لے گئے اسماء کے پاس آپ نے اپنا ہاتھ مبارک کپڑے کے اوپر سے اس کے سر پر اور کپڑے پر پھیرا اور فرمایا:

بِسمِ اللّٰہِ اذھب عنھا سُوئہ وفحشہ بدعوۃ نبیک الطیب المبارک المکین عندک بسم اللّٰہ

تین بار آپ نے یہ عمل کیا۔ اور اسماء کو حکم دیا کہ وہ بھی یہی الفاظ پڑھے تین دن تک لہٰذا ورم دور ہو گیا۔

ابوالفضل کثرت سے کہتے ہیں کہ یہ عمل کرتے تھے فرض نمازوں کے اوقات میں ان کو تاک عدد یعنی تین بار کہتے تھے۔

جن یا جنون والا بچہ حضور اکرم ﷺ کی دعا کی برکت سے صحت یاب ہو کر مجاہد بنا اور شہید ہو کر جنت میں چلا گیا

(۴) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی اسماعیل نے، ان کو ابو مسلم کجی نے، ان کو عبدالرحمٰن بن حماد نے، ان کو ابن عون نے، ان کو محمد بن سیرین نے کہ ایک عورت اپنے بیٹے کو حضور اکرم ﷺ کے پاس لے کر آئی اور کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے اور اس پر ایسے ایسے آتا ہے اور وہ اس طرح کرتا ہے جیسے آپ اس کو دیکھ رہے ہیں۔ آپ دعا کریں کہ اللہ اس کو مار دے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں دعا کروں گا کہ اللہ تعالیٰ اس کو شفا دے دے۔ اور وہ جوان ہو جائے اور نیک آدمی بنے۔ پھر وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرے اور اللہ کی راہ میں شہید ہو جائے اور جنت میں داخل ہو جائے۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے دعا فرمائی لہٰذا اللہ نے اس کو شفا دی وہ جوان ہو گیا اور نیک آدمی بنا اس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور وہ قتل ہوا اور شہید ہو کر جنت میں چلا گیا۔

یہ روایت مرسل ہے مگر جید ہے۔

بچے کے پیٹ سے حضور اکرم ﷺ کی دعا کی برکت سے کتیا کے بچے کی مثل جن نکل کر بھاگا

(۵) ہمیں خبر دی حاکم ابوعبداللہ حافظ نے الفوائد میں۔ ان کو خبر دی ابوالحسن محمد بن احمد بن تمیم اصم نے بغداد میں، ان کو حدیث بیان کی ابن عباس کابلی نے، ان کو عفان نے، ن کو حماد بن سلمہ نے، ان کو فرقد سنجی نے۔ (فرقد سنجی کو عقیلی نے ضعیف قرار دیا ہے ۳/ ۴۵۸) سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس سے کہ ایک عورت اپنا بیٹا حضور اکرم ﷺ کے پاس لائی اور بولی یا رسول اللہ میرا یہ بیٹا دیوانہ ہے جنون ہے (یا اس کو جن ہے) وہ اس کو ہمارے صبح وشام کے کھانے کے وقت پکڑتا ہے اور ہمارے اوپر فساد مچاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اس کے لئے دعا کی اس نے قے کی اتنے زور سے چنانچہ اس کے پیٹ میں سے کالے پلے (کتیا کا بچہ) کی مثل جانور نکلا اور بھاگ گیا۔

حضور اکرم ﷺ کی دعا سے عبداللہ بن رواحہ کا داڑ کے درد کا صحیح ہو جانا

(۶) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ اور ابوبکر محمد بن ابراہیم فارسی نے ان کو خبر دی ابوعمرو بن مطر نے، ان کو ابراہیم بن علی نے، ان کو یحییٰ نے، ان کو اسماعیل بن یحییٰ نے، ان کو اسماعیل بن عیاش نے، یزید بن نوح ابن ذکوان سے، یہ کہ نبی کریم ﷺ نے عبداللہ بن رواحہ کو زید اور جعفر کے ساتھ بھیجا تھا موتہ کی طرف تو اس نے کہا تھا یا رسول اللہ! مجھے داڑھ میں درد ہے وہ مجھے تکلیف دے رہی ہے اور درد شدید ہو گیا آپ نے فرمایا کہ میرے قریب ہو جایئے قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے بھیجا ہے حق کے ساتھ میں ضرور ایسی دعا کروں گا کہ جو بھی مؤمن تکلیف زدہ اس کے ساتھ دعا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی تکلیف دور کر دے گا حضور اکرم ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک ان کے رخسار پر رکھا جس طرف داڑھ میں درد تھا اور دعا پڑھی:

اللهم اذهب عنه سوء مايجد وفحشه بدعوة نبيك المبارك المكين عندك

(سات بار پڑھا)

کہتے ہیں کہ اللہ نے شام ہونے سے پہلے وہاں سے روانگی سے قبل شفاء دے دی۔ یہ روایت سنداً منقطع ہے۔

حضور اکرم ﷺ کے ہاتھ پھیرنے سے رافع کے پیٹ کی شکایت کا ہمیشہ کے لئے ختم ہو جانا

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابو صالح نے، ان کو لیث نے، ان کو خالد بن یزید نے، ان کو سعید بن ابو ہلال نے، ان کو ابوامیہ انصاری نے، ان کو عبید بن رفاعہ بن رافع نے، اپنے والد سے انہوں نے کہا۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحٰق نے، ان کو سعید بن شرحبیل نے، اور عبداللہ بن صالح نے، ان کو لیث بن سعد نے خالد بن یزید سے، اس نے سعید بن ابو ہلال سے، اس نے اپنے والد امیہ انصاری سے۔ اس نے عبید بن رعافہ سے اس نے رافع سے وہ کہتے ہیں ایک دن رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا آپ کے ہاں گوشت کی ہنڈیا جوش مار رہی تھی۔ مجھے چربی پسند آ گئی تو میں نے اس کو پیٹ بھر کر کھا لیا مگر میں اس سے سال بھر تک بیمار ہو گیا۔

پھر میں نے ایک بار رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا انہوں نے فرمایا کہ بیشک اس میں سات انسانوں کے نفس تھے اس کے بعد انہوں نے میرے پیٹ پر ہاتھ پھیر دیا جس کے بعد میں نے ہری ہری قے کر دی۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے ان کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میرے پیٹ نے اس وقت تک یعنی اب تک کوئی شکایت نہیں کی (یعنی دوبارہ کبھی پیٹ خراب نہیں ہوا) اسی طرح مروی ہے رافع سے الکتاب میں اور صحیح جو ہے وہ یعقوب کی روایت ہے۔ یعقوب کہتے ہیں میں گمان کرتا ہوں کہ بیشک مدائینی نے اس کو روایت کیا ہے رافع بن حدیج سے اور تھا جیسے اللہ نے چاہا۔ اور ابوبکر کے پاتھا اس نے روایت کی تھی عبید بن رفاعہ سے۔ اس میں "عن ابیہ" نہیں ہے وہ غلط ہے عبید کو صحبت رسول حاصل نہیں ہے۔

(۸) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن نصر نے، ان کو ابن وہب نے، ان کو خبر دی یزید بن عاض عبدالکریم سے اس نے عبید بن رفاعہ سے، اس نے اپنے والد سے کہ وہ حضور اکرم ﷺ کے گھروں میں کسی گھر میں داخل ہوئے اور گھر میں گوشت کی ہنڈیا اُبل رہی تھی اس میں چربی تھی کہتے ہیں کہ میں نے ہنڈیا کی طرف جھک کر اس میں سے کھا لیا مگر اس کے بعد سال بھر میرا پیٹ خراب ہو گیا لہٰذا میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا میں نے ان سے ذکر کیا بیشک قصہ یہ ہے کہ وہ سات نفوس کی مشترکہ تھی۔ حضور اکرم ﷺ نے میرے پیٹ پر ہاتھ پھیرا جس سے مجھے ہری قے ہوئی اس کے بعد سے میرا پیٹ کبھی خراب نہیں ہوا۔

حضور اکرم ﷺ کی دعا سے ان کے چچا ابوطالب کا ٹھیک ہو جانا

(۹) ہمیں خبر دی ابوسعد احمد بن محمد مالینی نے، ان کو ابواحمد بن عدی حافظ نے، ان کو یحییٰ بن محمد بن صاعد نے، ان کو عقبہ بن مکرم عمی نے، ان کو شریک بن عبدالحمید حنفی نے، ان کو ہیثم بکاء نے، ثابت سے اس نے انس رضی اللہ عنہ سے۔ یہ کہ ابوطالب بیمار ہو گئے تھے حضور اکرم ﷺ نے ان کی مزاج پرسی کی اس نے کہا اے بھتیجے آپ اپنے رب سے دعا کریں جس کی تم عبادت کرتے ہو کہ وہ مجھے عافیت دے دے حضور اکرم ﷺ نے دعا کی اللھم اشف عمی اے اللہ! میرے چچا کو شفا دے دے لہٰذا ابوطالب کھڑے ہو گئے ایسے جیسے کہ وہ اسی سے جکڑے ہوئے تھے اور کھل گئے۔ انہوں نے کہا اے بھتیجے! بیشک تیرا رب جس کی تم عبادت کرتے ہو تیری اطاعت کرتا ہے، بات مانتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے چچا! آپ بھی اللہ کی اطاعت کریں اللہ تعالیٰ آپ کی بھی ضروریات مانے گا۔

اس روایت کے ساتھ ہیثم بن جماز متفرد اور اکیلا ہے ثابت بنانی سے۔ اور ہیثم ضعیف ہے اہل علم کے نزدیک۔ کتاب المعجم لابی القاسم بغوی میں ہے اس کی اسناد کے ساتھ کثیر سے اس نے معاویہ بن حکم سے اس نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے میرے بھائی نے حکم پر خندق میں گھوڑا جھونک دیا جس سے اس کے سر پر خندق کی دیوار لگ گئی جس سے وہ زخمی ہو گیا حضور اکرم ﷺ کے پاس آیا ابھی گھوڑے سے نہیں اترا تھا حضور اکرم ﷺ نے اس پر ہاتھ پھیر دیا اور یہ پڑھا بسم اللہ۔ لہٰذا اس کو اس سے کوئی ایذاء باقی نہ رہی۔

(اصابہ ۲/۵۰۷)

باب ۷۰

۱۔ ان دو عورتوں کے بارے میں کیا کچھ وارد ہوا ہے جنہوں نے روزے کی حالت میں غیبت کی تھی۔

۲۔ اوران کے بارے میں آثار نبوت کا ظاہر ہونا اور قرآن کی سچائی

۳۔ اوراس میں اس بچے کی بات بھی ہے جس کو جن ہوتا تھا حضوا کرم ﷺ نے اس کے لئے دعا کی تھی اوراس کے پیٹ سے پلہ نکلا تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران اور ابوالحسین بن فضل قطان نے ان دونوں نے کہا ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے ان کو محمد بن عبدالملک دقیقی نے، ان کو یزید بن ہارون نے، ان کو خبر دی سلیمان تیمی نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ایک آدمی سے وہ حدیث بیان کررہے تھے ابوعثمان النہدی کی مجلس میں عبید مولیٰ رسول اللہ ﷺ سے کہ دو عورتوں نے عہد رسول میں روزہ رکھا اور یہ کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اس نے کہا یارسول اللہ! یہاں پر دو عورتیں ہیں انہوں نے روزہ رکھا ہے اور وہ دونوں پیاس کی وجہ سے مرنے کے قریب پہنچ چکی ہیں۔ کہتے ہیں حضور اکرم ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا یا خاموشی اختیار کرلی۔ پھر اس نے دوبارہ وہی بات دہرائی۔ کہتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ اس نے کہا تھا دوپہر گرمی کے وقت۔ اس نے کہا اے اللہ کے نبی وہ دونوں اللہ کی قسم وہ مرچکی ہوں گی یا مرنے کے قریب ہوں گی فرمایا کہ ان دونوں کو بلا کر لائیے۔ وہ آگئیں۔

کہتے ہیں ایک پیالہ لایا گیا یا بڑا پیالہ آپ نے ان دونوں میں سے ایک سے کہا کہ تم اس میں قے کرو اس نے قے کی جس نے قے کی تھی خون تھا اور پیپ تھی حتیٰ کہ اس نے آدھا پیالہ قے کی اس کے بعد آپ نے دوسری سے بھی کہا کہ قے کیجئے اس نے بھی قے کی قے میں خون اور پیپ تھی اور گوشت کے ٹکڑے تازہ تازہ وغیرہ حتیٰ کہ پیالہ بھر گیا۔ پھر آپ نے فرمایا ان دونوں نے روزہ رکھا تھا اس میں سے جو اللہ نے ان دونوں کے لئے حلال کیا تھا۔ اور افطار کیا تھا اس چیز کے ساتھ جو اللہ نے ان پر حرام کی تھی۔ اور ان دونوں میں سے ایک دوسری کے پاس بیٹھی تھی اور دونوں نے لوگوں کا گوشت کھانا شروع کردیئے تھے۔ (غالباً غیبت مراد ہے) اسی طرح کہا ہے عبید نے وہ صحیح ہے۔ (مسند احمد ۴۳۰)

روزے کی حالت میں غیبت کرنے والی عورتوں کا انجام دنیا میں

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو عباس بن فضل نے، ان کو مسدد بن مسرہد نے، ان کو یحییٰ بن سعید نے، ان کو عثمان بن غیاث نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ایک آدمی نے، میں اس کے بارے میں گمان کرتا ہوں کہ کہا تھا کہ ابوعثمان کے حلقہ میں سعد مولیٰ رسول اللہ سے کہ وہ لوگ روزے کا حکم دے گئے تھے چنانچہ بعض حصہ دن کا گذرنے کے بعد ایک آدمی آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! کہ فلاں فلاں عورت کو سخت تکلیف ہے حضور اکرم ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا دو یا تین مرتبہ پھر فرمایا بلا کر لاؤ تو ان کو وہ عُس یا پیالہ لے کر آئیں مجھے نہیں معلوم کہ دونوں میں کیا چیز تھی حضور اکرم ﷺ نے ایک عورت سے کہا کہ تم اس میں قے کرو اس نے تازہ خون گوشت، پیپ اور خون کی قے کی۔ آپ نے دوسری سے کہا تم بھی دوسرے برتن میں قے کرو اس نے کہا کہ یہ دونوں عورتوں نے روزہ رکھا تھا ایسی چیز سے جو اللہ نے ان کے لئے حرام کی ہے اور افطار کیا تھا ایسی چیز کے ساتھ جو اللہ نے ان پر حرام کر رکھا ہے۔ ایک آئی دوسری کے پاس سے یہ دونوں ہمیشہ وہاں بیٹھ کر لوگوں کا گوشت کھاتی رہی ہیں حتیٰ کہ دونوں کا پیٹ پیپ سے بھر گیا ہے۔

اسی طرح کہا ہے سعد سے روایت کرتے ہیں جب کہ پہلی زیادہ صحیح ہے۔ (مسند احمد ۵/۴۳۰)

حضور اکرم ﷺ کے ہاتھ اور دعا کی برکت سے جن والے بچے کے پیٹ سے کتیا کے پلہ کا نکل کر بھاگنا

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے الفوائد میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین محمد بن احمد بن تمیم اصم نے، بغداد میں ان کو محمد بن عباس کابلی نے، ان کو عفان نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، فرقد سنجی سے، اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ ایک عورت اپنے بیٹے کو لے کر آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرے اس بیٹے کے ساتھ جن ہے اور وہ اس کو ہمارے صبح و شام کے وقت آکر دبوچتا ہے لہٰذا ہمارے اُوپر فساد برپا کرتا ہے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا فرمائی جس سے اس نے قے کر دی لہٰذا اس کے پیٹ میں سے کتیا کے کالے پلے کی مثل کوئی جانور نکل کر بھاگا۔

باب ۷۱

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے بارے میں دعا کرنا جب انہوں نے قراءت میں شک کیا تھا اور اللہ تعالیٰ کا اس کے لئے قبول کرنا اسی وقت جس چیز کے بارے میں انہوں نے دعا فرمائی

(۱) ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے ان کو ابوسعید بن اعرابی نے، ان کو حسین بن محمد زعفرانی نے، ان کو یزید بن ہارون نے، ان کو خبر دی عوام بن حوشب نے، ان کو ابواسحٰق ہمدانی نے، ان کو سلیمان بن صرد نے، کہ اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ دو آدمیوں کو حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں لے کر آئے جنہوں نے قراءت کے بارے میں اختلاف کیا تھا دونوں یہ کہتے تھے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے اس طرح پڑھایا ہے

حضور اکرم ﷺ نے دونوں سے پڑھوا کر سنا پھر ان کو فرمایا تم دونوں نے درست اور بہتر پڑھا ہے اُبی بن کعب کہتے ہیں کہ میرے دل میں شک واقع ہوگیا۔ اس شک سے بھی زیادہ جو اسلام نے قبل جاہلیت میں شک ہوتا تھا۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے میرے سینے پر اپنا دست مبارک مارا اور دعا کی۔

اَللّٰھُم اَذْھِبْ عَنْہُ الشَّیْطَانَ ۔ (ترجمہ) اے اللہ شیطان کو اس سے دور کر دے۔

کہتے ہیں کہ بس میں اس کے بعد پسینے سے شرابور ہوگیا اور میں اللہ کی طرف خوف سے دیکھ رہا تھا۔ اس کے بعد فرمایا بیشک جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے تھے اور انہوں نے کہا قرآن مجید میں سات حروف پر (یعنی سات ہجوں یا قرلو توں پر) پڑھیے اور ہر ایک شافی وکافی ہے۔

(خصائص کبریٰ ۲/ ۱۶۸۔ مسند احمد ۵/۱۴۲)

باب ۴۷

رسول اللہ ﷺ کا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں دعا کرنا

اور دعا کا قبول ہونا اور کیا کچھ ظاہر ہوا

اللہ تعالیٰ کے اپنے رسول کی دعا قبول کرنے میں

(۱) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحٰق مزکی نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبدالوہاب نے، ان کو جعفر بن عون نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن ابوخالد نے، ان کو قیس بن حازم نے، یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے سعد رضی اللہ عنہ کے لئے کہا تھا۔

اَللّٰھُمَّ اَسْتَجِبْ لَہٗ اِذَا دَعَاكَ ۔ اے اللہ سعد کی دعا قبول فرمائیے جب یہ آپ سے دعا مانگے۔

(خصائص کبریٰ : ۲/۱۶۵)

یہ روایت مرسل حسن ہے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابونصر محمد بن عمر نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، اس کو اسحٰق بن ابراہیم نے، ان کو جریر بن عبدالحمید نے، ان کو عبدالملک بن عمیر نے جابر بن سمرہ سے وہ کہتے ہیں کہ میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اچانک ان کے پاس اہل کوفہ کے کچھ لوگ آ گئے۔ انہوں نے حضرت سعد کی ان سے شکایت کی۔ ان لوگوں نے کہا کہ وہ نماز بہتر نہیں پڑھاتے (نہیں پڑھتے) انہوں نے کہا میرا تو اس کے ساتھ عہد ہے کہ وہ نماز کو احسن طریقے پر ادا کریں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بلا کر خبر دی جو کچھ کیا گیا تھا انہوں نے جواب دیا کہ میں ان لوگوں کو رسول اللہ ﷺ جیسی نماز پڑھاتا ہوں۔ پہلی دو رکعتیں لمبی کرتا ہوں اور دوسری دو رکعتیں چھوٹی کرتا ہوں۔

حضرت عمر نے فرمایا کہ میرا بھی تیرے بارے میں یہی گمان ہے! اے ابواسحٰق لہٰذا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ ایک آدمی بھیجا جو کہ کوفے میں ان کے بارے میں پوچھے چنانچہ اس بندے کو کوفے کی مساجد میں پھیرایا گیا سب نے سعد کے بارے میں خیر کے سوا کچھ نہ کہا حتی کہ ایک مسجد میں پہنچے وہاں ایک آدمی تھا اس کو ابوسعدہ کہتے تھے۔ اس نے کہا اے اللہ کی قسم نہ یہ خاموش (سری) نمازیں صحیح پڑھاتے ہیں

نہ جبری صحیح پڑھاتے ہیں نہ فیصلوں میں انصاف کرتے ہیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے (فرمایا کہ یہ تیرا جھوٹ سناؤں تو) تو ناراض ہو گئے اور اس شخص کو بددعا دی اے اللہ اگر یہ کاذب ہے تو اس کی عمر لمبی کر دے اور اس پر شدید فقر مسلط کر دے اور اس پر فتنے واقع کر دے کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا گمان ہے کہ انہوں نے اس کو دیکھا تھا کہ طویل عمر کی وجہ سے اس کی بھویں آنکھوں پر آن پڑی تھیں۔ تحقیق وہ فقیر ہو گیا تھا اور فتنوں میں پڑ گیا تھا کوئی بھی چیز اس کے پاس نہ ایسی تھی اس سے کسی نے پوچھا تم کیسے ہوا ے ابوسعدہ؟ وہ کہتا بوڑھا ہوں فتنوں میں پڑا ہوا انہوں نے کہا مجھے سعد کی بددعا لگ گئی تھی۔

مسلم نے اس کو روایت کیا صحیح میں اسحٰق بن ابراہیم سے اور بخاری نے اس کو نقل کیا ہے حدیث ابوعوانہ سے اس نے عبدالمالک بن عمر سے اس نے اس میں یہ اضافہ کیا ہے کہ وہ لڑکیوں سے تعرض کرتا چھیڑ چھاڑ کرتا تھا اور راستے میں ان کو آنکھوں کے ساتھ اشارے کرتا تھا۔
(بخاری۔ کتاب الاذان۔ فتح الباری ۲/۲۳۶۔ مسلم۔ کتاب الصلوٰۃ ۱/۳۳۵)

(۳) ہمیں خبر دی ابومنصور عبدالقاہر بن طاہر فقیہ اور ابونصر بن قتادہ اور عبدالرحمٰن بن علی بن حمدان اور ابونصر احمد بن عبدالرحمٰن صفار نے وہ کہتے ہمیں خبر دی ابوعمرو اسماعیل بن نجید سلمی نے، ان کو خبر دی ابومسلم کجی نے، ان کو انصاری نے، ان کو ابن عون نے، ان کو خبر دی محمد بن محمد بن اسود نے، عامر بن سعد سے وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت سعد پیدل چل رہے تھے ایک آدمی کے پاس سے گذرے اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہ کو (ان صحابۂ کرام کو) سب وشتم کر رہا تھا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا تم ایسے لوگوں کو گالیاں دے رہے ہو حالانکہ ان کے لئے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن مجید میں بہت کچھ عظمت وصفات مذکور ہیں اللہ کی قسم آپ ان کو بُرا بھلا کہنے سے باز آجائیں ورنہ میں آپ کے خلاف اللہ سے بددعا کروں گا۔

اس شخص نے کہا یہ مجھے ایسے ڈرا رہا ہے جیسے یہ کوئی نبی ہے کہتے ہیں کہ حضرت سعد نے بددعا دیتے ہوئے کہا اے اللہ! اگر یہ واقعی ایسے لوگوں کو گالیاں دے رہا ہے جن کے بارے میں تیری طرف سے بہت کچھ قرآن میں مذکور ہے۔ تو اللہ تو اس کو آج نشان عبرت بنادے کہتے ہیں یہ کہتے ہی ایک بختیہ آئی جس سے لوگ چھٹ گئے اور وہ اس کو مخبوط کر گئی (جس کو شیطان جن مخبوط الحواس کر دے چھو کر) کہتے ہیں کہ میں نے لوگوں کو سعید کی اتباع کرتے دیکھا تھا اور وہ یہ کہتے تھے کہ اللہ نے اے ابواسحٰق تیری دعا قبول کر لی ہے۔ (خصائص کبریٰ : ۲/۱۶۶)

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو خبر دی ہے ابوالحسن علی بن محمد مصری نے، ان کو یوسف بن یزید نے، ان کو اسد بن موسیٰ نے، ان کو حاتم بن اسماعیل نے، ان کو یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن لبیبہ نے، اپنے دادا سے وہ کہتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص نے دعا کی تھی اے میرے رب! بیشک میرے بیٹے چھوٹے ہیں تو مجھ سے موت کو مؤخر کر دے یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائیں، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے بیس سال تک ان کی موت مؤخر کر دی تھی۔ (خصائص کبریٰ : ۲/۱۶۶)

☆☆☆

باب ۴۳

رسول اللہ ﷺ کا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے لئے

دین میں فہم وفقہ کی دعا کرنا اور علم اور اس کی تأویل وتوجیہ کی دعا کرنا اور اللہ تعالیٰ کا آپ کی دعا کو قبول کرنا

(۱)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوعثمان سعید بن محمد بن محمد بن عبدان نیشاپوری نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد دوری نے، ان کو ابونضر ہاشم بن قاسم نے، ورقاء بن عمر سے وہ کہتے ہیں میں نے سنا عبیداللہ بن ابویزید سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ بیت الخلاء میں گئے تو میں نے ان کے وضو کا پانی بھر کر رکھا جب باہر آئے تو پوچھا کہ یہ کس نے لا کر رکھا ہے؟ کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ نے دعا دی۔ اللّٰهم فقهه في الدين اللہ اس کو دین کی سمجھ عطا فرما۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے عبداللہ بن مسندی سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے زہیر بن حرب سے اور ابوبکر بن ابوالنضر سے ان سب نے ابوالنضر سے۔ (بخاری۔ کتاب الوضوء۔ فتح الباری ۱/۲۴۴)

(۲)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوعثمان بن عبدان اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس دوری نے، ان کو حسن بن موسیٰ اشیب نے، ان کو زہیر نے، عبداللہ بن عثمان بن خثیم سے اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ اپنا ہاتھ مبارک کندھے پر رکھا یا مونڈھے پر کہا شک ہے شعبہ کا پھر دعا فرمائی۔

اللهم فقهه في الدين وعلمه التأويل

اے اللہ اس کو دین میں سمجھ عطا فرما اور اس کو تعبیر وتوجیہ کا علم عطا فرما۔

(۳)　ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحق نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبدالوہاب نے، ان کو جعفر بن عوف نے، ان کو اعمش نے، مسلم بن صبیح سے، اس نے مسروق سے، وہ کہتے ہیں کہ عبداللہ نے کہا یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اگر ابن عباس رضی اللہ عنہ پالیتے ہماری عمروں کو تو ہم میں سے کوئی آدمی ان کے مقابل یا برابر نہ ہوسکتا فرمایا کہ فرماتے تھے جی ہاں ترجمان القرآن ابن عباس رضی اللہ عنہ تھے۔ واللہ اعلم بالصواب (مستدرک حاکم ۳/۵۳۷)

☆☆☆

باب ۴۷

رسول اللہ ﷺ کا حضرت انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ کے لئے

کثرت سے مال واولاد کی دعا کرنا اور اللہ تعالیٰ کا اس دعا کو قبول فرمانا

(۱)　ہمیں خبر دی ابوبکر بن فورکؒ نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو شعبہ نے قتادہ سے، وہ کہتے ہیں میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا فرمارہے تھے ام سُلیم نے کہا تھا یارسول اللہ! اس کے لئے دعا کردیجئے وہ انس رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہہ رہی تھی حضور اکرم ﷺ نے دعا فرمائی۔ اَللّٰھُمَّ اَکْثِرْ مَالَہٗ وَوَلَدَہٗ وَبَارِکْ لَہٗ فِیْمَا رَزَقْتَہٗ۔ اے اللہ اس کے مال اور اولاد میں اضافہ فرما اور آپ نے اس کے لئے جو کچھ رزق مقدر فرمایا ہے اس میں اس کے لئے برکت عطا فرما۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن مثنی سے انس نے ابوداود سے اور بخاری نے اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریق سے شعبہ سے۔

(بخاری۔ کتاب الدعوات۔ حدیث ۶۳۳۴۔ فتح الباری ۱۱/۱۴۴)

حضور اکرم ﷺ کی دعا کی برکت سے میرا مال کثیر ہے

اور بیٹے پوتے پڑپوتے ایک سو ہیں

(۲)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو عبداللہ بن محمد بن موسیٰ نے، محمد بن ایوب سے، ان کو خبر دی محمود بن غیلان نے، ان کو عمر بن یونس نے، ان کو عکرمہ بن عمار نے، ان کو اسحق بن عبداللہ ابن ابوطلحہ نے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی انس بن مالک نے وہ کہتے ہیں کہ ام سُلیم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی امی تھیں۔ انہوں نے مجھے اپنے دوپٹے میں لپٹایا ہوا تھا کچھ انہوں نے ظاہر کیا ہوا تھا عرض کیا یارسول اللہ! یہ انس ہے میں اس کو آپ کے پاس لائی ہوں یہ آپ کی خدمت کرے گا آپ اس کے لئے اللہ سے دعا فرمائیں حضور اکرم ﷺ نے دعا کی اے اللہ! مال اور اولاد میں اضافہ فرما انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اللہ کی قسم بیشک میرا مال کثیر ہے اور بیشک میرے بیٹے اور پوتے ایک سو افراد شمار کئے جاتے ہیں۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابن معن رقاشی سے اس نے عمر بن یونس سے۔ (مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۴/۱۹۲۹)

حضور اکرم ﷺ کی دعا کی برکت سے انس رضی اللہ عنہ کی پشت سے ایک سو انتیس

بیٹے پوتے ہونے کا تذکرہ

(۳)　ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، ان کو عبداللہ بن حسین بن منصور نے، ان کو ابوحاتم رازری نے، ان کو محمد بن عبداللہ انصاری نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے حمید طویل نے، انس بن مالک سے وہ کہتے ہیں ام سلیم نے عرض کی یارسول اللہ! میرا ایک خاص بچہ ہے حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کہ کیا خاص ہے یا کیا خصوصیت ہے عرض کیا کہ آپ کا خادم ہے انس، انس کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے میرے لئے

نہ کوئی آخرت کی خیر چھوڑی نہ دنیا کی مگر سب چیزوں کی حضور اکرم ﷺ نے میرے لئے دعا کر ڈالی اور فرمایا تھا اے اللہ اس کو مال واولاد کا رزق دینا اور اس میں برکت دے دینا فرمایا کہ یہی وجہ ہے کہ میں انصار میں سے زیادہ مالدار ہوں۔ انس فرماتے ہیں کہ میری بیٹی اُمینہ نے مجھے بیان کیا ہے کہ میری شیت میں پیدا ہونے والے مقدم الحجاج البصر یہ میں ایک سو انتیس افراد مدفون ہیں۔

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریق سے حمید سے۔

(بخاری۔ کتاب الصوم۔ حدیث ۱۹۸۲۔ فتح الباری ۴/ ۲۲۸۔ مسند احمد ۳/ ۱۰۸، ۱۸۸۔ ۲۴۸)

حضور اکرم ﷺ کی دعا کی برکت سے انس رضی اللہ عنہ کے دو باغ سال میں دو بار پھل دیتے تھے

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو احمد بن علی مقری نے، ان کو ابو عیسیٰ ترمذی نے، ان کو محمد بن غیلان نے، ان کو ابوداؤد نے، ابو العالیہ سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو العالیہ سے کہا تھا کیا انس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے خود سنا تھا؟ انہوں نے کہا کہ دس سال اس نے خدمت کی تھی رسول اللہ ﷺ کی اور حضور اکرم ﷺ نے اس کے لئے دعا فرمائی تھی۔ اور ان کے دو باغ تھے جو سال میں دو بار پھل دیتے تھے اور اس میں ریحان تھی (بوٹی) جس سے کستوری کی خوشبو مہکتی تھی۔ (ترمذی۔ کتاب المناقب۔ حدیث ۳۸۳۳۔ ۵/۶۸۳)

حضور اکرم ﷺ کی حضرت انس رضی اللہ عنہ کے لئے دو دعائیں دنیا کے لئے اور ایک آخرت کے لئے کرنا

(۵) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو عبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن شاذان نے، قتیبہ بن سعید سے اس نے جعفر بن سلیمان سے اس نے جعفر بن ابو عثمان سے اس نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گذرے اور بی بی اُم سلیم نے سن لیا بولی میرے ماں باپ قربان جائیں یا رسول اللہ! یہ اُنیس ہے (اس کو دیکھ لیں) لہٰذا حضور اکرم ﷺ نے میرے لئے تین دعائیں فرمائی تھی جن میں سے دو تو میں دیکھ چکا ہوں اور تیسری کی اُمید آخرت میں پوری ہونے کی رکھتا ہوں۔

مسلم نے اس کو روایت کیا صحیح میں قتیبہ بن سعید سے۔ (مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۱۴۴ ص ۴/ ۱۹۲۹)

حضور اکرم ﷺ کا انس رضی اللہ عنہ کے لئے لمبی عمر، کثرت مال ومغفرت کی دعا کرنا

(۶) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید نے، ان کو محمد بن بشیر نے، اخو خطاب نے، ان کو سعید بن مہران ہدادی نے، ان کو نوح بن قیس نے، ان کو ثمامہ بن انس نے، انس بن مالک سے فرماتے ہیں کہ اُم سلیم نے عرض کیا تھا یا رسول اللہ! انس آپ کا خادم ہوگا اس کے لئے دعا فرمائیں حضور اکرم ﷺ نے دعا فرمائی اللہ اس کو لمبی عمر دے اور اس کے مال کو زیادہ فرما اور اس کی مغفرت فرما۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا طویل عمر پانا ننانوے سال تک

(۷) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن مؤمل نے، ان کو فضل بن محمد نے، ان کو احمد بن حنبل نے، ان کو معمر نے، حمید سے یہ کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کو ننانوے سال عمر ملی تھی۔ یعنی ایک سو سال سے ایک سال کم، وہ ۹۱ھ میں فوت ہوئے تھے۔

مصنف فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں کہ اس کے علاوہ بھی طویل عمر کے قول ہیں جو کہ فضائل انس بن مالک رضی اللہ عنہ میں مذکور ہیں۔

حضرت انس ﷺ کا حضور ﷺ کی دعا سے صحابۂ کرامؓ کے ہاتھوں میں بوقت دعا نور دیکھنا

(۸) ہمیں خبر دی ابوبکر فارسی نے، ان کو ابواسحٰق اصفہانی نے، ان کو ابواحمد بن فارس نے، ان کو بخاری نے، ان کو یوسف بن راشد نے، ان کو احمد بن عبداللہ نے، ان کو عمران بن زید نے، ان کو خطاب بن عمر نے، حسن سے، اس نے انس بن مالک سے وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گھر سے مسجد تک ساتھ گیا لوگ مسجد میں تھے ہاتھ اُٹھائے ہوئے دعا کر رہے تھے حضور اکرم ﷺ نے پوچھا تم ان لوگوں کے ہاتھوں کو دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں؟ میں نے عرض کی کیا ہے ان کے ہاتھوں کو؟ فرمایا کہ ان کے ہاتھوں میں نور ہے۔ میں نے کہا آپ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مجھے بھی وہ دکھا دے حضور اکرم ﷺ نے دعا فرمائی اللہ نے مجھے بھی دکھا دیا لہٰذا آپ ﷺ نے جلدی کی ہم نے بھی اپنے ہاتھ اُٹھا دئے۔

بخاری کہتے ہیں اس روایت کی کوئی متابع روایت نہیں ہے۔ (بخاری ۲/۲۰۲۔ میزان ۱/۶۵۵)

باب ۷۵

نبی کریم ﷺ کا برکت کی دعا کرنا اُم سلیم کے حمل کے لئے جو کہ ابوطلحہ کی طرف سے تھا

(اور مرنے والے بیٹے کے بعد دوسرا نیک صالح بیٹا ہونا)

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن علی صنعانی نے مکہ میں ان کو اسحٰق بن ابراہیم نے، ان کو خبر دی عبدالرزاق نے، ان کو خبر دی معمر نے، ان کو ثابت نے، انس بن مالک سے وہ کہتے ہیں کہ بی بی اُم سلیم کا ابوطلحہ سے ایک بیٹا تھا وہ بیمار ہو گیا تھا اور اس مرض میں انتقال کر گیا تھا۔ جب وہ مر گیا تو اس کی ماں نے لپیٹ کے اوپر کپڑا ڈھک دیا حضرت ابوطلحہ ﷺ آئے تو انہوں نے پوچھا کہ میرے بیٹے نے شام کیسی گذاری؟ وہ بولی کہ شام سے آرام وقرار میں ہے۔

اس نے شوہر کو عشاء کا کھانا کھلایا۔ پھر رات کے بعض حصے میں کہا آپ کا خیال ہے کہ اگر کوئی آدمی آپ کو ادھار میں کوئی چیز دے، عارضی طور پر دے۔ پھر وہ واپس لے لے تو کیا آپ بے صبری اور پریشانی کا مظاہرہ کریں گے، اس نے کہا کہ نہیں تو وہ بولی کہ اللہ تعالیٰ نے بھی آپ کو آپ کا بیٹا عارضی طور پر دیا تھا وہ اس نے آپ سے لے لیا ہے۔

کہتے ہیں کہ وہ صبح کو رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اس نے بیوی کی یہ بات رسول اللہ ﷺ کو بتائی اور وہ اس رات اپنی بیوی سے صحبت بھی کر چکے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے دعا دی۔ بارك الله لكما فى ليلتكما۔ اللہ تعالیٰ تم دونوں کے لئے تمہاری اس رات میں برکت عطا کر دے۔ کہتے ہیں کہ (اس کے نتیجے میں) ابوطلحہ کا بیٹا پیدا ہوا اس کا نام عبداللہ تھا کہتے ہیں کہ لوگوں نے ذکر کیا کہ وہ اپنے زمانے کا بہترین آدمی ہوا۔ (خصائص کبریٰ ۲/۱۷۰)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن مقری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو مسدد نے، ان کو ابوالاحوص نے، ان کو سعید بن مسروق نے، عبایہ بن رافع سے وہ کہتے ہیں کہ اُم انس بن مالک (اپنے شوہر) ابوطلحہ سے بہت محبت کرتی تھیں ان کا ایک بیٹا ہوا تھا پھر وہ فوت ہو گیا تھا ابوطلحہ کسی حاجت کے لئے گئے ہوئے تھے رات کو وہ جب اپنی بیوی کے پاس پہنچے تو وہ شوہر کے پاس تحفہ لے کر آئی جو وہ پہلے سے شوہر کے پاس لاتی تھیں۔ اس کے بعد اس کے شوہر نے اس سے وہ کچھ طلب کیا جو شوہر اپنی بیوی سے طلب کرتا ہے۔

اس کے بعد شوہر نے پوچھا کہ میرے بیٹے کا کیا حال ہے؟ اس نے جواب دیا اے ابوطلحہ آپ کیا سمجھتے ہیں۔ جیسے ہمارے یہ پڑوسی کرتے ہیں کہ وہ ادھاری کوئی چیز مانگتے ہیں جب اس کا مالک آتا ہے تو وہ اس سے مانگتا ہے تو وہ دینے سے انکار کرتے ہیں اس نے کہا کہ وہ ایسا کر کے بُرا کرتے ہیں۔ وہ بولی کہ آپ کی مثال بھی ایسی ہے آپ کا بیٹا اللہ کی طرف سے عارضی اور اُدھار تھا بیشک وہ انتقال کر چکا ہے۔ لہٰذا وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اس نے ساری بات آپ کو بتائی نبی کریم ﷺ نے اس کو دعا دی اے اللہ! دونوں کے لئے ان کی اس رات میں برکت دے لہٰذا وہ حاملہ ہوئی اور لڑکے کو جنم دیا۔

عبایہ نے کہا کہ میں نے اس لڑکے کے سات بیٹے خود دیکھے تھے سب کے سب قرآن کے قاری تھے اور اس کو اسحق بن عبداللہ بن ابوطلحہ نے روایت کیا ہے انس بن مالک سے بطور موصول روایت، اور اسی طریق سے اس کو نقل کیا ہے بخاری نے۔

اور اس کو روایت کیا ہے زیاد نمیری نے، انس بن مالک ؓ سے اور آخر قصے میں اس بچے کی تحنیک کرنے کا بھی کہا ہے (یعنی کھجور چبا کر نامنہ پر لگانا) اس کے بعد آپ نے اس کی پیشانی کے بالوں پر ہاتھ پھیرا اور اس کا نام عبداللہ رکھا اور یہ ہاتھ پھیرنا اس کے چہرے پر سفید وروشن ہو گیا تھا۔

(بخاری۔ کتاب الجنائز۔ حدیث ۱۳۰۱۔ فتح الباری ۳/۱۶۹۔ بخاری۔ کتاب العقیقہ۔ فتح الباری ۹/۵۸۷۔ مسلم۔ کتاب الآداب۔ حدیث ۲۳ ص ۱۶۸۹۔۱۶۹۰)

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن مقری نے، ان کو حسن بن محمد بن اسحق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو محمد بن ابوبکر نے، ان کو زائدہ بن ابی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زائدہ بن ابورقاد نے، ان کو زیاد نمیری نے، اس نے مذکورہ روایت کو نقل کیا ہے۔

باب ۷۶

۱۔ حضور اکرم ﷺ کا اشارہ کرنا ابوہریرہ دوسی ؓ کو اور دیگر کو اس چیز کے بارے میں جو چیز حفظ و یادداشت کا سبب ہوگی۔

۲۔ ابوہریرہ ؓ کا آپ کی بات ماننا۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کا رسول اللہ ﷺ کے قول کو پکارنا۔

۴۔ اس میں جن آثار نبوت کا ظہور ہوا۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو خبر دی حاجب بن احمد طوسی نے، ان کو محمد بن یحییٰ نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو خبر دی معمر نے زہری سے اس نے اعرج سے، اللہ کے قول کے بارے میں:

ان الذین یکتمون ماانزلنا من البینات و الھدیٰ

بیشک وہ لوگ جو چھپاتے ہیں جو کچھ ہم نے اُتارا ہے ہدایت اورواضح دلائل۔

کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ ﷛ نے فرمایا تم لوگ کہتے ہو کہ ابوہریرہ نبی کریم ﷺ سے کثرت سے دعائیں کرتے ہیں اور اللہ ہی وعدے کی جگہ ہے (یعنی اللہ کے آگے ہی پیش ہونا ہے) اور تم لوگ کہتے ہو کیا حال ہے مہاجرین وانصار کا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اس حدیث کو بیان نہیں کرتے؟ اور کیا حال ہے انصار کا کہ وہ اس روایت کو بیان نہیں کرتے؟ بیشک میرے ساتھ جو مہاجرین میں سے تھے آپ کو بازار میں ان کی تجارت نے مصروف کردیا تھا۔

اور میرے ساتھ انصار کو ان کی زمینوں نے مصروف کردیا تھا اور ان کی نگرانی نے۔ جب کہ میں ایک مسکین آدمی تھا میں رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں زیادہ بیٹھتا تھا میں حاضر رہتا تھا جب وہ لوگ موجود نہیں ہوتے تھے۔ اور میں وہ باتیں حضور اکرم ﷺ کی یاد رکھتا تھا جو وہ بھول جاتے تھے۔ بیشک نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ بیان فرمایا کہ کون اپنا کپڑا بچھیلائے گا میں اپنی حدیث اس میں اُنڈیل دوں پھر وہ اس کو اپنے ساتھ ملالے بیشک وہ اس کے بعد اس میں سے کوئی چیز بھی نہیں بھولے گا جو اس نے مجھ سے سنی ہوگی کبھی بھی۔ اللہ کی قسم اگر وہ بات قرآن کتاب اللہ میں نہ ہوگی تو میں تمہیں کوئی چیز کبھی بیان نہ کرتا اس کے بعد انہوں نے تلاوت کیا :

ان الذین یکتمون .... الخ (پوری آیت)۔ (سورۃ بقرہ آیت ۱۵۹)

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن حمید سے، اس نے عبدالرزاق سے۔

(مسلم۔کتاب فضائل الصحابہ۔حدیث ۱۵۹ ص ۱۹۴۰)

اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے دیگر کئی طرق سے۔ (بخاری۔کتاب الاعتصام)

اور ہم نے روایت کیا ہے کتاب المدخل میں۔ جو کچھ روایت کیا گیا ہے ابوہریرہ ﷛ سے، ان کی دعا کے بارے میں اور ان کے علم کا سوال کرنے کے بارے میں کہ وہ نہ بھولا کرے اور نبی کریم ﷺ کا آمین کہنا اس کی دعا پر۔ اور وہ جو روایت کی گئی ہے طلحہ بن عبیداللہ سے اور دیگر سے اس کی تصدیق کے بارے میں۔

(۲) اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی ربیع نے، وہ کہتے ہیں امام شافعیؒ فرماتے ہیں: ابوہریرہ ﷛ اپنے زمانے میں سب سے زیادہ حدیثوں کے حافظ (یاد کرنے والے) تھے۔ (الرسالہ للشافعی الفقراء ۷۲ ص ۲۸۰۔۲۸۱)

باب ۷۷

حضور اکرم ﷺ کا اُم ہریرہ کے لئے ہدایت کی دعا کرنا

اور اللہ تعالیٰ کا اس دعا کو اس کے بارے میں قبول کرنا

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابوعمرو عثمان بن احمد بن عبداللہ الدقاق نے بغداد میں ان کو عبدالملک بن محمد بن عبداللہ رقاشی نے، ان کو یعقوب بن اسحٰق حضرمی نے عکرمہ بن عمار سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوکثیر غبری نے، وہ کہتے ہیں کہ ابوہریرہ ﷛ نے کہا نہیں روئے زمین پر کوئی مؤمن مرد یا مؤمن عورت مگر وہ مجھے محبوب رکھتا ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا تمہیں اس بات کا

کیسے علم ہے اے ابو ہریرہ؟ کہا کہ میں اپنی والدہ کو اسلام کی طرف دعوت دیتا رہتا تھا مگر وہ انکار کردیتی تھیں ایک دن حسب معمول میں نے اس کو دعوت دی اس نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں مجھے کچھ ایسی باتیں کہیں جو میں ناپسند کرتا تھا۔

میں حضور اکرم ﷺ کے پاس آیا اور میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں اپنی والدہ کو اسلام کی دعوت دیتا رہتا تھا وہ انکار کردیتی تھیں آج میں نے ان کو دعوت دی جس پر اس نے آج مجھے آپ کے خلاف کچھ ایسی باتیں کہیں ہیں جنہیں میں پسند نہیں کرتا۔ لہٰذا یارسول اللہ! آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ اُمِ ہریرہ کو اسلام کی طرف ہدایت دے دے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے دعا فرمائی میں واپس لوٹا اپنی امی کو یہ بتانے کے لئے کہ میں ان کو بشارت دوں کہ حضور اکرم ﷺ نے آپ کی ہدایت کے لئے دعا کی ہے۔ جب میں دروازے پر پہنچا تو دیکھتا ہوں کہ دروازہ بند ہے میں نے دروازہ بجایا۔ والدہ نے میرا آنا محسوس کرلیا اور اس نے کپڑے پہن لئے اور اپنے سر پر دوپٹہ رکھ لیا اور کہا ٹھہر جا اے ابو ہریرہ! پھر اس نے میرے لئے دروازہ کھولا۔ میں جب داخل ہوا تو اس نے کہا:

اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدًا رسول الله

کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی طرف واپس لوٹ گیا اور میں خوشی سے رو رہا تھا بالکل ایسے جیسے میں غم سے رویا کرتا تھا۔ اور میں نے کہنا شروع کیا خوش ہوجایئے یارسول اللہ! تحقیق اللہ نے آپ کی دعا قبول کرلی ہے اور اُم ابو ہریرہ کو اللہ نے اسلام کی طرف ہدایت دے دی ہے۔ میں نے کہا آپ اللہ سے دعا کریں کہ میری ماں مجھے محبوب رکھے اور سارے مؤمن مجھے بھی محبوب رکھیں اور ان سب کو ہماری طرف محبوب بنادے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی۔ اے اللہ! تو اپنے اس چھوٹے سے بندے کی اور اس کی امی کو تمام اپنے مؤمن بندوں کی نظر میں محبوب بنادے اور سارے اہل ایمان کو ان دونوں کا محبوب بنادے۔ لہٰذا روئے زمین پر جتنے مؤمن مرد ہیں اور مؤمن عورتیں ہیں وہ مجھے محبوب رکھتے ہیں اور میں ان کو محبوب رکھتا ہوں۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں عمرو ناقد نے، اس نے عمر بن یونس سے اس نے عکرمہ بن عمار سے اور اس میں اس نے ان کے غسل کا ذکر بھی کیا ہے۔ (مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۱۵۸ ص ۱۹۳۸)

باب ۷۸

اس نوجوان کا تذکرہ
موت کے وقت جس کی زبان کلمہ شہادت کے لئے نہیں کھلتی تھی
یہاں تک کہ اس کی والدہ اس سے راضی ہوئی تو اس نے کلمہ شہادت پڑھا
اور جان جان آفرین کے سپرد کردی

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، اور ابو سعید بن ابو عمرو نے دونوں کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو یحییٰ بن ابو طالب نے، ان کو عبدالوہاب بن عطاء نے، ان کو ابو الورقاء نے، عبداللہ بن ابو اوفیٰ سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کوئی آدمی آیا اس نے بتایا کہ یارسول اللہ! یہاں پر ایک آدمی فوت ہو رہا ہے اسے کہا جاتا ہے کہ پڑھ۔ لا الــــــه الا الله مگر وہ

نہیں پڑھ سکتا حضورا کرم ﷺ اُٹھے ہم لوگ بھی اُٹھ کر ساتھ چلے گئے آپ نے فرمایا اے جوان! کہو لا الہ الا اللہ اس نے کہا کہ میں نہیں کہہ سکتا حضورا کرم ﷺ نے پوچھا کیوں؟ اس نے کہا کہ میرے دل پر تالا لگا دیا گیا ہے۔ جب میں یہ کہنا چاہتا ہوں تو تالا میرے دل کو قابو کر لیتا ہے۔ حضورا کرم ﷺ نے پوچھا کیوں اس نے بتایا میری اپنی ماں کی نافرمانی کی وجہ سے۔

حضورا کرم ﷺ نے پوچھا کہ کیا تیری والدہ زندہ ہے؟ بولا جی ہاں زندہ ہے کہتے ہیں کہ حضورا کرم ﷺ نے اسے بلوایا جب آ گئی تو پوچھا کہ کیا یہ تیرا بیٹا ہے؟ بولی جی ہاں ہے۔ تیرا کیا حال ہے اگر بہت بڑا آگ کا الاؤ لگایا جائے اور تجھے کہا جائے کہ اس کو اس کے اندر ڈال دیا جائے گا کیا تم اس کے لئے سفارش کرو گی (کہ نہ ڈالا جائے) بولی جی ہاں یا رسول اللہ! میں سفارش کروں گی اس کے لئے۔ فرمایا تو پھر تم اللہ کو گواہ کرو اور مجھے بھی گواہ کرو کہ تم اس سے راضی ہوگئی ہو وہ بولی اللہ میں تجھے گواہ کرتی ہوں اور میں تیرے رسول کو بھی گواہ کرتی ہوں کہ میں اس سے راضی ہوں۔

حضورا کرم ﷺ نے فرمایا کہو اے نوجوان لا الہ الا اللہ کہتے ہیں کہ اس نے پڑھنا شروع کیا لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریك له۔ کہتے ہیں کہ اس نے تین بار کلمہ پڑھا۔ حضورا کرم ﷺ نے فرمایا اللہ کا شکر ہے جس نے تجھے میری وجہ سے جہنم سے بچالیا ہے۔ یعنی میرے ذریعے سے بچالیا ہے۔ (مجمع الزوائد ۸/۱۴۸)

باب ۷۹

ایک یہودی کا نیک عمل کی بدولت
حضور ﷺ کی دعا سے اسلام لے آنا

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابوجعفر کامل بن احمد مستملی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن علی بن محمد بن علی خلعانی سمنانی دامغانی میں، ان کو عبداللہ بن محمد بن یونس سمنانی نے، ان کو محمد بن رزام نے، سلیطی بصری نے، ان کو محمد بن عمرو نے عبداللہ انصاری سے، ان کو ابوالحسن علی بن حسین بن علی بیہقی صاحب مدرسہ نے، ان کو ابواسحٰق ابراہیم بن محمد بن یزداد رازی نے، بطور املاء کے بخاری میں۔

ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یونس مقری نے، نیشاپور میں اس کو ابوالفضل عباس بن ابراہیم نے، ان کو محمد بن رزام نے، ابوعبدالملک ایلی نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن عمرو ابوسلمہ انصاری نے، ان کو مالک بن دینار نے، انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے ہیں کہ ایک یہودی نبی کریم ﷺ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ حضورا کرم ﷺ نے چھینک لی تو یہودی نے اس کا جواب دیا یرحمك الله، اللہ تجھ پر رحم کرے۔ اس کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا کہا۔ هداك الله، اللہ تجھے ہدایت دے۔ چنانچہ وہ مسلمان ہو گیا۔ (خصائص کبریٰ ۲/۱۶۷)

یہ اسناد مجہول ہے۔

☆☆☆

باب ۸۰

حضور اکرم ﷺ کا حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کے بارے میں دعا کرنا اور آپ کی دعا کی برکت سے کچھ آثار کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعمرو بن ابوجعفر نے، ان کو حسن بن سفیان نے، ان کو اسحق بن ابراہیم۔ (ح) اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو احمد بن خلیل نے، ان کو اسحق نے، ان کو خبر دی فضل بن موسیٰ نے، ان کو جعید بن عبدالرحمن نے، وہ کہتے ہیں کہ سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تھے ان کی عمر چرانوے (۹۴) برس تھی جب کہ تا حال وہ معتدل اور مضبوط آدمی تھے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تحقیق میں جانتا ہوں جو کچھ یہ کانوں اور آنکھوں کی سلامتی ہے وہ نبی کریم ﷺ کی دعا کی برکت سے ہے جو انہوں نے میرے لئے فرمائی تھی میری خالہ مجھے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں لے کر گئی تھی اور کہا تھا میرا بھانجا بیمار ہے آپ اللہ سے دعا فرمائیں اس کے لئے کہتے ہیں کہ انہوں نے میرے لئے دعا فرمائی تھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں اسحٰق بن ابراہیم سے۔

(بخاری۔ کتاب المناقب۔ فتح الباری ۶/ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ بخاری۔ باب خاتم النبوۃ۔ فتح الباری ۶/ ۶۱۷۔ مسلم۔ کتاب الفضائل۔ حدیث ۱۱۱ ص ۱۸۲۳)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو ابواحمد حمزہ بن محمد بن عباس نے، ان کو محمد بن غالب نے، ان کو موسیٰ بن مسعود نے، ان کو خبر دی عکرمہ بن عمار نے ان کو عطا مولی السائب نے کہا کہ سائب کا سر اس جگہ سے سیاہ تھا اور اس نے اپنے ہاتھوں سے بیان کیا کہ ان کی کھوپڑی سے سر کے سامنے تک بال سیاہ تھے اور پچھلا حصہ اور داڑھی اور رخسار سفید تھے میں نے کہا اے میرے آقا میں نے آپ سے زیادہ عجیب بالوں والا کسی کو نہیں دیکھا انہوں نے کہا بیٹے تم کیا سمجھتے ہو کہ ایسا کیوں ہے؟ بیشک نبی کریم ﷺ میرے ہاں تشریف لائے تھے اور میں بچہ تھا بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ انہوں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ میں نے کہا یہ کہ سائب بن یزید نمر کا بھائی انہوں نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا تھا اور فرمایا تھا اللہ تیرے اندر برکت دے لہٰذا یہ حصہ (جس پر آپ نے ہاتھ پھیرا تھا) کبھی بھی سفید نہیں ہوتا۔ (مجمع الزوائد)

باب ۸۱

اس یہودی کے بارے میں روایت جس نے نبی کریم ﷺ کی داڑھی مبارک کو ہاتھ لگایا تھا اور اس بارے میں آثار نبوت

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالحسین علی بن حسین ابن جعفر رصافی نے، ان کو احمد بن محمد بن فضالہ مصری صفار نے، ان کو محمد بن سلمان منقری نے، ان کو ابوعمر و انصاری نے، ان کو محمد بن ابراہیم بن عزرہ بن ثابت نے، اپنے والد عزرہ بن ثابت انصاری سے،

اس نے ثمامہ سے اس نے انس سے یہ کہ ایک یہودی نے نبی کریم ﷺ نے داڑھی کو ہاتھ میں لیا تھا کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اس کو دعا دی تھی۔ اللّٰھُمَّ جَمِّلْہُ۔ اے اللہ! اس کو خوبصورتی دے دے لہٰذا اس کی داڑھی سیاہ ہوگئی تھی جو کہ سفید ہو چکی تھی۔

اس روایت کا شاہد بھی موجود ہے مگر اسناد مرسل کے ساتھ۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو احمد بن منصور رمادی نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو معمر نے، قتادہ سے وہ کہتے ہیں کہ ایک یہودی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا نبی کریم ﷺ نے اس کو دعا دی اے اللہ! اس کو خوبصورتی دے دے۔ کہتے ہیں کہ اس کے بال سیاہ ہو گئے تھے حتیٰ کہ سخت سیاہ ہو گئے اس طرح معمر کہتے ہیں کہ میں نے قتادہ کے علاوہ دیگر سے سنا تھا وہ ذکر کرتے تھے کہ وہ نوے برس تک زندہ رہا تھا مگر وہ بوڑھا نہیں ہوا تھا۔

میں نے اس روایت کو دیکھا امام ابوداؤد کی کتاب المراسیل میں مختصر طور پر کہ ایک یہودی نے نبی کریم ﷺ کے لئے دودھ دوہا تھا۔ لہٰذا حضور اکرم ﷺ نے اس کو دعا دی تھی اے اللہ! اس کو خوبصورتی دے دے لہٰذا اس کے بال سیاہ ہو گئے تھے۔ (ابوداؤد۔ تحفۃ الاشراف ۱۳/۳۳۹)

باب ۸۲

ابوزید عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ کی شان میں روایت
نیز حضور اکرم ﷺ کا ان کے لئے دعا کرنا
اور اس بارے میں آثار نبوت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس احمد بن ہارون بن ابراہیم فقیہ نے، ان کو عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو حرمی بن عمارہ نے، ان کو عزرہ بن ثابت نے، ان کو حدیث بیان کی علباء بن احمر نے، ان کو حدیث بیان کی ابوزید انصاری نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ میرے قریب آیئے کہتے ہیں کہ پھر حضور اکرم ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سر اور داڑھی پر پھیرا پھر فرمایا اے اللہ! اس کو خوبصورتی دے دے اور اس کی خوبصورتی کو دوام عطا کر۔ (ترمذی ۵/۵۹۴۔ مسند احمد ۵/۷۷،۳۴۱)

کہتے ہیں کہ وہ ایک سو برس سے اوپر کے ہو گئے تھے حالانکہ ان کی داڑھی بھی سفید نہیں تھی کالی تھی سوائے چند بالوں کے اور وہ خوش نما چہرے والے تھے اور مرتے دم تک ان کے چہرے پر جھری نہیں پڑھی تھی۔

میں کہتا ہوں کہ یہ اسناد صحیح ہے موصول ہے تحقیق نے اس کو روایت کیا حسین بن واقد نے۔ کہا ہے کہ حدیث ابن نہیک ازدی نے، ہمیں حدیث بیان کی ہے عمرو بن اخطب سے اور وہ ابوزید ہیں کہتے کہ رسول اللہ ﷺ نے پانی طلب کیا۔ میں نے ان کے پاس ایک پانی کا برتن لے کر آیا اس میں پانی تھا اس میں کچھ بال تھے میں نے اس کو اُٹھایا پھر میں نے ان کو پکڑوایا۔ حضور اکرم ﷺ نے دعا دی اے اللہ! اس کو خوبصورت بنا کہتے ہیں کہ جس نے ان کو دیکھا تھا جب ان کی عمر تیرانوے سال کی تھی کہ ان کی داڑھی اور سر میں ایک بھی سفید بال نہیں تھا! (مسند احمد ۵/۳۴۰) اور وہ اس میں جس نے ان کو دیکھا ہے ابوعبداللہ حافظ نے، اس کی مجھے خبر دی ہے کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالعباس قاسم سیاری نے، ان کو محمد بن موسیٰ باشانی نے، ان کو علی بن حسن شقیق نے، ان کو حسین بن واقد نے۔

☆☆☆

باب ۸۳

نبی کریم ﷺ کا محمد بن انس اور حنظلہ کے سر پر ہاتھ پھیرنا

اور دونوں کی آنکھوں پر بھی اور اس بارے میں آثار نبوت کا ظاہر ہونا

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبدالرحمٰن سُلمی نے، یہ کہ ابو عبداللہ عکبری نے، ان کو خبر دی ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالقاسم بغوی نے، ہمیں ہارون بن عبداللہ بن موسیٰ اور عبداللہ بن ابی مسرہ مکی نے ان دونوں کو یعقوب بن زہری نے۔ (ح)

اور ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن سلیمان بن فارس نے، ان کو محمد بن اسماعیل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن موسیٰ نے، ان کو یعقوب بن محمد بن ابراہیم فارسی نے، ان کو ابواسحٰق ابراہیم بن عبداللہ اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد نے ان کو خبر دی ادریس بن محمد بن یونس بن محمد بن انس ظفری نے، ان کو ان کے دادا یونس نے، اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ مدینے میں تشریف لائے تو میں اس وقت دو ہفتے کا تھا مجھے ان کی خدمت میں لایا گیا انہوں نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور مجھے حج کروایا جب میں دس سال کا تھا اور میرے لئے برکت کی دعا فرمائی اور فرمایا کہ اس کا نام میرے نام پر رکھو مگر اس کی کنیت میری کنیت نہ رکھو۔ کہتے ہیں کہ یونس نے کہا کہ میرے والد بڑی عمر دیئے گئے تھے حتیٰ کہ میرے والد کی ہر چیز بوڑھی ہوگئی تھی مگر ان کے سر اور داڑھی پر جہاں جہاں حضور اکرم ﷺ کے ہاتھ پہنچے تھے (وہ جوان رہے)۔ (بخاری فی التاریخ الکبیر ۱۔۱/۱۹۔اصابہ ۳/۳۷۹)

(۲) اور اس میں ہے جو مجھے خبر دی ہے ابو عبدالرحمٰن سُلمی نے، ان کو ابو عبداللہ عبیداللہ بن محمد عکبری نے ان کو خبر دی، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالقاسم بغوی نے، ان کو ہارون بن عبداللہ ابو موسیٰ نے، ان کو محمد بن سہل بن مروان نے، ان کو ذیال بن عبید بن حنظلہ بن خدیم بن حنیفہ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا اپنے دادا حنظلہ سے وہ حدیث بیان کرتے ہیں، والد کو اور ان کے چچاؤں کو یہ کہ حنیفہ نے اپنے بیٹوں کو جمع کیا اور حدیث کو ذکر کیا ان کی وصیت کے اور آمد کے بارے میں نبی کریم ﷺ کے پاس اور ان کے ساتھ خدیم تھے اور حنظلہ اور اس کے آخر میں کہا ہے میرے ماں باپ قربان میں ایک آدمی ہوں صاحب عمر طویل۔ اور یہ میرا بیٹا ہے حنظلہ حضور اکرم ﷺ کے نام پر نام رکھا گیا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے لڑکے اور حضور اکرم ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرا! اور اس کے بارے میں کہا تھا اس میں برکت دی گئی ہے یا یوں فرمایا تھا اللہ تمہارے اندر برکت دے۔ اور میں نے حنظلہ کو دیکھا تھا کہ ان کے پاس ایسی بکری لائی جاتی جس کی کھیری پر ورم ہوتا یا اونٹ یا کوئی انسان جس پر کوئی ورم ہوتا تھا وہ اپنے ہاتھ پر اپنا لعاب دھن ڈالتے اور لعاب دھن لگا کر متورم جگہ پر پھیرتے اور یوں کہتے تھے۔ بسم اللہ علیٰ ثرید رسول اللہ۔ اللہ کے نام کے ساتھ اور رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ کے اثر کے ساتھ ہاتھ پھیرتا ہوں (یا شفا طلب کرتا ہوں) پس ہاتھ پھیر دیتے تھے لہٰذا اس کا ورم دور ہو جاتا تھا۔ (اصابہ ۱/۳۵۹)

(۳) ہمیں خبر دی ابوبکر فارسی نے، ان کو خبر دی ابواسحٰق اصفہانی نے، ان کو محمد بن سلیمان بن فارس نے، وہ کہتے ہیں کہ محمد بن اسماعیل بخاری نے کہا کہ حنظلہ بن حذیم۔ بخاری نے کہا کہ یعقوب بن اسحٰق نے کہا:

حنظلہ بن حنیفہ بن حذیم وہ کہتے ہیں کہ کہا حذیم نے یا رسول اللہ! میں بیٹوں والا آدمی ہوں۔ اور یہ میرا سب سے چھوٹا بیٹا ہے اس کا نام حضور کے نام پر رکھا گیا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تھا ادھر آیئے اے لڑکے! اور میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا اللہ تمہارے اندر برکت دے۔ یا یوں کہا تھا کہ

تیرے اندر برکت دے دی گئی ہے۔ پھر میں نے دیکھا تھا کہ حنظلہ کے پاس کوئی ورم والا انسان لایا جاتا تھا وہ اس پر ہاتھ پھیر دیتے تھے اور کہتے تھے بسم اللہ (اللہ کے نام) کے ساتھ ہاتھ پھیرتا ہوں۔ لہٰذا ورم دور ہو جاتا تھا۔ (تاریخ کبیر ۲۔۱/۳۷۰)

(۴)　　اور ذکر کیا جاتا ہے ابوسفیان سے اور اس کا نام مدلول ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس گیا اور مسلمان ہو گیا تھا اور حضور اکرم ﷺ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اس کے لئے برکت کی دعا کی لہٰذا ابوسفیان کے سر کا اگلا حصہ کالے بالوں والا تھا جس قدر نبی کریم ﷺ نے ہاتھ پھیرا تھا باقی سارا سر سفید تھا اس کو بخاری نے ذکر کیا ہے تاریخ میں سلیمان بن عبدالرحمٰن سے اس نے مطر بن علاء فزاری سے، اس نے اپنی پھوپھی سے اور قطفہ سے جو کہ اس کا مولیٰ تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا تھا ابوسفیان سے اس نے اس کو ذکر کیا۔ (تاریخ کبیر ۴۔۲/۵۵)

(۵)　　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالفضل محمد بن ابراہیم نے، ان کو حسین بن محمد بن زیاد قبانی نے، وہ کہتے ہیں کہ علی بن حُجر نے ذکر کیا اس خط میں جس میں اس نے ہماری طرف لکھا تھا وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی فطر بن علاء فزاری نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے میری پھوپھی آمنہ بنت ابوالشعثاء نے مدلوک ابوسفیان سے۔

(۶)　　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوسعید احمد بن محمد بن عمرو احمسی نے، ان کو حسین بن حمید بن ربیع نے، ان کو فضل بن عون مسعودی ابوحمزہ نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے اُم عبداللہ بن حمزہ بن عبداللہ نے اپنی دادی سے اور وہ اُم ولد بھی تھیں عبداللہ بن عتبہ کی وہ کہتی ہیں کہ میں نے اپنے آقا عبداللہ بن عتبہ سے کہا آپ نبی کریم ﷺ سے کوئی چیز کا ذکر کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں ذکر کرتا ہوں کہ میں پانچ چھ سال کا لڑکا تھا حضور اکرم ﷺ نے مجھے اپنی گود میں بیٹھایا تھا اور انہوں نے میرے لئے اور میرے بچوں کے لئے برکت کی دعا کی تھی میری دادی کہتی ہیں کہ ہم اس دعا کے اثر کو جانتے ہیں کہ ہم بوڑھے نہیں ہوں گے۔

(۷)　　اور اس روایت میں ہے جس کی ہمیں خبر دی ہے ابوعبدالرحمٰن سلمی نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ عکبری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالقاسم بغوی نے، ان کو احمد بن عباد فرغانی نے، ان کو یعقوب بن محمد نے، ان کو وہب بن عطاء بن یزید جہنینے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابووضاح بن سلمہ جہنی نے، اپنے والد سے اس نے عمرو بن ثعلبہ جہنی سے پھر زہری سے وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ سے ملا تھا سیالہ میں، میں مسلمان ہو گیا انہوں نے میرے چہرے پر ہاتھ پھیرا تھا۔ چنانچہ عمرو بن ثعلبہ جب فوت ہوئے تو وہ پورے سو برس کے ہو چکے تھے مگر اس کا ایک بھی بال سفید نہیں ہوا تھا جن کو رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ لگا تھا چہرے پر ہو یا سر پر۔

(۸)　　اور ہم نے روایت کی مالک بن عمیر شاعر سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے اپنا دست مبارک میرے سر پر پھیرا پھر چہرے پر پھیرا اس کے بعد اس سر پر اس کے بعد اس کے پیٹ پر۔ پھر مالک بڑی عمر دیئے گئے تھے حتیٰ کہ ان کا سر اور داڑھی سفید ہو گئے تھے مگر رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پھیرنے والی جگہ پر بال سفید نہیں ہوئے۔ (اصابہ)

(۹)　　ہم نے اس کو روایت کیا ہے حصین بن عبدالرحمٰن سے اس نے اُم عاصم عتبہ بن فرقد کی بیوی سے کہ عتبہ بن فرقد صرف سر اور داڑھی کو تیل لگاتے تھے بس اور ان سے انتہائی پیاری خوشبو تھی میں نے ان سے پوچھا تو عتبہ نے ذکر کیا کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے اس نے اپنی تکلیف ذکر کی تھی حضور اکرم ﷺ نے عتبہ کا تہبند لے کر اس کو ان کے فرج پر ڈالا اور دونوں اپنے ہاتھ اُٹھائے ان میں کچھ پھونکا　پھر ایک ہاتھ اس کی پیٹھ پر دوسرا اس کے پیٹ پر پھیرا عتبہ کہتے تھے کہ یہ خوشبو اس کی وجہ سے ہے۔

☆☆☆

باب ۸۴

حضرت قتادہ بن ملحان رضی اللہ عنہ کی شان کہ ان کے چہرے پر. نبی کریم ﷺ کے ہاتھ پھیرنے کی برکت سے نور کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، ان کو یحییٰ بن معین نے، اور ہریم بن عبدالاعلیٰ نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے معتمر بن سلیمان نے۔ (ح)

اور ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمارے والد نے ان کو عارم نے، ان کو معتمر نے یہ الفاظ ہیں حدیث ابن معین کے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا اپنے والد سے وہ حدیث بیان کرتے تھے ابوالعلآء سے وہ کہتے ہیں کہ میں قتادہ بن ملحان کے پاس تھا ان کی بیماری میں کہتے ہیں کہ ہم سمجھتے ہیں وہی مرض جس میں ان کا انتقال ہو گیا تھا فرمایا کہ ایک آدمی گھر کے مؤخر میں گذرا کہتے ہیں کہ میں نے اس کو دیکھا قتادہ کے چہرے پر (جیسے شیشے میں نظر آتا ہے) فرمایا کہ نبی کریم ﷺ اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرا کرتے تھے اور میں نے بہت کم ہی اس کے سوا ان کو دیکھا مگر جب بھی دیکھا تو ان کے چہرے پر تیل لگا ہوا تھا۔

باب ۸۵

نبی کریم ﷺ کا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بارے میں برکت کی دعا کرنا جس سے ان کا مال کثیر ہو گیا حتی کہ ان کی بیویوں کو میراث میں سے کم از کم اسّی ہزار روپے دیئے گئے

(۱) ہمیں خبر دی ابو محمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو خبر دی ابوسعید بن اعرابی نے، ان کو حسن بن محمد زعفرانی نے، ان کو یحییٰ بن عباد نے، ان کو حماد بن زید نے، ثابت سے اس نے اس لئے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے عبدالرحمٰن پر پیلے رنگ کا نشان دیکھا تو پوچھا یہ کیسا نشان ہے؟ اے ابو محمد! اس نے بتایا کہ میں نے ایک عورت کے ساتھ نکاح کیا ہے کھجور کی گٹھلی کے وزن کے برابر سونے کے مہر پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تیرے لئے برکت دے ولیمہ کر اگرچہ ایک بکری ہی سہی۔

بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث حماد بن زید سے۔ (بخاری۔ کتاب النکاح)

اور جب وہ مدینے میں آئے تو ان کے پاس کوئی بڑی چیز نہیں تھی اور یہ دوسری حدیث میں بیان ہوا ہے ثابت سے اور حمید سے۔

(۲) ہمیں حدیث بیان کی ابو محمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، بطور املاء ان کو خبر دی ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد بصری نے مکہ مکرمہ میں ان کو حسن بن محمد زعفرانی نے، ان کو عفاف بن مسلم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حماد بن سلمہ نے، ان کو ثابت نے،

اورحمید طویل نے، انس بن مالک سے یہ کہ عبدالرحمٰن بن عوف مدینے میں آئے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے اور سعد بن ربیع کے درمیان بھائی بھائی ہونے کا رشتہ قائم کردیا سعد نے کہا میرے بھائی میں مدینے میں کثیر المال ہوں آپ میرا آدھا مال لے لیجئے اور میری دو بیویاں ہیں آپ ان کو دیکھ لیجئے جو آپ کو اچھی لگے میں اس کو تیرے لئے طلاق دے دیتا ہوں (اور آپ نکاح کرلیجئے) مگر عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا اللہ آپ کے اہل میں اور مال میں برکت عطا کرے مجھے بازار بتادیجئے انہوں نے اس کو بازار دکھادیا اس نے تجارت کی، منافع کمایا اور کچھ گھی اور پنیر خرید لائے پھر کچھ عرصہ اسی طرح کرتے رہے بالآخر ایک دن حضور اکرم ﷺ کے پاس آئے تو اپنے کپڑوں پر زعفران کا نشان تھا رسول اللہ ﷺ نے پوچھا یہ کیسا نشان ہے؟ اس نے بتایا یا رسول اللہ! میں نے ایک عورت سے نکاح کیا ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کہ کتنا مہر دیا ہے اس نے بتایا اور کہا کہ گٹھلی کے برابر سونا لیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ولیمہ بھی کرلیجئے اگرچہ ایک بکری کا ہی سہی۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں میں نے خود دیکھا کہ اگر میں پتھر بھی اُٹھاتا تو یہ امید کرتا تھا کہ اس کے نیچے سونا یا چاندی پڑا ہوگا۔

(ابوداود۔ کتاب النکاح۔ حدیث ۲۱۰۹ ص ۲/۲۳۵)

مصنف کہتے ہیں کہ اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کی دعا کا ذکر نہیں ہے مگر وہ پہلی روایت جیسی ہے اور قول عبدالرحمٰن میں ایسی روایت میں اس طرف اشارہ ہے۔

باب ۸۶

۱۔ نبی کریم ﷺ کا حضرت عروہ بارقی رضی اللہ عنہ کے لئے برکت کی دعا کرنا اس کی بیع میں۔

۲۔ اوراسی طرح عبداللہ بن جعفر بن ابوطالب کی تجارت کے لئے دعا کرنا۔

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے ان کو ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد نے، ان کو سعدان بن نصر نے ان کو سفیان نے، ان کو شعیب بن غرقدہ نے، اس نے اپنی قوم سے سنا وہ حدیث بیان کرتے تھے عروہ بارقی سے کہ نبی کریم ﷺ نے اس کو ایک دینار دیا تھا تاکہ وہ ان کے لئے بکری خرید کر لائے قربانی کے لئے اس کے ساتھ دو بکریاں خریدیں۔ پھر ایک بکری ایک دینار کے بدلے فروخت کردی اور حضور اکرم ﷺ کے پاس ایک بکری لے آیا اور ایک دینار بھی۔ لہٰذا حضور اکرم ﷺ نے اس کی تجارت میں برکت کی دعا فرمائی تھی پھر یہ حال ہوا کہ اگر وہ مٹی بھی خریدکرتا تو اس میں بھی منافع کماتا تھا۔ (خصائص کبریٰ ۲/۱۶۹۔ دلائل ابی نعیم ص ۳۹۵)

(۲) ہمیں خبر دی ابومنصور مظفر بن محمد علوی نے، ان کو خبر دی ابوجعفر بن دحیم نے، ان کو ابوحازم بن ابوغرزہ نے، ان کو فضل بن دکین نے، ان کو فطر بن خلیفہ نے، اپنے والد سے اس نے دعویٰ کیا ہے کہ اس نے سنا تھا عمرو بن حریث سے وہ کہتے ہیں کہ میرے والد مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے تھے۔ جب کہ میں جوان لڑکا تھا حضور اکرم ﷺ علی بن عبداللہ بن جعفر کے پاس سے گذرے وہ کوئی چیز فروخت کررہا تھا اس کے ساتھ کھیل رہا تھا نبی کریم ﷺ نے اس کے لئے دعا فرمائی۔

اللھم بارك له في تجارته ۔ (ترجمہ) اے اللہ اس کی تجارت میں برکت عطا فرما۔ (مجمع الزوائد ۹/۲۸۶)

☆☆☆

باب ۸۷

حضور اکرم ﷺ کا اپنی پوری اُمت کے لئے صبح سویرے اُٹھنے یا صبح سویرے کوئی کام کرنے کے لئے برکت کی دعا کرنا

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو ابوبکر محمد بن حسین بن حسن قطان نے، ان کو خبر دی ابرہیم بن حارث بغدادی نے ان کو یحیٰی بن ابوبکیر نے، ان کو شعبہ نے یعلی بن عطاء سے اس نے عمارہ بن حدید سے اس نے صخر غامدی سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

اللّٰھم بارك لِاُمّتیْ فِی بُکُورِھَا

اے اللہ! میری اُمت کے لئے ان کے صبح سویرے کے وقت میں برکت عطا فرما۔

اور نبی کریم جب کبھی کوئی سریہ یعنی جہادی لشکر روانہ کرتے تھے تو دن کے اول حصے میں بھیجتے تھے۔ کہتے ہیں کہ صخر ایک تاجر آدمی تھا وہ اپنے غلاموں یا لڑکوں کو دن کے اول حصے میں بھیجتا تھا۔ لہٰذا اس کا مال کثیر ہوگیا اور باقی رہنے والا حتیٰ کہ وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ مال کو کہاں رکھے۔

(ابوداود۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۲۶۰۶ ص ۳/۳۵۔ ترمذی۔ کتاب البیوع۔ حدیث ۱۲۱۲ ص ۳/۵۰۸۔ ابن ماجہ۔ کتاب التجارات۔ حدیث ۲۲۳۶)

باب ۸۸

نبی کریم ﷺ کا عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ کے لئے برکت کی دعا کرنا اور بعد میں برکت کا ظہور ہونا

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ نے، وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی احمد بن محمد نسوی نے، ان کو حماد بن شاکر نے، ان کو محمد بن اسماعیل نے، ان کو عبداللہ بن یوسف نے، ان کو ابن وہب نے، ان کو سعید بن ابوایوب نے، ان کو ابوعقیل نے وہ کہ ان کے دادا عبداللہ بن ہشام ان کو ساتھ لے جاتے تھے بازار سے گھر اور گھر سے بازار غلہ یا طعام خرید کرنے کے لئے چنانچہ اس کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ ملے وہ کہہ رہے تھے کہ ہمیں شریک کرلیں بیشک رسول اللہ ﷺ نے آپ کے لئے برکت کی دعا کی تھی وہ انہیں شریک کر لیتے تھے بسا اوقات سواری پا لیتے تھے وہ جیسے ہی تھی اور اس کو منزل پر بھیج دیتے تھے۔

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں اسی طرح۔ (بخاری۔ کتاب الدعوات۔ حدیث ۶۳۵۳۔ فتح الباری ۱۱/۱۵۱)

☆☆☆

باب ۸۹

نبی کریم ﷺ کا اپنی مسجد والوں کے لئے دعا کرنا اور اللہ تعالیٰ کا ان کی دعا کو قبول کرنا

(۱) ہمیں خبر دی ابوسعد مالینی نے، ان کو ابواحمد بن عدی نے، ان کو علی بن محمد بن سلیمان حلبی نے، ان کو محمد بن یزید مستملی نے، ان کو شبابہ نے، ان کو ایوب بن سیار نے، ان کو محمد بن منکدر نے، جابر سے اس نے ابوبکر سے، اس نے بلال سے، وہ کہتے ہیں کہ ایک روز میں نے شدید سردی میں صبح اذان دی۔ (ایوب بن سیار کو ابن معین وسعدی وابن مدینی نے غیر ثقہ قرار دیا اور نسائی نے متروک قرار دیا ہے۔ تاریخ کبیر ۱/۱۷۴)

نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے۔ آپ نے دیکھا کہ مسجد میں کوئی ایک شخص بھی نہیں ہے۔ آپ نے پوچھا لوگ کہاں ہیں اے بلال؟ میں نے عرض کی ان کو سردی نے روک لیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے دعا کی تھی۔

اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ عَنْهُمُ الْبَرْدَ ۔ (ترجمہ) اے اللہ ان لوگوں سے سردی کو دور لے جا۔

لہٰذا اس کے بعد میں نے دیکھا کہ وہ رات کے وقت آتے جاتے تھے۔ (الدلائل ابونعیم ص ۲۹۸۔ میزان ۱/۲۸۹)

ایوب بن سیار اس روایت میں متفرد ہے۔ اور اس کی مثل گذر چکی ہے اس حدیث میں جو مشہور ہے حضرت حذیفہ کے خندق والے قصہ میں۔

باب ۹۰

حضور اکرم ﷺ کا عبداللہ بن عامر بن کریز کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالنا اور اس کو اس کی برکت پہنچنا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابواسحٰق ابراہیم بن محمد بن یحییٰ نے، ان کو محمد بن سلیمان بن فارس نے، ان کو عمرو بن شیبہ نے، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ابوعبیدہ نحوی نے، یہ کہ عامر بن کریز اپنے بیٹے کو حضور اکرم ﷺ کے پاس لے آیا وہ پانچ یا چھ سال کا تھا حضور اکرم ﷺ نے اس کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا وہ نبی کریم ﷺ کے منہ کے پانی کو پینے اور مزہ لینے یعنی چٹخارے لینے لگا نبی کریم ﷺ نے فرمایا بیشک تیرا یہ بیٹا کیا پیاسا ہے۔

کہتے ہیں کہا جاتا تھا اگر عبداللہ بن عامر پتھر پر تیر مارتا تھا تو اس کو پگھلا دیتا تھا یعنی پتھر میں سے پانی نکلتا تھا حضور اکرم ﷺ کی برکت سے۔

☆☆☆

باب ۹۱

حضور اکرم ﷺ کا یوم عاشوراء میں شیر خواروں کے منہ میں لعاب دہن ڈالنا وہ رات تک اسی پر رُکے رہتے تھے

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے ، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے ، ان کو علی بن حسن سکری نے ، ان کو عبداللہ بن عمر قواریری نے ، ان کو علیہ بنت کمیت عتکیہ نے ، اپنی ماں امیمہ سے ، وہ کہتی ہیں کہ میں نے امۃ اللہ بنت رزینہ مولا رسول اللہ ﷺ سے ، کہا اے امۃ اللہ کیا آپ نے اپنی ماں رزینہ سے کچھ سنا تھا کہ وہ یہ بات ذکر کرتی تھیں کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ وہ صوم یوم عاشوراء کا ذکر کرتی ہیں؟ وہ بولی جی ہاں حضور اکرم ﷺ یوم عاشوراء کو عظمت دیتے تھے اور ان کی ماؤں سے کہتے تھے کہ ان کو رات تک دودھ نہ پلائیں ۔ (الاصابہ ۳۰۲/۴)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن نے ، ان کو احمد بن حسن بن علی بن متوکل نے ، ان کو عبیداللہ بن عمر قواریری نے ، اس نے اس کو ذکر کیا ہے ن اسناد کے ساتھ مذکور کی مثل ہاں مگر اس نے عتکیہ کا ذکر نہیں کیا اور کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے میری ماں امیمہ نے ، اور اس نے .لات رسول کا ذکر بھی نہیں کیا۔

باب ۹۲

حضور اکرم ﷺ کا محمد بن ثابت بن قیس بن شمّاس کی تحنیک کرنا اور اپنا لعاب دہن اس کے منہ میں ڈالنا اور اس کی برکت کے آثار کا ظاہر ہونا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، ان کو خبر دی ابوالفضل حسن بن یعقوب بن یوسف عدل نے ، ان کو یحییٰ بن ابوطالب نے ، ان کو زید بن حباب نے ، ان کو ابوثابت زید بن اسحٰق بن اسماعیل بن محمد بن ثابت بن قیس بن شماس نے ، اپنے والد محمد سے یہ کہ اس کے والد ثابت بن قیس نے جمیلہ بنت عبداللہ بن اُبی کو طلاق دے دی تھی اور وہ حاملہ تھی (محمد ان کے پیٹ میں تھے) جب اس نے اس کو جنم دیا تو اس نے قسم کھائی کہ اس کو (یعنی ثابت کے بیٹے کو) اپنا دودھ نہیں پلاؤں گی رسول اللہ ﷺ نے اس بچے کو منگوا کر اس کے منہ میں اپنا لعاب دھن ڈالا اور عجوہ کھجور چبا کر اس کے تالو پر لگائی اور بچے کا نام محمد رکھا۔

اور فرمایا کہ اس کہ پاس آنا جانا رکھو بیشک اللہ تعالیٰ اس کو رزق دینے والا ہے۔ لہٰذا میں آج پہلے دن اور دوسرے اور تیسرے دن اس کے پاس آیا۔ اچانک ایک عورت عرب میں پوچھتی پھر رہی تھی ثابت بن قیس کے بارے میں، میں نے اس عورت سے پوچھا کہ تم اس سے کیوں ملنا چاہتی ہو؟ میں ثابت ہوں وہ بولی کہ میں نے آج رات خواب میں دیکھا ہے گویا کہ میں اس کے بیٹے کو دودھ پلا رہی ہوں اس کا نام محمد ہے۔ انہوں نے بتایا کہ میں ہی ثابت ہوں اور یہ ہے میرا بیٹا محمد۔ کہتے ہیں یہ سنتے ہی اس عورت کی قمیص یا دوپٹے سے اس عورت کا دودھ نچڑ کر ٹپکنے لگا۔

باب ۹۳

حضور اکرم ﷺ کا دو میاں بیوی کے لئے اُلفت ومحبت کی دعا کرنا اور اللہ تعالیٰ کا دونوں کے لئے وہ دعا قبول کرنا

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ اصفہانی نے، بطور املاء کے، ان کو ابو اسماعیل نے، ان کو عبدالعزیز عبداللہ اویسی نے، ان کو علی بن ابو علی سے (علی بن ابی علی ضعیف ہیں)۔ (تاریخ کبیر ۶/۲۸۸۔ الضعفاء للعقیلی ۳/۲۴۰۔ مجروحین ۲/۱۰۷۔ میزان ۳/۱۴۷)

اس نے محمد بن عبدالرحمٰن بن ابوذئب سے اس نے نافع سے اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نکلے اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ تھے۔ ایک عورت سامنے آئی اور بولی یا رسول اللہ! میں مسلمان عورت ہوں محرم میرے ساتھ میرا شوہر میرے گھر میں عورت کی مثل ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا اپنے شوہر کو بلالاؤ گی اس کو وہ خراز تھا گوڑیاں بیچنے والا۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا اے اللہ کے بندے تیری عورت کیا کہتی ہے؟ اس کو آدمی نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو عزت دی ہے۔ میرا سر کبھی سوکھا نہیں ہے اس سے (یعنی اس کی صحبت کے بعد غسل سے) مگر اس کی بیوی نے کہا نہیں بلکہ مہینے میں ایک بار۔ حضور اکرم ﷺ نے اس سے پوچھا کیا تم اس کو ناپسند کرتی ہو؟ بولی جی ہاں حضور اکرم ﷺ نے دونوں سے کہا اپنے سر میرے قریب کرو حضور اکرم ﷺ نے عورت کی پیشانی اس کے شوہر کی پیشانی پر رکھوائی اس کے بعد دعا کی۔

اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَهُمَا وَ حَبِّبْ هُما اِلىٰ صَاحِبِه

اے اللہ ان دونوں کے درمیان الفت پیدا فرما اور ہر ایک کو دوسرے سے محبت عطا فرما۔

اس کے بعد حضور اکرم ﷺ بازار نمط سے گذرے اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ تھے کہ وہ ہی عورت نمودار ہوئی اس نے سر پر چمڑا اُٹھایا تھا جب اس نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا تو اس نے اسے پھینک دیا اور آکر حضور اکرم ﷺ کے قدموں میں گر گئی اور ان کے پیر چومنے لگی حضور اکرم ﷺ نے پوچھا تم کیسی ہو اور تمہارے شوہر کیسے ہیں؟ وہ بولی قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو عزت دی ہے اب تو کوئی بھی مجھے اس سے زیادہ محبوب نہیں نہ میرا باپ، نہ بیٹا، نہ کوئی رشتہ دار حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں شہادت دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

حضرت عمر نے کہا میں بھی شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں ابوعبداللہ نے کہا کہ علی بن ابوعلی اللہبی منفرد ہے اس روایت کے ساتھ وہ کثیر الروایت ہے منکر روایات کے ساتھ۔

مصنف کہتے ہیں :

میں کہتا ہوں تحقیق روایت کی ہے یوسف بن محمد بن منکدر نے، اپنے والد سے اس نے جابر بن عبداللہ سے اس قصے کا مفہوم مگر یہ کہ اس نے اس میں عمر بن خطاب کا ذکر نہیں کیا۔

باب ۹۴

اس شخص کی کیفیت جس نے حضور اکرم ﷺ کے سامنے سر درد کی شکایت کی تھی

ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وابواسامہ کلبی نے، ان کو شریح بن مسلمہ نے، ان کو ابویحییٰ تیمی نے۔ (ابویحییٰ ضعیف ہیں۔ ضعفاء کبیر ۲/۱۔۷۲۔ مجروحین ۱/۱۲۲۔ میزان ۱/۲۱۳)

اسماعیل بن ابراہیم نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سیف بن وہب نے، ابوالفضل سے کہ ایک آدمی تھا بنولیث میں سے اس کو فراس بن عمرو کہتے تھے اس کو سر میں درد شروع ہو گیا تھا۔ اس کو اس کا والد رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گیا تھا اس نے ان کے سامنے اس کے درد سر کی شکایت کی۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے فراس کو بلایا اور اس کو اپنے آگے بیٹھایا اور حضور اکرم ﷺ نے اس کی کھال کو پکڑا اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان اور اس کو کھینچا اس قدر کہ نشان پڑ گیا بعد میں رسول اللہ ﷺ کی انگلیاں لگنے کے مقام پر بال اُگ آئے تھے اس کے ماتھے پر۔ لہٰذا اس کا درد سر جاتا رہا اور اسے کبھی درد سر نہیں ہوا۔

ابوالطفیل کہتے ہیں کہ میں نے اس بالوں والی جگہ کو دیکھا تھا جیسے کہ سیہی اور خار پشت کے بال ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس نے جب حضرت علی ؓ کے خلاف خروج کا ارادہ کیا تھا اہل جروزاء کے ساتھ تو کہتے ہیں کہ اس کے والد نے اس کو پکڑ کر باندھ دیا تھا اور اس کو روک لیا تھا تو اس وقت اس کے وہ بال گر گئے تھے جب اس نے یہ کیفیت دیکھی تو اس پر یہ بات بہت شاق اور گراں گذری۔ اس سے کہا گیا یہ اس کی یاداشت ہے جو کچھ تم نے ارادہ کیا تھا لہٰذا تم توبہ کرو چنانچہ اس نے توبہ کی تھی اپنے اس ارادے سے۔ ابوالطفیل کہتے ہیں کہ میں نے اس وقت بھی اس کو دیکھا تھا جب وہ بال اُگے تھے اور اس وقت بھی جب وہ گر گئے تھے۔ اس روایت میں ابویحییٰ تیمی کا تفرد ہے یہ اسی طرح مروی ہے۔

(۲) اس کو روایت کیا ہے علی بن زید بن جدعان نے، ابوالطفیل سے کہ ایک آدمی کا لڑکا پیدا ہوا تھا عہد رسول ﷺ میں وہ اس کو نبی کریم ﷺ کے پاس لے کر آیا تھا حضور اکرم ﷺ نے اس کے لئے برکت کی دعا فرمائی تھی اور اس کی پیشانی سے پکڑا تھا لہٰذا اس کی پیشانی پر بال اُگ آئے تھے جیسے گھوڑے کی گردن یا دم کے سخت بال ہوتے ہیں۔ وہ لڑکا جوان ہو گیا تھا جب خارجیوں کا واقعہ پیش آیا تو وہ ان کی باتوں میں آ گیا اور اس نے ان کی باتوں کو قبول کر لیا لہٰذا اس کی پیشانی سے وہ بال گر گئے (جو یادگار نبی تھے) لہٰذا اس کے باپ نے اس کو پکڑ کر قید کر دیا تھا اور روک لیا تھا

اس خوف سے کہ وہ ان کے ساتھ نہ مل جائے ابوطفیل کہتے ہیں کہ ہم لوگ اس کے پاس ہی رہے تھے ہم نے اس کو نصیحت کی اور ہم نے کہا کہ کیا تم نے دیکھا نہیں کہ نبی اللہ ﷺ کی برکت تمہاری پیشانی سے گر گئی ہے ہم برابر اس کو نصیحت کرتے رہے حتی کہ اس نے رجوع کر لیا ان کی رائے سے کہتے ہیں کہ اللہ نے دوبارہ اس کے وہ بال لوٹا دیئے تھے اجوس کے ماتھے پر تھے جب اس نے توبہ کر لی تھی۔

(۳) اور اس روایت میں ہے جس کی مجھے خبر دی ہے ابوعبدالرحمٰن سلمی نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ عکبری نے، ان کو حدیث بیان کی ہے ابوالقاسم بغوی نے، ان کو کامل بن طلحہ نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو علی بن زید نے، پھر اس نے اس مذکور کو ذکر کیا۔

باب ۹۵

حضور اکرم ﷺ کا نابغہ شاعر کے بارے میں دعا کرنا

اور اللہ تعالیٰ کا اس کے بارے میں اس دعا کو قبول کرنا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعثمان سعید بن محمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن مؤمل نے، ان کو جعفر بن محمد سوار نے، ان کو اسماعیل بن عبداللہ بن خالد سکری رقی نے، ان کو یعلی بن اشدق نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا تھا نابغہ سے نابغۂ بنی جعدہ وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ شعر سنایا تھا ان کو خوب پسند آیا تھا۔

بلغنا السمآء مجدنا وثراء نا وانا لنرجو فوق ذالك مَظهر

ہم لوگوں نے اپنی عظمت و شرافت اور اپنی دولتمندی کو آسمان پر پہنچا دیا ہے اور ایک ہم اس سے زیادہ اونچا (مظہر تک) لے جانا چاہتے ہیں۔ تو حضور اکرم ﷺ نے مجھ سے پوچھا کہ اے ابولیلی یہ مظہر سے کہاں تک مراد ہے آپ کی میں نے کہا جنت تک حضور اکرم ﷺ نے فرمایا انشاءاللہ ایسے ہی ہوگا۔

فلا خير في حِلم اذا لم تكن له بوادر تحمي صفوة ان يُكدّرا

ولا خير في جهل اذا لم يكن له حليم اذا ما اورد الامر اصدرا

نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم نے نہایت ہی عمدہ قول کیا ہے اپنے منہ کو نہ توڑ یعلی نے کہا کہ میں نے نابغہ کو دیکھا تھا تقریباً سو سال کا ہو چکا تھا مگر تا حال اس کے سارے دانت سلامت تھے۔ (خصائص کبری ۲/۱۶۶)

(۲) یہ روایت نقل کی گئی ہے مجاہد بن سلیم سے اس نے عبداللہ بن جراد سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا نابغہ کہتے تھے رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے سنا میں اپنے شعر پڑھ رہا تھا۔

بلغنا السمآء عفة وتكرُّما وانا لنرجوا بعد ذالك مطهرا

اس کے بعد راوی نے باقی کو مذکور روایت کے مفہوم کے ساتھ ذکر کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے شاعر کو دیکھا تھا ایسا تھا جیسے برف نہ اس کا کوئی دانت گرا تھا۔ (خصائص کبری ۲/۱۶۷)

(۳) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے ،ان کو احمد بن عبید نے ،ان کو ابن ابو قماش نے ،ان کو عبداللہ بن محمد بن حبیب نے ،سعید بن سلیم باہلی سے اس نے مجاہد بن سلیم سے ، پھر اس نے مذکورہ مفہوم کا ذکر کیا ہے۔

(فائدہ) نابغہ بنی جعدہ : قیس بن عبداللہ بن عدس بن ربیعہ۔ جعدی عامری ابو لیلٰی شاعر صحابی تھے بڑی عمر کے افراد ہی سے اسلام قبول کرنے سے قبل ہی انہوں نے بتوں کو خیر باد کہہ دیا تھا اور شراب سے رو کا تھا۔ حضور اکرم ﷺ کے پاس وفد کی صورت میں گیا اور مسلمان ہو گیا تھا جنگ صفین کو پالیا تھا اسی میں شریک تھا حضرت علی کی طرف سے اس کے بعد کوفے میں سکونت کر لی تھی اور حضرت معاویہ کے زمانے میں کوفے میں انتقال کیا آخر میں بینائی رُک گئی تھی سو سال سے اوپر ہو گئے تھے۔

باب ۹۶

حضور اکرم ﷺ کا دعا کرنا ابو امامہ اور اس کے ساتھیوں کے لئے جب اس نے التجا کی دعا کی شہادت کے لئے سلامتی کے ساتھ اور حصول غنیمت کی پھر وہ قبول ہوئی

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن حسین بن محمد بن فضل قطان نے ،ان کو ابو سہل بن زیاد قطان نے ،ان کو اسحٰق بن حسن حربی نے ،ان کو عفان بن مسلم نے ، ان کو مہدی بن میمون نے ،ان کو محمد بن عبداللہ بن ابو یعقوب نے ،ان کو رجاء بن حیوہ نے ،ابو امامہ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ (جہاد) شروع کیا تو میں نے التجا کی کہ آپ میرے لئے شہادت کی دعا کریں حضور اکرم ﷺ نے دعا کی اے اللہ ان کو سلامت رکھ اور ان کو غنیمت عطا کر۔ کہتے ہیں کہ ہم لڑتے رہے مگر ہم سلامت رہے اور ہم نے غنیمت بھی حاصل کی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ ایک جہاد کے لئے اُٹھے تو میں پھر آیا ان کے پاس میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ اللہ سے میرے لئے شہادت کی دعا کریں انہوں نے دعا کی مگر سلامتی کی اور حصول غنیمت کی۔

کہتے ہیں کہ پھر ہم سلامتی کے ساتھ لڑتے رہے غنیمت بھی حاصل کی۔ پھر تیسری بار حضور اکرم ﷺ نے جہاد کیا میں پھر آیا ان کے پاس اور میں نے عرض کی میں دو دفعہ پہلے بھی آ چکا ہوں میں نے یہی التجا کی تھی کہ آپ میرے لئے شہادت کی دعا کریں تیسری بار بھی آپ نے وہی دعا کی اے اللہ ان کو سلامت رکھ اور ان کو غنیمت عطا کر۔ کہتے ہیں کہ ہم پھر لڑے مگر سلامت رہے اور غنیمت حاصل کی۔ اس کے بعد میں چوتھی مرتبہ آیا میں نے عرض کی یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسا عمل کرنے کا حکم دیں جس کو میں آپ سے حاصل کروں اور اس کے ذریعے اللہ مجھے نفع عطا کرے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا پابندی سے روزے رکھو اس کی مثل کوئی شئی نہیں ہے۔ لہٰذا ابو امامہ اور اس کی بیوی اور ان کا خادم ہمیشہ روزے سے ہوتے تھے۔ لوگ جب ان کے گھر میں آگ یا دھواں دیکھتے تو سمجھ لیتے تھے کہ ان کے ہاں مہمان آیا ہے فرماتے ہیں کہ میں پھر ایک بار حضور اکرم ﷺ کے پاس آیا میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ نے ایسے عمل کا حکم فرما دیا ہے جس کے بارے میں مجھے امید ہے کہ اللہ مجھے

ضرور نفع دے گا آپ مجھے ایک اور کام کا بھی حکم دیں اللہ جس کے ذریعے مجھے نفع دے آپ نے فرمایا تم یقین جانو کہ تم اللہ کے لئے جو بھی سجدہ کرو گے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں تیرا ایک درجہ بلند کر دیں گے اور اس کے بدلے میں تیرا ایک گناہ مٹا دیں گے۔

اسی طرح اس کو روایت کیا ہے جریر بن حازم نے محمد بن عبداللہ سے۔ (مسند احمد ۵/ ۲۴۸-۲۴۹)

ابویعقوب نے رجاء سے، اور اس کو شعبہ نے روایت کیا ہے محمد بن ابونصر ہلالی سے، اس نے رجاء بن حیوۃ سے مختصر طور پر۔

باب ۹۷

حضور اکرم ﷺ کی ہدایت کی دعا کرنا

اہل یمن اہل شام واہل عراق کے لئے اور اس میں قبولیت کا ظہور

(۱)　ہمیں خبر دی ابوبکر قاضی اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد نے، ان کو علی بن بحر القطان نے، ان کو ہشام بن یوسف نے، ان کو معمر نے، ان کو خبر دی ثابت اور سلیمان تیمی نے، انس ؓ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ عراق شام اور یمن کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا اور فرمایا کہ مجھے نہیں معلوم کہ حضور اکرم ﷺ نے ان میں سے کس کے ساتھ ابتداء کی تھی تینوں میں سے پھر فرمایا تھا۔

اللھم اقبل قلوبَھُم الی طاعتك وحط من ورائھم

اے اللہ ان کے قلوب کو اپنی اطاعت کے لئے قبول فرما اور ان کے گناہ معاف فرما۔

(مجمع الزوائد ۱۰/ ۵۷)

(۲)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن اسحٰق صغانی نے، ان کو علی بن بحر بن بری نے، اس نے مذکورہ دعا کو ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ مذکور کی مثل مگر اس نے حُطَّ کی بجائے وَاحِط کا لفظ استعمال کیا ہے۔

(۳)　ہمیں خبر دی ابوبکر بن فورک نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو عمران قطان نے، ان کو قتادہ نے، ان کو انس بن مالک نے، زید بن ثابت سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یمن کی جانب نظر اٹھا کر دیکھا اور دعا فرمائی اے اللہ ان کے دلوں کو قبول فرما پھر شام کی طرف دیکھا اور فرمایا اے اللہ ان کے دلوں کو قبول فرما اس کے بعد عراق کی جانب دیکھا اور فرمایا اے اللہ ان کے دلوں کو قبول فرما۔ اور ہم لوگوں کے صاع اور مُد اور ناپ تول کے پیمانوں میں برکت عطا فرما۔ (ترمذی۔ کتاب المناقب ۵/ ۷۲۶)

مصنف فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں ہم نے حضور اکرم ﷺ کے مغازی اور اسفار میں وہ تمام روایات ذکر کر دی ہیں جو آپ سے آپ کی دعاؤں کے بارے میں مروی ہیں اور آپ کے مدد طلب کرنے کے بارے میں اور جو آثار نبوت ظاہر ہوئے ہیں ان میں ہر ایک کے بارے میں۔ لہٰذا یہاں پر ان کا اعادہ کرنے میں بلاوجہ طوالت ہوگی۔ وباللّٰہ التوفیق

☆☆☆

باب ۹۸

نبی کریم ﷺ کا اس شخص کے خلاف دعا کرنا جس نے بائیں ہاتھ سے کھایا تھا اور اس کے خلاف دعا کرنا جو اپنے چہرے کو تھرتھرا رہا تھا اور دیگر کے بارے میں اور ان دونوں کے بارے میں جو آثار نبوت ظاہر ہوئے

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو عباس بن فضل اسفاطی نے، ان کو ابوالولید نے، ان کو عکرمہ بن عمار نے، ان کو ایاس بن سلمہ بن اکوع نے، اپنے والد سے وہ کہتے ہیں نبی کریم ﷺ نے بشر بن راعی عنز کو دیکھا تھا وہ بائیں ہاتھ کے ساتھ کھاتا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کو فرمایا کہ دائیں ہاتھ سے کھائیے اس نے کہا کہ میں دائیں ہاتھ سے نہیں کھا سکتا (یعنی از راہ تکبر جھوٹ بولا) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تو کھا ہی نہیں سکے گا۔ فرمایا کہ اس کا ہاتھ اس کے بعد اس کے منہ کی طرف پہنچا ہی نہیں۔

(خصائص کبریٰ ۲/۱۷۱)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوعمرو بن ابوجعفر نے، ان کو حسن بن سفیان نے، ان کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے، ان کو زید بن حباب نے، ان کو عکرمہ بن عمار نے، ان کو ایاس بن سلمہ بن اکوع نے۔ یہ کہ ان کے والد نے اس کو حدیث بیان کی کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے سامنے اُلٹے ہاتھ سے کھاتا تھا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سیدھے ہاتھ سے کھائیے اس نے کہا کہ میں اس کی طاقت نہیں رکھتا (یعنی سیدھے ہاتھ سے نہیں کھا سکتا) آپ ﷺ نے فرمایا تو سیدھے ہاتھ سے بھی کھا ہی نہیں سکے گا۔ وہ محض تکبر اور غرور کی وجہ سے حضور اکرم ﷺ کے فرمان کو رد کر رہا تھا۔ فرماتے ہیں کہ پھر وہ سیدھا ہاتھ بھی منہ کی طرف اُٹھا ہی نہ سکا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ سے۔ (کہا گیا ہے یہ شخص بسر بن راعی العیر اشجعی تھا)۔

(مسلم۔ کتاب الاشربہ۔ حدیث ۱۰۷ ص ۳/۱۵۹۹)

(۳) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحق نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو بحر بن نصر نے، ان کو ابن وہب نے، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ابن لہیعہ نے، یزید بن ابوحبیب سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے سبیعہ اسلمیہ کو اُلٹے ہاتھ سے کھاتے دیکھا تھا آپ نے پوچھا کیا وجہ ہے تم اُلٹے ہاتھ سے کھا رہی ہو۔ اس کو غزہ کی بیماری لگ گئی تھی۔ اس نے کہا اے اللہ کے نبی میرے سیدھے ہاتھ میں زخم ہے آپ نے فرمایا کہ اگر (ہے تو ہے نہیں ہے تو لگ جائے گا) یزید بن ابوحبیب نے کہا کہ بیشک سبیعہ جب گذری تھی غزہ سے تو اس کو طاعون (وبائی مرض) لگ گیا تھا جس نے اس کو مار دیا تھا۔ ابن لہیعہ کہتے ہیں مجھے خبر دی عثمان بن نعیم رعینی نے، مغیرہ بن نہیک حجری سے، اس نے ذہین حجری سے کہ اس نے سنا عقبہ بن عامر سے وہ ذکر کرتے تھے رسول اللہ ﷺ سے۔ (خصائص کبریٰ ۲/۱۷۱۔۱۷۲)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوبکر قاضی اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عباس بن محمد بن یعقوب نے، ان کو ابراہیم بن سلیمان نے، ان کو ضرار بن صرد نے، ان کو عائذ بن حبیب نے، اسماعیل بن ابوخالد نے، عبداللہ مزنی سے، وہ کہتے ہیں میں نے سنا عبدالرحمٰن بن ابوبکر سے وہ کہتے ہیں کہ فلاں آدمی حضور اکرم ﷺ کے پاس بیٹھا تھا حضور اکرم ﷺ جب کوئی کلام کرتے تھے

تو وہ اپنے چہرے کو بسورتا تھا اور تھرتھراتا تھا حضور اکرم ﷺ نے، ایک بار دیکھا تو فرمایا پھر کر وذرا اس نے پھر کیا تو پھر کرتا ہی چلا گیا (یعنی اپنے چہرے پر کنٹرول ختم ہو گیا) اور چہرے کو بسور تے بسور تے مر گیا۔

(۵) اور ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی مقری نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحٰق نے، ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو عبداللہ بن عبدالوہاب نے، ان کو محمد بن ابوبکر نے، ان دونوں نے کہا ان کو عبدالوحید بن زیاد نے، ان کو صدقہ بن ابوسعد حنفی نے، جمیع بن عمیر بن تیمی نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا عبداللہ بن عمر ؓ سے وہ فرماتے ہیں ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر تھے آپ کا انتظار کر رہے تھے حضور اکرم ﷺ باہر آئے ہم لوگ ان کے پیچھے پیچھے ہو لئے حتی کہ آپ الگ ایک گھاٹی پر آئے مدینے کی گھاٹیوں میں سے اور وہاں پر بیٹھ گئے اور فرمایا اے لوگو تم میں سے کوئی شخص بازار میں نہ جائے اور نہ ہی کوئی مہاجر کسی اعرابی کے لئے بیچھ نہ بیچے اور جو شخص محفل میں بیچے وہ تین دن تک اختیار سے ہے اگر واپس کرے تو واپس کرے اس کے ساتھ ایک مثل یا فرمایا تھا دو مثل گندم کہا۔ ایک آدمی تھا نبی کریم ﷺ کے پیچھے وہ ان کی نقل اُتار رہا تھا۔ اور ان پر منہ بنا رہا تھا کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے دیکھ لیا تو فرمایا کہ ایسا ہی ہو جا کہتے ہیں کہ اس کو اُٹھا کر گھر تک لے جایا گیا دو ماہ تک ایسے کرتا رہا پھر وہ بیہوش ہو گیا پھر ہوش میں آتا جب ہوش میں آیا تو وہ ویسے ہی تھا جیسے اس نے رسول اللہ ﷺ کی نقل اُتاری تھی۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابو صادق محمد بن احمد عطار نے دونوں نے کہا ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحٰق صغانی نے، ان کو حسان بن عبداللہ نے، ان کو سری بن یحییٰ نے، ان کو مالک بن دینار نے، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ہند بن خدیجہ نے، یعنی زوجہ رسول نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ابوالحکم کے پاس گذرے اس نے نبی کریم کی تحقیر کرنا شروع کی حضور اکرم ﷺ پیچھے پلٹے تو آپ نے اس کو یہ حرکت کرتے دیکھ لیا آپ نے کہا اے اللہ اس کو وزغ کا مرض لگا دے اس نے اسی جگہ کانپنا شروع کر دیا۔ وزغ ارتعاش کو کہتے ہیں اسی طرح ہے میری کتاب میں ابوالقاسم بغوی نے کہا ہے کہ مروی ہے محمد بن اسحٰق سے اس کی اسناد کے ساتھ وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ابوالحکم کے ساتھ گذرے یعنی ابوالحکم ابومروان وہ نبی کریم ﷺ کو اپنی اُنگلی سے کچو کے مارنے لگا۔ اس کے بعد باقی کو ذکر کیا ہے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی ابوسہل بن زیاد قطان نے، ان کو اسحٰق بن حسن حربی نے، ان کو ابونعیم نے، ان کو ابوبکر بن عیاش نے، عبداللہ بن عثمان بن خیثم سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی سعید بن جبیر نے، حضرت ابن عباس ؓ سے وہ کہتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آگئی اور وہ رو رہی تھی وہ بولی کہ میں نے دیکھا ہے کہ قریش حجر اسود کے پاس بیٹھ کر معاہدہ کر رہے تھے اور قسم کھا رہے تھے لات، عُزّیٰ، مناۃ، آساف اور نائلہ کی کہ وہ جب آپ کو دیکھیں گے فوراً اُٹھ کر آپ کے اُوپر حملہ کر دیں گے اور تلواروں کے ساتھ آپ کو ماریں گے اور آپ کو قتل کر دیں گے کوئی آدمی باقی نہیں رہے گا ان میں سے ہر ایک اپنے حصے کا جرم ضرور کرے گا۔ حضور اکرم ﷺ نے فاطمہ کو تسلی دی اور فرمایا بیٹی نہ رو۔

اس کے بعد آپ اُٹھے وضو کیا پھر ان لوگوں کے پاس خود چلے آئے جب انہوں نے دیکھا تو نیچے کو جھک گئے اور اپنے سروں کو جھکا لیا زمین کی طرف حضور اکرم ﷺ نے مٹی کی مٹھی لی اور ان کی طرف مارتے ہوئے فرمایا شاھت الوجوہ۔ ذلیل و رسوا ہو گئے ہیں یہ منہ۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ جس جس تک مٹی پہنچی وہ بحالت کفر بدر میں مارا گیا۔

مصنف فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں اس قسم کے حضور اکرم ﷺ کے بہت سے معجزات ہیں جو اپنے اپنے مقام پر اس کتاب میں گزر چکے ہیں۔

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی احمد بن علی بن حسن مقری نے، ان کو احمد بن عیسیٰ تنیسی نے، ان کو عمرو بن ابوسلمہ نے، ان کو سعید بن عبدالعزیز نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی مولیٰ ابن نمران نے، ابن نمران سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے تبوک میں ایک معذور دیکھا میں نے اس کی معذوری کی وجہ پوچھی تو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھا رہے تھے میں ان کے آگے سے گذر گیا تھا آپ نے فرمایا کہ اس نے ہماری نماز کاٹ دی ہے اللہ اس کے قدموں کے نشان کاٹ دے۔ کہا کہ بس میں معذور ہو کر بیٹھ گیا راوی کہتے ہیں کہ وہ گدھی پر یا گدھے پر سوار تھا۔

مصنف کہتے ہیں: ہم نے اس کو روایت کیا ہے غزوۂ تبوک میں دو دیگر طریقوں سے سعید بن عبدالعزیز سے اور روایت کی گئی ہے کہ ایک شخص تھا اصحاب رسول سے اس نے کتے کو بد عادی تھی جوان کے آگے سے گذر گیا تھا اور وہ لوگ نماز میں تھے۔ لہٰذا وہ اسی وقت مر گیا تھا۔

(۹) ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو الطیب بن عبداللہ بن مبارک نے، ان کو ابوعلی حسین بن میتب مروزی نیشاپوری نے ان کو حسن بن عمر بن شقیق بصری نے، میں نے ان سے لکھی تھی بلخ میں ان کو سلیمان بن طریف اسلمی نے، مکحول سے اس نے ابودرداء سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا آپ نے ہم لوگوں کو نماز عصر پڑھائی جمعہ کے دن اچانک ان کے سامنے ایک چھوٹا سا کتا ان کی نماز کاٹ کر گذر گیا ایک آدمی نے اس پر بد دعا کی لوگوں میں سے وہ اپنی جگہ پر پہنچنے سے پہلے ہی مر گیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ ہٹے تو فرمایا کس نے ابھی ابھی اس کتے کو بد دعا دی تھی لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ میں نے دی تھی یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے البتہ تحقیق آپ نے اللہ سے دعا کی تھی اللہ کے ایسے نام کے ساتھ کہ جب بھی اس نام کے ساتھ کوئی دعا کرے وہ قبول کرتا ہے اور جب اس کے ساتھ مانگے تو وہ ضرور عطا کرتا ہے اگر اس اسم مبارک کے ساتھ جمیع اُمت محمد ﷺ کے لئے دعا کرتے کہ اللہ ان سب کو بخش دیتا صحابہ نے پوچھا کہ تم نے کیسے دعا کی تھی اس نے بتایا کہ میں نے یوں کہا تھا۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ بِاَنَّ لَکَ الْحَمْدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ اِکْفِنَا هٰذَا الْکَلْبَ بِمَا شِئْتَ وَکَیْفَ شِئْتَ

اے اللہ بیشک میں تیری بارگاہ میں دعا مانگتا ہوں بایں صورت کہ ہر تعریف تیرے لئے ہے کوئی الٰہ نہیں ہے سوائے تیرے، بہت بڑا احسان کرنے والا ہے از سرے نو (تو بغیر کسی نمونے کے) آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے صاحب جلال وعظمت واحترام ہے ہماری اس کتے سے جان چھڑا جس طرح تو چاہے جیسے تو چاہے بس پھر وہ کتا مر ہی گیا۔

اس روایت کا شاید اور ایک روایت بھی ہے دوسرے طریق سے اسی طرح مرسل مختصر ہے۔

(۱۰) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، ان کو خبر دی ابو محمد احمد بن اسحٰق بن بغدادی نے، ان کو خبر دی معاذ بن نجدہ نے، ان کو خلاد بن یحییٰ نے، ان کو عمر نے، یعنی ابن ذر نے، ان کو یحییٰ بن اسحٰق بن عبداللہ بن ابوطلحہ انصاری نے، یہ کہ رسول اللہ ﷺ صلوٰۃ عصر میں تھے جمعہ کا دن تھا ایک کتا آگے بڑھا تا کہ وہ آپ کے سامنے سے گذر جائے مگر وہ گر گیا اور مر گیا تھا رسول اللہ ﷺ کے آگے گذرنے سے قبل۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف منہ کر کے پوچھا کہ تم میں سے کسی نے اس کتے پر بد دعا کی تھی۔ لوگوں میں سے ایک شخص نے جواب دیا کہ میں نے اس کو بد عادی تھی حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم نے قبولیت کی ساعت میں اس کے خلاف دعا کی تھی۔ ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو ابوعمرو بن سماک نے، ان کو حنبل بن اسحاق نے، ان کو مسلم بن ابراہیم نے، ان کو اُم اسود خزاعیہ نے، ان کو اُم نائلہ خزاعیہ نے۔ وہ کہتی ہیں مجھ سے بریدہ نے حدیث بیان کی کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص سے جسے قیس کہا جاتا تھا سوال کیا اور فرمایا اسے زمین قرار نہ دے پھر وہ جس زمین پر بھی جاتا اسے قرار نہ ملتا یہاں تک کہ اس سے نکل گیا۔ (خصائص کبریٰ ۲/۱۷۲)

(۱۱) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالفضل بن ابراہیم نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، ان کو اسحٰق بن منصور نے، ان کو خبر دی نضر بن شمیل نے، ان کو شعبہ نے، ان کو ابوحمزہ نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کہا کہ میں لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا رسول اللہ ﷺ تشریف لائے انہوں نے میرے کندھوں کے درمیان اپنا ہاتھ مبارک مارا اور مجھے معاویہ کے پاس بھیجا کسی حاجت میں، میں ان کے پاس گیا تو وہ کھانا کھا رہے تھے میں نے کہا میں گیا تھا مگر وہ کھا رہے تھے حضور اکرم ﷺ نے مجھے دوبارہ بھیجا اور فرمایا۔ اللہ اس کے پیٹ کو سیر نہ کرے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں اسحٰق بن منصور سے۔ (مسلم۔ کتاب البر والصلۃ والآداب ص ۴/۲۰۱۰)

اور امیر بن خالد کی روایت سے مروی ہے شعبہ سے حدیث انس بن مالک کے بعد نبی کریم ﷺ سے کہ میں نے اپنے رب پر شرط رکھی۔ اور میں نے کہا سوائے اس کے نہیں کہ میں بشر ہوں میں ایسے خوش ہوتا ہوں جیسے کوئی بشر خوش ہوتا ہے پس جب میں کسی ایک کے خلاف اپنی اُمت سے دعا کروں جس کا وہ اہل نہ ہو تو اس دعا کو اس کے لئے ظہور اور زکاۃ اور قربت بنا دینا قیامت کے دن اس کے ساتھ اس کو اپنا قرب عطا کرنا اور تحقیق روایت کی گئی ہے ابوعوانہ سے اس نے ابوحمزہ سے کہ حضور اکرم ﷺ کی یہ دعا قبول کرلی گئی تھی اس دعا کی بابت جو انہوں نے اس حدیث میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف کی تھی رحمۃ اللہ

(۱۲) ہمیں اس کی خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو علی بن حمشاد نے، ان کو حدیث بیان کی ہشام بن علی نے، ان کو موسیٰ بن اسماعیل نے، ان کو ابوعوانہ نے، ان کو ابوحمزہ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے ہیں کہ میں لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ کہیں اچانک رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے میں سمجھ گیا کہ آپ میری طرف آئے ہیں لہٰذا میں دروازے کے پیچھے چھپ گیا (لڑکے تھے اس لئے) آپ آ گئے اور انہوں نے میرے دونوں کندھوں کے درمیان ہاتھ پھیلا کر مارا اور فرمایا کہ تم چلے جاؤ معاویہ کو میرے پاس بلا کر لے آؤ۔ اور وہ وحی لکھا کرتے تھے کہتے ہیں کہ میں چلا گیا اور میں نے جا کر ان کو بلایا حضور اکرم ﷺ کے لئے مجھے کہا گیا کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا میں نے ان کو خبر دی آپ نے فرمایا جاؤ تم ان کو بلا لاؤ میں ان کے پاس گیا مجھے بتایا گیا کہ وہ کھا رہے ہیں۔ میں واپس رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا میں نے ان کو خبر دی تیسری مرتبہ جب میں نے آ کر بتایا تو آپ نے فرمایا۔ لَا اَشْبَعَ اللّٰهُ بَطْنَه۔ اللہ اس کے پیٹ کو سیر نہ کرے کہتے ہیں کہ ہمیشہ ان کا پیٹ نہیں بھرتا تھا۔ اور روایت کی ہے خُریم سے اس نے ابوحمزہ سے اس حدیث میں اضافہ جو دلالت کرتا ہے استجابت وقبولیت پر۔

(فائدہ) : حدیث نمبر ۱۰۔۱۱۔ میں جو بات حضرت معاویہ کے بارے میں مروی ہے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مخالفین اس کو آڑ بنا کر اس عظیم صحابی رسول رضی اللہ عنہ کے خلاف ہرزہ سرائی کرتے ہیں اس کا جواب اہل علم کے لئے الصواق المحرقہ کے ساتھ ملحق کتاب تطہیر الجنان وللسان بثلب نے، معاویہ ابن ابی سفیان۔ نامی کتاب میں علامہ ابن حجر ہیثمی مکی نے دیا ہے اور دیگر کتب کے اندر بھی حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دفاع میں لکھی گئی ہیں۔

نیز امام بیہقیؒ خود بھی محدثانہ انداز میں حدیث ۱۰ کو درج کرنے کے بعد دے گئے ہیں تا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں قاری کا ذہن صاف ہو جائے۔ حدیث اُمیہ بن خالد درج کر کے۔ کہ حضور اکرم ﷺ فرماتے میں نے اللہ سے عہد کر رکھا ہے کہ اگر میں کسی اُمتی کے بارے میں ایسی دعا کر دوں جس کا وہ مستحق نہ ہو تو اس دعا کو اس اُمتی کے لئے ظہور زکاۃ اور قربت بنا دینا قیامت کے دن جو اس کو مرتبے عطا کر دے۔ ورنہ یہ حدیث یہاں درج کرنا بے مقصد ہو جائے گا بیہقی اس کو نقل کر کے یہاں بتانا چاہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے معاویہ کے خلاف جو ذکر کیا تھا بشرطیکہ یہ روایت صحیح بھی ہو تو وہ دعا کاتب وحی کے لئے ایسی تھی کہ وہ اس کے اہل نہیں تھے لہٰذا حضور اکرم ﷺ نے وہ دعا ان کے حق میں ظہور زکاۃ اور قربت بن گئی تھی جس کے ساتھ وہ قیامت میں قرب حاصل کریں گے۔ اگر یہی مقصد نہ ہو تو امام بیہقی کا اس کو نقل کرنا بے مقصد ہو جائے گا۔ (مترجم)

☆☆☆

باب ۹۹

حضور اکرم ﷺ کا ایک آدمی کے بارے میں یہ قول کرنا
اللہ تعالیٰ فی سبیل اللہ اس کی گردن مارے
پھر وہ فی الواقع اللہ کی راہ میں شہید ہو گیا

(۱) ہمیں خبر دی ابواحمد عبداللہ بن محمد بن حسن مہرجانی نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن جعفر مزکی نے، ان کو محمد بن ابراہیم نے، ان کو ابن بکیر نے، ان کو مالک نے، زید بن اسلم سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے انہوں نے بتایا کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے غزوۂ بنوانمار میں۔

پھر اس نے حدیث ذکر کی اس آدمی کے بارے میں جس کے اوپر دو پرانے کپڑے تھے لیکن بیگ میں نئے کپڑے بھی تھے حضور اکرم ﷺ نے اس کو حکم دیا اس نے وہ نئے کپڑے پہن لئے اس کے بعد وہ لوٹتے ہوئے جانے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا ہے اس کے لئے اللہ اس کی گردن مار دے کیا یہ بہتر نہیں ہے؟ اس آدمی نے یہ بات سن لی لہٰذا عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ کی راہ میں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی راہ میں لہٰذا وہ شخص واقعۃً اللہ کی راہ میں شہید کر دیا گیا تھا۔ (مؤطا مالک۔ کتاب اللباس۔ باب ماجاء فی لبس الثیاب للجمال بہا۔ حدیث ۹۱۰/۲)

باب ۱۰۰

حضور اکرم ﷺ کا بددعا کرنا
اس شخص کے خلاف جو ان پر جھوٹ بولے

(۱) ہمیں خبر دی عبدالعزیز بن محمد بن سنان عطار نے بغداد میں، ان کو عثمان بن احمد دقاق نے، ان کو محمد بن فضل بن جابر سقطی نے، ان کو دُرخت بن نافع نے، ان کو علی بن ثابت جزری نے، وازع بن نافع عقیلی سے۔ اس نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے اس نے اسامہ بن زید سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کہے مجھ پر وہ بات جو میں نے نہ کہی ہو اس کو چاہیے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔

یہ اس لئے ہوا کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک آدمی کو بھیجا تھا اس نے حضور اکرم ﷺ پر جھوٹ بول دیا لہٰذا حضور اکرم ﷺ نے اس کے خلاف بددعا کی تھی لہٰذا وہ مرا ہوا پایا گیا تھا تحقیق اس کا پیٹ پھٹ چکا تھا اور اس کو دھرتی نے بھی قبول نہیں کیا تھا۔ (مسند احمد ۳۲۱/۲۔ ابن ماجہ ۱۳/۱۔۱۴)

☆☆☆

باب ۱۰۱

حضور اکرم ﷺ کا بد دعا کرنا ہر اس شخص کے خلاف

جو ذخیرہ اندوزی کرتا ہے جزام کی دعا اور اللہ تعالیٰ کا قبول کرنا اس دعا کو اسی شخص کے خلاف جس نے (مہنگا بیچنے کے لئے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ذخیرہ اندوزی کی تھی

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی مقری نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحٰق نے، ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو محمد بن ابوبکر نے، ان کو ہیثم بن رافع باہلی نے، ان کو ابو یحییٰ نے، فرخ مولیٰ عثمان سے وہ کہتے ہیں کہ مسجد مکہ کے دروازے پر کثیر مقدار میں غلہ پہنچایا گیا جب کہ حضرت عمر ان دونوں امیر المؤمنین تھے وہ مسجد کی طرف آئے انہوں نے غلہ دیکھا اور فرمایا یہ کیسا غلہ ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ وہ غلہ ہے جو ہماری طرف کھینچ لایا گیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس میں اللہ برکت دے اس کو بھی اللہ برکت دے جس نے اس کو ہماری طرف پہنچایا ہے۔ لوگوں نے کہا اے امیر المؤمنین یہ روک کر رکھا گیا ہے اور ذخیرہ اندوزی کیا گیا ہے۔

انہوں نے پوچھا کہ اس کو کس نے ذخیرہ اندوزی کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ فروخ مولیٰ عثمان اور فلاں آپ کے غلام نے، انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا تھا فرمارہے تھے جو شخص مسلمانوں کے خلاف ان کا غلہ روکے اور ذخیرہ کر رکھے اللہ تعالیٰ اس کو جذام کا مرض لگائے گا یا بھوک اور افلاس میں مبتلا کرے گا۔ فروخ کہتے ہیں کہ لہٰذا فروخ عثمان کے غلام نے کہا میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ میں دوبارہ یہ کام نہیں کروں گا لہٰذا اس نے اس کی تجارت کو مصر کے دیہات کی طرف منتقل کر دیا باقی رہے حضرت عمر کے غلام اس نے کہا کہ ہم اپنے مالوں کے ساتھ خرید و فروخت کریں گے پس زعم کیا ہے ابو یحییٰ نے کہ اس نے دیکھا تھا مولیٰ عمر کو بعد میں جب اس کو جذام ہو گیا تھا۔

اس حدیث کو ایک جماعت نے روایت کیا ہے ہیثم سے اور ابو یحییٰ مکی سے۔ (خصائص کبریٰ ۲/۱۷۲)

باب ۱۰۲

حضور اکرم ﷺ کا دعا کرنا اپنے ربّ سے اس کے بارے میں

جس پر جادو کیا گیا تھا اور اللہ سبحانہ کا اس دعا کو قبول کرنا

(۱) ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ اور ابوالعباس احمد بن محمد بن شاذیاخی نے آخرین میں۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبدالحکم نے، ان کو خبر دی انس رضی اللہ عنہ بن عیاض نے ہشام بن عروہ سے اس نے اپنے والد سے اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ کہ نبی کریم ﷺ جادو کر دیئے گئے تھے حتیٰ کہ یہاں تک کیفیت ہو گئی تھی کہ ان کو یہ خیال آتا تھا کہ انہوں نے کوئی یا جلدی کام کیا ہے حالانکہ انہوں نے وہ نہیں کیا ہوتا تھا۔ لہٰذا انہوں نے اپنے ربّ سے دعا کی تھی۔

اس کے بعد فرمایا تھا تم نے کیا محسوس کیا ہے اور سمجھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فتویٰ دیا ہے یعنی مجھے آگاہ فرمایا ہے اس چیز کے بارے میں جس کے بارے میں، میں نے اس سے پوچھا ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ انہوں نے پوچھا وہ کیا امر ہے یا رسول اللہ؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میرے پاس دو آدمی آئے ان میں سے ایک میرے سر کی طرف بیٹھا دوسرا میرے پاؤں کی جانب ایک نے دوسرے سے کہا کس چیز نے اس کو بیمار کیا ہے؟ دوسرے نے جواب دیا کہ یہ سحر زدہ ہے۔ پھر پہلے نے پوچھا کہ کس نے اس پر جادو کیا ہے اس نے کہا کہ لبید بن اعصم نے، پہلے نے پوچھا کہ کس چیز میں؟ اس نے کہا کہ کنگھی میں اور کنگھی شدہ بالوں میں اور خشک خوشے میں یعنی کھجور کے خوشے سوکھے سیپ میں۔ اس نے پوچھا کہ وہ (سحر کیا ہوا مواد) دوسرے نے جواب دیا کہ ذروان کنواں تھا بنو زریق میں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور اکرم ﷺ آئے پھر لوٹے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اور فرمایا اللہ کی قسم ایسا لگتا ہے گویا کہ اس کا پانی مہندی کا دُھون ایسا لگتا ہے جیسے گویا ان کی کھجور شیاطین کے سر پر (یا سانپ کے سر ہیں) سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے ان سے عرض کی یا رسول اللہ! کیا آپ نے اس کو نکالا نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا بہر حال میں۔ اللہ نے مجھے شفا دی ہے میں نے ناپسند کیا ہے کہ میں اس سے لوگوں پر شر بکھیروں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابراہیم بن منذر سے اس نے انس بن عیاض سے اور بخاری و مسلم نے اس کو روایت کیا ہے کئی دیگر طریق سے اس نے ہشام بن عروہ سے۔ (بخاری۔ کتاب الدعوات۔ فتح الباری ۱۱/۱۹۲۔۱۹۳)

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ اور ابو سعید بن ابو عمرو نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو یحییٰ بن ابو طالب نے، ان کو عبدالوہاب بن عطاء نے عان کو خبر دی محمد بن سائب نے، ان کو ابو صالح نے، ابن عباس رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ شدید بیمار ہو گئے تھے لہٰذا ان کے پاس دو فرشتے آئے اور ایک ان کے سرہانے بیٹھا دوسرا ان کے پیروں کی طرف۔ جو پیروں کی جانب تھا اس نے سر کی جانب والے سے پوچھا تم کیا سمجھتے ہو کہ انہیں کیا تکلیف ہے؟ اس نے جواب دیا کہ جادو کیا ہے۔ اس کا طب کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ سحر کیا گیا ہے۔

اس نے پوچھا کہ کس نے ان کو جادو کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ لبید بن اعصم یہودی نے۔ پھر اس نے پوچھا کہ وہ کہاں ہے؟ اس نے بتایا کہ بیئر آل بنو فلاں میں ایک بھاری پتھر کے نیچے پانی والے کنویں میں۔ لہٰذا جاؤ اس کنویں پر اس کا پانی کھینچ ڈالو اور پتھر کو اُٹھاؤ اس کے بعد اس رنج و غم والی چیز کو لے کر جلا دو۔

جب رسول اللہ ﷺ نے صبح کی تو آپ نے عمار بن یاسر کو ایک گروہ کے ساتھ بھیجا وہ اس کنویں پر پہنچے جا کر دیکھا تو اس کا پانی واقعی مہندی کے پانی جیسا تھا (یعنی کھڑے کھڑے جادو کے عمل کی وجہ سے بدل چکا تھا) لہٰذا ان لوگوں نے وہ پانی کھینچ ڈالا اور انہوں نے سیپ کھجور کے خوشے کو نکال کر جلا ڈالا اس میں سے کمان کا چلہ یا ڈوری نکلی اس میں گیارہ گرہیں لگی ہوئی تھیں (یا کنگھی بالوں میں لگی ہوئی تھیں)۔

پس حضور اکرم ﷺ پر یہ دو سورتیں نازل کی گئیں حضور اکرم ﷺ نے ان کو پڑھنا شروع کیا جونہی ایک الفاظ پڑھتے تھے ایک گرہ کھل جاتی تھی۔ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس۔ اعتماد پہلی حدیث پر ہے۔

☆☆☆

باب ۱۰۳

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی اوران کامدد چاہنا

اس سے جواس میں رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک رکھے گئے تھے

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو علی بن عیسیٰ جبری نے، ان کو خبر دی احمد بن نجدہ نے، ان کو سعید بن منصور نے، ان کو ہشیم نے، ان کو عبدالحمید بن جعفر نے، اپنے والد سے یہ کہ خالد بن ولید کی ایک ٹوپی تھی یرموک والے دن انہوں نے کہا کہ تلاش کرو اس کو انہوں نے تلاش کیا مگر وہ نہ مل سکی۔ اس کے بعد تلاش کی گئی پھر وہ مل گئی مگر وہ نہایت پرانی ٹوپی تھی۔

خالد بن ولید نے فرمایا حضور اکرم ﷺ نے عمرہ کیا تھا اور اب سر منڈوایا تھا لہٰذا لوگ حضور اکرم ﷺ کے بال حاصل کرنے کے لئے لپکے تھے میں بھی لپکا لہٰذا میں نے حضور اکرم ﷺ کے پیشانی کے بال حاصل کر لئے تھے اور میں نے ان کو اس ٹوپی کے اندر محفوظ کروالیا تھا لہٰذا میں جہاں بھی قتال کے لئے جاتا ہوں تو یہ میرے ساتھ ساتھ ہوتی ہے لہٰذا مجھے نصرت حاصل ہوتی ہے۔

(مستدرک حاکم ۳/۲۹۹ـ مجمع الزوائد ۹/۳۴۹)

باب ۱۰۴

نبی کریم ﷺ کا اسماء الٰہی کے ساتھ مدد طلب کرنا

رُکانہ عرب پہلوان کے ساتھ طاقت کا مقابلہ کرنے میں اللہ تعالیٰ کا ان کی نصرت کرنا رُکانہ کے خلاف اور اس قصہ میں مروی آثار نبوت

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحٰق نے، ان کو ان کے والد اسحٰق بن یسار نے، یہ کہ رسول اللہ ﷺ رکانہ (بن عبد یزید ہاشم بن مطلب بن عبد مناف المطلبی) بن عبد یزید سے فرمایا تھا کہ آپ مسلمان ہو جایئے۔ (اسلام کی دعوت دی) کاش کہ اگر یہ بات پکی سچی معلوم ہو جاتی کہ آپ جو کچھ کہتے ہیں وہ برحق ہے تو میں مسلمان ہو جاتا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا (حالانکہ رکانہ مضبوط ترین آدمی تھا یعنی پہلوان تھا) کہ تیرا کیا خیال ہے کہ اگر میں تجھے چت کر دوں اور پچھاڑ دوں تو تم یقین کرلو گے کہ یہ دعوت اور اسلام حق ہے؟ اس نے ہاں کر لی۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ اُٹھے اور اس کو پکڑ کر پچھاڑ دیا چت کر دیا۔ رکانہ نے کہا کہ آپ دوبارہ مقابلہ کیجئے۔ حضور اکرم ﷺ نے دوبارہ اس کو پکڑ کر زمین پر چت کر دیا دوسری بار چنانچہ وہ یہ کہتا ہوا چلا گیا کہ یہ جادوگر ہے میں نے اس کے سحر جیسا کسی کا سحر ہرگز نہیں دیکھا۔

اللہ کی قسم (جب حضور اکرم نے مجھے پکڑا تو) میرا اپنے جسم پر ذرہ بھر بھی اختیار نہیں رہا تھا میں اپنے آپ کا مالک نہیں رہا تھا یہاں تک کہ انہوں نے میرا پہلو زمین سے لگا دیا۔ (مگر محدثین اسکو کہا سند میں کلام ہے)

(۲) اور ہم نے کتاب السنن میں روایت کیا ہے سعید بن جبیر ؒ سے اس نے نبی کریم ﷺ سے۔ ان کے رکانہ کو چت کرنے اور پچھاڑنے کے بارے میں۔ ایک بکری اور اسلام کی شرط پر۔ جب کہ حضور اکرم ﷺ نے اس کی بکری واپس کر دی تھی۔

(رکانہ کے پچھاڑنے کا قصہ ابوداود، ترمذی میں مذکور ہے۔ مستدرک حاکم ۴۵۲/۳)

(۳) اور تحقیق اس کو روایت کیا ہے ابواویس مدنی نے، محمد بن عبداللہ بن یزید بن رکانہ سے اس نے آپنے دادا رکانہ بن عبد یزید سے، وہ سخت جان آدمی تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں اور نبی کریم ﷺ ابوطالب کی بکریاں چرا رہے تھے پہلی بار جب دیکھا تھا۔ ایک دن نبی کریم ﷺ نے مجھ سے کہا کیا آپ میرے ساتھ کشتی کریں گے لڑنے کا مقابلہ۔ میں نے کہا کہ کیا تم مجھ سے لڑو گے؟ انہوں نے کہا جی ہاں میں لڑوں گا۔ میں نے کہا کہ کس شرط پر؟ انہوں نے کہا کہ بکریوں میں سے ایک کی شرط پر (جو ہارے گا وہ دے گا) میں نے ان کے ساتھ مقابلہ کیا انہوں نے مجھے چت کر دیا اور مجھ سے بکری لے لی۔

میں نے ادھر اُدھر دیکھا کہ کیا کوئی انسان مجھے دیکھ رہا ہے انہوں نے پوچھا کیا دیکھ رہے ہو میں نے بتایا کہ مجھے بعض چرواہے دیکھ نہ لیں لہٰذا وہ میرے اوپر جری ہو جائیں گے جب کہ میں اپنی قوم میں مضبوط ترین ہوں۔ انہوں نے پوچھا کیا تم تیسری بار مقابلہ کرو گے جیت گئے تو تمہیں بکری ملے گی۔ میں نے کہا جی ہاں۔ پھر میں نے مقابلہ کیا مگر انہوں نے پھر بھی مجھے چت کر دیا انہوں نے پھر بکری لے لی۔

لہٰذا میں مخزون و مغموم ہو کر بیٹھ گیا۔ انہوں نے پوچھا تجھے کیا ہوا؟ میں نے کہا کہ میں جاتا ہوں عبد یزید کے پاس۔ اس لئے کہ میں ان کی تین بکریاں دے چکا ہوں میں سمجھتا تھا کہ میں قریش کا مضبوط ترین انسان ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا کیا چوتھی بار مقابلہ کرو گے؟ میں نے کہا کہ تین کے بعد چوتھی بار نہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا بہر حال تیرا یہ کہنا بکریوں کے بارے میں۔ تو میں وہ تجھے واپس کر دیتا ہوں یہ کہہ کر انہوں نے وہ مجھے واپس کر دیں زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ اس کا مقابلہ غالب آ گیا اور میں ان کے پاس آیا اور مسلمان ہو گیا جو چیز اس دن میری ہدایت کا سبب بنی وہ یہ تھی کہ میں نے یقین کر لیا کہ اس دن انہوں نے مجھے اپنی ذاتی طاقت کے ساتھ چت نہیں کیا تھا بلکہ انہوں نے مجھے اپنے سوا کسی اور قوت کے ذریعے پچھاڑا تھا۔

(۴) یہ اس میں سے ہے جس کی ہمیں خبر دی ہے ابوعبدالرحمٰن سلمی نے، بطور اجازت کے یہ کہ ابوعبیداللہ بن عبداللہ بن محمد عکبری نے اس کو خبر دی وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالقاسم بغوی نے، ان کو حسن بن صباح نے، ان کو شبابہ بن سوار نے، ان کو ابواویس نے، اس نے اس کو مکرر کیا ہے۔ یہ تمام مرسل روایات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اس بارے میں حدیث موصول جو اس بارے میں اس کی اصل ضرور موجود ہے۔

(۵) (وہ حدیث موصول یہ ہے) جس کی خبر دی ہے ہمیں ابوبکر محمد بن حسن بن علی بن مؤمل نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابواحمد محمد بن محمد بن احمد بن اسحٰق حافظ نے، ان کو خبر دی ہے ابوعروبہ حسین بن ابومعشر سلمی نے، حران میں وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن وہب نے، ان کو محمد بن سلمہ نے، ان کو ابوعبدالرحیم نے، وہ خالد بن ابویزید ہے۔ وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے ابوعبدالملک نے، قاسم سے اس نے ابوامامہ سے وہ کہتے ہیں ایک آدمی تھے بنو ہاشم میں سے اس کو رکانہ کہتے تھے۔ وہ سب سے زیادہ لڑائی لڑنے والا تھا سب سے زیادہ سخت جان تھا مگر مشرک تھا اور وہ وادی اضم میں اپنی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ ایک دن حضور اکرم ﷺ سیدہ عائشہ کے گھر سے نکلے اسی وادی کی طرف رُخ کیا وادی میں پہنچے تو وہاں پر رکانہ سے ملاقات ہوگئی۔

حضور اکرم ﷺ کے ساتھ کوئی بھی نہیں تھا رکانہ ان کو دیکھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے کہا اے محمد! تو وہی ہے نہ جو ہمارے معبودوں الھوں کو گالیاں دیتا ہے۔ لات کو عزی کو اور تو اپنے الٰہ عزیز الحکیم کی طرف بلاتا ہے۔ میرے اور تیرے درمیان اگر رشتہ قرابت نہ ہوتا تو میں تم سے بات نہ کرتا۔ یعنی بات کرنے سے قبل ہی تجھے قتل کر دیتا۔ لیکن اپنے غالب اور حکمت والے الٰہ کو آپ پکاریں کہ وہ آپ کو مجھ سے نجات دے۔ میں ابھی ایک امر تیرے سامنے پیش کرتا ہوں۔ کیا تم اس بات پر تیار ہو کہ میں تیرے ساتھ کشتی لڑتا ہوں اور تم اپنے الٰہ عزیز و حکیم کو پکارو کہ وہ ہمارے خلاف تمہاری مدد کرے۔ اور میں لات وعزی کو پکارتا ہوں اگر تم نے مجھے گرا دیا اور چت کر لیا تو میری ان بکریوں میں سے دس بکریاں تیری ہو گئیں تم ان کو پسند کر لینا۔

اس وقت اللہ کے نبی نے ہاں کر لی کہ اگر تم چاہتے ہو تو ٹھیک ہے۔ لہٰذا دونوں نے ایک دوسرے کو پکڑ لیا۔ اللہ کے نبی نے اپنے الٰہ الحکیم کو پکارا کہ وہ رکانہ کے خلاف اس کی مدد کرے۔ اور ادھر سے رُکانہ نے اپنے لات وعزی کو پکارا کہ آج تم تو محمد کے خلاف میری مدد کرو حضور اکرم ﷺ نے اس کو پکڑا اور لٹا دیا اور اس کے سینے پر بیٹھ گئے رکانہ نے کہا کہ اُٹھ جا یہ تم نہیں ہو جس نے مجھے گرایا ہے یہ تیرے معبود عزیز الحکیم نے کیا ہے۔ اور مجھے لات وعزی نے بے یار و مددگار چھوڑ دیا ہے تم سے پہلے کسی نے میری پیٹھ زمین سے نہیں لگائی۔ پھر رکانہ نے حضور اکرم ﷺ سے کہا کہ دوبارہ کشتی کرنے میں اگر تم نے مجھے چت کر دیا تو تیرے لئے مزید دس بکریاں ہوں گی تم ان کو پسند کر کے چن لینا اللہ کے نبی نے اس کو پکڑا اور دونوں میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے الٰہ کو پکارا جیسے پہلی مرتبہ کیا تھا۔

پھر نبی کریم ﷺ نے اس کو چت کر دیا۔ پھر حضور اکرم ﷺ اس کے جگر پر چڑھ بیٹھے۔ رکانہ نے ان سے کہا اُٹھ جایئے۔ یہ تم نہیں ہو جس نے میرے ساتھ یہ کیا ہے یہ تیرے الٰہ عزیز الحکیم نے کیا ہے۔ اور مجھے لات وعزی نے بے مدد رسوا کر دیا ہے۔ تم سے پہلے کسی نے میری پیٹھ زمین سے نہیں لگائی۔ رکانہ نے آپ ﷺ سے کہا پھر تیسری بار ہم لڑتے ہیں اگر تم جیت گئے تو پھر دس بکریاں تم لے لینا حضور اکرم ﷺ نے اس کو پکڑا اور دونوں نے اپنے اپنے معبود کو پکارا پھر نبی کریم ﷺ نے پھر اس کو تیسری بار بچھاڑ دیا پھر رکانہ نے ان کو کہا یہ آپ نہیں ہیں جس نے مجھے گرایا ہے یہ آپ کے معبود عزیز الحکیم نے کیا ہے اور میرے لات وعزی نے رسوا کر دیا ہے لیجئے تیس بکریاں میری بکریوں میں سے آپ خود پسند کر لیجئے۔ مگر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرا یہ مقصد نہیں ہے۔ بلکہ میں تو تجھے اسلام کی طرف بلاتا ہوں اے رکانہ اور تجھے بچاتا ہوں اس سے کہ تم جہنم کی طرف چلے جاؤ اگر تم اسلام قبول کر لو گے۔ مگر رکانہ نے اس سے انکار کر دیا اور کہا کہ پہلے آپ مجھے کوئی (معجزہ) کوئی نشانی دکھائیں۔

نبی کریم ﷺ نے اس کو فرمایا۔ اللہ تیرے اوپر گواہ ہے کہ اگر میں اپنے آپ کو پکاروں اور میں تجھے نشانی دیکھاؤں تو تم ضرور بات مانو گے اس بات کی جس کی میں تجھے دعوت دے رہا ہوں؟ رکانہ نے کہا ٹھیک ہے وہاں پر اس کے قریب ایک کیکر کا درخت تھا جس کی بہت سی شاخیں تھیں اور ڈنڈیاں تھیں اللہ کے نبی نے اس کی طرف اشارہ کیا۔ اور اس سے کہا کہ اللہ کے حکم سے میرے پاس آجا وہ دو حصوں میں بٹ گیا لہٰذا وہ نصف حصے پر اپنی ٹہنیوں اور شاخوں سمیت حتیٰ کہ اللہ کے نبی کے آگے آموجود ہوا اور رکانہ کے آگے رکانہ نے ان سے کہا آپ نے واقعی بہت بڑی بات مجھے دکھائی ہے آپ اس کو حکم دیں کہ یہ واپس چلا جائے اللہ کے نبی نے کہا اللہ گواہ ہے تیرے اوپر اگر میں اپنے رب کو پکاروں اور یہ واپس اپنی جگہ پر چلا جائے تو تم ضرور میری دعوت قبول کرو گے؟ اس نے کہا کہ ٹھیک ہے حضور اکرم ﷺ نے حکم دیا وہ چلا گیا اپنی ٹہنیوں اور شاخوں سمیت حتیٰ کہ وہ اپنے بقایا نصف کے ساتھ مل گیا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا اب تم اسلام قبول کر لو بچ جاؤ گے مگر رکانہ نے ان سے کہا میرے پاس انکار کرنے کی اور کوئی وجہ نہیں ہے میں نے عظیم نشانی دیکھی ہے لیکن میں یہ بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ مدینے کی عورتیں اور بچے باتیں بتائیں گے کہ میں تیرے پاس اس لئے آیا تھا کہ میرے دل میں تیرا رعب اور ڈر بیٹھ گیا تھا۔ لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ اہل مدینہ کی عورتیں اور بچے یہ جان لیں کہ کسی کے مقابلے میں نہ میرا پہلو کبھی زمین سے لگا ہے اور نہ ہی میرے دل میں ایک لمحے کے لئے کوئی خوف داخل ہوا ہے نہ دن میں نہ رات میں۔ لیکن بکریاں آپ کی ہیں آپ لے لیں اپنی بکریاں نبی کریم ﷺ نے ان کو فرمایا کہ مجھے تیری بکریوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے جب تم نے اسلام لانے سے انکار کر دیا ہے لہٰذا نبی کریم ﷺ واپس چلے گئے وادی میں سے۔

ادھر ابوبکر صدیق ؓ اور عمر فاروق ؓ حضور ﷺ کو تلاش کرتے گھر پہنچے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس انہوں نے بتایا کہ وہ وادی اضم کی طرف نکلے تھے حالانکہ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ رکانہ کی وادی ہے جس کو وہ خطا نہیں کرتا ضرور جاتا ہے۔ لہٰذا وہ دونوں پھر حضور اکرم ﷺ کی تلاش میں نکل پڑے اور ڈر رہے تھے کہ اگر رکانہ حضور اکرم ﷺ کو مل گیا تو وہ ان کو قتل کر دے گا لہٰذا وہ دونوں ہر بلندی پر چڑھ چڑھ کر ایڑیاں اُٹھا اُٹھا کر دیکھتے کہ کہیں سے حضور ﷺ نکل کر آ رہے ہوں۔ اچانک ان کی نظر پڑی نبی کریم آ رہے تھے دونوں نے کہا اے اللہ کے نبی! آپ کیسے نکل آئے تھے اس وادی کی طرف اکیلے آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ رکانہ کی چھت ہے اور وہ سب سے بڑا لڑاکا ہے قاتل ہے اور آپ کا شدید تکذیب کرنے والا دشمن ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے ان کی طرف دیکھا کہ ہنس دیئے پھر فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا۔ واللہ یعصمک من الناس۔ تجھے اللہ لوگوں سے بچائے گا۔ وہ میری طرف نہیں پہنچے گا اللہ میرے ساتھ ہے اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے ان کو رکانہ کی ساری مذکورہ کہانی سنادی اور اس کے ساتھ جو کچھ ہوا تھا اور جو کچھ اس نے دیکھا تھا ابوبکر ؓ وعمر ؓ دونوں اس واقعہ پر حیران ہوئے۔ دونوں نے کہا واقعی یا رسول اللہ! آپ نے رکانہ کو چت کر دیا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے ہم نہیں جانتے کہ آج تک کسی انسان نے اس کا پہلو بھی زمین سے لگایا ہو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے دعا کی اس نے میری مدد کی دس سے زائد کے ساتھ اور دس آدمیوں کی طاقت کے ساتھ۔ اس کی سند میں ابوعبدالملک ہے اس کا نام ہے علی بن یزید شامی وہ قوی نہیں ہے۔

(بخاری نے اسے منکر الحدیث قرار دیا ہے۔ دارقطنی نے متروک الحدیث قرار دیا ہے۔ میزان ۳/۱۶۱)

مگر اس کے ساتھ ساتھ وہ روایات میں جو اس کو مؤکد کرتی ہیں۔ واللہ اعلم

باب ۱۰۵

نبی کریم ﷺ کا تیر اندازوں سے یہ کہنا

کہ تیر مارو اور میں ابن اذرع کے ساتھ ہوں اور اس بارے میں جو آثار نبوت ظاہر ہوئے

(۱)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعمرو بن اسماعیل نے، ان کو محمد بن اسحٰق بن خزیمہ نے، ان کو محمد بن مسکین یمامی اور اسماعیل بن اسرائیل لؤلؤی نے، وہ کہتے ہیں ان کو یحییٰ بن حسان نے، ان کو سلیمان بن بلال نے، عبدالرحمٰن بن حرملہ سے اس نے محمد بن ایاس بن سلمہ سے اس نے اپنے والد سے اس نے اپنے دادا سے کہ حضور ﷺ قبیلہ اسلم کے کچھ لوگوں کے پاس سے گذرے وہ تیر اندازی کی مشق کر رہے تھے۔

آپ نے فرمایا اچھا ہے یہ کھیل دو یا تین مرتبہ فرمایا تیر پھینکو میں ابن اذرع کے ساتھ ہوں (یعنی اس کے ساتھ مل کر پھینکتا ہوں) لہٰذا لوگوں نے اپنے اپنے ہاتھ روک لئے اور بولے کہ نہیں اللہ کی قسم ہم تیر نہیں پھینکیں گے ابن اذرع کے ساتھ اگر آپ اس طرف ہیں تو اے اللہ کے رسول۔ پھر وہ تو ہم سے جیت جائے گا۔ لہٰذا آپ نے فرمایا کہ تیر پھینکو میں تم سب کے ساتھ ہوں کہتے ہیں کہ اس دن وہ لوگ اس دن کا اکثر حصہ تیر اندازی کرتے رہے پھر الگ ہو گئے تھے برابری کی بنیاد پر کوئی ایک دوسرے سے نہ جیتا۔ (سنن کبریٰ ۱۰/۱۷)

اور اسی طرح روایت ہے ابوبکر بن ابواویس کی سلمان سے۔

☆☆☆

باب ۱۰٦

حضور اکرم ﷺ کا اپنا واعظ وخطبہ
گھروں میں یا با پردہ جوان کنواری لڑکیوں کو اور یہ آزاد محترم عورتوں کو سنوانا حالانکہ وہ خود اپنی جگہ پر مسجد میں ہوتے تھے

(۱) ہمیں خبر دی امام ابو اسحق بن ابراہیم بن محمد بن ابراہیم نے، ان کو احمد بن ابراہیم اسماعیلی نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن محمد بن ناجیہ نے، ان کو محمد بن عباد بن موسیٰ نے، ان کو مصعب بن سلام نے، ان کو حمزہ بن زیات نے، ان کو ابو اسحق نے، براء بن عازب سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا آپ نے ان عورتوں اور لڑکیوں کو بھی سنایا کرتے تھے پردہ نشین نوجوان لڑکیوں کو بھی۔ یا گھروں میں پردہ نشین کہا تھا آپ نے فرمایا اے گروہ ان بولو لوگوں نے جو اپنی زبان کے ساتھ تو مسلمان ہو چکے ہو مگر دلوں میں ایمان داخل نہیں ہوا مسلمانوں کی غیبت نہ کیا کرو اور ان کی کمزوریوں اور عیبوں کی تلاش میں نہ رہا کرو۔ بیشک حال یہ ہے کہ جو شخص ان کے عیبوں کی ٹوہ لگائے گا اللہ تعالیٰ اس کے عیبوں کو بھی سامنے کر دے گا اور یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کے عیبوں کے ظاہر کر دے وہ اس کو رسوا کر دے گا اسی طرح اس کو روایت کیا ہے جماعت نے، مصعب بن سلام سے۔ (مسند احمد ۴/۴۲۴)

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ اور ابو سعید بن ابو عمر نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحق صغانی نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی مسیبی نے، ان کو فضالہ بن یعقوب انصاری نے، اسماعیل بن ابراہیم بن مجمع نے، ہشام بن عروہ سے اس نے اپنے والد سے اس نے سیدہ عائشہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن ممبر پر تشریف لائے اور فرمایا بیٹھ جاؤ عبداللہ بن رواحہ نے سنا رسول اللہ کا یہ فرمانا کہ بیٹھ جاؤ تو وہ (جہاں تھے وہیں) بکریوں میں بیٹھ گئے۔ بتایا گیا یا رسول اللہ! یہ ہے ابن رواحہ نے آپ کا قول سنا بیٹھ جاؤ آپ لوگوں سے کہہ رہے تھے بیٹھ جاؤ لیکن وہ اپنی جگہ پر ہی بیٹھ گئے (جہاں پر تھے)۔

(۳) اور روایت کی گئی مرسل روایت کے طور پر دوسرے طریق سے جیسے ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن محمد مقری نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو ابو ربیع نے، ان کو حماد بن زید نے، ان کو ثابت نے، عبدالرحمٰن بن ابو لیلیٰ سے یہ کہ عبداللہ بن رواحہ ایک دن نبی کریم ﷺ کے پاس آئے وہ خطبہ دے رہے تھے اور وہ اس وقت فرما رہے تھے بیٹھ جاؤ وہ مسجد سے باہر اپنی جگہ پر ہی بیٹھ گئے حتیٰ کہ حضور اکرم ﷺ خطبے سے فارغ ہو گئے یہ بات حضور اکرم ﷺ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تیرے شوق و حرص طاعۃ اللہ اور اطاعت رسول کو اور زیادہ کرے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابو الحسن بن علی سقاء نے، ان کو خبر دی ابو سہل بن زیاد قطان نے، ان کو محمد بن احمد ہروی نے، ان کو علی بن حرب نے، ان کو سفیان نے، ان کو مسعر نے، عمرو بن دینار سے، اس نے یحییٰ بن جعدہ سے ان کو ام ہانی نے، وہ کہتی ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی قراءت سنتی رہتی تھی اور میں اپنے گھر کی چھت کے اوپر تھی۔

(۵) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ اور محمد بن موسیٰ نے، ان دونوں نے کہا ان کو ابو العباس (وہی اصم ہے)، ان کو عباس دوری نے، ان کو ابو نعمان عارم بن فضل نے، ان کو ثابت بن یزید نے، ان کو ہلال بن خباب نے، وہ کہتے ہیں کہ میں اور مجاہد، یحی بن جعدہ بن اُم ہانی کے پاس اُترے اس نے ہمیں بتایا وہ کہتی ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی قراءت سنتے تھے رات کے اندر کعبہ کے پاس اور میں اپنی چھت پر ہوتی تھی۔

☆☆☆

مجموعہ ابواب ۱۰۷

یہود وغیرہ کے سوالات اور ان کا نبی کریم ﷺ کے احوال کی تفتیش کرنا اور ان میں سے اسلام قبول کرنا جس کو اسلام کی ہدایت ملی

باب ۱۰۸

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے سوالات اور ان کا اسلام قبول کرنا

جس وقت انہوں نے حضور ﷺ کی رسالت میں ان کی سچائی کو جان لیا تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالقاسم طلحہ بن علی بن صفار نے بغداد میں، ان کو خبر دی ابوالحسن احمد بن عثمان بن یحییٰ آدمی نے، ان کو ابوعمران موسیٰ بن سہل بن کثیر الوشاء نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن علیہ نے حمید طویل سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن حفص مقری بن حمامیؒ نے بغداد میں، ان کو ابوبکر احمد بن سلیمان فقیہ نے، ان کو اسماعیل بن اسحاق نے، ان کو محمد بن عبداللہ انصاری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حمید طویل نے انس سے، وہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن سلام رسول ﷺ کے پاس آئے حضور کی مدینہ میں آمد پر اور کہا کہ میں تین چیزوں کے بارے میں آپ سے پوچھوں گا جن کو نبی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ قیامت کی اول شرائط کیا ہیں؟ اور اہل جنت کا پہلا کھانا کیا ہوگا جو وہ کھائیں گے؟ بیٹا ماں پر جاتا ہے یا باپ پر؟

حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہمیں جبرائیل علیہ السلام نے ابھی ابھی خبر دی ہے۔ ابن سلام نے کہا وہ تو یہود کا دشمن ہے فرشتوں میں سے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ شرائط قیامت میں پہلی شرط وہ آگ ہوگی جو ان کو مشرق سے مغرب کی طرف نکالے گی۔ بہرحال پہلا کھانا جو اہل جنت کھائیں گے وہ مچھلی کا جگر وغیرہ ہوگا۔ بہرحال بیٹا (اس کی وجہ یہ ہے) جس وقت آدمی کا پانی سبقت کر جاتا ہے تو وہ اس کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور جس وقت عورت کا پانی سبقت کر جاتا ہے تو وہ اس کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔

اور ابن علیہ کی ایک روایت میں ہے کہ جب آدمی کا پانی سبقت کر جاتا ہے عورت کے پانی سے تو بیٹا باپ کی طرف کھنچ جاتا ہے اور جس وقت عورت کا پانی آدمی سے سبقت کر جائے تو بیٹا ماں کی طرف کھنچ جاتا ہے۔

انصاری نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ ابن سلام نے کہا تھا:

اشهد ان لا اله الا الله واشهد انك رسول الله

پھر کہا کہ یارسول اللہ! بے شک یہود حیران پریشان قوم ہے، بہتان تراش لوگ ہیں۔ وہ جب میرے اسلام کے بارے میں جان لیں گے اس کے ان سے میرے بارے میں پوچھنے سے پہلے تو وہ مجھ پر بہتان لگائیں گے آپ کے آگے۔

چنانچہ یہود آئے تو نبی کریم ﷺ نے ان سے پوچھا کہ تم میں اللہ کا نیک بندہ کون ہے؟ وہ بولے ہمارے بڑے عالم، ہمارے عالم کے بیٹے، ہمارے سردار اور ہمارے سردار کے بیٹے۔ ہمارے عالم ہمارے عالم کے بیٹے نام ہے عبداللہ بن سلام۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم کیا کہو گے اگر عبداللہ اسلام قبول کر لے؟ یہودیوں نے کہا کہ اللہ اس کو بچائے اس سے۔

چنانچہ عبداللہ بن سلام فوراً نکل کر اُن کے سامنے آئے اور بولے :

اشهد ان لا اله الا اللّٰه و اشهد ان محمدا رسول اللّٰه

وہ بولے یہ ہم سے بدتر ہے اور بدترین کا بیٹا ہے۔ انہوں نے اس کی توہین کی۔ عبداللہ نے کہا یہی بات تھی میں جس سے ڈر رہا تھا یارسول اللہ!

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں حدیث ابن عُلیہ وغیرہ سے، اس نے حمید سے۔ (بخاری۔ کتاب مناقب الانصار۔ فتح الباری ۲۷۲/۷)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ بن حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابومعشر مدنی نے سعید مقبری سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب قبا میں آئے تھے تو اپنے مؤذن کو کہتے تھے وہ نماز کے لئے اذان دے۔

پھر بعض نے وہی حدیث بیان کی ہے۔ عبداللہ بن سلام کی آمد کے بارے میں اور رسول اللہ ﷺ کے پاس اس کے بیٹے کے بارے میں اور اپنی پھوپھی کی طرف کے بارے میں، وہ اس سے کہتی تھی بھتیجے کہاں رہے ہو؟ وہ بتاتے تھے، اے پھوپھی میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا۔ وہ پوچھتی تھی کیا موسیٰ بن عمران کے پاس تھے؟ میں بتاتا کہ میں موسیٰ بن عمران کے پاس نہیں تھا۔ پھر پوچھا کیا اس نبی کے پاس تھے جو قیامت کے قیام کے وقت بھیجا جانا تھا؟ میں نے بتایا کہ جی ہاں! میں ان کے ہاں ہی رہا ہوں۔ پھر عبداللہ بن سلام نبی کریم ﷺ کی طرف واپس آئے اور انہوں نے ان سے تین چیزوں کے بارے میں سوال کئے (راوی نے) حدیث اول ذکر کی ہے۔ مگر یہ اضافی بات کہی کہ انہوں نے حضور ﷺ سے سواد (کالانشان) کے بارے میں پوچھا جو چاند میں نظر آتا ہے کہ اول اشراط ساعۃ میں سے ہے۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، یہ پہلی وحی ہے اس وقت جوان پر اس وقت اُتری ہے۔ فرمایا کہ اہل جنت پہلا طعام لام ونون کے ساتھ دیئے جائیں گے۔ انہوں نے سوال کیا کہ لام ونون کیا ہے؟ فرمایا بیل اور مچھلی کے جگر کا زائد حصہ (اس قدر عظیم ہوں گے کہ) ان میں سے ایک کے ساتھ ستر ہزار انسان کھائیں گے۔ پھر وہ دوبارہ اُٹھیں گے (زندہ ہو جائیں گے) اصل جنت کے لئے۔

پھر شبہ (یعنی بچے کا ماں باپ کے مشابہ ہونا) تو وہ نطفوں میں سے جو نطفہ آگے پہنچ جائے رحم کی طرف آدمی کا یا عورت کا بچہ اسی کے مشابہ ہو جاتا ہے۔

بہرحال سواد (سیاہ نشان) جو چاند میں ہے تو بے شک وہ دونوں ایسے ہیں گویا کہ دو سورج ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

و جعلنا الليل و النهار ايتين فمحونا اية الليل ۔ (سورۃ بنی اسرائیل : آیت ۱۲)

ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا ہے ہم نے رات کی نشانی کو محو کیا ہے۔

یہ سواد (کالانشان) جو تم دیکھتے ہو یہی وہ محو ہے فمحونا اية الليل عبداللہ بن سلام نے کہا :

اشهد ان لا اله الا اللّٰه و اشهد ان محمدا رسول اللّٰه

اس کے بعد راوی نے حدیث بیان کو ذکر کیا یہود کے قصے کے بارے میں جو حضور ﷺ کے پاس آئے تھے اور حضور ﷺ نے ان سے سوالات پوچھے تھے (عبداللہ بن سلام کے بارے میں) اور جو انہوں نے اس میں گڑبڑ کی تھی۔ نیز نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان اَجزْنَا الشَّهَادَةَ الْاُولٰى ہم پہلی گواہی کو نافذ کریں گے۔ بہرحال اس دوسری شہادت کو نہیں۔

☆☆☆

باب ۱۰۹

حبر الیہود کے سوالات اور اس کی یہ معرفت کہ نبی کریم ﷺ نے
اس کے سوالات کے درست جوابات دیئے ہیں
اور وہ اپنی نبوت کے دعوے میں سچے ہیں

(۱) ہمیں خبر دی ابوزکریا یحییٰ بن ابراہیم بن محمد بن یحییٰ مزکی نے، ہمیں خبر دی ابوالحسن احمد بن محمد بن عبدوس نے، ان کو عثمان بن سعید نے، ان کو ربیع بن نافع ابوتوبہ نے، ان کو معاویہ بن سلام نے زید وابن سلام ہیں کہ انہوں نے سُنا ابوسلام سے کہ مجھے خبر دی ہے ابواسماء رحبی نے اس کو حدیث بیان کی ہے کہ ثوبان نے حدیث بیان کی۔

وہ کہتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے پاس کھڑا ہوا تھا، چنانچہ ایک حبر (عالم) آیا، یہود کے احبار (علماء) میں سے۔ اس نے کہا السلام علیکم یا محمد! ثوبان کہتے ہیں کہ میں نے اس کو ڈانٹ دیا اور دھکا دیا قریب تھا کہ وہ گر جاتا اس سے۔ اس نے پوچھا کہ کیوں دھکا دیا تم نے مجھے؟ میں نے کہا کہ تم یا رسول اللہ نہیں کہہ سکتے تھے۔ اس نے کہا کہ میں نے ان کا وہ نام لیا ہے جو اس کے گھر والوں نے اس کا نام رکھا تھا۔ رسول اللہ نے (اس کی تائید کرتے ہوئے اس حقیقت کا اعتراف کیا)۔ بے شک میرا وہ نام جو میرے گھر والوں نے رکھا تھا وہ محمد ہی ہے۔ یہودی نے کہا میں آپ سے سوال کرنے آیا ہوں۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ اگر میں تجھے بتاؤں تو کیا تجھے کچھ فائدہ بھی ہوگا؟ یہودی عالم نے کہا کہ میں اپنے دونوں کانوں سے سنوں گا (یعنی توجہ سے سُنوں گا)۔ اگلے لمحے یہودی نے زمین پر لکیر کھینچی۔ حضور نے یہودی سے کہا سوال کرو۔

یہودی نے پہلا سوال کیا لوگ کہاں ہوں گے؟

یوم تبدل الارض غیر الارض والسمٰوات

جس دن یہ زمین و آسمان تبدیل کر دیئے جائیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا:

فی الظلمة دون الجسر

تاریکی میں ہوں گے پل صراط کے پاس۔

یہودی نے سوال کیا، سب سے پہلا شخص کون ہوگا پُل کو عبور (پار) کرنے والا؟ حضور ﷺ نے جواب دیا مہاجرین فقراء۔ یہودی نے پوچھا ان کا تحفہ کیا ہوگا جب وہ جنت میں داخل ہوں گے؟ فرمایا زیادت کبد نون (مچھلی کے جگر کا اضافہ)۔ اس نے سوال کیا کہ پھر اس کے بعد ان کی غذا کیا ہوگی؟ حضور ﷺ نے جواب دیا کہ اس کے بعد جنت کا بیل ذبح کیا جائے گا جو ارد گرد اس کے چر رہا ہوگا۔ یہودی نے پوچھا ان کا مشروب کیا ہوگا؟ حضور ﷺ نے جواب دیا ایک چشمہ سے جس کا نام سلسبیل رکھا گیا ہے۔ یہودی عالم نے کہا آپ نے سچ فرمایا ہے۔

یہودی عالم نے کہا اور میں اس لئے بھی آیا ہوں کہ آپ سے ایک چیز کے بارے میں سوال کروں جس کو دھرتی پر نبی کے سوا یا ایک دو آدمیوں کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر میں تجھے بتادوں کہ تمہیں کوئی فائدہ ہوگا؟ اس نے جواب دیا کہ میں اپنے دونوں

کانوں سے سنوں گا (یعنی خوب توجہ کے ساتھ سنوں گا) اس نے پوچھا کہ میں آپ سے بچے کے بارے میں سوال کرتا ہوں۔ حضور نے جواب دیا آدمی کا مادہ سفید اور عورت کا قدرے پیلا ہوتا ہے جب دونوں جمع ہوتے ہیں تو آدمی کا مادہ عورت کے مادہ کے اُوپر آجاتا ہے (غالب آجاتا ہے) تو اللہ کے حکم سے لڑکا بن جاتا ہے۔ اور اگر عورت کا مادہ آدمی کی منی کے اُوپر آجاتا ہے (غالبا آجاتا ہے) تو اللہ کے حکم سے لڑکی پیدا ہوتی ہے۔

یہودی نے کہا آپ نے سچ فرمایا: بے شک آپ نبی ہیں۔ اس کے بعد وہ چلا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس نے مجھ سے وہ سوال پوچھے ہیں مگر میں ان میں سے کچھ بھی نہیں جانتا تھا یہاں تک کہ اللہ نے میرے پاس فرشتے کو بھیج کر مجھے علم دیا ہے۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں حسن بن علی حلوانی سے، اس نے نافع سے۔ (مسلم۔ کتاب الحیض۔ حدیث ۳۴ ص ۱/۲۵)

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، اس نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے مختار بن ابوالمختار نے ابوظبیان سے، ان کو ان کے اصحاب نے کہ وہ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ یہودی ان کے پاس آیا، سُرخ رنگ گھونگھریالے بالوں والا طیلسان (خوبصورت شال) لپیٹی ہوئی تھی۔ اس نے پوچھا کیا تم میں کوئی ابوالقاسم ہے؟ تمہارے اندر محمد (ﷺ) ہے؟ ہم نے کہا کہ موجود ہے۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو بولا، اے ابوالقاسم! میں آپ سے ایک مسئلہ پوچھتا ہوں جس کو کوئی نہیں جانتا نبی کے سوا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، آپ پوچھیں جو پوچھنا چاہتے ہیں۔ دو محلین (میاں بیوی) میں سے بچہ پیدا ہوتا ہے؟ رسول اللہ کچھ دیر کے لئے خاموش ہوگئے یہاں تک کہ ہم لوگوں نے یہ چاہا کہ وہ یہ سوال نہ کرتا حضور ﷺ سے۔

اس کے بعد ہم سمجھ گئے کہ ان کے لئے بیان کر دیا گیا ہے۔ لہٰذا حضور ﷺ نے فرمایا، ہر ایک سے ہوتا ہے۔ یہودی نے پوچھا آدمی کے مادے سے کیا کچھ اور عورت کے پانی سے کس قدر؟ حضور ﷺ خاموش ہوگئے یہاں تک کہ ہم نے سوچا کہ اس نے یہ سوال حضور سے نہ کیا ہوتا۔ پھر جلدی ہی ہم نے سمجھ لیا کہ ان کو بتادیا گیا ہے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کو۔

آدمی کا نطفہ سفید ہوتا ہے اور گاڑھا ہوتا ہے اس سے ہڈیاں اور عصب بنتے ہیں۔ بہر حال عورت کا نطفہ پیلا ہوتا ہے اور پتلا ہوتا ہے، اس سے خون اور گوشت بنتا ہے۔ اس یہودی نے کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ (مسند احمد ۱/۴۶۵)

باب ۱۱۰

یہود کی ایک جماعت کا حضور ﷺ سے سوالات کرنا

اور ان کو اس بات کی معرفت حاصل ہو جانا کہ حضور ﷺ نے جو کچھ فرمایا درست فرمایا ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابو بکر بن حسین بن فورک نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو عبدالحمید بن بہرام نے شہر بن حوشب سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ایک دن یہودیوں کی ایک جماعت حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور بولے یا رسول اللہ آپ ہمیں چند امور کے بارے میں بتائیں جن کے بارے میں آپ سے سوال کریں گے جن کو نبی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ آپ نے فرمایا پوچھو جو پوچھنا چاہتے ہو، لیکن پہلے مجھے اللہ کا ذمہ اور عہد دو اور عہد جو یعقوب

علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے لیا تھا اگر میں تمہیں بتادوں جس کو تم سچ سمجھو تو آپ لوگ اسلام پر میری بیعت کرلو گے۔ انہوں نے کہا کہ ہم آپ کو اس چیز کا عہد دیتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا پوچھو جو چاہتے ہو۔

انہوں نے کہا ہمیں آپ یہ بتائیں :

۱۔ اس طعام کے بارے میں جو یعقوب علیہ السلام نے اپنے اُوپر حرام کرلیا تھا تو راۃ کے نازل ہونے سے پہلے۔

۲۔ اور ہمیں بتائیں آدمی کی منی اور پانی کے بارے میں کہ اس سے لڑکا کیسے پیدا ہوتا ہے اور اس سے لڑکی کیسے پیدا ہوتی ہے؟

۳۔ کہ یہ چیز کیسے ہوتی ہے نیند میں؟

۴۔ اور یہ بتائیں کہ فرشتوں میں سے کون آپ کا دوست ہے؟ یعنی کون سا فرشتہ آپ کے پاس آتا ہے؟

حضور ﷺ نے فرمایا تم لوگ اللہ کے عہد پر قائم رہنا کہ اگر میں نے جوابات دے دیئے تو تم ضرور میری بیعت کرو گے۔ انہوں نے حضور ﷺ کو جو اللہ نے چاہا عہد و میثاق دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں تمہیں اسی اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تو راۃ نازل کی کیا تم لوگ یہ جانتے ہو کہ حضرت یعقوب علیہ السلام شدید بیمار ہو گئے تھے، ان کی بیماری لمبی ہو گئی تھی۔ لہٰذا انہوں نے اللہ کے لئے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ ان کو اس بیماری سے شفا دے دے تو وہ اپنے پسندیدہ مشروب کو اپنے لئے حرام کرلیں گے۔ اور پسندیدہ کھانے کی بھی۔ اور پسندیدہ مشروب آپ کا اُونٹ کا دودھ تھا، اور پسندیدہ کھانا ان کا اُونٹ کا گوشت تھا۔

یہودی بولے اللہ گواہ ہے بالکل یہی بات تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے اللہ! تو گواہ رہ۔ پھر حضور نے فرمایا میں تمہیں اسی اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تو راۃ نازل کی، کیا تم لوگ جانتے ہو کہ مرد کا پانی گاڑھا سفید ہوتا ہے اور عورت کا پیلا اور پتلا ہوتا ہے۔ دونوں میں سے جو غالب آجائے بچہ اسی کے مشابہ ہو جاتا ہے اللہ کے حکم سے۔ اگر آدمی کا پانی عورت کے پانی پر غالب آجائے تو اللہ کے حکم سے بیٹا پیدا ہوتا ہے اور اگر عورت کا پانی مرد کے پانی سے غالب آجائے تو وہ اللہ کے حکم سے بیٹی ہوتی ہے۔

وہ بولے اے اللہ کے نبی! ہاں یہی بات ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے اللہ! تو گواہ رہ۔ پھر حضور نے فرمایا میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تو راۃ نازل کی تھی تم یہ جانتے ہو کہ یہ نبی ایسا ہو جس کی آنکھیں سوتی ہیں اور دل نہیں سوتا ہے؟ یہودی بولے، اے اللہ! ہاں بات تو یہی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! گواہ رہ ان پر۔ بولے اب آپ ہمیں اپنے ساتھی فرشتے کے بارے میں بتائیں، اس کے بعد آپ کے ساتھ صحبت رکھیں یا آپ کو چھوڑ جائیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا میرا ساتھی اور دوست جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ اللہ نے جتنے بھی نبی بھیجے ہیں وہ سب کا دوست تھا۔ وہ بولے اسی بات پر ہم آپ کو خیر باد کہہ جاتے ہیں۔ اگر اس کے سوا کوئی اور فرشتہ آپ کا دوست ہوتا تو ہم تیری اتباع کرتے اور آپ کو سچا جانتے۔ حضور ﷺ نے پوچھا آپ کو کیا چیز مانع ہے کہ تم تصدیق کرو۔ وہ بولے کہ وہ ہمارا دشمن ہے فرشتوں میں سے۔

لہٰذا اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی :

من کان عدوًّا الجبرئیل فانہٗ نزّلہ علیٰ قلبك .... الخ (سورۃ بقرہ : آیت ۹۷)

۱۔ جو شخص جبرائیل کا دشمن ہو (جبرائیل کا تو کوئی قصور نہیں) اس نے آپ کے دل پر اللہ کے حکم سے قرآن نازل کیا ہے۔

بغضب علی غضب وللکافرین عذاب مھین .... الخ (سورۃ بقرہ : آیت ۹۰)

۱۔ یہودیوں نے اللہ کی ناراضگی پر ناراضگی در ناراضگی کی طرف رجوع کیا ہے، کافروں کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔

☆☆☆

باب ۱۱۱

دو یہودیوں کے (دیگر) سوالات اور ان کی معرفت نبی کریم ﷺ کی سچائی کے بارے میں آپ کی نبوت میں

(۱) ہمیں خبر دی محمد ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حسن بن مکرم نے، ان کو یزید بن ہارون نے، ان کو خبر دی شعبہ نے ابن حجاج سے عمرو بن مرہ سے، اس نے عبداللہ بن سلمہ سے، اس نے صفوان بن عسال سے، وہ کہتے ہیں کہ ایک یہودی نے اپنے ساتھی سے کہا میرے ساتھ چلو اس نبی کے پاس، ہم چل کر اس سے سوال کرتے ہیں۔ دوسرے نے کہا تم اس کو نبی نہ کہو۔ اگر اس نے سُن لیا کہ تم نے بھی اس کو نبی کہا ہے تو اس کی تو خوشی کے مارے چار آنکھیں ہو جائیں گی۔ لہٰذا وہ نبی کریم ﷺ کی طرف چل پڑے۔ انہوں نے آپ سے سوال کئے اللہ کے اس فرمان کے بارے میں۔

ولقد اتینا موسیٰ تسع ایات بینات ۔ (سورۃ بنی اسرائیل : آیت ۱۰۱)

البتہ تحقیق ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو نو واضح آیات دی تھیں، یہ کونسی تھیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا :

۱۔ یہ کہ تم اللہ کے ساتھ کسی شئ کو شریک نہ بناؤ۔

۲۔ کسی ایسے نفس کو قتل نہ کرو اللہ نے جس کو قتل کرنا حرام ٹھہرایا ہے، مگر قتل حق کے ساتھ۔

۳۔ زنا نہ کرو۔ ۴۔ چوری نہ کرو ۵۔ جادو نہ کرو۔

۶۔ کسی بے گناہ کی شکایت لے کر صاحب اقتدار حاکم کے پاس نہ جاؤ کہ وہ اس کو قتل کر دے۔

۷۔ سود نہ کھاؤ۔ ۸۔ جنگ اور جہاد سے فرار اختیار نہ کرو۔ ۹۔ کسی پاک دامن عورت کو جھوٹی تہمت نہ لگاؤ۔

(شعبہ نے شک کیا تھا کہ شاید یہ بات بھی تھی) اور خاص طور پر تم اپنے اُوپر لازم پکڑ خصوصاً اے یہود کہ تم ہفتے کے دن کے بارے میں حد سے تجاوز نہ کرو۔

لہٰذا ان یہودیوں نے حضور ﷺ کے ہاتھ پیر چومے اور کہا ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے نبی ہیں۔ حضور ﷺ نے پوچھا کیا چیز مانع ہے اس سے کہ تم مسلمان ہو جاؤ۔ ان دونوں نے کہا بے شک داود علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی تھی کہ ان کی اولاد میں ہمیشہ کوئی نبی رہے۔ لہٰذا ہم ڈرتے ہیں کہ اگر آپ کی اتباع کریں گے تو یہود ہمیں قتل کر دیں گے۔

(ترمذی۔ کتاب الاستئذان۔ حدیث ۲۷۳۳ ص ۵/۷۷)

☆☆☆

باب ۱۱۲

زانی کی سزا کے لئے یہود کا حضور ﷺ سے رجوع کرنا

اوراس بارے میں ان کا کتمان سامنے آنا۔اس حکم کے بارے میں اللہ نے جس کو توراۃ میں نازل کیا تھا اور نبی کریم ﷺ کا اس کو بیان کر دینا اور ظاہر کر دینا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابواحمد بن عبید صفار نے ، ان کو محمد بن شاذان جوہری نے ، ان کو محمد بن مقاتل مروزی نے ، ان کو عبداللہ بن مبارک نے ، ان کو معمر بن زہری نے ، وہ کہتے ہیں کہ میں سعید بن میتب کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور ان کے پاس ایک اور آدمی تھا جوان کی عزت کرتا تھا اور وہ آدمی قبیلہ مزینہ سے تھا اور اس کا والد حدیبیہ میں شریک ہو چکا تھا اور وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ساتھی تھا۔

کہتے ہیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس تھا کہ ایک گروہ یہودیوں کا آیا۔واقعہ یہ ہوا تھا کہ ان لوگوں میں سے ایک مرد اور ایک عورت نے زنا کیا تھا۔لہٰذا ان میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ ہمیں اس نبی کے پاس لے چلو کیونکہ یہ ایسا نبی ہے جو تخفیف کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔اگر وہ ہمیں سنگسار کے بجائے حد کرنے کا کہہ دے تو ہم وہی کریں گے۔اور ہم قیامت میں اللہ کے حضور یہ کہہ سکیں گے کہ ہم نے انبیاء میں سے تیرے ایک نبی کی تصدیق کی تھی۔

مرّہ نے زہری سے روایت کرتے ہوئے کہا ہے۔اور اگر اس نے بھی رجم کرنے کا حکم دیا تو ہم اس کی بات نہیں مانیں گے۔تحقیق ہم پہلے ہی اللہ کی نافرمانی کر چکے ہیں۔اس میں جو اس نے ہمارے اُوپر فرض کیا تھا رجم کو توراۃ میں۔

لہٰذا وہ رسول اللہ کے پاس آئے۔آپ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اصحاب کے ساتھ۔انہوں نے کہا ، اے ابوالقاسم ! آپ کیا کہتے ہیں اس بارے میں ایک آدمی ہم میں سے جس نے زنا کیا ہے جبکہ وہ شادی شدہ ہے۔حضور ﷺ ان کو کچھ جواب دیئے بغیر اُٹھ گئے۔اور ان کے ساتھ دو مسلمان بھی اُٹھ گئے۔ یہاں تک کہ بیت مدارس میں جا پہنچے۔آپ نے دیکھا کہ وہ لوگ توراۃ ایک دوسرے کو پڑھا رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا ، اے جماعت یہود تمہیں اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں جس نے موسیٰ علیہ السلام پر توراۃ نازل کی تم لوگ توراۃ میں اس شخص کی کیا سزا پاتے ہو جب وہ شادی شدہ ہو؟ وہ لوگ بولے کہ ہم لوگ ان کا تحبیہ کرتے ہیں (منہ کالا کر کے گدھے پر بٹھاتے ہیں) اور وہ یہ ہوتا ہے کہ دونوں کو گدھے پر سوار کر و اس طرح پر کہ ایک کی پیٹھ دوسرے کے ساتھ لگی ہوئی ہو۔

کہتے ہیں کہ ان کا حبر اور بڑا عالم چپ تھا اور وہ نو جوان تھا۔حضور ﷺ نے جب اس کو خاموش دیکھا تو دوبارہ ان کو قسم دی تو ان کا حبر بول پڑا۔بہر حال آپ نے قسم دی ہے تو سنو ہم توراۃ میں رجم کا حکم پاتے ہیں۔اس پر جو شادی شدہ ہو۔نبی کریم ﷺ نے پوچھا (اس یہودی عالم سے) اللہ کے امر میں سے وہ کونسی پہلی چیز ہے جس میں تم لوگوں نے از خود رخصت اور ترقی نکال لی تھی۔

اس نے بتایا کہ ایک آدمی نے ہم میں سے زنا کیا تھا جو ہمارے بادشاہ کا رشتہ دار تھا۔اس نے اس سے رجم ٹال دی تھی۔اس کے بعد کسی دوسرے آدمی نے زنا کیا تھا تو اس بادشاہ نے اس کو رجم کرنے کا ارادہ کیا تھا۔لہٰذا اس کی قوم اُٹھ کھڑی ہوئی اس کے آگے۔

وہ کہنے لگے اللہ کی قسم آپ اس کو رجم نہیں کریں گے بلکہ اس کو رجم کریں اس کے چچا زاد کو (جھگڑا بڑھ گیا تو پھر) ان سب نے آپس میں اس سزا پر صلح کرلی اور اتفاق کرلیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تو اسی کے ساتھ فیصلہ کروں گا جو تورات میں ہے۔ لہٰذا رسول اللہ نے حکم دیا ان دونوں کو سنگسار کر دیا گیا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۶/۱۷۵)

زہری نے کہا ہے ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ آیت انہیں لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے :

انا انزلنا التوراۃ فیھا ھدًی و نور یحکم بھا النبیون الذین اسلمو للذین ھادوا ۔ الخ

(سورۃ مائدۃ : آیت ۴۴)

بے شک ہم نے تورات نازل کی ہے۔ اس میں ہدایت ہے اور نور روشنی ہے۔ اسی کے ساتھ فیصلہ کرتے ہیں نبی جو تابع فرمان الٰہی تھے یہود کا فیصلہ۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی زہری نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا تھا بنومزینہ کے ایک آدمی سے وہ حدیث بیان کر رہے تھے سعید بن مسیب سے یہ کہ ابوہریرہ نے ان کو حدیث بیان کی ہے، اس نے مذکورہ حدیث کا مفہوم بیان کیا ہے وہ کچھ کم اور کچھ زیادہ بیان کرتا ہے جو اس نے اضافہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ابن صوریا سے فرمایا تھا میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں اور اس کے ایام یاد دلاتا ہوں بنی اسرائیل کے پاس کیا تم یہ جانتے ہو کہ اللہ نے حکم دیا ہے اس شخص کے بارے میں جو زنا کرے شادی شدہ ہونے کے بعد رجم کا حکم تورات میں۔ اس نے کہا کہ اللہ گواہ ہے ہاں یہی بات ہے۔ خبردار! اللہ کی قسم اے ابوالقاسم یہ یہود البتہ جانتے ہیں کہ آپ اللہ کے نبی ہیں مرسل ہیں، لیکن وہ آپ کے ساتھ حسد کرتے ہیں۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نکلے اور آپ نے ان دونوں کے بارے میں حکم دیا وہ دونوں رجم یعنی سنگسار کر دیئے گئے۔ حضور کی مسجد کے دروازے کے پاس۔ بنوغنم بن مالک بن نجار میں۔

اس کے بعد ابن صوریا کافر ہو گیا تھا۔ لہٰذا اللہ نے آیت نازل کی :

یا ایھا الرسول لا یحزنك الذین یسارعون فی الکفر سے لے کر سماعون لقوم اخرین لم یا توك

(سورۃ مائدہ : آیت ۴۱)

اے نبی تم کو وہ لوگ اپنے عمل سے غمزدہ نہ کریں جو کفر میں دوڑتے ہیں (آخر تک) وہ کان دھرتے ہیں دوسرے لوگوں کی طرف جو نہیں آتے تیرے پاس۔

مطلب ہے جو حضور ﷺ کے پاس نہیں آئے اور غائب ہو گئے ہیں اور پیچھے ہو گئے ہیں اور انہوں نے ان لوگوں کو حکم دیا ہے جو کچھ بھی حکم دیا ہے تحریف الکلم کا احکام سے، چنانچہ ارشاد باری ہے :

یحرفون الکلم عن مواضعه یقولون ان اوتیتم ھذا فخذوہ

فرمایا کہ کلمات کتاب کو اپنے مقامات سے پھیرتے ہیں تحریف کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ اگر تمہیں یہی حکم ملے تو ان کو لے لو

(تحبیہ یعنی منہ کالا کرنا)

وان لم تولوہ بما فاحذروہ

یعنی اگر تمہیں اپنے مطلب کا فیصلہ نہ ملے تو اس کو چھوڑ دو۔ آخر قصہ تک

(البدایۃ والنہایۃ ۶/۱۷۶)

☆☆☆

باب ۱۱۳

وہ یہودی جس نے نبی کریم ﷺ کی توراۃ میں

صفت کا اعتراف کیا تھا اور اپنی موت کے وقت مسلمان ہو گیا تھا

اور وہ یہودی جس نے آپ کی صفت موجود ہونے کا اعتراف کیا تھا

جب آپ نے اسے قسم دی تھی

(۱)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق صغانی نے، ان کو احمد بن عمر نے، ان کو مؤمل بن اسماعیل نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو ثابت نے انس سے یہ کہ ایک یہودی لڑکا نبی کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا، وہ بیمار ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ اس کی مزاج پُرسی کے لئے تشریف لے گئے۔

آپ نے اس کے باپ کو سرہانے توراۃ پڑھتے دیکھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے یہودی! میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں جس توراۃ کو موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا تھا کیا تم توراۃ میں میری تعریف، میرے بارے میں تفصیل اور میرے ظاہر ہونے کی جگہ وغیرہ کا تذکرہ پاتے ہو؟

یہودی نے کہا کہ نہیں۔ مگر اس نوجوان لڑکے نے کہا یا رسول اللہ (ﷺ) ہم لوگ توراۃ میں آپ کی تعریف آپ کے بارے میں وضاحت اور آپ کی آمد کا مقام وغیرہ پاتے ہیں اور میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا اس یہودی کو اس کے سرہانے سے اُٹھا دو اور اپنے بھائی کے ولی اور وارث بن جاؤ (یعنی تجہیز و تکفین کرو)۔

(البدایۃ والنہایۃ ۶/ ۱۷۵)

(۲)　ہمیں خبر دی ابومحمد جناح بن نذیر بن جناح قاضی نے کوفہ میں، ان کو خبر دی ابوجعفر محمد بن علی بن دُحیم نے، ان کو احمد بن حازم بن ابی غزرہ نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن شیبہ نے، ان کو عفان نے، ان کو حماد بن سلمہ نے عطاء بن سائب سے، اس نے ابوعبیدہ سے، اس نے اپنے والد سے، انہوں نے کہا کہ بے شک اللہ عزوجل نے اپنے نبی کو بھیجا تھا لوگوں کو جنت میں داخل کرانے کے لئے۔

حضور ﷺ یہودیوں کے عبادت خانے میں گئے، دیکھا کہ ایک یہودی توراۃ پڑھ رہا تھا۔ وہ جب حضور کی تعریف و توصیف پر گزرتا تو رُک جاتا۔ اور معبد کے کونے میں ایک آدمی بیمار پڑا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا بات ہے تم پڑھتے پڑھتے رک جاتے ہو؟ مگر اس بیمار نے کہا کہ یہ لوگ جب نبی کی صفت پر آتے ہیں تو رک جاتے ہیں۔

پھر وہ مریض گھٹنوں کے بل آیا، اس نے توراۃ لی اور کہا کہ ہاتھ ہٹائیے، اس نے پڑھنا شروع کیا، حتیٰ کہ جب وہ حضور کی تعریف پر گزرا تو کہنے لگا کہ یہ رہی آپ کی تعریف اور آپ کی اُمت کی تعریف :

اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ و انك رسول

اس کے بعد مر گیا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا اپنے بھائی کے ولی بن جاؤ، سرپرست بن کر تجہیز و تکفین کرو۔ (البدایۃ والنہایۃ ۶/ ۱۷۶۔۱۷۷)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور محمد بن موسیٰ بن فضل اور محمد بن احمد صیدلانی نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبید اللہ بن ابوداود منادی، ان کو یونس بن محمد مؤدب نے، ان کو صالح بن عمر نے، ان کو عاصم نے یعنی ابن کلیب نے اپنے والد سے، اس نے فلتان بن عاصم سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اچانک آپ نے نظر اُٹھا کر ایک شخص کی طرف دیکھا اور بلایا۔ چنانچہ ایک آدمی یہود میں سے آیا شلوار قمیص پہنے ہوئے تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے پوچھا کہ تم شہادت دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟

کہتے ہیں کہ وہ کچھ نہیں کہہ رہا تھا مگر اس نے صرف یہی کہا یا رسول اللہ، مگر حضور نے پھر فرمایا کیا تم شہادت دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے انکار کر دیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے پوچھا کیا تم توراۃ پڑھتے ہو؟ اس نے کہا جی ہاں پڑھتا ہوں۔ حضور نے پوچھا انجیل پڑھتے ہو؟ اس نے کہا جی ہاں پڑھتا ہوں اور فرقان رب محمد کی قسم اگر چاہوں تو پڑھ سکتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں تجھے قسم دیتا ہوں اس ذات کی جس نے توراۃ اور انجیل اُتاری اور دیگر کئی چیزیں تم قسم کے ساتھ بتاؤ کیا تم مجھے پاتے ہو ان دونوں کتابوں میں؟ اس نے کہا کہ ہم اس میں تیرے جیسی صفت پاتے ہیں کہ وہ اس جگہ سے ظاہر ہوگا جہاں سے تم ظاہر ہوئے ہو۔ جیسے ہم امید کرتے ہیں کہ وہ ہمارے اندر ہوگا۔

جب آپ آگئے تو ہم نے یہ رائے قائم کی کہ آپ وہی ہیں، مگر ہم نے جب غور کیا تو آپ وہ نہیں تھے۔ حضور نے پوچھا کہاں سے؟ یہودی نے کہا ہم یہ بات پاتے ہیں کہ آپ کی اُمت میں سے ستر ہزار لوگ جنت میں بغیر حساب کتاب کے جائیں گے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ تم لوگ تو قلیل ہو؟

حضور ﷺ نے فرمایا تم لا الہ الا اللہ کہو اور اللہ اکبر کہو۔ اس نے لا الہ الا اللہ کہا اور اللہ اکبر کہا پھر فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے بے شک میں البتہ وہی ہوں، بے شک میری اُمت البتہ زیادہ ہوگی ستر ہزار سے یعنی کئی کئی ستر ہزار ہوگی۔

ابن کثیر ۱۸۱/۶۔ (البدایۃ والنہایۃ)

باب ۱۱۴

(۱) اللہ تعالیٰ کا فرمان قل ان کانت لکم الدار الاٰخرۃ عنداللّٰہ خالصۃ من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صٰدقین ۔ (سورۃ بقرہ : آیت ۹۴)

(۲) اور اللہ تعالیٰ کا یہ خبر دینا کہ وہ موت کی آرزو ہرگز نہیں کریں گے کبھی بھی۔ پھر واقعۃً ایسا ہی ہوا جیسے اللہ نے خبر دی تھی۔

(۳) اور یہ روایت کہ وہ شخص جل مرا جو اذان کا مذاق اُڑاتا اور مؤذن کے خلاف جل جانے کی بدعا کرتا تھا۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمٰن محمد بن عبدالرحمٰن بن محبوب دہان نے۔ ان کو خبر دی حسین بن محمد بن ہارون نے، ان کو محمد بن احمد بن نصر لباد نے، ان کو خبر دی یوسف بن بلال نے، ان کو محمد بن مروان نے، کلبی سے، اس نے ابوصالح سے، اس نے

ابن عباسؓ سے، اس آیت کے بارے میں، فرمایا کہ ان سے کہہ دیجئے، اے محمد! اگر آخرت والا گھر خالص تمہارے لئے مراد ہے جنت جیسے تم لوگوں کا گمان ہے کہ خالص وہ تمہارے لئے ہے، یعنی مؤمنوں کے لئے نہیں ہے تو تم لوگ موت کی آرزو کرو، اگر تم سچے ہو اس دعوے میں کہ وہ صرف تمہارے لئے ہے باقی مؤمنوں کے سوا۔ لہٰذا وہ ایسا نہیں کریں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

ولن یتمنوہ ابدا بما قدمت ایدیھم ۔ سورۃ بقرہ : آیت ۹۵)

وہ ہرگز اس کی آرزو نہیں کریں گے کبھی بھی بوجہ ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے یعنی ان کے ہاتھوں نے جو عمل کئے ہیں اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو خوب جانتا ہے کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

(۲)　مروان کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے کلبی نے ابوصالح سے، اس نے ابن عباسؓ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم لوگ اپنے قول میں سچے ہو تو یوں کرو، اے اللہ! ہمیں موت دے دے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم میں سے ایک آدمی بھی یہ دعا نہیں کرے گا مگر یہ کہ دم گھٹ کر وہ اپنی جگہ پر مرجائے۔ انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اور اس بات کو ناپسند کیا اللہ نے جو ان سے کہی ہے۔ لہٰذا یہ آیت اُتری (ولن یتمنوہ ابدًا بما قدمت ایدیھم) ہرگز اس کی تمنا نہیں کریں گے۔ اس لئے کہ ان کو معلوم ہے جو ان کے ہاتھوں آگے بھیجا ہے یعنی ان کے ہاتھوں نے جو عمل کیا ہے۔ واللّٰہ علیم بالظالمین

اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے کہ وہ ہرگز اس کی تمنا نہیں کریں گے۔ نبی کریم نے اس آیت کے نزول کے وقت فرمایا کہ وہ ہرگز اس کی تمنا نہیں کریں گے کبھی بھی۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر وہ لوگ موت کی آرزو کرتے تو مرجاتے۔ لہٰذا خدا کے دشمنوں نے موت کو ناپسند کیا اور موت کی تمنا نہ کی اس ڈر کے مارے کہ ان پر موت آن پڑے گی۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

واذا نا دیتم الی الصلوٰۃ اتخذوھا ھزوا ولعبا ۔ (سورۃ مائدہ : آیت ۵۸)

جب تم نماز کی طرف آواز لگاتے ہو اذان کے ساتھ اور اقامت کے ساتھ یہ ظالم اس عمل کا مذاق اُڑاتے ہیں اور اس کو کھیل بنا لیتے ہیں۔

(ذلك بانھم قوم لا یعلمون)

یہ اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ایسے لوگ ہیں جو اللہ کے حکم کو نہیں سمجھتے، کہتے ہیں رسول اللہ کا مؤذن جب نماز کے لئے اذان دیتا ہے مسلمان نماز کے لئے کھڑے ہوجاتے ہیں تو یہود و نصاریٰ کہتے تھے تحقیق کہ کھڑے ہوگئے ہیں، نہ کھڑے ہوسکیں۔ اور وہ جب ان کو رکوع اور سجدہ کرتے دیکھتے ہیں تو ان کا مذاق اُڑاتے اور ان پر ہنستے تھے۔

کہتے ہیں کہ ایک یہودی آدمی تھا، وہ حبر تھا جب وہ مؤذن کو اذان کہتا ہوا سُنتا تو وہ یہ بکواس کرتا تھا اللہ اس کاذب کو جلائے۔ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ اس طرح بک رہا تھا کہ اس کی بیٹی آگ کا شعلہ لے کر گزری، اس کا ایک شرارہ گھر میں اُڑا اُس نے پورے گھر کو شعلے میں بدل دیا اور اس کو جلا دیا یعنی وہ جل کر مرگیا۔

☆☆☆

باب ۱۱۵

یہودی عالم کا حیران ہونا جب حضور ﷺ کو سورۂ یوسف کی

تلاوت کرتے سُنا تھا، اس لئے کہ وہ حیرت انگیز حد تک اس کے موافق تھی جو کچھ توراۃ میں تھا اور سوال کرنا اس کا جس نے ان سے سوال کیا تھا ستاروں کے ناموں کے بارے میں جن کو اس نے خود کو سجدہ کرتے دیکھا تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمٰن بن محبوب دہان نے۔ ان کو حسین بن محمد بن ہارون نے، ان کو خبر دی احمد بن محمد بن نصر نے، ان کو خبر دی یوسف بن بلال نے، ان کو محمد بن مروان نے کلبی سے، اس نے ابوصالح سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابن عباس ؓ نے کہا کہ ایک عالم یہود میں سے ایک یہودی عالم رسول اللہ ﷺ کے پاس داخل ہوا، اور وہ توراۃ کا قاری تھا۔ اتفاق سے حضور ﷺ سورۃ یوسف پڑھ رہے تھے بالکل ایسے جیسے توراۃ میں اُتری تھی۔ اس عالم نے پوچھا اے محمد! یہ آپ کو کس نے سکھائی؟ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے اللہ نے سکھائی ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ یہودی عالم حیران ہوگیا جب وہ اس نے سنی تھی۔ وہ یہود کے پاس آیا، ان کو بتایا یا پھر ایک جماعت کے پاس گیا ان سے کہا تم جانتے ہو بے شک محمد ایسے قرآن پڑھتا ہے جیسے توراۃ میں اتارا گیا ہے۔ وہ گروہ حضور ﷺ کے پاس پہنچا۔ انہوں نے حضور ﷺ کی صفت پہچانی اور انہوں نے مہر نبوت کو دیکھا ان کے کندھوں کے درمیان۔ اور انہوں نے پھر توجہ سے سورۃ یوسف کی قرآت سنی اور وہ سارے اس سے حیران ہوئے اور انہوں نے پوچھا اے محمد! یہ آپ کو کس نے تعلیم دی ہے؟ آپ ﷺ نے بتایا کہ مجھے اللہ نے سکھائی ہے۔ اور آیت اُتری :

لقد کان فی یو سف و اخوتہ ایات للسائلین ۔ (سورۃ یوسف : آیت ۷)

یعنی جو یوسف کے بھائیوں کے معاملے میں پوچھے وران کے بارے میں معلومات جاننا چاہے۔ (ان کے لئے نشانیاں ہیں)

لہٰذا اسی وقت وہ لوگ مسلمان ہو گئے۔

باب ۱۱۶

اُن ستاروں کے ناموں کا مطلب

جنہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، ان کو خبر دی ابومنصور بصری نے، ان کو احمد بن نجدہ نے، ان کو سعید بن منصور مکی نے، ان کو حکم بن ظہیر نے سدی سے، اس نے عبدالرحمٰن بن سابط سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اس کو بستانی یہودی کہتے تھے، اس نے پوچھا مجھے خبر دیجئے ان ستاروں کے بارے میں جن کو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے آپ کو سجدہ کرتے دیکھا تھا۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو کوئی جواب نہ دیا۔لہٰذا ان پر حضرت جبرئیل علیہ السلام اُترے انہوں نے ان کو خبر دی۔لہٰذا اللہ کے نبی نے یہود کے پاس پیغام بھیجا وہ جب ان کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم مسلمان ہو جاؤ گے اگر تمہیں نام بتا دوں؟ اس نے کہا جی ہاں! نبی کریم ﷺ نے نام بتانے شروع کئے :

۱۔حرثان، یا حرثال کہا تھا۔	۲۔ طارق	۳۔ الذیال	۴۔ ذوالکنفات	۵۔ ذوالقرع
۶۔ وثاب	۷۔ عمودان	۸۔ وقابس	۹۔ الفرغ	۱۰۔ مُصبح
۱۱۔ الفلیق	۱۲۔ الضیآء	۱۳۔ النور		

ان کو اس نے دیکھا تھا آسمان کے اُفق پر کہ وہ اس کو سجدہ کر رہے ہیں ۔لہٰذا حضرت یوسف علیہ السلام نے جب اپنا خواب حضرت یعقوب علیہ السلام کو بتایا تو انہوں نے ان سے کہا کہ امر پراگندہ ہے اللہ تعالیٰ اس کو بہت دیر بعد جمع کرے گا۔ یہ سن کر یہودی نے کہا اللہ کی قسم یہی ان کے نام تھے۔(تفسیر القرطبی ۱۲۱/۹)

حکم کہتے ہیں کہ الضیاء سے مراد دشمن ہے،اس سے مراد ان کے والد تھے۔اور نور سے مراد چاند ہے،اس سے مراد ان کی والدہ تھیں۔ اس وضاحت کے ساتھ حکم بن ظہیر اکیلا اور منفرد ہے اور یہی بعض اہلِ تفسیر کے نزدیک بھی ہے۔واللہ اعلم

باب ۱۱۷

زید بن سعنہ کا نبی کریم ﷺ کے احوال کی جستجو کرنا

حتی کہ وہ جب ان پر مطلع ہو گیا اور اس میں اس نے نبوت کی علامات دیکھیں تو وہ مسلمان اور فرمانبردار ہو گیا

(۱)　ہمیں خبر دی ابو نصر بن عمر بن عبدالعزیز بن قتادہ نیشاپوری سے،ان کو خبر دی ابو عمر بن مطر نے،ان کو ابو العباس حسن بن سفیان نسوی اور ابو محمد خشنام بن بشر بن عنبر نے ۔ ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبداللہ محمد بن متوکل عسقلانی نے ، ان کو ابو العباس ولید بن مسلم دمشقی نے بطور املاء کے مسجد دمشق میں ۔ان کو محمد بن محمد بن حمزہ بن یونس بن عبداللہ بن سلام نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا سے ۔وہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن سلام الحبر نے کہا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے جب زید بن سعنہ کی ہدایت کا ارادہ کیا تو زید کہتے ہیں کہ وہ تمام علامات جو حضور ﷺ کی نبوت کی علامات بن سکتی تھیں وہ سب کی سب میں نے حضور ﷺ کے چہرے پر پہچان لی تھیں جب میں نے ان کے چہرے پر نظر ڈالی۔مگر دو علامتیں ایسی تھیں جو مجھے ان میں نہیں مل رہی تھیں۔وہ یہ تھیں کہ اس کا حِلم اس کی نادانی پر غالب ہوگا اور جس قدر زیادہ نادانی ہوگی اسی قدر حلم زیادہ ہوگا۔لہٰذا میں قصداً ان کے قریب رہنے کی کوشش کرتا رہتا تھا تا کہ میں ان سے میل جول رکھوں اور ان کے حلم کو جہل سے نمایاں دیکھ سکوں۔

ایک دن حضور ﷺ اپنے حجرے سے نکلے،ان کے ساتھ حضرت علی بن ابو طالب ﷺ بھی تھے۔ان کے پاس ایک آدمی آیا اپنی سواری پر دیہاتی آدمی کی طرح۔رسول اللہ ﷺ سے فرمایا،یا رسول اللہ! بے شک بُصری ایک قریہ ہے بنو فلاں میں سے،وہ لوگ مسلمان

ہو چکے ہیں اور اسلام میں داخل ہو چکے ہیں۔ اور آپ نے ان کو بیان کیا تھا کہ اگر وہ مسلمان ہو جائیں تو ان کے پاس رزق فراخ آ جائے گا مگر اب تو ان کو قحط آن پہنچا ہے اور سختی ہے اور بارش سے محرومی ہے۔ یا رسول اللہ! میں ڈرتا ہوں کہ وہ اسلام نہ لائیں کسی طمع اور لالچ کی بنا پر جیسے وہ اس میں داخل ہوئے طمع اور امید کی بناء پر۔ اگر آپ دیکھتے ہیں کہ آپ ان کے پاس کچھ بھیجیں جس سے ان کی مدد کریں تو آپ ضرور کریں۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کی طرف پہلو میں دیکھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس میں سے کچھ بھی باقی نہیں بچا۔

اور حسن بن سفیان نے کہا نہیں باقی رہا تیرے ساتھ کچھ بھی۔ اور زید بن سعنہ نے کہا میں ان کے قریب ہو گیا۔ میں نے کہا یا محمد (ﷺ) کیا آپ ایسا کریں گے کہ آپ میرے پاس فروخت کر دیں متعین مقدار میں کھجوریں بنو فلاں کے باغ سے فلاں فلاں وقت تک؟ انہوں نے فرمایا نہیں اے یہودی، بلکہ میں تجھے فروخت کرتا ہوں اتنے اتنے کھجور فلاں وقت تک اور میں بنو فلاں کے باغ کی شرط بھی نہیں مقرر کرتا۔ میں نے کہا ٹھیک ہے مجھے منظور ہے۔ انہوں نے مجھ سے سودا کر لیا۔ میں نے اپنی کمر سے اپنی ہمیانی کھولی اور میں نے اس کو اسی مثقال سونا دیا کھجوروں کی متعین مقدار کے لئے ایک مقررہ وقت کے لئے۔ حضور ﷺ نے وہ سونا اسی آدمی کو دیا اور فرمایا کہ اس کو لے جاؤ ان قحط زدہ مسلمانوں کی طرف جا کر ان کی مدد کیجئے۔

(اور حسن نے ذکر نہیں کیا) اس جملے کا کہ آپ نے اس آدمی کو دیا اور کہا کہ ان لوگوں کے پاس لے جائیں اور ان کی مدد کیجئے۔

زید بن سعنہ کہتے ہیں کہ جب مقررہ مدت میں سے دو تین دن باقی رہ گئے تو حضور ﷺ ایک جنازے میں آئے، ان کے ساتھ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ و عثمان رضی اللہ عنہ بھی تھے صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ۔ جب حضور ﷺ جنازہ پڑھا چکے تو آپ ایک دیوار کے پاس بیٹھنے لگے میں ان کے پاس آیا اور میں نے ان کی قمیص اور اوڑھنے والی چادر کے دونوں کناروں سے پکڑا اور نہایت سخت چہرے کے ساتھ اور تیز نظروں کے ساتھ ان کی طرف دیکھا۔ اور میں نے کہا اے محمد کیا میرا حق ادا نہیں کریں گے۔ اللہ کی قسم میں ایسا نہیں جانتا تھا کہ تم لوگ بنو عبد المطلب اس قدر ادائیگی میں لاپرواہ ہو بلکہ مجھے تمہاری اس چیز کی عادت کا علم تھا۔

کہتے ہیں کہ یہ کہنے کے بعد میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا تو ان کی آنکھیں ان کے چہرے پر گھوم رہی تھیں جیسے کشتی گول گھومتی ہے۔ پھر انہوں نے مجھے تیز نظروں سے دیکھا اور کہنے لگے اے اللہ کے دشمن کیا تم نے رسول اللہ ﷺ سے ایسی بات کہی ہے جو میں سن رہا ہوں اور تم نے یہ حرکت کی ہے جو میں نے دیکھی ہے۔ حسن نے اپنی روایت میں یہ الفاظ بھی اضافہ کئے ہیں کہ انہوں نے کہا تھا اپنا ہاتھ ہٹائیے رسول اللہ ﷺ سے، مگر خشنام نے یہ الفاظ ذکر نہیں کئے۔ دونوں نے کہا اللہ کی قسم جس نے ان کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اگر ہمیں تیرے مر جانے کا ڈر نہ ہوتا تو میں اپنی تلوار تیرے سر میں مارتا۔ مگر رسول اللہ ﷺ سکون کے ساتھ حضرت عمر کی طرف دیکھ رہے تھے اور وقار کے ساتھ اور مسکراہٹ کے ساتھ۔ اس کے بعد انہوں نے فرمایا اے عمر میں بھی اور وہ بھی زیادہ ضرورت مند تھے اس کے علاوہ کسی اور بات کی طرف۔ وہ یہ تھی کہ آپ مجھے حسن اداء کے لئے کہتے اور اس کو حسن تقاضا کی تلقین کرتے۔ عمر اس کو لے جایئے اور اس کو اس کا حق ادا کر دیجئے اور اس کو بیس صاع کھجور زیادہ بھی دیجئے گا، اُس کے بدلے میں جو آپ نے اس کو ڈرایا دھمکایا ہے۔

زید کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجھے لے گئے اور انہوں نے میرا حق ادا کر دیا اور مجھے بیس صاع کھجور زیادہ بھی دی۔ میں نے پوچھا اے عمر یہ زیادہ کیوں دی ہے؟ انہوں نے بتایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ میں بیس صاع زیادہ دوں اس کے بدلے جو میں نے تجھے ڈرایا تھا۔ میں نے پوچھا کہ اے عمر آپ مجھے پہچانتے ہو؟ کہا کہ نہیں، تم کون ہو؟ میں نے حضرت عمر کو بتایا کہ میں زید بن سعنہ ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ حبر ہو؟ (یہودی عالم) میں نے کہا کہ ہاں حبر ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایسی حرکت پھر کیوں کی تھی؟ اور تم نے ایسی ایسی بات کی تھی۔

میں نے کہا اے عمر بے شک علاماتِ نبوت میں سے کوئی شئی ایسی باقی نہیں رہ گئی تھی مگر میں ہر علامت کو رسول اللہ ﷺ کے چہرے پر پہچانتا تھا جس وقت میں ان کی طرف دیکھتا تھا مگر دو چیزیں ایسی تھیں جن کے بارے میں ان سے آگاہ نہیں تھا۔ ایک تو یہ تھی کہ اس کا حلم اس کی نادانی پر غالب ہوگا۔ دوسرا یہ کہ لوگوں کی شدت جہالت اس کے حلم کو حوصلہ اور زیادہ کرے گی۔ (اس واقعہ کے بعد) میں ان دونوں باتوں سے آگاہ ہوگیا ہوں۔ میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ اے عمر! بے شک میں راضی ہوں اللہ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر۔ اور میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میرا نصف مال اللہ کی راہ میں صدقہ ہے، (جبکہ میرا مال کثیر ہے) یہ صدقہ اُمت محمد ﷺ پر ہے۔ حضرت عمر ﷺ نے فرمایا کہ یا ان میں سے بعض پر ہے۔ لہٰذا حضرت عمر ﷺ اور زید دونوں واپس رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور زید نے کہا :

اشهد ان لا اله الا اللّٰه واشهد ان محمداً عبدهٗ ورسولهٗ

اور وہ حضور ﷺ کے ساتھ ایمان لے آیا اور حضور ﷺ کی تصدیق کی اور ان کی تابعداری کی۔ اور آپ ﷺ کے ساتھ بہت ساری جنگوں میں شریک ہوئے اور غزوۂ تبوک میں وفات پائی اس حال میں کہ وہ آگے بڑھ رہے تھے پیچھے نہیں ہٹے تھے۔

اللہ رحم کرے زید پر۔ حضرت زید کے اسلام کا قصہ طبرانی، ابن حبان اور حاکم نے نقل کیا ہے۔ (مستدرک حاکم ۳/۶۰۴۔۶۰۵)

یہ الفاظ ہیں خشنام کے اور وہ ان میں سے زیادہ مکمل روایت ہے جبکہ مفہوم ایک ہے۔ (مصنف کہتے ہیں کہ) اور اسی مفہوم میں ہے۔ (اگلی روایت)

(۲) جو ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر محمد بن داود بن سلیمان زاہد نے، ان کو خبر دی ابوعلی محمد بن محمد بن اشعث کوفی نے مصر میں، ان کو حدیث بیان کی ابوالحسن موسیٰ بن اسماعیل بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد اسماعیل نے اپنے دادا موسیٰ بن جعفر سے، اس نے اپنے والد جعفر بن محمد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا علی بن حسین سے، اس نے اپنے والد حسین بن علی سے، اس نے اپنے والد علی بن ابوطالب ﷺ سے یہ کہ ایک یہودی تھا، اس کو کہا جاتا کہ فلاں حبر ہے (بڑا عالم ہے)۔ اس کے رسول اللہ ﷺ پر کچھ دینار قرض تھے اس نے اپنے قرضے کا تقاضا کیا نبی کریم سے۔ حضور نے فرمایا اے یہودی میرے پاس ابھی کچھ دینے کے لئے نہیں ہے۔ اس نے کہا کہ میں تجھے چھوڑ کر نہیں جاؤں گا اے محمد! یہاں تک کہ آپ مجھے ادا کر دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پھر میں بھی تیرے ساتھ بیٹھا ہوں لہٰذا وہ بیٹھے، ان کے ساتھ ظہر پڑھی، عصر پڑھی، مغرب، عشاء پڑھی پھر صبح پڑھی۔ اصحاب رسول اس کو دھمکاتے ڈراتے رہے۔ حضور سمجھ گئے صحابہ جو کچھ اس کے ساتھ کر رہے تھے۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! یہودی نے آپ کو روک رکھا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے رب نے مجھے منع کر دیا ہے اس سے کہ کسی معاہد اور ذمی یا غیر معاہد کے ساتھ ظلم کروں۔

جب دن چڑھ آیا تو یہودی نے کہا اشهد ان لا اله الا اللّٰه واشهد ان محمداً عبدهٗ ورسوله اور میرا آدھا مال بھی اللہ کی راہ میں وقف ہے۔ خبردار! میں نے جو کچھ کیا ہے آپ کے ساتھ وہ اس لئے کیا ہے تاکہ میں توراۃ میں موجود آپ کی صفت کو جانچ سکوں کہ محمد ﷺ عبداللہ کے بیٹے ہوں گے، جائے پیدائش مکہ ہوگی، مقام ہجرت طیبہ ہوگی، حکومت اس کی شام کی ملک تک ہوگی، نہ وہ شور مچانے والا ہوگا نہ سخت اور تُرش رو ہوگا، نہ بازاروں میں بلہ گلہ مچانے والا ہوگا، نہ فحش گوئی کو شیوہ بنانے والا ہوگا نہ بُری بات کرنے والا ہوگا۔

اشهد ان لا اله الا اللّٰه وانك رسوله اللّٰه

یہ ہے میرا مال، اس میں آپ جو چاہیں حکم کریں اور تصرف کریں جبکہ وہ یہودی کثیر المال تھا مسلمان ہوگیا۔

☆☆☆

باب ۱۱۸

جس شخص نے کوچ کرنے میں حضور ﷺ کے امر کی خلاف ورزی کی تھی اس کو مصیبت پہنچنا

(۱)　　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی احمد بن محمد غنوی نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق مزکی نے، ان کو خبر دی ابوالحسن احمد بن محمد بن عبدوس طرائفی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو ربیع بن نافع نے ابوتوبہ اور ابوالجماہیر محمد بن عثمان تنوخی نے۔ وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہیثم بن حمید نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی راشد بن داؤد صنعانی نے، ان کو ابواسماء رحبی نے ثوبان مولی رسول اللہ ﷺ سے کہ انہوں نے اپنے ایک سفر کے بارے میں فرمایا تھا:

بے شک آج رات ہم لوگ انشاء اللہ منہ اندھیرے جلدی سفر کے لئے روانہ ہو جائیں گے۔ ہمارے ساتھ کمزور پریشانی میں مبتلا شخص کوچ نہ کرے۔ مگر ایک آدمی نے اونٹنی پر کوچ کیا اس کے ساتھ پریشانی تھی وہ گر گیا۔ لہٰذا اس کی لات ٹوٹ گئی جس کی وجہ سے وہ مر گیا۔ حضور ﷺ نے حضرت بلال ؓ کو حکم دیا اس نے اعلان کیا بے شک جنت حلال نہیں ہے کسی عاصی اور نافرمان کے لئے، تین بار اعلان کیا۔

(مسند احمد ۵/۲۷۵)

باب ۱۱۹

حضور ﷺ کا خبر دینا اس مشرک کے بارے میں جس کو عذاب آن پہنچا تھا۔ جس نے اللہ تعالیٰ کی کیفیت کے بارے میں پوچھا تھا

ہمیں خبر دی ابوالحسن نے علی بن محمد بن علی مقری نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو محمد بن ابوبکر نے۔ ان کو دیلم بن غزوان نے، ان کو ثابت بن انس نے، وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب میں سے ایک آدمی کو مشرکین کے سرداروں میں سے ایک سردار کے پاس بھیجا۔ اس کو اللہ کی طرف دعوت دینے کے لئے۔ اس مشرک نے کہا یہ الٰہ جس کی طرف تم دعوت دیتے ہو کیا وہ سونے کا ہے یا چاندی کا ہے یا تانبے کا ہے؟ اس کی بات رسول اللہ ﷺ کے دل میں بہت بری لگی۔

وہ نمائندہ رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آیا، اس نے آ کر آپ کو خبر دی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کے پاس واپس جاؤ۔ پھر اس نے دعوت دی مگر مشرک نے پھر وہی جواب دیا۔ وہ واپس آیا، اس نے حضور ﷺ کو بتلایا۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا اس کے پاس واپس جاؤ۔ اس نے جا کر پھر دعوت دی۔ مگر مشرک نے تیسری بار وہی جواب دیا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آسمان سے ایک خطرناک کڑک اور گرج بھیجی جبکہ حضور ﷺ کا نمائندہ ابھی راستے میں تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ کیا ہوا۔ وہ حضور ﷺ کے پاس پہنچا تو نبی کریم ﷺ نے اس کو بتایا کہ اللہ عزوجل نے تیرے ساتھی کو ہلاک کردیا ہے اور رسول اللہ ﷺ پر یہ وحی نازل ہوئی :

ویرسل الصواعق فیصیب بھا من یشاء (الأیة) (سورۃ رعد آیت ۱۳)

وہ عذاب بھیجتا ہے جس کو چاہتا ہے اس کے ذریعے ہلاک کردیتا ہے۔ (قرطبی ۹/۲۹۶)

باب ۱۲۰

جس شخص نے رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولا تھا اس پر جو عذاب آیا اور حضور ﷺ نے اس کی طرف دو آدمیوں کو بھیجا اور فرمایا تھا کہ تم اس کو زندہ نہیں پاؤ گے۔ واقعی انہوں نے اس کو زندہ نہیں پایا وہ مرچکا تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن بشران نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو احمد بن منصور رمادی نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو خبر دی معمر نے، ایک آدمی سے، اس نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی انصاری ایک بستی میں گیا، اس نے بستی والوں سے جاکر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا ہے تمہاری طرف، فرمایا ہے کہ تم لوگ میری شادی کردو فلاں لڑکی کے ساتھ۔ ایک آدمی نے کہا اس کے گھر والوں میں سے کہ یہ شخص پیغام لے کر آیا ہے رسول اللہ کا تم لوگوں کے پاس، ہمیں نہیں معلوم کہ صحیح ہے یا نہیں؟ لہٰذا تم لوگ اس کو مہمان رکھو اور اس کا اکرام کرو، میں جاکر پتہ کرکے آتا ہوں۔

وہ شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا ان کو جاکر بتایا حضور ﷺ نے اس بات کا انکار کیا۔ اور حضور نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور فرمایا کہ تم جاؤ اگر اس کو پالو تو جاکر اس کو قتل کردو، نہیں میں نہیں دیکھتا کہ تم اس کو پاسکو گے۔

وہ دونوں گئے انہوں نے اس کو اس طرح پایا کہ اس کو سانپ نے ڈسا تھا جس سے وہ مرگیا تھا۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس واپس لوٹ آئے، انہوں نے حضور کو خبر دی تو حضور ﷺ نے فرمایا :

من کذب علی فلیتبوأ مقعدہٗ من النار

جو شخص مجھ پر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالینا چاہئے۔

(یہ روایت مرسل ہے)

اور ایک اور طریق سے روایت کیا گیا ہے عطاء بن سائب سے، اس نے عبداللہ بن حارث سے اور اس نے اس (جھوٹ بولنے والے شخص) کا نام بھی ذکر کیا ہے جُد جُد جندعی۔

(۲) ہمیں حدیث بیان کی حسن بن احمد سمرقندی نے، اور میرے لئے انہوں نے اپنے ہاتھ سے لکھا، ان کو حدیث بیان کی ابوالحسن علی بن احمد استراباذی الحاکم نے، سمرقند میں، وہ کہتے ہیں ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن رازی نے، ان کو خبر دی ابوعلی حسین بن اسماعیل فارسی نے بخاریٰ میں، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبداللہ بن حمید نے، ان کو عیسیٰ بن جنید الکِسّی نحوی نے جو کہ ثقہ ہے، ان کو یحییٰ بن بسطام نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی عمر بن فرقد بزار نے، ان کو عطاء بن سائب نے عبداللہ بن حارث سے یہ کہ جُد جُد جندعی کو نبی کریم ﷺ قریب رکھتے تھے۔ (فیض القدیر ۶/۲۱۴)

وہ یمن میں گیا تو وہ ان میں سے ایک عورت پر عاشق ہوگیا۔ اس نے ان لوگوں سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تم میری طرف اپنی جوان عورتوں کو بھیجا کرو۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عہد کیا تھا تو وہ تو زنا کو حرام کرتے تھے۔ اس کے بعد انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آدمی بھیجا، اس نے رسول اللہ کو جا کر بتایا حضور ﷺ نے انکار کیا۔

اور انہوں نے حضرت علی ؓ کو بھیجا اور اس کو حکم دیا کہ اگر وہ شخص تمہیں زندہ مل جائے تو اس کو قتل کر دینا۔ اور مُردہ ملے تو اس کو آگ میں جلا دینا۔ وہ وہاں گئے تو پتہ چلا وہ شخص (جُد جُد) رات کو پانی پینے کے لئے اُٹھا تو اس کو سانپ نے ڈس لیا (مادہ سانپ نے) جس نے اس کو مار دیا یعنی اس کے زہر سے وہ مر گیا۔

حضرت علی ؓ پہنچے تو اسے مرا ہوا پایا۔ لہٰذا اس نے اسے آگ سے جلا دیا۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من كذب علي متعمدا فليتبوا مقعده من النار

جو شخص مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولے اس کو چاہئے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

باب ۱۲۱

نبی کریم ﷺ کا منافقین کے ناموں کی خبر دینا

اور حضور ﷺ کا اس میں سچا ہونا

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو محمد بن عبداللہ صفار نے، ان کو احمد بن محمد برتی نے، ان کو ابونعیم نے، ان کو سفیان نے سلمہ بن کہیل سے، اس نے ایک آدمی سے، اس نے اپنے والد سے سُنا، وہ کہتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ عیاض ہیں اس نے ابومسعود سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور آپ نے فرمایا: بے شک بعض تم میں سے منافقین ہیں، پس میں جس جس کا نام لوں وہ اُٹھ جائیں۔ چنانچہ چھتیس (۳۶) آدمی اُٹھے۔ پھر فرمایا: بے شک تمہارے اندر یا فرمایا کہ تم میں سے منافقین ہیں۔ لہٰذا اللہ سے عافیت مانگو۔

حضرت عمر ؓ گزرے ایک آدمی کے پاس سے، اس نے گھونگھٹ نکال رکھا تھا جو ان کو پہچانتا تھا۔ انہوں نے پوچھا کیا حال ہے؟ اس نے خبر دی اس کی جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دُوری رہے تیرے لئے ہمیشہ کے لئے۔ (مسند احمد ۵/۲۷۳)

(۲) اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ہے محمد بن عبداللہ نے، ان کو احمد نے، ان کو ابو حذیفہ نے، ان کو سفیان نے، ان کو سلمہ نے عیاض بن عیاض سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ہم لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا، اس کے بعد ابن مسعود نے اسی مذکورہ بات کو ذکر کیا ہے۔

باب ۱۲۲

حضور ﷺ کا خبر دینا اس آدمی کے بارے میں جس کی تعریف کی گئی تھی کہ وہ عبادت کرنے میں بہت کوشش اور محنت کرتا ہے بوجہ اس کے کہ اس کے دل نے اس کو کہا ہے اور اس کے علاوہ اس کے دیگر احوال

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید محمد بن موسیٰ بن فضل نے، ان دونوں نے کہا کہ ان کو حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ربیع بن سلیمان نے، ان کو بشر بن بکر نے اوزاعی سے، وہ کہتے ہیں ان کو حدیث بیان کی رقاشی نے، ان کو انس بن مالک نے، وہ کہتے ہیں انہوں نے ایک آدمی کا ذکر کیا رسول اللہ ﷺ کے نزدیک۔ انہوں نے اس کی جہاد میں قوت اور مضبوطی کا ذکر کیا اور عبادت میں اس کی سخت اور انتہائی کوشش کا۔ اچانک انہوں نے دیکھا تو وہ آدمی آ رہا تھا۔ لوگوں نے کہا یہ ہے وہ آدمی جس کا ذکر کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ بے شک میں البتہ دیکھ رہا ہوں اس کے چہرے پر شیطانی اثر و نشان۔ اس کے بعد وہ شخص آیا اس نے سلام کیا ان سب پر۔

رسول اللہ ﷺ نے اس سے کہا کیا تیرے دل نے (نفس نے) تجھ سے کوئی بات کہی ہے۔ اور ابوسعید کی ایک روایت میں ہے، کیا تیرے نفس نے تجھے یہ بات کہی نہ کہ لوگوں میں تم سے کوئی بہتر نہیں ہے۔ اس نے بتایا کہ جی ہاں، پھر وہ چلا گیا۔ مسجد میں داخل ہوا اور جا کر عبادت میں مشغول ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کون اٹھ کر جائے گا اس کی طرف، جا کر اس کو قتل کر دے؟ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میں جاتا ہوں، وہ اس کی طرف گئے تو اس کو نماز پڑھتے ہوئے پایا۔ لہٰذا وہ اس کو قتل کرنے سے گھبرا گئے ایسی حالت میں، وہ لوٹ گئے۔ واپس آ کر حضور ﷺ کو بتایا کہ یا رسول اللہ! میں نے اس کو حالت نماز میں پایا تھا لہٰذا میں اس کو قتل کرنے سے ڈر گیا۔

پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگوں میں سے کون جا کر اس کو قتل کر دے گا؟ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں جاتا ہوں۔ وہ گئے تو انہوں نے بھی اس کو نماز پڑھتے ہوئے پایا اور وہ ڈر گئے، واپس آ کر عرض کی کہ میں نے اس کو نماز پڑھتے ہوئے پایا۔ لہٰذا میں ڈر گیا اس کو قتل کرنے سے۔

پھر حضور ﷺ نے فرمایا کون جا کر اس کو قتل کرے گا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں جاتا ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ اگر تو اس کو پالے گا تو قتل کرے گا۔ وہ گئے تو وہ وہاں سے جا چکا تھا۔ وہ واپس آئے اور حضور ﷺ کو بتا دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ پہلا قرن ہے فتنہ ہے میری اُمت میں۔ اگر تم اس کو قتل کر دیتے تو میری اُمت میں دو آدمی بھی اختلاف نہ کرتے۔ اس کے بعد فرمایا کہ بنی اسرائیل اکہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے تھے اور میری اُمت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی سارے جہنمی ہوں گے سوائے ایک فریق کے۔ (مسند احمد ۳/۱۲۰)

یزید رقاشی نے کہا یہ ایک جماعت ہوگی۔

☆☆☆

باب ۱۲۳

حضور ﷺ کا روزہ رکھنے کا دعویٰ کرنے والی
عورت کی حالت کے بارے میں خبر دینا
اس کی زبان کی حفاظت کے بارے میں

(۱) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبدالوہاب نے، ان کو خبر دی جعفر بن عون نے، ان کو خبر دی مسعر نے عمرو بن مرّہ سے، اس نے ابوالبختری سے۔ وہ کہتے ہیں ایک عورت تھی اس کی زبان میں تیزی تھی۔

وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئی، جب شام ہوئی حضور ﷺ نے اس کو کھانے پر بلایا، اس عورت نے حضور ﷺ سے کہا کہ میں تو روزے سے تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں تم نے روزہ نہیں رکھا تھا۔

جب دوسرا دن ہوا تو اس نے کچھ پرہیز کیا۔ جب اس نے شام کی تو حضور ﷺ نے پھر اس کو کھانے کے لئے بلایا، وہ بولی کہ آج کے دن تو میں روزے سے تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم جھوٹ بکتی ہو۔ جب اگلا دن آیا تو اس عورت کی طرف سے کوئی شئی نہ تھی۔ جب شام کی تو آپ نے پھر اس کو کھانے کے لئے بلایا۔ وہ کہنے لگی میں روزے سے تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ آج تم نے روزہ واقعی رکھا تھا۔ (خصائص کبریٰ ۱۰۴/۲)

یہ حدیث مرسل ہے۔

باب ۱۲۴

حضور ﷺ کا وعدہ دینا اس شخص کو جو سوال کرنے سے
بچنے کی کوشش کرے۔ نیک بنانے اور سوال سے بچنے کا اور جو شخص بندوں سے
مستغنی رہے اس کو غنی کرنے کا اور حضور ﷺ کی تصدیق کا پورا ہو جانا۔
حضرت ابوسعید خدری وغیرہ کے بارے میں

(۱) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن اسحاق بن ایوب ضبعی نے، ان کو حسن بن علی بن زیاد تستری نے، ان کو اسماعیل بن ابواویس نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ان کے بھائی نے سلیمان بن بلال سے، اس نے سعد بن اسحاق بنکعب بن عجرہ سے، اس نے عبداللہ بن عبدالرحمٰن سے، اس نے ابوسعید خدری ؓ سے کہ اس نے کہا ہم لوگوں کو شدید بھوک لگی اس قدر کہ اس جیسی بھوک ہمیں نہ اسلام سے قبل پہنچی تھی نہ اسلام میں۔

میری بہن فریعہ نے کہا تم جاؤ رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ، ان سے جا کر ہمارے لئے کچھ مانگ کر لے آؤ۔ اللہ کی قسم وہ کسی کو مایوس نہیں کرتے، کیونکہ تمہاری حالت جانے کے بعد ایسی ہوگی یا تو ان کے پاس کچھ موجود ہوگا اور وہ کچھ آپ کو دے دیں گے یا ان کے پاس دینے کو کچھ نہیں ہوگا تو وہ لوگوں سے کہہ دیں گے کہ اپنے بھائی کی مدد کرو۔ میں نے بھی اس مشورے کو پسند کیا اور چلا گیا۔

جیسے ہی میں مسجد کے قریب ہوا (ان دنوں باہر دیواریں نہیں ہوتی تھیں) میں نے رسول اللہ ﷺ کی آواز سن لی، میں نے دل میں کہا یہ تو نبی کریم ﷺ خطبہ دے رہے ہیں۔ چنانچہ پہلی بات جو میری سمجھ میں آئی وہ یہ تھی کہ وہ یہ فرما رہے تھے :

من یسعف یعفہ اللّٰہ و من یستعن یغنہ اللّٰہ

جو شخص سوال کرنے اور مانگنے سے بچے گا اللہ اس کو مانگنے سے بچائے گا اور جو شخص لوگوں سے مستغنی رہے گا اللہ اس کو غنی کردے گا۔

میں نے دل میں سوچا تیری ماں تجھے گم پائے اے سعد بن مالک اللہ کی قسم یہ تو ایسی بات ہے جیسے کہ حضور ﷺ تیرے بارے میں فرما رہے ہیں لامحالہ۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کوئی کام باقی نہیں ہے یا کوئی خواہش باقی نہیں ہے کہنے کے لئے۔

اس کے بعد جب میں نے آپ سے سن لیا جو کچھ سن لیا ہے میں جا کر مجلس میں بیٹھ گیا جب آپ فارغ ہوئے تو میں واپس لوٹ آیا بنا کچھ کہے۔ اور بھوک سے نڈھال ہونے ہونے والی بہن فریعہ دروازے کے بار بار چکر لگا رہی تھی۔ جیسے بھوکی شیرنی کچھار سے۔ اس کو بھوک نے نڈھال کر دیا تھا۔

کہتے ہیں کہ جب بقیع زبیر کے پاس پہنچا تو بہن نے دیکھ لیا کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے خالی ہاتھ ہوں۔ میں جب آ گیا تو اس نے پوچھا کیا بات ہے؟ اللہ کی قسم حضور ﷺ تو کسی بھی اپنے سائل کو مایوس نہیں کرتے۔ لہٰذا میں نے اس کو وہ بات سنائی جو میں نے حضور ﷺ سے سنی تھی۔ بہن نے پوچھا کہ کیا تم نے اس کے بعد حضور ﷺ سے کچھ مانگا تھا؟ میں نے بتایا کہ نہیں مانگا۔ بہن نے کہا احسنت تم نے اچھا کیا۔ مگر جب اگلی صبح ہوئی تو اللہ کی قسم میں اپنے نفس کو مشقت اور تھکان میں ڈالے بیٹھا تھا جھاڑ کے نیچے۔ اچانک میں نے یہود کے دراہم پالئے۔ ہم نے اس کے ساتھ خریداری کی کھایا۔ اس کے بعد تو اللہ کی قسم ہمیشہ نبی کریم ﷺ احسان کرتے رہے۔

(بخاری۔ کتاب الرقاق۔ فتح الباری ۱۱/۳۰۳۔ مسلم۔ کتاب الزکاۃ ۲/۷۲۹۔ مسند احمد ۳/۳)

روایت کیا ہے اس کو ہلال بن حفص نے ابو سعید سے مگر انہوں نے کہا میں واپس لوٹ آیا تھا، پس میں نے اس کے بعد کسی سے کچھ بھی نہیں مانگا مگر دنیا آ گئی ہمارے پاس۔ پھر ایسا وقت بھی آیا کہ انصار میں سے کوئی گھرانہ ہم سے زیادہ مالدار نہیں تھا۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو خبر دی ابو جعفر رزاز نے، ان کو احمد بن ولید فحام نے، ان کو عبدالوہاب بن عطاء نے، ان کو محمد بن عمرو نے سلمہ سے، اس نے ابو سعید خدری سے، وہ کہتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میں جانتا تھا کہ میں حضور ﷺ سے سوال کروں گا (کچھ مانگوں گا) مگر میں نے ان کو منبر پر بیٹھے ہوئے پایا۔ آپ خطبہ دے رہے تھے۔ لوگو!

من یستعف یعفہ اللّٰہ و من یستعن یغنہ اللّٰہ

جو شخص مانگنے سے رکے گا اللہ اس کو سوال سے بچائے گا اور جو شخص لوگوں سے مستغنی بنے گا اللہ اس کو خود غنی کردے گا۔

لہٰذا یہ سن کر میں واپس لوٹ آیا اور میں نے کہا میں حضور ﷺ سے بھی نہیں مانگوں گا۔ اب البتہ ہم اپنی قوم میں سب سے زیادہ مالدار ہیں۔

☆☆☆

باب ۱۲۵

نبی کریم ﷺ کا سائل کو خبر دینا جو وہ سوال کرنے

اور مانگنے کا ارادہ کر کے آیا تھا۔ سوال کرنے سے قبل اس کو بتادیا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمٰن سُلمی نے، ان کو خبر دی ابوبکر نے، ان کو حسن بن سفیان نے، ان کو حرملہ نے، ان کو خبر دی ابن وہب نے، ان کو معاویہ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد اسدی نے کہ اس نے سُنا وابصہ اسدی سے، وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تھا تاکہ میں ان سے نیکی اور گناہ کے بارے میں سوال کروں مگر انہوں نے میرے سوال کرنے سے قبل فرمایا، اے وابصہ تم مجھ سے نیکی اور بدی کا پوچھنے آئے ہو؟ میں نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو بھیجا ہے حق کے ساتھ، بے شک یہی بات پوچھنے کے لئے آپ کے پاس آیا تھا۔

آپ نے فرمایا:

البر ما انشرح له صدرك والا ثم ما حاك في نفسك وان افتاك عنه الناس

نیکی وہ ہے جس کے لئے تجھے اطمینان ہو شرح صدر ہو۔ اور گناہ وہ ہے جو تیرے نفس میں کھٹن پیدا کرے اگرچہ لوگ اس کے بارے میں تجھے فتویٰ دیں۔

(مسند احمد ۴/ ۲۲۷)

(۲) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو حارث بن ابواسامہ نے، ان کو یزید بن ہارون نے، ان کو حماد بن سلمہ نے زبیر ابوعبدالسلام سے، اس نے ایوب بن عبداللہ سے یعنی ابن بکر سے، اس نے وابصہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تھا کہ آج میں نیکی اور گناہ میں سے کوئی چیز نہیں چھوڑوں گا مگر میں حضور ﷺ سے ان کے بارے میں پوچھوں گا۔

میں لوگوں کی گردنوں کو پھلانگ کر آگے بڑھنے لگا۔ لوگوں نے کہا رُک جاؤ رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے سے۔ میں نے کہا کہ مجھے چھوڑیئے میں ان کے قریب جانا چاہتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا قریب آجایئے اے وابصہ! قریب آجایئے اے وابصہ۔ میں قریب ہوا اس قدر کہ میرے گھٹنے ان کے گھٹنوں کو چھونے لگے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، اے وابصہ میں تجھے خبر دوں اس کی جس بات کو تم مجھ سے پوچھنے کے لئے آئے ہو۔ میں نے کہا مجھے خبر دیجئے یارسول اللہ!

آپ نے فرمایا، تم اس لئے آئے ہو کہ تم مجھ سے نیکی اور گناہ کے بارے میں پوچھ سکو۔ پھر میں نے کہا جی ہاں! کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنی اُنگلیوں کو جمع کیا اور ان کے ساتھ میرے سینے میں ٹھوکر ماری اور فرمایا، اے وابصہ اپنے دل سے فتویٰ پوچھ، اپنے نفس سے فتویٰ پوچھ۔ نیکی وہ ہے جس کی طرف دل مطمئن ہو جائے اور نفس مطمئن ہو جائے۔ اور گناہ وہ ہے جو نفس میں کھٹکا پیدا کرے اور سینے میں شک اور تردد پیدا کرے اگرچہ تو لوگوں سے فتویٰ پوچھے اور لوگ تجھے فتویٰ دے دیں۔ (مسند احمد ۴/ ۲۲۸۔ تاریخ ابن کثیر ۶/ ۱۸۱۔۱۸۲)

(۳) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، ان کو خبر دی ابومحمد احمد بن اسحاق بن شیبان بن بغدادی ہروی نے، ان کو خبر دی معاذ بن نجدہ نے، ان کو خلاد بن یحییٰ نے، ان کو عبدالوہاب نے مجاہد سے، اس نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، ان کے پاس دو آدمی آئے ایک انصاری تھا دوسرا ثقفی تھا۔ انصاری نے جلدی سے سوال کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ثقفی! بے شک انصاری نے تم سے سبقت کر لی ہے سوال کرنے میں۔ انصاری نے کہا یارسول اللہ! میں اس کی ابتداء کرتا ہوں۔ فرمایا کہ اپنی حاجت کے بارے میں سوال کیجئے اور تم چاہو تو ہم بتادیں جس کے لئے

تم آئے ہو۔اس نے کہا کہ یہ بات میری طرف زیادہ حیرت کی ہوگی یارسول اللہ! فرمایاتم اس لئے آئے ہوتا کہ تم اپنی نماز کے بارے میں پوچھ سکو رات کواور اس کے رکوع، سجود کے بارے میں۔اوراپنے روزے کے بارے میں اوراپنے غسل جنابت کے بارے میں۔اس نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو بھیجا ہے حق کے ساتھ، بے شک یہی بات ہے جس کے بارے میں پوچھنے کے لئے میں آیا تھا۔

حضورﷺ نے فرمایا بہرحال تیرانماز پڑھنارات میں،توتم نماز پڑھا کرواول اورآخررات کے اندراوردرمیان میں نیندکرلیا کرو۔اس نے کہا آپ کیا کہتے ہیں، کہ یارسول اللہ! اگر میں رات کے درمیان میں نماز پڑھوں؟ آپ نے فرمایا تو اس وقت بھی پڑھ سکتے ہو۔بہرحال رہا تیرارکوع کرنا تو سنوتم رکوع کرنا چاہوتو پہلے اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھواورانگلیاں کھلی کرلو،اس کے بعداپنا سراٹھایئے اور سیدھے کھڑے ہوجایئے۔یہاں تک کہ ہرعضواپنی اپنی جگہ پرآجائے اورتم سجدہ کرنے لگوتو پیشانی کواچھی طرح زمین پرٹکادوٹھونگے نہ مارو۔باقی رہا تیراروزہ رکھنا تو سفیداورروشن راتوں کے دنوں کے روزے رکھویعنی تیرہویں چودہویں پندرہویں کا روزہ۔

اس کے بعدآپ انصار کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا،اے انصار کے بھائی آپ اپنی حاجت کے بارے میں پوچھیں اوراگرتم چاہوتو میں بتادوں کہ تم کیا پوچھنے آئے ہو۔اس نے کہا یہ بات میرے لئے زیادہ دلچسپی کا باعث ہوگی یارسول اللہ!حضور نے فرمایاتم اس لئے آئے ہو کہ تم پوچھنا چاہتے ہواپنے گھر سے تمہارے خروج کے بارے میں کہ آپ ارادہ کررہے ہیں بیت العتیق جانے کا (کعبے میں جانے کا) اور کہتے ہومیرے لئے اس میں کیا ہے؟اورتم اپنے عرفات میں قیام کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہواورتم کہتے ہوتمہارے لئے اس میں کیا ہے؟ اورتم جمرات کی رمی کرنے کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہواورتم پوچھتے ہوتمہارے لئے اس میں کیا ہے؟ انصاری نے کہا جی ہاں!قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو بھیجا ہے حق کے ساتھ، بے شک یہی چیز ہے جس کو میں آپ سے پوچھنے آیا تھا۔

حضورﷺ نے فرمایا: بہرحال تیراگھر سے بیت الحرام کے ارادے سے نکلنا،توسُن لیجئے کہ تیرے لئے اس میں سے ہرقدم کے بدلے خواہ تم چلویا تمہاری سواری چلے۔تیرے لئے ایک نیکی لکھی جائے گی اور ایک بُرائی مٹادی جائے گی اورتم جب عرفات کا وقوف کرواس وقت اللہ تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف اُترتے ہیں اوروہ فرشتوں سے کہتے ہیں یہ میرے بندے میرے پاس آئے ہیں بال بکھرے ہوئے غبارآلود ہیں پرتنگ گلی سے دُوردراز سے آئے ہیں میری رحمت کے امیدوار ہیں اورمیرے عذاب سے ڈررہے ہیں حالانکہ انہوں نے مجھے دیکھا بھی نہیں ہے۔ کیا حال ہوتا اگروہ مجھے دیکھ لیتے۔اگر تیرے اوپر تہہ درتہہ ریت کی مثل گناہوں ہوں بارش کے قطروں کی طرح یاایام دنیا کی تعداد کے مطابق تو اللہ تعالیٰ ان سب کودھوئے گا۔

بہرحال باقی رہا تیراجمرات کورمی کرنااس کااجر تیرے رب کے پاس محفوظ ہے جب تم سرمنڈواؤ تو تیرے لئے ہربال کے بدلے میں جوگرے گا تیرے سر کےاُوپر سے ایک نیکی لکھی جائے گی اور تیری ایک غلطی مٹادی جائے گی اورپھرتم جب بیت اللہ کے گردطواف کروگے توتم گناہوں سے نکل جاؤگے۔ان میں کچھ بھی تیرے اُوپر باقی نہیں رہے گا۔(خصائص کبریٰ ۲/۱۰۱)

اس حدیث کا شاہدموجود ہے اچھی عمدہ اسناد کے ساتھ۔

(۴) ہمیں خبردی ابونصر بن قتادہ نے،ان کوخبردی ابوعمروبن مطرنے،ان کوابوالحسین عبداللہ بن محمد بن یونس سمنانی نے،ان کوابوکریب نے، ان کویحییٰ بن عبدالرحمٰن ارجبی نے،ان کوعبیدہ بن اسود نے،ان کوقاسم بن ولید جُندعی نے سنان بن حارث بن مصرف سے،اس نے طلحہ بن مصرف سے،اس نے مجاہد سے،اس نے عبداللہ بن عمر سے،وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی آیاانصار میں سے،اورمیں نے گمان کیاایک رومی ثقیف میں سے،رسول اللہﷺ کے پاس۔

اس نے کہااے اللہ کے نبی! کچھ کلمات ہیں آپ سے ان کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں،آپ وہ مجھے سکھادیں۔اس کے بعداس نے حدیث ذکر کی مذکورہ روایت کے مفہوم میں۔علاوہ ازیں اس نے کہا کہ جس وقت جمرات کی رمی ہوگی اس کے بارے میں کوئی نہیں جانتا کہ

اس کے لئے کیا ہوگا جس کا اس کو قیامت کے دن بدلہ دیا جائے گا؟ اور طواصلت کے بارے میں فرمایا کہ وہ اپنے گناہوں سے ایسے نکل جائے گا جیسے اس کی ماں نے اس کو آج جنم دیا ہے۔ اور یہ روایت مروی ہے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے۔

(۵)　ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید نے، ان کو محمد بن حماد دباغ نے، ان کو مسدد نے، ان کو عطاف بن خالد مخزومی نے، ان کو اسماعیل بن رافع نے، اس نے انس بن مالک صحابی رسول سے۔ حضور ﷺ مسجد خیف میں تھے کہ ان کے پاس دو آدمی آئے ایک انصار میں سے اور دوسرا ثقیف میں سے، دونوں نے حضور کو سلام کیا اور حضور کے لئے جمیع دعائیہ الفاظ کہے۔ پھر کہنے لگے کہ ہم آپ کے پاس آئے ہیں یارسول اللہ! آپ سے کچھ پوچھنے کے لئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتادوں کہ تم کیا پوچھنا چاہتے ہو تو ایسا کر لیتا ہوں؟ اور اگر تم چاہو تو میں خاموش رہتا ہوں اور تم خود مجھ سے پوچھو تو میں ایسے بھی کر لیتا ہوں۔ ان دونوں نے کہا آپ ہمیں خبر دیجئے یارسول اللہ! ہمارے ایمان میں اضافہ ہوگا اور یقین بڑھ جائے گا۔

اسماعیل نے شک کیا ہے۔ پھر راوی نے حدیث بیان ذکر کی حضور ﷺ کے خبر دینے کے بارے میں اس چیز کی جس چیز کے سوال کرنے کا ان دونوں نے اراد ہ کیا ہوا تھا۔ بالکل ایسے جیسے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ میں ہے۔ سوائے اس کے کہ اس طواف کا ذکر اول میں کیا ہے کہ آپ نے فرمایا بہر حال تیرا طواف کرنا بیت اللہ میں بے شک تم جو جو قدم رکھتے ہو یا اُٹھاتے ہو اللہ اس کے بدلے میں تیرے لئے ایک نیکی لکھتے ہیں اور ایک گناہ تیرا مٹا دیتے ہیں اور تیرا ایک درجہ بلند کرتے ہیں۔ باقی رہا طواف کے بعد تیرا دو رکعت پڑھنا، بے شک وہ اس طرح ہے جیسے آپ نے اولاد اسماعیل علیہ السلام میں سے کسی کی گردن غلامی سے آزاد کرادی۔ باقی رہا تیرا صفا مروہ کے درمیان دوڑنا وہ ستر گردنیں آزاد کرانے کی مثل ہے۔

اس کے بعد وقوف عرفات کا ذکر کیا۔ پھر فرمایا بہر حال تیرا جمرات کی رمی کرنا، پس تیرے لئے ہر کنکر کے بدلے میں جسے تم پھینکو گے ایک کبیرہ گناہ جھڑ جائے گا ان کبائر میں سے جو ہلاک کرنے والے جہنم کو لازم کرنے والے ہیں۔ اس کے بعد حرکت کرنا (طواف میں) وہ تیرے لئے ذخیرہ ہے آخرت کے لئے تیرے رب کے پاس۔

اس کے بعد راوی نے اس کا مابعد ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ پھر ثقفی آدمی نے کہا یارسول اللہ! مجھے خبر دیجئے۔

حضور ﷺ نے فرمایا، تم اس لئے آئے ہو کہ تم مجھ سے نماز کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو۔ تو سنو! جب تم اپنا منہ دھوتے ہو تو تیرے گناہ جھڑ جاتے ہیں تیرے ہاتھوں کے ناخن سے، اور جب تم اپنے سر کا مسح کرتے ہو تو تمہارے سارے گناہ جھڑ جاتے ہیں اور جب تم پیر دھوتے ہو تو گناہ تیرے قدموں کے ناخنوں سے نکل جاتے ہیں اور پھر جب تم نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہو تو اس وقت اسی قدر قرآن پڑھو جو تمہارے لئے آسان ہو۔ پھر جب تم رکوع کرو تو مضبوطی کے ساتھ اپنے گھٹنوں کو پکڑو اور انگلیوں کے درمیان فاصلہ رکھو اس طرح کہ رکوع میں مطمئن ہو جاؤ۔ پھر سجدہ کرو تو اپنے چہرے کو اطمینان کے ساتھ ٹکا دو حتیٰ کہ سجدے میں مطمئن ہو جاؤ اور رات کے اول اور آخر حصے میں نماز پڑھو۔ اس نے کہا یارسول اللہ آپ بتلائیں اگر میں ساری رات نماز پڑھتا رہوں؟ آپ نے فرمایا کہ بے شک تم اس وقت تم ہی ہو گے۔ (خصائص کبریٰ ۲/۳۹)

یہودیوں کے ذوالقرنین کے بارے میں ممکنہ سوالات خود بتا کر حضور ﷺ کا جواب دینا

(۶)　ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو محمد بن یونس نے، ان کو عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے، اس کو عبداللہ بن عمر بن حفص عبدالرحمن بن زیاد بن انعم نے ان کو سعد بن مسعود سے دو آدمیوں سے بنو کندہ میں سے، ان دونوں نے کہا ایک دن ہم سائے میں بیٹھنا چاہ رہے تھے ہم عقبہ بن عامر کی طرف جا نکلے، ہم نے ان کو پایا وہ اپنے گھر کے سائے میں بیٹھے تھے۔ ہم نے کہا کہ ہم سائے میں بیٹھنا چاہ رہے تھے آپ کے پاس آگئے، ہم آپ کے ساتھ باتیں کریں گے۔ انہوں نے فرمایا میں بھی سائے کے لئے اس جگہ نکل آیا ہوں۔ کہتے ہیں کہ پھر وہ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا۔

ایک دن میں نکلا تو دروازے پر اہل کتاب میں سے کچھ آدمی موجود تھے۔ ان کے ساتھ مصاحف تھے۔ انہوں نے کہا کون ہمارے لئے رسول اللہ ﷺ سے اجازت دلوائے گا۔ چنانچہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس داخل ہوا۔ میں نے ان کو خبر دی حضور ﷺ نے فرمایا مجھ میں اور ان میں کیا نسبت ہے؟ وہ مجھ سے پوچھیں گے ان چیزوں کے بارے میں جو میں نہیں جانتا سوائے اس کے کہ میں ایک بندہ ہوں، میں نہیں جانتا مگر صرف وہی کچھ جو کچھ میرا رب سکھاتا ہے۔

اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا کہ وضو کے پانی کا برتن لاؤ، میں لے آیا۔ آپ ﷺ نے وضو کیا اس کے بعد مسجد میں چلے گئے۔ آپ نے دو رکعت نماز پڑھی۔ اس کے بعد ہٹے اور مجھے فرمایا جبکہ میں آپ کے چہرے پر خوشی کے آثار محسوس کر رہا تھا اور بشاشت کے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان لوگوں کو اندر بلالو میرے پاس۔ اور اس کو بھی جو میرے اصحاب میں سے ہو اندر بلالو۔

کہتے ہیں کہ میں نے ان کو اجازت دی وہ داخل ہوئے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو میں تمہیں خبر دے دوں جس چیز کے بارے میں تم مجھ سے سوال کرنے آئے ہو، اس سے قبل کہ تم مجھ سے بات چیت کرو۔ اور اگر تم چاہو تو تم خود کلام کرو میرے کچھ کہنے سے قبل۔ ان لوگوں نے کہا کہ آپ خود ہی فرمائیے۔

لہٰذا حضور ﷺ نے ہمیں خبر دی فرمایا کہ تم مجھ سے پوچھنے آئے ہو ذوالقرنین کے بارے میں، بے شک اس کا ابتدائی معاملہ تو یہ ہے کہ وہ مملکت روم کے ایک نوجوان تھے۔ انہیں حکومت واقتدار عطا کیا گیا، وہ وہاں سے چلا حتیٰ کہ ارض مصر کے ساحل پر پہنچا، اس نے وہاں ایک شہر آباد کیا، اس کو سکندریہ کہا گیا۔ جب اس کی تعمیر سے فارغ ہوا تو اللہ نے ایک فرشتہ بھیجا اس نے اس کو اُوپر اُٹھایا اور اُونچا کیا آسمان کے درمیان۔ پھر اس سے کہا کہ آپ اپنے نیچے دیکھیں کیا نظر آتا ہے؟ اس نے کہا کہ مجھے دو شہر نظر آرہے ہیں۔ پھر اس نے اور اونچا کیا اس کو دوسری مرتبہ۔ پھر پوچھا کہ دیکھئے کیا نظر آتا ہے؟ اس نے دیکھا اور کہا کہ مجھے کچھ بھی نظر نہیں آرہا۔ فرشتے نے بتایا کہ وہ دو شہر بحرالمحیط (سمندر ہے) اللہ نے تیرے لئے راستہ بنادیا ہے جس سے تم چل کر جاؤ گے۔ لہٰذا عامل (جاننے والے) کو سکھادیا اور عالم کو محفوظ کرادیا۔ (یا نادان) نے جان لیا اور عالم نے۔ اس کے بعد فرمایا کہ اس کو روانہ کیا۔ اس نے دو چکنے پہاڑوں کی دیوار اور بند بنایا جن پہاڑوں پر کوئی چیز نہیں ٹھہر سکتی تھی۔ جب وہ اس بند یا دیوار کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو وہ زمین پر سفر کرتے رہے لہٰذا وہ ایک ایسی امت پر اور ایسی قوم پر پہنچا جن کے چہرے کتوں کے منہ جیسے تھے۔ جب اس نے ان کو طے کرلیا تو وہ چھوٹے اور بونے لوگوں پر گذرے تو وہ سانپوں کی ایک قوم پر گذرے (وہ اس قدر بڑے تھے) ان میں ایک سانپ ایک بڑے پتھر کو یا بڑی چٹان کو نگل جاتا تھا۔ اس کے بعد وہ غرانیق پر پہنچے۔

حضور ﷺ نے اُس وقت یہ آیت پڑھی:

وَاٰتَیْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ سَبَبًا فَاَتْبَعَ سَبَبًا ۔ (سورۃ کہف : آیت ۸۵)

ہم نے اس کو ہر طرح کے اسباب و وسائل دیئے تھے وہ ان اسباب کے پیچھے چلتا رہا۔

(حضور ﷺ نے جب ذوالقرنین کے بارے میں بتایا تو) وہ بولے یہی کچھ ہم اپنی کتاب (توراۃ) میں بھی پاتے ہیں۔

(خصائص کبریٰ ۲/۱۰۱)

☆☆☆

باب ۱۲۶

حضور ﷺ کا ابو رِغال کی قبر کے بارے میں خبر دینا

اور اس میں جو سونا ہے اس کی خبر دینا

(۱) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، ان کو ابوالحسین محمد بن احمد بن حامد عطار نے، ان کو خبر دی احمد بن حسن بن عبدالجبار صوفی نے، ان کو یحییٰ بن معین نے، ان کو وہب بن جریر نے، ان کو خبر دی میرے والد نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا عبداللہ بن عمرو سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے جب ہم ان کے ساتھ طائف کی طرف گئے تو ہم لوگ ایک قبر کے پاس سے گذرے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ یہ قبر ہے ابو رغال کی، وہ قبیلہ ثقیف کا باپ تھا (یعنی مورث اعلیٰ تھا)۔ اور وہ درحقیقت پیچھے قوم ثمود میں سے تھا اور یہ حرم اس کا دفاع کرتا تھا۔ جب اس نے خروج کیا تو اس کو عذاب اور سزا آن پہنچی جو اس کی قوم کو پہنچا تھا اسی جگہ پر۔ لہٰذا وہ اسی جگہ پر دفن کیا گیا تھا اس کی نشانی یہ ہے کہ اس کے ساتھ سونے کی شاخ اور ٹہنی دفن کی گئی تھی۔ اگر تم لوگ اس کی قبر کو دوبارہ کھولو گے تو اس کو پالو گے۔ کہتے ہیں کہ لوگوں نے ایک دوسرے سے پہل کی اور جلدی کی۔ لہٰذا انہوں نے اس کے ساتھ مدفون ٹہنی اور شاخ کو نکال لیا۔ (خصائص کبریٰ ۱/۲۷۲)

(۲) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید نے، ان کو اسحاق بن حسن حربی نے اور تمتام نے۔ ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ریاحی نے، وہ عمر بن عبدالوہاب تھے ان کو یزید بن زریع نے، ان کو روح بن قاسم نے اسماعیل بن امیہ سے، اس نے بجیر بن ابوبجیر سے، اس نے عبداللہ بن عمرو سے کہ وہ لوگ سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور وہ ایک قبر کے پاس سے گزرے۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ ابو رغال کی قبر ہے۔ یہ قوم ثمود میں سے تھا اللہ نے جب اس کی قوم کو ہلاک کیا۔ جس عذاب کے ساتھ اللہ نے ان کو ہلاک کیا تھا اللہ نے اس کو اس مقام پر روک لیا تھا۔ حرم سے وہ نکل کر یہاں اس مقام تک یا اس جگہ تک پہنچا تھا کہ مر گیا۔ چنانچہ اس کے ساتھ سونے کی ایک ڈنڈی یا چھڑی بھی دفن کی گئی تھی۔ صحابہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے دیر نہ کی فوراً (قبر کو کھود کر) وہ نکال لی۔

باب ۱۲۷

حضور ﷺ کا سفینہ اور اصحابِ سفینہ کے بارے میں خبر دینا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن صنعانی نے، ان کو اسحٰق بن ابراہیم نے، ان کو خبر دی عبدالرزاق نے، ان کو معمر نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ ایک دن نبی کریم ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ اچانک دعا کرنے لگے اللہ تعالیٰ کشتی والوں کو نجات عطا فرما۔ پھر تھوڑی سی دیر ٹھہرے پھر فرمایا تحقیق چل پڑی ہے۔ جب وہ لوگ مدینے کے قریب پہنچے تو فرمایا کہ آ گئے ہیں، نیک آدمی ان کی قیادت کر رہا ہے۔

کہتے ہیں کہ جولوگ کشتی میں تھے وہ اشعری تھے اور جوان کی قیادت کر کے لا رہا تھا وہ عمرو بن حمق خزاعی تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تم کہاں (یعنی کس طرف سے) آ رہے ہو؟ انہوں نے بتایا کہ زبید کے مقام سے۔ نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی اللہ تعالیٰ زبید میں برکت عطا فرمائے۔ صحابی نے کہا اور رمع میں بھی (یعنی اس کو بھی شاملِ دعا کریں)۔ مگر پھر حضور ﷺ نے فرمایا اللہ زبید میں برکت دے۔ لوگوں نے کہا کہ مقام رمع میں بھی۔ تیسری بار آپ ﷺ نے اس کو شامل کرتے ہوئے فرمایا اور مقام رمع میں بھی۔ (خصائص کبریٰ ۲/۲۲)

اس حدیث میں کئی کئی خبریں ہیں حضور ﷺ کی طرف سے۔

۱۔ کشتی کے رُکنے اور بند ہونے کی خبر۔
۲۔ غرق کے قریب ہونے کی خبر۔
۳۔ حضور ﷺ کا اس کی نجاۃ کی دعا کرنا۔
۴۔ پھر اس کے چل پڑنے کی اور اس کی نجات کی خبر۔
۵۔ اس کے بعد اس کی آمد کی خبر۔
۶۔ پھر اس کے بارے میں خبر دینا جوان کو چلا رہے تھے یا قیادت کر رہے تھے۔

یہ ساری خبریں بالکل اسی طرح سچ ثابت ہوئیں جیسے آپ ﷺ نے خبر دی تھی۔ اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کی آل پر غیر منقطع رحمتیں نازل فرمائے۔

باب ۱۲۸

گوشت جو پتھر بن گیا تھا اور نبی کریم ﷺ کا اس کے سبب کی خبر دینا

چنانچہ ایسے ہی ہوا جیسے آپ ﷺ نے فرمایا تھا

(۱)　ابوبکر محمد بن علی قطان شاشی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے ہیثم بن کلیب سے، ان کو عیسیٰ بن احمد نے، ان کو مصعب بن مقدام نے، ان کو خارجہ بن مصعب نے، خارجہ بن مصعب ضعیف ہیں ان کو سعید بن ایاس جریری نے مولیٰ عثمان سے، اس نے اُم سلمہ زوجۂ رسول ﷺ سے۔ وہ فرماتی ہیں کہ میرے پاس گوشت کا ٹکڑا ہدیہ پہنچا۔ میں نے خادمہ سے کہا اس کو اُٹھا کر رسول اللہ ﷺ کے لئے رکھ لیجئے حتی کہ آپ آ جائیں۔ جب آپ ﷺ تشریف لے آئے تو میں نے خادمہ سے کہا گوشت رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئیے۔ کہتی ہیں کہ وہ اس کو لے آئی۔ اس نے وہ اُم سلمہ کو دکھایا وہ ایک چکنا پتھر بن چکا تھا۔ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو پوچھا کیا ہوا تجھے اے اُم سلمہ؟ انہوں نے پورا قصہ بتا دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا شاید تمہارے دروازے سے کوئی سائل خالی لوٹ گیا ہے تم نے اس کی توہین کی ہے۔ وہ بولیں جی ہاں رسول اللہ! حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ اسی کی وجہ سے ہوا ہے۔

اور اس کو راوی نے ہشیم سے بھی روایت کیا ہے اس نے عیسیٰ بن احمد بن علی بن عاصم سے، اس نے جریری سے، اس نے مولیٰ عثمان سے۔ وہ کہتے ہیں کہ اُم سلمہ کے لئے گوشت کا ٹکڑا ہدیہ کیا گیا تھا۔ پھر اس نے قصہ ذکر کیا ہے پہلی روایت سے زیادہ مکمل کہ ہمیں اس کی حدیث بیان کی ہے ابو محمد حسن بن احمد حافظ نے اور انہوں نے میرے لئے اپنے ہاتھ سے اس کو لکھا تھا۔

وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو عاصم محمد بن علی بلخی قاضی سمرقند نے، ان کو ابوبکر اسماعیل بن محمد بن احمد المعروف فرّ اء نے بلخ میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو احمد فارس بن محمد نے، ان کو محمد بن فضیل نے، ان کو علی ابن عاصم نے جریری سے، اس نے مولیٰ عثمان سے، وہ کہتے ہیں کہ اُم سلمہ کے ہاں گوشت کا ٹکڑا ہدیہ کیا گیا تھا۔ حضور ﷺ کو جو پسند تھا۔ انہوں نے خادمہ سے کہا اس کو گھر میں رکھ لیجئے شاید حضور ﷺ تشریف لے آئیں اور اس کو کھالیں۔ اس نے اٹھا کر اس کو گھر کے آلے میں رکھ دیا۔ اتنے میں کوئی سائل آ گیا وہ گھر کے دروازے پر کھڑا ہو گیا۔ اس نے کہا تم لوگ صدقہ کرو، اللہ تم لوگوں میں برکت دے مگر انہوں نے سائل سے کہا اللہ تمہارے اندر برکت دے۔

لہٰذا سائل خالی ہاتھ واپس چلا گیا۔ اتنے میں نبی کریم ﷺ گھر میں تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے پوچھا ام سلمہ کھانے کو کوئی چیز ہو گی؟ وہ بولیں جی ہاں ہے۔ انہوں نے خادمہ سے کہا جایئے رسول اللہ ﷺ کے پاس وہ لے آیئے۔ وہ گئی دیکھا تو آلے میں چکنے پتھر کے ٹکڑے کے سوا کچھ نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا کہ کیا آج تمہارے پاس کوئی سائل آیا تھا۔ وہ بولیں کہ جی ہاں ہم نے اس سے کہا تھا بارك الله فيك ۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بے شک یہ گوشت پتھر بن گیا ہے جب تم نے وہ گوشت سائل کو نہیں کھلایا۔

باب ۱۲۹

حضور ﷺ کا ابو درداء کے مسلمان ہونے کی خبر دینا

اور فی الواقع ایسا ہی ہوا تھا

ابوبکر قفال شاشی نے ذکر کیا ہے ابوبکر بن ابوداؤد سے، اس نے احمد بن صالح سے، اس نے عبداللہ بن وہب سے، اس نے معاویہ بن صالح سے، اس نے ابو الزاہریہ سے، اس نے جبیر بن نفیر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابو درداء جاہلیت کے دور میں ایک صنم کی عبادت کرتے تھے اور عبداللہ بن رواحہ اور محمد بن سلمہ اس کے گھر میں گئے۔ انہوں نے اس کے صنم کو چھپا لیا ابو درداء واپس آئے اس صنم کو تلاش کرنے لگے۔ اور وہ کہہ رہے تھے افسوس ہے تجھ پر کیا تم یہ بھی نہ کر سکے کہ تم اپنا دفاع اور بچاؤ کر لیتے؟

اُم درداء نے کہا اگر وہ کسی کو نفع دے سکتا ہوتا یا کسی سے نقصان ہٹا سکتا ہوتا تو اپنے آپ کا دفاع نہ کر لیتا اور اپنے آپ کو نفع دے دیتا۔ ابو درداء نے کہا اچھا میرے لئے غسل خانے میں پانی رکھیں۔ اس نے اس کے لئے پانی رکھ دیا۔ اس نے غسل کیا اور اپنی پوشاک پہن لی۔ اس کے بعد وہ نبی کریم ﷺ کی طرف روانہ ہو گیا ابن رواحہ نے ان کو آتے دیکھا تو بولے کہ یہ دیکھیں ابو درداء آئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری تلاش میں نکلا ہے مگر نبی کریم ﷺ نے فرمایا نہیں، سوائے اس کے نہیں کہ وہ مسلمان ہو جائے۔ بے شک میرے رب نے مجھے وعدہ دیا ہے۔ ابو درداء کے بارے میں کہ وہ مسلمان ہو جائے گا۔ (مستدرک ۳/۳۳۶۔۳۳۷)

☆☆☆

باب ۱۳۰

ایک شخص کی خودکشی کرنے کے متعلق خبر دینا

ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحٰق نے، ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو محمد بن کثیر نے، ان کو اسرائیل نے، ان کو سماک بن حرب نے جابر بن سمرہ السوائی سے، وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور بتانے لگا کہ فلاں شخص مر گیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں مرا۔ اس نے دوبارہ کہا کہ فلاں آدمی مر گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ نہیں مرا ۔ اس نے تیسری بار یہی کہا۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ فلاں شخص مر گیا ہے۔ اس نے اپنے آپ کو تیز آلے یا چھری سے ذبح کر دیا ہے جو اس کے پاس تھی۔ لہٰذا حضور ﷺ نے اس پر نمازِ جنازہ نہیں پڑھی۔ (ترمذی۔ کتاب الجنائز ۳/۳۷۱۔ حدیث ۱۰۶۸۔ نسائی۔ کتاب الجنائز۔ باب ترک الصلوٰۃ علی من قتل نفسہ)

زہیر بن معاویہ نے اس کی متابع روایت بیان کی ہے سماک سے ۔ اور اسی طریق سے اس کو مسلم نے نقل کیا ہے مختصر طور پر کتاب الجنائز میں ۔ (مسلم ۔ کتاب الجنائز ۔ حدیث ۱۰۷)

بہرحال حضور ﷺ کا خبر دینا اس شخص کے قتل کے بارے میں جو شخص شدید طریقے سے قتال کر رہا تھا جنگِ خیبر یا حنین والے دن کہ یہ شخص جہنمی ہے۔ (لہٰذا فی الواقع ایسا ہی ہوا تھا کہ اس نے زخموں سے تنگ آ کر خودکشی کر لی تھی اور یوں وہ جہنمی ہو گیا تھا)۔

اس کا ذکر گذر چکا ہے غزوۂ خیبر میں۔

باب ۱۳۱

آپ ﷺ کا اشارہ دینا اس کی طرف جس کی طرف ماعز بن مالک کا معاملہ لوٹتا ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو ابوجعفر الرزاز نے، ان کو احمد بن اسحاق بن صالح نے، ان کو ابوسلمہ تبوذکی نے، ان کو فید بن قاسم نے۔

وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا جعد بن عبدالرحمٰن سے یہ کہ عبدالرحمٰن بن ماعز نے ان کو حدیث بیان کی ہے کہ ماعز نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ حضور ﷺ نے اس کے لئے تحریر لکھ دی کہ ماعز مسلمان ہو گیا ہے اپنی قوم سے سب سے آخر میں ۔ اور اس کے خلاف کوئی خباثت اور کوئی کاروائی نہ کی جائے مگر اس کے عمل سے۔ لہٰذا آپ ﷺ نے اسی پر اس کی بیعت قبول کر لی تھی۔ (اصابہ ۳/۳۳۷۔ تاریخ کبیر ۴/۲/۳۷)

☆☆☆

باب ۱۳۲

حضور ﷺ کا خبر دینا اس شخص کے بارے میں جس شخص نے اپنے دل میں شعر کہے تھے اپنے بیٹے کی شکایت میں

بشرطیکہ یہ روایت صحیح ہو

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالحسن محمد بن اسماعیل علوی نے، ان کو ابوالحسن علی بن محمد بن عامر نہاوندی نے، ان کو ابودجانہ احمد بن حکم معافری نے، ان کو عبید بن خلصہ نے، ان کو عبداللہ بن عمر مدنی نے منکدر بن محمد بن منکدر سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی آیا رسول اللہ ﷺ کے پاس اور کہنے لگا یارسول اللہ! میرے والد چاہتے ہیں کہ وہ میرا مال لے لیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو بلا لائیں میرے پاس۔ وہ آیا تو رسول اللہ نے فرمایا کہ تیرا بیٹا یہ دعویٰ کرتا ہے کہ آپ اس کا مال لے رہے ہیں۔ اس نے کہا کہ اس سے پوچھیں نہیں ہے مگر وہ اور اس کی پھوپھیاں یا قرابت دار یا وہ جو میں خرچ کرتا ہوں اپنے نفس اور اپنے عیال پر۔

کہتے ہیں جبرائیل علیہ السلام زمین پر اُترے اور کہا کہ یارسول اللہ! بے شک اس بوڑھے نے اپنے دل میں کچھ کہا ہے جس کو ان کے کانوں نے نہیں سُنا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں کہتا ہوں کہ کیا تیرے دل میں کوئی شی ہے۔ جس کو تیرے کانوں نے بھی نہیں سُنا؟ اس نے جواب دیا کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعہ ہماری بصیرت میں اور یقین میں اضافہ کرتے رہے ہیں، جی ہاں بات یہی ہے میں نے دل میں کہا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ بات بتا۔ اس نے یہ اشعار کہنا شروع کئے:

غدوتك مولودًا وعلتك يافعا — تعل بما اجنى عليك وتنهل

اذا ليلة ضاقتك بالسقم لم ابت — لسقمك الا ساهرًا اتململ

تخاف الردى نفسي عليك وانها — لتعلم ان الموت حتم موكل

كانّي انا المطروق دونك بالذى — طرقت به دوني فعيناى تهمل

فلما بلغت السن والغاية التى — اليك مدى ما كنت فيك اؤمل

جعلت جزائى غلظة وفظاظة — كانك انت المنعم المتفضل

فليتك اذا لم ترع حق ابوّتى — كما يفعل الجار المجاور تفعل

کہتے ہیں کہ یہ سُن کر حضور ﷺ رو پڑے اور اس کے بیٹے کو ہاتھ سے پکڑا اور فرمایا کہ اَنْتَ وَمَالُكَ لِاَبِيْكَ تم بھی اور تمہارا مال بھی والد کے ہو۔ (اسی کی ملکیت میں ہو) (خصائص کبریٰ ۱۰۲/۲)

☆☆☆

باب ۱۳۳

۱۔ حضور ﷺ کا صاحب الجبذہ کو اس کے عمل کے بارے میں خبر دینا۔

۲۔ اور وہ بات ثابت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ وہ کلام کرنے سے اور زیادہ خوش ہونے سے اجتناب کرتے تھے اس خوف سے کہ کہیں ان کے خلاف قرآن نازل نہ ہو جائے، ان کے کسی قول یا کسی عمل کے بارے میں۔

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ اور ابو سعید بن ابو عمرو نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد نے، ان کو شاذان نے، ان کو ہریم بن سفیان نے، اس نے قیس سے، اس نے ابو شہم سے، وہ کہتے ہیں کہ میرے پاس سے ایک عورت گزری مدینے میں۔ میں نے اس کی کمر یا کوکھ سے پکڑا۔

کہتے ہیں صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ لوگوں کی بیعت لے رہے تھے کہ میں آیا تو حضور ﷺ نے میری بیعت نہ لی اور فرمایا صاحب الجبذہ ہو تم کل شام سے (عورت کو اپنی طرف کھینچنے والے) یعنی کہا کہ کل شام کو آپ نے کیا کیا تھا؟ کہتے ہیں کہ میں نے کہا اللہ کی قسم میں دوبارہ یہ حرکت نہیں کروں گا۔ لہٰذا انہوں نے میری بیعت لی۔ (خصائص کبریٰ ۲/۱۰۳)

(۲) ہمیں خبر دی ابو حامد احمد بن خلف صوفی اسفرائنی نے وہاں پر۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن داود بن مسعود جوستقانی نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن سلیمان نے، ان کو محمد بن ابان واسطی نے، ان کو یزید بن عطاف نے بیان کی ابن بشر سے، اس نے قیس بن حازم سے، اس نے ابو شہم سے، وہ کہتے ہیں میں نے مدینے میں بعض راستوں پر ایک لڑکی دیکھی۔ میں نے جھکایا اپنے ہاتھ کو اس کی طرف۔

جب صبح ہوئی تو لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے ان سے بیعت ہونے کے لئے۔ میں نے ہاتھ بڑھایا اور میں نے کہا مجھے بھی بیعت کرلیں یا رسول اللہ! حضور ﷺ نے فرمایا تم صاحب جبذہ ہو کل شام سے، خبردار! تم صاحب کل شام سے۔

کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے بیعت کریں اللہ کی قسم میں دوبارہ یہ حرکت نہیں کروں گا۔ آپ نے فرمایا جی ہاں، اب کرتا ہوں بیعت جب تم نے وعدہ کیا ہے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے، ان کو خبر دی ابو بکر قطان نے، ان کو احمد بن یوسف سُلمی نے، ان کو محمد بن یوسف فریابی نے، وہ کہتے ہیں کہ سفیان نے ذکر کیا۔ اور ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی نے، ان کو علی بن عبد العزیز نے، ان کو ابو نعیم نے، ان کو سفیان نے، ان کو عبداللہ بن دینار نے، ان کو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ کلام کرنے اور اپنی عورتوں کے ساتھ شب باشی اور خوشی کرنے سے اجتناب کرتے رہتے تھے عہد رسول میں اس خوف سے کہ اس بارے میں بھی کوئی شئی نازل نہ ہو جائے۔ حضور ﷺ جب وفات پا گئے تو ہم لوگوں نے کھل کر کلام کرنا شروع کیا اور ہم نے خوشی بھی کی۔

یہ الفاظ حدیث ابونعیم اور فریابی کی ایک روایت میں ہیں کہ ہم لوگ کلام کرنے اور اپنی عورتوں کے ساتھ خوشی منانے سے بچتے رہتے تھے۔ اس خوف سے کہ کہیں ہمارے خلاف قرآن نہ اُتر پڑے۔ جب نبی کریم ﷺ وصال کر گئے تو ہم نے کلام کرنا شروع کیا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابونعیم سے۔

(بخاری۔ کتاب النکاح حدیث ۵۱۸۷۔ فتح الباری ۲۵۳/۹۔ ابن ماجہ۔ کتاب الجنائز۔ حدیث ۱۶۳۲ ص ۵۲۳۔ مسند احمد ۶۲/۲)

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے، ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عیسیٰ نے، ان کو خبر دی ابن وہب نے، ان کو خبر دی عمرو بن حارث نے سعید بن ابو ہلال سے، اس نے ابوحازم سے، اس نے سہل بن سعد ساعدی سے، کہ انہوں نے کہا اللہ کی قسم البتہ ہوتا تھا ایک شخص ہم میں کچھ رکتا رہتا تھا اپنی بیوی سے بھی، وہ بھی اور اس کی عورت بھی ایک کپڑے میں ہوتے ہوئے دل میں یہ خوف رکھتے ہوئے کہ کہیں ہمارے بارے میں قرآن میں کوئی بات نہ نازل ہو جائے یعنی نبی کریم اور قرآن مجید اور وحی کا اس قدر اکرام اور لحاظ داری دل میں ہمہ وقت رہتی تھی بے باک نہیں رہتے تھے بلکہ محتاط رہتے تھے۔ (مترجم)

باب ۱۳۴

حضور ﷺ کا عوف بن مالک کو خبر دینا اس چیز کے بارے میں جوان سے ہوا تھا اُونٹوں کو ذبح کرنے میں

(۱) ہمیں خبر دی ابوبکر بن حارث فقیہ نے، ان کو خبر دی ابو محمد بن حیان نے، ان کو خبر دی ابن عاصم نے، ان کو ابوموسیٰ نے، ان کو وہب بن جریر نے، ان کو ان کے والد نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا یحییٰ بن ایوب سے، وہ حدیث بیان کرتے ہیں یزید بن ابوحبیب سے، اس نے ربیعہ بن لقیط سے، اس نے مالک سے، اس نے ہدم سے، اس نے عوف بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے جہاد کیا تھا عمرو بن العاص کے ساتھ اور ہمارے ساتھ عمر بن خطاب بھی تھے اور ابوعبیدہ بن جراح بھی، مجھے سخت بھوک لگی میں نے کچھ لوگوں کو پایا کہ وہ اپنے اُونٹوں کو ذبح کرنے کا ارادہ کر چکے تھے۔ میں نے کہا میں تمہیں یہ کام کر دیتا ہوں (تم نہ کرو) یعنی ان کو ذبح کر کے گوشت تیار کرنا اس شرط پر کہ تم لوگ مجھے بھی اس میں سے کھلاؤ گے۔ ان لوگوں نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ میں نے یہ بات حضرت عمر سے ذکر کی تو انہوں نے فرمایا آپ نے اپنی اجرت طے کرنے میں جلدی کی، میں اس کو کھانے والا نہیں ہوں۔ ابوعبیدہ نے بھی ان دونوں کی مثل کیا۔ پھر میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، انہوں نے جب مجھے دیکھا تو فرمایا صاحب الجزور ہو (اُونٹوں کے ذبح کرنے والے)۔ (خصائص کبریٰ ۲۶۱/۱)

(۲) ہمیں خبر دی ابوایوب نے عاصم سے، ان کو حدیث بیان کی حسین بن حسن نے، ان کو ابن المبارک نے ہمیں خبر دی سعید بن ابوایوب نے، ان کو یزید بن ابوحبیب نے ربیعہ بن لقیط سے، اس نے مالک بن ہدم سے، اس نے عوف بن مالک سے، انہوں نے ذکر کی حدیث مذکور کی مثل۔ اس کے بعد میں نے کہا جی ہاں، یا رسول اللہ! اس سے زیادہ مجھے انہوں نے کچھ نہیں کہا۔

مصنف کہتے ہیں: میں کہتا ہوں کہ یہ روایت گزر چکی ہے غزوۂ ذات السلاسل میں اس سے زیادہ مکمل تحقیق گزر چکی ہے رسول اللہ ﷺ کے مغازی میں اور ان کے اسفار میں۔ وہ روایت کہ روایت کی گئی ہے ان سے ان کا خبریں دینا اپنے اصحاب اور دیگر لوگوں کے مخفی امور کے بارے میں۔ اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے معلوم کرانے اور اطلاع کرنے سے ہوتا تھا خاص طور پر حضور ﷺ کو ان روایات کو یہاں پر دوبارہ نقل کرنے میں طوالت کتاب کا باعث ہے۔ اس بارے میں ہم نے جو کچھ ذکر کیا ہے اسی میں کفالت ہے۔ وباللہ التوفیق

باب ۱۳۵

حضور ﷺ کا اس بکری کا گوشت کھانے سے رُک جانا

جو اس کے مالک کی اجازت کے بغیر لی گئی تھی اور اس میں جو اللہ تعالیٰ کا حفاظت کرنا ظاہر ہوا اپنے رسول کے مال حرام کھانے سے

(۱) ہمیں خبر دی ابو علی حسین بن محمد بن محمد رُوذ باری نے، ان کو خبر دی ابو بکر بن داسہ نے، ان کو ابو داؤد نے، ان کو محمد بن علاء نے، ان کو ابن ادریس نے، ان کو عاصم بن کلیب نے اپنے والد سے، اس نے ایک انصاری آدمی سے، اس نے کہا ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جنازے میں گئے ہوئے تھے۔ میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ قبر پر بیٹھے کھودنے والے کو ہدایت دے رہے ہیں، پیروں کی طرف کشادہ کیجئے، سر کی جانب کشادہ کیجئے۔ جب فارغ ہو کر واپس لوٹے تو ایک عورت کا نمائندہ ملا اس نے دعوت دی۔ حضور تشریف لے گئے کھانا لایا گیا، حضور کے آگے رکھ دیا گیا۔ حضور نے کھانے پر ہاتھ رکھا لوگوں نے بھی ہاتھ بڑھایا، انہوں نے کھانا شروع کر دیا۔ ہمارے آباء نے دیکھا کہ حضور ﷺ لقمے کو منہ میں اِدھر اُدھر پھرا رہے ہیں، پھر فرمانے لگے میں نے اس گوشت کو ایسا پایا ہے کہ یہ بکری مالک کی اجازت کے بغیر لی گئی ہے۔

صاحب دعوت عورت نے بتایا کہ یا رسول اللہ! میں نے بندہ بھیجا تھا بقیع کی طرف کہ میرے لئے بکری خرید کر لائے مگر وہاں بکری نہیں ملی۔ لہٰذا میں نے اپنے ایک پڑوسی کے پاس بندہ بھیجا اس سے بکری خریدنی ہے وہ قیمتاً مجھے دے دے مگر مالک پڑوسی نہیں ملا، پھر میں نے بندہ بھیجا اس کی بیوی کے پاس اس نے یہ بکری میرے پاس بھیج دی تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ گوشت قیدیوں کو کھلا دیجئے۔ (خصائص کبریٰ ۲/۱۰۴)

باب ۱۳۶

حضور ﷺ کا اُس بادل کے بارے میں خبر دینا

جس نے یمن کی ایک وادی میں بارش برسائی تھی

(۱) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو اسماعیل بن فضل نے، ان کو حفص بن عمر نے، ان کو عامر بن ابراہیم نے یعقوب قمی سے، اس نے جعفر سے، اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کے اُوپر ایک بادل پہنچا ہم اس کے بارے میں کچھ آگاہ نہیں تھے۔ اتنے میں ہمارے سامنے حضور ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا بے شک بادلوں پر متعین فرشتہ ابھی میرے پاس آیا ہے اس نے مجھ پر سلام کیا ہے۔ اس نے مجھے خبر دی ہے کہ وہ بادلوں کو یمن کی ایک وادی کی طرف ہانک رہا ہے، اس کا نام ضریح ہے۔ صحابہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد ہمارے پاس ایک سوار یمن سے آیا۔ ہم نے اس سے بادل کے بارے میں پوچھا۔ اس نے خبر دی کہ اسی دن یمن میں بارش ہوئی تھی۔

عامر بن ابراہیم اور حفص بن عمر یہ دو شخص ایسے ہیں جن کو میں نہیں پہچانتا۔

تحقیق ہم نے روایت کیا ہے بکر بن عبداللہ سے اس نے نبی کریم ﷺ سے بطور مرسل روایت حضور ﷺ کے خبر دینے کی، بادلوں کے فرشتے کی کہ وہ فلاں فلاں شہر سے آئے اور وہ لوگ فلاں فلاں دن بارش برسانے لگے۔ اور آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ ہمارے شہر میں کب بارش ہوگی۔ اس نے بتایا کہ فلاں فلاں دن ہوگی۔ اور آپ کے پاس بعض منافق لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے وہ دن یاد رکھ لئے پھر انہوں نے ان دنوں کے بارے میں معلومات کی اور نبی کریم ﷺ کی تصدیق پالی اور پھر ایمان لے آئے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے یہ بات ذکر کی۔ حضور ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا اللہ تمہارے ایمان کو اور زیادہ کرے۔ (خصائص کبریٰ ۱۰۳/۲)

یہ مرسل روایت اس موصول کی تائید کرتی ہے۔

مجموعۂ ابواب ۱۳۷

اخبار کوائن

نبی کریم ﷺ کا اپنے بعد آنے والے حوادث اور نو پیدا بڑے بڑے واقعات کی خبریں دینا اور اللہ تعالیٰ کا اپنے رسول کی تصدیق کرنا اُن تمام اُمور میں جن کا ان کو وعدہ دیا تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابو علی حسین بن محمد بن محمد روذباری نے، ہمیں خبر دی ابو محمد عبداللہ بن عمر بن شوذب مقری نے، ان کو احمد بن سنان نے، ان کو وہب بن جریر نے، ان کو شعبہ نے، ان کو عدی بن ثابت نے عبداللہ بن یزید سے، اس نے حذیفہ سے، انہوں نے کہا البتہ تحقیق مجھے رسول اللہ ﷺ نے حدیث بیان کی تھی بہت سے امور و واقعات کے بارے میں حتیٰ کہ قیامت قائم ہو جائے گی سوائے اس کے کہ میں نے ان سے نہیں پوچھا تھا اس چیز کے بارے میں جو اہلِ مدینہ کو مدینے سے نکالے گی۔

اور اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں ابو موسیٰ سے، اس نے وہب بن جریر سے۔

(مسلم۔ کتاب الفتن واشراط الساعۃ۔ حدیث ۲۴ ص ۲۲۱۷/۴)

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو بکر بن اسحٰق فقیہ نے، ان کو خبر دی علی بن عبدالعزیز نے اور محمد بن عبدالغالب نے، ان دونوں نے کہا کہ ان کو حدیث بیان کی ابو حذیفہ نے، ان کو سفیان نے اعمش سے، اس نے ابو وائل سے، اس نے حذیفہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے اندر کھڑے ہوئے۔ اس قیام کے دوران آپ نے قیامت میں ہونے والی کوئی چیز نہ چھوڑی مگر سب کو ذکر کیا۔ جس نے ان باتوں کو جاننا تھا وہ جان گیا جس کو بے علم رہنا تھا وہ بے علم رہا۔

تحقیق میں (بسا اوقات) کوئی چیز دیکھتا ہوں (جو واقع میں ہو چکی ہوتی ہے) میں اس کو بھول چکا ہوتا ہوں۔ (جب) اس کو دیکھتا ہوں تو میں اس کو پہچان لیتا ہوں جیسے ایک آدمی دوسرے آدمی کو پہچان لیتا ہے جو اس سے غائب رہتا ہے جب دیکھتا ہے تو پہچان لیتا ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابو حذیفہ سے۔ (بخاری۔ کتاب القدر۔ مسلم۔ کتاب الفتن والساعۃ۔ حدیث ۲۳ ص ۲۲۱۷/۴)

(۳) ہمیں خبر دی ابو علی روذباری نے، ان کو خبر دی ابو بکر بن داسہ نے، ان کو ابو داود نے، ان کو عثمان بن ابو شیبہ نے، ان کو جریر نے اعمش سے، اس نے ابو وائل سے، اس نے حذیفہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہم لوگوں میں خطبہ ارشاد فرمانے کے لئے کھڑے ہوئے اور آپ نے کوئی قابلِ ذکر چیز نہ چھوڑی قیامت قائم ہونے تک مگر اس کو ضرور بیان کیا۔ اس کو یاد رکھا جس نے یاد رکھنا تھا اور بھلا دیا جس نے بھلانا تھا۔ اس بات کو میرے ساتھی جانتے ہیں ان (بیان شدہ امور میں سے) کوئی چیز وجود میں آتی ہے تو میں اس کو یاد کر لیتا ہوں جیسے کوئی آدمی کسی آدمی کے چہرے کو یاد کر لیتا ہے اس کے غائب رہنے کے بعد۔ جب اس کو دیکھتا ہے تو پہچان لیتا ہے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عثمان بن ابو شیبہ سے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ اور ابو بکر بن رجاء ادیب نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبداللہ محمد بن یعقوب شیبانی نے، ان کو ابراہیم بن عبداللہ سعدی نے، ان کو ابو عاصم نے، ان کو عزرہ بن ثابت نے، ان کو علباء بن احمد یشکری نے، ان کو ابو زید نے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی فجر کی نماز۔ اس کے بعد حضور ﷺ منبر پر تشریف لے آئے اور ہمیں خطبہ دیا۔ حتیٰ کہ ظہر کا وقت ہو گیا اس کے بعد وہ اُترے اور نماز پڑھائی پھر منبر پر چڑھے پھر خطبہ دیا۔ حتیٰ کہ میں گمان کرتا ہوں کہ یوں کہا کہ عصر کا وقت ہو گیا۔ پھر اُترے اور نماز پڑھائی پھر منبر پر چڑھے پھر ہمیں خطبہ دیا۔ حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا۔ وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ہمیں خبر دی ہر اس بات کی جو ہو چکی ہے یا ہونے والی ہے۔ آپ ہم میں سے احفظ تھے اور اعلم تھے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں یعقوب بن ابراہیم سے، اس نے ابو عاصم سے۔ (مسلم۔ کتاب الفتن۔ حدیث ۲۵ ص ۴/۲۲۱۷)

(۵) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے، ان کو خبر دی ابو جعفر رزاز نے، ان کو یحییٰ بن جعفر نے، ان کو خبر دی ضحاک یعنی ابو عاصم نے، اس نے اس روایت کو ذکر کیا ہے اسی کی اسناد کے ساتھ اور اسی مفہوم کے ساتھ۔ مگر اس نے کہا کہ آپ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا حتیٰ کہ عصر ہو گئی۔ اس میں شک نہیں اور اس کے آخر میں کہا ہے کہ انہوں نے ہمیں خبر دی ان امور کی جو ہونے والے ہیں قیامت تک۔ جس نے ان کو یاد رکھنا تھا اس نے یاد رکھا اور جس نے ان کو جاننا تھا اس نے جانا۔

باب ۱۳۸

نبی کریم ﷺ کا اپنے اصحاب کو خبر دینا

کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس امر کو پورا کریں گے اور اپنے دین کو غالب کریں گے

ارشادِ باری ہے :

هو الذى ارسل رسوله بالهدى و دين الحق ليظهره
على الدين كله ولو كره المشركون

ترجمہ : اللہ وہ ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا ہے اس لئے تاکہ وہ اس کو تمام ادیان پر غالب کر دے اگرچہ مشرکین اس کو ناپسند کریں۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق مزکی نے، ان کو خبر دی ابومحمد عبداللہ بن اسحاق بن خراسانی نے، ان کو ابوسعید عبدالرحمٰن بن محمد بن منصور نے، ان کو یحییٰ بن سعید قطان نے، ان کو اسماعیل بن ابوخالد نے۔ (ح) اور ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحٰق مزکی نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبدالوہاب نے، ان کو خبر دی جعفر بن عون نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن ابوخالد نے قیس بن ابوحازم سے، اس نے خباب سے۔

وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے آگے شکایت کی وہ اپنی چادر کا تکیہ بنائے سہارا لئے ہوئے تھے سائے تلے۔ ہم لوگوں نے کہا کیا آپ ہمارے لئے اللہ سے دعا نہیں کرتے؟ کیا آپ ہمارے لئے اللہ سے مدد نہیں مانگتے؟ کہتے ہیں کہ (یہ سنتے ہی آپ ﷺ کو غصہ آ گیا) اور وہ سیدھے ہوکر بیٹھ گئے۔ چہرۂ مبارک ان کا انتہائی سرخ ہوگیا۔

پھر فرمانے لگے اللہ کی قسم بے شک وہ لوگ جو تم سے پہلے تھے (ان کی تکلیفوں کا یہ حال تھا کہ) ایک آدمی کو پکڑ کر کھڈہ کھود کر اس کے اندر کھڑے کر کے بند کر دیا جاتا تھا پھر اس کے سر پر آرا رکھ کر اس کو چیر دیا جاتا تھا جس سے وہ دو ٹکڑے ہو جاتا مگر یہ اذیت اس کو دین سے نہیں ہٹا سکتی تھی۔ یا لوہے کی کنگھی کے ساتھ اس کا گوشت پوست ہڈیوں سے نوچ لیا جاتا تھا مگر یہ اذیت اس کو دین سے نہیں ہٹا سکتی تھی۔ (صبر کرو) اللہ تعالیٰ ضرور (دین اسلام والے) اس امر کو پورا کرے گا یہاں تک کہ تم میں سے ایک سوار مقام صنعاء سے مقام حضر موت تک سیر و سفر کرے گا اس کو اللہ کے سوا کسی کا ڈر نہیں ہوگا۔ یا بھیڑیئے کا ڈر اس کی بکریوں پر، مگر تم لوگ جلدی کر رہے ہو۔

یہ الفاظ ہیں حدیث جعفر کے۔ اس کو بخاری اور مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں حدیث یحییٰ قطان سے۔

(بخاری۔ کتاب مناقب انصار۔ حدیث ۳۸۵۲۔ فتح الباری ۷/۱۶۴۔۱۶۵۔ مسند احمد ۴/۲۵۷)

(۲) ہمیں خبر دی ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی ربیع بن سلیمان نے، ان کو خبر دی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے۔

وہ کہتے ہیں تحقیق اللہ عزوجل نے اپنے دین کو غالب کر دیا ہے جس دین کے ساتھ اس نے اپنے رسول کو بھیجا تھا تمام ادیان پر غالب کر دیا ہے بایں صورت کہ اس کو واضح کر دیا ہے ہر اس شخص کے لئے جو بھی اس کے بارے میں سنتا ہے وہ سمجھ لیتا ہے کہ دین یہی سچا ہے اور برحق ہے۔ اور اس کے مخالف جتنے ادیان ہیں وہ سب باطل ہیں اور اللہ کی طرف دین کو غالب کرنے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ شرک کو مجموعہ دو دین تھے ایک دین اہلِ کتاب اور دین اُمّیین۔

اُمیوں کو رسول اللہ ﷺ نے مجبور کر دیا حتی کہ انہوں نے اسلام کو دین بنا لیا چاہتے ہوئے یا نا چاہتے ہوئے، خوشی سے ہو یا مجبوری سے۔ باقی رہے اہلِ کتاب تو وہ بعض قتل ہوئے کچھ قید ہوئے حتی کہ ان میں سے بعض نے اسلام کو اپنا دین مان لیا باقی جو رہ گئے تھے انہوں نے جزیہ دیا اور وہ ذلیل ہو کر پناہ گزین بن کر رہے۔ اور ان پر حضور ﷺ کا حکم جاری اور نافذ ہوگیا یہ ہے غلبہ دین بتمامہ وکلہٖ۔

☆☆☆

باب ۱۳۹

وعدۂ الٰہی وفرمان الٰہی برائے

استخلاف فی الارض : وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ۔

تمکن فی الارض : ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ۔

حالت خوف کوامن سے بدل دینا : ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئًا ومن کفر بعد ذلک فأولئک ھم الفاسقون ۔ (سورۂ نور: آیت ۵۵)

اللہ تعالیٰ کے تین وعدے :

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان لوگوں کے ساتھ تم میں سے جو سچے مؤمن ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں کہ ان کو ضرور بالضرور دھرتی پر خلافت عطا کرے گا۔ (یعنی مسلمانوں کو مستحکم نظام حکومت عطا کرے گا، وہ مستحکم نظام جس کے کسی زاویے میں اضطراب و بحران نہ ہو)

جیسے ان لوگوں کو خلافت عطا کی تھی جو ان سے پہلے تھے۔ اور (دوسرا وعدہ) ضرور ضرور ان کے لئے دین کو تمکنت عطا کرے گا (یعنی دین کے نظام کو قدرت اور غلبہ حاصل ہو جائے گا)۔ وہی دین جو اس نے خود ان کے لئے پسند فرمایا ہے۔ (تیسرا وعدہ) اور ضرور ضرور ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا۔ اس طرح کہ وہ محض میری عبادت کریں گے، میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو شخص اس کے بعد کفر وانکار کرے وہی لوگ فاسق ہیں۔

وعدۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنی اُمت کو وعدہ دیا، فتوحات کا وعدہ جو وعدہ الٰہی کی تکمیل کے بعد ہوں گی اور پھر رسول اللہ کے وعدہ کی تصدیق کرنا

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ محمد بن منصور سنی بیہقیؒ نے، ان کو استاذ ابوسہل محمد بن سلمان نے، ان کو خبر دی محمد بن اسحاق ابوبکر نے، ان کو بندار محمد بن بشار نے، ان کو محمد بن جعفر نے، ان کو شعبہ نے، ان کو ابومسلمہ نے، وہ کہتے ہیں میں نے سُنا ابونضرہ سے وہ حدیث بیان کرتے ہیں ابوسعید خدری ؓ سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے فرمایا، بے شک یہ دنیا میٹھی ہے ہری بھری ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہمیں خلافت عطا کرے گا تاکہ دیکھے تم کیسے عمل کرتے ہو۔ پس اللہ سے ڈرتے رہنا اور عورتوں سے بچتے رہنا بے شک بنی اسرائیل کا پہلا (فتنہ وابتلاء) عورتیں تھیں۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں بندار سے۔ (مسلم۔ کتاب الذکر والدعا والتوبہ والاستغفار۔ حدیث ۹۹ ص ۴/۲۰۹۸۔ مسند احمد ۲۲/۳)

(۲) ہمیں خبر دی ابو محمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو خبر دی سعید بن اعرابی نے، ان کو حسن بن عفان نے (ح) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابوطاہر دقاق نے بغداد میں، ان کو خبر دی علی بن محمد قریشی نے، ان کو حسن بن علی بن عفان نے زید بن حباب نے، ان کو سفیان نے مغیرہ خراسانی سے، اس نے ربیع بن انس سے اس نے ابوالعالیہ سے، اس نے ابی بن کعب سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بشارت دی تھی اس اُمت کو عظمت کی اور رفعت کی اور نصرت کی اور دھرتی پر تمکنت اور اقتدار ملنے کی جو شخص ان میں سے عمل کرے گا آخرت والا عمل دنیا کے لئے اس کے لئے آخرت میں حصہ نہیں ہوگا۔ (مسند احمد ۱۳۴/۵)

(۳) اور ہمیں خبر دی ابو محمد بن یوسف نے، ان کو خبر دی ابوسعید بن اعرابی نے، ان کو محمد بن اسماعیل صائغ نے، ان کو ابراہیم بن یعقوب نے ان کو عبداللہ بن ربیع نے، ان کو اسحاق بن سلیمان رازی نے، ان کو مغیرہ بن مسلم سراج نے ربیع سے، اس نے ابوالعالیہ سے، اس نے اُبی بن کعب سے، وہ کہتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام آئے تھے۔ انہوں نے فرمایا تھا بشارت دیجئے اس اُمت کو ...... الخ

(۴) ہمیں خبر دی ابو محمد بن یوسف نے، ان کو ابوسعید بن اعرابی نے، ان کو محمد بن اسماعیل نے، ان کو عفان نے، ان کو عبدالعزیز بن مسلم نے، ان کو ربیع بن انس نے ابوالعالیہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا اس اُمت کو بشارت دی گئی ہے عظمت کی اور نصرت کی اور تمکن اور اقتدار کی جو شخص ان میں سے عمل کرے گا آخرت والا کام دنیا کے لئے آخرت میں اس کے لئے کوئی حصہ نہیں ہوگا۔

صائغ نے کہا ہے کہ ان دو آدمیوں نے روایت کیا ہے عبدالعزیز بن مسلم اور مغیرہ بن مسلم سے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن محمد بن غالب خوارزمی حافظ نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن احمد بن نیشاپوری نے، ان کو حسن بن علی بن زیاد نے، ان کو حدیث بیان کی ابن ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے موسیٰ بن عقبہ سے، وہ کہتے ہیں ابن شہاب نے کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عروہ بن زبیر نے مسور بن مخرمہ سے، ان کو خبر دی ہے کہ عمرو بن عوف جو کہ حلیف تھے بنو عامر بن لوی کے، وہ بدر میں حاضر ہوئے تھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ، اس نے ان کو خبر دی ہے کہ اہل بحرین کے ساتھ جزیہ کی شرط پر صلح کر لی تھی اور اہل بحرین پر علاء حضرمی کو امیر مقرر کیا تھا، ابوعبیدہ بحرین سے جزیہ کا مال لے آئے تو انصار نے ان کی مال لے کر آنے کی خبر سنی۔ لہٰذا صبح کی نماز میں سب لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر ہو گئے۔

جب آپ نماز سے فارغ ہو گئے تو یہ لوگ سامنے آئے، حضور ﷺ نے جب ان لوگوں کو دیکھا تو دیکھ کر مسکرا دیئے۔ اور فرمایا میرا خیال ہے کہ تم لوگوں نے ابوعبیدہ کی خبر سن لی ہے کہ وہ کوئی چیز لے کر آ گئے ہیں۔ لوگوں نے بتایا کہ جی ہاں یا رسول اللہ! حضور ﷺ نے فرمایا خوش ہو جایئے اور امید رکھو جو چیز تمہیں خوش کرے پس اللہ کی قسم میں نہیں خوف کرتا تمہارے اُوپر فقر و محتاجی کا لیکن میں ڈرتا ہوں کہ تمہارے اُوپر دنیا کشادہ اور فراخ کر دی جائے گی۔ جیسے تم سے پہلے لوگوں پر کشادہ کر دی گئی تھی۔ پھر تم اس سے راغب ہو جاؤ گے اور وہ تمہیں آخرت سے غافل کر دے گی جیسے اس نے ان پہلوں کو غافل کر دیا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں اسماعیل بن ابواویس سے اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریق سے زہری سے۔

(بخاری۔ کتاب الجزیہ۔ مسلم، کتاب الزہد، حدیث ۶ ص ۲۲۷۳۔ ۲۲۷۴۔ ترمذی۔ کتاب القیامہ۔ مسند احمد ۱۳۷/۴)

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبید نے، ان کو ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی نے، ان کو محمد بن حسن بن کیسان نے، ان کو ابوحذیفہ نے، ان کو سفیان نے محمد بن منکدر سے، اس نے جابر سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا تھا، کیا تیرے پاس پردے میں قالین ہیں؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کہاں سے ہوں گے؟ فرمایا کہ عنقریب تمہارے لئے قالین پردے وغیرہ ہوں گے۔ اب اپنی بیوی سے کہتا ہوں کہ اب تو تمہارے پاس پردے وغیرہ ہیں تو تم کہو گی کیا نہیں تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب تمہارے پاس قالین ہوں گے پس ان کو ترک کر دیجئے۔

کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے سلیمان نے، ان کو ابن حنبل نے یعنی عبداللہ بن احمد نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے میرے والد نے، ان کو ابن میران نے، ان کو سفیان نے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ اور اس نے مفہوم کے ساتھ، مگر حال یہ ہے کہ انہوں نے کہا ہے، کہاں سے ہوں گے پردے میرے پاس؟

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث عبدالرحمن بن مہدی سے۔ (بخاری۔ کتاب ا... ۔ مسلم۔ کتاب اللباس والزینۃ۔ حدیث ۳۹)

یمن و شام اور عراق کی فتح کی پیشن گوئی

(۷) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ، ابوعبداللہ حافظ، ابوزکریا بن ابواسحاق مزکی اور ابوسعید بن ابوعمرو نے۔ انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نے، ان کو انس بن عیاض نے، ان کو ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے، اس نے عبداللہ بن زبیر سے، اس نے سفیان بن ابوزہیر نمیری سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا رسول اللہ ﷺ سے وہ فرما رہے تھے یمن فتح کیا جائے گا، ایک قوم آئے گی اپنے مویشیوں کو بھی ساتھ چلا کر، وہ اپنے گھر والوں کو اور جوان کی بات مانے گا لے کر واپس چلے جائیں گے حالانکہ مدینہ ان کے حق میں بہتر تھا کاش کہ وہ اس بات کو جان لیتے۔

اس کے بعد ان کے لئے شام فتح ہوگا، وہ مویشیوں تک کو لے کر آئیں گے۔ اس کے بعد وہ اپنے گھر والوں کو اُٹھا کر واپس لے جائیں گے اور ان کو جوان کی بات مانیں گے حالانکہ ان کے حق میں بہتر ہوگا کاش کہ وہ جان لیتے۔ اس کے بعد عراق فتح ہوگا، وہ لوگ بمعہ مال مویشی آئیں گے پھر وہ اپنے اہل خانہ کو اور جوان کی بات مانے گا لے کر واپس جائیں گے حالانکہ مدینہ ان کے حق میں بہتر ہوتا کاش وہ جانتے۔

اس کو بخاری و مسلم نے نقل کیا ہے دوسرے طریق سے ہشام سے۔ (بخاری۔ کتاب فضائل المدینۃ۔ مسلم۔ کتاب الحج۔ حدیث ۴۹۶)

قیامت سے پہلے چھ امور کا پیدا ہونا

(۸) ہمیں خبر دی ابوعمرو بن محمد بن عبداللہ ادیب نے، ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیل نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن محمد بن ناجیہ نے، ان کو محمد بن مثنیٰ نے، ان کو ولید بن مسلم نے، ان کو عبداللہ بن علاء بن زبیر نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا بسر بن عبیداللہ سے وہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ اس نے سُنا ابوادریس خولانی سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے عوف بن مالک اشجعی سے، وہ کہتے ہیں کہ میں غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا وہ چمڑے کے ایک خیمے میں تشریف فرما تھے۔ انہوں نے مجھے فرمایا، اے عوف! چھ چیزیں شمار کیجئے قیامت سے پہلے:

۱۔ میری موت۔

۲۔ اس کے بعد بیت المقدس کی فتح۔

۳۔ اس کے بعد دو موتیں (یعنی طاعون اور وبائی موت) جو تمہیں ایسے پکڑے گی جیسے بکریوں کو وبائی موت۔

۴۔ اس کے بعد تمہارے اندر مال کی کثرت ہونا، حتیٰ کہ اگر آدمی کو سو دینار بھی دیئے جائیں گے تو وہ ناراض ہو جائے گا۔

۵۔ اس کے بعد بڑا فتنہ جس سے کوئی عرب کا گھر خالی نہیں ہوگا مگر وہ اس میں داخل ہو جائے گا۔

۶۔ اس کے بعد صلح جو تمہارے اور بنو اصفر یعنی رومیوں کے درمیان ہوگی پھر وہ تمہارے ساتھ عذر اور دھوکہ کریں گے۔ اور تمہارے پاس آئیں گے اسی جھنڈوں کے ساتھ اور ہر ایک جھنڈے تلے بارہ ہزار افراد ہوں گے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں حمیدی سے، اس نے ولید بن مسلم سے۔ (بخاری۔ کتاب الجزیۃ۔ فتح الباری ۶/۲۷۷)

فتوحات کا بڑھنا اور ایک اینٹ کی جگہ پر جھگڑا ہونا

(۹)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ، ابوزکریا بن ابواسحاق مزکی اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نے، ان کو خبر دی ابن وہب نے، ان کو خبر دی حرملہ بن عمران تجیبی نے عبدالرحمن بن شماسہ مہری سے، وہ کہتے ہیں کہ اُس نے سُنا ابوذر سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ عنقریب ایک سرزمین فتح کرو گے۔ ذکر کیا جائے گا اس میں قیراط (مختصر پیمانہ کا نام) تم لوگ اس کے رہنے والے باسیوں کے بارے میں اچھا سلوک کرنے کی وصیت قبول کرلو۔ ذمہ وعہد ہے اور رشتہ قربت۔

محشی لکھتے ہیں کہ عبارت مضطرب ہے۔ جب تم دیکھو کہ دو آدمی باہم لڑرہے ہیں ایک اینٹ کی جگہ پر تو تم ان میں سے نکل جانا۔

کہتے ہیں کہ وہ ربیعہ اور عبدالرحمٰن بن شرحبیل بن حسنہ کے پاس سے گزرے وہ باہم جھگڑ رہے تھے ایک اینٹ کی جگہ۔ لہٰذا وہ ان میں سے نکل گئے۔ مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوطاہر وغیرہ سے، اس نے ابن وہب سے۔ (مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ ص ۱۹۷)

اور ربیعہ سے وہ بھائی تھے عبدالرحمٰن کے۔

اہل مصر کے قبط کے ساتھ خیر کی وصیت

(۱۰)　ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق اور ابوبکر قاضی نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نے، ان کو خبر دی ابن وہب نے، ان کو خبر دی مالک بن انس نے اور لیث بن سعد نے، ان کو ابن شہاب نے، ان کو ان کے والد نے، انہیں ابی بن کعب بن مالک سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب تم مصر فتح کرو گے تو وصیت قبول کرو خیر کی یعنی بہتر سلوک کرنے کی اہل قبط کے ساتھ (مصر کا ایک گروہ)۔ بے شک ان کے لئے بھی ایک ذمہ دار اور عہد ہے اور قرابت ہے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ماں حضرت حاجرہ مصر کے قبطیوں سے تھی
اس رشتے کی وجہ سے حضور ﷺ نے ان کے ساتھ خیر کی وصیت فرمائی

(۱۱)　ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید نے، ان کو اسماعیل بن فضل اور خلف بن عمر وعکبری نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی معافیٰ بن سلیمان نے، اس نے موسیٰ بن ایمن سے، اس نے اسحاق بن اسد سے، اس نے زہری سے، اس نے عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے، اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں میں نے سُنا رسول اللہ ﷺ سے فرمارہے تھے، جب تم مصر کو فتح کرو گے تو قبط کے ساتھ خیر کی وصیت قبول کرلو۔ بے شک ان کے لئے ایک ذمہ وعہد ہے اور ایک رحم وقربت ہے میری۔ (مسند احمد ۱۷۴/۵)

(یعنی اُم اسماعیل علیہ السلام بی بی ہاجرہ) انہیں میں سے تھی۔

یہ الفاظ حدیث اسماعیل کے ہیں اور یہ روایت نبی کریم ﷺ سے مذکور کی، کئی طریق سے بھی مروی ہے۔

امام زہری کہتے ہیں کہ اُم اسماعیل ہاجرہ و ماریہ قبطیہ اُم ابراہیم مصر کے قبط میں سے تھیں

(۱۲)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن مؤمل نے، ان کو فضل بن محمد شعرانی نے، ان کو احمد بن حنبل نے، ان کو سفیان نے، اور سوال کیا گیا حدیث زہری کے بارے میں کہ اس میں ہے (ان لھم ذمۃ و رحمًا) زہری نے بتایا لوگوں میں سے بعض وہ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ہاجرہ قبطیہ تھی اور یہی اُم اسماعیل علیہ السلام تھی۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ اُم المؤمنین زوجۂ رسول ماریہ قبطیہ اُم ابراہیم بن محمد رسول اللہ ان میں سے تھیں۔

اسلام میں امن کی انتہا ہونا۔ کسریٰ کے خزانے فتح ہونا۔ سونا چاندی کو کسی کا قبول نہ کرنا جہنم سے بچو! اگرچہ نصف کھجور کے ساتھ

(۱۴) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق صغانی نے، ان کو ضحاک بن مخلد نے، ان کو سعدان بن بشر نے، ان کو ابو المجاہد طائی نے، اور ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ اور محمد بن موسیٰ بن فضل نے۔ ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عیسیٰ نے، ان کو عثمان بن عمر نے، ان کو سعد طائی نے، ان کو محل بن خلیفہ نے، ان کو عدی بن حاتم نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا، اچانک ان کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے بھوک اور فاقہ کی شکایت کی۔ اس کے بعد ایک اور شخص آیا اس نے راستہ کٹ جانے اور ڈاکہ پڑ جانے کی شکایت کی یعنی لُٹ جانے کی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عدی بن حاتم! کیا تم نے مقام حیرہ دیکھا ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں، ہاں اس کے بارے میں مجھے خبر دی گئی ہے۔ فرمایا کہ اگر زندگی لمبی ہوئی تو تم دیکھو گے کہ ایک بنی سنوری عورت مقام حیرہ سے سفر شروع کرے گی حتیٰ کہ کعبے میں پہنچ کر طواف کرے گی بالکل امن کی حالت میں۔ وہ نہیں ڈرے گی اللہ کے سوا۔ اگر تیری زندگی لمبی ہوئی تو ہمارے اوپر کسریٰ کے خزانے فتح ہوں گے۔ (عدی) کہتے ہیں کہ میں نے کہا کسریٰ بن ہُرمز؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جی ہاں! کسریٰ بن ہرمز۔ اور اگر تیری زندگی لمبی ہوگئی تو البتہ تم دیکھو گے کہ ایک آدمی سونے چاندی کی دونوں مٹھیاں بھر کر نکلے گا اور وہ تلاش کرے گا کہ کوئی ان کو قبول کرلے مگر وہ کسی ایسے شخص کو نہیں پائے گا جو اس کو قبول کرلے۔ اور البتہ ضرور تم میں سے ایک آدمی اللہ کو ملے گا قیامت کے دن حالانکہ اس کے اور رب کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا جو اس کے لئے ترجمہ کرے (بلکہ براہ راست بات ہوگی)۔ اللہ پاک فرمائے گا کیا میں نے تیرے پاس اپنے رسول کو نہ بھیجا تھا کہ وہ میرا پیغام پہنچائے۔ آدمی کہے گا کہ جی ہاں۔ پس وہ کہے گا کیا میں نے تجھے مال نہ دیا تھا۔ پس میں نے تجھے غنی کردیا تھا۔ وہ کہے گا کہ جی ہاں! لہٰذا وہ انسان اپنے دائیں جانب دیکھے گا پس نہ دیکھے گا سوائے جہنم کے اور بائیں جانب دیکھے گا نہیں دیکھے گا سوائے جہنم کے۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بچو آگ سے اگرچہ کھجور کے نصف دانہ کے ساتھ ہی۔ اور اگر تم اس کو نہ پاسکو تو پاکیزہ کلمہ کے ساتھ (یعنی سائل کو اچھا جملہ کہہ کر۔ دوسرا مطلب کلمہ طیبہ سے مراد، کلمۂ توحید لا الہ الا اللہ کے ساتھ جہنم سے بچو)۔

عدی بن حاتم کہتے ہیں کہ وہ وقت میری زندگی میں آگیا کہ میں نے دیکھا کہ بنی سنوری عورت حیرہ سے چل کر کعبے کا طواف کرنے آئی امن کی حالت میں۔ اللہ کے سوا اس کو کسی کا ڈر نہیں تھا۔ اور تحقیق کسریٰ کے خزانے فتح ہو چکے ہیں ان کو فتح کرنے میں میں خود شامل تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر تیری زندگی لمبی ہوگئی تو تم تیسری چیز بھی ضرور دیکھو گے کہ ایک آدمی سونے چاندی سے دونوں ہاتھ بھر کر نکلے گا مگر وہ کسی ایک کو بھی نہیں پائے گا جو اس کو قبول کرلے۔

بے شک یہ حدیث رسول ہے ابو القاسم نے خود مجھے حدیث بیان کی ہے۔

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے عبداللہ بن عاصم سے۔ (بخاری۔ کتاب المناقب۔ حدیث ۳۵۹۵۔ فتح الباری ۶/۶۱۰)

اور تحقیق اس نے نقل کیا ہے اس کو لفظ ابو عاصم پر دوسری کتاب میں۔ مصنف کہتے ہیں کہ میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے قول کو سچا کردیا تھا اس تیسری چیز میں بھی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں انشاء اللہ اس کا ذکر آئے گا۔

بارہ خلفاء قریش تک دین کا قائم و مستحکم کرنا قیصر و کسریٰ کے خزانے کا فتح ہونا

(۱۴) ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ ابو عبد اللہ حافظ اور ابو زکریا بن ابو اسحٰق اور ابو سعید بن ابو عمرو نے ۔ انہوں نے ہمیں خبر دی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم نے، ان کو خبر دی ابو فدیک نے، ان کو ابن ابو ذئب نے، ان کو مہاجر بن مسمار نے عامر بن سعد سے کہ انہوں نے نمائندہ بھیجا ابن سمرہ عدوی کی طرف یعنی جابر بن سمرہ کی طرف کہ ہمیں حدیث بیان کیجئے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی ۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، وہ فرمارہے تھے کہ دین ہمیشہ سیدھا اور محکم رہے گا یعنی کہ بارہ آدمی خلیفہ ہوں گے قریش میں سے ۔ اس کے بعد قیامت سے پہلے کئی کذاب آئیں گے، اس کے بعد نکلے گا ۔ یا فرمایا تھا نکلے گا ایک عصابہ (گروہ، جماعت) مسلمانوں میں سے وہ نکالیں گے خزانہ قصر ابیض کا (وائٹ ہاؤس) یعنی قصر کسریٰ والی کسریٰ ۔ جب اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی ایک کو کچھ مال دے تو وہ خرچ کرنے میں پہلے اپنے نفس پر خرچ کرے اور اپنے گھر والوں پر میں تمہارے لئے پیش رو ہوں آگے انتظار کرنے والا ہوں تمہارا حوضِ کوثر پر ۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن رافع سے، اس نے ابن ابو فدیک سے ۔ (مسلم ۔ کتاب الامارہ ۳/۱۴۵۴)

اس حدیث کے مسلم شریف میں یہ الفاظ ہیں :

لایزال الدین قیما حتی تقوم الساعة او یکون علیکم اثنا عشر خلیفة کلهم من قریش

قیصر و کسریٰ ہلاک ہونے کے بعد پھر دوبارہ قیصر و کسریٰ نہیں آئے گا

(۱۵) ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے، ان کو خبر دی ابو بکر محمد بن حسین قطان نے، ان کو احمد بن یوسف نے، ان کو عبد الرزاق نے، ان کو محمد نے، ان کو ہمام بن منبہ نے ۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ ہے وہ جس کی ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو ہریرہ ؓ نے ۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسریٰ ہلاک ہوگیا ہے اس کے بعد اب کوئی کسریٰ نہیں ہوگا اور قیصر البتہ ضرور ہلاک ہوگا پھر اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہوگا ۔ اور البتہ ضرور تم خرچ کرو گے ان دونوں کے خزانے کو اللہ کی راہ میں ۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن رافع سے، اس نے عبد الرزاق سے ۔

(مسلم ۔ کتاب الفتن ۔ حدیث ۷۶ ص ۴/۲۲۳۷ ۔ بخاری نے حضرت جابر سے روایت کی ہے ۔ کتاب الایمان ۔ حدیث ۶۶۲۹ ۔ فتح الباری ۱۱/۵۲۳، ۶۶۳۰ ۔ مسند احمد ۲/۳۱۳، ۴۶۷، ۵۰۱)

مذکورہ احادیث پر امام بیہقیؒ کا تبصرہ

سوائے اس کے نہیں کہ قیصر کی ہلاکت سے مراد وہ قیصر ہے جو شام کا بادشاہ تھا اور قیصروں کی بادشاہت شام سے ختم ہوگئی ۔ اللہ نے اپنے رسول کے قول کو سچا کر دکھایا اور شام سے قیصروں کی بادشاہت کا خاتمہ ہوگیا اور کسراؤں کی حکومت کا دنیا میں ہی خاتمہ ہوگیا مگر قیصروں کی بادشاہت مملکت روم میں برقرار رہی تھی حضور ﷺ کی اس برکت سے کہ ثَبَّتَ مُلْکَهٗ کہ اللہ اس کو قائم رکھے ۔ اس وقت فرمایا تھا جب اس نے نبی کریم ﷺ کے خط کا اکرام کیا تھا ۔ اس کی حکومت قائم رہی یہاں تک کہ اللہ نے فیصلہ فرمایا دیا قسطنطنیہ کی فتح کا ۔

لیکن کسراؤں کی بادشاہت باقی نہ رہی کیونکہ حضور ﷺ نے بددعا فرمائی تھی تَمَزَّقَ مُلْکُه' اس کی حکومت پارہ پارہ کردے ۔ جب اس نے حضور ﷺ کے خط کو ٹکڑے ٹکڑے کیا تھا ۔

تحقیق امام شافعی کا کلام اس بارے میں گزر چکا ہے اور اس قول رسول کے بارے میں کہ لتنفقن کنوز هما فی سبیل اللہ کہ تم ضرور قیصر و کسریٰ کے خزانے اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے۔ یہ اشارہ صحت خلافت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی طرف ہے اس لئے ان کے خزانے مدینہ منتقل کیئے گئے تھے۔ کچھ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور کچھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور ان دونوں خلیفوں نے ہی ان خزانوں کو مسلمانوں پر خرچ کیا تھا جس سے ہم نے یہ جان لیا کہ جس نے ان کو خرچ کیا وہ اولی الامر تھا اور اس عمل میں مصیب تھا اور درست کار تھا اس کام میں جو کچھ اس نے کیا تھا اس بارے میں۔ و باللہ التوفیق

سراقہ بن مالک کے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن
حضور کی نبوت کی سچائی کی دلیل بن گئی

(۱۶) ہمیں خبر دی عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو خبر دی ابوسعید بن اعرابی نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی کتاب میں پایا ہے میری اپنی تحریر میں ابوداود سے، ان کو محمد بن عبید نے، ان کو حماد نے، ان کو یونس نے، ان کو حسن نے یہ کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ان کے پاس کسریٰ کی جیکٹ لائی گئی، ان کے سامنے لا کر رکھ دی گئی اور ان حاضرین مجلس میں سراقہ بن مالک بن جعشم بھی موجود تھے۔ انہوں نے اس کی طرف کسریٰ بن ہرمز کے سونے کے کنگن اُچھال دیئے۔ سراقہ نے کہا اللہ کا شکر ہے کہ کسریٰ بن ہرمز کے کنگن سراقہ بن مالک کے ہاتھ میں ہیں۔ انہوں نے ان کو اپنے ہاتھوں میں ڈال لیا اور وہ ان کے کندھے تک جا پہنچے تھے۔

جب انہوں نے ان کو سراقہ کے ہاتھ میں دیکھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا الحمد للہ کسریٰ بن ہرمز کے کنگن سراقہ بن مالک بن جعشم کے ہاتھوں میں ہیں۔ وہ ایک دیہاتی آدمی تھے بنو مدلج میں سے۔ راوی نے آگے بھی حدیث ذکر کی ہے۔

امام شافعیؒ کا فرمان

امام شافعیؒ نے فرمایا کہ سوائے اس کے نہیں کہ سراقہ نے ان دونوں کو اس لئے پہنا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سراقہ سے فرمایا تھا اور ان کی کلائیوں کی طرف دیکھا تھا گویا کہ میں تجھے دیکھ رہا ہوں۔ تحقیق تم کسریٰ کے کنگن پہنے ہوئے ہو۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں

کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا جس وقت سراقہ کو کسریٰ کے کنگن دیئے تھے ان کو پہن لیجئے، اس نے پہن لئے۔ فرمایا کہ کہو اللہ اکبر اس نے کہا اللہ اکبر فرمایا: کہو

الحمد للہ الذی سلبھما کسریٰ بن ھرمز و البسھما سراقہ بن مالک اعرابیا من بنی مدلج

اللہ کا شکر ہے جس نے یہ دونوں کنگن کسریٰ بن ہرمز سے چھین لئے اور سراقہ بن مالک بن جعشم دیہاتی آدمی کو پہنا دیئے جو کہ مدلج میں سے ہے۔

مقام حیرہ کو فتح کرنے کی پیشن گوئی

(۱۷) ہمیں خبر دی ابومنصور احمد بن علی بن محمد دامغانی نے جو کہ بیہق کے رہنے والوں میں سے تھے۔ اپنے اصل سماع سے بیان کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن ابراہیم اسماعیلی نے اپنے شیوخ کی معجم میں، ان کو ابواحمد ہارون بن یوسف بن ہارون بن زیاد قطیعی نے، ان کو ابن ابوعمر نے، ان کو سفیان نے ابن ابوخالد سے، اس نے قیس سے، اس نے عدی بن حاتم سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

میرے سامنے مقام حیرہ کی تمثیل پیش کی گئی ہے جیسے کلام کرتے ہوئے انیاب داڑھیں ظاہر ہوتی ہیں۔ بے شک تم لوگ اس کوعنقریب فتح کرو گے۔ ایک آدمی اُٹھ کھڑا ہوا، کہنے لگا یارسول اللہ! (اگر ہم اس کو فتح کریں گے تو وہاں) بقیلہ کی بیٹی ہے، فرمایا وہ تیرے لئے ہے وہ اسی کو دے دینا خاص طور پر۔

جب وہ وقت آ گیا تو اس آدمی نے کہا کیا تم اس کو بیچو گے اس نے کہا جی ہاں! اس نے پوچھا کہ کتنے ہیں؟ اس نے کہا جو آپ فیصلہ کردیں، اس نے کہا ایک ہزار درہم دوں گا۔ باپ بولا میں لے لوں گا۔ لوگوں نے اس سے کہا اگر تو تیس ہزار بھی کہتا تو وہ دے دیتا۔ اس نے کہا کیا ایک ہزار سے اُوپر بھی کوئی عدد ہے۔

نوٹ : اس معاشرے میں یہی رواج تھا جب ہی تو انہوں نے ایسے کرلیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ عرب گنتی کا سب سے بڑا عدد الف یعنی ہزار ہی ہے۔ اس کو مکرر کر کے جہاں تک چلیں عدد بنا کر گنتی کر سکتے ہیں۔ (مترجم)

شام عراق یمن کی طرف لشکر کشی کرنا

(۱۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن ولید البیروتی نے۔ ان کو عقبہ بن علقمہ نے، ان کو سعید بن عبدالعزیز نے، ان کو مکحول نے ابوادریس سے، اس نے حوالی سے یعنی عبداللہ بن حوالہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک تم لوگ کئی لشکر روانہ کرو گے ایک لشکر شام میں، ایک لشکر عراق میں، ایک لشکر یمن میں۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا یارسول اللہ! میرے لئے آپ پسند بتائیں فرمایا تم شام کو لازم پکڑنا۔ جو شخص آئے اس کو چاہئے کہ یمن کے ساتھ لاحق ہو جائے، وہاں کے تالابوں سے پیئے کہ بے شک اللہ نے میرے لئے شام اور اہل شام کے ساتھ تکفل فرمایا ہے کفالت کی ہے۔ (مسند احمد ۳۴/۵)

اللہ نے میرے لئے شام اور اہل شام کے ساتھ تکفل فرما دیا ہے

(۱۹) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوسعد عبدالملک بن عثمان زاہد نے، ان کو خبر دی ابوالحسن علی بن شداد بن حسین صوفی نے، ان کو جعفر بن محمد فریابی نے، ان کو عثمان بن عبدالرحمٰن دمشقی نے، ان کو ولید بن مسلم نے، ان کو سعید بن عبدالعزیز نے مکحول اور ربیعہ بن جریر سے انہوں نے ابوادریس خولانی سے، اس نے عبداللہ بن حوالہ ازدی سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم لوگ عنقریب لشکر روانہ کرو گے کئی کئی لشکر، ایک لشکر شام میں اور ایک لشکر عراق میں اور ایک لشکر یمن میں۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! اب میرے لئے پسند بتائیں اپنی۔ فرمایا تم شام کے ملک جانا، جو شخص شام جانے سے انکار کرے وہ یمن چلا جائے وہ وہاں کے دودھ پیئے، بے شک اللہ نے میرے لئے شام اور اہل شام میں تکفل فرما دیا ہے یعنی میرے صحابہ کے لئے۔

میں نے سُنا ابوادریس سے، وہ کہتے ہیں اللہ جس کی کفالت فرمائے اس پر کوئی ضیاع نہیں ہے۔

ارض روم، ارض حمیر، شام، عراق، یمن کی فتح اور شام وروم میں قیام خلافت کی پیشن گوئی

(۲۰) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبداللہ بن یوسف نے، ان کو یحییٰ بن حمزہ نے، ان کو ابوعلقمہ نصر بن علقمہ نے، وہ حدیث کو پہنچاتے تھے جبیر بن نفیر تک، انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن حوالہ نے کہا ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے ہم نے آپ کے سامنے بھوک کے ننگے ہونے کی اور ہر شی کی قلت کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا خوش ہو جاؤ اللہ کی قسم بے شک مجھے تمہارے اُوپر قلت کا خوف نہیں جتنا زیادہ مجھے کثرت شی کا ہے۔ تمہارے بارے میں خوف ہے۔ اللہ کی قسم

یہ دین اور اسلام والا امر معاملہ ہمیشہ تمہارے لئے امر رہے گا حتیٰ کہ ایک مرتبہ ارض فارس فتح کردے گا، ارض روم فتح کردے گا، ارض حمیر فتح کردے گا، تم لوگ تین لشکر بن جاؤ گے۔ ایک لشکر شام میں جائے گا، ایک لشکر عراق میں جائے گا، ایک لشکر یمن میں جائے گا۔ اور مال کی کثرت اس قدر ہوگی کہ ایک آدمی کو سودینار دیا جائے گا تو وہ ناراض ہو جائے گا۔

ابن حوالہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا یارسول اللہ! کون استطاعت رکھے گا شام میں جانے کی وہاں پر رومی ہیں وہ ذات القرون ہیں (سینگوں والے)؟ حضور ﷺ نے فرمایا، اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ ضرور اس کو فتح کردے گا تمہارے اُوپر۔ اور البتہ ضرور تمہیں اس میں خلافت عطا کرے گا، یہاں تک کہ ہوجائے سفید فام ایک جماعت قمیص تنگ ہوں گی (یا یہ مطلب ہے کہ ان میں سے ایک جماعت بھی زرہ پوش مجاہد بن جائیں گے)۔ ان کے پس ماندہ پیچھے رہنے والے تمہارے سیاہ فام لوگوں کے نگران اور محافظ بن جائیں گے (یعنی اسلامی لشکر میں شامل ہوکر) جو ان کو حکم ملے گا مسلمانوں کی طرف سے وہی کچھ کریں گے، آگے حدیث ذکر کی ہے راوی نے۔

(ابوداؤد۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۲۴۸۳۔ ۳/۴۔ مسند احمد ۴/ ۱۱۰۔ ۵/ ۳۳)

ابو علقمہ نے کہا کہ میں نے سنا تھا عبدالرحمن بن جبیر سے، وہ کہتے ہیں ہم پہچانتے ہیں اصحاب رسول کو کہ ان کی صفت یہ حدیث ہے جزء بن سہیل سلمی میں عجمیوں پر وہ زمانہ بڑا حیران کن تھا جب یہ مسلمان اپنی مساجد کی طرف جاتے تو وہ لوگ ان کے گرد جمع ہوکر ان کو دیکھتے تھے اور وہ لوگ ان کو دیکھتے تھے اور حیران ہوتے تھے رسول اللہ کی بتلائی ہوئی ان میں صفت کی وجہ سے۔

صحابہ کی غربت دیکھ کر حضور ﷺ کا ان کے حق میں دعا کرنا کشادگی رزق کے لئے

(۲۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابوصالح نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی معاویہ بن صالح نے یہ کہ حمزہ بن حبیب نے اس کو حدیث بیان کی ہے ان زغب الایادی سے، وہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن حوالہ صاحب رسول پہنچے تحقیق ہمیں خبر پہنچی ہے کہ ان کا ماہانہ مشاہرہ دوسو مقرر ہوا ہے مگر انہوں نے دوسو لینے سے انکار کردیا ہے صرف ایک سو لینے پر راضی ہوئے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ان سے عرض کی آپ تو دوسو سے زیادہ حق دار تھے مگر آپ نے کیوں انکار کردیا حالانکہ وہ میرے پاس مہمان تھے۔ مگر پھر بھی انہوں نے مجھ سے اس طرح بات کی، تیری ماں نہ ہو کیا ابن حوالہ کو پورے سال بھر کے لئے ایک دینار کافی نہ ہوجاتا تھا۔

اس کے بعد وہ لگے ہمیں حدیث رسول بتانے۔ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں مدینے سے باہر بھیجا تھا تاکہ ہم مال غنیمت لائیں۔ ہم لوگ خالی واپس آئے غنیمت نہ لاسکے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب ہمارے چہروں پر مایوسی اور ناکامی کی مشقت دیکھی تو دعا فرمائی:

اللھم لا تکلھم الیّ فاضعف عنھم و لا تکلھم الی الناس فیھو نوا علیھم و لا تکلھم الیٰ انفسھم فیعجزوا عنھا ولکن توحد بارز اقھم

اے اللہ! ان لوگوں کو میرے حوالے نہ کر میں ان سے بھی زیادہ کمزور ہوں۔ اور ان کو لوگوں کے حوالے نہ کر کہ وہ ان کو حقیر وکمزور سمجھیں گے اور ان کو ان کے اپنے نفسوں کے حوالے بھی نہ کر کہ وہ اس سے بھی عاجز ہیں بلکہ تو خود ہی ان کو خصوصی اور انفرادی رزق عطا فرما۔

مال کی فراوانی فارس اور روم کے خزانے تقسیم کرنے کی بشارت خلافت اسلامی کے بیت المقدس تک وسعت کی بشارت زلزلوں اور مصائب امور عظام اور قیامت وغیرہ کا ڈراوا

اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا، البتہ ضرور تمہارے لئے ملک شام فتح ہوگا، پھر تم لوگ ضرور تقسیم کرو گے خزانے فارس روم کے۔ اور تمہارے پاس اتنا اتنا مال ہوگا، یہاں تک کہ اگر تم میں سے کسی کو ایک سودینار دیا جائے گا تو وہ ناراض ہوجائے گا۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ اے ابن حوالہ جب تم دیکھو کہ خلافت ارض مقدس میں (بیت المقدس میں) پہنچ چکی ہے تو تحقیق اس کے بعد زلزلے

آنا شروع ہو جائیں گے اور مصائب اور بڑے بڑے امور اس وقت قیامت لوگوں کے قریب تر ہوگی اس سے جو میرا ہاتھ تیرے سر کے قریب ہے۔ قرب ساعت سے مراد اس جگہ وہی قرن ہے۔ روم و فارس کے خزانوں سے مراد جو ملک شام میں تھے۔ (مسند احمد ۵/۲۸۸)

(مصنف کی وضاحت) امام بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ قیامت سے حضور ﷺ کی مراد اس قرن (زمانہ یا صدی) کا اختتام مراد لیا ہے۔ واللہ اعلم

اور روم و فارس کے خزانوں کے مراد وہ خزانے مراد ہیں جو اس وقت ملک شام میں تھے، جس وقت شام فتح کیا جائے گا تو ان کے خزانے لے لئے جائیں گے۔ وہاں پر تحقیق یہ بات وجود میں آ کر وقوع پذیر ہو چکی ہے۔

عراق، شام اور مصر کے پیمانوں کے بارے میں حضور ﷺ کی پیشن گوئی

(۲۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے آخرین میں، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حسن بن علی بن عفان نے، ان کو یحییٰ بن آدم نے، ان کو زہیر بن معاویہ نے، ان کو سہیل بن ابوصالح نے ان کے والد سے، اس نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اہل عراق نے منع کر دیا یا روک دیا اس کے درہم اور اس کے قفیز کو اور منع کر دیا یا روک دیا اہل شام نے اس کے مُد کو اور اس کے دینار کو اور منع کر دیا اہل مصر نے اس کے اردب کو اور اس کے دینار کو، اور تم لوگ وہی اعادہ کرو گے یا لَوٹو گے جس جگہ تم نے ابتداء کی تھی۔ اس پر شہادت دیتا ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا گوشت اور خون سے۔

وضاحت از مترجم : درہم مشہور عام کرنسی ہے اور قفیز اہل عراق کا معروف ماپنے کا پیمانہ تھا جس میں آٹھ مکاکیک سما سکتے تھے اور ایک مکوک نصف اور ایک صاع کا ہوتا تھا۔ اور مُد اہل شام کا معروف پیمانہ تھا جو پندرہ مکوک کی گنجائش رکھتا تھا اور اردب اہل مصر کا معروف پیمانہ تھا جو چوبیس صاع کی گنجائش رکھتا تھا۔ نیز اس حدیث کا مفہوم خاصا مشکل ہے اس لئے اہل علم نے متعدد توجیہات پیش کی ہیں اور امام بیہقیؒ نے وہ اقوال نقل کئے ہیں۔

محدث یحییٰؒ کا قول : یحییٰ فرماتے ہیں اس حدیث سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قفیز اور درہم کا ذکر کیا تھا جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو یعنی اس پیمانے کو ابھی دھرتی پر وضع نہیں کیا تھا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبید بن یعیش سے، اس نے یحییٰ بن آدم سے۔

(مسلم۔ کتاب الفتن واشراط الساعۃ۔ حدیث ۳۳ ص ۴/۲۲۲۰)

ابوعبید ہرویؒ کا قول : ابوعبید ہرویؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے ایک ایسے امر کی خبر دی ہے جو موجود ہی نہیں تھا اور وہ اللہ کے علم میں موجود ہونے والا تھا (یعنی وقوع پذیر ہونے والا اور موجود ہونے والا تھا)۔ مگر نبی کریم ﷺ نے اس کو بتانے کے لئے ماضی کا لفظ استعمال کیا۔ اس لئے کہ اللہ کے علم میں ماضی تھا اور قبل از وقوع اس کے بارے میں اعلام واطلاع فرمانا ہے میں وہ دلائل ہیں جو آپ کی نبوت کے اثبات پر دلالت کرتے ہیں، نیز اس پر بھی دلالت کرتے ہیں کہ آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی راضی تھے اس عمل پر کہ انہوں نے شہروں میں کفار پر جزیہ وغیرہ مقرر فرمایا تھا۔

حدیث مذکورہ میں منع کے لفظ کی تشریح میں دو توجیہات

توجیہات اوّل : یہ کہ نبی کریم ﷺ جانتے تھے کہ وہ لوگ (اہل عراق، اہل شام، اہل مصر) عنقریب مسلمان ہو جائیں گے اور عنقریب ان سے ساقط کر دیا جائے گا جو ان پر مقرر کر دیا گیا ہے۔ اس توجیہ کی دلیل اسی حدیث میں موجود حضور ﷺ کا قول ہے :

عدتم من حیث بدأتم

اس لئے کہ وہی ان کی ابتداء تھی اللہ کے علم میں اور اس میں جو مقدر کیا اور اس میں فیصلہ فرمایا کہ وہ عنقریب مسلمان ہو جائیں گے، لہٰذا وہ لوگ لوٹ جائیں گے جہاں سے انہوں نے ابتداء کی تھی۔

توجیہ ثانی : اور کہا گیا ہے کہ اس قول کے اندر "مَنَعَتِ الْعِرَاقُ دِرْهَمًا" اشارہ ہے کہ وہ لوگ اطاعت سے رجوع کر لیں گے اور پھر جائیں گے، یہ بھی ایک توجیہ ہے مگر پہلی توجیہ احسن ہے۔

قول شیخ بیہقی : امام بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ شیخؒ فرماتے ہیں (مراد ہے شیخ حلیمی رحمہ اللہ) حدیث مذکور کی تفسیر اس روایت میں جس کی ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابومحمد بن زیاد عدل نے، ان کو محمد بن اسحاق بن خزیمہ نے، ان کو محمد بن بشار اور ابوموسیٰ نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالوہاب نے، ان کو خبر دی ہے سعید نے، وہ کہتے ہیں کہ کہا بندار بن ابوایاس نے جریری نے ان دونوں نے کہا کہ مروی ہے ابونضرہ سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں قریب ہے کہ اہل عراق جو ہیں کہ ان کی طرف نہ درہم جانے پائیں نہ ہی قفیز۔ لوگوں نے پوچھا یہ کہاں ہے اے ابوعبداللہ، انہوں نے فرمایا کہ عجم سے۔

قول بندار : بندار نے کہا کہ عجم کی جانب سے۔ اور دونوں نے کہا (نہ پہنچنے کا مطلب ہے) کہ وہ اس کو منع کر دیں۔ اس کے بعد تھوڑی سی دیر خاموشی کر لی کہ وہاں پر اور دونوں نے کہا کہ پھر کہا قریب کہ اہل شام کی نہ جانے پائے نہ دینار نہ ہی حد۔ پوچھا گیا کہ یہ کہاں سے، کہا کہ روم کی جانب سے کہ وہ وہیں روک لیں۔

حدیث مذکور کا بقیہ حصہ۔ ایسا خلیفہ آئے گا جو دونوں سے مال لٹائے گا

(درمیان میں بعض اقوال اور توجیہات وغیرہ تھیں اب سلسلہ کلام حدیث دوبارہ شروع ہوتا ہے)

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری اُمت میں ایک خلفیہ ایسا ہوگا جو مال گن گن کر نہیں دے گا۔ (مسلم۔ کتاب الفتن ۴/۲۲۳۴)

بلکہ مال کی کثرت کی وجہ سے دونوں ہاتھوں سے چلّو بھر کر دے گا یا دونوں ہاتھوں سے اُچھالے گا۔ اس کے بعد فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے البتہ ضرور معاملہ غور کرے گا اور لوٹے گا جیسے اس نے ابتداء کی تھی۔ البتہ ہر ایماندار مدینے کی طرف لوٹے گا جیسے وہاں سے شروع ہوا تھا، یہاں تک کہ ہر ایمان دار مدینے میں ہوگا۔

اس کے بعد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نہیں نکلے گا کوئی آدمی مدینے سے پھر فرمایا نہیں نکلے گا کوئی آدمی مدینے سے۔ اس سے اعراض و نفرت کرنے کی وجہ سے مگر اللہ تبدیل کرے گا اس کے لئے بہتر اس سے اور البتہ ضرور سُنیں گے لوگ نرخ میں سستائی (ارزانی) اور زرق کی فراوانی، لہٰذا اسی کے پیچھے چلیں گے (یعنی لوگ روزی روزگار کی وجہ سے مدینے سے باہر جائیں گے) حالانکہ مدینہ ان کے لئے بہتر تھا اگر وہ جان لیتے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابوموسیٰ سے۔

جہاد میں صحابی پھر تابعی پھر تبع تابعی کے موجود ہونے کی برکت سے فتح نصیب ہونا

(۲۳) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد بصری نے مکہ مکرمہ میں، ان کو حسن بن محمد زعفرانی نے، ان کو سفیان بن عیینہ نے کہا عمرو نے، اس نے سُنا جابر بن عبداللہ سے، وہ حدیث بیان کرتے ہیں ابوسعید خدری ﷛ سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا البتہ ضرور لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ اس زمانے میں لوگوں کی جماعتیں جہاد کریں گی۔

پس کہا جائے گا کیا تم میں سے کوئی ایسا آدمی ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت حاصل کی ہو؟ پس کہا جائے گا جی ہاں! پس اللہ تعالیٰ ان کے لئے فتح دے دے گا۔

اس کے بعد ایسا وقت آئے گا کہ اس زمانے میں لوگوں کی جماعتیں لڑیں گی پھر کہا جائے گا کیا تم میں کوئی ایسا آدمی ہے جس نے اصحاب رسول کے ساتھ صحبت اختیار کی ہو؟ کہا جائے گا کہ جی ہاں! لہٰذا اللہ تعالیٰ ان پر فتح عطا کرے گا۔

اس کے بعد ایک ایسا وقت آئے گا کہ اس میں لوگوں کی جماعتیں لڑیں گی، پس کہا جائے گا کیا تم میں وہ ہے جس نے صحبت اختیار کہ ہو کسی ایسے شخص کی جس نے صحابہ سے صحبت اختیار کرنے والے سے صحبت کی ہو؟ (یعنی تابعی ہو) کہا جائے گا کہ جی ہاں۔ پس اللہ تعالیٰ ان کے لئے فتح دے گا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں علی وغیرہ سے، اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے زہیر بن حرب سے اور یہ ساری روایات سفیان بن عیینہ سے ہیں۔ (بخاری۔ کتاب الجہاد والسیر۔ مسلم کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۲۰۸ ص ۱۹۲۲۔ مسند احمد ۳/۷)

خراسانی جہادی لشکر میں شامل ہونا، شہر مَرُو میں سکونت اختیار کرنا اس کو ذوالقرنین نے آباد کیا تھا اور اس کے لئے دعا کی تھی

(۲۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب نے بن سفیان نے، ان کو محمد بن مقاتل مروزی نے، ان کو اوس بن عبداللہ ابن بریدہ سے، اس نے اپنے بھائی سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا سے، وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عنقریب لشکر روانہ کئے جائیں گے۔ تم ایسے لشکر میں ہو جانا جو خراسان میں جائے گا۔ اس کے بعد تم مَرو شہر میں سکونت اختیار کر لینا۔ بے شک حال یہ ہے کہ بے شک اس کو ذوالقرنین (بادشاہ) نے تعمیر کروایا تھا اور اس کے لئے برکت کی دعا کی تھی اور کہا تھا کہ مرو کے شہریوں کو بُرائی وخرابی نہیں پہنچے گی۔ (مجمع الزوائد ۱۰/۶۴)

(۲۵) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعمر بن مطر نے، ان کو آدم بن موسیٰ حوارزنے، ان کو حسین بن حریث نے، ان کو اوس بن عبداللہ نے اپنے بھائی سہل بن عبداللہ سے، اس نے اپنے والد عبداللہ بن بریدہ سے یہ کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا تھا بے شک حال یہ ہے کہ عنقریب میرے بعد لشکر بھیجے جائیں گے۔ تم لوگ اس لشکر میں ہونا جو اس شہر کی طرف جائے جس کو خراسان کہا جاتا ہے۔ اس کے ایک کورۃ میں اُترنا جس کو مرو کہا جاتا ہے۔ اسی میں سکونت کر لینا یعنی اسی شہر میں۔ اس شہر کو ذوالقرنین نے آباد کیا تھا اور اس کے لئے برکت کی دعا کی تھی کہ اس کو کوئی بُرائی نہ پہنچے۔ (مجمع الزوائد ۱۰/۶۴)

(۲۶) ہمیں خبر دی ابوسعید احمد بن محمد مالینی نے، ان کو خبر دی ابواحمد بن عدی نے، ان کو محمد بن عبدہ بن حریث عبدانی نے، ان کو حسین بن حریث نے، اس نے ان کو ذکر کیا ہے اس کی اسناد کے ساتھ مذکور کی مثل۔ ابواحمد نے کہا ہے ہمیں اس کی حدیث بیان کی ہے احمد بن محمد بن بسطام نے، ان کو محمد بن سہل بن اوس بن عبداللہ بن بریدہ نے، وہ کہتے ہیں کہ اس نے اپنے والد سے۔

وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے بریدہ! بے شک حال یہ ہے کہ عنقریب میرے بعد لشکر روانہ کئے جائیں گے تو تم اہل مشرق کے لشکر میں شامل ہونا۔ اس کے بعد ان کے درمیان اور لشکر بھیجے جائیں گے تو تم اس لشکر میں شامل ہونا جو اس زمین پر جائے گا جس کو خراسان کہتے ہیں۔ اس کے بعد اسی اثنا میں اور لشکر بھیجے جائیں گے تو تم لوگ اس شہر میں اُترنا جس کو مَرو کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے مذکور کی مثل حدیث ذکر کی ہے۔ یہ ایسی حدیث ہے جس کے ساتھ اوس بن عبداللہ متفرد ہے، اس کو اس کے سوا کسی نے روایت نہیں کیا۔ واللہ اعلم

بعض اہل علم کا خیال ہے کہ اشارہ تمام فارسی بولنے والوں کی طرف انتہاء خراسان تک

تحقیق روایت کی گئی ہے فتح فارس کے بارے میں ۔ کئی احادیث صحیحہ اور بعض اہل علم نے گمان کیا ہے کہ وہ اشارہ ہے تمام ان لوگوں کی طرف جو فارسی میں بات کرتے ہیں خراسان کے آخر تک اور ان ہی میں سے بعض میں غنیمت کا ذکر ہے حدیث اوس بن عبداللہ سے ۔ و باللہ التوفیق

اگر ایمان ثریا (ستاروں کے جھرمٹ) پر ہوتا تو لوگ اس کو پالیتے

(۲۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے ، ان کو خبر دی ابوجعفر محمد بن عمرو رزاز نے ، ان کو اسماعیل بن اسحاق نے اور ان کو خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے ، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے ، ان کو اسفاطی نے ، وہ عباس بن فضل ہیں ، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی اسماعیل بن ابواویس نے ان کے بھائی سلیمان سے ، اس نے ثور سے ، اس نے ابوالغیث سے ، اس نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے تھے ان پر سورۃ جمعہ نازل ہوئی ۔ خصوصاً یہ آیت و اخرین منھم لما یلحقوا بھم ۔

ایک آدمی نے کہا کہ وہ کون لوگ مراد ہیں جو ابھی تک ان کے ساتھ لاحق نہیں ہوئے ۔ وہ بار بار مراجعت کرتا حتیٰ کہ تین بار آپ سے سوال کیا ، حضور ﷺ نے فرمایا اگر ایمان ثریا ستاروں کے پاس ہوتا تو ان لوگوں میں سے کچھ مرد اس کو بھی پالیتے ۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبدالعزیز بن عبداللہ سے ، اس نے سلیمان بن بلال سے ۔

اور بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث عبدالعزیز بن محمد بن ثور سے اور مسلم نے بھی اس کو نقل کیا ہے حدیث یزید اصم سے ، اس نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مختصر طور پر ۔ (بخاری ۔ کتاب تفسیر ۔ تفسیر سورۃ الجمعۃ ۔ مسلم ۔ کتاب فضائل الصحابہ ۔ حدیث ۱۹۷۲)

(۲۸) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن مقری نے ، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے ، ان کو یوسف بن یعقوب نے ، ان کو ابوالربیع نے ، ان کو اسماعیل بن جعفر نے ، ان کو علاء نے اپنے والد سے ، اس نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ، حضرت سلمان فارسی رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں بیٹھے تھے اصحاب رسول میں سے ۔ کچھ لوگوں نے کہا کون لوگ ہیں جن کا اللہ نے قرآن میں ذکر کیا ہے :

و ان تتولو یستبدل قوما غیر کم ثم لا یکونوا امثالکم ۔ (سورۃ محمد : آیت ۳۸)

اگر تم لوگ پھر جاؤ گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے بجائے دوسرے لوگوں کو لے آئے گا پھر وہ تم جیسے نہیں ہوں گے ۔

اصحاب رسول نے کہا کہ وہ کون لوگ ہیں کہ ہم جس وقت پھر جائیں گے تو ہماری جگہ ان کو لے آیا جائے گا پھر وہ ہمارے جیسے نہیں ہوں گے ۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سلیمان کی ران پر ہاتھ مار کر فرمایا ، وہ یہ شخص ہے اور اس کی قوم ۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر ایمان ثریا ستاروں کے ساتھ معلق ہوتا تو البتہ پالیتے اس کو فارس کے کچھ مرد ۔ (ترمذی ۔ حدیث ۳۲۶۰ ص ۵/۳۸۴)

اللہ تعالیٰ نے مجھے عبد کریم بنایا سرکش عنید نہیں بنایا
تمہارے لئے فارس اور روم ضرور فتح ہوں گے

(۲۹) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے ، ان کو خبر دی ابوعمرو عثمان بن احمد بن عبداللہ المعروف ابن السماک ، ان کو عبید بن عبدالواحد رزاز نے ، ان کو عمرو بن عثمان ابن کثیر بن دینار نے ، ان کو ان کے والد نے ، ان کو محمد بن عبداللہ بن عرق نے عبداللہ بن بسر سے ، وہ کہتے ہیں

کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بکری ہدیہ کی گئی۔ حضور ﷺ نے اپنے گھر والوں سے کہا اس بکری کو تیار کرواور اس روٹی کی طرف بھی دیکھو اس کا ثرید بنالواور اس پر چمچ بھر کر شوربا ڈال دو۔

نبی کریم ﷺ کا ایک قصعہ (بڑا پیالہ) تھا۔ اس کو غزاء کہتے تھے جس کو چار آدمی اُٹھاتے تھے، جب چاشت کی نماز پڑھ چکے تو اس کے بعد وہ قصعہ لایا گیا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اس کے گرد جمع ہو گئے۔ یہ لوگ زیادہ ہو گئے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے گھٹنے ڈال دیئے دوزانوں بیٹھ گئے۔ کسی دیہاتی نے کہا کہ کونسی بیٹھک ہے (یعنی بیٹھنے کا یہ کونسا طریقہ ہے)۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مہربان بندہ بنایا ہے اور مجھے سرکش عنادنہیں بنایا۔ قصعے کے کناروں سے کھاؤ اور بیچ کی چوٹی اس کی چھوڑ دو، اس میں بڑی برکت ہے۔

اس کے بعد فرمایا کھاؤ۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے البتہ ضرور تمہارے اُوپر فتح کئے جائیں گے فارس اور روم حتیٰ کہ کھانے کا سامان غلہ وغیرہ کثیر مقدار میں ہو جائے گا مگر اس پر اللہ کا نام ذکر نہیں کیا جائے گا۔ (یعنی لوگ بسم اللہ نہیں پڑھیں گے برکت کے لئے) (ابن ماجہ۔ کتاب الاطعمۃ۔ حدیث ۳۲۶۳ ص ۱۰۸۶/۲)

تمہارے بعد سب سے زیادہ سخت رومی ہوں گے اور ان کی ہلاکت قیامت کے ساتھ ہوگی

(۳۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید بن ابوعمر نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد نے، ان کو زکریا ساحسینی نے، ان کو خبر دی ابن لہیعہ نے حارث بن یزید سے، اس نے عبدالرحمن سے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی مستور دصحابی رسول نے، وہ عمرو بن العاص کے پاس تھے وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے سُنا رسول اللہ ﷺ سے وہ فرما رہے تھے بے شک تمہارے خلاف سب لوگوں سے زیادہ سخت رومی ہیں۔ ان کی ہلاکت قیامت کے ساتھ ہوگی۔ عمرو بن العاص نے اس سے کہا میں نے تجھے اس حدیث کو بیان کرنے سے ڈانٹا نہیں تھا۔ (مسلم ۲۲۲۲/۴)

مصنف فرماتے ہیں : جب یہ روایت صحیح ہو تو اس کو روایت کرنے سے ڈانٹنے کی وجہ یہ ہوگی تا کہ مسلمان ان کے ساتھ قتال کرنے سے گریز نہ کریں۔ بے شک وہ چیز جس پر احادیث دلالت کرتی ہیں وہ یہ ہے کہ انہوں نے ارادہ کیا تھا قسطنطنیہ کا۔ واللہ اعلم

حضرت انسؓ و دیگر صحابہ کا قول

(۳۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو علی بن حمشاذ نے، ان کو ہشام بن علی نے، ان کو عمرو بن مرزوق نے، ان کو خبر دی شعبہ نے، ان کو یحییٰ بن سعید نے انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ کہا جاتا تھا فتح قسطنطنیہ قیامت کے ساتھ ہوگی۔

خوز و کرمان سُرخ رنگ عجمی اور چپٹی ناک چھوٹی آنکھ والے سے جہاد

(۳۲) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، ان کو ابوقطان نے، ان کو احمد بن یوسف نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو خبر دی معمر نے ان کو ہمام بن منبہ نے، وہ کہتے ہیں کہ وہ حدیث جو ہمیں ابوہریرہؓ نے بیان کی، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت قائم ہوگی حتیٰ کہ تم لوگ قتال کرو گے خوز میں اور کرمان میں عجمی اقوام سے سُرخ چہروں والے چپٹی ناک والے، چھوٹی آنکھوں والے گویا کہ ان کے چہرے پچکی ہوئی ڈھال ہیں۔ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ تم لوگ ایسی قوم کے ساتھ لڑائی کرو گے جن کے بالوں جوتے ہوں گے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں یحییٰ سے، اس نے عبدالرزاق سے۔ (بخاری۔ کتاب المناقب۔ باب علامات النبوۃ فی الاسلام۔ حدیث ۳۵۹۔ فتح الباری ۶۰۴/۶)

اہل بابل کے ساتھ اور خوارج کے ساتھ جہاد

(۳۳) ہمیں خبر دی ابوعمرو ادیب نے، ان کو خبر دی اسماعیل نے۔ ان کو منیعی نے، وہ کہتے ہیں کہ ابوعبداللہ یعنی محمد بن عباد نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر ملی ہے کہ اصحاب اہل بابل کے جوتے بالوں کے تھے۔

مصنف کہتے ہیں : میں کہتا ہوں کہ وہ لوگ قوم خوارج تھے جو کہ نکل گئے تھے علاقہ ری کی طرف، انہوں نے اس میں فساد برپا کیا تھا مسلمانوں میں اور قتل عام کیا تھا حتیٰ کہ وہ قتل کردیئے گئے تھے۔ اور اللہ نے ان کو ہلاک کر دیا تھا۔

غزوۂ ہند کی بشارت وفضیلت

(۳۴) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن ابوعلی سقاء نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو مسدد نے، ان کو ہشیم نے، ان کو سیار بن ابوالحکم نے جبر بن عبیدہ سے، اس نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں وعدہ دیا تھا غزوۂ ہند کا کہ اگر میں اس کو پالوں تو میں اس میں اپنا مال اور اپنی جان کھپا دوں۔ اور اگر میں اس میں شہید کر دیا جاؤں تو میں افضل شہداء میں شمار ہوں گا اور واپس بچ گیا تو میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ محرر ہوں گا جہنم سے آزاد شدہ۔

حضور ﷺ کا خواب عرب وعجم کا آپ کی اتباع کرنا

(۳۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس قاسم بن قاسم سیاری نے مرو میں، ان کو محمد بن موسیٰ باشانی نے، ان کو علی بن حسن بن شقیق نے، ان کو ابوحمزہ سکری نے اعمش سے، ان کو ابوعمارہ نے، عمرو بن شرحبیل سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے آج رات خواب دیکھا ہے گویا کہ سیاہ بکری میرے پیچھے چل رہی ہے اس کے پیچھے سفید بکری آگئی حتیٰ کہ اس کی سیاہی نظر نہیں آرہی حضور ﷺ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے بیان کیا، انہوں نے کہا یا رسول اللہ! یہ عرب میں جو آپ کے پیچھے چل رہے ہیں پھر عجم میں اس کے پیچھے ہوں گے حتیٰ کہ وہ عرب ان میں نظر نہیں آرہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جی ہاں! ایسے ہی اس کی تعبیر دی ہے فرشتے نے سحر کے وقت۔

یہ حدیث مرسل ہے اور روایت کیا ہے بعض نے عبدالرحمٰن بن ابویعلی سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے بطور املاء روایت اس کا بعض مفہوم۔

(۳۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابونضر فقیہ نے ان کو عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ثابت سے، اس نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ایک رات خواب دیکھا گویا میں عقبہ بن رافع کے گھر میں ہم لوگ موجود ہیں، ہمارے پاس تازہ کھجوریں لائی جاتی ہیں ابن طاب کی کھجوروں میں سے (مدینے میں ایک شخص اس کی کھجوریں مشہور تھیں) میں نے اس کی تعبیر نکالی ہے کہ ہمارے لئے دنیا میں اُلفت اور بلندی ہوگی اور آخرت میں عافیت یعنی اچھا انجام ہوگا اور ہمارا دین تحقیق مکمل ہو چکا ہے اور مستحکم ہو چکا ہے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے قعنبی سے۔

(مسلم۔ کتاب الرؤیاء۔ باب رؤیا النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ حدیث ۱۸ ص ۱۷۷۹۔ ابوداود۔ حدیث ۵۰۲۵ ص ۳۰۶/۴)

(۳۷) ہمیں خبر دی محمد بن موسیٰ بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس اصم نے، ان کو یحییٰ بن ابوطالب نے، ہمیں خبر دی ابوداود طیالسی نے، ان کو ابوعامر نے، ان کو حسین نے سعد مولیٰ ابوبکر سے اور وہ خدمت کرتا تھا رسول اللہ ﷺ کی۔ حضور کو اس کی خدمت اچھی لگتی تھی۔ حضور ﷺ نے ایک دن فرمایا، ابوبکر تم سعد کو آزاد کر دو، انہوں نے کہا یا رسول اللہ! ہمارے پاس اس کے سوا کوئی خدمت کرنے والا ہی نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تیرے پاس آدمی آجائیں گے یعنی قیدی آجائیں گے۔

☆☆☆

باب ۱۴۰

نبی کریم ﷺ کا خبر دینا ان خلفاء کے بارے میں

جو آپ ﷺ کے بعد ہوں گے۔ اور فی الواقع ہوئے

ہمیں خبر دی ابو عبداللہ محمد بن عبدالحافظ نے، ان کو خبر دی ابوالفضل بن ابراہیم نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، ان کو محمد بن بشار نے، ان کو محمد بن جعفر نے، ان کو شعبہ نے فرات سے یعنی قزاز نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابو حازم سے وہ حدیث بیان کرتے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں پانچ سال تک حضرت ابو ہریرہ ؓ کے پاس بیٹھا ہوں میں نے ان سے سنا وہ نبی کریم ﷺ سے حدیث بیان کرتے تھے کہ انہوں نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی سیاست انبیاء کرتے تھے جب ایک نبی فوت ہو جاتا اس کے پیچھے دوسرا نبی آجاتا۔ اور بے شک امر واقعہ یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ ہاں عنقریب خلفاء ہوں گے بس بہت ہوں گے۔ صحابہ نے پوچھا کہ آپ ہمیں (اُس وقت کے لئے) کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا پہلے والے کی بیعت کو پورا کرنا اس سے وفا کرنا۔ (اس کے بعد) پھر پہلا اور ان کا حق ادا کرنا۔ بے شک اللہ تعالیٰ ان سے خود پوچھے گا کہ انہوں نے کس طرح تمہارے حقوق ادا کئے کس طرح تمہاری حفاظت کی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے اور مسلم نے صحیح میں محمد بن بشار سے۔

(بخاری۔ کتاب الانبیاء۔ مسلم۔ کتاب الامارۃ۔ حدیث ۴۴ ص ۳/۱۴۷۱۔ ابن ماجہ۔ کتاب الجہاد۔ مسند احمد)

فائدہ : انبیاء علیہم السلام بنی اسرائیل کی سیاست کرتے تھے، مراد ہے کہ وہ ان کے امور کے متولی ہوتے تھے جیسے امیر اور والی رعایا کے ساتھ کرتے ہیں۔ السیاسۃ کا مطلب ہے قیام علی الشئی بما یصلحہ، کسی چیز کی ذمہ داری لینا اس طریق پر جو اس کی اصلاح کرے۔ ہر پہلے سے وفا کرنے کا مطلب ہے کہ جب ایک خلیفہ کے بعد ایک کی بیعت کی جائے تو پہلے والی بیعت صحیح ہوگی اسی کے ساتھ وفا کرنا، اسے پورا کرنا واجب ہوگا اور دوسری بیعت باطل ہوگی اس کے ساتھ وفا کرنا حرام ہوگا۔

باب ۱۴۱

نبی کریم ﷺ کا بادشاہوں کے بارے میں خبر دینا جو خلفاء کے بعد ہوں گے

لہٰذا ویسے ہی ہوا جیسے حضور ﷺ نے خبر دی تھی

(۱) ہمیں خبر دی ابو صالح بن طاہر عنبری نے، ان کو خبر دی میرے دادا یحییٰ بن منصور قاضی نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، ان کو محمد بن یحییٰ نے، ان کو ابن ابو مریم نے، ان کو خبر دی ابن دراوردی نے، ان کو حارث بن فضیل خطمی بن جعفر بن عبداللہ بن حکم سے، اس نے عبدالرحمٰن بن،

مسور بن مخرمہ سے ،اس نے ابورافع سے ،مولی رسول اللہ ﷺ سے ،اس نے عبداللہ بن مسعود ؓ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی کے حواری ہوا کرتے تھے جو ان کی سیرت کی پیروی کرتے تھے۔ اور ان کی صفت اور ان کے طریقے پر چلتے اور طریقے کو اپنا کر زندہ رکھتے تھے۔ اس کے بعد کچھ نا خلف پیدا ہو جاتے وہ بات کہتے جو کام خود نہیں کرتے تھے اور وہ عمل کرتے تھے جن کو تم نہ پسند کرتے ہو۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں صغانی نے ،اس نے ابن ابو مریم سے ۔ (مسلم ۱۱/۰۷۔ مسند احمد ۴۵۸/۱،۴۶۱)

پہلے انبیاء کے بعد خلفاء ہوتے تھے اب خلفاء بادشاہ ہوں گے

(۲) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابو بکر قاضی اور ابوسعید بن ابوعمرو نے ۔ انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ،ان کو ابراہیم بن سلیمان برلسی نے ،ان کو محمد بن عبیداللہ سلمی نے ابو ثابت نے ۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن حارث نے اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے ۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر احمد بن کامل قاضی نے ،ان کو ابواسماعیل سلمی نے ،ان کو ابو ثابت نے ،ان کو عبداللہ بن حارث بن محمد بن حاطب جمحی نے ،اس نے سہیل بن ابو صالح سے ،اس نے اپنے والد سے ،اس نے ابو ہریرہ ؓ سے ۔

وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہوں گے انبیاء کے بعد خلفاء ۔ عمل کریں گے کتاب اللہ پر اور انصاف کریں گے اللہ کے بندوں پر ۔

پھر ہوں گے خلفاء کے بعد بادشاہ جو قصاص لیں گے اور لوگوں کو قتل کریں گے اور مالوں کو چھن چھن کر لیں گے ۔ بس کچھ لوگ برائی کو ہاتھ سے بدل دینے والے ہوں گے اور کچھ زبان سے بدل دینے والے ہوں گے اور کچھ اپنے دل سے برا سمجھنے والے اور اس کے سوا ایمان میں سے کوئی شے نہیں ہے ۔ (ابن کثیر ۱۹۷/۶)

(۳) ہمیں خبر دی ابو بکر بن فورک نے ،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے ،ان کو یونس بن حبیب نے ،ان کو داؤد نے ، ان کو جریر بن حازم نے ،ان کو لیث نے عبدالرحمن بن سابط سے ،اس نے ابو ثعلبہ خشنی سے ،اس نے ابو عبیدہ بن جراح سے اور معاذ بن جبل سے ، اس نے نبی کریم ﷺ سے ۔ آپ ﷺ نے فرمایا : بے شک اللہ تعالیٰ اس وقت کا آغاز فرمایا تھا نبوت اور رحمت کے ساتھ (اب آخر) خلافت و رحمت ہونے والی ہے ۔ اس کے بعد کاٹنے والی بادشاہت اور ملوکیت ہونے والی ہے ۔ پھر (اس کے بعد) تسلط اور جبر و زبردستی ہونے والی ہے اور فساد فی الامت ہونے والا ہے ۔ (اس بادشاہت والے اور دیگر لوگ) شرم گاہوں کو حلال سمجھیں گے اور شرابوں کو اور ریشم کو یعنی بے دریغ عزتیں پامال کریں گے اور شرابیں پئیں گے اور محرمات ریشم وغیرہ کو حلال جان کر استعمال کریں گے ۔

اس سب کچھ کے باوجود بھی ان کی نصرت ہوتی رہے گی اور ہمیشہ رزق دیئے جاتے رہیں گے ۔ (یعنی اللہ تعالیٰ اپنی حکمتوں کے پیش نظر نہ ان کی مدد بند کرے گا نہ ہی ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے ان کا رزق بند کرے گا ۔ بلکہ یہ سب کچھ ان کے لئے آزمائش ہوگی ۔ حتیٰ کہ اللہ کے آگے پیش ہو جائیں گے ۔ (البدایۃ والنہایۃ ۱۹۷/۶۔۱۹۸)

☆☆☆

باب ۱۴۲

حضور ﷺ کا اپنے بعد مدت خلافت کے بارے میں خبر دینا

پھر خلافت کے بعد بادشاہت ہوگی۔ پھر ویسے ہی ہوا جیسے خبر دی تھی

(۱)　ہمیں خبر دی ابوالحسین محمد بن حسین بن فضل قطان نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نحوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی قیس بن حفص سے اور سوار بن عبداللہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبدالوارث بن سعید نے سعید بن جمہان سے اس نے سفینہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نبوت کی خلافت و نیابت تیس سال ہوگی (جس کو خلافت علی منہاج النبوت کہتے ہیں)۔ اس کے بعد بادشاہت دے گا (اللہ) جس کو چاہے گا، یا یوں کہا تھا اس کا ملک ہوگا جو چاہے گا۔

حدیث مذکورہ پر سعید بن جُمہان کا تبصرہ

سعید کہتے ہیں کہ مجھے حضرت سفینہ نے بتایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر دو سال قائم رہے۔ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ دس سال اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بارہ سال اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ چھ سال (یہ پورے تیس سال ہوئے)۔ سعید کہتے ہیں کہ میں نے سفینہ سے کہا بے شک یہ لوگ کہتے ہیں گمان کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ خلیفہ نہیں تھے۔ انہوں نے کہا جھوٹ کہتے ہیں بنی زرقاء۔ اور الفاظ سوار کے ہیں۔ (ابوداؤد۔ کتاب السنہ۔ حدیث ۴۶۴۶ ص ۴ ۲۱۱۔ مسند احمد ۵ ۴۴)

خلفاء اربعہ کی خلافت کی مدت کا صحیح تعین مندرجہ ذیل ہے

(۲)　ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو سوار بن عبداللہ نے، اس نے اس کو اپنی اسناد کے ساتھ ذکر کیا ہے اسی کی مثل۔ سوار نے یہ اضافہ کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح ہیں کیونکہ ان کی خلافت دو ماہ کم پانچ سال تھی زیادہ تو خلافت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور خلافت رضی اللہ عنہ تھی۔ بے شک خلافت ابوبکر رضی اللہ عنہ دو سال چار ماہ دس دن کم تھی اور خلافت عمر رضی اللہ عنہ دس سال چھ ماہ چار دن تھی اور خلافت عثمان ۱۲ دن کم بارہ سال تھی۔

(۳)　اس میں ہے جو ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ابوبکر بن مؤمل سے، اس نے فضل بن محمد سے، اس نے احمد بن حنبل سے، اس نے اسحٰق بن عیسیٰ سے، اس نے ابومعشر سے۔ مگر اس نے کہا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں پانچ سال تین ماہ کم۔

حضرت سفینہ کہتے ہیں چاروں خلفاء کی خلافت تیس سال ہے

(۴)　ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبیداللہ بن موسیٰ، ان کو حشرج بن نباتہ نے، ان کو ابن جمہان نے سفینہ مولیٰ رسول اللہ ﷺ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خلافت میری امت میں تیس سال ہوگی اس کے بعد بادشاہت ہوگی۔ (مسند احمد ۵/۲۲۰۔ البدایۃ والنہایۃ ۶/۱۹۸)

مجھ سے کہا سفینہ نے خلافت قائم رہی حضرت ابوبکر ﷺ کی خلافت، حضرت عمر ﷺ کی خلافت، حضرت عثمان ﷺ کی خلافت اور حضرت علی ﷺ ۔ہم نے اس کو غور کیا تو ہم نے اس کو تیس سال پر پایا۔

خلافت نبوت تیس سال ہوگی اس کے بعد اللہ جس کو چاہے گا بادشاہت دے گا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو محمد بن فضیل نے، ان کو مؤمل نے، ان کو حماد بن مسلمہ نے علی بن زید سے۔ اس نے عبدالرحمن بن ابوبکرہ سے، اس نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے۔ وہ فرماتے تھے خلافت نبوت تیس سال ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ بادشاہت دے گا جو کو چاہے گا۔ حضرت معاویہ ﷺ نے کہا تحقیق ہم راضی ہیں بادشاہت کے ساتھ۔ (ابوداود۔ کتاب السنہ ۴/۲۱۱۔ ترمذی۔ کتاب الفتن ۴/۵۰۳۔ مسند احمد ۴/۲۷۳)

باب ۱۴۳

حضور ﷺ کا اُس بات کی خبر دینا کہ اللہ تعالیٰ انکار کر دے گا اور مؤمن بھی انکار کر دیں گے

اس بات سے کہ حضور ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق ﷺ کے سوا کوئی اور خلیفہ بنے اگرچہ سوائے نماز کے کسی اور چیز میں بطور تصریح ان کو خلیفہ نہیں بناتا تاہم ایسے ہی ہوا فی الواقع جیسے حضور ﷺ نے خبر دی تھی

(۱) ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حسن بن مکرم نے، ان کو یزید بن ہارون نے، ان کو ابراہیم بن سعد نے صالح بن کیسان سے، اس نے زہری سے، اس نے عروہ سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔ اس دن جس دن آپ کی بیماری کا آغاز ہوا تھا (میں نے ان کی تکلیف دیکھ کر کہا) افسوس آپ کا سر۔ (یعنی مجھے افسوس ہے آپ کے سر کی تکلیف پر)

حضور ﷺ نے فرمایا میں تو یہ چاہتا تھا کہ یہ وقت موت کا تیرے اُوپر آتا تو میں تجھے تیار کرتا۔ یعنی میں خود تیری تجہیز و تکفین کرتا اور میں خود تجھے دفن کرتا۔ میں نے کہا (ازراہِ خوش طبعی مجھے نہیں بلکہ میرے علاوہ کسی اور کو ماریں، دفن کریں)۔ آپ ایسے فرما رہے ہیں جیسے میں اس دن بھی آپ کی اپنی بعض عورتوں کے ساتھ خوشی منانے میں حائل ہوں گی؟ مگر حضور ﷺ نے سنجیدہ ہو کر فرمایا بلکہ میں ہی دنیا سے جا رہا ہوں۔ میرے پاس اپنے والد کو بلا لایئے اور اپنے بھائی کو۔ حتی کہ میں ابوبکر کے لئے ایک تحریر لکھ دوں۔ میں ڈرتا ہوں کہ اس بات سے کوئی کہنے والا کچھ کہے اور کوئی تمنا اور آرزو کرے۔ اور یہ کہے کہ میں زیادہ بہتر ہوں (یا زیادہ حق دار ہوں) اور اس بات سے کہ اللہ تعالیٰ بھی انکار کر دے گا اور مؤمن بھی انکار کر دیں گے۔ ہاں مگر ابوبکر کے لئے (انکار اللہ بھی نہیں کرے گا اور مؤمن بھی نہیں کریں گے)۔

(وار اساہ تک ابن ماجہ نے یہ روایت نقل کی ہے۔ حدیث ۱۴۶۵ ص ۱/۴۷۰۔ کتاب الجنائز محمد بن یحییٰ سے۔ مسند احمد ۶/۲۲۸)

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں عبید اللہ بن سعید سے، اس نے یزید بن ہارون سے۔ انہوں نے حدیث میں کہا ہے کہ میں ڈرتا ہوں کہ کوئی آرزو کرنے والا آرزو کرے اور کوئی کہنے والا کہے کہ میں زیادہ بہتر ہوں اور اللہ بھی انکار کرے گا اور مؤمن بھی مگر ابوبکر کے لئے (سب راضی ہوں گے)۔ (مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ۔ باب فضائل ابی بکر الصدیق۔ حدیث ۱۱ ص ۱۸۵۷)

باب ۱۴۴

حضور ﷺ کا اپنے خواب کی خبر دینا

اور انبیاء کے خواب سب وحی ہوتے ہیں۔ مثلاً حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی زندگی کی بقیہ مدت اپنے بعد چھوٹی ہونا اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی مدت زیادہ ہونا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد یہ تمام خبریں بالکل اسی طرح ہوئیں جیسے آپ ﷺ نے خبر دی تھی

حضور ﷺ کا خواب اور خلافت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی تمثیل ڈول کے ساتھ

(۱) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحٰق مزکی نے آخرین میں، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن نصر نے، ان کو ابن وہب نے، ان کو خبر دی یونس نے ابن شہاب سے، یہ کہ سعید نے ان کو خبر دی کہ اس نے سنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے کہ میں سو رہا تھا میں نے اپنے آپ کو ایک کنویں پر دیکھا اس پر ایک ڈول تھا۔ میں نے اس میں سے ڈول کھینچا اور کھینچتا چلا تھا جس قدر اللہ نے چاہا۔ اس کے بعد وہ ڈول محمد بن ابوقحافہ نے لے لیا (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے) اس نے ایک دو ڈول کھینچے مگر ان کے کھینچنے میں ضعف اور کمزوری تھی اللہ ان کو معاف فرمائے۔ اس کے بعد وہ ڈول بدل گیا اور وہ بڑا ڈول ہو گیا اس کو ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے لے لیا ہے مگر میں لوگوں میں سے ان جیسے کوئی قوی اور مضبوط آدمی نہیں دیکھ رہا ہوں جو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جیسا ڈول کھینچے (اس قدر انہوں نے پانی کھینچا ہے) کہ لوگوں نے وہاں پڑ ذیرے ڈال دیئے ہیں۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن ابونضر دابردی نے مَرو میں، ان کو ابوالموجہ محمد بن عمرو نے بطور املاء، ان کو عبدان بن عثمان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن یونس نے، ان کو زہری نے، ان کو سعید بن مسیب نے، اس حدیث کو ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ مذکور کی مثل مگر اس نے یہ نہیں کہا میں نے ڈول کھینچا ہے بلکہ کہا ہے کہ اس کے ساتھ اس نے ایک یا دو ڈول کھینچے ہیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبدان سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے حرملہ سے، اس نے ابن وہب سے۔ اور بخاری و مسلم دونوں نے بھی اس کو روایت کیا ہے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے۔

(بخاری۔ کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۳۶۷۶۔ فتح الباری ۲۲/۷۔ حدیث ۳۶۸۲۔ مسلم۔ فضائل الصحابہ۔ حدیث ۱۷ ص ۱۸۶۔ ترمذی حدیث ۲۲۸۹ ص ۵۴۱/۴۔ مسند احمد ۲۸/۲۔ ۳۹۔ ۳۵۵/۵)

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران عدل نے، ان کو ابوجعفر محمد بن عمرو رزاز نے، ان کو عبداللہ بن روح نے، ان کو شبابہ بن سواد نے، ان کو مغیرہ بن مسلم نے، ان کو مطر الوراق اور ہشام دونوں نے محمد بن سیرین سے، اس نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے خواب دیکھا گویا کہ میں کالی بکریوں کو پانی پلا رہا ہوں جس وقت ان میں سفید بکریاں شامل ہوگئی ہیں۔ اچانک ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آگئے ہیں اس نے ایک دو ڈول کھینچے ہیں اور ان میں ضعف و کمزوری ہے اللہ ان کو معاف فرمائے۔ پھر اچانک عمر رضی اللہ عنہ آگئے ہیں۔ انہوں نے وہ ڈول لے لیا لہٰذا وہ بہت بڑا ڈول بن گیا ہے۔ انہوں نے کھینچا جس سے سارے لوگ سیراب ہوگئے ہیں اور بکریاں بھی سیراب ہوگئی ہیں۔ میں نے ایسا قوی انسان نہیں دیکھا جو عمر کی طرح سیراب کرتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے تعبیر یہ نکالی ہے کہ کالی بکریوں سے مراد عرب ہیں اور سفید تمہارے یہ بھائی ہیں عجمی۔ (مسند احمد ۲/ ۴۵۵)

انبیاء کرام علیہم السلام کے خواب وحی ہوتے تھے ڈول کھینچنے میں ضعف سے مراد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت کم ہونا اور تزاید سے مراد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا طویل ہونا۔

امام شافعی کا فرمان

(۴) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ بن محمد حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی ربیع بن سلیمان نے، وہ کہتے ہیں کہ شافعی نے کہا تھا کہ انبیاء علیہم السلام کے خواب وحی ہوا کرتے تھے اور حضور ﷺ کا یہ قول کہ فی نزعه ضعف کہ ان کے ڈول کھینچنے میں ضعف تھا، اس سے مراد ان کی مدت خلافت کا چھوٹا ہونا ہے اور ان کی جلدی موت آنے کی طرف اشارہ ہے اور ان کی مشغولیت اہلِ ارتداد کے ساتھ حرب و جنگ آغاز میں رہی۔ اور اضافہ اور زیادتی جس کی حد تک عمر رضی اللہ عنہ پہنچ گئے ہیں اس سے مراد ان کی مدت خلافت کا لمبا ہونا ہے۔

باب ۱۴۵

۱۔ حضور ﷺ کا اپنے بعد آنے والوں (حکمرانوں) کے بارے میں خبر دینا۔

۲۔ عہد عثمان رضی اللہ عنہ کے آخر میں فتنہ واقع ہونے کی خبر دینا۔

۳۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں ان کے لئے امر ولایت وحکومت سیدھا اور مستحکم نہ ہوسکنا جیسے ان کے ساتھیوں کے لئے مستحکم ہوا تھا۔

۴۔ اس پر نبی کریم ﷺ کا مغموم ہونا۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو عبید بن شریک نے، ان کو یحییٰ بن بکیر نے، ان کو لیث نے یونس سے، اس نے ابن شہاب سے، اس نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے یہ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے ایک آدمی آیا رسول اللہ ﷺ کے پاس

اور اس نے عرض کی اے رسول اللہ! آج رات میں نے ایک عجیب خواب دیکھا ہے۔ دیکھتا ہوں کہ ایک سایہ دار بادل ہے وہ گھی اور شہد کی بارش کر رہا ہے (یعنی اس سے گھی اور شہد ٹپک رہے ہیں) اور لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ اس میں سے اپنے ہاتھوں کے ساتھ لے رہے ہیں چلّو بھر بھر کر، کوئی زیادہ لے رہے ہیں اور کوئی کم لے رہے ہیں۔

اور دیکھتا ہوں کہ ایک رسّی ہے جو زمین سے آسمان تک پہنچی ہوئی ہے، میں آپ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ اس کو پکڑ کر اُوپر چڑھ گئے ہیں اس کے بعد ایک اور آدمی نے اس کو پکڑا ہے اور وہ بھی اُوپر کو چڑھ گیا ہے۔ اس کے بعد دوسرے آدمی نے اس کو پکڑا ہے، وہ بھی اُوپر کو چڑھ گیا ہے۔ اس کے بعد تیسرے آدمی نے اس کو پکڑا ہے تو وہ رسّی ٹوٹ گئی۔ اس کے بعد رسّی کو اس کے لئے جوڑا گیا ہے لہٰذا وہ بھی اُوپر کو چڑھ گیا۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ جو بیٹھے ہوئے سُن رہے تھے، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ کے اُوپر قربان جائیں آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی تعبیر بتاتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے آپ تعبیر دیجئے۔

ابوبکر نے تعبیر بتائی کہ سایہ دار بادل اسلام ہے اور وہ گھی جو شہد کے ساتھ گر رہا ہے وہ قرآن ہے اور حلاوت و مٹھاس اس کی نرمی ہے اور لوگوں کا شہد اور گھی اپنے ہاتھوں سے سمیٹنا قرآن کو زیادہ یا کم مراد ہے اور آسمان سے زمین تک پہنچنے والی رسّی وہ حق ہے کہ آپ جس پر ہیں آپ نے اس کو پکڑا ہے اللہ اس کو اور بلند کر دے گا آپ کے بعد ایک آدمی اس کو پکڑے گا وہ بلند ہو جائے گا، یا غالب ہو جائے گا، اس کے بعد دوسرا آدمی اس کو لے گا وہ بھی بلند ہو جائے گا۔ اس کے بعد تیسرا اس کو لے گا تو وہ منقطع ہو جائے گی، اس کے بعد وہ رسّی اس کے لئے جوڑی جائے گی اور وہ بھی بلند ہو جائے گا۔

اب آپ بتلائیے مجھے یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ کے اُوپر قربان، کیا میں نے درست تعبیر دی ہے یا میں نے غلطی کی ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کچھ تو آپ نے درست بتائی ہے اور کچھ آپ نے غلط کی ہے۔ ابوبکر صدیق نے کہا، اللہ کی قسم یا رسول اللہ! آپ مجھے بتائیے جو میں نے غلطی کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ آپ قسم نہ کھائیے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو بحر بن نصر نے، ان کو عبداللہ بن وہب نے، ان کو خبر دی یونس نے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے اس کی اسناد کے ساتھ مذکورہ کی مثل مگر اس نے یہ کہا ہے کہ میں دیکھ رہا ہوں رسّی پہنچنے والی ہے آسمان سے زمین تک۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں یحییٰ بن بکیر سے اور مسلم نے حرملہ سے، اس نے ابن وہب سے۔

(بخاری۔ کتاب تعبیر الرؤیا۔ حدیث ۷۰۴۶۔ فتح الباری ۱۲/۴۳۱۔ مسلم۔ کتاب الرؤیا حدیث ۱۷ ص ۱۷۷۷۔ ترمذی۔ حدیث ۳۲۹۳ ص ۴/۵۴۲۔ ابن ماجہ۔ کتاب تعبیر الرؤیا۔ حدیث ۳۹۱۸ ص ۱۲۸۹۔۱۲۹۰۔ مسند احمد ۱/۲۳۵)

مذکورہ تعبیر پر ابوسلیمان خطابی کا تبصرہ

ابوسلیمان خطابی کہتے ہیں کہ لوگوں نے (اہل علم نے) اختلاف کیا ہے رسول اللہ ﷺ کے اس قول کے بارے میں جو انہوں نے ابوبکر صدیق ؓ سے فرمایا تھا کہ تم نے کچھ درست تعبیر بیان کی ہے اور کچھ غلط ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ درست ہونا اس کا تو خواب کی تعبیر ہے اور اس کی غلطی حضور ﷺ کی موجودگی میں تعبیر کے فتوے دینا اور حکم جاری کرنا ہے۔ جبکہ بعض دیگر اہل علم کا کہنا ہے کہ محل خطاء یہ ہے کہ خواب میں مذکور دو چیزیں ہیں گھی اور شہد۔ ابوبکر صدیق ؓ نے ان دونوں کو تعبیر میں ایک ہی چیز قرار دیا ہے وہ ہے قرآن۔ ان کا حق یہ تھا کہ وہ ہر ایک کی علی الانفراد الگ الگ تعبیر دیتے اور وہ دو چیزیں کتاب اور سنت تھیں کیونکہ وہ کتاب اللہ کا بیان اور وضاحت ہے۔ کہتے ہیں کہ مجھے یہی قول پہنچا ہے اس کے مفہوم کے قریب قریب ابو جعفر طحاوی سے بھی۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعلی روذ باری نے، ان کو ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداود نے، ان کو محمد بن مثنیٰ نے، ان کو محمد بن عبداللہ انصاری نے، ان کو شعبہ نے حسن سے، اس نے ابوبکرہ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایک دن کہ تم میں سے آج کس نے خواب دیکھا؟ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! میں نے دیکھا ہے کہ آسمان سے ایک ترازو اُترا ہے، اس میں آپ اور ابوبکر کو تولا گیا ہے۔ آپ ابوبکر سے زیادہ وزنی ہو گئے ہیں۔ اس کے بعد ابوبکر اور عمر کو تولا گیا ہے مگر ابوبکر عمر سے وزنی ہو گئے ہیں۔ اس کے بعد عمر اور عثمان تولے گئے، لہٰذا عمر عثمان سے وزنی ہو گئے ہیں۔ اس کے بعد ترازو اُٹھا دیا گیا ہے۔ ہم نے حضور ﷺ کے چہرے پر ناگواری کے اثرات محسوس کئے۔

(ابوداود۔ کتاب السنۃ۔ حدیث ۴۶۳۴ ص ۴/۲۰۸۵۔ ترمذی۔ کتاب الرؤیا۔ حدیث ۲۲۸۷ ص ۴/۵۴۰)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعلی نے، ان کو ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداود نے، ان کو موسیٰ بن اسماعیل نے، ان کو حماد نے، ان کو علی بن یزید نے، ان کو عبدالرحمن بن ابوبکر نے اپنے والد سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دن فرمایا تم میں سے کس نے خواب دیکھا ہے؟ پھر راوی نے مذکورہ روایت کی مثل بیان کیا لیکن کراہت اور ناگواری کا ذکر نہیں کیا یعنی اس کو رسول اللہ ﷺ نے برا محسوس کیا یعنی ان کو یہ کیفیت بُری لگی۔ پھر فرمایا کہ نبوت کی خلافت و نیابت ہوگی اس کے بعد اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا حکومت و بادشاہت دے گا۔

(۵) ہمیں خبر دی زکریا بن ابواسحاق مزکی نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو بحر بن نصر نے، ان کو ابن وہب نے، ان کو یونس نے ابن شہاب سے، وہ کہتے ہیں کہ جابر بن عبداللہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آج رات ایک نیک آدمی کو خواب دکھایا گیا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تولے گئے ہیں اور رسول اللہ ﷺ اور عمر تولے گئے ہیں ابوبکر کے ساتھ۔ پھر عثمان تولے گئے عمر کے ساتھ۔ جابر کہتے ہیں جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس سے اُٹھ گئے تو ہم نے کہا کہ نیک دل آدمی سے مراد رسول اللہ ہیں باقی کو حضور ﷺ نے بعض کو بعض تولنے کا ذکر کیا ہے وہ اس امر کے والی اور حکمران ہیں یہ امر جس کے ساتھ اللہ نے حضور ﷺ کو بھیجا ہے۔

شعیب بن ابوحمزہ نے زہری سے اس طرح اس کا متابع بیان کیا ہے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوعلی روذ باری نے، ان کو ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداود نے، ان کو عمرو بن عثمان نے، ان کو محمد بن حرب نے زبیدی سے، اس نے ابن شہاب سے، اس نے عمرو بن ابان بن عثمان سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے کہ وہ حدیث بیان کرتے تھے۔ اس نے حدیث ذکر کی ہے مذکور کی مثل۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین محمد بن محمد بن علی روذ باری نے، ان کو ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداود نے، ان کو محمد بن مثنیٰ نے، ان کو عفان بن مسلم نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو اشعث بن عبدالرحمن نے اپنے والد سے، اس نے سمرہ بن جندب سے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ میں نے خواب میں ایک ڈول دیکھا ہے جو آسمان سے لٹکایا گیا ہے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے انہوں نے اس کے بیچ کی لکڑی سے پکڑا اور اس میں پیا مگر کمزور طریقے سے۔ اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ آئے انہوں نے اس لکڑی سے پکڑ کر اس قدر پیا کہ خوب پیٹ بھر گیا۔ اس کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ آئے اس نے بھی اس لکڑی سے پکڑ کر اس قدر پیا کہ خوب پیٹ بھر گیا۔ اس کے بعد علی رضی اللہ عنہ آئے انہوں نے اس کی لکڑی سے پیا مگر وہ ہلنے لگا ڈول یا لکڑی، جس کی وجہ سے ان پر اس کے کچھ قطرے یا کچھ زیادہ پانی گر گیا۔

(ابوداود۔ کتاب السنۃ۔ حدیث ۴۶۳۷ ص ۴/۲۰۸۔۲۰۹۔ مسند احمد ۵/۱۲)

مصنف کہتے ہیں: ابوبکر کے پینے میں ضعف سے مراد ان کی مدت خلافت کا چھوٹا ہونا ہے۔ اور ڈول سے علی پر یا پانی گرنے سے مراد ان کی حکومت و ولایت میں منازعت اور جھگڑا ہونا مراد ہے۔ واللہ اعلم

☆☆☆

باب ۱۴۶

۱۔ حضور ﷺ کا خبر دینا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایمان کے صدق کے بارے میں۔

۲۔ اور حضور ﷺ کا شہادتِ عمر وعثمان رضی اللہ عنہ کی گواہی دینا۔ لہٰذا وہ حضور ﷺ کے بعد شہید کر دیئے گئے تھے۔

۳۔ حضور ﷺ کا پہاڑ کو ٹھہر جانے کا حکم دینا اس کے کانپنے کے بعد۔

۴۔ اور حضور ﷺ نے اس کو اپنے پیر سے ٹھوکر ماری لہٰذا وہ پُرسکون ہو گیا۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور سعید بن ابوعمرو نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن یونس ضبی نے، ان کو مکی بن ابراہیم بلخی اور روح بن عبادہ نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید بن ابوعروبہ نے قتادہ سے، اس نے انس سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اُحد پہاڑ کے اُوپر چڑھے۔ روح نے کہا کہ کوہ حراء پر یا اُحد پر ان کے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ پہاڑ ان سمیت کانپنے لگا۔

مکی کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اس کو اپنے پیر سے ٹھوکر ماری اپنے پاؤں کے ساتھ اور فرمایا کہ کھڑا رہ تیرے اُوپر ایک نبی ہے، ایک صدیق ہے، دو شہید ہیں۔ (مستقبل میں)

اس کو بخاری نے نقل کیا ہے صحیح میں حدیث یزید بن زریع وغیرہ سے، اس نے ابن ابوعروبہ سے۔ انہوں نے کہا ہے اُحد پہاڑ تھا جیسے مکی نے کہا ہے۔ (بخاری۔ فضائل الصحابہ۔ حدیث ۳۵۷۵۔ فتح الباری ۲۲/۷۔ حدیث ۳۶۸۶۔ فتح الباری ۴۲/۷۔ حدیث ۳۶۹۹۔ فتح الباری ۵۳/۷۔ ترمذی۔ حدیث ۳۶۹۷ ص ۶۲۴۵۔ ابوداؤد۔ حدیث ۴۵۵۱ ص ۲۱۲/۴۔ مسند احمد ۳۳۱/۵۔ ۳۴۶)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو احمد بن منصور نے، ان کو عبدالرحمٰن نے، ان کو خبر دی معمر نے، ان کو ابوحازم نے سہل بن سعد ساعدی سے یہ کہ پہاڑ غارِ حراء کانپنے لگا جبکہ نبی کریم ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ اس پر تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ٹھہر جا تیرے اُوپر ایک نبی، ایک صدیق، اور (ہونے والے) دو شہید ہیں۔

معمر کہتے ہیں کہ میں نے سُنا قتادہ سے وہ حدیث بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ سے اس کی مثل۔

(ابوداؤد۔ حدیث ۴۶۴۸ ص ۲۱۱/۴۔ ترمذی حدیث ۳۷۵۶ ص ۶۵۱/۵)

☆☆☆

باب ۱۴۷

حضور ﷺ کا خبر دینا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے صدیق اور اس کی تصدیق کے بارے میں اوران کا شہادت دینا عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ وزبیر رضی اللہ عنہ کے لئے شہادت کی پھر وہ واقعی شہید ہو گئے تھے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن سلمہ اور حسین بن حسن نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی قتیبہ بن سعید نے، ان کو عبدالعزیز بن محمد دراوردی نے، ان کو سہیل بن ابوصالح نے، اپنے والد سے، اس نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ حراء پر تھے حضور ﷺ تھے، ابوبکر تھے، عمر وعثمان تھے، طلحہ وزبیر تھے رضی اللہ عنہم۔

چٹان متحرک ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جم جا، رُک جا، تیرے اُوپر ایک نبی، ایک صدیق اور دو (ہونے والے) شہید ہیں۔

روایت کیا ہے اس کو مسلم نے صحیح میں قتیبہ بن سعید سے۔ (مسلم۔فضائل الصحابہ۔حدیث ۱۵ ص ۱۸۸۱)

باب ۱۴۸

حضور ﷺ کا عکاشہ بن محصن کے بارے میں دعا کرنا اوران کا شہادت پانا حضور کی دعا کی برکت سے اور دلالت صدق کا ظہور اس چیز میں جو انہوں نے خبر دی تھی ان کے حال کے بارے میں

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن عبداللہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو حرملہ نے، ان کو خبر دی ابن وہب نے، ان کو خبر دی یونس نے ابن شہاب سے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سعید بن مسیب نے یہ کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کو حدیث بیان کی ہے کہ اس نے سُنا تھا رسول اللہ ﷺ فرمارہے تھے میری اُمت میں سے ستر ہزار افراد جنت میں داخل ہوں گے جن کے چہرے چودہویں کے چاند کی طرح روشن ہوں گے۔

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ عکاشہ بن محصن اسدی رضی اللہ عنہ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کے اُوپر شال تھی اس کو بھی اُٹھایا اور کہنے لگے، یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ مجھے ان لوگوں میں سے کردے۔ حضور ﷺ نے دعا کی، اے اللہ! اس کو ان میں سے کردے۔ اس کے بعد ایک اور

انصاری کھڑا ہوا، کہنے لگا یا رسول اللہ! دعا کیجئے اللہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس دعا میں کامیابی کے ساتھ عکاشہ تم سے سبقت لے گئے ہیں۔ (مسلم۔ کتاب الایمان۔ حدیث ۳۶۷ ص ۱/ ۱۹۷۔ بخاری۔ کتاب الرقاق۔ حدیث ۱/۶۵۴۱۔ فتح الباری ۱۱/ ۴۰۵)

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے حرملہ سے اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے مبارک سے، اس نے یونس سے۔ اور اس کو روایت کیا ہے عمران بن حصین نے نبی کریم ﷺ سے اور مشہور اہل مغازی کے درمیان یہ کہ عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے عہد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میں۔

باب ۱۴۹

حضور ﷺ کا خبر دینا ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کے احوال کے بارے میں اور حضور ﷺ کا شہادت دینا ان کی شہادت اور جنت کے بارے میں۔ لہٰذا وہ مسیلمہ کے مقابلہ میں لڑتے ہوئے عہد ابو بکر رضی اللہ عنہ میں شہید ہو گئے۔ نیز خواب میں آثار نبوت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ، ابو بکر احمد بن حسن قاضی اور ابو سعید بن ابو عمرو نے، ان سب کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق صغانی نے، ان کو ابو النضر نے، ان کو سلیمان بن مغیرہ نے ثابت بن انس سے، وہ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

یا ایھا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ۔ الیٰ قولہ : ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون

(سورۃ حجرات : آیت ۲)

اے اہل ایمان! اپنی آوازوں کو نبی کی آواز سے اونچا نہ کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہیں پتہ بھی نہ چلے اور تمہارے اعمال بھی تباہ ہو جائیں۔

ثابت بن قیس بلند آواز والے آدمی تھے، انہوں نے کہا کہ میں ہی ہوں جو رسول اللہ ﷺ سے اپنی آواز اُونچی کرتا ہوں، میرے اعمال تباہ ہو گئے ہیں میں تو جہنمی ہو گیا ہوں۔ لہٰذا وہ مغموم ہو کر اپنے گھر بیٹھ گئے۔ حضور ﷺ نے جب اسے موجود نہ پایا تو کچھ لوگ اس کے پاس گئے، انہوں نے اس کو کہا کہ رسول اللہ ﷺ تجھے غیر موجود پا رہے ہیں تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں ہی ہوں جو حضور کی آواز سے اپنی آواز اُونچی کرتا ہوں اور ان کے ساتھ قول میں جہر کرتا ہوں، لہٰذا میرے عمل تو تباہ ہو چکے ہیں اور میں تو جہنمی ہو گیا ہوں۔ لہٰذا وہ لوگ آئے انہوں نے حضور ﷺ کو اس بات کی خبر دی جو اس نے کہی تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ وہ اہل جنت میں سے ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، حضور ﷺ کے اس فرمان کے بعد حالت یہ تھی کہ ہم ثابت بن قیس کو اپنے درمیان اور ہماری آنکھوں کے سامنے چلتا پھرتا پاتے تھے اور ہم یہ جانتے تھے کہ یہ اہل جنت میں سے ہے۔ جب جنگ یمامہ کا دن آیا تو حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بھی ان جنگ لڑنے والوں میں شامل تھا۔

کہتے ہیں ہمارے اندر بعض انکشافات ہوئے کہ ثابت بن قیس جنگ میں کچھ اس شان سے آئے کہ حنوط لگایا اور پھر کفن پہنا اور کہا کہ بہت بُرا کرتے ہو کہ واپس لوٹ جاتے ہو اپنے ہم عمروں میں۔ اس نے ان لوگوں کے ساتھ نہایت بے جگری کے ساتھ قتال کیا حتیٰ کہ شہید ہو گئے۔

مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں دوسرے طریق سے، اس نے سلیمان بن مغیرہ سے۔

(مسلم۔ کتاب الایمان۔ حدیث ۱۸۷ ص ۱/۱۱۰)

اے قیس! کیا تو راضی نہیں کہ جئے تو حمید ہو، قتل ہو تو شہید ہو پھر جنت میں چلا جائے

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران عدل بغداد میں، ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو احمد بن منصور نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو معمر نے زہری سے یہ کہ ثابت بن قیس بن شماس نے کہا یا رسول اللہ! میں ڈرتا ہوں کہ میں ہلاک ہو جاؤں؟ اللہ نے کسی بھی انسان کو منع کر دیا ہے اس سے کہ وہ یہ پسند کرے کہ اس کی تعریف کی جائے ایسے کام پر جو اس نے نہ کیا ہو۔ جبکہ میں خود کو ایسا پاتا ہوں کہ میں اپنی تعریف کو پسند کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے اکڑنے اور کبر کرنے سے منع فرمایا ہے جبکہ میں بننے سنورنے کو اور جمال کو پسند کرتا ہوں۔ نیز اللہ نے منع فرمایا ہے کہ ہم لوگ اپنی آوازوں کو آپ کی آواز سے اونچا نہ کریں جبکہ میں بلند آواز ہوں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اے ثابت! کیا تو اس پر راضی نہیں ہے کہ تو جئے تو پیاری زندگی کے ساتھ، مرے تو شہید ہو اور تو جنت میں داخل ہو جائے؟ کہتے ہیں کہ واقعی انہوں نے زندگی حمید اور پیاری گزاری تھی قتل ہو کر شہید ہوئے تھے مسیلمہ کی جنگ میں۔

شہید تحفظ ناموس رسالت ثابت بن قیس وشہداء یمامہ

(۳) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو محمد بن عیسیٰ عطار نے مَرو میں، ان کو عبدان بن محمد حافظ نے، ان کو فضل بن سہل بغدادی نے، اسی کو اعرج کہتے تھے ان کو یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے، ان کے والد ابن شہاب سے، ان کو اسماعیل بن محمد بن ثابت انصاری نے اپنے والد سے یہ کہ ثابت بن قیس نے کہا تھا یا رسول اللہ! البتہ تحقیق ڈر رہا ہوں کہ میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ کیوں؟ اس نے کہا کہ اللہ نے ہم لوگوں کو منع کیا ہے اس بات سے کہ ہم یہ پسند کریں کہ ہمارے ایسے کام پر تعریف کی جائے جو ہم نے کیا ہی نہ ہو جبکہ میں اپنے آپ کو اس طرح پاتا ہوں کہ میں اپنی تعریف کو پسند کرتا ہوں۔ دوسری بات یہ کہ ہم لوگوں کو منع فرمایا ہے اکڑنے سے تکبر کرنے سے جبکہ میں ایسا ہوں کہ میں جمال کو اور بن سنور کر رہنے کو پسند کرتا ہوں۔ تیسری بات یہ کہ اللہ نے ہم لوگوں کو منع کیا ہے اس بات سے کہ ہم لوگ آپ کی آواز سے اپنی آواز کو اونچی نہ کریں جبکہ میں انتہائی بلند آواز انسان ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ثابت! کیا آپ اس پر راضی نہیں ہیں کہ آپ جئیں تو محمود اور پسندیدہ ہوں (یعنی سب تعریف کریں) اور مریں تو قتل ہو کر شہید ہوں اور پھر تو جنت میں داخل ہو جائے؟ ثابت بن قیس نے کہا ہاں یا رسول اللہ! میں راضی ہوں۔

کہتے ہیں کہ انہوں نے اس طرح زندگی گزاری کہ حمید اور پسندیدہ شخصیت تھے اور پھر مقتول شہید ہوئے مسیلمہ کذاب سے جنگ والے دن (گویا ان کو شہید ناموس رسالت یا شہید تحفظ ختم نبوت کا منصب دینا چاہئے ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو)۔ مترجم

ثابت بن قیس کی شہادت اور ان کے بارے میں خواب جو سچا ثابت ہوا
جو کہ اکرامِ الٰہی ہے شہید کا تصرف نہیں

(۴) ہمیں حدیث بیان کی ابوسعید حافظ نے، ان کو محمد بن صالح بن ہانی نے، ان کو سری بن خزیمہ نے، ان کو موسیٰ بن اسماعیل نے، ان کو حماد نے، ان کو ثابت نے انس ﷺ سے، کہ ثابت بن قیس جنگ یمامہ والے دن کچھ اس شان سے آئے کہ انہوں نے حنوط اور خوشبو وغیرہ لگائی ہوئی تھی اور کفن پہنے ہوئے تھے جبکہ ان کے ساتھی اس وقت شکست کھا چکے تھے۔ وہ اللہ کی بارگاہ میں یہ عذر اور دعا کرنے لگے اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں اعلان براءت کرتا ہوں اس عمل سے جو یہ لائے ہیں یعنی شکست کھا کر بیٹھے ہیں اور میں معذرت کرتا ہوں اے اللہ! تیری بارگاہ میں اس سے جو کچھ ان لوگوں نے کیا ہے بہت بُرا ہے جو کچھ تم نے کیا ہے اور تم اپنے مدمقابل سے واپس لوٹ آئے آج کے دن سے تخلیہ کر دو اور چھوڑ دو مجھے اور دشمنوں کو کچھ دیر کے لئے۔ اس کے بعد اس نے حملہ کیا اور ایک گھنٹے تک لڑتا رہا حتیٰ کہ قتل ہو کر شہید ہو گیا۔

ان کی ایک زرہ تھی جو چوری کرلی گئی تھی ان کی شہادت کے بعد۔ کسی نے ان کو خواب میں دیکھا تو وہ فرمارہے تھے کہ میری زرہ ہنڈیا میں رکھی ہے اُونٹ کے پلان کے نیچے فلاں فلاں جگہ پر۔ اور اس نے کچھ وصیتیں بھی کیں چنانچہ زرہ تلاش کی گئی اور وہ اسی جگہ سے ملی جہاں انہوں نے خواب میں بتائی تھی پھر اس نے کہا کہ ان کی وصیت بھی پوری کرو۔ (مستدرک حاکم ۳/۲۳۴۔ مجمع الزوائد ۱/۳۲۲)

ثابت بن قیس شہید کی کرامت ہے کہ اللہ نے ان کے تمثل سے ان کی وصیت جاری فرما کر خلیفۃ الرسول سے وصیت پوری کروادی جو کہ تصرف معبود حقیقی ہے تصرف شہید نہیں بشرطیکہ روایت صحیح ہو

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی عباس بن ولید بن مزید البیروتی نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ابن جابر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عطاء خراسانی نے، وہ کہتے ہیں کہ میں مدینے میں آیا اور میں ایک انصاری آدمی سے ملا میں نے اس سے کہا کہ آپ مجھے حضرت ثابت بن قیس بن شماس کی حدیث سُنائیں۔ اس نے کہا اُٹھو میرے ساتھ چلو۔ میں چلا گیا اس کے ساتھ حتیٰ کہ ہم ایک گھر میں پہنچے۔ اس نے مجھے ایک عورت سے ملوایا اور بتایا کہ یہ حضرت ثابت بن قیس کی بیٹی ہے اس سے پوچھئے۔

میں نے اس عورت سے کہا کہ مجھے ثابت بن قیس کے بارے میں بتائیے اللہ آپ کے اُوپر رحم کرے۔ وہ کہنے لگی کہ اللہ نے اپنے رسول پر یہ آیت نازل فرمائی :

یا ایھا الذین امنوا لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی

اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو نبی کی آواز سے اُونچا نہ کرو۔

راوی نے آگے حدیث بیان کی ہے اسی مفہوم کے ساتھ جو ہم نے روایت کیا ہے اس سے پہلے والی روایت میں، حضور ﷺ کے اس قول تک کہ اے ثابت! تو ان میں سے نہیں ہے بلکہ تم زندگی گزارو گے پسندیدہ زندگی اور قتل ہو کر شہید ہو جاؤ گے اور اللہ تمہیں جنت میں داخل کرے گا۔ جب جنگ یمامہ والا دن آیا تو مسیلمہ کذاب مقابلے پر آیا، جب وہ اصحاب رسول سے ٹکرایا ان پر حملہ آور ہوا تو صحابہ شکست خوردہ ہونے لگے اس وقت حضرت ثابت بن قیس اور حضرت سالم مولیٰ ابوحذیفہ نے کہا ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر ایسے لڑتے ہیں۔ پھر ان دونوں میں سے ہر ایک نے اپنے لئے گڑھا کھودا (مورچہ بنایا) ان پر سب لوگوں نے حملہ کیا وہ دونوں ڈٹے رہے اور مقابلہ کرتے رہے حتیٰ کہ وہ دونوں شہید ہو گئے۔

اس دن ثابت نے ایک زرہ پہن رکھی تھی جو کہ نفیس قسم کی تھی۔ مسلمانوں میں سے ایک آدمی اس کے پاس سے گزرا اور اس نے وہ چُرالی۔ ایک آدمی نے خواب میں دیکھا کہ ثابت بن قیس خواب میں آئے ہیں اور اس کو کہہ رہے ہیں کہ میں تجھے وصیت کرتا ہوں تجھے خاص وصیت کہ تم یہ کہو کہ یہ خواب ہے اس کو تم محفوظ رکھو جب میں قتل کردیا گیا تو میرے پاس ایک مسلمان گزرا اس نے میری زرہ لے لی۔ اس کی منزل لوگوں کی انتہاء پر ہے اور اس کے خیمے کے پاس گھوڑا بندھا ہوا ہے جو اپنی رسّی کے ساتھ اپنی جگہ پر گردش کررہا ہے اور اس نے میری زرہ پر ہنڈیا ڈھک دی ہے اور ہنڈیا کے اُوپر پلان رکھ دیا ہے۔

تم خالد بن ولید کے پاس جاؤ اس کو کہو کہ میری زرہ میرے پاس بھیج دے وہ اس کو وہاں سے لے لے اور تم جب رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ اور نائب کے پاس جاؤ تو اس سے کہو کہ مجھ پر اتنا اتنا قرض تھا فلاں فلاں کا اور میں نے فلاں فلاں سے اتنا اتنا قرض لینا ہے وہ ادا کردیں اور وہ وصول کرلیں اور میرا فلاں غلام آزاد ہے۔ تم یہ کہنے سے گریز کرو کہ بس خواب ہے۔ یہ ایسا خواب ہے کہ تم اس کو بیان کرو۔

چنانچہ وہ شخص خالد بن ولید کے پاس آیا اس کو خبر دی انہوں نے زرہ کی تلاش کے لئے بھیجا اس نے ایک خیمہ دیکھا لوگوں کو آخر میں وہاں پر واقعی گھوڑا بندھا ہوا تھا جو اپنی جولانگاہ میں پھر رہا تھا۔ اس نے خیمہ میں دیکھا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ زرہ واقعی اس کے نیچے رکھی ہوئی ہے اس کو وہ لے آئے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس۔ پھر جب وہ مدینے میں پہنچے تو اس شخص نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو وہ خواب بتلایا، لہٰذا انہوں نے ان کی وصیت پوری فرمائی۔ ہم نہیں جانتے کسی ایسے شخص کو کہ اس کی وصیت پوری کی گئی ہو ایسی وصیت جو موت کے بعد ہوئی ہو سوائے حضرت ثابت بن قیس کے۔

مجمع الزوائد جلد ۹ صفحہ ۳۲۲ پر ہے۔ طبرانی نے اس کو روایت کیا ہے اور بنت ثابت بن قیس کو میں نہیں جانتا باقی راوی ثقہ ہیں مستدرک نے بھی جلد ۳ صفحہ ۲۳۵ پر نقل کیا ہے۔

باب ۱۵۰

حضور ﷺ کا خبر دینا اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی حفاظت کریں گے دو کذابوں کے شر سے ایک اسود عنسی دوسرا مسیلمہ، دونوں قتل کر دیئے گئے

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی محمد بن فضل نے، ان کو عبد اللہ بن محمد بن مسلم نے، ان کو سلیمان بن یوسف نے، ان کو یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے، ان کو ان کے والد صالح بن کیسان نے، اس نے ابن عبیدہ بن نشیط سے، کہا جاتا ہے کہ اس کا نام عبد اللہ بن عبد اللہ تھا یہ کہ عبد اللہ بن عبد اللہ بن عقبہ نے کہا کہ ہمیں خبر پہنچی ہے کہ مسیلمہ کذاب مدینے میں آیا اور حارث کی بیٹی کے گھر میں آ کر ٹھہرا اس لئے کہ حارث بن کریز کی بیٹی اس کی بیوی تھی اور وہی ماں تھی عبد اللہ بن عامر کی۔

رسول اللہ ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے جبکہ ثابت بن قیس بن شماس بھی ساتھ تھے۔ ثابت بن قیس وہ تھے جس کو خطیب رسول اللہ کا لقب دیا جاتا تھا۔ حضور ﷺ کے ہاتھ میں ایک لکڑی یا ڈنڈی تھی، حضور ﷺ نے وہاں جا کھڑے کھڑے اس سے بات کی۔ مسیلمہ کذاب نے حضور ﷺ سے کہا اگر آپ چاہیں تو یہ معاملہ (نبوت ورسالت کا) ہمارے لئے چھوڑ دیں یا آپ اپنے لئے بعد میں ہمارے لے طے کر دیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر آپ مجھ سے یہ لکڑی اور ڈنڈی مانگیں گے تو میں وہ بھی تمہیں نہیں دوں گا۔ البتہ دیکھتا ہوں وہی تمہیں جو میں دکھایا گیا ہوں تیرے بارے میں، ہاں یہ ثابت بن قیس ہے عنقریب یہ تجھے میری طرف سے جواب دے گا۔ یہ کہہ کر نبی کریم ﷺ چلے گئے۔

عبید اللہ بن عبد اللہ نے کہا میں نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کے خواب کے بارے میں پوچھا تھا جس کا حضور ﷺ نے ذکر فرمایا تھا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے لئے ذکر کیا گیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں سو رہا تھا میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ میرے ہاتھوں میں سونے کے کنگن رکھے گئے میں ان کو دیکھ کر گھبرایا اور ان کو ناپسند کرنے لگا، لہٰذا میرے لئے اجازت دی گئی۔ میں نے ان دونوں کو

پھونک ماری لہٰذا وہ دونوں اُڑ گئے۔ میں نے ان دونوں کی تعبیر یہ نکالی ہے کہ اس سے مراد دو کذاب ہیں۔ عبید اللہ نے کہا کہ ایک اسود عنسی کذاب تھا جس کو فیروز نے قتل کیا تھا یمن میں اور دوسرا مسیلمہ کذاب۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے سعید بن محمد جرمی سے، اس نے یعقوب بن ابراہیم سے۔

(بخاری۔ کتاب التعبیر۔ مسلم۔ کتاب الرؤیا۔ مسند احمد ۲۶۳/۱)

تحقیق اس بارے میں گزر چکی ہے حدیث نافع بن جبیر ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور ہمام بن منبہ سے، اس نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے وفود کے ذکر کے وقت۔

(۲) ہمیں خبر دی یحییٰ بن ابراہیم بن محمد بن یحییٰ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبدالوہاب نے، ان کو خبر دی جعفر بن عون نے، ان کو خبر دی مسعر نے ابوعون سے، اس نے ایک آدمی سے یہ کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جب جنگ یمامہ کی فتح کی خبر پہنچی تو وہ سجدے میں گر گئے تھے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوسعید احمد بن یعقوب ثقفی نے، ان کو محمد بن حبان انصاری نے، ان کو شیبان بن فروخ نے، ان کو مبارک بن فضالہ نے، ان کو حسن نے انس رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی مسیلمہ کذاب سے ملاقات ہوگئی تھی۔ مسیلمہ نے حضور ﷺ سے کہا تھا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں ایمان لا چکا ہوں اللہ پر اور اس کے رسولوں پر، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ ایک ایسا شخص ہے جس کو مہلت دی جا چکی ہے اس کی قوم کی ہلاکت کے لئے۔

باب ۱۵۱

حضور ﷺ کا ایمان کے بعد کفر کی طرف پلٹ جانے سے تنبیہ کرنا

اور حضور ﷺ کا وفات کے بعد آنے والی تبدیلی کے بارے میں خبر دینا نیز یہ کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایمان کے بعد کفر کی طرف لوٹ جانے والوں کے ساتھ قتال کیا تھا۔ ان لوگوں کے ساتھ مل کر جو اپنے دین پر ثابت قدم رہے تھے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو ابوالولید طیالسی نے، ان کو شعبہ نے، وہ کہتے ہیں کہا واقد بن محمد بن عبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی اس نے اپنے والد سے کہ اس نے سُنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے، وہ حدیث بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ سے کہ انہوں نے فرمایا تھا:

لا ترجعوا بعدی کفارًا یضرب بعضکم رقاب بعض

میرے بعد حالت کفر کی طرف تم لوگ نہ پلٹ جانا کہ بعض تمہارے بعض کی گردنیں مارنے لگیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوالولید سے۔ اور اس کو مسلم نے نقل کیا ہے دوسرے طریق سے شعبہ سے۔

(بخاری۔ کتاب الحدود۔ فتح الباری ۱۲/۸۵۔۱۳/۲۶۔۱۰/۸۔۸/۱۰۶۔۳/۵۷۳۔۱/۲۱۷۔ مسلم۔ کتاب الایمان۔ حدیث ۱۱۸۔ مسند احمد ۲۳۰/۱)

حدیث مذکور کے بارے میں محدث موسیٰ بن ہارون کا تبصرہ

مصنف کہتے ہیں کہ مجھے خبر پہنچی ہے موسیٰ بن ہارون سے اور وہ حفاظ حدیث میں سے تھے کہ ان سے پوچھا گیا تھا اس حدیث کے بارے میں۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ لوگ اہل ارتداد تھے جو مرتد ہو گئے تھے زکوٰۃ کا انکار کر کے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو قتل کر دیا تھا۔

بعض دیگر اہل علم کی رائے

بعض اہل علم نے کہا ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ میرے بعد کافر نہیں بن جانا یعنی مختلف فرقے نہیں بن جانا کہ بعض تمہارے بعض کی گردنیں مارنا شروع کر دیں۔ لہٰذا تم اس طرح کفار کے ساتھ مشابہ ہو جاؤ گے۔ بے شک کفار ایک دوسرے پر زیادتی کرنے والے ہوتے ہیں، ان کے بعض بعض کی گردنیں مارتے ہیں جبکہ مسلمان ایک دوسرے کو مہلت دینے والے ہوتے ہیں باہم بھائی چارہ نبھانے والے ہوتے ہیں، بعض ان کا بعض کی گردنوں کو محفوظ بناتا ہے۔ اور کہا گیا کہ اس کا مطلب میرے بعد کفار نہ بن جانا یعنی اسلحہ کے زور پر کافر بنانے والے۔

میں تمہارا پیش رو ہوں حوض کوثر پر جو آئے گا وہ پیئے گا جو پیئے گا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو حسین بن حسن بن مہاجر نے اور محمد بن نعیم اور احمد بن سلمہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے قتیبہ بن سعید نے، ان کو یعقوب بن عبدالرحمن نے، ان کو ابوحازم نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا سہل سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے، آپ نے فرمایا تھا میں تم سب کے لئے پیش رو ہوں۔ حوض کوثر پر جو بھی آئے گا وہ اس سے پیئے گا اور جو پیئے گا وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا اور البتہ ضرور کچھ اقوام میرے پاس آئیں گی میں ان کو پہچانوں گا اور وہ مجھے پہچانیں گی اس کے بعد میرے اور ان کے درمیان دیوار اور پردہ حائل کر دیا جائے گا۔

ابوحازم کا قول اور حدیث رسول کہا جائے گا آپ کو نہیں معلوم کہ آپ کے بعد ان لوگوں نے کیا عمل کئے تھے

ابوحازم کہتے ہیں کہ نعمان بن ابوعیاش نے سنا تھا میں ان لوگوں کو یہ حدیث بیان کر رہا تھا۔ اس نے پوچھا کہ کیا تم نے اسی طرح حضرت سہل سے یہ حدیث سنی تھی کہ وہ کہہ رہے تھے؟ میں نے بتایا کہ جی ہاں! انہوں نے کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں ابوسعید خدری کے بارے میں کہ میں نے ان سے یہ حدیث سنی تھی وہ اس میں یہ اضافہ کرتے تھے کہ میں یہ کہوں گا کہ بے شک یہ لوگ مجھ سے ہیں جو آئے ہیں۔ پس کہا جائے گا کہ بے شک آپ نہیں جانتے جو کچھ انہوں نے آپ کے بعد عمل کیا تھا۔ لہٰذا میں کہوں گا دوری ہو دوری ہو اس کے لئے جس نے میرے بعد تبدیلی کر لی تھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے اور مسلم نے صحیح میں قتیبہ سے۔ (بخاری۔ کتاب الفتن۔ مسلم۔ کتاب الطہارۃ۔ حدیث ۳۹۔ مسند احمد ۱/۲۵۷)

اور حدیث ثوبان میں کہا گیا ہے قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ بعض قبائل میری اُمت میں سے لاحق ہو جائیں گے (جا ملیں گے) مشرکین کے ساتھ اور حتیٰ کہ کچھ قبائل میری اُمت کے بتوں کی عبادت کریں گے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر بن اسحاق نے، ان کو ابو مسلم نے، ان کو سلیمان بن حرب نے، ان کو حماد نے ایوب سے، اس نے ابوقلابہ سے اس نے ابو اسماء سے، اس نے ثوبان سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے طویل حدیث میں اس کو مسلم نے نقل کیا ہے صحیح مسلم میں۔

تحقیق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے :

یا ایھا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہٖ فسوف یاتی اللّٰہ بقوم یحبھم و یحبونہ اذلہ علی المؤمنین اعزۃ علی الکافرین یجاھدون فی سبیل اللّٰہ ولا یخافون لومۃ لائم ذلک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشآء واللّٰہ واسع علیم۔

(سورۃ مائدہ : آیت ۵۴)

اے اہل ایمان! جو شخص تم میں سے پھر جائے اپنے دین سے تو عنقریب اللہ تعالیٰ ایک ایسی قوم کو لے آئے گا جن کو وہ پسند کرے گا اور وہ بھی اللہ کو پسند کریں گے۔

لہٰذا مرتد ہو گیا تھا جس کو مرتد ہونا تھا نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد۔ لہٰذا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے قتال کیا، ان صحابہ سمیت جنہوں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اطاعت کی مہاجر و انصار میں سے اور ان مسلمانوں سمیت جو اسلام پر ثابت قدم تھے تمام قبائل کے مسلمانوں سمیت۔ ان کو اللہ کے دین کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت ان پر اثر انداز نہ ہوئی حتیٰ کہ ان سب مسلمانوں نے ان مرتدین پر غلبہ حاصل کیا اور جو باقی رہ گئے تھے وہ واپس اسلام کی طرف لوٹ آئے۔ اسی لئے حضرت حسن بصریؒ نے آیت مذکور کی تفسیر میں وہ بات کہی ہے۔

آیت مذکور کی تفسیر کے بارے میں حضرت حسن بصریؒ کا قول

انہوں نے آیت مذکور کی تفسیر کے بارے میں وہ روایت درج کی ہے جس کی ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو اسماعیل بن محمد بن صفار نے، ان کو عباس بن محمد بن حاتم دوری نے، ان کو یحییٰ نے، ان کو حسین بن صالح نے ابو بشر سے، اس نے حسن سے کہ

فسوف یاتی اللّٰہ بقوم یحبھم و یحبونہ

عنقریب اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو لائے گا جس کو وہ پسند کرے گا وہ اللہ سے محبت کریں گے۔

حسن بصریؒ نے کہا اس سے مراد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور ان کے اصحاب ہیں۔

سری بن یحییٰ حسن بصریؒ سے اس کی متابع روایت لایا ہے اور یہ روایت اس روایت کے مخالف نہیں ہے جو اس بارے میں اہل یمن کے بارے میں ہے۔ بس جو باقی رہ گئے تھے یمن کے مہاجرین میں سے وہ جملہ اصحاب ابوبکر رضی اللہ عنہ میں سے تھے۔ جب انہوں نے بھی قتال کیا اہل ارتداد کے ساتھ۔ لہٰذا اللہ کی حمد و شکر کے ساتھ حدیث مذکور کی تصدیق پائی گئی ہے اس تمام کے اندر۔ وباللّٰہ التوفیق

☆☆☆

باب ۱۵۲

حضور ﷺ کا خبر دینا اس بات کی کہ مسلمان جزیرۃ العرب میں شیطان کی عبادت نہیں کریں گے۔ اس سے حضور ﷺ کی مراد آپ کے اصحاب تھے اور ان کے بعد جو لوگ تھے وہ ایسے تھے جیسے آپ نے فرمایا تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابو بکر محمد بن احمد بن عبداللہ نوقانی نے وہاں پر، ان کو ابو عبداللہ بن محمد بن عبداللہ اصفہانی صفار نے، ان کو احمد بن عصام نے، ان کو مؤمل بن اسماعیل نے، ان کو سفیان ثوری نے ابو زبیر سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک شیطان تحقیق نا امید ہو چکا ہے کہ نمازی اس کی عبادت کریں لیکن ان کے آپس کے خصومات میں جنگوں میں اور معاملات میں وہ دوڑے گا۔

(۲) ہمیں خبر دی ابو القاسم زید بن ابو ہاشم علوی نے کوفہ میں، ان کو خبر دی ابو جعفر محمد بن علی دحیم نے، ان کو ابراہیم بن عبداللہ نے، ان کو خبر دی وکیع نے اعمش سے، اس نے ابو سفیان سے، اس نے جابر سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک شیطان مایوس ہو چکا ہے کہ نماز میں اس کی عبادت اور پوجا کریں گے جزیرۃ العرب میں۔ یا باقی تحریک کرتا رہے گا لوگوں کو ابھارتے رہنا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابو بکر بن ابو شیبہ سے اس نے وکیع سے۔

(مسلم۔ کتاب المنافقین۔ حدیث ۶۵ ص ۴/۲۱۶۷۔ ترمذی۔ کتاب البر والصلۃ۔ حدیث ۱۹۳۷ ص ۴/۳۳۰۔ مسند احمد ۳/۳۱۳)

باب ۱۵۳

۱۔ حضور ﷺ کا اپنی بیٹی کو خبر دینا اپنی وفات کے بارے میں۔
۲۔ نیز یہ خبر دینا کہ تم پہلی ہو گی میرے ساتھ لاحق ہونے والی میرے گھرانے میں سے۔
۳۔ لہٰذا دونوں باتیں درست ثابت ہوئیں جیسے آپ نے فرمایا تھا۔

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ اور ابو بکر احمد بن حسین قاضی نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق صغانی نے، ان کو ابو نعیم نے، ان کو زکریا بن ابو زائدہ نے فراس سے، اس نے شعبی سے، اس نے مسروق سے، اس نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے، فرماتی ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آئی وہ ایسے چلتی تھی گویا رسول اللہ ﷺ کی چال ہے، جیسے حضور چلتے تھے۔ حضور ﷺ نے خوش آمدید کہا اپنی بیٹی کو، پھر دائیں یا بائیں جانب بٹھایا۔

اس کے بعد آپ نے ان کے کان میں راز کی بات کہی جس سے وہ رو پڑیں۔ میں نے کہا کہ حضور ﷺ نے کوئی خاص بات کہی ہے آپ سے کیوں رو پڑیں۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے دوبارہ آہستہ سے کوئی بات کہی جس سے وہ ہنس پڑیں۔ میں نے کہا کہ آج کے دن سے زیادہ بہتر کوئی دن نہیں دیکھا جس میں غم کے ساتھ خوشی بھی قریب قریب ہے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے وہ بات پوچھنے کی کوشش کی مگر وہ بولی کہ میں رسول ﷺ کا راز فاش نہیں کر سکتی حتیٰ کہ جب حضور ﷺ فوت ہو گئے تو میں نے آپ سے پوچھا تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ حضور ﷺ نے آہستہ سے مجھے یہ بات بتائی کہ جبرائیل علیہ السلام ہر سال مجھے قرآن مجید ایک مرتبہ دور کراتے تھے مگر اس نے اس دفعہ دو مرتبہ میرے ساتھ دور کیا ہے۔ اس کا مطلب میں اس کے سوا نہیں سمجھتا کہ میرا اجل قریب آ چکا ہے۔ اور تم فاطمہ میرے گھرانے میں سب سے پہلی ہو گی مجھے ملنے والی۔ چنانچہ میں بہتر ہوں تیرے لئے آگے بھیجا ہوا۔ میں اسی لئے روئی تھی۔ اس کے بعد انہوں نے فرمایا تھا کہ کیا آپ راضی نہیں ہو کہ اس اُمت کی عورتوں کی سردار بن جاؤ، یا مؤمنوں کی عورتوں کی کہا تھا۔ لہٰذا میں ہنس پڑی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے ابونعیم سے اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریق سے ذکر کیا ہے۔

(بخاری۔ کتاب الاستیذان۔ مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۹۹ ص ۱۹۰۵۔ مسند احمد ۶/۲۸۲۔ طبقات کبریٰ ۲/۲۴۷)

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی وفات کے بعد دیر تک زندہ رہیں

اہل علم نے اختلاف کیا ہے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ٹھہرے رہنے کے بارے میں۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد حتیٰ کہ انتقال کر گئیں، ایک قول ہے کہ صرف دو ماہ اور یہ قول بھی ہے کہ تین ماہ اور یہ بھی کہا گیا کہ چھ ماہ اور یہ بھی کہا گیا آٹھ ماہ، مگر صحیح الروایات زہری کی روایت عروہ سے، اس نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے، وہ فرماتی ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی وفات کے بعد چھ ماہ تک زندہ رہیں تھیں۔

اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابوالیمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی شعیب نے اور ہمیں خبر دی ہے حجاج بن ابومنیع نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمارے دادا نے مجموعی طور پر زہری سے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عروہ نے یہ کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس کو خبر دی ہے، وہ فرماتی ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا زندہ رہی تھی رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد صرف چھ ماہ تک۔

بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ مسلم۔ کتاب الجہاد ص ۱۳۸۰)

باب ۱۵۴

حضور ﷺ کا خبر دینا سہیل بن عمرو بن عبد شمس کی مقال کے بارے میں اور اس کا رجوع کرنا ایسی بات کی طرف۔ پھر وہی ہوا جو کچھ آپ نے خبر دی تھی

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو علی بن عیسیٰ نے، ان کو ابراہیم بن ابوطالب نے، ان کو ابن عمر ؓ نے، ان کو سفیان نے عمر سے، اس نے حسن بن عمر سے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب ؓ نے نبی کریم ﷺ سے کہا یارسول اللہ مجھے اجازت دیجئے میں سہل بن عمرو کی گھاٹی بند کر دوں۔ لہٰذا وہ ہمیشہ کے لئے کبھی بھی اپنی قوم میں خطیب بن کر کھڑا نہیں ہوگا۔

حضور ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ اسے چھوڑ یئے ممکن ہے کہ وہ کسی دن آپ کو خوش کر دے اور تیرا رازدار بن جائے۔ سفیان نے کہا ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کا انتقال ہو گیا تو اہل مکہ میں سے کچھ لوگ بد کنے یا نفرت کرنے لگے تو سہیل بن عمرو کعبے کے پاس کھڑے ہو گئے اور انہوں نے اسلام کی تائید میں خطبہ دیا۔

خطیب قریش حضرت سہیل بن عمرو کا اسلام کی تائید میں کعبۃ اللہ کے پہلو میں خطبہ دینا

سفیان کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ فوت ہو گئے تو اہل مکہ میں سے کچھ لوگوں نے اسلام سے دوری ونفرت کا اظہار کیا، اس وقت خطیب قریش حضرت سہیل بن عمرو نے کعبہ کے پاس کھڑے ہو کر یہ خطبہ ارشاد فرمایا :

من کان محمد الٰھہ فان محمدًا قد مات واللّٰہ حیّ لا یموت

جس شخص نے الٰہ معبود ومشکل کشا محمد تھے وہ اچھی طرح سن لے کہ محمد ﷺ تو فوت ہو گئے ہیں مگر اللہ زندہ ہے وہ کبھی نہیں مرے گا۔

حضرت سہیل بن عمرو کی شام کی سرحد پر مرابط فی سبیل اللہ کی حیثیت سے طاعون میں شہادت

امام بیہقی فرماتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ پھر سہیل بن عمرو ؓ فاروق اعظم ؓ کے عہد حکومت میں لاحق ہو گئے تھے شام سے۔ وہ مرابط فی سبیل اللہ تھے یعنی جہاد کے لئے اپنا گھوڑا باندھ کر ہمہ وقت تیار تھے کہ طاعون عمواس کے پھیلنے سے بیمار ہوئے اور اس میں وہیں شہید ہو گئے تھے۔

باب ۱۵۵

حضور ﷺ کا خبر دینا حضرت براء بن مالک انصاری ؓ کے حال کے بارے میں کہ وہ ان لوگوں میں سے ہیں کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کو قسم دے کر دعا کریں تو اللہ ضرور اس کی قسم کو پورا کر دے گا اور اس بارے میں اللہ کے رسول کے قول کی تصدیق کرنا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نحوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو محمد بن عزیز ایلی نے سلامہ بن روح سے، اس نے عقیل سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن شہاب نے انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کہتے ہیں لوگ جو ضعیف وکمزور ہیں، اپنے آپ کو کمزور قرار دیتے ہیں، پرانی دو چادروں میں ملبوس ہوتے ہیں، مغلوب الحال ہوتے ہیں بظاہر، مگر اللہ کے ہاں ان کا اتنا عظیم مقام ہوتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کو قسم دے کر کچھ کہیں تو وہ اس کو پورا

کردے گا یعنی اگر وہ یوں کہہ دیں قسم کھا کر کہ اللہ ضرور ایسا کرے گا تو واقعی اللہ تعالیٰ ویسا کردے گا اور اس کی قسم کو سچا کردے گا۔ ان عظیم لوگوں میں سے ایک حضرت براء بن مالک بھی ہیں۔

حضرت براء بن مالک کا اللہ کو قسم دینا اور اللہ کا پورا کرنا جہاں یہ واقعہ حضرت براء کی کرامت ہے وہاں رسول اللہ ﷺ کی نبوت ورسالت کی سچائی کی دلیل ہے

بے شک براء بن مالک جہادی لشکر میں مشرکین سے ٹکرائے، مسلمان عاجز و درماندہ ہونے لگے تو سب نے کہا تھا اے براء بے شک نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کو قسم دو گے تو وہ تجھے سچا کریں گے، تیری قسم پوری کردیں گے لہٰذا اپنے رب کو قسم دو۔ لہٰذا حضرت براء نے کہا، میں تجھے قسم دیتا ہوں اے میرے رب! البتہ ان کے کندھے ہمیں عطیہ کر۔ لہٰذا ان کے کندھے فی الحقیقت ان کے حوالے کئے گئے (یعنی مسلمانوں نے ان کو خوب مارا)۔ اس کے بعد سوس کے پُل پر جنگ ہوئی مشرکین نے مسلمانوں میں شدید خونریزی کی تو مسلمانوں نے کہا اے براء اپنے رب پر قسم دو۔ اس نے پھر کہا اے میرے رب! میں قسم دیتا ہوں کہ تو ان لوگوں کو غلبہ عطا فرما۔ مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی مگر حضرت براء قتل ہو کر شہید ہوگئے۔ (مستدرک حاکم ۲۹۲:۳)

مصنف فرماتے ہیں، میں کہتا ہوں کہ براء بن مالک اس وقت نہیں بلکہ عہد عمر فاروق ؓ میں یوم تستر میں قتل ہوئے تھے۔

باب ۱۵۶

نبی کریم ﷺ کا مُحدَّثین کے بارے میں خبر دینا جو اُمم میں تھے

اور وہ اگر میری اُمت میں ہوئے تو ان میں سے ایک عمر بن خطاب ؓ ہوں گے پھر ویسے ہی ہوا جیسے خبر دی تھی

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن اسحاق نے، ان کو خبر دی بشر بن موسیٰ نے، ان کو حمیدی نے، ان کو سفیان نے، ان کو محمد بن عجلان نے کہ اس نے سُنا سعد بن ابراہیم سے، وہ حدیث بیان کرتے ہیں ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے، وہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک تمام اُمتوں میں محدثین لوگ ہوا کرتے ہیں یعنی اپنی فراست سے اللہ کی مرضی کو بھانپ کر اس کے مطابق بات کرتے تھے۔ اگر اس اُمت میں ہوا تو وہ عمر بن خطاب ؓ ہیں۔

مسلم اس کو روایت کیا ہے عمرو بن ناقد سے اس نے سفیان سے۔ (مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۲۳ ص ۱۸۶۴)

اور بخاری و مسلم نے اس کو روایت کیا ہے حدیث ابراہیم بن سعد سے، اس نے اپنے والد سے۔ (بخاری۔ حدیث ۳۵۸۹۔ فتح الباری ۴۲/۷)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبیداللہ بن موسیٰ نے، ان کو خبر دی اسرائیل کوفی نے ولید بن قیزار سے، اس نے عمرو بن میمون سے، اس نے حضرت علی ؓ سے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم انکار نہیں کر سکتے تھے کثیر تعداد تھے اصحاب محمد ﷺ کہ سکینہ اور وقار بول لیتا ہے عمر بن خطاب ؓ کی زبان پر۔ زر بن حبیش سے اور شعبی نے حضرت علی ؓ سے اس روایت کا تابع بیان کیا گیا ہے۔

(۳) ہمیں خبر دی محمد بن حسین قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو مسلم بن ابراہیم نے، ان کو شعبہ نے قیس بن مسلم سے طارق بن شہاب سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کو یہ بیان کیا جاتا تھا کہ عمر بن خطاب فرشتے کی زبان بولتے ہیں یعنی ان کی زبان پر گویا فرشتہ کلام کرتا ہے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی حمزہ بن عباس عقبی نے، ان کو عبدالکریم بن ہیثم دیر عاقولی نے، ان کو احمد بن صالح نے، ان کو وہب نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبدالرحمٰن محمد بن حسین سلمی نے، ان کو خبر دی ابوالحسین محمد بن محمد یعقوب حجاج حافظ نے، ان کو خبر دی احمد بن عبدالوارث بن جریر عسال نے مصر میں، ان کو حارث بن مسکین نے، ان کو خبر دی ابن وہب نے۔

وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی یحییٰ بن ایوب نے ابن عجلان سے، اس نے نافع سے، اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر بھیجا اور اس پر امیر مقرر کیا ایک آدمی کو اس کو ساریہ کہا جاتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطبہ دے رہے تھے اچانک چیخ کر کہنے لگے اے ساریہ! پہاڑ کی طرف سے بچو۔ لہٰذا لشکر میں سے نمائندہ آیا اس نے بتایا کہ اے امیر المؤمنین! ہم لوگ دشمن سے نبرد آزما تھے اور ہم شکست خوردہ ہونے لگے تھے۔ اچانک ہم نے سُنا کہ کوئی چیخنے والا چیخ کر کہہ رہا ہے اے ساریہ! پہاڑ کے ساتھ بچو۔ لہٰذا ہم لوگوں نے پہاڑ کے ساتھ سہارا لے لیا۔ لہٰذا اللہ نے ان لوگوں کو شکست دے دی۔ ہم لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا حضرت آپ ہی تو چیخے تھے اس لفظ کے ساتھ۔

ابن عجلان کہتے ہیں اور ہمیں حدیث بیان کی ہے ایاس بن معاویہ بن قرہ نے اس کے ساتھ۔ واللہ اعلم

باب ۱۵۷

حضور ﷺ کا یہ خبر دینا کہ آپ کی ازواج مطہرات اُم المؤمنین میں سے جلدی اور پہلے کونسی زوجہ محترمہ حضور ﷺ کے ساتھ لاحق ہو گی پھر وہی ہوا جیسے آپ نے خبر دی تھی

(۱) ہمیں خبر دی ابوعلی الحسن بن احمد بن ابراہیم بن شاذان نے، ان کو خبر دی حمزہ بن محمد بن عباس نے، ان کو عباس دوری نے، ان کو ابوسلمہ نے، ان کو ابوعوانہ نے، اس نے عامر سے، اس نے مسروق سے، اس نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ فرماتی ہیں ازواج رسول ایک دن جمع ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں سے کونسی زوجہ آپ کے ساتھ زیادہ جلدی پہنچے گی؟

حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جس کے ہاتھ لمبے ہوں گے۔ فرماتی ہیں ہم لوگوں نے کانا اُٹھایا اور ایک دوسرے کے ہاتھ ناپنا شروع کر دیئے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ بی بی سودہ رضی اللہ عنہا ہم میں سے لمبی کلائیوں والی تھیں۔

فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کی وفات ہوگئی لہٰذا سودہ بنت زمعہ ہم میں سے زیادہ جلدی حضور ﷺ کے ساتھ لاحق ہونے والی تھیں۔ ہم نے اب سمجھا کہ ان کے طول ید سے مراد ان کا کثرت کے ساتھ صدقہ کرنا تھا۔ وہ ایک ایسی عورت تھی کہ صدقہ کرنے کو پسند کرتی تھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے موسیٰ بن اسماعیل سے۔ (بخاری۔ کتاب الزکاۃ۔ فتح الباری ۳/ ۲۸۵۔۲۸۶)

اسی طرح اس روایت میں ہے کہ ان سب میں زیادہ جلدی ان کے ساتھ لاحق ہونے والی سودہ رضی اللہ عنہا تھیں اور وہ روایت جو اس پر دلالت کرتی ہے اس حدیث کے علاوہ دوسری حدیث کہ زینب رضی اللہ عنہا سب سے زیادہ طویل الید تھیں صدقہ کرنے کی وجہ سے، وہ حضور ﷺ کے ساتھ جلدی لاحق ہونے والی تھیں۔ (فتح الباری ۳/ ۲۸۶۔۲۸۸)

نوٹ : ابن جوزی کہتے ہیں کہ یہ روایت غلط ہے۔ بعض راویوں کی طرف سے اور بخاری پر حیرانی ہے کہ وہ اس پر متنبہ نہیں ہوئے اور نہ ہی شراح اور نہ ہی خطابی اس کے فساد پر مطلع ہوئے کہ انہوں نے بھی لحوق سودہ رضی اللہ عنہا کو اعلام نبوت کہہ دیا ہے جبکہ وہ سیدہ زینب تھی اطول الید صدقہ کی وجہ سے۔

اسی کتاب کے حاشیہ پر لمبی تفصیل اور تحقیق درج ہے وہیں ملاحظہ فرمائیں۔ (مترجم)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ بن یعقوب نے، ان کو عبداللہ بن محمد نے، ان کو محمود بن غیلان نے، ان کو فضل بن موسیٰ نے، ان کو طلحہ بن یحییٰ نے سیدہ عائشہ بنت طلحہ سے، اس نے سیدہ عائشہ اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا سے۔

فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے سب سے زیادہ جلدی میرے ساتھ ملنے والی لمبے ہاتھوں والی ہوگی۔ لہٰذا ازواج مطہرات اپنے ہاتھوں کو باہم ناپنے لگیں۔ فرماتی ہیں کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا ہم میں سے طویل الید تھیں اس لئے وہ اپنے ہاتھ سے کام کرتی تھیں اور اس کے ساتھ صدقہ کر دیتی تھیں۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمود بن غیلان سے۔ (مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ ص ۱۹۰۷)

اور اسی طرح اس کو روایت کیا ہے زکریا بن ابوزائدہ نے عامر شعبی سے مگر اس نے مرسل بیان کیا ہے (صحابی کا نام ترک کر دیا ہے)۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، یونس بن زکریا بن ابوزائدہ سے، اس نے عامر شعبی سے، وہ کہتے ہیں کہ عورتوں نے کہا تھا رسول اللہ ﷺ سے کہ ہم میں سے کونسی زیادہ جلدی آپ کے پاس لاحق ہوگی؟ آپ نے فرمایا تم میں سے طویل الید لمبے ہاتھوں والی۔ لہٰذا وہ باہم کلائیاں ناپنے لگیں کہ کونسی طویل الید ہے۔

جب سیدہ زینب رضی اللہ عنہا پہلے انتقال کر گئیں تو سب نے جان لیا کہ وہ ان سب میں لمبے ہاتھ والی تھیں خیر کے کاموں میں اور صدقہ کرتی تھیں۔

☆☆☆

باب ۱۵۸

نبی کریم ﷺ کا اویس قرنی[1] کے بارے میں خبر دینا

اس کے وصف بیان کرنا اور اس کا امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آنا اس کیفیت کے ساتھ جو رسول اللہ ﷺ نے ذکر کی تھی اور اس میں جن آثار کا ظہور ہوا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالحسن احمد بن محمد عنزی نے، ان کو عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو عبدالسلام بن مطہر نے، ان کو سلیمان بن مغیرہ نے جریری سے، اس نے ابونضرہ سے، اس نے اسیر بن جابر سے، اس نے طویل حدیث ذکر کی ہے۔ اس میں کہا ہے، اہل کوفہ کے لئے یہ فیصلہ کیا گیا کہ وہ آئیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس اور ان میں وہ آدمی ضرور آئیں جو اس کو ایذا پہنچاتا ہے۔ یعنی اویس کو ایذا پہنچاتا تھا۔

کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا یہاں پر قرنیوں میں سے کوئی ایک موجود ہے؟ کہتے ہیں کہ پھر وہ آدمی بُلایا گیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حدیث بیان فرمائی تھی کہ ایک آدمی اہل یمن میں سے آپ کے پاس آئے گا۔ اس کے جسم پر سفید داغ ہوں گے، اس کو دعا دینے والی صرف اس کی ماں ہے۔ اس نے اللہ سے دعا کی کہ وہ اس سے دُور ہو جائے۔ لہٰذا اللہ نے اُس سے دُور کر دیا مگر ایک دینار یا درہم کے بقدر باقی ہے، اس کا نام اُویس ہے۔ تم میں سے جو شخص اس کو ملے اس سے التجا کرے کہ وہ تمہارے لئے اللہ سے استغفار کرے۔ (مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ ص ۱۹۶۸)

راوی نے آگے حدیث بیان کی ہے۔ اسی قدر مسلم نے نقل کیا ہے صحیح حدیث میں حدیث ہاشم سے، اس نے سلیمان سے۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو علی بن حمشاذ نے، ان کو حسین بن فضیل بجلی اور محمد بن غالب ضبی نے، ان دونوں نے ہمیں حدیث بیان کی ہے عفان بن مسلم نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو سعید بن جریری نے ابونضرہ سے، اس نے جابر سے، وہ کہتے ہیں جب اہل یمن آئے تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے تعلق تلاش کرنا شروع کیا، فرمایا کہ کیا تمہارے اندر کوئی قرن میں سے ہے۔ حتیٰ کہ اہل قرن تک پہنچے (پوچھتے پوچھتے)۔ انہوں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ لوگوں نے بتایا کہ ہم اہل قرن ہیں۔ لہٰذا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور اویس رضی اللہ عنہ کی لائن مل گئی۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس تعلق کو پکڑ لیا اور اویس کو اس کی صفت سے پہچان لیا۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ اویس نام ہے۔ پوچھا کہ کیا تیری والدہ ہے؟ اُس نے بتایا کہ جی ہاں والدہ ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا تیرے سفید داغ میں سے کوئی شئی باقی ہے۔ اس نے بتایا کہ میں نے اللہ سے دعا کی تھی اس نے ان کو مجھ سے دُور کر دیا ہے۔ مگر صرف ایک درہم کی جگہ باقی ہے میری ناف کے پاس تاکہ میں اس کے ذریعہ اپنے رب کو یاد رکھوں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے التجا کی میرے لئے دعا اور استغفار کریں۔ اس نے کہا کہ آپ زیادہ حق دار ہیں اس کے کہ میرے لئے استغفار کریں۔ آپ رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں۔

---

[1] دیکھئے: طبقات ابن سعد ۶/۱۶۱۔ حلیۃ الاولیاء ۲/۷۹۔ تہذیب التہذیب ۱/۳۸۶۔ تاریخ دمشق کبیر ۳/۱۵۷۔ میزان الاعتدال ۱/۲۸۷۔۲۷۸۔

حضرت عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا، آپ ﷺ فرماتے تھے کہ بے شک سب تابعین سے بہتر آدمی وہ آدمی ہے جس کو اویس قرنی کہتے ہیں ''ان کی والدہ ہے''۔ اس کو بیاض تھا اس نے دعا کی اللہ نے وہ دُور کر دیا ہے۔ مگر ایک درہم کی جگہ اس کی ناف میں باقی ہے۔ فرمایا کہ اس نے حضرت عمرؓ کے لئے استغفار کیا۔

راوی نے حدیث کو ذکر کیا ہے، مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث عفان سے مختصر طور پر۔ (مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ ص ۱۹۶۸)

اور اس نے ان کے اول قصے کا ذکر نہیں کیا۔ ابوبکر نے ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقریؒ نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یونس بن یعقوب نے۔

(۳) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو عبداللہ بن یعقوب شیبانی نے، ان کو یحییٰ بن محمد نے، ان کو مسدد نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے معاذ بن ہشام نے، ان کو ان کے والد نے قتادہ سے، اس نے زرارہ بن اوفیٰ سے، اس نے اُسیر بن جابر سے، اس نے کہا کہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطابؓ جب ان کے پاس آئے۔ (اور مقری کی روایت میں ہے کہ) جس وقت اہل یمن کی امدادی جماعت مجاہدین کی اور جیوش اسلام کی مدد کے لئے پہنچی تو حضرت عمرؓ نے ان سے پوچھا کہ تمہارے اندر اویس بن عامر ہے۔ حتیٰ کہ اویس تک پہنچے۔

انہوں نے پوچھا کہ کیا تم اویس بن عامر ہو؟ اس نے بتایا کہ جی ہاں! انہوں نے پوچھا کہ قبیلہ مراد سے ہو، پھر قرن سے؟ اس نے بتایا کہ جی ہاں۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ تیرے ساتھ برص کا مرض تھا، تو اس سے ٹھیک ہو گیا مگر ایک درہم کی جگہ باقی ہے؟ اس نے بتایا کہ جی ہاں۔ انہوں نے پوچھا کیا تیری والدہ ہیں؟ اس نے بتایا کہ جی ہاں! ہیں۔

حضرت عمر بن خطابؓ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا، وہ فرمارہے تھے تمہارے اُوپر اویس بن عامر آئے گا اہل یمن کے امدادی مجاہدین کی جماعت کے ساتھ۔ وہ اہل یمن سے ہوگا قبیلہ مراد سے۔ اس کے بعد فرمایا قرن سے اس کو سفید داغوں کا مرض تھا وہ اس سے تندرست ہو گیا مگر ایک درہم کی جگہ رہ گیا۔ اس کی والدہ ہے وہ اس کے ساتھ نیکی اور خدمت کرتا ہے۔ اگر وہ شخص اللہ پر قسم ڈالے تو ضرور وہ اس کو پورا کر دے گا۔ اگر تم سے ہو سکے تو وہ تیرے لئے استغفار کرے تو ضرور ایسا کرنا۔ لہٰذا اب تم میرے لئے استغفار کرو۔ لہٰذا اس نے ان کے لئے استغفار کیا۔

اس کے بعد حضرت عمرؓ نے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے بتایا کہ کوفہ جانا ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا میں تیرے لئے کوفہ کے عمال کی طرف خط لکھ دوں؟

اور مقریؒ کی روایت میں ہے کہ میں کوفہ کے عامل کی طرف لکھ دوں؟ وہ تیرے ساتھ خیر کی وصیت قبول کریں گے۔ البتہ میں ہو جاؤں گا لوگوں کے متفرق گروہ میں (یعنی عوامی گروہ میں)۔ اور مقری کی ایک روایت میں ہے کہ غریب لوگوں میں رہنا مجھے زیادہ پسند ہے۔

جب اگلا سال آیا ایک آدمی نے حج کیا اس اشراف میں سے۔ لہٰذا حضرت عمرؓ نے اویس قرنی کے بارے میں اس سے دریافت کیا کہ تم اس کو کیسا چھوڑ آئے ہو؟ یعنی وہ کیسے تھے؟ اس نے کہا اس کو اس حال میں چھوڑ آیا ہوں کہ پُرانا اور بوسیدہ گھر تھا، پھٹے پُرانے کپڑے تھے۔ سامان مال ومتاع قلیل تھا۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا فرمارہے تھے، تمہارے پاس اویس بن عامر آئیں گے اہل یمن کے مجاہدین و معاصرین کے ساتھ قبیلہ مراد کے ہوں گے۔ پھر مقام قرن کے ہیں ان کو برص کی بیماری تھی اب اس سے تندرست ہو گیا ہے مگر ایک

درہم کا مقام باقی ہے، اس کی والدہ ہے وہ اس کی خدمت کرتا ہے۔ وہ اللہ پر قسم ڈال دے تو اللہ اس کی قسم کو پورا کر دے گا۔ اگر تم استطاعت پاؤ کہ وہ تمہارے لئے استغفار کرے تو ضرور ایسا کروانا یعنی اس سے استغفار کروانا۔ جب وہ آدمی آیا تو وہ سیدھا اویس کے پاس پہنچا اور اس سے کہا میرے لئے استغفار کیجئے۔ اویس نے کہا کہ آپ ابھی ابھی نیک سفر (حج) سے آئے ہو لہٰذا آپ ہی میرے لئے بخشش طلب کرو۔ اس شخص نے پوچھا کہ کیا آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مل چکے ہو؟ اُس نے بتایا کہ جی ہاں! اس نے کہا کہ ان کے لئے بھی استغفار کیجئے۔

کہتے ہیں کہ اس طرح لوگ ان کو بھانپ گئے لہٰذا وہ اپنے ہی رُخ پر چلا گیا اور کہا کہ اچھا میں چلتا ہوں۔ وہ شخص کہتے ہیں میں نے اس کو ایک چادر پہنائی۔ جب کوئی انسان اس کو دیکھتا تھا تو کہتا تھا کہ یہ چادر کہاں سے آ گئی اویس کے پاس۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں اپنے طول کے ساتھ اسحاق بن ابراہیم سے اور محمد بن مثنیٰ سے اور محمد بن بشار سے، اس نے معاذ سے، اس نے ہشام سے۔ (مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۲۲۵ ص ۱۹۶۹)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو اسماعیل بن اسحاق نے، ان کو بدیہ نے، ان کو مبارک بن فضالہ نے، ان کو ابوالاصفر نے، صعصعہ بن معاویہ سے وہ احنف کے چچا ہوتے ہیں۔ یہ کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا ہم لوگوں کو رسول اللہ ﷺ نے حدیث بیان کی تھی کہ عنقریب تابعین میں سے ایک آدمی قرن سے آئے گا اس کو اویس بن عامر کہا جائے گا۔ اس کو سفید داغ نکل آئے تھے اس نے اللہ سے دعا مانگی کہ وہ اس کو اس سے دُور کر دے، اللہ نے دُور کر دیا۔ وہ کہنے لگا، اے اللہ! میرے جسم پر اس میں سے اس قدر باقی رہنے دے جس سے میں تیری نعمت کو یاد کروں جو مجھ پر آپ نے کی۔ لہٰذا اس کے جسم پر اس قدر چھوڑ دیا گیا جس سے وہ اپنے اُوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرتا ہے۔ تم میں سے جو شخص اس کو پالے اور اس سے دعائے مغفرت کروا سکے تو ضرور کروائے۔

(مسلم حدیث ۲۲۴۔ کتاب فضائل الصحابہ ص ۱۹۶۸)

(۵) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد دوری نے، ان کو ابونعیم نے، ان کو شریک نے، ان کو یزید بن ابوزیاد نے، عبدالرحمن بن ابولیلیٰ سے، وہ کہتے ہیں کہ جب جنگ صفین والا دن آیا تو ایک منادی کرنے والے نے منادی کی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے اصحاب علی کو۔ کیا تمہارے اندر اویس قرنی ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ہاں موجود ہے لہٰذا اس اعلان کرنے والے نے اپنی سواری کے جانور کو ایڑ لگائی حتیٰ کہ وہ اصحاب علی کے ساتھ لاحق ہو گیا۔ پھر اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ سے سُنا تھا آپ فرما رہے تھے تمام تابعین میں بہترین تابعی اویس قرنی ہوں گے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوزکریا یحییٰ بن محمد عنبری نے، ان کو محمد بن عبدالسلام نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم نے، ان کو خبر دی عبدالوہاب ثقفی نے، ان کو خالد حذاء نے عبداللہ بن شقیق سے، اس نے عبداللہ بن ابوالجدعاء سے کہ اس نے سُنا رسول اللہ ﷺ سے، فرماتے تھے میری اُمت کے ایک آدمی کی شفاعت سے بنو تمیم سے زیادہ وہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔

(ترمذی۔ کتاب صفۃ القیامۃ۔ حدیث ۲۴۳۸ ص ۴/۶۲۶۔ مسند احمد ۵/۳۶۶)

ثقفی کہتے ہیں کہ کہا ہے ہشام بن حسان نے کہ حسن بصری کہتے تھے کہ وہ اویس قرنی ہے۔

☆☆☆

باب ۱۵۹

حضور ﷺ کا خبر دینا کہ آپ کی اُمت میں ایک آدمی ہوگا

اس کو کہا جائے گا صلہ بن اشیم لہٰذا آپ کی وفات کے بعد وہ اسی صفت پر ہوا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبداللہ بن عثمان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن مبارک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدالرحمن بن یزید بن جابر نے۔

وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ میری اُمت میں ایک آدمی ہوگا اس کو کہا جائے گا صلہ بن اشیم۔ اس کی شفاعت کے ساتھ اتنے اتنے لوگ جنت میں جائیں گے۔ حلیۃ الاولیاء ۲/۲۴۱)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب نے، ان کو سعید بن اسد نے، ان کو ضمرہ نے ابن شوذب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ بی بی معاذہ عدویہ نے کہا کہ صلہ بن اشیم اپنے گھر کی مسجد سے اپنے بستر تک گھٹنوں کے بل آتا تھا، اُٹھتا تھا تو نماز میں مصروف جاتا تھا۔

مصنف کہتے ہیں، میں کہتا ہوں کہ صلہ بن اشیم صاحبِ کرامات تھا۔ ان کرامات کو یہاں ذکر کرنے سے طوالت ہو جائے گی۔

(حلیۃ الاولیاء۔ البدایۃ والنہایۃ)

باب ۱۶۰

حضور ﷺ کا اپنے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہونے کی

خبر دینا اور حضور ﷺ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اجازت دینا کہ اس کا نام
میرے نام پر اور اس کی کنیت میری کنیت پر رکھنا
یہ بات حضرت محمد بن الحنفیہ میں پوری ہوئی

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور محمد بن موسیٰ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابواسامہ کلبی نے، ان کو عون بن سلام نے، ان کو قیس بن لیث نے محمد بن بشر سے، اس نے محمد بن حنفیہ سے، انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے۔

وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا، عنقریب میرے بعد تیرے ہاں لڑکا پیدا ہوگا۔ میں اس کو اپنا نام (محمد) اور اپنی کنیت (ابوالقاسم) عطیہ کرتا ہوں۔ (طبقات ابن سعد ۹۱/۵)

تعارف : ابن الحنفیہ السید، الامام ابوالقاسم۔ ابوعبداللہ محمد بن امام علی بن ابوطالب قرشی ہاشمی تھے۔ اس سال ان کی ولادت ہوئی جس سال سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تھا۔ انتہائی متقی پرہیزگار تھے، کثیر العلم تھے۔ وفات ۸۱ھ میں ہوئی۔ (مترجم)

باب ۱۶۱

حضور ﷺ کا بی بی اُم ورقہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں خبر دینا

کہ وہ شہید ہو جائیں گی ۔ لہٰذا پھر وہ واقعی شہید ہو گئی تھی

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد مقری بن الحمامی نے بغداد میں، ان کو احمد بن سلمان نے، ان کو جعفر بن محمد بن شاکر نے، ان کو ابونعیم نے، ان کو ولید بن جمیع نے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے میری دادی نے اُم ورقہ بنت عبداللہ بن حارث نے اور رسول اللہ ﷺ اس کی زیارت کرتے تھے یعنی اس کو ملتے رہتے تھے اور اس کو شہیدہ کا نام دیتے تھے۔ اس خاتون نے قرآن جمع کیا تھا اور حضور ﷺ نے جب بدر کا غزوہ کیا تھا تو اس وقت اس نے اجازت مانگی تھی کہ آپ مجھے اجازت دیں، میں بھی آپ کے ساتھ نکلوں گی، تمہارے زخمیوں کا دوا علاج کروں گی اور تمہارے مریضوں کی تیمارداری کروں گی، شہادت کی اللہ تعالیٰ مجھے بھی شہادت کی رہنمائی کر دے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھے شہادت کی ہدایت دینے والا ہے۔ حضور ﷺ اس کو شہیدہ نام دیتے تھے۔

نبی کریم ﷺ نے اس کو اپنے گھرانے والوں کی امامت کرنے کا حکم دیا تھا۔ اس کی ایک لونڈی تھی اور ایک غلام تھا۔ اس لونڈی نے اسے غم دیا تھا۔ اس خاتون نے دونوں کو مدبر کر دیا تھا (یعنی ان کی ضرورتوں کا خیال کرنا ترک کر دیا تھا)۔ لہٰذا انہوں نے اس کو قتل کر دیا تھا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی حکومت میں۔ پس کہا گیا کہ بے شک اُم ورقہ کو قتل کر دیا اس کی لونڈی نے اور غلام نے۔ لہٰذا وہ فرار ہو گئے، پھر پکڑ کر لائے گئے، ان دونوں کو پھانسی دے دی گئی، مدینے میں پہلے مصلوب تھے جن کو پھانسی دی گئی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا تھا۔ فرماتے ہیں چلو ہم شہیدہ کو مل کر آئیں۔ (مسند احمد ۶/۵۰۵)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حکومت میں رات کو قتل ہوا صبح اعلان ہوا، اُسی دن قاتل پکڑے گئے، اُسی دن پھانسی لگا دی گئی۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو عثمان بن ابوشیبہ نے، ان کو وکیع بن جراح نے، ان کو ولید بن عبداللہ بن جمیع نے، ان کو ان کی دادی نے اور عبدالرحمن بن خلاد انصاری نے اُم ورقہ بنت نوفل سے کہ نبی کریم ﷺ نے بدر کا غزوہ کیا تھا تو اُم ورقہ نے کہا تھا آپ مجھے اس غزوہ میں ساتھ چلنے کی اجازت دیں۔ میں تمہارے مریضوں کی تیمارداری کروں گی شاید اللہ مجھے بھی شہادت دے دے۔ مگر حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ گھر میں ٹھہری رہو اللہ تعالیٰ تمہیں شہادت دے دیں گے۔ اس کے بعد سے اس کا نام پڑ گیا تھا شہیدہ۔ وہ قرآن پڑھتی تھی اس نے نبی کریم سے اجازت مانگی تھی کہ وہ اپنے گھر میں مؤذن مقرر کرے گی جو اس کے لئے اذان کہے، اجازت دے دیں۔ حضور ﷺ نے اجازت دے دی تھی۔

اس کا ایک غلام تھا اور ایک لونڈی تھی، اس نے ان کو مدبر کیا تھا۔ وہ رات کو اُٹھے اور انہوں نے اس کو چادر یا بچھونے میں باندھ دیا جس سے وہ مر گئیں۔ پھر انہوں نے اس کو دفن بھی کر دیا۔ صبح ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا۔ انہوں نے لوگوں میں اعلان کر دیا کہ وہ دونوں جس کے پاس ہوں یا جس کو ان کے بارے میں علم ہو یا ان دونوں کو دیکھا ہو وہ انہیں ہمارے پاس لے آئے۔ لہٰذا وہ لائے گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے پھانسی پر لٹکا دیئے گئے۔ وہ دونوں پہلے مصلوب تھے مدینے میں۔ (اصابہ ۴/۵۰۵)

☆☆☆

باب ۱۶۲

حضور ﷺ کا خبر دینا طاعون کے بارے میں

وباء جو شام میں واقع ہوئی آپ کے اصحاب میں عہد فاروق رضی اللہ عنہ میں

اے عوف! قیامت سے پہلے چھ امور یاد رکھو

میری موت۔ بیت المقدس کی فتح، دو وبائی موتیں اور مال کی کثرت

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالحسن احمد بن عمر نے، ان کو موسیٰ بن عامر نے، ان کو ولید بن حکم نے، ان کو عبداللہ بن ابوالعلاء بن زبر نے کہ اس نے سُنا محمد بن عبداللہ حضرمی سے، اس نے ابوادریس خولانی سے، انہوں نے عوف بن مالک اشجعی سے، وہ کہتے ہیں کہ غزوۂ تبوک میں میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا وہ چمڑے کے خیمے میں تشریف فرما تھے۔ میں خیمے کے صحن میں بیٹھ گیا۔ میں نے آپ کو سلام کیا انہوں نے جواب دیا۔ آپ نے فرمایا، اے عوف! اندر آ جائیے۔ میں نے کہا کہ کیا پورا آ جاؤں یا کچھ آ جاؤں (کیا اندر جاؤں یا صرف جھانک کر بات کروں)۔ آپ نے فرمایا اسی طرح۔ میں اندر داخل ہوا تو آپ وضو کر رہے تھے۔

پھر فرمایا: اے عوف! قیامت سے پہلے چھ امور یاد رکھ لو۔ ان میں سے ایک تو ہے میری موت۔ عوف کہتے ہیں کہ میں یہ سُنتے ہی خوف اور غم سے شدید پریشان ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہئے ایک۔ میں نے کہا ایک۔ پھر فرمایا بیت المقدس کا فتح ہونا۔ میرا گمان ہے کہ کہا تھا۔ پھر دو موتیں جو تمہارے اندر ظاہر ہوں گی اللہ اس کے ذریعے تمہیں اور تمہاری اولادوں کو شہید کرے گا اور اس کے ساتھ تمہارے مالوں کو پاک کر دے گا۔ اس کے بعد اور مال کی فراوانی تمہارے درمیان

اور راوی نے حدیث کو ذکر کیا۔ بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں حمیدی سے، اس نے ولید سے مگر اس نے کہا کہ پھر دو موتیں ہوں گی جو تمہارے اندر پھیلیں گی جیسے بکریوں کا مرنا وبائی بیماری سے۔

(بخاری۔ کتاب الجزیہ۔ حدیث ۳۱۷۶۔ فتح الباری ۶/ ۲۷۷۔ کتاب الفتن۔ حدیث ۴۰۴۲ ص ۲/۱۳۴۱۔۱۳۴۲)

(۲) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محبوبی نے، ان کو سعید بن مسعود نے، ان کو نضر بن شمیل نے، ان کو شعبہ نے، ان کو یزید بن خمیر نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا شرحبیل بن شعبہ سے، وہ کہتے ہیں کہ شام کے ملک میں طاعون واقع ہوا تھا۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ رجس ہے اس سے متفرق ہو جاؤ۔ (ادھر اُدھر چلے جاؤ)

ابن حسنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اختیار کی اور بے شک عمرو بن العاص البتہ زیادہ بھٹکا ہوا ہے جیسے اُونٹ سے جو اپنے گھر سے بھٹک جائے۔ بے شک وہ طاعون رحمت و شفقت ہے تمہارے رب کی دعا ہے تمہارے نبی کی، اور وفات ہے نیک لوگوں کی جو تم سے قبل تھے۔ لہٰذا تم جمع ہو جاؤ اس کے لئے اور اس سے متفرق نہ ہو۔ یہ بات پہنچی عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس، انہوں نے کہا کہ اس نے سچ کہا ہے۔ (یعنی اس نے شرحبیل بن شعبہ نے)

(۳)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان دونوں کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد نے، ان کو یحییٰ بن کثیر نے، ان کو ابوبکر نہشلی نے، ان کو زیاد بن علاقہ نے، اس نے اسامہ بن شریک سے، وہ فرماتے ہیں ہم لوگ نکلے بنوثعلبہ کے بارہ آدمیوں کے ساتھ۔ ہمیں خبر پہنچی کہ ابوموسیٰ ایک منزل پر اُترے۔ ہم ان کے پاس آئے۔ ہم نے اُن کو سنا۔

وہ رسول اللہ ﷺ سے حدیث بیان کر رہے تھے کہ انہوں نے فرمایا، اے اللہ! میری اُمت کی فنا اور بلاکت (اپنے راستے میں) طعن اور طاعون میں بنا۔ ہم نے پوچھا کہ طعن تو یہ ہوا یعنی نیزہ زنی اور طاعون کیا ہے؟ فرمایا کہ تمہارے اعداء کو جنون سے رسوا کر دے، ہر ایک صورت میں شہداء ہوں گے۔ (مسند احمد ۳۹۵-۴۱۳)

(۴)　ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، ان کو خبر دی ابوالحسن محمد بن حسن سراج نے، ان کو مطین نے، ان کو بدیہ بن خالد نے، ان کو عبدالواحد بن زیاد نے عاصم احول سے، اس نے کریب بن حارث سے ابن ابوموسیٰ سے، اس نے ابو بردہ بن قیس سے ابوموسیٰ اشعری کے بھائی سے، یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے اللہ میری اُمت کی ہلاکت اپنے راستے طعن اور طاعون میں بنا۔ (یعنی نیزہ زنی اور وبائی امراض) (مسند احمد ۳/ ۴۳۷-۴/ ۲۳۸، ۳۹۵، ۴۱۷)

(۵)　ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن نصر نے، ان کو ابن وہب نے، ان کو ابن لہیعہ نے، ان کو عبداللہ بن حیان نے کہ اُس نے سُنا سلیمان بن موسیٰ سے، وہ ذکر کرتے ہیں کہ بے شک طاعون واقع ہوا تھا لوگوں میں جسر عموسہ والے دن۔ لہٰذا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے لوگو! یہ صورت رجس ہے، اس سے کنارہ کش ہو جاؤ۔ شرحبیل نے کہا، اے لوگو! بے شک میں نے سُنا قول تمہارے صاحب کا اور بے شک میں اللہ کی قسم میں اسلام لا چکا ہوں اور نماز بھی پڑھی ہے۔ بے شک عمرو البتہ زیادہ بھٹک گئے اُونٹ سے جو اپنے گھر سے بہک جائے بھٹک جائے۔ بے شک وہ بلا اور آزمائش ہے۔ اللہ نے اس کو اُتارا ہے تم لوگ صبر کرو۔

ادھر سے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ اے لوگو! بے شک میں نے تمہارے ان دونوں صاحبوں کی بات سُنی ہے بے شک یہ طاعون تمہارے رب کی رحمت ہے اور تمہارے نبی کی دعا ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا تھا، فرما رہے تھے بے شک تم لوگ عنقریب شام میں جاؤ گے اور تم لوگ اس سرزمین پر اُترو گے جس کو جسر عموسہ کہا جائے گا۔ وہاں پر تمہیں پھنسیاں نکلیں گی۔ ان کی ذباب مکھیاں ہوں گی، پھوڑے کی ذباب کی طرح۔ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ تمہارے نفسوں کو شہادت دے گا اور تمہاری اولادوں کو بھی اور تمہارے مالوں کو پاک کرے گا۔ (مسند احمد ۴/ ۱۹۵-۱۹۶)

اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ بات سُنی ہے رسول اللہ ﷺ سے تو تو معاذ کو اور آل معاذ کو اس میں سے پورا پورا حصہ عطا فرما اور اس کو اس سے عافیت نہ دے۔

کہتے ہیں کہ انہیں شہادت کی اُنگلی پر طاعون کا اثر ہوا، انہوں نے اس کی طرف دیکھ کر یہ کہنا شروع کیا، اللہ تو اس میں برکت عطا فرما۔ بے شک تو جب چھوٹی چیز میں برکت دیتا ہے وہ بڑی ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد اس کے بیٹے کو طاعون ہوا، وہ اس کے پاس گئے اور کہا،

الحق من ربّك فلا تكونن من الممترين ۔ (سورۃ بقرہ : آیت ۱۴۷)

حق سچ ہے، تیرے رب کی طرف سے ہے۔ لہٰذا تم شک کرنے والوں میں نہ ہونا۔

بیٹے نے جواب میں کہا :

ستجدني ان شاء الله من الصابرين ۔ (سورۃ صافات : آیت ۱۰۲)

انشاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔

☆☆☆

باب ۱۶۳

حضور ﷺ کا ایسے فتنے کے بارے میں خبر دینا جو دریا کی مثل موج مارے گا، نیز یہ کہ وہ ابوبکر اور عمر کے دور میں نہیں ہوگا یہاں تک کہ اس فتنے کا دروازہ توڑا جائے گا۔اس کا دروازہ ٹوٹنا قتلِ عمر رضی اللہ عنہ ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن محمد بن عبداللہ بن بشران نے بغداد میں، ان کو ابوجعفر محمد بن عمرو بن بختری رزاز نے، ان کو عباس بن محمد دوری نے، ان کو یعلیٰ بن عبید نے، ان کو اعمش نے شقیق سے، اس نے حذیفہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے۔ انہوں نے پوچھا کہ تم میں سے کون فتنے کے بارے میں کئی حدیث رسول یاد رکھے ہوئے ہے۔ میں نے بتایا کہ میں ہوں۔ انہوں نے فرمایا لائیے بیان کیجئے آپ تو بڑے جری ہیں۔

میں نے کہا کہ آدمی کا فتنہ اس کے اہل میں ہو یا اس کے مال میں یا اس کی اولاد میں یا اس کے پڑوسی میں اس کو تو نماز مٹا دیتی ہے، اس کا کفارہ بن جاتی ہے اور صدقہ کرنا مٹا دیتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میری مراد اس فتنے سے نہیں ہے۔ میری مراد اس فتنے سے ہے جو موج مارے گا دریا کی طرح۔ میں نے کہا اے امیرالمؤمنین! میں ان فتنوں میں سے کوئی شئی آپ کو نہیں پائے گی، بے شک آپ کے اور اس فتنے کے درمیان دروازہ بند ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ آپ کیا سمجھتے ہیں کیا وہ دروازہ کھولا جائے گا یا توڑا جائے گا؟ میں نے کہا کہ نہیں بلکہ توڑا جائے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پھر وہ کبھی بند بھی نہیں ہوگا۔ میں نے کہا کہ جی ہاں۔

ہم لوگوں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس مذکورہ دروازے کو جانتے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ بالکل۔ جیسے ان کو یہ معلوم تھا کہ کل صبح کے بعد پھر رات ہوگی، اس لئے کہ میں نے اس کو حدیث بیان کی تھی کوئی غلط بات نہیں۔

کہتے ہیں کہ ہم لوگ ڈر گئے حذیفہ سے، اور ان سے یہ نہ پوچھا کہ وہ دروازہ کون ہے۔ مگر ہم لوگوں نے مسروق سے کہا آپ پوچھیں۔ انہوں نے حذیفہ سے پوچھا کہ وہ دروازہ کون ہے؟ انہوں نے بتایا کہ وہ عمر رضی اللہ عنہ ہے۔

اس کو بخاری نے نقل کیا ہے کئی طرق سے، اعمش اور حدیث جامع بن ابوراشد سے، اس نے شقیق سے۔

(بخاری۔کتاب الفتن۔مسلم۔کتاب الفتن واشراط الساعۃ)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابوالولید نے، ان کو ابوعوانہ نے، ان کو عاصم نے شقیق سے، ان کو عروہ بن قیس نے، ان کو خالد بن ولید نے، وہ کہتے ہیں کہ میری طرف امیرالمؤمنین نے لکھا (جب شام ان کے نگیں ہوگیا) اور یہ لکھا کہ تم ارض ہند میں جاؤ۔ ان دنوں ہند سے مراد ہمارے دنوں میں بصرہ ہوتا تھا اور میں اس کو ناپسند کرتا تھا۔

ایک آدمی نے کہا کہ تم اللہ سے ڈرو اے سلیمان! بے شک فتنے تحقیق ظاہر ہو چکے ہیں۔ بس اس نے کہا بہرحال ابن خطاب ابھی زندہ ہے کچھ نہیں ہوگا اور یہ فتنوں کا بڑھنا اس کے بعد ہوگا اور لوگ ذی بلیان میں تھے۔ فلاں فلاں ابھی جگہ پر، بس آدمی دیکھے گا اور وہ متفکر ہو جائے گا کہ

کیا وہ اس جگہ کو پالے گا جہاں اس کے ساتھ وہ کیفیت نہ ہو جو اس مقام پر واقع ہوئی جوایک مقام ہے جس تک وہ رہ رہا ہے فتنہ شر وغیرہ۔ پس نہ پائے وہ ایام جو رسول اللہ ﷺ نے ذکر کیا قیامت سے پہلے ایام الحراج پس ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں کہ مجھ کو یا تم لوگوں کو ایام پائیں۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران عدل نے، ان کو اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو محمد بن اسحاق صغانی نے، ان کو یعلی بن عبید نے، ان کو اعمش نے شقیق سے، ان کو عروہ بن قیس نے۔

وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کو خطبہ دیا خالد بن ولید نے اور کہا کہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب ﷺ نے مجھے بھیجا شام کی طرف۔ وہ ان کو فکر مند کئے ہوئے تھا۔ وہاں کنٹرول ہو گیا تو انہوں نے سوچا کہ میری جگہ کسی اور کو ترجیح دیں اور مجھے ہند میں بھیج دیں مگر اس آدمی نے کہا جو آپ کا نائب تھا، ابھی آپ صبر کریں کہ امیر المؤمنین بے شک فتنے تحقیق ظاہر ہو چکے ہیں۔ انہوں نے فرمایا اور یہ کہ ابن خطاب ﷺ ابھی زندہ ہے؟ یہ تو ان کے بعد ہوگا۔ ماسوائے اس کے نہیں کہ یہ کام ان کے بعد ہوگا جب لوگ مصیبت میں ہوں گے۔ انسان اس وقت سوچے گا کہ کہیں وہ ایسی سرزمین پائے جہاں یہ کیفیت نہ ہو جو یہاں ہے جس سے وہ بھاگ رہا ہے۔ لیکن وہ ایسی سرزمین نہ پائے گا۔

(البدایۃ والنہایۃ ۲۰۳/۶)

باب ۱۶۴

(۱) حضور ﷺ کا اس آزمائش وسختی کے بارے میں خبر دینا جو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو پہنچی۔

(۲) اور اس فتنے کی خبر دینا جو ان کے ایام حکومت میں ظاہر ہوا۔

(۳) اور وہ علامت جو دلالت کرتی ہے ان کی قبر پر اور ان کے دو ساتھیوں کی قبر پر رضی اللہ عنہما۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعد محمد بن فضل نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس بن محمد بن یعقوب نے، ان کو ربیع بن سلیمان نے، ان کو ابن وہب نے، ان کو خبر دی سلمان بن بلال نے، ان کو شریک بن نمر نے ابن المسیّب سے، اس نے ابوموسیٰ اشعری سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے وضو کیا اپنے گھر میں پھر میں نکلا، میں نے دل میں کہا کہ آج میں ضرور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہوں گا۔ لہٰذا میں مسجد میں آیا۔

میں نے نبی کریم ﷺ کے بارے میں پوچھا تو لوگوں نے بتایا وہ باہر چلے گئے ہیں اور اس جانب جا رہے ہیں۔ میں بھی ان کے پیچھے نکلا حتیٰ کہ میں بیر اریس پر پہنچ گیا۔ اس کا دروازہ کھجور کی چھڑیوں کا تھا۔ میں اس کے دروازے کے پاس ٹھہر گیا حتیٰ کہ میں نے گمان کیا کہ حضور ﷺ نے اپنی حاجت پوری کر لی ہوگی اور بیٹھ گئے ہوں گے۔ لہٰذا میں ان کے پاس گیا، میں نے سلام کیا۔ وہ اس کنویں کے

کنارے پر بیٹھے ہوئے تھے وسط میں، پھر آپ نے اپنے پیر اس کے اندر لٹکا لئے اور دونوں پنڈلیوں سے کپڑا ہٹا لیا۔ میں دروازے کی طرف لوٹا۔

میں نے کہا آج میں رسول اللہ ﷺ کا دربان بن جاتا ہوں۔ میں ذرا سا ہی ٹھہرا تھا کہ دروازہ کھٹکا، میں نے پوچھا کون ہے؟ کہا میں ابوبکر۔ میں نے کہا کہ ٹھہر جائیے۔ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ کے پاس گیا جا کر ان کو بتایا کہ اے اللہ کے نبی ابوبکر اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ان کو اجازت دے دو اور اس کو جنت کی بشارت بھی دے دو۔ میں جلدی سے گیا میں نے کہا اندر آ جائیے اور رسول اللہ ﷺ آپ کو جنت کی بشارت دیتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ وہ داخل ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں کنویں کی دھار پر بیٹھ گئے دائیں طرف۔ انہوں نے بھی پیر اندر لٹکا لئے اور پنڈلیوں سے کپڑا ہٹا لیا جیسے نبی کریم ﷺ نے کیا تھا اس کے بعد میں واپس لوٹا، کیونکہ میں اپنے بھائی کو وضو کرتا ہوا چھوڑ گیا تھا اس نے کہا تھا کہ میں آپ کے پیچھے آ رہا ہوں مگر میں نے دل میں کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ فلاں سے خیر کا ارادہ کرے گا تو اس کو لے آئے گا۔

کہتے ہیں اتنے میں دروازے کی تحریک سُنی، میں نے پوچھا کہ کون ہے؟ جواب ملا عمر ہوں۔ میں نے کہا رُکیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، میں نے ان کو سلام کیا اور بتایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس کو اجازت دے دو اور اس کو جنت کی بشارت بھی دے دو۔ کہتے ہیں میں نے آ کر ان کو اجازت دی اور ان سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ آپ کو جنت کی بشارت دیتے ہیں۔ وہ اندر آئے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھ گئے اس کی بائیں جانب، انہوں نے بھی اپنے پیر کنویں میں لٹکا لئے اور پنڈلیوں سے کپڑا اُٹھا لیا جیسے نبی کریم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔ میں نے سوچا کہ اگر اللہ فلاں کے ساتھ خیر کا ارادہ کرے گا تو اس کو بھی لے آئے گا، دل میں ارادہ اپنے بھائی کا تھا۔ پھر جب دروازے کو تحریک ہوئی اور میں نے پوچھا کون ہے؟ اس نے بتایا عثمان بن عفان۔ میں نے کہا رُک جائیے۔ میں نے جا کر حضور ﷺ کو بتایا کہ عثمان رضی اللہ عنہ اجازت چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو اجازت دے دو اور اس کو جنت کی بشارت دے دو، ساتھ سختی اور آزمائش کے یا مصیبت کے جو اس کو پہنچے گی۔

کہتے ہیں میں آیا اور میں نے بتایا کہ حضور ﷺ آپ کو اجازت دیتے ہیں اور جنت کی بشارت دیتے ہیں ساتھ سختی اور مصیبت کی بھی جو آپ کو پہنچے گی۔ وہ داخل ہوئے تو انہوں نے کنویں پر گولائی پر بیٹھنے کی جگہ نہ پائی وہ ان تینوں کے سامنے کنویں کے کناؤ پر بیٹھ گئے اور انہوں نے اپنی پنڈلیوں سے کپڑا ہٹا دیا اور ان کو کنویں میں لٹکا دیا جیسے رسول اللہ ﷺ نے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ نے کیا ہوا تھا۔

شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے اس کا مطلب ان کی اسی طرح سے قبریں ہیں تعبیر کیا ہے۔

بخاری مسلم نے اس کو نکالا ہے صحیح میں حدیث سلیمان بن بلال سے۔ (بخاری۔ کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ۔ مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ)

جب سے میں نے آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے

میں نے دایاں ہاتھ اپنی شرم گاہ کو نہیں لگایا

(۲) ہمیں خبر دی ابونصر عمر بن عبدالعزیز بن عمر بن قتادہ نے، ان کو خبر دی ابومحمد احمد بن اسحاق بن بغدادی نے ہرات میں، ان کو خبر دی معاذ بن نجدہ نے، ان کو خلاد بن یحییٰ نے، ان کو عبدالاعلیٰ بن ابومساور نے، ان کو ابراہیم بن محمد بن خاطب نے عبدالرحمٰن بن بجیر سے اس نے زید بن ارقم سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا اور فرمایا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ تم اس کو اپنے گھر میں بیٹھا ہوا پاؤ گے جو اُکڑوں بیٹھ کر کپڑا لپیٹے ہوئے ہوں گے۔ کہنا کہ نبی کریم تم پر سلام کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خوش ہو جاؤ جنت کے ساتھ۔ اس کے بعد تم

ثنیہ میں جاؤتم عمر کو ملو گے وہ گدھے پر سوار ہوں گے،ان کے سر کا اگلا حصہ چمک رہا ہوگا(یعنی گنج بال اُڑنے کی وجہ سے)۔ان کو بولو نبی کریم ﷺ تم پر سلام کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جنت کے ساتھ خوش ہو جاؤ۔اس کے بعد وہاں سے ہٹواور عثمان ﷺ کے پاس جاؤ۔اس کو تم بازار میں خرید و فروخت کرتا ہوا پاؤ گے۔بولو نبی کریم سلام کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم جنت کے ساتھ خوش ہو جاؤ۔مگر بعد شدید ابتلاء اور سختی کے۔

(ابوالمساو منکر الحدیث ہے۔تاریخ کبیر ۶:۲۷۴)

وہ کہتے ہیں کہ میں چلا گیا حتیٰ کہ میں ابوبکر صدیق ﷺ کے پاس پہنچا میں نے ان کو پایا وہ اپنے گھر میں بیٹھے چادر لپیٹے ہوئے تھے جیسے مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔میں نے کہا کہ بے شک نبی کریم آپ کے اُوپر سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تم خوش ہو جاؤ جنت کے ساتھ۔ انہوں نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کہاں ہیں؟ میں نے بتایا کہ فلاں فلاں جگہ ہیں کہ وہ اُٹھے اور حضور ﷺ کے پاس چلے گئے۔

کہتے ہیں کہ میں ثنیہ میں گیا اچانک دیکھا کہ حضرت عمر ﷺ اپنے گدھے پر سوار تھے۔ان کے سر کے سامنے کا حصہ بغیر بالوں کے چمک رہا تھا،جیسے رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا تھا۔میں نے کہا بے شک اللہ کے نبی آپ کو سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ خوش ہو جایئے جنت کے ساتھ،انہوں نے پوچھا کہ کہاں ہیں رسول اللہ ﷺ؟میں نے بتایا کہ فلاں فلاں جگہ۔کہتے ہیں وہ بھی حضور ﷺ کے پاس چلے گئے۔

کہتے ہیں پھر میں بازار کی طرف گیا،میں نے حضرت عثمان کو پالیا وہاں خرید وفرخت کر رہے تھے جیسے رسول اللہ ﷺ نے بتایا تھا۔میں نے ان سے کہا کہ حضور ﷺ آپ کو سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ خوش ہو جایئے جنت کے ساتھ،لیکن بعد شدید آزمائش کے۔انہوں نے پوچھا رسول اللہ کہاں ہیں؟میں نے بتایا کہ فلاں فلاں جگہ پر ہیں۔انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور ہم سب حضور ﷺ کے پاس چلے گئے۔

انہوں نے فرمایا:اے اللہ کے نبی!میرے پاس زید آیا ہے اس نے کہا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے تم پر سلام کہا ہے اور کہا ہے حضور تجھے جنت کی بشارت دیتے ہیں لیکن بعد شدید آزمائش اور مصیبت کے۔حضور ﷺ یہ بتائیں کہ کونسی آزمائش اور مصیبت مجھے پہنچے گی،یا رسول اللہ! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں نے کبھی گانا نہیں گایا اور نہ کبھی گانے کی تمنا کی ہے اور نہ میں نے کبھی اپنا دایاں ہاتھ اپنی شرم گاہ کو لگایا ہے جب سے میں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے مگر کونسی بلاء،اور کونسی مصیبت مجھے پہنچے گی؟انہوں نے فرمایا کہ وہ یہ ہے

مصنف امام بیہقی کا حدیث مذا پر تبصرہ : میں کہتا ہوں کہ عبدالاعلیٰ بن ابوالمساو ضعیف ہے اس حدیث میں۔اگر یہ اس کا حفظ ہو تو احتمال ہے کہ نبی کریم ﷺ نے زید بن ارقم کو ان کی طرف بھیجا ہو اور ابوموسیٰ کو معلوم نہ ہو۔لہٰذا وہ دروازے پر بیٹھ گیا ہو جب وہ لوگ آ گئے ان کو جاری کر دیا ہو۔ابوموسیٰ کی زبان پر اسی کی مثل۔واللہ اعلم

اور تحقیق روایت کیا گیا ہے حضور کے خبر دینے کے بارے میں بایں طور عثمان بن عفان ﷺ قتل کر دیئے جائیں گے احادیث کثیرہ میں۔

کیا آپ بلوائیوں سے قتال نہیں کریں گے،فرمایا کہ نہیں رسول اللہ ﷺ نے میری طرف ایک عہد کیا تھا میں اس پر صابر ہوں

(۳) ان میں سے ایک وہ ہے جس کی ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے۔ان کو خبر دی ابوعمر اور عثمان بن احمد بن سماک نے،ان کو عبدالرحمن بن محمد بن منصور حارثی نے،ان کو یحییٰ بن سعید قطان نے،ان کو اسماعیل بن ابو خالد نے قیس بن ابو حازم سے،اس نے ابوسہلہ مولیٰ عثمان سے،اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،میں اپنے پاس بلاتا ہوں اپنے اصحاب میں اس آدمی کو جو میرے نزدیک خاص طور پر پیارا ہے۔

کہتی ہیں کہ میں نے پوچھا کہ ابوبکر صدیق ﷺ؟ فرمایا کہ نہیں۔ میں نے پوچھا کیا عمر فاروق ﷺ؟ فرمایا کہ نہیں۔ میں نے پوچھا کہ کیا آپ کے چچازاد علی ﷺ؟ فرمایا کہ نہیں۔ میں نے پوچھا کہ پھر کون عثمان غنی ﷺ؟ فرمایا کہ جی ہاں! فرمایا کہ پھر عثمان ﷺ آ گئے تو (فرمایا میں اُٹھ جاؤں) پھر حضور ﷺ اس کے ساتھ آہستہ سے کوئی بات کرنے لگے جس سے عثمان کا رنگ متغیر ہوتا گیا۔

جب یوم الدار آیا یعنی عثمان کے محاصرے کا تو ہم نے کہا کیا آپ قتال کریں گے؟ فرمایا کہ نہیں بے شک رسول اللہ ﷺ نے میری طرف عہد کیا تھا ایک امر کا، میں اپنے نفس کو اس پر روکنے اور صبر کرنے والا ہوں۔ (مسند احمد۔ البدایہ والنہایہ ۶/۲۰۵)

قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ تم اپنے امام وخلیفہ سے قتال کرو گے

(۴) ہمیں خبر دی ابوبکر بن فورک نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو اسماعیل بن جعفر نے، ان کو عمرو بن ابوعمرو سے مولی المطلب اسی طرح کہا ہے ابوداؤد نے، اس نے حذیفہ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ تم لوگ اپنے امام اور خلیفہ کے ساتھ قتال کرو گے اور تم اپنی تلواروں کو خون آلود کرو گے اور تمہارے دنیوی امور کے تمہارے شریر اور بدترین لوگ وارث بن جائیں گے۔

(ترمذی۔ کتاب الفتن۔ حدیث ۲۱۷۰ ص ۴/۴۶۸۔ ابن ماجہ۔ کتاب الفتن۔ حدیث ۴۰۴۳ ص ۲/۱۳۴۲۔ مسند احمد ۵/۳۸۹)

قیامت سے پہلے دنیا میں سعید ترین انسان لکع ابن لکع ہوگا

(۵) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقریٔ نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو ابوربیع نے، ان کو اسماعیل بن جعفر نے، ان کو عمرو بن ابوعمرو نے، ان کو عبداللہ بن عبدالرحمن نے، ان کو حذیفہ نے، یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا راوی نے اس حدیث کو بھی ذکر کیا ہے مذکورہ حدیث کی مثل اور اس میں اضافہ کیا ہے کہ قیامت نہ ہوگی حتیٰ کہ سب لوگوں میں سے سعید ترین انسان دنیا میں ذلیل بن ذلیل (کمینہ ابن کمینہ) ہوگا۔

اس کو سلیمان بن بلال نے روایت کیا ہے عمرو بن ابوعمرو سے، اس نے عبدالرحمن سے، اس نے حذیفہ سے۔

جو شخص تین موقعوں پر نجات پا گیا وہ کامیاب ہوگیا میری موت پر خلیفہ حق کی موت پر اور دجال سے

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم مصری نے، ان کو ان کے والد اور شعیب ابن لیث نے، ان دونوں نے کہا کہ ان کو حدیث بیان کی لیث نے یزید بن ابوحبیب سے، اس نے ربیعہ بن لقیط تجیبی سے، اس نے عبداللہ بن حوالہ اسدی سے، اس نے رسول اللہ ﷺ سے، آپ نے فرمایا کہ جو شخص بچ گیا نجات پا گیا تین چیزوں سے۔ تحقیق وہ نجات پا گیا۔ لوگوں نے پوچھا وہ کیا ہیں یا رسول اللہ! فرمایا کہ میری موت اور حق پر صبر کرنے والے خلیفہ کا قتل اور جبراً خود کو روکنے والے دجال سے۔ (البدایہ والنہایہ ۶/۲۰۴)

لوگ تم سے مطالبہ کریں گے کہ تم وہ قمیض اُتار دو جو اللہ نے تجھے پہنائی ہے اگر تم نے اُتار دی تو تم جنت میں نہیں جاؤ گے

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو خبر دی علی بن محمد مصری نے، ان کو محمد بن اسماعیل سُلمی نے، ان کو عبداللہ بن صالح نے، ان کو لیث نے، ان کو خالد بن یزید نے، ان کو سعید بن ابو ہلال نے ربیعہ بن سیف سے کہ اس نے اس حدیث کو بیان کیا کہ وہ ایک جگہ بیٹھا تھا شفی اصبحی کے ساتھ۔ اس نے کہا کہ میں نے سُنا تھا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے تھے کہ میں نے سُنا تھا رسول اللہ ﷺ سے، وہ فرماتے تھے عنقریب تمہارے اندر بارہ خلفاء ہوں گے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تو میرے پیچھے نہیں ٹھہرے گا مگر تھوڑا سا اور دارِعرب کی چکی کا مالک زندگی گزارے گا اس طرح کہ وہ حمید ہوگا اور مرے گا اس طرح کہ شہید ہوگا۔

ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! وہ کون ہے؟ فرمایا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اس کے بعد حضور ﷺ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم سے لوگ مطالبہ کریں گے کہ تم قمیض اُتار دو (حالانکہ) وہ تجھے اللہ نے پہنائی ہوگی۔ اللہ کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے، البتہ اگر تم نے اس کو اُتار دیا تو تم جنت میں داخل نہیں ہو گے یہاں تک کہ اُونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو جائے۔ (البدیۃ والنہایۃ ۶/۲۰۶)

(نوٹ) : معلوم ہوا یہی مرضی تھی اللہ کی اور اس کے رسول کی کہ حضرت عثمان شہید ہو جائے مگر اپنے دفاع کے لئے مدینہ میں فوج اور طاقت استعمال نہ کرے۔

میرے بعد فتنہ اور اختلاف کے وقت امین اور اس کے اصحاب کے ساتھ جُڑے رہنا حضور ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابومحمد بن ابوحامد مقری نے آخرین میں، انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابراہیم بن مرزوق نے، ان کو وہب نے، ان کو موسیٰ بن عقبہ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے نانا ابوحبیبہ نے کہ وہ دارِعثمان رضی اللہ عنہ میں داخل ہوئے حالانکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس میں محصور تھے۔ اور اس نے سُنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ عثمان اجازت مانگ رہے تھے کلام کرنے کے لئے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان کو اجازت دی، وہ کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے اللہ کی حمد ثناء کی اس کے بعد فرمایا کہ میں نے سُنا تھا رسول اللہ ﷺ سے، فرما رہے تھے تم لوگ عنقریب پالو گے میرے بعد فتنہ اور اختلاف، یا یوں کہا تھا اختلاف اور فتنہ۔ لوگوں میں سے کسی کہنے والے نے کہا یا رسول اللہ! آپ ایسی صورت میں ہمیں کیا حکم دیں گے؟ فرمایا کہ تم لوگ امین انسان اور اس کے ساتھیوں کو لازم پکڑے رہنا یعنی ان کے ساتھ جُڑے رہنا۔ وہ اشارہ فرما رہے تھے اس کے ساتھ یعنی عثمان کی طرف۔

فتنہ قتل عثمان۔ فتنہ ایام علی

ستر سال تک حکومت بنواُمیہ کا استحکام وغیرہ کی طرف حدیث میں اشارہ

(۹) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبداللہ بن موسیٰ نے، ان کو اسرائیل نے منصور سے اس نے ربعی سے، اس نے براء بن ناجیہ کاہلی سے، اس نے ابن مسعود سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا: اسلام (کے دور) کی چکی چلتی رہے گی پینتیس سال یا چھتیس سال یا سینتیس سال، اگر ہلاک ہو گئے تو ان کا راستہ ہو گا جو ہلاک ہوئے۔ ورنہ پھر وہ چکی چلتی رہے گی ستر سال۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یارسول اللہ! کیا اس وقت سے یا اس کے مستقبل میں سے، فرمایا کہ اس کے مستقبل سے۔ (مسند احمد ۱/۳۹۰۔۳۹۳۔۳۹۵۔۴۵۱۔ مستدرک حاکم ۴/۵۲۱)

اعمش اس کی متابع لائے ہیں اور سفیان ثوری منصور سے۔

مذکورہ حدیث پر امام بیہقیؒ کا تبصرہ

مجھے خبر پہنچی ہے کہ اس حدیث میں اشارہ ہے اس فتنہ کی طرف جس میں قتل عثمان رضی اللہ عنہ ہوا تھا ۳۵ھ میں۔ اس کے بعد پھر اشارہ ہے اس فتنہ کی طرف جو ایام علی رضی اللہ عنہ میں واقع ہوا تھا اور ستر سے آپ نے ارادہ کیا تھا۔ (واللہ اعلم) بنو امیہ کی حکومت کا۔

بے شک وہ حکومت باقی رہی تھی اسی درمیان میں بایں صورت کہ ٹھہری رہی اور پکی رہی ان کی حکومت اس وقت تک کہ ظاہر ہو گئے تھے کئی داعی خراسان میں اور کمزور پڑ گیا تھا بنو امیہ کا معاملہ اور اس میں کمزوری داخل ہو گئی تھی قریب قریب ستر سال بعد۔

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابوالاسود نے، ان کو ابن لہیعہ نے، ان کو یزید بن ابو حبیب نے، ان کو ابو شماسہ نے کہ ان کو ایک آدمی نے اس کو حدیث بیان کی ہے عبدالرحمٰن بن عدیس سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا تھا رسول اللہ ﷺ سے، فرما رہے تھے کچھ لوگ نکلیں گے وہ دین سے ایسے پار ہو جائیں گے جیسے تیر اپنے نشانے سے پار ہو جاتا ہے اور اس پر کوئی اشارہ اور نشان نہیں ہوتا۔ وہ قتل کئے جائیں گے جبل لبنان میں یا جلیل یا جبل لبنان میں۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین نے، ان کو عبداللہ نے، ان کو یعقوب نے، ان کو ولید نے، ان کو ابن لہیعہ نے یزید بن ابو حبیب سے، کہ معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے پکڑا ابن عدیس کو اہل مصر کے زمانے میں اور اس کو بعلبک میں قید کر دیا، وہ وہاں سے فرار ہو گیا۔ لہٰذا اس کو تلاش کیا سفیان بن مجیب نے، اس کو پالیا ایک آدمی تیر انداز نے قریش میں سے، اس نے اشارہ کیا اس کی طرف تیر سے۔ ابن عدیس نے کہا تجھے قسم دیتا ہوں اپنے خون کے بارے میں کہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے بیعت کی تھی درخت کے نیچے۔ انہوں نے کہا کہ بے شک درخت تو کثیر ہیں جبل میں۔ اس نے اسے قتل کر دیا۔ (الاصابہ ۲/۴۱۱)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف بلوائیوں کی ہرزہ سرائیاں

ابن لہیعہ کہتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ عبدالرحمٰن بن عدیس بلوی تھا اہل مصر کے ساتھ حضرت عثمان کی طرف چلا گیا۔ انہوں نے اس کو قتل کر دیا تھا۔ اس کے بعد قتل کیا گیا تھا ابن عدیس، اس کے بعد ایک سال یا دو سال بعد جبل لبنان یا الجلیل پر۔

اور اس کو روایت کیا ہے عثمان بن صالح نے ابن ربیعہ سے، اس نے عیاش بن عیاش سے، اس نے ابوالحصین سے، اس نے عبدالرحمٰن بن عدیس سے حدیث مرفوع کے مفہوم کے ساتھ۔ اسی جگہ اس کے قتل کے اور اس کو روایت کیا ہے عمرو بن الحارث نے یزید بن ابو حبیب سے، اس نے عبدالرحمٰن سے حدیث مرفوع کے مفہوم کے ساتھ۔

امام بیہقیؒ فرماتے ہیں

میں کہتا ہوں کہ خبر پہنچی ہے محمد بن یحییٰ ذہلی سے اس نے کہا کہ عبدالرحمٰن بلوائی وہی فتنہ کا رئیس اور سرغنہ تھا اور حلال نہیں ہے کہ اس سے کوئی حدیث بیان کی جائے کسی شئی کے بارے میں۔

عبدالرحمٰن بلوائی کی بکواس

اور مجھے خبر پہنچی ہے ابوحامد بن شرقی سے کہ اس نے کہا کہ لوگوں نے ہمیں حدیث بیان کی ہے کہ عبدالرحمٰن بلوائی یہی تھا جس نے خطبہ دیا تھا جب حضرت عثمان محاصرہ کر دیئے گئے تھے اور اس نے کہا تھا کہ میں نے سُنا تھا ابن مسعود ؓ سے وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا، وہ فرماتے تھے کہ عثمان اس اُونٹ سے زیادہ بھٹکا ہوا ہے اور زیادہ گمراہ ہے جو جنگل میں بھٹک جائے، اس پر تالا ہو جس کی چابیاں گم ہو چکی ہوں۔ یہ بات حضرت عثمان کو پہنچی تو انہوں نے فرمایا جھوٹ کہتا ہے بلوائی۔ نہیں سُنا اس نے عبداللہ بن مسعود ؓ سے اور نہ اس نے اس کو سُنا ہے رسول اللہ ﷺ سے۔

باب ۱۶۵

(۱) حضور ﷺ کا عبدالرحمٰن بن مسعود ؓ کو اور دیگر کو یہ خبر دینا کہ ایسے لوگوں کو پالیں گے جو لوگوں کو بے وقتی نمازیں پڑھائیں گے اور اور اس فرمان کی سچائی کا ظہور۔

(۲) حضور ﷺ کا عقبہ بن ابومعیط کے بچوں کے بارے میں خبر دینا اور اس خبر کی سچائی آثار کا ظہور۔

(۱) ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو ابوسعید احمد بن زیاد بصری نے مکہ مکرمہ میں ان کو محمد بن حجاج نے ابن ایاس ضبی سے، ان کو ابوبکر بن عیاش نے عاصم سے، اس نے ذر بن حبیش سے، اس نے عبداللہ بن مسعود ؓ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا شاید کہ تم لوگ عنقریب ایسے لوگوں کو پالو گے جو نماز کو بغیر وقت کے پڑھیں گے۔ اگر تم ان کو پالو تو اپنے گھروں میں نماز پڑھ لینا اس وقت پر جو تم جانتے ہو۔ بعد میں ان کے ساتھ بھی پڑھ لینا اور اس کو نماز نفل بنا دینا۔

(ابن ماجہ۔ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ والسنۃ فیہا۔ حدیث ۱۲۵۵ ص ۱/ ۳۹۸)

امام بیہقی کا حدیث پر تبصرہ

میں کہتا ہوں کہ یہ روایت اور اس جیسی دیگر روایات جو اس مفہوم میں ہیں یہ ان لوگوں کے بارے میں ہیں جو اس (غلط) عمل کو بدل دینے کی استطاعت نہیں رکھتے اور جب اس کی تغیر و تبدیلی ممکن ہو تو پھر وہی کام کریں۔

ایسے لوگ تمہارے والی بنیں گے جو سنت کو مٹائیں گے بدعت کو ایجاد کریں گے نماز کو وقت سے مؤخر کریں گے۔ ان کی اطاعت نہ کرنا

(۲) ہمیں خبر دی ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ صفار نے، ان کو ابوجعفر احمد بن عمران اصفہانی نے، ان کو محمد بن صباح نے، ان کو اسماعیل بن زکریا نے عبداللہ بن عثمان بن خثیم سے، اس نے قاسم بن عبدالرحمٰن سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے

عبداللہ سے یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک حال یہ ہے کہ عنقریب والی بنیں گے تمہارے امر کے ایسے لوگ جو سنت کو مٹائیں گے اور بدعت کو ایجاد کریں گے (پیدا کریں گے)۔ اور نمازوں کو مؤخر کریں گے ان کے اوقات سے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر میں ان کو پالوں تو میں کیا کروں؟ حضور نے فرمایا: اے ابن اُم عبد اس شخص کی اطاعت نہ کرنا جو شخص اللہ کی نافرمانی کرے۔ تین بار آپ نے یہ جملہ دُہرایا۔ (ابن ماجہ۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۲۸۶۵ ص ۹۵۶/۲۔ مسند احمد ۴۰۰/۱)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا وقت پر کوفے میں نماز پڑھانا اور گورنر کوفہ کا انتظار نہ کرنا

(۳) ہمیں خبر دی محمد بن محمش فقیہ نے، ان کو ابوبکر قطان نے، ان کو ابراہیم بن حارث بغدادی نے، ان کو یحییٰ بن ابوبکیر نے، ان کو داود بن عبدالرحمٰن مکی نے، ان کو عبداللہ بن عثمان بن خثیم نے قاسم بن عبدالرحمٰن سے ان کو عبداللہ بن عثمان بن خثیم نے قاسم بن عبدالرحمٰن سے، یہ کہ ان کے والد نے ان کو خبر دی ہے کہ ولید بن عقبہ نے کوفے میں نماز کو مؤخر کیا اور میں بیٹھا ہوا تھا اپنے والد کے ساتھ مسجد میں۔ لہٰذا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، انہوں نے نماز کے لئے تثویب (اذان) کہی اور لوگوں کو نماز پڑھادی۔ ولید بن عقبہ نے ان کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا ہے؟ کیا آپ کے پاس امیر المؤمنین یزید بن معاویہ کی طرف سے حکم آگیا ہے تو یہ سمع وطاعت ہوئی امیر المؤمنین کی یا آپ نے اپنی طرف سے نیا کام کیا ہے جو آپ نے کیا ہے؟

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ہمارے پاس امیر المؤمنین کی طرف سے یزید بن معاویہ کی طرف سے کوئی حکم نہیں آیا۔ اور میں نے نئی بدعت بھی نہیں نکالی۔ اللہ کی پناہ اس بات سے کہ میں بدعت ایجاد کروں۔ اللہ بھی انکار کرے گا اور اس کا رسول بھی ہمارے خلاف اس بات پر کہ ہم اپنی نمازوں میں بھی آپ کا انتظار کرتے رہیں اور آپ کی حاجت کی اتباع کریں۔ (ابوداؤد۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۲۶۸۶ ص ۶۰/۳)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو علی بن حسین رقی نے، ان کو عبداللہ بن جعفر رقی نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن عمرو نے، ان کو زید بن ابوانیسہ نے، ان کو عمرو بن مُرّہ نے ابراہیم سے، وہ کہتے ہیں ضحاک بن قیس نے ارادہ کیا یہ کہ وہ عامل مقرر کرے مسروق کو، لہٰذا عمارہ بن عقبہ نے اس کو کہا کہ تم عامل مقرر کرو گے اس آدمی کو جو حضرت عثمان کے قاتلوں میں سے باقی ایک شخص ہے؟ مسروق نے ان کو جواب دیا، ہمیں حدیث بیان کی تھی عبداللہ بن مسعود نے اور وہ ہم لوگوں میں سے موثوق الحدیث تھے۔ کہ نبی کریم ﷺ نے جب آپ کے باپ کے قتل کا ارادہ کیا تھا اس نے پوچھا تھا کہ لڑدوں کون محافظ ہوگا تو انہوں نے فرمایا تھا کہ آگ۔ لہٰذا میں نے بھی تیرے لئے وہی چیز پسند کی ہے جو تیرے لئے رسول اللہ ﷺ نے پسند کی تھی۔

فتح مکہ کے بعد لوگ اپنے بچوں کو لائے تو حضور ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی

(۵) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو علی بن حمشاذ عدل نے، ان کو عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، ان کو حدیث بیان کی ہمارے والد نے، ان کو فیاض بن محمد رقی نے، ان کو جعفر بن برقان نے، ان کو ثابت بن حجاج الکلابی نے، ان کو عبداللہ بن ہمدانی نے ولید بن عقبہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا تھا تو اہل مکہ اپنے بچوں کو لے کر آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور ان کے لئے دعا فرمائی۔ میری امی بھی مجھے ان کے پاس لائی تھیں اور میرے سر پر خلوق لگی ہوئی تھی (ایک تیار خوشبو کا ضماد)۔

لہٰذا انہوں نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور نہ ہی مجھے ہاتھ لگایا۔ آپ کو ایسا کرنے سے کوئی مانع نہیں تھا سوائے اس کے کہ میری والدہ نے مجھے خوشبو کا لیپ لگایا ہوا تھا۔ آپ نے خلوق کی وجہ سے مجھے ہاتھ نہ لگایا۔

امام احمد بن حنبل کا قول : تحقیق روایت کی گئی کہ وہ گندہ تھا اس دن۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ان کو گندہ اور نجس گردانا اور نہ ہی ان کو ہاتھ لگایا نہ ہی اس کے لئے فرمائی۔ جبکہ خلوق (خوشبو) کا لیپ ہونا بچے کے لئے دعا کرنے کو مانع نہیں ہوتا دوسرے فعل میں۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ کی برکت سے محروم کر دیا گیا تھا۔ اس کے بارے میں اللہ کے سابق علم میں۔ واللہ اعلم

اور ہم نے روایت کیا ہے مجاہد سے اللہ اس فرمان کے نزول کے بارے میں :

ان جاء کم فاسق بنباء فتبینوا

اگر تمہارے پاس کوئی فاسق آدمی کوئی خبر لائے تو خوب جانچ پڑتال کرلو۔

یہ آیت ولید بن عقبہ کے بارے میں ہے۔

(٦) ہمیں خبر دی ابو علی روذ باری نے، ان کو ابو محمد بن شوذب واسطی نے، ان کو شعیب بن ایوب نے، ان کو یزید بن ہارون نے، ان کو سعید بن ابو عروبہ نے، ان کو عبداللہ داناج نے، ان کو حصین بن منذر نے۔

وہ کہتے ہیں کہ ولید بن عقبہ نے لوگوں کو چار رکعت نماز پڑھائی اور وہ حالت نشے میں تھے اور وہ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے کہ مزید اور بھی تمہیں پڑھاؤں؟ ان کو عثمان بن عفان ؓ کے پاس لایا گیا۔ اس نے حدیث ذکر کی ہے اس کے جلا دکر نے کے بارے میں۔

باب ١٦٦

حضور ﷺ کا خبر دینا ابوذر ؓ کے حال کے بارے میں
اس کی موت کے وقت اور اس کو آپ کا وصیّت کرنا
مدینہ خروج کرنے کے بارے میں فتنوں کے ظہور کے وقت

(١) ہمیں حدیث بیان کی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر احمد بن کامل قاضی نے، ان کو ابو قلابہ بن رقاشی نے، ان کو سعید بن عامر نے، ان کو ابو عامر نے (وہ صالح بن رستم خزاز ہے)۔ اس نے حمید بن ہلال سے، اس نے عبداللہ بن صامت سے، وہ کہتے ہیں کہ اُم ذر نے کہا تھا اللہ کی قسم نہیں ہانکا تھا نہیں روانہ کیا تھا عثمان نے ابوذر کو، بلکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ جب عمارتیں مقام سلعہ تک پہنچ جائیں تو اس میں سے نکل جانا۔ لہٰذا جب تعمیر اور بنا سلع تک پہنچ گئی اور اس سے تجاوز کر گئی تو ابوذر ملک شام کی طرف نکل گئے۔

اس نے حدیث ذکر کی ان کے واپس آنے، پھر ان کے ربذہ کی طرف نکل جانے اور ربذہ میں ہی ان کی موت کے بارے میں۔

(٢) ہمیں حدیث بیان کی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو جعفر بغدادی نے، ان کو اسماعیل بن اسحاق قاضی نے، ان کو علی بن عبداللہ مدینی نے، ان کو یحییٰ بن سلیم طائفی نے، ان کو عبداللہ بن عثمان بن خثیم نے، ان کو مجاہد اور ابراہیم بن اشتر نے اپنے والد سے، اس نے اُم ذر سے۔ وہ کہتی ہیں کہ جب ابوذر کی وفات کا وقت آن پہنچا تو میں رونے لگی۔ اس نے مجھے کہا کیوں رو رہی ہو؟ میں نے کہا کہ میں کیوں نہ روؤں،

تم میدان صحرائی میں زمین پر مر رہے ہو، میرے پاس اتنا کپڑا بھی نہیں ہے جو تیرے کفن کے۔لئے کافی ہو جائے، نہ ہی مرے کفن کا کپڑا ہے۔ تو ابوذر نے کہا تھا تم خوش ہو جاؤ اور مت روؤ۔

بے شک میں نے سُنا تھا رسول اللہ ﷺ سے، فرماتے تھے البتہ وہ گروہ میں جن کے اندر ہوں گا البتہ ضرور ان میں سے ایک آدمی مرے گا صحرا میں بے آب و گیا جنگل میں۔ اس پر مؤمنوں کی ایک جماعت حاضر ہوگی۔ پھر نہیں ہے اس گروہ میں سے کوئی ایک بھی مگر ہر ایک مر چکا ہے بستی و آبادی میں اور جماعت میں میں ہی وہ آدمی ہوں۔ اللہ کی قسم میں نے نہ جھوٹ کہا ہے اور نہ ہی مجھے جھوٹ کہا گیا ہے۔ تم راستے کی طرف دیکھو۔

میں نے کہا کہاں سے کوئی آئے گا، حجاج جا چکے ہیں، وہی تو گزرتے ہیں، یہ راستہ منقطع ہو چکا ہے۔ وہ بولے تم جاؤ تو سہی دیکھو تو سہی۔ کہتی ہیں کہ مجھ پر سخت تھا ٹیلہ پر چڑھنا، پھر میں واپس لوٹ آئی اور میں اس کی تیمارداری کرنے لگی، اچانک میں اور وہ اسی کشمکش میں تھے تو اچانک میں نے کچھ مردوں کو دیکھا اپنے سامان پر گویا کہ وہ سفید پتھر میں پہنچ کر لا رہے ہیں اپنی سواریاں۔

علی کہتے ہیں کہ میں نے کہا یحییٰ بن سلیم سے لفظ تَخُدُ ہے یا تخبُّ ہے؟ انہوں نے کہا دال کے ساتھ ہے۔

کہتی ہیں کہ میں نے اپنا کپڑا اہلایا تو وہ میری طرف جلدی سے لپکے، حتیٰ کہ میرے پاس آن کھڑے ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ وہ شخص کون ہے؟ میں نے کہا یہ ابوذر ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ کون ابوذر صحابی رسول؟ کہتی ہے میں نے بتایا جی ہاں صحابی رسول ہیں۔ انہوں نے کہا ہمارے ماں باپ اس پر قربان ہو جائیں۔ پھر وہ جلدی سے ان کے پاس آئے، آ کر ملے۔

ابوذر نے فرمایا خوش ہو جاؤ بے شک میں نے سُنا تھا رسو اللہ ﷺ سے، فرماتے تھے البتہ اُس گروہ میں جن میں میں ہوں گا ضرور مرے گا ایک آدمی ان میں سے ایک صحرا میں، اس کو حاضر ہوگی ایک جماعت مؤمنوں کی اس گروہ میں ہر ایک فرد یعنی میں اور جماعت میں فوت ہو چکا ہے۔ اللہ کی قسم نہ میں نے کذب بیانی کی اور نہ ہی مجھے جھوٹا کہا گیا ہے۔

تم سُنو! اگر میرے پاس اس قدر کپڑا ہوتا جو میرے کفن اور میری بیوی کے کفن کے لئے کافی ہوتا تو مجھے اپنے کپڑے میں کفن دیا جاتا یا بیوی کے کفن میں۔ میں تم لوگوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں پھر میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں یہ کہ تم میں سے کوئی بھی آدمی مجھے کفن دے دے خواہ وہ امیر ہو، یا راہبر ہو، یا قاصد ہو، یا محافظ ہو۔

اس گروہ میں جتنے لوگ تھے وہ خاموش ہو گئے ان کی بات سے۔ مگر ایک انصاری نوجوان نے کہا میں تمہیں کفن دوں گا۔ اے چچا! میں تجھے کفن دوں گا اپنی اس چادر میں یا دو کپڑوں میں جو میرے سامان میں ہے میری امی کے ہاتھ کے کاتے ہوئے سوت سے۔

ابوذر نے فرمایا کہ تم مجھے کفن دینا۔ لہٰذا اس انصاری نے ان کو کفن دیا اس گروہ میں سے جو اس کے پاس حاضر ہوئے تھے، وہ ان پر کھڑے ہو گئے انہوں نے اس دفن کیا پورے گروہ میں جو صاحب یمن تھے۔ (مسند احمد ۵: ۱۵۵۔ تاریخ ابن کثیر ۶/ ۲۰۷)

اور اس حدیث میں ابوذر سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی سے کہا تھا آپ خوش ہو جائیں اور مت روئیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا تھا فرما رہے تھے نہیں مرتا وہ مسلمان مرد و زن میں دو بیٹے یا تین۔ پھر وہ صبر کرتے ہیں اور اجر و ثواب کی امید رکھتے ہیں پھر وہ آگ کو اپنے آپ سے دُور دیکھیں گے۔

☆☆☆

باب ۱۶۷

حضور ﷺ کا خبر دینا ابو درداء رضی اللہ عنہ کے احوال کے بارے ہیں
نیز یہ کہ وہ فتنوں کے واقع ہونے سے قبل وفات پا جائیں گے
پھر ایسے ہی ہوا۔ اور عامر بن ربیعہ کا خواب

(۱)　ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق صغانی نے، ان کو عمر بن سعید دمشقی نے، ان کو سعید بن عبدالعزیز تنوخی نے۔ ان کو اسماعیل بن عبداللہ نے، ان کو ابو عبداللہ اشعری نے ان کو ابو درداء رضی اللہ عنہ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ! مجھے خبر پہنچی ہے کہ آپ فرماتے ہیں البتہ ضرور کچھ لوگ ایمان لانے کے بعد مرتد ہو جائیں گے۔

حضور نے فرمایا جی ہاں! مگر تو ان میں سے نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ ابو درداء رضی اللہ عنہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے قتل و شہادت سے قبل ہی وفات پا گئے تھے۔ (مجمع الزوائد ۹/ ۳۶۷)

میں حوض کوثر پر تمہارا پیش رو ہوں، تم میں سے آنے والوں کا انتظار کروں گا
ایسے نہ ہو کہ میں کہوں یہ میرے اُمتی ہیں اور مجھے بتایا جائے
کہ آپ کو نہیں معلوم کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا تھا

(۲)　ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے، ان کو ابو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو صفوان نے، ان کو ولید (ابن مسلم) نے، ان کو عبدالغفار بن اسماعیل ابن عبیداللہ نے اپنے والد سے، اس نے ان کو حدیث بیان کی سلف میں سے ایک شیخ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا ابو درداء سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں آگے جانے والا ہوں۔ تمہارا حوض کوثر پر اس شخص کا انتظار کروں گا جو شخص میرے پاس حوض پر آئے گا۔ نہ پاؤں میں یہ بات کہ مجھ سے تکرار کی جائے تمہارے کسی ایک کے بارے میں، کہوں کہ یہ میری اُمت میں سے ہے۔ پس مجھے یہ کہا جائے کہ آپ نہیں جانتے کہ آپ کے بعد انہوں نے کیا کیا تھا۔ (مجمع الزوائد ۹/ ۳۶۷)

ابو درداء کو ڈر لگا تو حضور ﷺ نے تسلی دی تم ان میں سے نہیں ہو

ابو درداء کہتے ہیں مجھے ڈر لگا کہ میں کہیں ان میں سے نہ ہوں۔ لہٰذا میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ میں نے یہ بات ذکر کی حضور ﷺ نے فرمایا تم ان میں سے نہیں ہو۔ لہٰذا ابو درداء قتل عثمان رضی اللہ عنہ سے قبل ہی وفات پا گئے اور فتنوں کے واقع ہونے سے پہلے۔

یزید بن ابو مریم نے اس کی متابع روایت بیان کی ہے ابو عبیداللہ مسلم بن مشکم سے، اس نے ابو درداء سے اس قول تک کہ تو ان میں سے نہیں ہے۔

ایسا فتنہ جس سے نیک بندے پناہ مانگتے رہے۔ فتنہ قتل عثمان رضی اللہ عنہ

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو محمد بن مثنیٰ نے، ان کو عبدالوہاب نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا یحییٰ بن سعید سے۔

وہ کہتے ہیں میں نے سنا عامر بن ربیعہ سے۔ وہ رات کو نماز پڑھ رہے تھے، یہ اس وقت کی بات ہے جب لوگ حضرت عثمان پر طعن و تشنیع میں مختلف ہو چکے تھے۔ رات کو انہوں نے نماز پڑھی پھر سو گئے۔ نیند میں خواب دیکھا کہ کوئی آنے والا آیا اس نے کہا آپ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس فتنے سے بچائے جس سے اس کے نیک بندے پناہ مانگتے ہیں۔ لہٰذا وہ اُٹھے اور انہوں نے نماز پڑھی اس کے بعد وہ بیمار ہو گئے وہ کبھی باہر نہ نکلے مگر جنازے کے لئے۔

باب ۱۶۸

(۱) حضور ﷺ کا ان فتنوں کے بارے میں خبر دینا جو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے آخر ایام میں ظاہر ہوئے تھے۔
(۲) وہ ایام جو علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ میں ظاہر ہوئے تھے۔
(۳) یقین رکھنے والے کے لئے ان میں سے قتل کا کفارہ ہے۔
(۴) محمد بن مسلمہ بدری رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ کا پسند کرنا یہ کہ رُک جائیں۔
(۵) حضور ﷺ کا خبر دینا محمد بن مسلمہ بدری رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہ اس کو فتنہ نقصان نہیں پہنچائے گا۔
(۶) پھر ویسے ہوا جیسے آپ ﷺ نے خبر دی تھی۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو ابوسعید بن اعرابی نے، ان کو حسن بن محمد زعفرانی نے، ان کو سفیان بن عیینہ نے زہری سے، اس نے، عروہ بن زبیر سے، اس نے اسامہ بن زید سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے کہ وہ مدینے کے ٹیلوں میں سے ایک ٹیلے پر چڑھے اور فرمایا کیا تم لوگ دیکھ رہے ہو جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں؟ بے شک میں فتنوں کو گرتا واقع ہوتا دیکھ رہا ہوں یا فتنوں کے واقع ہونے کی جگہ دیکھ رہا ہوں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں علی سے اور دیگر سے۔ اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابوبکر بن ابوشیبہ سے اور دیگر سے، اس نے اس کو روایت کیا ہے ابن عیینہ سے۔ (بخاری۔ کتاب فضائل المدینہ۔ مسلم۔ کتاب الفتن)

مختلف الانواع فتنے، کوئی عام، کوئی بڑے، کوئی چھوٹے

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو اسماعیل بن احمد جرجانی نے، ان کو محمد بن حسن نے، ان کو حرملہ بن یحییٰ نے، ابن وہب سے، اس نے یونس بن یزید سے، اس نے ابن شہاب سے۔ یہ کہ ابوادریس خولانی کہتے ہیں کہ حذیفہ بن یمان نے کہا تھا، اللہ کی قسم میں ہر اس فتنے کو جانتا ہوں جو میرے اور قیامت کے مابین ہونے والا ہے یہ بات نہیں ہے میرے ساتھ کہ رسول اللہ ﷺ چھپا کر راز داری سے بات کرتے تھے میری طرف اس بارے میں کسی شئ کی جو انہوں نے میرے سوا کسی اور سے نہیں کی ہوئی تھی، بلکہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا تھا جب وہ حدیث بیان کررہے تھے ایک مجلس میں فتنوں کے بارے میں، میں بھی اس محفل میں موجود تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے اس وقت فرمایا تھا جب وہ فتنوں کو ذکر فرمارہے تھے۔ فرمایا ان میں سے تین ایسے فتنے ہیں جو اس قدر عام اور زیادہ ہوں گے کہ وہ کسی چیز کو نہیں چھوڑیں گے۔ اور ان میں سے کچھ فتنے ایسے ہوں گے جیسے گرم ہوائیں۔ بعض ان میں سے چھوٹے ہوں گے۔ اور بعض ان میں سے بڑے ہوں گے۔

حذیفہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ جب یہ بیان کر چکے تو وہ سب لوگ چلے گئے جو موجود تھے، سوائے میرے۔ اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں حرملہ بن یحییٰ سے۔ (کتاب الفتن۔ باب اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیما یکون الی قیام الساعۃ۔ حدیث ۲ ص ۴/۲۲۱۶)

امام بیہقیؒ فرماتے ہیں : میں کہتا ہوں کہ حضرت حذیفہ ؓ انتقال فرماگئے تھے فتنۂ اولیٰ کے بعد یعنی قتل عثمان ؓ کے بعد۔ اور دوسرے دو فتنوں سے قبل جو ایام علی ؓ میں واقع ہوئے تھے۔ یہ تین ہوگئے۔ یہ تینوں فتنے اس قدر عام تھے کہ انہوں نے کسی شئ کو نہ چھوڑا۔ ہمارے علم کے مطابق مذکورہ حدیث میں مذکورہ فتنوں سے مراد وہی مراد تھے۔

اہل عرب کے لئے ہلاکت ہے اس شر سے جو آچکا ہے
(دیوار یاجوج ماجوج میں سوراخ ہو چکا ہے)

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران عدل نے بغداد میں، ان کو ابوجعفر محمد بن عمرو رزاز نے، ان کو سعدان بن نصر نے، ان کو سفیان بن عیینہ نے، ان کو زہری سے اس نے زینب بنت ابوسلمہ سے، اس نے حبیبہ سے، اس نے اس کی امی ام حبیبہ سے، اس نے زینب زوجہ نبی رضی اللہ عنہا سے۔ وہ کہتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نیند سے جاگے تھے اور آپ کا چہرہ انور سُرخ ہو رہا تھا، اور وہ فرمارہے تھے لا الہ الا اللہ تین مرتبہ فرمایا، پھر فرمایا کہ ہلاکت ہے عربوں کے لئے اس شر سے جو قریب آچکا ہے۔ دیوار یاجوج ماجوج میں سوراخ کھل گیا اس کی مثل، یہ کہتے ہوئے آپ نے اُنگلیوں سے حلقہ بنالیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! ہم ہلاک ہو جائیں گے؟ جبکہ ہمارے اندر نیک صالح لوگ بھی ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا جب بُرے کام زیادہ ہو جائیں گے۔

بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث ابن عیینہ سے۔ (بخاری۔ کتاب الانبیا۔ مسلم۔ کتاب الفتن ص ۴/۲۲۷)

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن محمد بن علی مقری نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو خبر دی سلیمان بن حرب نے، ان کو یزید بن ابراہیم تستری نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا حسن سے، وہ کہتے ہیں کہ زبیر نے کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی :

واتقوا فتنة لا تصيبن الذين ظلموا منكم خاصة ۔ (سورۃ انفال : آیت ۲۵)

بچو اس فتنے سے جو صرف انہیں لوگوں کو نہیں پہنچے گا تم میں سے جنہوں نے ظلم کیا ہے۔

تو ہم لوگ نہیں سمجھتے تھے کہ وہ فتنہ واقع ہوگا اسی جگہ جہاں واقع ہوا۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوبکر بن فورک نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یوسف بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد طیالسی نے، ان کو صلت بن دینار نے، ان کو عقبہ بن صہبان نے، ان کو ابورجاء عُطاردی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہم نے سُنا زبیر سے۔ وہ یہ آیت پڑھ رہے تھے :

واتقوا فتنة لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصة

فرمایا مجھے زمانہ گزر گیا اس آیت کو پڑھتے پڑھتے مگر میں اپنے آپ کو اس کا مصداق نہیں سمجھتا تھا۔ مگر ہم ہی اس کے مصداق واہل بن گئے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو مسدد نے، ان کو ابوالاحوص نے، ان کو سلام بن سُلیم نے منصور سے، اس نے ہلال بن یساف سے، اس نے سعید بن زید سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے تھے۔ حضور ﷺ نے ایک فتنے کا ذکر کیا۔ اس نے اس معاملہ کو بہت بتایا۔ ہم نے کہا، یا انہوں نے کہا تھا، یا رسول اللہ! اگر وہ فتنہ ہمیں پالے تو کیا وہ ہمیں ہلاک کر دے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہرگز نہیں۔ بے شک کافی ہے تم لوگوں کا قتل۔ سعید نے کہا، پس میں نے دیکھا تھا کہ میرے بھائی قتل کئے گئے تھے۔ (ابوداؤد۔ کتاب الفتن۔ حدیث ۴۲۷۷ ص ۴/۱۰۵)

مصنف فرماتے ہیں : میں کہتا ہوں کہ اس سے ان کی مراد حضرت عثمان، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت علی رضی اللہ عنہم ہیں۔

(۷) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابراہیم بن مرزوق بصری نے مصر میں ان کو ابوداود طیالسی نے، ان کو شعبہ نے اشعث بن ابوشعثاء سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا ابوہریرہ ﷺ سے، وہ حدیث بیان کرتے تھے ثعلبہ بن ضبیعہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا حذیفہ سے، وہ فرماتے تھے بے شک میں پہچانتا ہوں اس آدمی کو جس کو وہ بڑا فتنہ کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔

ہم لوگ مدینے میں آئے، ہم نے ایک خیمہ نصب کیا ہوا دیکھا اور وہاں پر محمد بن مسلمہ انصاری تھے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ میں ان لوگوں کے شہروں میں سے کسی شہر میں مستقل ٹھہرتا نہیں ہوں حتیٰ کہ وہ فتنہ ختم ہو جائے مسلمانوں کی جماعت سے۔

اس کو روایت کیا ہے ابوداؤد سجستانی نے عمرو بن مرزوق سے، اس نے شعبہ سے۔ (ابوداود۔ حدیث ۴۶۶۳ ص ۴/۲۱۶)

(۸) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداود نے، ان کو مسدد نے، ان کو ابوعوانہ نے، ان کو اشعث بن سُلیم نے، ان کو ابوبردہ نے، ان کو ضبیعہ بن حصین ثعلبی نے اسی مذکور کے مفہوم میں حضرت حذیفہ ﷺ سے۔ (مستدرک حاکم ۳/۴۳۳)

امام بخاری نے کہا ہے کہ تاریخ میں یہ میرے نزدیک زیادہ بہتر ہے، میری مراد ہے حدیث ابوعوانہ سے۔

(۹) ہمیں حدیث بیان کی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو خبر دی ابوجعفر رزاز نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن یزید بن روح بن عبادہ نے، ان کو عثمان شحام نے، ان کو مسلم بن ابوبکرہ نے ابوبکرہ سے، اس نے رسول اللہ ﷺ سے۔ کہ انہوں نے فرمایا تھا عنقریب فتنے ہوں گے۔ اس کے بعد ایک فتنہ ایسا ہوگا کہ اس میں پیدل چلنے والا اس کی طرف دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ خبردار! اس میں بیٹھا رہنے والا بہتر ہوگا اس میں کھڑا ہونے والے سے۔ خبردار! اس میں لیٹے رہنے والا بہتر ہوگا بیٹھے رہنے والے سے۔ جس وقت وہ فتنہ واقع ہو جائے جس شخص کے پاس بکریاں ہوں اس کو چاہئے کہ وہ بکریوں کے پیچھے چلا جائے۔ خبردار! جس کے پاس زمین ہو وہ اپنی زمین پر چلا جائے۔ جس کے پاس اُونٹ ہو وہ اپنے اُونٹ کے پیچھے چلا جائے۔

تو ان میں سے ایک آدمی نے کہا، اے اللہ کے نبی! اللہ مجھے آپ کے اُوپر قربان کر دے۔ آپ یہ بتائیں کہ جس کے پاس نہ بکریاں ہوں، نہ زمین ہو، نہ اس کے پاس اُونٹ ہو وہ کیا کرے؟ اس وقت فرمایا کہ وہ اپنی تلوار دھار سے پکڑے اور اس کو پتھر کی چٹان پر مارے، اس کی دھار توڑ دے۔ اس طرح وہ اس فتنے اور خونریزی کرنے سے بچ سکتا ہے تو بچ جائے۔ اے اللہ! کیا میں نے یہ پیغام پہنچا دیا ہے؟

اچانک ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے نبی! اللہ مجھے آپ کے اُوپر قربان کردے۔ آپ یہ بتائیں کہ اگر میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے زبردستی لے جایا جائے اور مجھے ایک صف میں کھڑا کردیا جائے دوصفوں میں سے، یا دونوں سے ایک فریق کے ساتھ (عثمان کا شک ہے)۔ اور کوئی شخص مجھے اپنی تلوار کے ساتھ گرادے اور مجھے قتل کردے تو میرے بارے میں کیا ہوگا؟

فرمایا کہ وہ اپنے گناہوں کے ساتھ ساتھ تیرے گناہ کا بھی ذمہ دار ہوگا۔ پھر وہ اہل جہنم میں سے ہوگا۔

اس کو مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں دوسرے طریق سے عثمان شحام سے۔ (مسلم۔ کتاب الفتن واشراط الساعة ص ۲۲۱۲۔۲۲۱۳)

اس بارے میں احادیث بہت ہیں۔

مصنف امام بیہقیؒ کا احادیث مذکورہ پر تبصرہ

(اہل علم میں سے) جس نے باغی گروہ کے ساتھ قتال کرنے کو مباح قرار دیا ہے، اس نے یہ گمان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے بعض اصحاب کے بارے میں یہ جان لیا تھا کہ وہ ہدایت و رہنمائی نہیں پاسکیں گے۔ ان کی قتال کی کیفیت کی طرف۔ بے شک وہ لوگ سوائے اس کے نہیں کہ وہ لوگ عادی ہو چکے تھے کفار کے ساتھ قتال کرنے کے۔ اور وہ مختلف ہے قتال اہل فئہ باغیہ سے۔ لہٰذا آپ نے ان کو حکم دیا تھا ہاتھ روکنے کے بارے میں ان کی حفاظت کے پیش نظر۔ وباللہ التوفیق

باب ۱۶۹

(۱) وہ روایت جو حضور ﷺ کے خبر دینے کے بارے میں آئی ہے کہ اُمہات المؤمنین میں سے ایک پر حوأب کے کتے بھونکیں گے۔

(۲) اور وہ روایت جو مروی ہے حضور ﷺ کے اشارے میں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سیدہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نرمی برتے گا۔

(۳) اور جو مروی ہے سیدہ رضی اللہ عنہا کی توبہ کے بارے میں اور ان کے خروج سے توبہ کرنے اور افسوس کرنے میں اس بات پر جو سیدہ رضی اللہ عنہا سے مخفی رہ گئی اس بارے میں۔

(۴) سیدہ رضی اللہ عنہا کا جنتی ہونا اہل جنت میں سے اپنے شوہر محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہونا رضی اللہ عنہا۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں میں نے سُنا ابوعبداللہ زبیر بن عبدالواحد سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا عبدالاہوازی سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عمرو بن عباس سے، اس نے محمد بن جعفر سے، اس نے ہمیں حدیث بیان کی شعبہ سے، اس نے اسماعیل بن

ابو خالد سے اس نے قیس سے یہ کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جب مقام حوأب پر آئیں تو انہوں نے کتوں کے بھونکنے کی آواز سنی۔ کہنے لگیں مجھے خیال آ رہا ہے کہ میں واپس چلی جاؤں۔ میں نے سنا تھا رسول اللہ ﷺ سے، انہوں نے لوگوں سے فرمایا تھا تم میں سے کونسی ہوگی جس پر حوأب کے کتے بھونکیں گے۔

حضرت زبیر نے کہا آپ واپس لوٹ چلیں شاید کہ اللہ تعالیٰ آپ کی وجہ سے لوگوں کے درمیان صلح کرا دے۔

(مسند احمد ۶/۵۲،۹۷۔البدایۃ والنہایۃ ۶/۲۱۱،۲۱۲)

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے (عالی سند سے)۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو عبداللہ محمد بن یعقوب نے شیبانی سے، ان کو محمد بن عبدالوہاب عبدی نے، ان کو یعلی بن عبید نے، ان کو اسماعیل بن ابو خالد نے قیس بن ابو حازم سے، کہ جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بعض دیار بنو عامر میں پہنچی تو ان پر حوأب کے کتے بھونکے۔ وہ بولیں یہ کونسا پانی کا ٹھکانہ ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ الحوأب۔ وہ بولیں میں خیال کر رہی ہوں کہ میں واپس ہو جاؤں۔

میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا، انہوں نے فرمایا تھا تم لوگوں میں سے اس ایک کی کیا کیفیت ہوگی جس وقت اس پر حوأب کے کتے بھونکیں گے؟ مگر حضرت زبیر نے کہا تھا، نہیں واپس نہ جائیں بلکہ آگے چلیں آپ کو لوگ دیکھیں گے اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے مابین صلح کرا دیں گے آپ کی وجہ سے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو بکر محمد بن عبداللہ جنید نے، ان کو احمد بن نصر نے، ان کو ابو نعیم فضل بن دکین نے، ان کو عبدالجبار بن ورد نے عمار الذہنی سے، اس نے سالم بن ابو جعد سے، اس نے ام سلمہ سے، وہ کہتی ہیں نبی کریم نے اپنی بعض عورتوں امہات المومنین کے خروج کا ذکر کیا، اس پر سیدہ عائشہ ہنس پڑیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا دیکھنا اے حمیراء کہ وہ تم نہیں ہونا۔ اس کے بعد حضرت علی کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، اے علی! تم کسی قدر سیدہ کے امر ولی بنائے جاؤ گے لہٰذا ان کے ساتھ نرمی کرنا۔ (تاریخ ابن کثیر ۶/۲۱۲)

امام بیہقیؒ فرماتے ہیں : میں کہتا ہوں کہ حذیفہ بن یمان (اس واقعہ سے قبل) یعنی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روانگی سے قبل فوت ہو گئے تھے۔ تحقیق ہمیں خبر دی تھی طفیل نے اور عمرو بن ضلیع نے امہات المومنین میں سے کسی کی روانگی کے بارے میں ایک لشکر کے۔ وہ اس بات کو نہیں کہتا مگر سماع سے۔

(۴) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید نے ان کو ہشام بن علی نے، ان کو عبداللہ بن رجاء نے، ان کو ہمام بن یحییٰ نے، ان کو قتادہ نے، ان کو ابو الطفیل نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں اور عمرو حذیفہ کی طرف گئے۔ اس نے حدیث ذکر کی اور اس میں کہا کہ اگر میں تم لوگوں کو حدیث بیان کروں کہ تمہارے ایک اماں اس سے (حضرت علی سے) جنگ کرے گی لشکر میں اس کو تلوار سے مارے گی تو تم مجھے سچا نہیں پاؤ گے۔

اس کو روایت کیا ہے ابو الزہیر نے بھی حذیفہ سے۔

(۵) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ بن حافظ نے، ان کو حسن بن یعقوب عدل نے، ان کو محمد بن عبدالوہاب العبدی نے، ان کو جعفر بن عون نے، ان کو اسماعیل بن خالد نے، ان کو قیس بن حازم نے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، وہ فرماتی ہیں میں پسند کرتی ہوں کہ میں ولد حارث بن ہشام جیسے دس بیٹے گم پاتی یعنی بیٹے ہو کر مر جاتے مگر میں اس سفر جیسا سفر نہ کرتی جو میں نے کیا ہے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے، ان کو ابو بکر قطان نے، ان کو احمد بن یوسف نے، ان کو محمد بن یوسف نے، وہ کہتے ہیں کہ ذکر کیا سفیان نے ہشام بن عروہ نے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ کہتے ہیں، البتہ میں پسند کرتی ہوں کہ میں مر جاتی اور بھولی بسری ہو جاتی یعنی میرا نام و نشان بھی نہ ہوتا۔ (بخاری۔ کتاب التفسیر۔ فتح الباری ۸/۴۸۲۔ مسند احمد ۱/۲۷۶۔ ۳۴۹)

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو جعفر قطیعی نے، ان کو عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن حنبل نے، ان کو میرے والد نے، ان کو محمد بن جعفر نے، ان کو شعبہ نے حکم سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا وائل سے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عمار رضی اللہ عنہ کو اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو کوفے بھیجا تھا کہ وہ ان کو بیعت کے لئے نکالے۔

حضرت عمار نے خطبہ دیا اور فرمایا: بے شک میں البتہ جانتا ہوں کہ وہ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا) حضور کی زوجہ ہیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں آزمائش میں ڈالا ہے تاکہ تم اس کی (حضرت علی کی) پیروی کرو یا (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی) اتباع کرو۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں بندار سے، اس نے محمد بن جعفر سے۔ (بخاری۔حدیث ۳۷۷۲۔فتح الباری ۱۰۶/۷۔مسند احمد ۶۵/۴)

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق صغانی نے، ان کو ابونعیم نے، ان کو عبدالجبار بن عباس شامی نے عطاء بن سائب سے، اس نے عمر بن ھُجنَع سے، اس نے ابوبکرہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس سے کہا گیا جس چیز نے آپ کو منع کیا تھا کہ آپ نے قتال نہیں کیا تھا بصیرت پر جنگ جمل والے دن۔ انہوں نے بتایا کہ میں نے سُنا تھا رسول اللہ ﷺ سے، فرماتے تھے کہ ایک ہلاک ہونے والی قوم نکلے گی وہ فلاح نہ پائیں گے۔ ان کی قائد ایک عورت ہوگی وہ ان کی قائد ہوگی جنت میں۔

(یہ روایت منکر ہے۔البدایۃ والنہایۃ ۲۱۲/۶)

پورے باب کی روایات پر مترجم کا تبصرہ

(۱) عبدالجبار بن بن عباس شامی کوفی کے بارے میں محدث ابونعیم فرماتے ہیں کوفے میں اس سے بڑا کذاب کوئی نہیں تھا۔
عقیلی نے ضعفاء الکبیر میں اس کو درج کیا ہے۔ (۸۸/۳)
المیزان میں ہے کہ اس کی روایت کا کوئی متابع نہیں ہے۔ (۵۳۳/۲)

(۲) یہی حال ابن ہجنع کا ہے۔ (الضعفاء الکبیر ۱۹۶/۳۔لسان المیزان ۲۴۱/۴)

(۳) حدیث ۱۸ انتہائی منکر ہے۔ (ڈاکٹر قلعجی فرماتے ہیں دلائل النبوۃ کے نسخہ ک میں یہ باب موجود ہی نہیں ہے۔ باقی نسخوں میں موجود ہے)۔ نیز مذہبی داستانیں نامی کتاب کے مصنف نے حوأب والی روایت پر سخت تنقید کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ یہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے اعداء وروافض کی طرف سے ان کے خلاف وضع کردہ روایت ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا سفر قرآنی استدلال کے تحت تھا کسی اندازے پر نہیں تھا۔ اس لئے پشیمان ہونے والی کہانی فرضی ہے۔ سیدہ کا استدلال سورۂ فتح کی ایک منقبت ہے:

فمن نکث فانما ینکث علی نفسہ ۔ واللہ اعلم

☆☆☆

باب ۱۷۰

حضور ﷺ کا خبر دینا قتال زبیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضرت علی کے ساتھ اور زبیر رضی اللہ عنہ کا قتال ترک کردینا جب ان کو یاددہانی کرائی گئی

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے بغداد میں، ان کو اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو احمد بن منصور رمادی نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو خبر دی معمر نے قتادہ سے، وہ کہتے ہیں کہ جب حضرت زبیر جنگ جمل والے دن والی مقرر ہوئے تو حضرت علی کو یہ خبر پہنچی۔ انہوں نے کہا اگر ابن صفیہ جانتے کہ علی حق پر ہے تو وہ والی وحکمران نہ بنتے۔

اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ نبی کریم ﷺ دونوں کو ملے تھے سقیفہ بنوساعدہ میں تو حضور ﷺ نے اس سے پوچھا تھا کہ زبیر کیا تم علی سے محبت کرتے ہو؟ اس نے بتایا کہ میں اس سے کیوں محبت نہیں کروں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ تیرے ساتھ اس وقت کیا کیفیت ہوگی جب تم اس سے قتال کروگے اور تم اس کے حق میں ظالم ہوگے؟

قتادہ کہتے ہیں کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ سوائے اس کے نہیں کہ وہ اس بناپر والی بنے تھے۔

یہ روایت مرسل ہے (تابعی نے صحابی کا واسطہ چھوڑ دیا)۔ (ابن کثیر ۶/۲۱۳)

اور دوسرے طریق سے یہ موصول بھی مروی ہے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو خبر دی ابوعمرو بن مطر نے، ان کو ابوالعباس عبداللہ بن محمد بن سوار ہاشمی کوفی نے، ان کو منجاب بن حارث نے، ان کو عبداللہ بن اجلح نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے میرے والد نے یزید الفقیر سے، اس نے اس کے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا فضل بن فضالہ سے۔ وہ حدیث بیان کرتے ہیں اپنے والد سے اس نے ابوحرب بن اسود دئلی سے، اس نے اپنے والد سے داخل ہوگئی ہے، دونوں کی حدیث ایک دوسری میں۔

وہ کہتے ہیں جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھی قریب جا پہنچے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ کے اور صفیں بعض بعض کے قریب پہنچ گئیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خچر پر سوار ہوکر جو کہ رسول اللہ کے خچر پر سوار تھے صفوں سے نکلے اور انہوں نے آواز لگائی، میرے لئے حضرت زبیر بن عوام کو بلاؤ۔ میں علی ہوں ان کے لئے۔

زبیر کو بلایا گیا وہ سامنے آئے حتیٰ کہ دونوں کی سواریوں کی گردنیں آمنے سامنے ایک دوسرے سے مل گئیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا، اے زبیر! میں تجھے اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا آپ کو یاد آتا ہے وہ دن جب تیرے ساتھ رسول اللہ ﷺ گزر رہے تھے اور ہم لوگ فلاں فلاں جگہ پر تھے؟ حضور نے فرمایا تھا اے زبیر! کیا تم علی سے محبت کرتے ہو؟ تم نے کہا تھا میں کیوں نہ اس سے محبت کروں گا، میرے ماموں کا بیٹا ہے، میرے چچا کا بیٹا ہے، میرے دین پر ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا تھا اے علی! کیا تو بھی زبیر سے محبت کرتا ہے؟ میں نے کہا تھا میں کیوں نہ اس سے محبت کروں گا، وہ میری پھوپھی کا بیٹا ہے اور میرے دین پر ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا تھا، اے زبیر خبردار! اللہ کی قسم تم ضرور اس سے قتال کرو گے حالانکہ تم اس کے حق میں ظالم ہو گے؟ حضرت زبیر نے کہا جی ہاں کہا تھا۔ اللہ کی قسم میں اس بات کو بھول چکا تھا جب سے میں نے اس کو سنا تھا فرمان رسول سے۔ پھر میں نے اب یاد کر لیا ہے یعنی اب مجھے وہ فرمان یاد آ گیا ہے۔ اللہ کی قسم میں تیرے ساتھ قتال نہیں کروں گا۔

لہٰذا زبیر واپس لوٹ گئے اپنی سواری سے صفوں کو چیرتے ہوئے۔

سامنے سے ان کا بیٹا آیا، اس نے پوچھا کہ کیا ہوا؟ اس نے بتایا کہ علی رضی اللہ عنہ نے مجھے یاد دلا دی ہے رسول اللہ ﷺ کی وہ حدیث جو میں نے ان سے سنی تھی۔ فرمایا تھا کہ تم ضرور اس سے قتال کرو گے جبکہ تم اس کے حق میں ظالم ہو گے۔ لہٰذا میں علی رضی اللہ عنہ سے قتال نہیں کروں گا۔ کیا آپ قتال کے لئے آئے تھے؟ آپ تو لوگوں کے درمیان صلح کرانے آئے تھے اور اللہ اس امر کی صلح کرا دے گا۔ مگر زبیر نے کہا کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ میں علی رضی اللہ عنہ سے نہیں لڑوں گا۔ اس نے کہا آپ اپنا غلام جرجس آزاد کر دیجئے اور آپ ٹھہرے رہیے کہ آپ لوگوں کے درمیان صلح کرا دیجئے۔ انہوں نے اپنا غلام آزاد کر دیا اور وہ ٹھہر گئے۔ جب لوگوں نے معاملہ میں اختلاف کیا تو وہ اپنے گھوڑے پر چلے گئے۔ (تاریخ ابن کثیر ۶/۲۱۳)

(۳) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو الولید نے، ان کو حسن بن سفیان نے، ان کو قطن بن بشیر نے، ان کو جعفر بن سلیمان نے، ان کو عبداللہ بن محمد رقاشی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے دادا نے، وہ ہیں عبدالملک بن مسلم ابو جرو مازنی، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا تھا حضرت علی اور زبیر سے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہہ رہے تھے۔

کہ میں تجھے قسم دیتا ہوں اللہ کی۔ اے زبیر کیا تم نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سنی نہیں تھی؟ فرمایا تھا کہ تم بے شک مجھ (علی) سے قتال کرو گے اور تم میرے حق میں ظالم ہو گے۔ اس نے کہا، جی ہاں۔ لیکن میں بھول گیا تھا۔ ابن کثیر نے اس روایت کو غریب کہا ہے۔ (۶/۲۱۳)

باب ۱۷۱

حضور ﷺ کا خبر دینا زید بن صوحان کے قتل ہو کر شہید ہونے کے بارے میں

پھر ایسے ہی ہوا جنگ جمل والے دن قتل ہوئے تھے جیسے خبر دی تھی

(۱) ہمیں خبر دی ابو سعد مالینی نے، ان کو ابو احمد بن عدی نے، ان کو خبر دی ابو یعلی نے، ان کو ابراہیم بن سعید جوہری نے، ان کو حسین بن محمد نے، ان کو ہذیل بن بلال نے عبدالرحمن بن منصور عبدی سے، اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کو یہ خوشی ہو کہ وہ ایسے شخص کی طرف دیکھے جس کے بعض اعضاء جنت کی طرف اس سے سبقت کر جائیں گے وہ زید بن صوحان کو دیکھے۔ (اصابہ ۱/۵۸۲)

ہذیل بن بلال غیر قوی ہے۔ واللہ اعلم (نسائی اور دارقطنی نے ہذیل بن بلال کو ضعیف قرار دیا ہے۔ میزان ۴/۲۹۴)

(۲) ہمیں خبر دی ابو محمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو سعید اعرابی نے ان کو سعدان بن نصر نے، ان کو اسحاق نے یعنی الازرق نے، ان کو عوف نے ابن سیرین سے، وہ کہتے ہیں کہ کہا خالد بن واشمہ نے کہ جب اصحاب الجمل سے فرصت ہو گئی اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی منزل پر اتریں میں ان کے پاس پہنچا۔ میں نے کہا السلام علیک یا ام المؤمنین۔ انہوں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟

باب ۱۷۴۳

حضور ﷺ کا خبر دینا دونوں میں سے باغی گروہ کے بارے میں

بایں صورت کہ اس کو ان کی معرفت کی علامت بنا دیا

عمار بن یاسر کا قتل

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبد حافظ نے ، ان کو عبدالصمد بن علی بن مکرم بزاز نے ، ان کو جعفر بن محمد بن شاکر نے ، ان کو محمد بن حجاج نے ، ان کو شعبہ نے ، ان کو ابومسلمہ نے ابونضرہ سے ، اس نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ، انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ، اس نے جو مجھ سے بہتر ہے یعنی ابوقتادہ نے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا عمار بن یاسر سے کہ تجھ کو باغی گروہ یا جماعت قتل کرے گی۔

مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث خالد بن حارث سے اور نضر بن شمیل سے ، اس نے شعبہ سے۔ (مسلم۔کتاب الفتن ص ۴/ ۲۲۳۶)

(۲) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے ، ان کو احمد بن کامل قاضی نے ، ان کو محمد بن سعد عوفی نے ، ان کو روح بن عبادہ نے ، ان کو حدیث بیان کی ابن عون نے اور ان کو خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے ، ان کو احمد بن عبید صفار نے ، ان کو محمد بن غالب بن حرب نے ، ان کو عثمان بن ہیثم نے ، وہ بصرہ کے مؤذن تھے۔ ان کو ابن عون نے حسن سے اس نے اُمیہ سے اس نے اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے ، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ، عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا اور اس کا قاتل جہنم میں ہوگا۔ (مسند احمد ۴/ ۳۱۹۔ مستدرک حاکم ۳/ ۳۸۹)

یہ الفاظ ہیں حدیث بن عبدان کے ، اس کو مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں حدیث ابن عُلیہ سے۔ (حوالہ سابقہ۔ حدیث ۷۳)

اس نے عون سے ، جیسے گزر چکا ہے۔

(۳) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے ، ان کو احمد بن عبید اسقاطی نے ، ان کو ابومصعب نے ، ان کو یوسف ماجشون نے اپنے والد سے ، اس نے ابوعبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر نے عمار کی مولاۃ سے۔ وہ کہتی ہیں کہ حضرت عمار بیمار ہو گئے تھے جس سے وہ انتہائی کمزور ہو گئے تھے ، ان پر بیہوشی طاری ہو گئی تھی۔ پھر وہ ہوش میں آئے تو ہم ان کے گرد بیٹھے رو رہے تھے۔ انہوں نے پوچھا کہ تم لوگ کیوں رو رہے ہو؟ کیا تم لوگ ڈر رہے ہو کہ میں اپنے بستر پر مر جاؤں گا؟ (نہیں ایسا نہیں ہوگا)۔ میرے محبوب (محمد ﷺ) نے مجھے خبر دی تھی کہ مجھے باغی گروہ قتل کرے گا اور دنیا سے میری آخری خوراک دودھ کا گھونٹ ہوگا۔

(۴) ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبداللہ حافظ نے ، ان کو ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ صفار نے ، ان کو احمد بن محمد بن عیسیٰ قاضی نے ، ان کو ابونعیم اور محمد بن کثیر نے ، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی سفیان نے ، ان کو حبیب بن ابوثابت نے ابوالبختری سے یہ کہ عمار بن یاسر کے پاس دودھ کا شربت لایا گیا تھا ، وہ ہنس پڑے تھے۔ ان سے پوچھا گیا کیوں ہنسے ہیں؟ فرمایا کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا آخری مرتبہ دودھ پینا ، جو میں پیوں گا (یہی ہوگا) حتیٰ کہ مر جاؤں گا۔ (مسند احمد ۴/ ۳۱۹۔ مستدرک حاکم ۳/ ۳۸۹)

(۵) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے ، ان کو عبداللہ بن جعفر نے ، ان کو یعقوب بن سفیان نے ، ان کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے ، ان کو وکیع نے سفیان سے ، اس نے حبیب بن ابوثابت سے ، اس نے ابوالبختری سے ، وہ کہتے ہیں کہ جب جنگ صفین کا دن ہوا اور جنگ شدت اختیار کر گئی تو عمار نے کہا تھا مجھے کچھ پینے کے لئے دے دو میں پی لوں۔ پھر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا آخری چیز جو تم پیو گے دنیا میں وہ دودھ کا گھونٹ ہوگا ، اس کے بعد وہ آگے بڑھے اور قتل کر دیئے گئے۔

مقرر تھے۔ وہ دونوں طبقوں کے درمیان صلح کرانے کے لئے مقرر کئے گئے تھے کہ وہ کسی ایسے امر پر متفق ہو جائیں گے جس میں مسلمانوں کے ساتھ نرمی اور خیر ہوگی اور ان کے خون کی حفاظت ہوگی، اور اسی طرح کا واقعہ ہوا۔ ان دونوں کے سبب کوئی گمراہ نہ ہوا سوائے فرقہ خوارج کے۔ اس لئے کہ انہوں نے دونوں امیروں کی تحکیم کا انکار کر دیا تھا اور ان دونوں کے خلاف بغاوت کر دی تھی، اور دونوں کو کافر قرار دے دیا تھا۔ حتیٰ کہ حضرت علی ﷺ نے ان کے ساتھ قتال کیا تھا۔ حضرت ابن عباس ﷺ نے ان کے ساتھ مناظرہ کیا تھا۔ ان میں سے چند لوگ حق کی طرف لوٹ آئے تھے باقی لوگ اپنی بات پر قائم رہے حتیٰ کہ اکثر ان میں سے نہروان پر قتل کر دیئے گئے اور دیگر مقامات پر۔

باب ۱۷۵

حضور ﷺ کا خبر دینا

اس فرقہ کے بارے میں جو ان دو طائفوں کے درمیان سے نکل جائے گا مگر ان کو وہ طائفہ قتل کرے گا جو اولیٰ بالحق ہوگا پھر ایسے ہی ہوا جیسے حضور ﷺ نے خبر دی تھی اہل نہروان نے خروج کیا اور دو طائفوں میں سے اولیٰ بالحق نے ان کو قتل کر دیا

(۱) ہمیں خبر دی ابو علی روذباری نے، ان کو خبر دی ابو بکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو مسلم بن ابراہیم نے، ان کو قاسم بن فضل نے ابونضرہ سے، اس نے ابوسعید ﷺ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دین سے نکل جائے گا اسلام سے نکل جانے والا فرقہ مسلمانوں کے افتراق کے وقت۔ اس فرقے کو وہ طائفہ قتل کرے گا جو دو طائفوں سے حق کے قریب ہوگا۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں شیبان بن فروخ سے، اس نے قاسم سے اور اس کو نقل کیا ہے اس نے حدیث قتادہ سے اور داود بن ابو ہند سے، اس نے ابونضرہ سے۔ (مسلم۔ کتاب الزکوۃ ص ۲/ ۷۴۶ ص ۲/ ۷۴۵)

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو عمرو مقری نے، ان کو ابو یعلیٰ نے، ان کو زہیر بن حرب نے، ان کو ابو احمد زبیری سے، ان کو حدیث بیان کی سفیان نے حبیب بن ابو ثابت سے، اس نے ضحاک مشرقی سے، اس نے ابوسعید سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے، آپ نے فرمایا، اس حدیث میں جس میں اس قوم کا ذکر کیا ہے جو خروج کریں گے اور نکلیں گے لوگوں کے مختلف فرقے بننے کے وقت، ان کو قتل کرے گا دو طائفوں سے وہ طائفہ جو حق سے زیادہ قریب ہوگا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبیداللہ قواریری سے، اس نے ابو احمد سے۔ (مسلم۔ کتاب الزکوۃ ص ۲ ۷۴۶)

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان سے بغداد میں، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حدیث بیان کی عبیداللہ بن معاذ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہمارے والد نے عمران بن حدیر سے، اس نے لاحق سے۔ وہ کہتے ہیں وہ لوگ جنہوں نے حضرت علی ﷺ کے خلاف خروج کیا تھا نہروان میں وہ چار ہزار کی تعداد میں تھے۔ مسلمانوں نے ان پر حملہ کیا تھا اور ان کو قتل کر دیا تھا۔ اور مسلمانوں میں سے صرف نو افراد قتل ہوئے تھے۔ اگر آپ چاہیں تو جائیں ابو برزہ اسلمی کی طرف، اس سے پوچھیں۔ بے شک وہ اس معرکے میں موجود تھے۔ (تاریخ ابن کثیر ۶/ ۲۱۷۔۲۱۸)

☆☆☆

باب ۱۷۶

حضور ﷺ کا خارجیوں کے خروج کی اور ان کی علامت کی خبر دینا اور اس مخدّج کی خبر دینا جو اُن میں ہوگا، ان کو جو قتل کرے گا اس کے اجر کی خبر اور اس شخص کا نام جو ان میں سے مخدّج کو قتل کرے گا اور ان کے ساتھ قتال کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں اشارہ اور ان امور کے ظہور اور وجود صدق میں آثار نبوت

(۱) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورکؒ نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے ان کو ابوداؤد نے، ان کو سلام بن سُلیم یعنی ابوالاحوص نے سعید بن مسروق سے، اس نے عبدالرحمن بن ابونعم سے، اس نے ابوسعید سے یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس یمن سے سونا بھیجا وہاں کی مٹی میں جب وہ یمن میں تھے۔ حضور ﷺ نے اسی دن اس کو چار آدمیوں میں تقسیم کر دیا۔

(۱) عیینہ بن بدر فزاری (۲) علقمہ بن عُلاثہ کلابی

(۳) اقرع بن حابس حنظلی (۴) زید الخیل طائی

جو کہ بنی نبہان میں سے ایک تھے میرے گمان میں۔ مگر اس تقسیم پر قریش اور انصار ناراض ہو گئے۔

وہ کہنے لگے کہ یہ مال اہل نجد کے سرداروں کو دیا گیا ہے اور ہمیں نظر انداز کر دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں نے ان کو جو دیا وہ تالیف قلب کے لئے دیا ہے۔ لہٰذا وہاں پر ایک آدمی کھڑا ہو گیا آنکھوں کے گہرے گڑھوں والا، سر سے گنجا، موٹی موٹی گالیں، پیشانی اُبھری ہوئی۔ وہ بولا، اللہ سے ڈریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون اطاعت کرے گا اللہ کی۔ اگر میں اس کی نافرمانی کروں گا اہل آسمان مجھے امان دیں گے اور نہ تم مجھے امان دو گے۔

چنانچہ ایک آدمی نے اس کے قتل کے بارے میں اجازت مانگی، حضور ﷺ نے اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ پھر فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اس کی اصل سے کچھ لوگ نکلیں گے، وہ قرآن پڑھیں گے مگر اسلام میں سے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانے سے نکل جاتا ہے۔ وہ اہل اسلام کو قتل کریں گے اور اہل اصنام بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے قسم اللہ کی۔ اگر میں نے پالیا تو ضرور ان کو قتل کروں گا قوم عاد کے قتل کی طرح۔

مسلم نے اس کو روایت کیا صحیح میں ہناد بن سری سے، اس نے ابوالاحوص سے اور بخاری نے اس کو نقل کیا ہے حدیث سفیان بن سعید سے، اس نے ان کے والد سے۔ (بخاری۔ کتاب الانبیاء۔ مسلم۔ کتاب الزکوٰۃ ص ۲/۷۴۱)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ اسحاق بن یوسف بن یعقوب سوسی نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن ولید بن مزید نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی میرے والد نے، ان کو اوزاعی نے، وہ کہتے ہیں ان کو زہری نے، ان کو ابوسلمہ نے عبدالرحمن بن عوف نے اور ضحاک نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے۔

وہ کہتے ہیں اچانک رسول اللہ ﷺ ایک دن کچھ تقسیم فرما رہے تھے ذوالخویصرہ نامی شخص نے کہا جو بنوتمیم میں سے تھا یا رسول اللہ! آپ انصاف کیجئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تجھ پر افسوس ہے۔ کون انصاف کرے گا۔ جس وقت میں انصاف نہیں کروں گا۔ اتنے میں حضرت عمر بن خطاب ؓ کھڑے ہو گئے۔ عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے میں اس کی گردن مار دوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔

بے شک اس کے ساتھی ایسے ہیں کہ تم میں سے ایک شخص ان کی نمازوں کے آگے اپنی نماز کو حقیر جانے گا اور ان کے روزے کے آگے اپنے روزے کو بھی حقیر جانے گا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانے سے نکل جائے۔ اس کے بھالے کی طرف دیکھا جائے تو اس میں کوئی شئی موجود نہ ہو۔ اس کی نوک ودھار کو دیکھا جائے تو اس پر کوئی چیز موجود نہ ہو۔ اور تیر بغیر بھالے اُوپر کو دیکھا جائے تو اس پر کوئی نشان نہ ملے۔ تیر کے پروں کو دیکھا جائے تو اس پر کوئی نہ ہو۔ حالانکہ وہ خون اور گوبر میں سے گزر چکا ہے مگر ان میں سے کچھ بھی اس کو نہیں لگا۔ وہ لوگ اس وقت نکلیں گے جب لوگوں میں تفریق واختلاف پیدا ہو چکا ہوگا۔ ان کی نشانی ہے ان میں سے ایک آدمی ایسا ہوگا جس کی آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی ہوں گی، ہاتھ مفقود ہوگا عورت کے پستان کی طرح یا گوشت کے لوتھڑے کی طرح ہلتا ہوگا۔

ابوسعید نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے البتہ یہ سُنا تھا رسول اللہ ﷺ سے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں حضرت علی ؓ کے ساتھ تھا جب انہوں نے ایسے لوگوں کو قتل کیا تھا۔ لہٰذا مقتولین میں تلاش کیا گیا تو وہ شخص مل گیا اسی صفت پر جو رسول اللہ ﷺ نے اس کی بیان کی تھی۔

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں دوسرے طریق سے اوزاعی سے اور بخاری ومسلم دونوں نے دیگر طرق سے۔

(بخاری۔ کتاب المناقب۔ مسلم۔ کتاب الزکوۃ ص ۲/۷۴۴۔۷۴۵)

(۳)　ہمیں خبر دی ابوزکریا یحییٰ بن ابراہیم بن محمد بن یحییٰ مزکی نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب شیبانی نے، ان کو اسماعیل بن قتیبہ نے، ان کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے، ان کو علی بن مسہر نے شیبانی سے، اس نے یسیر بن عمرو سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا سہل بن حنیف سے کیا آپ نے نبی کریم ﷺ سے سُنا؟ کیا وہ ان خارجیوں کا ذکر کرتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ میں نے ان سے سُنا تھا۔ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے مشرق کی جانب اشارہ کیا تھا کچھ لوگ نکلیں گے وہ اپنی زبانوں کے ساتھ قرآن پڑھیں گے، وہ ان کی ہنسلیوں سے تجاوز نہیں کرے گا، وہ دین میں سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانے سے۔ (مسلم۔ کتاب الزکوۃ ص ۲/۷۵۰)

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ سے۔ اور اس کو روایت کیا ہے حدیث عبدالواحد بن زیاد سے، اس نے ابواسحاق شیبانی سے اور کہا کہ انہوں نے اپنا ہاتھ جھکایا تھا عراق کی طرف۔ اور یہی مراد تھی مشرق کی جانب سے۔ (مسلم۔ کتاب الزکوۃ)

(۴)　ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق نے، ان کو ابوعبداللہ بن یعقوب نے، ان کو ابراہیم بن عبداللہ نے، ان کو یزید بن ہارون نے، ان کو خبر دی عوام بن حوشب نے، ان کو سلیمان شیبانی نے، ان کو یسیر بن عمرو نے سہل بن حنیف سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک قوم نکلے گی (کچھ لوگ) مشرق کی جانب سے، ان کے سر منڈے ہوئے ہوں گے۔

اس کو روایت کیا ہے مسلم نے صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ وغیرہ سے، اس نے یزید بن ہارون سے۔ (مسلم۔ کتاب الزکوۃ ص ۲/۷۵۰)

اور اس نے اس کو نقل کیا ہے حدیث ابوذر سے اور رافع بن عمرو غفاری سے۔ (مسلم۔ کتاب الزکوۃ ص ۲/۷۵۰)۔

(۵)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعلی حسن بن علی حافظ نے، ان کو حسن بن سفیان شیبانی نے، ان کو ہدبہ بن خالد نے اور شیبانی بن ابوشیبہ نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی سلیمان بن جعفر نے حمید بن ہلال سے، اس نے عبداللہ بن صامت سے، اس نے ابوذر سے۔

وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک میری اُمت میں سے کچھ لوگ ہوں گے وہ قرآن پڑھیں گے، وہ ان کے حلقوں سے آگے نہیں بڑھے گا (یعنی دل میں نہیں اُترے گا)۔ وہ دین سے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانے میں سے، وہ بدترین مخلوق ہوں گے اور بدترین طبیعت وعادات کے ہوں گے۔

شیبان نے کہا پھر وہ اس میں (دین میں) واپس نہیں آئیں گے۔ سلیمان کہا ہے کہ میں خیال کرتا ہوں کہ فرمایا تھا کہ اس کی نشانی سر منڈانا ہوگی۔ ابن صامت نے کہا ہے کہ میں رافع بن عمرو سے ملا جو حکم بن عمرو غفاری کے بھائی تھے انہوں نے کہا کہ میں نے بھی اس کو سُنا تھا رسول اللہ ﷺ سے اور اس کو روایت کیا ہے مسلم نے صحیح میں شیبان سے۔ (حوالہ بالا)

(۶) ہمیں خبر دی ابو محمد عبداللہ بن یوسف نے، ان کو ابوسعید بن اعرابی نے، ان کو عباس بن عبداللہ ترقفی نے، ان کو محمد بن کثیر مصیصی نے اوزاعی سے، اس نے قتادہ سے، اس نے انس بن مالک ﷺ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عنقریب میری اُمت میں اختلاف ہوگا تفرقہ بات اچھی کریں گے اور کام میرے کریں گے، یا عمل کہا تھا۔ وہ کتاب اللہ کی طرف دعوت دیں گے جبکہ وہ اس سے کسی شئ میں نہیں ہوں گے۔ وہ قرآن پڑھیں گے اور وہ ان کی ہنسلیوں سے آگے نہیں بڑھے گا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانے میں سے پار ہو جاتا ہے۔ پھر وہ اس کی طرف نہیں لوٹیں گے بلکہ ارتداد میں اور بڑھیں گے۔ وہ بدترین مخلوق ہوں گے اور بدترین خصلت والے۔ جوان کو قتل کرے گا اس کے لئے مبارکباد ہے۔ جوان کو قتل کرے گا وہ اللہ کے نزدیک ان سے بہتر ہوگا۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ! ان کی نشانی کیا ہوگی؟ فرمایا کہ سر منڈوانا۔ (ابوداود۔ کتاب السنہ۔ حدیث ۴۷۶۵۔ص ۲۴۳/۴)

(۷) ہمیں خبر دی ابو محمد بن یوسف اصفہانی نے، ان کو ابوسعید بن اعرابی نے، ان کو حسن بن محمد زعفرانی نے، ان کو ابو معاویہ نے اعمش سے، ان کو خیثمہ بن سوید بن غفلہ نے، اس نے علی بن ابو طالب ﷺ نے۔ انہوں نے کہا کہ جب تم لوگ مجھے سنو کہ میں حدیث بیان کر رہا ہوں رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث تو البتہ اگر میں آسمان سے زمین کی طرف گرا دیا جاؤں مجھے یہ زیادہ پسند ہوگا اس سے کہ میں رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولوں اور جب تمہیں حدیث بیان کروں یعنی بات کروں کسی اور کی تو سوائے اس کے نہیں کہ میں ایک آدمی ہوں جو جنگ لڑ رہا ہوں اور جنگ جو ہوتی ہے وہ دھوکہ دہی ہوتی ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا تھا وہ فرما رہے تھے کہ آخر زمانے میں کچھ لوگ نکلیں گے، نو عمر ہوں گے، کم عقل ہوں گے، وہ لوگوں کے اچھے اچھے قول لیں گے لیکن ان کا ایمان ان کی ہنسلیوں سے آگے نہیں بڑھے گا۔ پس جہاں کہیں تم ان سے ملو ان کو قتل کر دینا۔ بے شک ان کو قتل کرنا اجر ہوگا۔ اس کے لئے جوان کو قتل کرے گا قیامت تک اجر ملتا رہے گا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابو کریب سے، اس نے ابو معاویہ سے اور بخاری نے اس کو نقل کیا ہے دو دیگر طریق سے اعمش سے۔ (بخاری۔ کتاب المناقب۔ مسلم۔ کتاب الزکوۃ ص ۷۴۶/۲)

ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق مزکی نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو ابوعمرو مستملی اور ابراہیم بن محمد اور محمد بن شاذان نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے قتیبہ بن سعید نے، ان کو حماد نے ایوب سے، اس نے محمد بن عبیدہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ علی بن ابی طالب ﷺ نے اہل نہروان کا ذکر کیا اور فرمایا کہ ان میں ایک آدمی تھا ناقص ہاتھ والا، چھوٹے ہاتھ والا۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم اتراؤ گے تو میں تمہیں خبر دیتا جو اللہ نے وعدہ کیا ہے ان لوگوں کے ساتھ جو ان سے قتال کریں گے (وعدہ دیا ہے) محمد ﷺ کی زبان پر۔ اس نے پوچھا کیا آپ نے یہ بات سُنی تھی رسول اللہ ﷺ سے؟ انہوں نے کہا جی ہاں ربّ کعبہ کی قسم۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں قتیبہ سے۔ (مسلم۔ کتاب الزکوۃ ۷۴۷/۲)

(۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوزکریا مزکی نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ یعقوب نے، ان کو ابراہیم بن عبداللہ نے، ان کو اشہل بن حاتم نے، ان کو ابن عون نے محمد بن عبیدہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی ﷺ نے کہا، اگر یہ بات

نہ ہوتی کہ تم لوگ اکڑ و گے اترا ؤ گے تو میں تمہیں خبر دیتا اس اجر کی جو اللہ نے وعدہ فرمایا ہے محمد ﷺ کی زبان پر ان لوگوں کے لئے جو ان سے قتال کریں گے۔

اس نے اس روایت کو مذکور کی مثل مرفوعاً نقل کیا ہے۔

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو خبر دی سہل بن زیاد قطان نے، ان کو حسن بن مکرم نے، ان کو عثمان بن عمر نے ابن عون سے، اس نے محمد بن سیرین سے، اس نے عبیدہ سے، اس نے حضرت علی ؓ سے کہ انہوں نے کہا میں تمہیں حدیث بیان کرتا مگر صرف وہی جو میں نے ان سے سنی ہوئی ہے یعنی نبی کریم ﷺ سے۔

راوی کہتے ہیں کہ میں نے ان سے پوچھا کیا واقعی آپ نے یہ اُن سے سُنی تھی؟ انہوں نے فرمایا جی ہاں رب کعبہ کی قسم ہے۔ ان لوگوں میں ایک آدمی ہوگا چھوٹے ہاتھ والا یا ناقص ہاتھ والا۔ کہتے ہیں کہ صحابہ نے ان لوگوں میں سے ایک آدمی کو پالیا تھا جس کا دایاں یا بایاں ہاتھ عورت کے پستان کی مانند تھا اس پر کچھ بال تھے۔

اس کو مسلم نے نقل کیا ہے حدیث ابن ابوعدی سے، اس نے ابن عون سے۔ (مسلم ۲/۷۴۸)

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن محمد منصور رمادی نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو عبدالملک بن ابوسلیمان نے، ان کو سلمہ بن کہیل نے، ان کو خبر دی زید بن وہب جہنی نے کہ وہ اس لشکر میں تھا جو لوگ حضرت علی ؓ کے ساتھ تھے جو لوگ خوارج کی طرف گئے تھے۔ لہٰذا حضرت علی ؓ نے فرمایا تھا، اے لوگو! میں نے سُنا تھا رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے فرمایا تھا میری اُمت میں سے کچھ لوگ نکلیں گے وہ قرآن پڑھیں گے اس طرح کہ تمہاری قرأت ان کی قراءت کے مقابلے کوئی شئی نہیں ہوگی، اور نہ تمہاری نماز ان کی نماز کے مقابلے میں کچھ ہوگی، نہ تمہارے روزے ان کے مقابلے میں کوئی شئی ہوں گے۔ وہ قرآن تو پڑھیں گے مگر قرآن ان کی ہنسلیوں سے تجاوز نہیں کرے گا وہ دین اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر نشانے سے نکل جاتا ہے۔ اگر وہ لشکر جان لے جو ان کو پہنچیں گے (یعنی ان کو قتل کریں گے)۔ جو ان کے لئے فیصلہ کیا گیا ہے یا مقرر کیا گیا ہے ان کے نبی کی زبان پر (اگر معلوم ہو جائے تو) وہ عمل چھوڑ کر اس پر تکیہ کرلیں۔

اس کی نشانی یہ ہے کہ ان لوگوں میں ایک آدمی ایسا ہوگا اس کا بازو تو ہوگا مگر اس کے ساتھ کلائی نہیں لگی ہوئی ہوگی۔ بازو کے ساتھ عورت کے پستان کی طرح۔ اس کے اُوپر چند سفید بال ہوں گے۔ تم لوگ معاویہ کی طرف تو جاتے ہو اور اہل شام کی طرف، اور ان لوگوں کو اپنے پیچھے چھوڑ جاتے ہو اپنے گھروں کے اندر اور اپنے مالوں کے اندر۔ اللہ کی قسم میں البتہ امید کرتا ہوں یہ کہ ہوگی یہ قوم بے شک۔ انہوں نے خون بہایا اور لوگوں کے مویشی پر غارت ڈالی۔ پس چلو تم اللہ کے نام پر۔

سلمہ کہتے ہیں مجھے زید بن وہب نے ایک ایک منزل پر اُتارا حتیٰ کہ ہم لوگ ایک پُل پر گزرے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب ہم لوگ ٹکرائے تو اس دن خوارج پر عبداللہ بن وہب راسبی تھا اس نے ان سے کہا کہ نیزے پھینک دو اور تلواریں اپنی نیاموں سے باہر کرلو۔ میں ڈرتا ہوں کہ وہ لوگ تمہیں قسم دیں گے جیسے انہوں نے تمہیں قسم دی تھی یوم حروراء میں۔ لہٰذا تم واپس لوٹ آئے تھے۔

کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے نیزے پھینک دیئے اور تلواریں سونت لیں۔ لہٰذا لوگوں نے انہیں کے نیزوں کو ہی ان پر استعمال کیا، کہتے ہیں کہ وہ اس طرح قتل ہو کر ایک دوسرے پر گرتے گئے۔ مسلمانوں میں سے اس دن صرف دو آدمی مارے گئے۔

حضرت علی ؓ نے فرمایا جاؤ تم لوگ ان کے مقتولین میں مخدج (ناقص الید) کو تلاش کرو، وہ اس کو تلاش نہ کر سکے۔ لہٰذا حضرت علی ؓ بذات خود اُٹھے اور اس کو تلاش کرلیا۔ فرمانے لگے اللہ نے سچ فرمایا تھا اور اس کے رسول نے وہ سچ پہنچایا تھا۔ لہٰذا عبیدہ سلمانی اُٹھ کر ان کے پاس گیا اور کہا: اے امیر المؤمنین! کیا اللہ کی قسم ہے، جس کے سوا کوئی الہ نہیں واقعی آپ نے یہ حدیث سُنی تھی رسول اللہ ﷺ سے۔ انہوں نے بتایا جی ہاں! اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے حتیٰ کہ اس نے تین بار حضرت علی ؓ کو قسم دے کر پوچھا اور وہ قسم کھاتے رہے اس کے لئے۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں عبد بن حمید سے، اس نے عبدالرزاق سے اور اس نے نقل کیا ہے حدیث عبید اللہ بن رافع نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس مفہوم میں۔ (مسلم۔ کتاب الزکوٰۃ ص ۲/۷۴۸)

(۱۲) ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداود نے، ان کو حماد بن زید نے، ان کو ابن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو حماد بن زید نے حمید بن مرہ سے، اس نے ابوالوضی تیمی سے، وہ کہتے ہیں ہم لوگ حضرت علی بن ابوطالب کے ساتھ گئے نہروان میں۔ انہوں نے فرمایا کہ تلاش کرو مخدج کو۔ بس اللہ کی قسم نہ میں نے جھوٹ کہا ہے نہ ہی مجھ سے جھوٹ کہا تھا۔ لوگوں نے اس کو تلاش کیا مگر اس کو نہ پایا، واپس ان کے پاس لوٹ آئے مگر انہوں نے فرمایا واپس جا کر تلاش کرو مخدج کو۔ حتیٰ کہ انہوں نے بار بار مجھ سے یہی کہا مگر وہ لوگ واپس آگئے اور بتایا کہ ہم نے اس کو پالیا ہے مقتولین کے نیچے پڑا ہوا تھا کیچڑ میں۔ گویا کہ میں اس کی طرف دیکھ رہا ہوں کالا حبشی ہے۔

اس کے پستان ہے عورت کے پستان کی طرح، اس پر چھوٹے چھوٹے بال ہیں جیسے جنگلی چوہے کی دُم پر ہوتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس سے خوشی ہوئی۔

(۱۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن محمد روذباری نے، ان کو ابومحمد بن عبداللہ شوذب مقری نے واسطی سے، ان کو شعیب بن ایوب نے، ان کو ابونعیم فضل بن دکین نے، اس نے سفیان سے، اس نے محمد بن قیس سے، اس نے ابوموسیٰ سے، وہ ان کی قوم کے آدمی تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا وہ کہنے لگے کہ مخدج کو تلاش کرو، مگر انہوں نے اس کو نہ پایا۔ لہٰذا وہ خود کوشش کرنے لگے اور کہہ رہے تھے اللہ کی قسم نہ میں نے جھوٹ کہا ہے اور نہ ہی مجھے جھوٹ کہا گیا تھا، انہوں نے ان کو ایک نہر میں یا رہٹ میں پالیا۔ لہٰذا حضرت علی رضی اللہ عنہ سجدے میں گر گئے۔

(۱۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو عبداللہ بن جعفر درستویہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حمیدی نے، ان کو سفیان نے، ان کو علاء بن ابوالعباس نے کہ اس نے ابوالفضل سے، وہ حدیث بیان کرتے ہیں بکر بن قرواش سے، اس نے سعد بن ابووقاص رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالثدیہ پستان والے کا ذکر کیا تھا۔ فرمایا تھا کہ شیطان الردھہ ہوگا (یعنی ناقص الید) گھوڑوں کا چرواہا۔ بجیلہ کا ایک آدمی اس کی اتباع کرے گا۔ اس کو اشہب کہا جائے گا یا ابن اشہب ظالم قوم کی نشانی ہے۔

سفیان نے کہا مجھے خبر دی عمار دھنی نے کہ اس کو ایک آدمی لایا اس کو اشہب کہا جاتا تھا یا ابن اشہب۔

(۱۵) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبیداللہ بن معاذ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے، وہ کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شیطان الردھہ کو قتل کیا یعنی ناقص الید کو۔ اس سے ان کی مراد ہے کہ اس کو اصحاب علی نے قتل کیا ان کے حکم سے۔ واللہ اعلم

اہل نہروان کا ملعون ہونا

(۱۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حدیث بیان کی سدی بن یحیٰی نے، ان کو احمد بن یونس نے، ان کو علی بن عیاش نے حبیب سے، اس نے سلمہ سے۔ وہ کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا البتہ تحقیق سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جانتی ہیں کہ لشکر مروہ اور اہل نہروان ملعون ہیں فرمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ جیش مروہ کو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اچھائی کرنا اور ان کے لئے دعا کرنا

(۱۷)　ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو حسین بن حسن بن عامر کندی نے کوفے میں اپنے اصل سماع سے، ان کو احمد بن محمد بن صدقہ کاتب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عمر بن عبد اللہ بن محمد بن ابان بن صالح نے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ کتاب ہے میرے دادا محمد بن ابان کی، میں نے اس میں پڑھا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن حُر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے حکم بن عتیبہ نے اور عبد اللہ ابو السفر نے عامر شعبی سے، اس نے مسروق سے، وہ کہتے ہیں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیا تیرے پاس کوئی علم ہے ذو شد یہ سے جس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کرایا تھا حرو یہ میں؟ میں نے کہا نہیں۔ سیدہ نے کہا میرے لئے ایسے آدمی کی شہادت لکھ لاؤ جو شخص ان لوگوں کے معاملے میں موجود تھا۔ لہٰذا میں کوفے لوٹ گیا اور وہاں اس وقت اسباع تھے۔ میں نے دس آدمیوں کی شہادت لکھی ہر سُبع سے۔ اس کے بعد میں وہ شہادتیں سیدہ کے پاس لے آیا، وہ میں نے ان کو پڑھ کر سُنائیں۔ سیدہ نے پوچھا کہ کیا ان سب لوگوں نے ذو شد یہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا؟ میں نے کہا کہ میں نے ان لوگوں سے پوچھا تھا انہوں نے مجھے خبر دی کہ ان میں سے ہر ایک نے اس کو دیکھا تھا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ فلاں شخص پر لعنت کرے۔ بے شک میرے پاس خط لکھا ہے کہ اس نے ان کو مصر کے دریائے نیل میں ہلاک کیا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے اپنی آنکھیں صاف کیں اور رو پڑیں۔ جب وہ چُپ ہو گئیں یعنی ان کے آنسو تھم گئے تو بولیں اللہ رحم کرے علی رضی اللہ عنہ پر، البتہ تحقیق وہ حق پر تھے۔ میرے اور ان کے درمیان کوئی جھگڑا نہیں تھا مگر صرف وہی جو ہوتا ہے کسی عورت کے اور اس کے دیوروں کے درمیان۔

(۱۸)　ہمیں خبر دی ابو القاسم عبد الرحمن بن عبید اللہ جرفی نے بغداد میں، ان کو خبر دی محمد بن عبد اللہ بن ابراہیم شافعیؒ نے، ان کو اسحاق بن حسن نے، ان کو ابو نعیم نے، ان کو حدیث بیان کی فطر یعنی ابن خلیفہ نے اسماعیل بن رجاء سے، اس نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا ابو سعید خدری سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ بیٹھے تھے رسول اللہ ﷺ کا انتظار کر رہے تھے۔ حضور ﷺ اپنے بعض گھروں سے ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہم ان کے ساتھ کھڑے ہوئے، ان کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ گیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو لٹکا لیا اور وہ جوتے کو صحیح کرنے کے لئے حضور ﷺ سے پیچھے رہ گئے۔ حضور ﷺ کھڑے ہوئے ہم بھی ساتھ کھڑے ہو گئے۔ ہم ان کا کھڑے کھڑے انتظار کرنے لگے۔

اس دن لوگوں میں ابو بکر صدیق اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بے شک بعض تم میں سے وہ ہیں جو قتال کریں گے قرآن کی تاویل وتشریح کی بناپر۔ جیسے میں نے قرآن کے اُترنے پر یعنی واضح حکم کے قتال کیا تھا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف نظریں اُٹھا کر دیکھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں لیکن وہ صاحب نعل ہے۔ میں آپ ﷺ کے پاس آیا تا کہ میں اس کو بشارت دوں پہلے سے اس کے ساتھ۔ پس گویا آپ نے اس کے ساتھ سر ہی نہیں اُٹھایا تھا۔ گویا کہ وہ کوئی شئی ہے جس کو اس نے سُنا ہے۔

(مسند احمد ۸۲/۳۔ ترمذی۔ باب مناقب علی ۶۳۴/۵)

(۱۹)　ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو ابو معاویہ نے اعمش سے، اس نے اسماعیل بن رجاء سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ابو سعید خدری سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا رسول اللہ ﷺ سے وہ فرماتے تھے۔ بے شک تم میں سے بعض وہ ہیں جو قتال کرے گا قرآن کی تاویل وتوجیہ کی بناپر۔ جیسے میں نے قتال کیا ہے قرآن تنزیل وحکم کی بناپر۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میں وہی ہوں یا رسول اللہ؟ حضور ﷺ نے فرمایا نہیں۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا میں وہی ہوں یا رسول اللہ؟ فرمایا کہ نہیں بلکہ جوتا سینے والا۔ فرمایا آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی جوتی دی تھی کہ وہ اس کو سی دے۔

اور روایت کی گئی ہے عبد الملک بن ابی غنیہ سے، اس نے اسماعیل بن رجاء سے۔

☆☆☆

باب ۱۷۷

حضور ﷺ کا اپنی زوجہ محترمہ میمونہ

بنت حارث رضی اللہ عنہا کو خبر دینا کہ وہ مکہ میں فوت نہیں ہوں گی

چنانچہ وہ مقام سَرِف میں ۳۸ھ میں انتقال کر گئیں

(۱) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن ابراہیم فارسی نے، ان کو خبر دی ابراہیم بن عبداللہ اصفہانی نے، ان کو ابواحمد بن فارس نے، ان کو محمد بن اسماعیل نے، ان کو خبر دی موسیٰ بن اسماعیل نے، ان کو عبدالواحد بن زیاد نے، ان کو عبداللہ بن اصم نے، ان کو یزید بن اصم، کہ سیدہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا مکہ میں بیمار ہو گئیں تھیں اور اس کے پاس اس کے بھتیجوں میں سے کوئی ایک بھی نہیں تھا۔

وہ کہنے لگیں کہ مجھے مکے سے باہر لے چلو میں یہاں پر نہیں مروں گی بے شک رسول اللہ ﷺ نے مجھے خبر دی تھی کہ میں مکہ میں نہیں مروں گی۔ لہٰذا انہوں نے ان کو وہاں سے اُٹھالیا اور ان کو مقام سرف میں لے آئے اس درخت کی طرف جہاں پر نکاح کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ حقوق زوجیت ادا کیا تھا اس درخت تلے حضور ﷺ کے خیمے والی جگہ پر۔ لہٰذا وہیں وہ فوت ہو گئیں۔

(خصائص کبریٰ ۲/ ۱۴۸۔ البدایۃ والنہایۃ ۶/ ۲۲۵)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو تمتام نے، ان کو عفان نے، ان کو عبدالواحد بن زیاد نے۔ اس نے اس کو ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ۔ مذکور کی مثل۔ اور اس نے یہ اضافہ کیا ہے۔ کہا کہ پس وہ فوت ہو گئیں جب میں نے ان کو لحد کے اندر رکھا تو میں نے اپنی اُونٹنی کی درلی اور اس کو ان کے رخسار کے نیچے رکھ دیا لحد کے اندر۔ ابن عباس ؓ نے اس کو کھینچا اور اس کو پھینک دیا۔

باب ۱۷۸

حضور ﷺ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے امیر وخلیفہ بننے

اور ان کے قتل ہونے کی خبر دینا۔ پھر دونوں باتیں پوری ہوئیں

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حسن بن مکرم نے، ان کو ابوالنضر سے، ان کو محمد بن راشد سے، ان کو عبداللہ بن عقیل سے، اس نے فضالہ بن ابوفضالہ انصاری سے، ابوفضالہ اہل بدر میں سے تھے۔ فضالہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کے ساتھ حضرت علی ؓ کی مزاج پرسی کرنے کے لئے نکلا اس بیماری میں جس میں وہ بوجھل ہو گئے تھے۔ کہتے ہیں کہ

میرے والد نے ان سے کہا آپ کے اس ٹھکانے پر اور منزل پر کون آپ کی تجہیز و تکفین کرے گا اگر آپ کا اجل آن پہنچا۔ قبیلہ جہینہ کے دیہاتیوں کے سوا کوئی نہیں ہوگا، وہی آپ کو مدینہ پہنچائیں گے۔ اگر تجھے اجل آن پہنچا ہے تو تیرے ساتھی تیرے ولی بنیں گے اور تیری نماز جنازہ پڑھیں گے۔

حضرت علی ﷛ نے کہا بے شک رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے کہا تھا کہ میں نہیں مروں گا حتیٰ کہ میں امیر و خلیفہ بنایا جاؤں گا۔ اس کے بعد پھر یہ داڑھی رنگین کی جائے گی اس کھوپڑی کے خون کے ساتھ۔ چنانچہ وہ قتل کئے گئے اور ابوفضالہ بھی قتل کئے گئے حضرت علی ﷛ کے ساتھ صفین والے دن۔ (تاریخ ابن کثیر ۶/ ۲۱۸۔ مسند احمد ۱/ ۱۰۲۔ مجمع الزوائد ۹/ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ طبقات ابن سعد ۳/ ۳۴)

حدیث مذکور کے شواہد

(۲) ان میں سے وہ ہے جو ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو شریک نے عثمان بن مغیرہ نے، اس نے زید بن وہب سے، وہ کہتے ہیں کہ خوارج کا سردار حضرت علی ﷛ کے پاس آیا ان سے کہنے لگا، تم اللہ سے ڈرو تم اس وقت میت ہو۔ حضرت علی ﷛ نے فرمایا نہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے دانے اُگائے، جس نے رُوح کو پیدا کیا بلکہ مقتول ہوں تلوار کی ضرب سے، اس پر جو رنگین کررہی ہے اس کو، انہوں نے اشارہ کیا اپنے ہاتھ سے اپنی داڑھی کی طرف۔ یہ عہد تھا معبود اور فیصلہ ہے پورا کیا ہوا تحقیق ناکام ہوا جس نے افترا باندھا۔ (تاریخ ابن کثیر ۶/ ۲۱۸)

(۳) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید نے، ان کو ابوحصین وادعی کوفی نے، ان کو علی بن حکیم اودی نے، ان کو شریک نے عثمان بن ابوزرعہ سے، اس نے زید بن وہب سے۔ وہ کہتے ہیں ایک قوم آئی بصرہ کے خوارج میں سے حضرت علی ﷛ کے پاس، ان میں ایک آدمی تھا اس کو الجعد کہا جاتا تھا، اس نے کہا اللہ سے ڈر بے شک تم میت ہو۔ حضرت علی ﷛ نے کہا نہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے بلکہ مقتول ہوں قتل کے ساتھ۔ (مستدرک حاکم ۳/ ۱۴۳)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابوبکر محمد بن اسحاق صغانی نے، ان کو ابوالجواب الاحوص ابن جواب نے، ان کو عمار بن رزیق نے اعمش سے حبیب بن ابوثابت سے، اس نے ثعلبہ بن یزید سے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی ﷛ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے دانے کو چیر کر اُگایا جس نے رُوح کو پیدا کیا البتہ ضرور یہ رنگین ہوگی اس سے داڑھی کے لئے فرمایا کہ یہ کھوپڑی سے اور سر سے ضرور رنگین ہوگی یعنی قتل و شہادت کے ساتھ۔ کیا روک سکے گا شقی ترین اس کو؟

کہا عبداللہ بن سبیع نے اللہ کی قسم اے امیرالمؤمنین! اگر کوئی آدمی یہ کام کرے گا تو ہم اس کی عزت کو ختم کردیں گے۔ حضرت علی ﷛ نے فرمایا: میں قسم دیتا ہوں کہ میرے بدلے میں میرے قاتل کے سوا کسی کو قتل نہ کیا جائے۔

لوگوں نے کہا اے امیرالمؤمنین! کیا آپ کسی کو خلیفہ مقرر نہیں کریں گے؟ انہوں نے فرمایا کہ نہیں، بلکہ میں تم لوگوں کو ایسے چھوڑ جاؤں گا جیسے تمہیں رسول اللہ ﷺ چھوڑ گئے تھے۔ سائل نے کہا پھر آپ اپنے رب کو کیا جواب دیں گے؟ جب آپ ہمیں بے سہارا چھوڑ کر اس کے سامنے پیش ہوں گے؟ فرمایا کہ میں یہ کہوں گا اے اللہ! آپ نے مجھے خلیفہ بنایا تھا ان میں جب تک آپ کو درست لگا پھر آپ نے مجھے قبض کرلیا۔ میں نے ان میں آپ کو چھوڑا تھا کہ اگر آپ چاہیں تو ان کی اصلاح کردیں اور اگر نہ چاہیں تو ان کو خراب کردیں۔

(تاریخ ابن کثیر ۶/ ۲۱۸۔ ۲۱۹)

اور ہم نے اس کو روایت کیا ہے کتاب السنن میں صحیح اسناد کے ساتھ زید بن اسلم سے، اس نے ابوسنان دؤلی سے، اس نے علی سے نبی کریم ﷺ کے ان کے قتل کی بابت خبر دینے میں۔

(۵) ہمیں خبر دی ابو بکر احمد بن حسن قاضی نے ، ان کو خبر دی ابو جعفر بن دُحیم نے ، ان کو احمد بن حازم بن ابو غرزہ نے ، ان کو خبر دی عبید اللہ اور ابو نعیم اور ثابت بن محمد نے فطر بن خلیفہ سے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن حازم نے ، ان کو عبد اللہ نے عبد العزیز بن سیاہ سے ، ان دونوں نے کہا اکھٹے حبیب بن ابو ثابت سے ، اس نے ثعلبہ حمانی سے ۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا حضرت علی ﷺ سے وہ منبر پر تشریف فرما تھے ، فرما رہے تھے اللہ کی قسم نبی کریم ﷺ نے میری طرف عہد کیا تھا کہ یہ اُمت عنقریب تیرے ساتھ میرے بعد غدر اور دھوکہ کرے گی ۔

یہ الفاظ ہیں حدیث فطر کے ۔ بخاری نے کہا ہے ثعلبہ بن یزید حمانی ۔ اس میں نظر ہے ان کی اس حدیث پر کوئی متابع نہیں لایا گیا اسی طرح کہا ہے بخاری نے ۔ تحقیق ہم نے اس کو روایت کیا ہے دوسری اسناد کے ساتھ علی سے بشرطیکہ اگر وہ محفوظ ہو ۔

(۶) ہمیں خبر دی ابو علی روذ باری نے ، ان کو ابو محمد بن شوذب واسطی نے ، ان کو شعیب بن ایوب نے ، ان کو عمرو بن عون نے ہشیم سے ، اس نے اسماعیل بن سالم سے ، اس نے ابو ادریس ازدی سے ، اس نے حضرت علی ﷺ سے ۔

وہ کہتے ہیں کہ بے شک اس میں سے جو میری طرف رسول اللہ ﷺ نے عہد کیا تھا یہ کہ یہ اُمت عنقریب تیرے ساتھ دھوکہ کرے گی میرے بعد ۔

مذکورہ روایت عذر پر امام بیہقیؒ کا تبصرہ

اگر یہ بات یا یہ روایت صحیح ہو تو احتمال ہے کہ اس کے ساتھ مراد ہو گی ان لوگوں کے خروج و بغاوت کرنے کے بارے میں جس نے بھی ان کے خلاف خروج کیا تھا ، ان کی امارت میں پھر ان کے قتل میں ۔

(۷) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے ، ان کو خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے ، ان کو یعقوب بن سفیان نے ، ان کو سعید بن عفیر نے ، ان کو حفص بن عمران بن ابو شاح نے ، سری بن یحییٰ سے ، اس نے ابن شہاب سے ۔

وہ کہتے ہیں میں دمشق میں گیا اور میں جہاد کا ارادہ رکھتا تھا ۔ میں عبد الملک کے پاس گیا اس کو سلام کرنے کے لئے میں نے پایا ایک خیمے میں فرش پر ، وہ تخت پر تھا اور لوگ اس سے نیچے تھے ۔ میں نے سلام کیا اور بیٹھ گیا ۔

اس نے پوچھا ، اے ابن شہاب ! کیا تم جانتے ہو بیت المقدس میں کیا ہوا ہے ؟ صبح صبح ہی ابن ابو طالب کو قتل کر دیا گیا ہے ؟ میں نے کہا معلوم ہے ۔ اس نے کہا کہ یہاں آیئے ۔

میں لوگوں کے پیچھے سے اُٹھا حتیٰ کہ میں خیمے کے پیچھے آیا ۔ اس نے اپنے چہرے کو پھیرا اور میری طرف جھکے اور کہا کہ کیا تھا ۔ کہتے ہیں کہ اس دن میں بیت المقدس میں جو بھی پتھر اُٹھایا جاتا تھا اس کے نیچے سے خون ہوتا تھا ۔ اس نے کہا کہ کوئی باقی نہیں رہا تیرے اور میرے سوا جو یہ بات جانتا ہو ۔ ہاں تم سے بھی اس کو کوئی سُننے نہ پائے ۔ کہتے ہیں میں نے بھی اس کو بیان نہیں کیا حتیٰ کہ وفات پا گئے ۔

اسی طرح روایت کیا گیا ہے مقتل علی رضی اللہ عنہ میں اسی اسناد کے ساتھ ۔

اور روایت کیا گیا ہے اس سے زیادہ صحیح اسناد کے ساتھ زہری سے یہ واقعہ ہوا تھا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے قتل سے ۔

☆☆☆

باب ۱۷۹

حضور ﷺ کا خبر دینا اپنی بیٹی کے بیٹے حسن بن علی بن ابی طالب کے سردار ہونے کے بارے میں اور ان کے اصلاح کرنے کے بارے میں مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان۔ پھر ویسے ہی ہوا جیسے خبر دی تھی

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو عبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو ابراہیم بن ابو طالب نے، ان کو ابن ابو عمر نے، ان کو سفیان نے، ان کو اسرائیل ابو موسیٰ نے حسن سے، وہ کہتے ہیں میں نے سُنا ابو بکرہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر دیکھا تھا جبکہ حسن بن علی رضی اللہ عنہ ان کے پہلو میں بیٹھے تھے۔ آپ ایک بار لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے تھے اور ایک بار حسن کی طرف۔ اور فرماتے تھے میرا یہ بیٹا سردار ہوگا۔ شاید کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں کے درمیان صلح کرائیں گے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں علی بن مدینی سے اور دیگر نے سفیان بن عیینہ سے۔ (بخاری۔ کتاب الصلح بین الناس ۳/۲۴۳)

(۲) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو ابن ابو قماش نے، ان کو ہشام بن ولید نے، ان کو مبارک بن فضالہ نے حسن سے، اس نے ابو بکرہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا۔ انہوں نے حسن بن علی کو اپنے جسم اطہر کے ساتھ ملایا اور فرمایا، میرا یہ بیٹا سردار ہے شاید کہ اللہ تعالیٰ اصلاح کرائے گا اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو جماعتوں کے درمیان۔
(مسند احمد ۵/۴۹)

کہتے ہیں اور ہمیں خبر دی احمد نے، ان کو تمتام نے، ان کو علی بن جعد نے، ان کو مبارک بن فضالہ نے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے مذکور کی مثل۔ اس نے یہ اضافہ کیا ہے۔ دو عظیم جماعتیں مگر اس نے اس میں اپنے جسم کے ساتھ ملانے کا ذکر نہیں کیا۔

اور ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن فضل نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابو الولید اور آدم نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے مبارک نے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے اسناد کے ساتھ مذکورہ مفہوم کے ساتھ اور آدم نے یہ اضافہ کیا ہے کہ حسن نے کہا ہے جب وہ والی بنائے گئے حکومت کے لئے ان کے سبب خون کا قطرہ نہیں بہایا گیا۔ (ایک نشتر کی جگہ) (مسند احمد ۵/۴۴)

(۳) ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن محمد بن علی مقری نے، ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو ابو الربیع اور مسدد نے اور یہ الفاظ ابو ربیع کے ہیں۔ ان کو حماد بن زید نے۔ ان کو علی بن زید نے، ان کو حسن نے ابو بکرہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن اپنے اصحاب کو خطبہ دے رہے تھے۔ اچانک حسن بن علی آ گئے اور وہ منبر پر چڑھ گئے نانا کی طرف۔ حضور ﷺ نے اسے اپنے جسم کے ساتھ لگا لیا اور فرمایا کہ خبردار بے شک میرا یہ بیٹا سردار ہوگا، بے شک اللہ عزوجل شاید اس کے سبب سے مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں میں صلح کرائے گا۔ (مسند احمد ۵/۴۹)

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو القاسم علی بن مومل ماسرجسی نے، ان کو محمد بن یونس قرشی نے، ان کو انصاری نے، اس کو اشعث بن عبدالملک نے حسن بن ابو بکرہ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرا یہ بیٹا سردار ہے یعنی حسن بن علی رضی اللہ عنہ اور بے شک میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرا دے گا۔

(۵) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، ان کو ابوالحسین محمد بن احمد بن حامد عطار نے، ان کو احمد بن حسن بن عبدالجبار نے، ان کو یحییٰ بن معین نے، ان کو یحییٰ بن سعید اموی نے اعمش سے، اس نے سفیان سے، اس نے جابر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا حسن کے بارے میں میرا یہ بیٹا سردار ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ صلح کرائے گا مسلمانوں کی دو جماعتوں میں۔ (بخاری ۹/۱۷)

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے ابن درستویہ سے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو سلمہ نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو معمر نے، ان کو ایوب نے ابن سیرین سے یہ کہ حسن بن علی ؓ نے کہا کہ اگر تم لوگ اس علاقے میں نظر مارو گے جو جابرس سے جابلق کے درمیان ہے تو تم ایسا ایسا مرد نہیں پاؤ گے جس کا نانا نبی ہو میرے سوا میرے بھائی کے سوا۔ اور بے شک میں سمجھتا ہوں یہ کہ تم جمع ہو جاؤ گے معاویہ پر اور میں نہیں جانتا کہ وہ تمہارے لئے فتنہ ہو اور ایک مقررہ وقت تک فائدہ اُٹھانا ہو۔

معمر نے کہا ہے کہ جابرس اور جابلق مغرب اور مشرق ہیں۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین نے، ان کو خبر دی عبداللہ نے، ان کو یعقوب نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حمیدی نے شعبی سے، وہ کہتے ہیں کہ جب حسن بن علی ؓ نے صلح کی اور ہم نے کہا کہ جب حضرت حسن ؓ سے خلافت و حکومت کا امر حضرت معاویہ ؓ کے سپرد کر دیا تو حضرت معاویہ ؓ نے ان سے کہا مقام نخلہ میں آپ کھڑے ہو کر کلام کریں۔

''انہوں نے اللہ کی حمد ثناء کی پھر کہا امابعد! بے شک عقل مند و متقی پرہیزگار ہے یا سب سے بڑی عقل مندی تقویٰ ہے اور سب سے بڑی مجبوری گنہگار ہونا ہے۔ خبردار بے شک یہ امر جس میں میں نے اور معاویہ نے یہ اختلاف کیا۔ اس آدمی کا حق ہے جو اس نے کیا زیادہ حق دار تھا جس کو میں نے معاویہ کے لئے چھوڑ دیا ہے۔ مسلمانوں کی اصلاح کے ارادے سے اور ان کے خون کو محفوظ کرنے کے لئے۔ میں نہیں جانتا ہوں کہ وہ شاید آزمائش ہے تمہارے لئے اور نفع اُٹھانا ہے ایک وقت مقررہ تک''۔

اس کے بعد استغفار پڑھا اور اُتر آئے۔

(۸) ہمیں خبر دی ابوالحسن نے، ان کو عبداللہ نے، ان کو یعقوب نے، ان کو حجاج بن ابومنیع نے، ان کو میرے دادا نے زہری سے، اس ذکر کیا ایک قصہ حضرت معاویہ ؓ کے خطبہ کے بارے میں۔ کہتے ہیں کہ پھر اس نے کہا، اُٹھئے اے حسن! لوگوں سے کلام کیجئے۔

''حضرت حسن ؓ کھڑے ہوئے، انہوں نے توحید و رسالت کی شہادت دی فی البدیہہ اس میں کوئی جھجک نہ تھی۔ پھر فرمایا، امابعد اے لوگو! اللہ نے تمہیں ہدایت دی تھی ہمارے پہلوں کے ساتھ اور تمہارے خون محفوظ کر دیئے ہمارے آخر کے ساتھ۔ بے شک یہ ا فت ایک خاص مدت تک ہے اور دنیا ڈول ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے فرمایا تھا: "قل ان ادری اقریب ما توعدون" فرما دیجئے میں نہیں جانتا کہ وہ وقت قریب ہے قیامت جس کا تم وعدہ دیئے جاتے ہو۔ بے شک وہ خوب جانتا ہے اس بات کو جس کو تم دُور سے کہتے ہو اور خوب جانتا ہے جس کو تم چھپاتے ہو۔ اور میں نہیں جانتا کہ شاید وہ تمہارے لئے آزمائش ہے اور فائدہ اُٹھانا ہے ایک مقررہ وقت تک''۔

☆☆☆

باب ۱۸۰

حضور ﷺ کا حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی حکومت کے بارے میں خبر دینا اگر حدیث صحیح ہو اس بارے میں یا آپ کا اشارہ کرنا اس کی طرف احادیث مشہورہ میں اور اس میں جو آثار نبوت ظاہر ہوئے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوبکر قاضی نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد نے، ان کو محمد بن سابق نے، ان کو یحییٰ بن زکریا بن ابوزائدہ نے اسماعیل بن ابراہیم بن مہاجر نے عبدالملک بن عمیر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت معاویہ نے کہا اللہ کی قسم مجھے خلافت پر نہیں اُبھارا تھا مگر نبی کریم ﷺ کے میرے بارے میں فرمان نے :

یَا مُعَاوِیَۃُ اِنْ مَلَکْتَ فَاَحْسِنْ ۔ اے معاویہ اگر تو حکمران بن جائے تو نیکی کرنا یا احسان کرنا۔

اسماعیل بن ابراہیم کہتے ہیں یہ ضعیف ہے اہل معرفت بالحدیث کے نزدیک، نیز اس حدیث کے شواہد موجود ہیں
محشی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ اس کی اسناد ضعیف اور حدیث مرسل ہے۔

حدیث مذکور کے شواہد

(۱) ان میں سے ایک تو حدیث عمرو بن یحییٰ بن سعید بن عاص ہے اپنے دادا سعید سے، تو ان سے ارشاد فرمایا، اے معاویہ! اگر تم خلافت وحکومت کے ذمہ دار بن جاؤ تو اللہ سے ڈرنا اور انصاف کرنا۔

یا معاویہ ان ولّیت امرا فاتق اللّٰہ واعدل

فرماتے ہیں کہ میں ہمیشہ یہی گمان کرتا رہا کہ بے شک میں کسی نہ کسی عمل کے آزمایا جاؤں گا رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے۔
محشی کہتے ہیں کہ اسماعیل بن ابراہیم مہاجر علی کو فی فحش غلطیاں کرتا تھا لوگوں نے ضعیف کہا ہے۔ بخاری نے کہا ہے وفیہ نظر عقیلی نے اس کو ضعفاء الکبیر میں لکھا ہے ابن حبان نے کہا مجروحین میں سے ہیں۔ (مسند احمد ۴/۱۰۱۔ البدایۃ والنہایۃ ۸/۱۲۳)

(۲) شواہد میں سے دوسری حدیث راشد بن سعد ہے، اس نے معاویہ سے۔ وہ کہتے ہیں میں نے سُنا رسول اللہ ﷺ سے، وہ کہتے ہیں، فرمار ہے تھے اگر تو لوگوں کی کمزوریوں پر یا لوگوں کی لغزشوں کے پیچھے پڑے گا تو تو ان کو خراب کردے گا یا قریب ہوگا کہ تو ان کو خراب کردے۔
(ابوداؤد۔ حدیث ۴۸۸۸۔ کتاب الادب ص ۴/۲۷۲)

ابودرداء کہتے ہیں کوئی کلمہ تھا جو معاویہ نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا تھا۔ اللہ نے اس کو اس کے ذریعہ نفع دیا۔

(۳) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن محمویہ عسکری نے، ان کو احمد بن علی نے، ان کو یحییٰ بن معین نے، ان کو ہشیم (ح)۔ ان کو خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو محمد بن صالح بن ہانی نے، انہوں نے میرے لئے اپنے خط میں لکھا تھا، ان کو سری بن خزیمہ نے، ان کو عمرو بن عون نے، ان کو ہشیم نے عوام بن حوشب سے۔ اس نے سلیمان بن ابوسلیمان سے۔

(سلیمان بن ابی سلیمان مجہول راوی ہے۔ میزان ۲/۲۱۱۔ تہذیب ۵/۱۹۹)

اس نے اپنے دادا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ خلافت مدینے میں ہوگی اور حکومت وبادشاہت شام میں۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نحوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبداللہ بن یوسف نے، ان کو یحییٰ بن حمزہ نے زید بن واقد سے، اس نے بُسر بن عبیداللہ سے، ان کو ابوادریس عائذ اللہ خولانی نے ابودرداء سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں سو رہا تھا میں نے کتاب کا ستون دیکھا جو میرے سر کے نیچے سے اُٹھایا گیا۔ میں نے گمان کیا کہ وہ لے جایا جا رہا ہے، میری نظر اس کے پیچھے جا رہی ہے، اس کو شام کی طرف لے جایا گیا اور ایمان شام میں ہوگا جب فتنہ واقع ہوگا۔ (مسند احمد ۵/۱۹۹)

یہ اسناد صحیح ہے اور روایت کی ہے دوسرے طریق سے۔

شام کے بارے میں خواب رسول اور اس کی تعبیر

(۵) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، ان کو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی عباس بن ولید نے مزید سے، ان کو عقبہ بن علقمہ سے، اس نے سعید بن عبدالعزیز سے، اس نے عطیہ بن قیس سے، اس نے عبداللہ بن عمرو سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک میں نے خواب میں دیکھا کہ عمود الکتاب میرے تکیے کے نیچے سے کھینچ لی گئی ہے، میں اس کو دیکھ رہا ہوں یکا یک وہ ایک بلند ہونے والی روشنی ہے جس کو شام کی طرف دراز کر دیا گیا۔ خبردار ایمان شام میں ہوگا جس وقت فتنے واقع ہوں گے۔

ملک شام کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا خواب

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابوسعید عبدالرحمٰن بن ابراہیم اور صفوان بن صالح نے، ان دونوں نے ولید بن مسلم سے، اس نے سعید بن عبدالعزیز سے، اس نے یونس بن میسرہ سے، اس نے عبداللہ بن عمرو سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اس نے بھی اس کو ذکر کیا ہے اسی کی مثل مگر اس نے یہ کہا ہے فَاتَّبَعَتْهُ بَصَرِيْ اس روشنی کے پیچھے پیچھے چلی گئی میری نظر بھی۔

اور صفوان نے یہ اضافہ کیا ہے حتیٰ کہ میں نے یہ گمان کیا کہ اس کو لے جایا گیا ہے۔ فرمایا کہ میں نے اس کی تعبیر یہ نکالی ہے کہ جب فتنے واقع ہوں گے تو ایمان شام میں ہوگا۔ (مسند احمد ۴/۱۹۸)

کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی صفوان نے، ان کو ولید نے، ان کو عفیر بن معدان نے کہ اس نے سُنا سُلیم بن عامر سے، وہ حدیث بیان کرتے ہیں ابوامامہ سے، اس نے رسول اللہ ﷺ سے اس کی مثل۔

میرے سر کے نیچے سے نُور کا مینار بلند ہوا اور وہ شام میں جا ٹھہرا۔ حضور ﷺ کا فرمان

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو نصر بن محمد بن سلیمان حمصی نے، ان کو ابوحمزہ محمد بن سلیمان سلمی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن ابوقیس نے۔ وہ کہتے ہیں میں نے سُنا عمر بن خطاب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے نُور اور روشنی کا ایک ستون جو میرے سر کے نیچے سے نمودار ہوا ہے بلند ہونے والا حتیٰ کہ وہ شام میں جا ٹھہرا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اہل شام کو بُرا نہ کہو وہاں ابدال ہوں گے

(۸) ہمیں خبر دی حسین بشران نے، اس نے عبداللہ بن صفوان سے، وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی منصور نے کہا جنگ صفین والے دن: اے اللہ! اہل شام کو لعنت فرما۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا، اہل شام کو بُرا نہ کہا جائے بہت بڑی جماعت کو۔ بے شک وہاں پر ابدال ہوں گے۔

☆☆☆

باب ۱۸۱

نبی کریم ﷺ کا اپنی اُمت کے کچھ لوگوں کے بارے میں خبر دینا

کہ وہ سمندر کے سینے پر سوار اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے ایسے جا رہے ہوں گے جیسے بادشاہ اپنے تخت پر بیٹھے ہوتے ہیں۔ نیز حضور ﷺ کا شہادت دینا کہ اُم حرام بنت ملحان انہیں میں سے ہوں گی۔ نیز اللہ تعالیٰ کا حضور ﷺ کے قول کو سچا ثابت کرنا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابن بکیر نے اور ابن قعنب نے، ان دونوں کو مالک نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابونصر فقیہ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن نصر نے، ان کو ابوعبداللہ بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبدالسلام وراق نے (ح)۔ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی علی بن عیسیٰ نے، ان کو محمد بن عمرو حرشی نے اور ابراہیم بن علی نے اور موسیٰ بن محمد ذہلیاں نے، ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے۔

وہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ روایت پڑھی مالک کے سامنے اسحاق بن عبداللہ بن ابوطلحہ سے، اس نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ بی بی اُم حرام بنت ملحان کے ہاں جاتے آتے تھے۔ وہ ان کو کھانا کھلاتی تھی اور اُم حرام عبادہ بن صامت کے تحت تھی۔ (ان کی بیوی تھی)

ایک دن رسول اللہ ﷺ اس کے پاس گئے اس نے ان کو کھانا کھلایا، اس کے بعد وہ بیٹھ کر حضور ﷺ کے سر میں جوئیں وغیرہ تلاش کرنے لگی (حضور اس کے محرم تھے، رشتے میں خالہ تھیں رسول اللہ ﷺ کی)۔ حضور ﷺ سو گئے اس کے بعد جب وہ جاگے تو وہ ہنس رہے تھے۔

اُم حرام کہتی ہے میں نے کہا کونسی چیز نے آپ کو ہنسایا یا رسول اللہ؟ فرمایا کہ کچھ میری اُمت میں سے پیش کئے ہیں میرے اُوپر اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے اس سمندر کی وسعتوں پر سوار ہیں جیسے بادشاہ اپنے تختوں پر بے خوف اور پُر وقار ہوتے ہیں۔ یا یوں کہا تھا مثل بادشاہوں کے تختوں پر۔ بے شک کہ کونسا لفظ فرمایا تھا۔

اُم حرام کہتی ہیں میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ حضور ﷺ نے اس کے لئے دعا فرمائی۔ اس کے بعد پھر آپ نے سر رکھا اور سو گئے۔ اس کے بعد آپ ہنستے ہوئے اُٹھے۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے پوچھا کس چیز نے آپ کو ہنسایا یا رسول اللہ؟ حضور ﷺ نے فرمایا: کچھ لوگ میری اُمت میں سے مجھ پر پیش کئے گئے ہیں وہ بھی اللہ کی راہ میں جہاد کرنے جا رہے ہیں جیسے پہلی مرتبہ فرمایا تھا۔

کہتی ہیں میں نے کہا آپ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں سے کر دے۔ فرمایا تم تو پہلوں میں سے ہو۔ لہٰذا جب وقت آیا تو اُم حرام بنت ملحان سمندر پر سوار ہوئی تھی حضرت معاویہ کے زمانے میں۔ اور وہ اپنے جانور سے گر گئی تھی جب سمندر سے نکلے تھے۔ لہٰذا وہیں ہلاک ہو کر شہید ہو گئی تھیں۔

یہ الفاظ ہیں حدیث یحییٰ بن یحییٰ کے۔ بخاری نے ان کو روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن یوسف سے، اس نے مالک سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے یحییٰ بن یحییٰ سے۔ (بخاری۔ کتاب الجہاد والسیر۔ مسلم۔ کتاب الامارۃ)

حضور ﷺ کے دو خواب جو حرف بحرف پورے ہو گئے

(۲) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو ابن ملحان نے، ان کو یحییٰ بن بکیر نے، ان کو لیث نے یحییٰ بن سعید سے، اس نے محمد بن یحییٰ بن حبان سے، اس نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے، وہ نقل کرتے ہیں اپنی خالہ ام حرام بنت ملحان سے، وہ کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ میرے قریب سو گئے تھے۔ اس کے بعد جاگے وہ مسکرا رہے تھے۔ کہتی ہے کہ میں نے پوچھا یا رسول اللہ! کس چیز نے آپ کو ہنسایا؟ حضور نے فرمایا کہ کچھ لوگ میری اُمت میں سے میرے سامنے پیش کئے گئے ہیں وہ اس سمندر کی پشت پر سوار ہیں، بحر اخضر پر۔ جیسے بادشاہ تختوں پر ہوتے ہیں۔ کہتی ہے کہ آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے بھی ان مجاہدین میں سے بنا دے۔ حضور ﷺ نے دعا فرمائی۔

پھر دوسری مرتبہ سو گئے پھر اسی طرح بتایا۔ پھر اس نے اسی طرح دعا کا سوال کیا۔ حضور ﷺ نے پہلے جواب کی طرح جواب دیا۔ لہٰذا وہ اپنے شوہر عبادہ بن صامت کے ساتھ روانہ ہوئی تھی جہاد کی نیت سے۔ پہلے جہادی سفر پر جس میں مسلمان سمندر پر سوار ہوئے تھے حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے ساتھ۔ وہ جب واپس لوٹنے اپنے غزوات سے واپس آنے والے تو شام میں اُترے۔ لہٰذا ام حرام کے لئے سواری قریب لائی گئی تا کہ وہ اس پر سوار ہو۔ سواری نے اسے گرا دیا جس سے وہ گر کر شہید ہو گئیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن یوسف سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن رمح سے، ان دونوں نے لیث سے۔

(بخاری۔ کتاب الجہاد والسیر۔ مسلم۔ کتاب الامارۃ ص ۱۵۱۹)

دو جنتی لشکر جنہوں نے سمندری راستے سے جہاد کیا ۲۷ھ اور ۵۲ھ میں

(۳) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعمرو بن ابوجعفر نے، ان کو خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو ہشام بن عمار نے، ان کو یحییٰ بن حمزہ نے، ان کو ثور بن زید نے خالد بن معدان سے، اس نے عمیر بن اسود سے کہ اس کو حدیث بیان کی گئی ہے کہ وہ عبادہ بن صامت کے پاس آیا، وہ ساحل حمص پر تھے وہ ایک عمارت کے اندر تھے، ان کے ساتھ ان کی بیوی اُم حرام بھی تھی۔ عمر کہتے ہیں کہ ہمیں اُم حرام نے حدیث بیان کی تھی کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا تھا، فرمار ہے تھے :

اَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ اُمَّتِىْ يَغْزُوْنَ الْبَحْرَ قَدْ اَوْجَبُوْا

پہلا لشکر میری اُمت میں سے جو بحری اور سمندری جہاد کریں گے تحقیق جنت واجب کر دیئے گئے ہیں۔

اُم حرام کہتی ہے یا رسول اللہ! میں ان میں ہوں گی؟ فرمایا کہ تم ان میں ہوگی۔ وہ کہتی ہے کہ پھر فرمایا رسول اللہ ﷺ نے :

اَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ اُمَّتِىْ يَغْزُوْنَ مَدِيْنَةَ قَيْصَرَ مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ

میری اُمت کا وہ پہلا لشکر جو قیصر روم کے شہر قسطنطنیہ پر جہاد کریں گے وہ بخشے ہوئے ہیں۔

اُم حرام کہتی ہے کیا میں ان میں ہوں گی یا رسول اللہ؟ فرمایا کہ نہیں۔

ثور کہتے ہیں میں نے ان سے سُنا تھا وہ حدیث بیان کرتے تھے حالانکہ وہ سمندر میں تھے۔

ہشام کہتے ہیں کہ میں نے بی بی اُم حرام بنت ملحان کی قبر دیکھی تھی اور اس پر ٹھہرا بھی تھا ساحل کے ساتھ فاقیس کے مقام پر ۹۱ھ میں۔ اس کے علاوہ دیگر نے کہا ہے فرقیس مقام پر۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں اسحاق بن یزید دمشقی سے اس نے یحییٰ بن حمزہ سے۔ (بخاری۔ حدیث ۲۹۲۴ ص ۱۰۲/۶)

لسان رسول سے غزواۃ فی سبیل اللہ قَدْ اَوْجَبُوْا مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ کے لقب پانے والے اسلام میں بحریہ کے پانی میں دو کمانڈر جنہوں نے دو عظیم جہاد کئے

نوٹ : ڈاکٹر عبدالمعطی قلعجی لکھتے ہیں کہ ابن کثیر نے تاریخ میں لکھا ہے کہ اس واقعہ میں تین دلائل ہیں۔ایک تو یہ ہے کہ پہلے سمندری جہاد کے بارے میں خبر دینا۔ یہ جہاد ۲۷ھ میں ہوا تھا حضرت معاویہ بن ابوسفیان کی معیت میں جب انہوں نے قبرص پر جہاد کیا تھا وہ اس وقت ملک شام میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے نائب تھے۔ان لوگوں کے ساتھ اس جہاد سفر میں اُم حرام بھی تھیں اپنے شوہر کے ساتھ۔وہ لیلۃ العقبہ کے نقیبوں میں سے ایک تھا۔اس غزوہ سے واپسی پر وہ وفات پا گئی تھی۔اور عبادہ شام میں قتل ہوئے تھے جیسے پہلے گزر چکا ہے روایت میں بخاری کے نزدیک۔اور ابن زید کہتے ہیں کہ وہ قبرص میں وفات پا گئے تھے ۲۷ھ میں۔

اور دوسرا جہاد اور غزوہ قسطنطنیہ ہے۔ پہلے لشکر کے ساتھ جس نے جہاد کیا تھا اس جہاد اور اس لشکر کے امیر یزید بن معاویہ بن ابو سفیان تھے۔ یہ ۵۲ھ میں ہوا تھا اور اس سفر میں ان کے ساتھ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی تھے نام خالد بن زید انصاری تھا، وہ وہیں انتقال کر گئے تھے رضی اللہ عنہ وارضاہ۔اور اُم حرام اس لشکر میں نہیں تھی اس لئے کہ وہ اس سے پہلے والے غزوے میں وفات پا چکی تھی۔

یہ حدیث مبارکہ ایسی ہے کہ اس میں تین تین دلائل نبوت ہیں

(۱) حضور ﷺ کا دونوں غزوات کے بارے میں خبر دینا۔

(۲) اُم حرام کے بارے میں خبر دینا کہ وہ پہلے لشکر میں ہوگی دوسرے میں نہیں۔

(۳) اور اس طرح ہی واقع ہوا تھا فی الحقیقت صلوات اللہ و سلامة علیه۔

نقل المترجم من حاشیة دلائل النبوۃ جلد ۶ صفحہ ۴۵۲/۴۵۳۔

باب ۱۸۲

حضور ﷺ کا خبر دینا اپنی اُمت کے ایک آدمی کے بارے میں جس نے موت کے بعد کلام کیا خیر التابعین میں سے

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو اسماعیل بن صفار نے، ان کو محمد بن علی وراق نے، ان کو عبداللہ بن موسیٰ نے، ان کو اسماعیل بن ابوخالد نے عبدالملک بن عمیر سے، ان کو ربعی بن حراش نے، وہ کہتے ہیں کہ میں آیا اور مجھے کہا گیا کہ تیرا بھائی مر چکا ہے۔ میں آیا تو دیکھا کہ میرے بھائی کے منہ پر کپڑا ڈھکا ہوا ہے اس کے سر کی جانب اس کے لئے استغفار کرنے بیٹھ گیا اور اس پر رحمت کی دعا کرنے لگا۔اچانک اس نے اپنے منہ سے کپڑا اٹھایا اور بولا، السلام علیک۔ میں نے جواب دیا وعلیک السلام۔

ہم لوگوں نے کہا سبحان اللہ! کیا موت کے بعد کلام کر رہے ہیں؟ اس نے کہا ہاں موت کے بعد۔ میں تمہارے بعد اللہ کے پاس پہنچا، میں نے وہاں آرام اور خوشبودار پھول پائے اور رب کو راضی پایا (غیر غضبان)۔اور اس نے مجھے باریک اور موٹے ریشم کے لباس پہنائے ہیں

اور میں نے معاملہ اس سے زیادہ آسان پایا ہے جو تم گمان کرتے ہو۔ تم لوگ آسرا کر کے نہ بیٹھے رہو۔ میں نے اپنے ربّ سے اجازت مانگی ہے یہ کہ تمہیں خبر دے دوں اور تمہیں بشارت دے دوں۔ مجھے اُٹھا کر لے جاؤ رسول اللہ ﷺ کے پاس، انہوں نے مجھ سے عہد فرمایا تھا یہ کہ میں نہیں ہٹوں گا حتیٰ کہ مل لوں۔ اس کلام کرنے کے بعد وہ بجھ گئے جیسے کلام کرنے سے قبل تھے۔

یہ اسناد صحیح ہے اس میری (مروی) حدیث وروایت کے بارے میں شک نہیں کیا جاتا۔

(۲)　ہمیں خبر دی ابومحمد بن عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو خبر دی ابوسعید بن اعرابی نے، ان کو سعدان بن نصر نے، ان کو اسحاق بن یوسف ازرق نے مسعودی سے، اس نے عبدالملک بن عمیر سے، اس نے ربعی بن حراش سے، وہ کہتے ہیں کہ میرے بھائی وفات پاگئے اور وہ ہم لوگوں میں سب سے زیادہ روزہ رکھنے والے تھے، گرمیوں میں بھی اور ہم سب میں سے سردی کی راتوں میں زیادہ قیام کرنے والے تھے۔

کہتے ہیں کہ میں اس کے پاس آیا اور میں نے اس کے کفن کی خریداری میں نکل گیا۔ پس واپس اس کی طرف لوٹا یا کہا تھا کہ گھر کی طرف لوٹا۔ تو دیکھا کہ اس مرنے والے نے اپنے چہرے سے کپڑا ہٹا ہوا ہے۔ اس نے کہا السلام علیکم، ہم لوگوں نے کہا کہ مرنے کے بعد؟ اس نے کہا جی ہاں۔ میں تمہارے ہاں سے جانے کے بعد اپنے ربّ سے ملا۔

میں نے وہاں آرام اور خوشبودار ماحول پایا اور ربّ غیر ناراض۔ اس نے مجھے سبز ریشم کا لباس پہنایا جو باریک اور موٹے ریشم سے ہے۔ میں محمد ﷺ سے ملا ہوں، انہوں نے قسم دی تھی کہ میں نہ جاؤں حتیٰ کہ ان کے پاس حاضری دوں۔ میرے ساتھ جلدی کرو اور مجھے روک کر نہ رکھو معاملہ اس سے زیادہ آسان ہے جو تمہارے دلوں میں ہے۔ غافل اور بے خبر نہ رہنا۔

ربعی بن حراش کہتے ہیں کہ میں نے اس وقت سے اس کے نفس کو نہ تشبیہ دی مگر ایک کنکری جس کو میں نے پانی میں ڈال دیا ہے اور وہ اس میں تہہ نشین ہوگئی ہے۔ ربعی بن خراش کہتے ہیں کہ بے شک اس اُمت میں ایک ایسا آدمی ہوگا جو اپنی موت کے بعد کلام کرے گا۔

(حلیۃ الاولیاء ۴/۳۶۷)

عام قاعدہ وقانون سے استثنائی صورت میں مرنے کے بعد ایک تابعی کا کلام کرنا قدرت الٰہی کا تصرف ہے

(۳)　ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو حسین بن صفوان نے، ان کو ابن ابوالدنیا نے، ان کو سریج بن یونس نے، ان کو خالد بن نافع نے، ان کو علی بن عبیداللہ غطفانی نے اور حفص بن زید نے، ان دونوں نے کہا ابن حراش ہمارے پاس پہنچے تھے۔ انہوں نے قسم کھا رکھی تھی کہ وہ کبھی نہیں ہنسیں گے، حتیٰ کہ وہ جان لیں کہ کیا وہ جنت میں جائیں گے یا جہنم میں۔ وہ اسی حالت پر رہتے رہے۔ کسی نے بھی ان کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔ یہاں تک کہ وہ فوت ہوگئے۔

راوی نے آگے حدیث ذکر کی ہے، حدیث عبدالملک بن عمر کی طرح سوائے اس کے کہ اس نے یہ کہا ہے کہ یہ خبر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو پہنچی تو انہوں نے فرمایا کہ سچ کہا ہے بنو عبس کے بھائی نے۔ میں نے سُنا تھا رسول اللہ ﷺ سے، فرما رہے تھے کہ میری اُمت کا ایک آدمی موت کے بعد کلام کرے گا وہ سب تابعین میں سے بہتر ہوگا۔

(۴)　ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، ان کو ابوالحسن محمد بن حسن سرّاج نے، ان کو مُطیّن نے، ان کو ابراہیم بن حسن تغلبی نے، ان کو شریک نے منصور سے، اس نے ربعی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ربیع فوت ہوگئے تھے تو میں نے ان پر کپڑا ڈھک دیا تھا۔ وہ ہنس پڑے تو میں نے کہا، اے بھائی

کیا آپ موت کے بعد زندہ ہیں؟ انہوں نے کہا کہ نہیں (زندہ تو نہیں) لیکن میں اپنے رب سے ملا ہوں وہ مجھے ملے آرام و سکون کے ساتھ اور خوشبو بھرے ماحول کے ساتھ اور غیر غضبان یعنی خوش خوش چہرے کے ساتھ۔ میں نے پوچھا کہ تم نے آگے کا معاملہ کیسا دیکھا؟ اس نے بتایا کہ آسان ہے تم غفلت و بے خبری میں نہ پڑے رہنا یعنی کہتے ہیں کہ یہ بات سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کی گئی تو انہوں نے فرمایا، ربعی نے سچ کہا ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا تھا، فرما رہے تھے کہ میری اُمت میں سے وہ شخص بھی ہوگا جو موت کے بعد کلام کرے گا۔ (حلیۃ الاولیاء ۴/ ۳۶۷)

فائدہ : یہ کلام رسول اللہ ﷺ بتا رہا ہے کہ نہ یہ قاعدہ کلیہ ہے نہ ہی سارے مردے اس طرح ہوتے ہیں بلکہ خبر دی کہ اسی وقت ایسا ایک آدمی بھی ہوگا۔ لہٰذا یہ سب کچھ ممکن ہے اور یہی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے فرمانے کا مقصد ہے کہ کوئی ایک شخص مرنے کے بعد کلام کرے گا۔ یہ سب کچھ اللہ کی قدرت ہے اس کا یہ قانون نہیں ہے بلکہ قانون تو وہی ہے جو پوری انسانیت میں کارفرما ہے۔

باب ۱۸۳

حضور ﷺ کا خبر دینا عذراء ارض شام میں

مسلمانوں کے ایک گروہ کا ظلماً قتل ہونا اور حسب خبر واقعہ کا درست ہونا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابن کثیر نے، ان کو ابن لہیعہ نے، ان کو حارث بن یزید نے، ان کو عبداللہ بن زریر غافقی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا علی بن ابو طالب ؓ سے، وہ کہتے ہیں اے اہل عراق عنقریب تم میں سے سات افراد مقام عذراء میں قتل کئے جائیں گے۔ ان کی مثال اصحاب الاخدود جیسی ہوگی۔ چنانچہ حجر اور اس کے اصحاب قتل کئے گئے جن کا تذکرہ سورۃ البروج میں ہے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۶/ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ معرفۃ تاریخ للفسوی ۳/ ۳۲۱)

یعقوب نے کہا ہے کہ ابونعیم نے کہا تھا کہ زیاد بن سمیہ نے علی بن ابو طالب ؓ کا تذکرہ کیا تھا (نازیبا طریق سے) منبر پر۔ لہٰذا حجر نے کنکریوں کی مٹھی اُٹھا کر ان کی طرف پھینکی اور حاضرین نے بھی کنکر پھینکے زیاد کی طرف۔ لہٰذا زیاد نے لکھا معاویہ کی طرف یہ کہ حجر نے مجھے کنکریاں ماری ہیں جبکہ میں منبر پر تھا لہٰذا معاویہ نے زیاد کو لکھا کہ حجر کو میرے پاس پہنچا دو۔ وہ جب دمشق کے قریب پہنچے تو معاویہ نے ان کے پاس نمائندہ بھیجا جوان کو ملا مقام عذراء میں اس نمائندہ نے ان لوگوں کو قتل کر دیا۔

مصنف کہتے ہیں : میں کہتا ہوں کہ علی بن ابو طالب ؓ نہیں کہہ سکتے تھے مگر یہ کہ انہوں نے اس کو سُنا ہو رسول اللہ ﷺ سے، اور تحقیق مروی ہے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مرسل اسناد کے ساتھ مرفوع طریقے سے۔ (حوالہ بالا)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حرملہ نے، ان کو خبر دی ابن وہب نے، ان کو ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت معاویہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے۔ سیدہ نے فرمایا، آپ کو کس چیز نے اُبھارا اہل عذراء کے قتل پر شد حجر کو اور اس کے صحاب کو۔ معاویہ نے بتایا کہ اُم المؤمنین میں نے ان لوگوں کے قتل کرنے کو اُمت کی صلاح اور بھلائی سمجھا تھا اور ان کی بقاء کو اُمت کے لئے فساد و خرابی گردانا تھا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا تھا فرما رہے تھے۔ عنقریب مقام عذراء میں کچھ لوگ قتل کئے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لئے ناراض ہوگا اور آسمان بھی۔ (حوالہ بالا)

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عمرو بن عاصم نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو علی بن زید نے، ان کو سعید بن مسیب نے مروان بن حکم سے، وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت معاویہ کے ساتھ سیدہ عائشہ

صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس داخل ہوا، اُم المؤمنین کے پاس۔ انہوں نے پوچھا کہ اے معاویہ! تم نے حجر کو اور اس کے اصحاب کو قتل کر دیا ہے۔ اور تم نے یہ کیا ہے اور یہ کیا ہے۔ کیا آپ ڈرتے ہیں کہ میں تیرے خلاف ایک آدمی کو پوشیدہ کر دوں اور وہ تجھ کو قتل کر دے؟

معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں بلکہ میں امان اور محفوظ گھر میں ہوں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا تھا فرما رہے تھے کہ ایمان نے قید کر دیا ہے جکڑ دیا ہے، نفس کی خواہش کو مؤمن خواہش نفس سے نہیں چلتا۔ اے اُم المؤمنین کیسے ہوسکتا ہے میں تو ان کی دیگر حاجات پوری کرنے میں لگا ہوں اور آپ ان کے دیگر امور میں۔ وہ بولیں تم صالح ہو۔ معاویہ نے کہا آپ چھوڑ دیں مجھے اور حجر کو حتیٰ کہ ہم اپنے رب سے ملیں گے۔

(البدایۃ والنہایۃ ۶/۲۲۶)

باب ۱۸۴

حضور ﷺ کا خبر دینا اپنے اصحاب کے ایک گروہ کو کہ ان میں آخر میں مرنے والا آگ میں جائے گا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبداللہ بن معاذ نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو شعبہ نے، ان کو ابوسلمہ نے، ان کو ابونضرہ نے ابو ہریرہ سے، یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا دس آدمیوں سے جو آپ کے اصحاب میں سے ایک گھر میں تھے کہ تم میں سے آخر میں مرنے والا شخص آگ میں ہوگا۔ ان لوگوں میں سمرہ بن جندب بھی موجود تھے۔ ابونضرہ کہتے ہیں کہ سمرہ آخر میں مرنے والے تھے۔

اس کے راوی ثقہ ہیں، مگر ابونضرہ کا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں ہے۔ واللہ اعلم

(المعرفۃ والتاریخ ۳/۳۵۶۔ سیر اعلام النبلاء ۳/۱۸۴ حدیث غریب ہے)

اور دوسرے طریق سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے موصول روایت بھی مروی ہے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو اسماعیل بن صفار نے، ان کو اسماعیل بن اسحاق قاضی نے، ان کو محمد بن ابوبکر نے، ان کو اسماعیل بن حکیم نے، ان کو یونس بن عبید نے حسن سے، اس نے انس بن حکیم ضبی سے، وہ کہتے ہیں کہ میں مدینے میں گزر رہا تھا کہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملا، اس نے مجھ سے کسی روش کے پوچھنے کی ابتداء نہ کی کہ وہ مجھ سے کچھ پوچھتے حتیٰ کہ انہوں نے مجھ سے سمرہ بن جندب کے بارے میں پوچھا۔ جب میں نے اس کو ان کے زندہ ہونے اور صحت مند ہونے کی خبر دی تو وہ خوش ہوگئے۔

پھر فرمایا کہ ہم لوگ دس افراد تھے ایک گھر میں اور رسول اللہ ﷺ ہم میں کھڑے ہوگئے اور ہم لوگوں کے چہروں کی طرف دیکھنے لگے۔ اس کے بعد انہوں نے دروازے کی دونوں چوکھٹوں سے پکڑ کر فرمایا تم میں سے آخر میں مرنے والا آگ میں ہے۔ ہم میں سے آٹھ افراد مر چکے ہیں۔ آپ میرے اور اس کے سوا کوئی باقی نہیں رہا۔ پس مجھے کوئی شئی زیادہ محبوب نہیں ہے اس سے کہ میں موت کا ذائقہ چکھوں۔

(المعرفۃ والتاریخ ۳/۳۵۶۔ البدایۃ والنہایۃ ۶/۲۲۷ انس بن حکیم مجہول ہے)

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حجاج بن منہال نے، ان کو حماد بن علی بن زید نے اویس بن خالد سے۔

(علی بن جدعان کو ابن عیینہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ تاریخ کبیر ۶/۲۵۷۔ صنفاء کبیر ۳/۲۲۹۔ مجروحین ۲/۱۰۳۔ میزان ۳/۱۲۷)

وہ کہتے ہیں کہ میں جب ابومحذورہ کے پاس آتا تھا تو وہ مجھ سے سمرہ بن جندب کے بارے میں پوچھتے تھے اور جب میں سمرہ کے پاس آتا تھا تو وہ مجھ سے ابومحذورہ کے بارے میں پوچھتے تھے۔ میں نے ابومحذورہ سے پوچھا کہ آپ کو کیا ہوا جب آپ کے پاس آتا ہوں تو آپ مجھ سے سمرہ کے بارے میں پوچھتے ہیں اور جب میں سمرہ کے پاس جاتا ہوں تو وہ مجھ سے آپ کے بارے میں پوچھتے ہیں۔

انہوں نے بتایا میں اور سمرہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ایک گھر میں موجود تھے۔ نبی کریم ﷺ آئے اور فرمایا کہ تم میں سے آخر میں مرنے والا آگ میں ہوگا۔ پہلے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا پھر ابومحذورہ کا پھر سمرہ کا۔

اور روایت کیا گیا دوسرے طریق سے، اس میں ذکر کیا ہے عبداللہ بن عمرو نے ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کے بدلے میں اور پہلی زیادہ صحیح ہے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، ان کو ابوبکر محمد بن حسین قطان نے، ان کو احمد بن یوسف نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو معمر نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابن طاؤس سے اور دیگر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، سمرہ بن جندب اور ایک اور آدمی سے۔ ہم میں سے آخر میں مرنے والا آگ میں ہوگا۔ وہ تیسرا آدمی انتقال کر گیا تھا اور مدینے میں صرف ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رہ گئے تھے۔ لہٰذا اگر کوئی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے غصے ہوتا تو کہتا کہ سمرہ بن جندب فوت ہو گیا ہے۔ یعنی جب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سنتے تو بے ہوش ہو جاتے تھے۔ ان پر غشی طاری ہو جاتی۔ پھر ابوہریرہ ﷺ پہلے فوت ہو گئے تھے سمرہ سے۔ اور سمرہ نے بہت سے قتل کئے تھے۔

یہ روایت مرسل ہے۔ اور یہ ماقبل والی کی تائید کرتی ہے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو سلیمان بن حرب نے، ان کو عامر بن ابوعامر نے، وہ کہتے ہیں ہم لوگ یونس بن عبید کی مجلس میں تھے اصحاب الخز میں۔ انہوں نے کہا کہ دھرتی پر کوئی ایسا خطہ ارض نہیں جس پر اس قدر خون بہایا گیا ہو جس قدر اس پر بہایا گیا اور پہنچا گیا۔ ان کی مراد دارالامارت سے تھی۔ اس میں ستر ہزار انسانوں کو قتل کیا گیا تھا۔

یونس آئے میں نے اس سے کہا اے ابوعبداللہ! لوگ ایسے ایسے کہتے ہیں۔ اس نے کہا کہ وہ لوگ جو مقتول یا مقطوع کے درمیان ہیں، اس سے کہا گیا کہ یہ کس نے کیا اے ابوعبداللہ؟ انہوں نے کہا کہ زیاد نے اور ابن زیاد نے اور سمرہ نے۔ پوچھا گیا کہ کیوں؟ انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم یہی مقدر تھا اس سے مفر نہیں تھا۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو ابوعمرو بن سماک نے، ان کو حنبل بن اسحاق نے، ان کو ابوعبداللہ احمد بن حنبل نے، ان کو عبدالصمد بن عبدالوارث نے، ان کو ابوہلال نے، ان کو عبداللہ بن صبیح نے، ان کو محمد بن سیرین نے۔ وہ کہتے ہیں کہ سمرہ میرے علم کے مطابق عظیم امانت دار تھے، صدوق الحدیث تھے، سچی بات کہنے والے تھے، اسلام سے اور اہل اسلام سے محبت کرتے تھے۔

مصنف کہتے ہیں

اسی مذکورہ خوبی اور صحبت رسول اللہ ﷺ کی برکت سے ہم ان کے لئے امید کر سکتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے قول کے محقق اور ثابت ہو جانے کے باوجود بھی۔

بعض اہل علم کا قول

تحقیق بعض اہل علم نے کہا ہے کہ سمرہ کی موت واقع ہوئی تھی آگ کے اندر۔ لہٰذا اس طرح ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا قول پورا اور سچا ہو گیا تھا۔

لہٰذا احتمال ہے کہ وہ آگ میں داخل کیا جائے اپنے گناہوں کے بسبب اس کے بعد وہ اس سے نکال لیا جائے بعض شفاعت کرنے والوں کی شفاعت کے ساتھ۔ واللہ اعلم

(۷) مجھے خبر پہنچی ہے ہلال بن علاء رقی سے یہ کہ عبداللہ بن معاویہ نے، ان کو حدیث بیان کی ہے ایک آدمی سے جس کا انہوں نے نام ذکر کیا تھا۔ اس نے کہا کہ سمرہ نے آگ کی چنگاری سلگائی تھی۔ اس کے گھر والے اس سے بے خبر تھے اور غافل تھے کس طرح اس کو آگ نے پکڑ لیا تھا جس سے یہ واقعہ ہو گیا تھا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۲۲۶/۶۔۲۲۷۔ المعرفۃ والتاریخ ۳۵۶/۳)

باب ۱۸۵

حضورﷺ کا حضرت عبداللہ بن سلام کے اسلام پر مرنے تک قائم رہنے کی خبر دینا۔ نیز یہ کہ وہ شہادت نہیں پائیں گے جیسے حضورﷺ نے خبر دی تھی وہ اسلام پر فوت ہوئے تھے معاویہ بن ابوسفیان کے ابتدائی ایام میں ۴۳ھ میں

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران عدل نے بغداد میں، ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو سعدان بن نصر نے، ان کو اسماعیل بن یوسف ازرق نے عبداللہ بن عون سے، اس نے محمد بن سیرین سے، اس نے قیس بن عباد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں مدینۃ الرسول کی مسجد میں بیٹھا تھا۔ ایک آدمی آیا اس کے چہرے پر خشوع کے آثار تھے۔ لوگوں نے کہا یہ آدمی ہے اصحاب الجنۃ میں سے۔ کہتے ہیں کہ وہ شخص مسجد میں داخل ہوا، اس نے دو رکعتیں پڑھیں اس میں انہوں نے اختصار کیا۔ کہتے ہیں کہ جب وہ شخص باہر نکلا تو میں اس کے پیچھے چلا گیا حتیٰ کہ وہ اپنی منزل میں داخل ہو گیا، میں بھی اس کے ساتھ داخل ہو گیا۔

میں نے اس سے بات کرنا شروع کی۔ جب وہ مایوس ہو گئے تو میں نے اس سے کہا کہ جب آپ مسجد میں داخل ہوئے تو لوگوں نے ایسے ایسے کہا تھا۔ انہوں نے کہا سبحان اللہ! کسی کے لئے بھی یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ ایسی بات کرے جس کو وہ نہیں جانتا ہو۔ ابھی میں تمہیں حدیث بیان کرتا ہوں،

میں نے عہد رسول میں ایک خواب دیکھا تھا، میں نے وہ رسول اللہﷺ سے بیان کیا تھا۔ میں نے دیکھا تھا گویا کہ میں ہرے بھرے باغ میں ہوں۔ ابن عون نے کہا انہوں نے اس کا سرسبز ہونا اور اس کی وسعت کو ذکر کیا۔ اور اس کے درمیان میں دیکھتا ہوں کہ ایک نیا ستون ہے جس کا نیچے والا حصہ زمین میں ہے اور اس کا اُوپر والا حصہ آسمان پر۔ اس کے اُوپر ایک کڑا ہے، مجھے کہا گیا کہ آپ اس ستون پر چڑھ جائیں، میں نے کہا میں تو چڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

کہتے ہیں کہ منصف نکلا ابن عون کہتے ہیں منصف وصیف ہے، کہتے ہیں کہ میرے کپڑے اُٹھائے گئے میرے پیچھے سے مجھے کہا گیا اس ستون پر چڑھ جایئے۔ کہتے ہیں کہ میں اس پر چڑھ گیا حتیٰ کہ میں نے مذکور کڑے کو پکڑ لیا ہے اتنے میں میں خواب سے بیدار ہو گیا اور وہ میرے ہاتھ میں تھا۔

صبح ہوئی میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا میں نے وہ خواب بیان کیا۔ حضور ﷺ نے تعبیر بتائی بہر حال باغ تو روضۃ الاسلام ہے (اسلام کا باغ)۔ بہر حال ستون بھی اسلام کا ستون مراد ہے، رہا کڑا وہ عروۃ الوثقیٰ ہے (مضبوط کڑا)۔ تم اسلام پر رہو گے حتیٰ کہ تمہارا انتقال ہو جائے گا۔ فرمایا کہ وہ عبداللہ بن سلام تھے۔

بخاری اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں ابن عون سے، اور حدیث خرشہ بن حُر میں مروی ہے عبداللہ بن سلام سے اس قصے میں۔

کہتے ہیں کہ پھر مجھے لایا گیا حتیٰ کہ مجھے پہاڑ پر لایا گیا، مجھے کہا گیا کہ اس پر چڑھ جا، میں جب چڑھنے لگا تو میں گر گیا اپنی سرین پر۔ حتیٰ کہ میں نے بار بار چڑھنے کی کوشش کی۔ میں نے خواب جب حضور ﷺ کو بتایا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ بہر حال اس سے مراد شہداء کی منزل ہے تم اس کو نہیں پا سکو گے اور وہ اس کے مطابق جو ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالفضل بن ابراہیم نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم نے، ان کو خبر دی جریر نے اعمش سے، اس نے سلیمان بن محمد سے، اس نے خرشہ بن حُر سے طویل حدیث۔ میں نے اس کو ذکر کیا ہے مسلم نے صحیح میں اسحاق بن ابراہیم سے۔ اور اس میں ایک اور معجزہ ہے اس حیثیت سے کہ آپ ﷺ نے خبر دی تھی کہ وہ شہادت کو نہیں پائیں گے لہٰذا وہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد فوت ہوئے مگر شہادت نہیں پائی۔

باب ۱۸۶

حضور ﷺ کا رافع بن حدیج رضی اللہ عنہ کی شہادت کے لئے گواہی دینا

اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اس گواہی کی سچائی کا ظہور ہونا

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن موسیٰ بن فضل نے، ان کو ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ صفار نے، ان کو احمد بن محمد برتی قاضی نے، ان کو مسلم بن ابراہیم نے، ان کو عمرو بن مرزوق واشحی نے، ان کو یحییٰ بن عبدالحمید نے یعنی ابن رافع نے اپنی دادی سے یہ کہ رافع بن حدیج نے تیر کھایا تھا۔

عمرو کہتے ہیں میں نہیں جانتا کہ یوم اُحد میں یا یوم حنین میں تیر لگا تھا سینے پر پستان کی جگہ پر۔ وہ حضور ﷺ کے پاس آئے اور بولے یا رسول اللہ! کیا میں تیر کھینچ لوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا، اے رافع اگر تم چاہو تو میں تیر کھینچ لیتا ہوں کیل سمیت پورے کا پورا، اور اگر تو چاہے تو میں تیر کھینچ لیتا ہوں کیل کو رہنے دیتا ہوں اس طرح میں قیامت کے دن تیرے لئے گواہی دوں گا کہ تو شہید ہے۔

اس نے کہا یا رسول اللہ! آپ تیر کھینچ لیجئے اور اس کی کیل کو چھوڑ دیجئے اور میرے لئے قیامت میں گواہی دیجئے کہ میں شہید ہوں۔

کہتے ہیں کہ وہ اس کے بعد کی زندگی میں زندہ رہے حتیٰ کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کی قائم ہوئی وہ زخم کھل گیا جس کی وجہ سے وہ عصر کے بعد فوت ہو گئے تھے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۶/۲۲۷)

☆☆☆

باب ۱۸۷

نبی کریم ﷺ کا ان فتنوں کے بارے میں خبر دینا
جو ساٹھ سال کے بعد ظہور پذیر ہوں گے قریش کے کم عمر لڑکوں سے
پھر ویسے ہی ہوا جیسے آپ ﷺ نے خبر دی تھی

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ ادیب نے، ان کو ابوبکر اسماعیل نے، ان کو خبر دی ابویعلیٰ نے، ان کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے (ح)۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر نے، ان کو حسن بن سفیان نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم نے، ان کو ابواسامہ نے، ان کو شعبہ نے، ان کو ابوالتیاح نے ابوزرعہ بن عمرو بن جریر سے، اس نے ابوہریرہ ﷺ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری اُمت کی ہلاکت ہوگی قریش کے لڑکوں کے سروں پر یا ان کے سامنے۔ ہم نے پوچھا کہ آپ ہمیں کیا حکم دیں گے؟ فرمایا کہ اگر لوگ ان سے علیحدہ ہو جائیں یا کاش کہ لوگ ان سے الگ ہو جائیں۔ یہ حدیث ہے ابومعمر کی اسماعیل بن ابراہیم سے۔

ابوبکر نے فرمایا کہ میری اُمت کو ہلاک کرے گا یہ قبیلہ قریش کا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن عبدالرحیم سے اس نے معمر سے۔

(بخاری۔ کتاب المناقب۔ حدیث ۳۶۰۴۔ فتح الباری ۶/۶۱۲۔ مسلم۔ کتاب الفتن ص ۲۲۳۶)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابوبکر بن ابوشیبہ سے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر بن جعفر نے، ان کو عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو روح نے، ان کو ابواُمیہ نے، ان کو عمرو بن یحییٰ بن سعید بن العاص نے اپنے دادا سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں مروان کے ساتھ تھا اور ابوہریرہ ﷺ کے ساتھ۔ میں نے ابوہریرہ سے سُنا وہ فرما رہے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا تھا انہوں نے فرمایا میری اُمت کی ہلاکت قریش کے لڑکوں کے ہاتھ پر ہوگی۔ ابوبکر ﷺ نے کہا اگر میں چاہوں تو ان کے نام ذکر کردوں بنوفلاں بنوفلاں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں احمد بن محمد مکی سے اس نے عمر بن یحییٰ سے۔ (بخاری۔ کتاب المناقب۔ حدیث ۳۶۰۵۔ فتح الباری ۶/۶۱۲)

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبدالرحمٰن مقری نے حیوۃ سے، اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ہے ابومحمد عبداللہ بن اسحاق خزاعی نے مکہ مکرمہ میں، ان کو عبداللہ بن احمد بن زکریا بن ابومسرہ نے، ان کو عبداللہ بن مقری نے، ان کو حیوۃ نے، ان کو بشر بن ابوعمرو خولانی نے، یہ کہ ولید بن قیس تجیبی نے، اس نے خبر دی ہے کہ اس نے سُنا ابوسعید خدری سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا تھا رسول اللہ ﷺ سے، انہوں نے یہ آیت تلاوت کی تھی :

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ ۔ (ان کے بعد نکمّا خلف پیدا ہوئے تھے)

فرمایا کہ ساٹھ سال بعد خلف ہوں گے (ناخلف بُرے جانشین) نماز کو ضائع کریں گے اور شہوات وخواہشات نفس کے پیچھے چل پڑیں گے۔ پس عنقریب وہ وادی غیَ میں پہنچ جائیں گے۔ اس کے بعد ناخلف ہوں گے قرآن پڑھیں گے وہ ان کی ہنسلیوں سے نیچے نہیں اُترے گا۔ قرآن پڑھیں گے تین طرح کے لوگ، مؤمن، منافق اور فاجر۔

بشیر نے کہا کہ میں نے ولید سے کہا کہ یوں تینوں کی حقیقت کیا ہوگی۔ فرمایا:

(۱)　منافق تو کفر والا ہوگا قرآن کے ساتھ۔

(۲)　فاجر اس کے ذریعے مال کھائے گا۔

(۳)　اور مؤمن اس کے ساتھ ایمان رکھنے والا ہوگا۔

یہ الفاظ ہیں حدیث ابوعبداللہ کے۔ اور حدیث قطان مختصر ہے قولہ یلقون غیا تک۔ تحقیق مروی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ پھر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے جو اس تاریخ کو مؤکد کرتی ہے۔ (مسند احمد ۳/ ۳۸۔۳۹۔ البدایۃ والنہایۃ ۶/ ۲۲۸)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے امن کو بحال کرنے اور قائم رکھنے کے لئے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت کی تائید کی

(۴)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حسن بن علی بن عفان نے، ان کو ابواُسامہ نے مجالد سے، اس نے عامر سے، وہ کہتے ہیں کہ جب علی رضی اللہ عنہ جنگ صفین سے واپس لوٹے تو انہوں نے فرمایا:

یا ایھا الناس لا تکرھوا امارۃ معاویۃ فانہ لو فقد تموہ لقد رأیتم الروؤس تنزو من کواھلھا الحنظل

اے لوگو! تم لوگ حضرت معاویہ کی امارۃ وحکومت کو ناپسندیدہ یا بُرا نہ سمجھو۔ بے شک حال یہ ہے کہ اگر تم ان کو گنوا بیٹھے گم کر بیٹھے تو تم یہ دیکھو گے کہ انسانی سر اور کھوپڑی کندھوں سے ایسے گریں گی اندرائن (کوڑتمین) اپنی بیل سے ٹوٹ ٹوٹ کر گرتے ہیں۔

(۵)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان دونوں نے کہا ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن ولید بن مزید بیروتی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ان کے والد نے، ان کو ابن جابر نے، ان کو عمیر بن ہانی نے کہ اس نے اس کو حدیث بیان کی ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ کے بازار میں شام کی اور وہ کہتے رہے تھے، اے اللہ مجھے نہ پاسکے ساٹھواں سال۔ تمہارے اُوپر افسوس ہے۔ تم لوگ معاویہ کی کنپٹیوں سے پکڑ کو روک لو۔ اللہ! مجھ کو نہ پاسکے بچوں کی امارت وحکومت۔ (البدایۃ والنہایۃ ۶/ ۲۲۹)

وہ دونوں سوائے اس کے نہیں کہتے ہیں مثل اس شی کے جس کو انہوں نے سُنا تھا نبی کریم ﷺ سے۔

(۶)　ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو محمد بن عباس مؤدب نے، ان کو ہوذہ بن خلیفہ نے، ان کو عوف نے، ابوخلدہ سے، اس نے ابوالعالیہ سے، وہ کہتے ہیں کہ جب یزید بن ابوسفیان شام میں امیر تھے لوگوں نے جہاد کیا اور انہوں نے غنیمت حاصل کی اور سلامتی میں رہے۔ ان کی غنیمت میں ایک لڑکی تھی جو انتہائی نفیس اور عمدہ تھی، وہ کسی ایک مسلمان مجاہد کے حصے میں آگئی تھی۔ یزید بن ابوسفیان نے اس کی طرف پیغام بھیجا اور اس سے اس کو چھین لیا اور ابوذر ان دنوں شام میں تھے۔

کہتے ہیں اس آدمی نے ابوذر سے فریاد کی یزید بن سفیان کے خلاف وہ اس کے ساتھ یزید کے پاس چلے گئے۔ انہوں نے جا کر یزید بن ابوسفیان سے کہا کہ آپ اس کی لڑکی اس کو واپس کردیں۔ تین بار کہا۔ خبردار! اللہ کی قسم اگر تم نے ایسا کیا۔ البتہ تحقیق میں نے سُنا تھا رسول اللہ ﷺ سے فرمارہے تھے۔ بے شک پہلا شخص جو میری سنت اور طریق کو تبدیل کرے گا وہ بنواُمیہ میں سے ہوگا۔ اس کے بعد وہ اس سے واپس لوٹ

آئے۔ اس کے بعد یزید بن ابوسفیان اس کے پیچھے گیا اس نے کہا کہ میں تجھے اللہ کی قسم کے ساتھ تذکرہ کرتا ہوں کہ کیا وہ میں ہی ہوں؟ انہوں نے فرمایا نہیں۔ لہٰذا اس نے اس آدمی کو اس کی لڑکی واپس کردی۔ (البدایۃ والنہایۃ ۲۲۹/۶)

ابن کثیر نے البدایہ میں اس کو نقل کیا ہے مصنف سے اور کہا ہے کہ یہ روایت منقطع ہے ابوالعالیہ کے اور ابوذر کے درمیان۔

مصنف فرماتے ہیں میں کہتا ہوں کہ یزید بن سفیان شام کے ملک میں سیدنا ابوبکر اور عمر کے ایامِ خلافت میں لشکروں کے امیر تھے لیکن اس کے نام سے موسوم زیادہ احتمال ہے کہ وہ یزید بن معاویہ ہو۔ واللہ اعلم۔

اس اسناد میں ارسال ہے ابوالعالیہ کے اور ابوذر کے درمیان۔

(۷) تحقیق روایت کی ہے ایک اور طریق سے جیسے ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین فضل نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، اس کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبدالرحمٰن بن عمرو حرانی نے، ان کو محمد بن سلیمان نے، ان کو ابوغنیم بعلبکی نے ہشام بن الغاز سے، اس نے مکحول سے، اس نے ابوثعلبہ خشنی سے، اس نے ابوعبیدہ بن جراح نے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمیشہ رہے گا یہ امر (خلافت وامارت اسلامی کا) اعتدال پذیر عدل وانصاف پر قائم۔ حتیٰ کہ کرخنہ خلل ڈالے اس میں ایک آدمی بنوامیہ میں سے۔ (تاریخ ابن کثیر ۲۲۹/۶)

تحشیہ از محشی کتاب ہذا ڈاکٹر عبدالمعطی قلعجی بحوالہ البدایہ والنہایہ

از علامہ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ

یزید بن معاویہ کے بارے میں لوگ کئی اقسام پر ہیں۔ وضاحت

مذکورہ روایت پر (ابن معاویہ کے حوالے سے) ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ ۲۲۹/۶ پر گرفت کی ہے۔ کہتے ہیں کہ لوگ یزید بن معاویہ کے بارے میں کئی اقسام پر ہیں۔

۱۔ بعض تو وہ ہیں جو اس سے محبت کرتے ہیں اور اس کو زیادہ محبوب رکھتے ہیں۔ وہ اہلِ شام کی ایک جماعت ہے ناصبوں میں سے۔

۲۔ بہرحال روافض وہ اس پر طعن تشنیع کرتے ہیں اور اس کی برائی کرتے ہیں اور اس پر بہت سارے جھوٹ اور افتراء باندھتے ہیں جو کہ اس کے اندر نہیں تھے۔ اور ان میں سے بہت سارے تو اس کو زندیق و بے دین ہونے کی تہمت لگاتے ہیں حالانکہ وہ ایسا نہیں تھا۔

۳۔ ایک جماعت وہ ہے جو نہ تو اس سے محبت کرتے ہیں نہ ہی اس کو برا بھلا کہتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ جانتے ہیں کہ نہ تو وہ زندیق یا بے دین تھا جیسے رافضی اس کو کہتے ہیں البتہ وہ امور جو اس کے زمانے میں واقع ہوئے تھے ہولناک حوادث۔ اور امور قبیحہ شنیعہ ناپسندیدہ ان میں سے انتہائی مکروہ اور ناپسندیدہ وہ واقعہ ہے جو حضرت سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کربلا میں پیش آیا لیکن وہ اس کے علم میں نہیں تھا نہ اس کی مرضی سے ہوا تھا۔ شاید کہ وہ اس پر نہ ہی خوش اور راضی ہوا۔ یہ انتہائی ناپسندیدہ ترین امور میں سے تھا۔ اسی طرح ایک واقعہ حرہ امور قبیحہ میں سے تھا مدینۃ الرسول میں۔ علاوہ ازیں ہم انشاء اللہ اس پر کلام کریں گے جب ہم تاریخ میں وہاں تک پہنچیں گے۔

☆☆☆

باب ۱۸۸

حضور ﷺ کا خبر دینا اپنے نواسے ابوعبداللہ حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے قتل ہونے کی پھر ایسے ہی ہوا جیسے آپ ﷺ نے خبر دی تھی اور اس موقع پر جو کرامات ظاہر ہوئیں جو دلالت کرتی تھیں ان کے نانا کی نبوّت کی صحت پر۔ علیہ السلام

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی اور ابومحمد بن ابوحامد مقری نے۔ انہوں نے کہا ہمیں خبر دی العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد دوری نے، ان کو خالد بن مخلد نے، ان کو موسیٰ بن یعقوب نے، ہاشم بن ہاشم بن عتبہ بن ابووقاص سے، اس نے عبداللہ بن وہب بن زمعہ نے۔ وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی اُم سلمہ نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن نیند کرنے کے لئے لیٹے۔ جب جاگے تو وہ پریشان تھے۔ پھر لیٹ گئے اور سو گئے۔ پھر جاگے تو وہ حیران و پریشان تھے مگر پہلی بار سے کم پریشان تھے۔ پھر لیٹ گئے اور پھر جاگے تو ان کے ہاتھ میں سرخ رنگ کی مٹی تھی۔ اس کو اُلٹ پلٹ رہے تھے۔ میں نے عرض کی کہ یہ کیسی مٹی ہے یارسول اللہ (ﷺ)؟ فرمایا کہ مجھے خبر دی ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہ یہ قتل کیا جائے گا سرزمین عراق پر۔ حضرت حسین کے بارے میں فرمایا میں نے کہا اے جبرئیل مجھے اس سرزمین کی مٹی دکھائیں جہاں وہ قتل ہوں گے پس یہ وہی مٹی ہے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۶/۲۳۰)

موسیٰ جہنی اس کی متابع لائے ہیں، صالح بن زید نخعی سے، اس نے اُم سلمہ سے اور اَبان سے، اس نے شہر بن خوشب سے، اس نے اُم سلمہ سے۔

بی بی اُمّ فضل کا خواب ظاہر میں بُرا مگر حقیقت میں اچھا

(۲) ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن علی جوہری نے بغداد میں، ان کو ابوالاحوص محمد بن ہیثم قاضی نے، ان کو محمد بن مصعب نے، ان کو اوزاعی نے، ان کو ابوعمار شداد بن عبداللہ بن اُم الفضل بنت حارث نے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس داخل ہوئیں اور عرض کرنے لگی یارسول اللہ! میں نے آج رات بُرا خواب دیکھا ہے۔ آپ نے پوچھا کہ کیا دیکھا ہے؟ کہنے لگی کہ وہ بہت ہی بُرا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ وہ کیا ہے؟

کہتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آپ کے جسم کا ایک ٹکڑا کاٹ کر میری گود میں رکھ دیا گیا ہے۔ تم نے اچھا خواب دیکھا ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بچے کو جنم دے گی انشاء اللہ لڑکا ہوگا اور وہ تری گود میں ہوگا۔ چنانچہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو جنم دیا۔ لہٰذا وہ میری گود میں آیا جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کے پاس گئی اور میں بچے کو حضور ﷺ کی گود میں رکھ دیا۔ اس کے بعد میری توجہ ذرا سی مبذول ہوگئی۔ پھر جو دیکھا تو رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں آنسو ٹپکا رہی تھیں۔ کہتی ہیں کہ میں نے پوچھا اے اللہ کے نبی میرے ماں باپ آپ کے اُوپر قربان جائیں آپ کو کیا ہوا؟ فرمایا کہ میرے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے انہوں نے مجھے خبر دی کہ میری اُمت عنقریب میرے اس بیٹے کو قتل کردے گی۔ میں نے کہا کہ اس کو فرمایا کہ جی ہاں! وہ میرے پاس اس جگہ کی مٹی میں سے سرخ رنگ کی مٹی بھی لائے تھے۔

(۳)　ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو بشر بن موسیٰ نے، ان کو عبدالصمد یعنی ابن حسان نے، ان کو عمارہ یعنی ابن زاذان نے ثابت بنانی سے، اس نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں بارش برسانے والے فرشتے نے اجازت طلب کی رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے کے لئے، اس کو اجازت دے دی گئی۔ حضور ﷺ نے اُم سلمہ سے پوچھا دروازے کی حفاظت ونگرانی کرنا کہ کوئی ایک داخل نہ ہونے پائے۔ لہٰذا حسین بن علی رضی اللہ عنہ آئے۔ وہ کود کر اندر داخل ہو گئے اور حضور ﷺ کے کندھے پر جا بیٹھے۔ فرشتے نے پوچھا کیا آپ اس کو محبت کرتے ہیں؟ حضور ﷺ نے بتایا کہ جی ہاں۔ اس نے کہا کہ بے شک تیری اُمت اس کو قتل کر دے گی اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو وہ جگہ دکھادوں جہاں یہ قتل کیا جائے گا۔ کہتے ہیں کہ اس نے اپنا ہاتھ مارا! اور حضور ﷺ کو سرخ مٹی لا کر دکھادی ام سلمہ نے اس کو لے لیا اور اس کو ایک کپڑے کے کونے میں باندھ دیا لہٰذا ہم لوگ سنتے تھے کہ وہ کربلا میں قتل کئے جائیں گے۔ (مسند احمد ۳/۲۴۲۔۳/۲۶۵)

اسی طرح روایت کیا ہے شیبان بن فروخ نے عمارہ بن زاذان سے۔

(۴)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے بطور اجازت کے یہ کہ ابوالحسین احمد بن عثمان بن یحییٰ نے ان کو خبر دی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو اسماعیل محمد بن اسماعیل سلمی نے، ان کو سعید بن ابو مریم نے اور مجھے خبر دی ابوعبدالرحمٰن سُلمی نے یہ کہ ابو محمد بن زیاد سمذی نے، ان کو خبر دی ان کو حدیث بیان کی محمد بن اسحاق بن خزیمہ نے، ان کو احمد بن عبداللہ بن عبدالرحیم برقی نے، ان کو سعید نے، وہ ابن الحکم بن ابو مریم ہے۔ وہ کہتے ہیں ان کو حدیث بیان کی یحییٰ بن ایوب نے، ان کو حدیث بیان کی ابن غزیہ نے وہ عمارہ ہیں۔ اس نے محمد بن ابراہیم سے اس نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے۔

وہ کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ایک بالا خانہ تھا۔ حضور ﷺ جب جبرائیل علیہ السلام سے ملنے کا ارادہ کرتے تھے اس میں ملتے تھے۔ ایک دن حضور ﷺ اس پر چڑھ گئے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ ان کی طرف نہ جھانکے۔ کہتے ہیں کہ اُوپر کی سیڑھی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں سے تھی۔

حسین بن علی رضی اللہ عنہ داخل ہوئے اور اُوپر کو چڑھ گئے، ان کو معلوم نہ ہو سکا حتیٰ کہ وہ بالا خانے میں پہنچ گئے۔ جبرائیل علیہ السلام نے پوچھا یہ کون ہے؟ فرمایا یہ میرا بیٹا ہے۔ حضور ﷺ نے اس کو پکڑ کر اپنی ران پر بٹھالیا۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا عنقریب اس کو آپ کی اُمت قتل کرے گی۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ میری اُمت؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں! اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو اس سرزمین کی خبر دوں جس میں وہ قتل کئے جائیں گے۔ جبرائیل علیہ السلام نے مقام الطف عراق کی طرف اشارہ کیا اور انہوں نے سُرخ مٹی وہاں سے لے لی اور حضور ﷺ کو وہ مٹی دکھادی۔ (مسند احمد ۶/۲۹۴)

اسی طرح اس کو روایت کیا ہے یحییٰ بن ایوب نے عمارہ بن غزیہ سے مرسل روایت کے طور پر اور اس کو روایت کیا ہے ابراہیم بن ابو یحییٰ نے عمارہ سے بطور موصول روایت کے، اس نے ابوسلمہ سے اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا حسن رضی اللہ عنہ وحسین رضی اللہ عنہ کو عراق جانے سے منع کرنا اوران کا فکر انگیز مکالمہ

(۵)　ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی مقری نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق اسفرائنی نے، ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو محمد بن عبدالملک بن رنجویہ نے، ان کو خبر دی شبابہ بن سوار نے، ان کو یحییٰ بن سالم اسدی نے۔ وہ کہتے ہیں میں نے سُنا شعبی سے، وہ کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ مدینے میں آئے، انہیں یہ خبر دی گئی کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہ عراق کی طرف روانہ ہو گئے ہیں۔ لہٰذا وہ مدینے سے دو یا تین رات کی مسافت پر پیچھے سے جا کر ان کو ملے، انہوں نے جا کر پوچھا کہ آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ عراق جانا ہے۔

ان کے ساتھ عراق والوں کے خطوط تھے اور دستاویزات تھیں۔ حضرت ابن عمر ﷜ نے منع کیا کہ آپ ان کے پاس نہ جائیں۔ انہوں نے بتایا کہ میرے پاس یہ ان کے خطوط ہیں اور ان لوگوں کے بیعت نامے ہیں۔

حضرت ابن عمر ﷜ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار دیا تھا انہوں نے آخرت کو ترجیح دی تھی۔ دنیا کا ارادہ نہیں کیا تھا۔ تم لوگ رسول اللہ ﷺ کے جسم کے ٹکڑے ہو، اللہ کی قسم تم میں سے کوئی ایک بھی اس کے ساتھ نہیں جڑ سکے گا کبھی بھی۔ اللہ نے اس دنیا کو تم لوگوں سے اسی لئے ہٹا دیا ہے۔ یہی تمہارے لئے بہتر ہے۔ لہٰذا تم لوگ واپس لوٹ چلو۔

حضرت حسین ﷜ نے کہا کہ یہ ان لوگوں کے خطوط میں بیعت ہیں اور بیعت نامے ہیں۔ کہتے ہیں ان کو حضرت عبداللہ بن عمر ﷜ نے گلے لگالیا اور کہا کہ میں تجھے اللہ کی امان میں دیتا ہوں مقتول ہونے سے۔

(۶)　ہمیں خبر دی ابوالحسن علی محمد مقری نے، ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو سلیمان بن حرب نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو عمار بن ابوعمار نے یہ کہ ابن عباس ﷜ نے فرمایا کہ اس نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا تھا ایک دن دوپہر کے وقت کہ ان کے بال بکھرے ہوئے ہیں، غبار آلود چہرہ ہے، ان کے ہاتھ میں ایک بوتل ہے اس میں خون ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان یا رسول اللہ! یہ کیا ہے؟ فرمایا یہ حسین کا اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے۔ میں آج تک اس کو اُٹھا تا رہا ہوں۔ ابن عباس ﷜ کہتے ہیں اس وقت کو شمار کیا تو اسی وقت حضرت حسین اسی دن قتل ہوئے تھے۔ (مسند احمد ۱/۲۴۲،۲۸۳۔ البدایۃ والنہایۃ ۶/۲۳۱)

(۷)　ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو مسلم بن ابراہیم نے، ان کو اُم شوق عبدیہ نے، وہ کہتی ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے نضرہ ازدیہ نے، وہ کہتی ہیں جب حضرت حسین بن علی ﷜ قتل کئے گئے تو آسمان سے خون کی بارش ہوئی میں اور ہر شئی خون سے بھری ہوگئی۔

(۸)　ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو سلیمان بن حرب نے، ان کو حماد بن زید نے معمر سے۔ کہتے ہیں کہ پہلی بات جو پہچانی گئی زہری کی کہ انہوں نے کلام کیا تھا ولید بن عبدالملک کی مجلس میں۔ ولید نے پوچھا تھا تم میں سے کون جانتا ہے جس دن حضرت حسین بن علی ﷜ قتل کئے گئے۔ اس نے بتایا بیت المقدس کے پتھروں نے کیا کہا تھا؟ زہری نے کہا کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ جو بھی پتھر اُٹھایا جاتا تھا اس کے نیچے سے تازہ تازہ خون پایا جاتا تھا۔

(۹)　ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو اسماعیل بن خلیل نے، ان کو علی بن مسہر نے۔ وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی میری دادی نے، وہ کہتی ہیں میں امام حسین ﷜ کے قتل کے وقت نوجوان لڑکی تھی اس وقت آسمان خون کی صورت میں ہوگیا تھا۔

(۱۰)　ہمیں خبر دی ابوالحسین نے، ان کو خبر دی عبداللہ نے، ان کو یعقوب نے، ان کو ابوبکر حمیدی نے، ان کو سفیان نے، ان کو میری دادی نے، وہ کہتی ہیں میں نے ورس اور پیلے رنگ کو دیکھا کہ وہ راکھ بن چکا تھا اور میں نے گوشت کو دیکھا اس میں آگ تھی جس دن امام حسین ﷜ قتل ہوئے۔

(۱۱)　ہمیں خبر دی ابوالحسن نے، ان کو خبر دی عبداللہ نے، ان کو یعقوب نے، ان کو سلیمان بن حرب نے، ان کو حماد بن زید نے، ان کو حمید بن مرّہ نے، وہ کہتے ہیں کہ لوگ لشکر حسینی میں ایک اُونٹ پر پہنچے جس دن وہ قتل ہوئے تھے۔ انہوں نے اُونٹ کو ذبح کیا اور اس کو پکایا تو وہ اندرائن کی طرح کڑوا ہوگیا۔ جس کو وہ حلق سے نیچے ذرہ بھر بھی نہ اُتار سکے۔

یہ روایات مبالغہ آمیز ہیں جو روایت و درایت کے اصول کے خلاف ہیں۔ اہل علم نے اپنے اپنے مقام پر ان کو رد کر دیا ہے۔ مترجم

☆☆☆

باب ۱۸۹

حضور ﷺ کا اہل حَرَّہ کے قتل کی خبر دینا
پھر ویسے ہی ہوا جیسے انہوں نے خبر دی تھی

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن حسین بن محمد بن فضل قطان نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابراہیم بن منذر نے، ان کو ابن فلیح نے اپنے والد سے، اس نے ایوب بن عبدالرحمٰن سے، اس نے ایوب بن بشر معافری سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ سفروں میں سے کسی سفر میں نکلے۔ جب آپ حرہ زہرہ میں سے گزرے تو ٹھہر گئے اور آپ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ یہ بات ساتھ والوں کی سمجھ میں نہ آئی۔ لہٰذا اچھا نہ سمجھا۔ انہوں نے یہ گمان کیا یہ بات ان کے سفر کے معاملے میں ہے لہٰذا عمر بن خطاب ؓ نے کہا، یارسول اللہ! کیا کیفیت ہے جو آپ نے دیکھی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بہرحال یہ معاملہ ہمارے اس سفر سے متعلق نہیں ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے یارسول اللہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس حرہ میں میری اُمت کے پسندیدہ اور اہم ترین صحابہ قتل کئے جائیں گے۔

یہ روایت مرسل ہے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۶/۲۳۳۔ تاریخ الفسوی ۳/۳۲۷)

تحقیق روایت کیا گیا ابن عباس ؓ سے کتاب کی ایک تأویل وتشریح کے بارے میں جو اس واقعہ کی تائید کرتا ہے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابن وہاب نے کہا کہ جریر نے کہا ہے ہمیں حدیث بیان کی ثور بن زید نے عکرمہ سے اس نے ابن عباس سے وہ کہتے ہیں آیت کی تأویل آئی ہے ساٹھ سال پورے ہونے پر۔

ولو دخلت علیهم من اقطارها ثم سئلوا الفتنه لاتوها

(سورۃ احزاب : آیت ۱۴)

اگر (زوجین) مدینہ سے ان پر آداخل ہوں پھر ان سے خانہ جنگی کے لئے کہا جائے تو فوراً کرنے لگیں گے اور اس کے لئے یہ بہت ہی کم توقف کریں گے۔ فرمایا کہ اس کا مطلب ہے لاعطوھا اس کو عطا کریں گے۔ یعنی ادخل بنوحارثہ کا اہل شام کو اہل مدینہ پر۔

(المعرفۃ والتاریخ ۳/۳۲۷۔ البدایۃ والنہایۃ ۶/۲۳۳)

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں میں نے سُنا ابن عفیر سے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی بن الفلیح نے یہ کہ ابوعمر بن حفص بن مغیرہ وفد کی صورت میں یزید کے پاس آیا۔ اس نے اس کا اکرام کیا اور احسن طریقے سے اس کو انعام دیا۔ وہ جب مدینے میں واپس آئے تو منبر کے پہلو میں کھڑے ہو گئے، ویسے بھی پسندیدہ انسان تھے نیک تھے۔

کہا میں اس بات کو پسند نہ کروں کہ میرا اکرام کیا جائے۔ اللہ کی قسم البتہ میں نے دیکھا ہے یزید بن معاویہ کو نشے میں نماز ترک کر دیتا ہے۔ لہٰذا لوگوں نے اس کے معزول کرنے پر اتفاق کر لیا مدینے میں اور اس کی بیعت توڑ دی ہے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۶/۲۳۴)

یعقوب کہتے ہیں : کہ میں نے سُنا سعید بن کثیر بن عفیر انصاری سے، وہ کہتے ہیں پھر یوم حرہ میں قتل کئے گئے تھے عبداللہ بن زید مازنی، معقل بن سنان اشجعی اور قتل کئے گئے تھے معاذ بن حارث قاری اور قتل کئے گئے تھے عبداللہ بن حنظلہ بن ابو عامر۔

یعقوب کہتے ہیں : ہمیں بیان کی محمد بن یحییٰ بن اسماعیل نے، ان کو خبر دی ابن وہب نے، وہ کہتے ہیں کہ کہا مالک بن انس نے۔ وہ کہتے ہیں کہ قتل کئے گئے تھے یوم حرہ والے دن۔ سات سو آدمی حامل قرآن سے (یعنی قراء حضرات تھے)۔ میں نے گمان کیا ہے کہ انہوں نے کہا تین ان میں سے اصحاب رسول تھے اور یہ واقعہ خلافت یزید میں ہوا تھا۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین نے، ان کو خبر دی عبداللہ نے، ان کو یعقوب نے، ان کو ابن عثمان نے، ان کو عبداللہ بن مبارک نے، ان کو جریر بن حازم نے، وہ کہتے ہیں میں نے سُنا حسن سے۔ وہ کہتے ہیں جب یوم حرہ ہوا اہل مدینہ قتل کئے گئے حتیٰ کہ قریب تھا کہ کوئی بھی زندہ نہ رہا۔ جو لوگ مارے گئے ان میں زینب ربیبہ رسول کے دو بیٹے تھے۔ جریر کہتے ہیں وہ دونوں عبداللہ بن زمعہ بن اسود کے بیٹے تھے۔

(المعرفۃ والتاریخ ۳/۳۲۶۔ البدایۃ والنہایۃ ۶/۲۳۴)

یعقوب فرماتے ہیں : ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر نے لیث بن سعد سے، وہ کہتے ہیں کہ حرہ کا واقعہ بدھ کے دن ہوا تھا ماہ ذوالحجہ کے تین دن باقی تھے ۶۳ھ میں۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو یوسف بن موسیٰ نے، ان کو جریر نے مغیرہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مسرف بن عقبہ نے مدینہ پر غارت گری کی تھی تین دن تک، مغیرہ نے گمان کیا ہے کہ اس واقعے میں ایک ہزار کنواری لڑکیوں کے ساتھ بدکاری کی گئی تھی۔ یہ مسرف بن عقبہ وہ ہے جو قتال اہل حرہ میں آیا تھا۔ سوائے اس کے نہیں کہ اس کا نام مسرف اس لئے رکھا گیا تھا بوجہ اس کے اسراف کرنے کے قتل میں اور ظلم میں۔ (البدایۃ والنہایۃ ۶/۲۳۴)

باب ۱۹۰

حضور ﷺ کا قیس بن خرشہ کے بارے میں یہ خبر دینا

جب اس نے کہا تھا اللہ کی قسم میں آپ سے بیعت نہیں کروں گا کسی چیز کے بارے ہیں مگر میں اس کو پورا بھی کروں گا اس شرط پر کہ کوئی بشر ان کو نقصان نہیں پہنچائے گا لہٰذا ایسا ہی ہوا جیسے انہوں نے فرمایا تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن حاتم زاہد نے، ان کو فضل بن محمد بیہقی نے، ان کو ابوصالح نے، وہ عبداللہ بن صالح تھے۔ وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی حرملہ بن عمران نے، اس نے یزید بن ابو حبیب سے کہ اس نے سُنا اس کو حدیث بیان کرتے تھے محمد بن یزید بن ابوزیاد ثقفی سے، وہ کہتے ہیں کہ قیس بن خرشہ اور کعب دونوں ساتھی بن گئے تھے۔

جب وہ دونوں صفین میں پہنچے قیس ٹھہر گئے پھر ایک ساعت تک انہوں نے دیکھا کہ اس خطے پر اس قدر زیادہ مسلمانوں کا خون بہایا جارہا تھا جو کسی خطہ زمین پر اس جیسا نہیں بہایا گیا تھا۔ لہٰذا قیس غضبناک ہوگئے تھے۔ کہنے لگے آپ کیا کہتے ہیں اے ابواسحاق یہ کیا ہو رہا ہے؟

یہ تو بے شک اس غیب میں سے ہے جس کے ساتھ اللہ نے ترجیح دی ہے۔ کعب نے کہا کہ دھرتی کا کوئی چپہ ایسا نہیں ہے مگر وہ مکتوب ہے تورات میں۔ اللہ نے جس کو موسیٰ پر اُتارا ہے۔ جو کچھ اُس زمین پر ہوگا اور اس سے قیامت تک جو کچھ نکلے گا۔ انہوں نے محمد بن یزید سے کہا اور قیس بن خرشہ سے۔ ایک آدمی نے قیس سے کہا اور کیا آپ اس کو نہیں پہچانتے؟

انہوں نے کہا کہ قیس بن خرشہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، میں آپ کے ساتھ بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ اس پر جو کچھ اللہ کی طرف سے آیا ہے اور اس شرط پر کہ میں سچ اور حق کہوں گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے قیس قریب ہے کہ زمانہ آپ کے ساتھ طویل ہو جائے اور یہ کہ میرے بعد وہ شخص تیرا حاکم بن جائے کہ تو یہ نہ کہہ سکے حق ان کے ساتھ ہے۔ قیس نے کہا اللہ کی قسم میں آپ کے ساتھ کسی شئی پر بیعت نہیں کروں گا مگر صرف اسی بات پر جس کو میں پورا کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس وقت آپ کو کوئی بشر نقصان نہیں پہنچائے گا۔

قیس بن خرشہ کا عبید بن زیاد کے ساتھ مکالمہ اور موت

قیس بن خرشہ زیاد بن ابوسفیان اور اس کے بیٹے عبید اللہ بن زیاد کے عیب نکالتا تھا، اس بات کی خبر عبید اللہ بن زیاد کو پہنچ گئی۔ اس نے قیس کو پیغام بھیج کر طلب کر لیا اور پوچھا کہ تم وہی ہو جو اللہ تعالیٰ پر اور اللہ کے رسول پر افتراء باندھتے ہو؟ قیس نے جواب دیا کہ نہیں اگر آپ چاہیں تو آپ کو بتا سکتا ہوں کہ کون اللہ پر اور اللہ کے رسول پر افتراء کرتے ہیں وہ وہ ہے جس نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے۔ ابن زیاد نے پوچھا کہ وہ کون ہے؟ س نے کہا وہ آپ ہیں اور آپ کے والد ہیں اور وہ ہے جس نے تم دونوں کو امیر مقرر کیا ہے۔

قیس نے پوچھا کہ میرا افتراء کیا ہے جو میں نے اللہ پر افتراء باندھا ہے۔ عبید اللہ نے بتایا کہ اے قیس تم کہتے ہو کہ تجھ کو بشر ہرگز کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ قیس نے جواب دیا جی ہاں۔ عبید اللہ بن زیاد نے کہا البتہ تم ضرور آج کے دن جان لوگے کہ تم نے یہ جھوٹ کہا ہے۔ لے آؤ بھائی میرے پاس سزا دینے والے کو اور آ کر اس کو عذاب دو۔ کہتے ہیں کہ قیس یہ سُن کر ایک طرف ہٹے اور اسی وقت مر گئے۔

(البدایۃ والنہایۃ ۶/۲۳۵)

ابن زیاد دیکھتے رہ گئے کہ قیس کا انتقال بھی ہو گیا اور ہر بشر کے نقصان پہنچانے سے بچ گئے اور رسول اللہ ﷺ کا ان کے ساتھ کیا ہوا عہد پورا ہو گیا۔
ایک طرف یہ حضور ﷺ کی نبوت کی سچائی ہے تو دوسری طرف حضرت قیس کی کرامت۔ (از مترجم)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی دعا اور زیاد کی طاعون سے موت

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو سعید بن اسد نے، ان کو حمزہ نے، ان کو ابن شوذب نے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی کہ زیاد نے حضرت معاویہ کی طرف لکھا ہے کہ میں نے عراق کو اپنے دائیں ہاتھ کے ساتھ اپنے بائیں ہاتھ کے ساتھ ضبط کر لیا ہے۔ اب میں فارغ ہوں، وہ ان سے درخواست کر رہے تھے کہ آپ مجھے حجاز کا اور عرض کا حکمران بنا دیں یعنی یمامہ اور بحرین کا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو ان کا ان علاقوں کا حکمران بننا پسند نہ آیا اور ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی حکومت میں اور ماتحتی میں رہنا پسند نہ کیا۔ اور انہوں نے دعا کی، اے اللہ بے شک تو کرتا ہے قتل میں کفارہ جس کے لئے تو چاہے اپنی مخلوق میں سے تو بس پھر تو موت دے دے ابن سمیہ (زیاد کو) نہ کہ قتل۔ کہتے ہیں اسی وقت زیاد کو اس کے انگوٹھے پر طاعون کا دبائی دانہ نکلا، اس پر ایک ہفتہ نہ گزرا تھا کہ بس وہ مر گیا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی موت کی خبر پہنچی تو فرمایا اپنے انجام کو پہنچ جا تو اے ابن سُمیہ نہ تو تیرے لئے دنیا ہی باقی رہی اور نہ آخرت کو پایا تم نے

☆☆☆

باب ۱۹۱

حضور ﷺ کا خبر دینا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی بینائی آخر عمر میں چلی جائے گی اور اس کو علم عطا کیا جائے گا پھر ویسے ہی ہوا جیسے آپ نے فرمایا تھا

(۱) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو اسماعیل بن اسحاق قاضی نے، ان کو ابراہیم بن حمزہ زبیری نے، ان کو عبدالعزیز بن محمد دراوردی نے، ثور بن زید دیلی سے، اس نے موسیٰ بن میسرہ سے کہ بعض اولاد عبداللہ نے مکے کے راستے پر ان کے ساتھ سفر کیا۔ اس نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے کہ انہوں نے اپنے بیٹے عبداللہ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا تھا کسی حاجت کے لئے۔ اس نے دیکھا کہ حضور ﷺ کے پاس اس وقت کوئی اور آدمی موجود تھا، لہٰذا عبداللہ واپس لوٹ آیا ان کے ساتھ کلام نہیں کیا اس لئے کہ جو آدمی موجود تھا اس کا حضور کے سامنے اپنا مقام تھا۔

لہٰذا اس کے بعد عباس رضی اللہ عنہ خود ملے رسول اللہ ﷺ سے اور عرض کیا کہ میں نے اپنے بیٹے عبداللہ کو آپ کے پاس بھیجا تھا، اس نے دیکھا کہ آپ کے پاس کوئی آدمی تھا لہٰذا اس نے آپ کے ساتھ بات کرنے کی ہمت نہ پائی، لہٰذا واپس لوٹ گیا تھا۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ وہ واپس چلا گیا تھا؟ عباس نے بتایا کہ جی ہاں! حضور نے فرمایا کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ وہ کون آدمی تھا؟ وہ آدمی جبرائیل تھا علیہ السلام۔ فوت نہیں ہوں گے حتیٰ کہ ان کی بینائی چلی جائے گی اور ان کو علم عطا کیا جائے گا۔ (مجمع الزوائد ۹/۲۷۶)

باب ۱۹۲

حضور ﷺ کا خبر دینا کہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ اپنے مرض سے صحت یاب ہو جائیں گے اس کے بعد وہ نابینا ہو جائیں گے پھر ویسے ہی ہوا جیسے آپ نے خبر دی تھی

(۱) ہمیں خبر دی عبدالرحمن بن محمد ابن عبداللہ سراج نے، ان کو قاسم بن غانم نے، ان کو ابن حمویہ الطویل نے، ان کو ابو عبداللہ محمد بن ابراہیم بوشنجی نے، ان کو اُمیہ بن بسطام نے، ان کو معتمر نے، ان کو بناتہ بنت برید بن یزید نے حماد سے، اس نے انیسہ بنت زید بن ارقم سے، اس نے اپنے والد سے یہ کہ نبی کریم ﷺ زید پر داخل ہوئے ان کی عیادت کرنے کے لئے اس کی بیماری سے جو اس کو لاحق تھی۔

حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ تیرے اُوپر تیرے اسی مرض سے کوئی خطرہ نہیں ہے لیکن اس وقت کیا حال ہوگا تیرا کہ میرے بعد تجھے لمبی زندگی ملے گی اور تم نابینا ہو جاؤ گے۔ فرمایا کہ اس وقت صبر کرنا اور ثواب طلب کرنے کی نیت رکھنا (یا اس سے کہا کہ میں ایسا کروں گا) حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایسا کرنے سے تو جنت میں داخل ہو جائے گا بغیر حساب و کتاب کے۔

کہتے ہیں کہ وہ حضور ﷺ کی وفات کے بعد وہ نابینا ہو گئے تھے۔ پھر اللہ نے ان کی بینائی لوٹا دی تھی اس کے بعد وہ فوت ہوئے تھے۔

میں نے اسی طرح پایا ہے اس کو اپنی کتاب میں اور وہ عورت کہ بناتہ بنت برید تھی اس نے روایت کی ہے حمادہ سے۔

باب ۱۹۳

حضور ﷺ کا خبر دینا اس شخص کے بارے میں

جو آپ کے بعد ہوگا کذابوں میں سے اور آپ کا اشارہ کرنا اس کی طرف جو ان میں سے ہوگا قبیلہ ثقیف سے۔ پھر ایسے ہی ہوا جیسے آپ نے فرمایا تھا

تیس دجال کذابوں کی آمد کی پیشن گوئی

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حسین بن حسن محمد غضائری نے بغداد میں، ان کو ابو جعفر محمد بن عمرو رزاز نے، ان کو ابو قلابہ نے، ان کو وہب بن جریر نے، ان کو شعبہ نے سماک بن حرب سے، اس نے جابر بن سمرہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا، بے شک قیامت سے پہلے تیس کذاب دجال آئیں گے۔ ہر ایک ان میں سے یہی دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے۔

مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث شعبہ سے۔ (مسلم۔ کتاب الفتن ص ۴/ ۲۲۳۹۔ بخاری۔ کتاب المناقب۔ مسلم ص ۲۲۳۹۔۲۲۴۰)

اور بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث ابو ہریرہ ؓ سے نبی کریم ﷺ سے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابو سعد احمد بن محمد مالینی نے، ان کو خبر دی ابو احمد بن عدی حافظ نے، ان کو خبر دی ابو یعلی موصلی نے، ان کو عثمان بن ابو شیبہ نے، ان کو محمد بن حسن اسدی نے، ان کو شریک نے ابو اسحاق سے، اس نے عبداللہ بن زبیر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ تیس کذاب نکلیں گے۔

ان کو میں نے مسیلمہ سے، اور اسود عنسی، اور مختار بھی ہیں اور قبائل عرب میں بدترین بنواُمیہ، بنوحنیف اور بنوثقیف ہیں۔

مترجم کہتا ہے کہ بنواُمیہ کو بُرا کہنے والی بات صحیح حدیث میں نہیں ہے۔ یہ مخصوص فرقے کی وضع کردہ روایات ہیں، حالانکہ اسلام میں بنواُمیہ کا دور اسلامی فتوحات کے حوالے سے ہو یا اسلامی سرحدوں کی وسعت کے حوالے سے، ہر اعتبار سے سنہری دور تھا۔ مترجم

ابو احمد نے کہا ہے: اس روایت کو میں نہیں جانتا کہ اس کو روایت کیا ہے شریک سے۔ مگر محمد بن حسن اسدی نے اور اس کی بہت ساری منفرد روایات ہیں، یا تفردات ہیں، ثقات لوگوں نے بھی اس سے روایات لی ہیں۔ میں اس کی روایت میں کوئی حرج نہیں سمجھتا۔

مصنف فرماتے ہیں: کہ اس کی روایت کردہ حدیث جو مختار ثقفی ابو عبد ثقفی مغیرہ کے بارے میں اس کے لئے صحیح شواہد موجود ہیں۔

مذکورہ روایات کے شواہد: ان میں سے ایک وہ ہے جو ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بکر محمد بن حسن بن فورک نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابو داؤد طیالسی نے، ان کو اسود بن شیبان نے، ان کو ابو نوفل بن ابو عقرب نے اسماء بنت

ابوبکر سے کہ اس نے کہا ہے حجاج بن یوسف سے، بہر حال یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حدیث بیان کی ہے ثقیف کے بارے میں کہ کذاب اور مہلک ہوگا۔ بہر حال کذاب کی جہاں تک بات ہے اس کو تو ہم دیکھ چکے ہیں۔ باقی رہا مبیر و مہلک میں نہیں خیال کرتا تجھ کو مگر صرف وہی۔

مسلم نے ان کو نقل کیا ہے صحیح میں دوسرے طریق سے اسود بن شیبان سے۔(مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ ص ۱۸۷)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان کو ابوالعباس بن محمد یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد نے، ان کو عبداللہ بن زبیر حمیدی مکی نے، ان کو سفیان بن عیینہ نے، ان کو ابوالمحیا نے اپنی ماں سے۔ وہ کہتی ہیں کہ حجاج بن یوسف نے عبداللہ بن زبیر کو قتل کر دیا تو حجاج داخل ہوا اسماء بنت ابوبکر پر (یعنی عبداللہ بن زبیر کی ماں کے پاس) اس نے کہا، اے اماں جان! بے شک امیر المومنین نے مجھے ان کے بارے میں حکم دیا ہے کیا آپ کی کوئی حاجت ہے؟ بی بی اسماء نے کہا کہ میں تیری ماں نہیں ہوں بلکہ گھاٹی ثنیہ کے اوپر صلیب چڑھائے جانے کی ماں ہوں۔ میری کوئی حاجت نہیں ہے۔ بلکہ تو انتظار کر میں تجھے حدیث بیان کروں گی رسول اللہ ﷺ سے جو میں نے ان سے سنی تھی۔

فرمایا تھا کہ قبیلہ ثقیف سے ایک کذاب ہلاک کرنے والا نکلے گا۔ کذاب تو ہم پہلے دیکھ چکے ہیں اور رہا مبیر مہلک وہ تو ہی ہے۔ حجاج نے جواب میں کہا کہ میں مبیر المنافقین ہوں۔ منافقوں کو ہلاک کرنے والا۔(البدایہ والنہایہ ۶/۲۳۵)

(۴) ہمیں خبر دی ابوبکر بن فورک نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد طیالسی نے، ان کو شریک نے ابوعلوان عبداللہ بن عصمہ سے، اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے فرماتے تھے، بے شک بنوثقیف میں کذاب ہوگا اور ہلاک کرنے والا (مبیر)

تابعین کی جماعت کی شہادت مختار بن عبید کے خلاف

تحقیق اکابر تابعین کی ایک جماعت نے شہادت دی ہے مختار بن ابوعبید کے خلاف بسبب اس کے کہ وہ بد باطن تھا (یا باطنیت پسند تھا)۔ اور ان میں سے بعض نے خبر دی ہے کہ وہ منجملہ کذابوں میں سے تھا جن کے بارے میں حضور ﷺ نے خبر دی ہے اپنے بعد کی۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوبکر بن فورک نے، ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد طیالسی نے، ان کو مرّہ بن خالد نے عبدالملک بن عمیر سے، ان کو رفاعہ بن شداد سے، وہ کہتے ہیں کہ میں مختار کذاب (ثقفی) کے بارے میں دل میں نفرت و ناپسندیدگی رکھتا تھا۔

ایک دن میں اس کے پاس داخل ہوا، اس نے کہا تم داخل ہوئے ہو حالانکہ جبرائیل ابھی ابھی اُٹھ کر جا رہے ہیں اس کرسی سے۔ رفاعہ کہتے ہیں میں نے یہ سنتے ہی تلوار کے دستے کی طرف ہاتھ مارا تا کہ میں اس کو قتل کر دوں۔ مگر مجھے وہ حدیث یاد آ گئی جو عمرو بن حمق خزاعی نے مجھے بیان کی تھی یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ جس وقت کوئی آدمی کسی آدمی کو اس خون پر امان دیتا ہے پھر اس کو قتل کر دیتا ہے تو قیامت کے دن اس کے لئے غداری کا جھنڈا نصب کیا جائے گا۔ لہٰذا یہ یاد کر کے میں نے اس کو قتل کرنے سے ہاتھ روک لیا۔ (البدایہ والنہایہ ۶/۲۳۷)

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد دوری نے، ان کو عبیداللہ بن موسیٰ نے، ان کو زائدہ نے سُدی سے، اس نے رفاعہ قتبانی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے مختار بن عبید کے سر پر تلوار رسید کی ہی تھی اس دن جب اس سے سُنا تھا، وہ کہہ رہا تھا کہ ابھی جبرائیل اسی قالین سے اُٹھ کر گئے ہیں۔ میں نے چاہا کہ اس پر اپنی تلوار سونت کر اس کی گردن مار دوں، لہٰذا میں نے وہ حدیث یاد کی جو مجھ کو بیان کی گئی تھی۔ عمرو بن حمق خزاعی نے کہ نبی کریم ﷺ سے سُنا، وہ فرما رہے تھے جو شخص کسی آدمی کو اس کے نفس پر امان دے پھر اس کو قتل کر دے تو میں قاتل سے بَری ہوں اگرچہ مقتول کافر ہی کیوں نہ ہو۔ لہٰذا میں نے اس کو چھوڑ دیا۔

اسی طرح اس کو روایت کیا ہے سفیان ثوری نے اور اسباط بن نصر نے اور دیگر نے اسماعیل بن عبدالرحمٰن سدی سے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابوبکر حمیدی نے، ان کو سفیان بن عیینہ نے، ان کو مجالد نے شعبی سے، وہ کہتے ہیں اہل بصرہ کو پیچھے کر دیا اور میں ان پر غالب آ گیا اہل کوفہ کے ساتھ اور احنف خاموش تھا، کلام نہیں کر رہا تھا۔ اس نے جب دیکھا کہ میں ان پر غالب آ گیا ہوں اس نے اپنا غلام بھیجا، وہ ایک خط لے کر آیا، اس نے مجھ سے کہا آپ ٹھہریں میں اس کو پڑھ لوں اور میں نے اس کو پڑھ لیا۔ اس میں مختار کی طرف سے اس کی طرف لکھا ہوا تھا کہ میں نبی ہوں۔ کہتے ہیں کہ احنف نے کہا ہمارے اندر انس جیسا کہاں سے آ گیا ہے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۶/۲۴۷)

ہم نے روایت کی ہے یحیٰی بن سعید سے، اس نے مجالد سے، اس نے شعبی سے، وہ قصہ جو کتاب میں تھا اس کے موضوع نے کہ جس میں وہ قرآن کے ساتھ معارضہ ومناظرہ کر رہا تھا۔ وباللہ العصمۃ

مختار ثقفی کا دعوائے نبوت کرنا

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو محمد بن جعفر عدل نے، ان کو یحیٰی بن محمد نے، ان کو عبیداللہ بن معاذ نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو شعبہ نے عمرو بن مرہ سے، اس نے سُنا مرّہ یعنی ہمدانی سے، وہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود ﷺ نے کہا کہ قرآن میں سے کوئی نہیں حرف ہو، یا کہا تھا کہ کوئی آیت۔ عمرو نے شک کیا ہے، مگر اس کے ساتھ کسی نہ کسی قوم نے عمل کیا ہے، یہ کہا تھا یا بھا تھا، یا عنقریب اس پر عمل کریں گے۔ مرّہ کہتے ہیں کہ اس نے یہ آیت پڑھی :

ومن اظلم ممن افترىٰ على الله كذبا او قال اوحي الي ولم يوح اليه شيء ومن قال سانزل مثل ما انزل الله

(مفہوم) اس سے بڑا ظالم کون ہو سکتا ہے جو اللہ پر جھوٹ کا افتراء باندھے۔ یا یوں کہا تھا میری طرف وحی کی گئی ہے۔ حالانکہ اس کی طرف کوئی شئی وحی نہ کی گئی ہو اور جو شخص کہے کہ عنقریب میں بھی اس جیسی وحی اُتاروں گا مثل اس کی جو اللہ نے اُتاری ہے۔

میں نے پوچھا کہ اس پر کس نے عمل کیا ہے؟ (یعنی تا حال کسی نے نہیں کیا)۔ حتیٰ کہ تھا مختار بن عبید جس نے یہ بکواس بھی کر ڈالی۔ عکرمہ مولیٰ ابن عباس سے روایت ہے اس میں جو وہ پوچھے گئے تھے وحی سے اور موضوع سے متعلق سائلین کا مقصد وہ تھا جو مختار نے دعویٰ کیا تھا کہ اس کی طرف وحی آتی ہے، نیز یہ کہ اس کے پاس ایک کتاب جس کا نام ہے الموضوع۔ اس کا قصہ طویل ہے، یہ مقام اس کا متحمل نہیں ہے۔

(۹) ہمیں خبر دی علی روذباری نے، ان کو ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداود نے، ان کو عبداللہ بن جراح نے جریر سے، اس نے مغیرہ سے، اس نے ابراہیم سے، وہ کہتے ہیں کہ عبید سلمانی نے کہا تھا نبی کریم سے روایت کرتے ہوئے کذابوں کے آنے کے بارے میں۔ ابراہیم نے کہا میں نے ان سے کہا کیا آپ اس کو ان میں سے سمجھتے ہیں یعنی مختار کو؟ عبیدہ نے کہا وہ تو سرداروں میں سے ہے یعنی ان کا سرغنہ ہے۔

باب ۱۹۴

حضور ﷺ کا مُبیر (مہلک) کی خبر دینا جو قبیلہ ثقیف میں سے آئے گا

اور اللہ تعالیٰ کا حضور ﷺ کے فرمان کو سچا بنانا حجاج بن یوسف ثقفی کے بارے میں

اللہ تعالیٰ ہمیں اور جمیع مسلمانوں کی مغفرت فرمائے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ بن یعقوب اور ابوعمرو بن ابوجعفر نے، ان دونوں کو اسود بن شیبان نے ابونوفل سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر کو دیکھا مدینہ کی عقبہ پر (یہ مکہ میں عقبہ ہے)۔ کہتے ہیں کہ قریش اس پر گزرتے اور دیگر لوگ بھی

حتی کہ اس پر گزرے عبداللہ بن عمر ؓ تو گزرتے ہوئے ٹھہر گئے اور بولے السلام علیك ابا خبیب، السلام علیك ابا خبیب ، تمہارے اوپر سلامتی ہو، ابوخبیب تمہارے اُوپر سلامتی ہو ابوخبیب۔

میں نے تو تمہیں اللہ کی قسم منع کیا تھا اس بات سے، بہرحال میں نے تمہیں منع کیا تھا اس کام سے۔ خبردار میں نے تمہیں منع کیا تھا اس سے۔ خبردار اللہ کی قسم اگرچہ تم میرے علم کے مطابق اللہ کی قسم بہت روزہ رکھنے والے، بہت زیادہ قیام کرنے والے تھے۔ بہت زیادہ صلہ رحمی کرنے والے۔ خبردار اللہ کی قسم البتہ وہ اُمت تو جس کا سب سے بڑا شر تھا البتہ اُمت خیر سے ہے۔

اس کے بعد عبداللہ بن عمر ؓ چلے گئے، لہٰذا حجاج کو عبداللہ کا یہاں ٹھہرنا معلوم ہوگیا اور اس کا قول کرنا بھی۔ اس نے ان کے پاس نمائندہ بھیجا۔ وہ پہنچے تو ان کو ان کے اُونٹ سے اُتار کر یہودیوں کی قبروں میں پھینک دیا گیا۔ اس کے بعد اس نے ان کی والدہ اسماء بنت ابوبکر کے پاس نمائندہ بھیجا، اس نے حجاج کے پاس جانے سے انکار کر دیا۔ اس نے دوبارہ نمائندہ بھیجا کہ تم آ جاؤ ورنہ ایسے شخص کو بھیجوں گا جو تجھے تیرے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹ کر لے آئے گا۔

کہتے ہیں بی بی اسماء بنت ابوبکر نے جانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ اللہ کی قسم میں تیرے پاس نہیں آؤں گی یہاں تک کہ تم میرے پاس ایسے کو بھیجو جو میرے بالوں سے گھسیٹ کر مجھے لے جائے۔

کہتے ہیں کہ حجاج نے کہا میری جوتی مجھے دکھاؤ، اس نے جوتی پیروں میں لی اور اتراتا ہوا خود چلا گیا اسماء بنت ابوبکر کے پاس پہنچا، بولا تم میرے بارے میں کیا سمجھتی ہو، جو کچھ میں نے کیا ہے اللہ کے دشمن کے ساتھ؟ بی بی اسماء نے کہا میں تجھے دیکھتی ہوں یہ تم نے اس کی دنیا برباد کر دی ہے اور اس نے تیری عاقبت برباد کر دی ہے۔ مجھے خبر پہنچی ہے کہ اس کو کہا کرتے تھے اے ذات النطاقین کے بیٹے۔ سنو اللہ کی قسم میں واقعی النطاقین ہوں۔ اللہ کی قسم میں واقعی ذات النطاقین ہوں۔ اللہ کی قسم میں ذات النطاقین ہوں۔ ایک ٹکڑے کے ساتھ میں نے رسول اللہ ﷺ اور اپنے والد کا کھانا باندھا تھا اور دوسرا حصہ میں نے خود استعمال کیا تھا جو ایک عورت کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ خبردار ہمیں رسول اللہ ﷺ نے خبر دی تھی کہ بنوثقیف کے اندر ایک کذاب پیدا ہوگا ہم اس کو دیکھ چکے ہیں۔ اور فرمایا کہ ایک مبیر (ہلاکندہ) میں وہ خصوصاً تجھے خیال کرتی ہوں۔

کہتے ہیں کہ حجاج ان کے ہاں سے اُٹھ کر چلے گئے اور واپس ان کے پاس نہ آئے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عقبہ بن مکرم سے۔ (مسلم۔ کتاب فضائل الصحابۃ۔ حدیث ۲۲۹ ص ۴/۱۹۷۱۔۱۹۷۲)

اور اس حدیث کے کئی اور طرق ہیں اسماء بنت ابوبکر سے۔

اور روایت کی گئی ابن عمر سے اس نے نبی کریم ﷺ سے۔ اور امیر المؤمنین عمر بن خطاب ؓ نے پھر امیر المؤمنین حضرت علی ؓ نے اُمت محمدیہ کو حجاج بن یوسف کی حالت کے بارے میں انتباہ کیا تھا اور اس کے پیدا ہونے اور آنے کے بارے میں دونوں نے خبر دی تھی ان دونوں نے یہ انتباہ کیا تھا بلکہ حضور ﷺ سے اطلاع پا کر ہی کیا تھا۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابوالیمان نے، ان کو جریر نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالنضر محمد بن محمد بن یوسف فقیہ نے، ان کو عثمان بن سعید دارمی نے، وہ کہتے ہیں میں نے پڑھی ابوالیمان کے ساتھ یہ کہ جریر بن عثمان نے اس کو حدیث بیان کی ہے عبدالرحمن بن میسرہ بن ازہر سے۔ اس نے ابوعذبہ حمصی سے، وہ کہتے ہیں کہ میں عمر بن خطاب ؓ کے پاس آیا چار میں سے میں چوتھا تھا۔

ہم لوگ شام کے ملک سے حج کرنے آئے تھے۔ ہم ان کے پاس بیٹھے تھے اچانک ان کے پاس ایک آنے والا آیا عراق سے۔ اس نے ان کو خبر دی کہ اہل عراق نے اپنے امام کو آگ میں جھونک دیا۔ وہ سابق امام کی جگہ ان کے پاس آیا تھا اس کو بھی انہوں نے جھونک دیا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ناراض ہوکر نماز کی طرف نکلے، اس خبر نے ان کو نماز میں ملوادیا۔ اس کے بعد وہ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے، انہوں نے پوچھا کہ کون ہے یہاں پر اہل شام میں سے۔ لہٰذا میں کھڑا ہوگیا اور میرے ساتھی بھی اور انہوں نے فرمایا، اے اہل شام تم لوگ تیاری کرو اہل عراق کے لئے شیطان نے ان میں انڈے دیئے ہیں اور وہ بچے نکل چکے ہیں۔

اس کے بعد فرمایا: اے اللہ! ان لوگوں نے مجھ پر تلبیس کی ہے (معاملہ خلط ملط کیا ہے) لہٰذا تو بھی ان میں تلبیس کر۔ اے اللہ! جلدی کر ان کے لئے۔ ثقفی لڑکے جوان میں فیصلے کریں جاہلیت کے فیصلے نہ ان میں سے محسن کی نیکی کو مانے اور نہ ہی ان کے گنہگار سے تجاوز اور درگزر کرے۔ (البدایہ والنہایہ ۶/۲۳۶)

دارمی نے اپنی روایت میں اضافہ کیا ہے کہ ابوالیمان نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جان لیا تھا کہ حجاج لامحالہ ظاہر ہونے والا ہے جب لوگوں نے ان کو ناراض کیا تھا تو انہوں نے ان کے عقوبت خانہ کو جلدی مانگ لیا جو ان کے لئے لازمی تھے۔

حضرت عثمان نے کہا اور میں نے اس کے لئے کہا کہ یہ براہین میں سے ایک ہے حجاج کے معاملہ میں، انہوں نے کہا کہ تم نے سچ کہا ہے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابوصالح عبداللہ بن سالم نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے معاویہ بن صالح نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالنضر نے، ان کو عثمان بن سعید نے، ان کو عبداللہ بن صالح نے یہ کہ معاویہ بن سالم نے اس کو حدیث بیان کی شریح میں عبید سے، اس نے ابوعذبہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی آیا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس اور ان کو خبر دی کہ اہل عراق نے اپنے امیر کو آگ میں جھونک دیا ہے۔

چنانچہ وہ انتہائی شدید غصے میں آئے، ہم لوگوں کو نماز پڑھائی اس میں وہ بھول گئے حتیٰ کہ لوگوں نے سبحان اللہ، سبحان اللہ کہنا شروع کیا۔ جب انہوں نے سلام پھیرا تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کون یہاں پر موجود ہے اہل شام میں سے؟ لہٰذا ایک آدمی کھڑا ہوگیا پھر دوسرا کھڑا ہوگیا پھر میں کھڑا ہوگیا۔ تیسرا او چوتھا میں تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے اہل شام تم لوگ تیار ہو جاؤ، اہل عراق کے لئے تیاری کرو کہ شیطان نے ان میں انڈے دیئے اور بچے نکالے ہیں۔ اے اللہ! بے شک ان لوگوں نے مجھ پر تلبیس کی ہے تو بھی ان پر معاملہ خلط ملط کردے اور ان پر جلدی کر ثقفی لڑکے کے ساتھ جو ان پر فیصلے کرے جاہلیت کے فیصلے جو نہ تو ان کے محسن و نیک کی بات مقبول کرے نہ ان کے بد کو چھوڑے۔ (البدایہ والنہایہ ۶/۲۳۷)

عثمان بن سعید دارمی نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ عبداللہ نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے اس نے ابن لہیعہ نے اس کی مثل۔ وہ کہتے ہیں کہ حجاج اس دن پیدا نہیں ہوا تھا۔

(۳) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن علی صغانی نے مکہ میں۔ ان کو اسحاق بن ابراہیم بن عباد نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو جعفر بن سلیمان نے مالک بن دینار سے، اس نے حسن سے۔ وہ کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا تھا اہل کوفہ سے، اے اللہ! جیسے میں نے ان کو امین سمجھا ہے اور انہوں نے میرے ساتھ خیانت کی ہے، میں نے جیسے ان کے ساتھ خیر خواہی کی ہے اور انہوں نے میرے ساتھ کھوٹ اور بدباطنی کی ہے تو تو ان پر ثقیف کا جوان مسلط فرما انتہائی کمزور، انتہائی مائل ہونے والا جو اس کی ہریالی کو لوٹ کھا جائے اور پوستین کو خود پہن لے اور اس میں خود ہی فیصلے کرے جاہلیت کے فیصلے۔

کہتے ہیں کہ حضرت حسن معزول کئے گئے تو اس دن حجاج پیدا نہیں ہوا تھا۔ (ابن کثیر ۶/ ۲۳۸۔ حدیث منقطع ہے)

(۴) ہمیں خبر دی صالح بن ابوطاہر عنبری نے، ان کو ان کے دادا یحییٰ بن منصور قاضی نے، ان کو محمد بن نصر جارودی نے، ان کو یعقوب بن ابراہیم دورقی نے، ان کو معتمر بن سلیمان نے اپنے والد سے، اس نے ایوب سے، اس نے مالک بن اوس بن حدثان سے، اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے

کہ اس نے کہا ہے نوجوان ہذیل امیر مصر وہاں کی پوستین پہن لے گا وہاں کی ہریالی کو کھا جائے گا، وہاں کے اشراف کو قتل کردے گا، جس سے خوف شدت ہو جائے گا بے خوابی کثیر ہو جائے گی، اللہ اس کو مسلط کرے گا اس کے گروہوں پر۔ (البدایۃ والنہایۃ ۶/ ۲۳۸)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن احمد محبوبی نے، ان کو سعید بن مسعود نے، ان کو یزید بن ہارون نے، ان کو عوام بن حوشب نے، ان کو خبر دی حبیب بن ابو ثابت نے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا ایک آدمی البتہ ہمارا تو انتقال ہو جائے گا حتیٰ کہ تم ایک جوان کو تم پاؤ گے ثقیف میں سے۔ ان سے کہا گیا اے امیر المؤمنین! یہ ثقیف کا جوان کیا ہے؟ فرمایا اس سے کہا جائے گا قیامت کے دن، ہماری طرف سے بھی جہنم کے کونوں میں سے ایک کونے کو سنبھال لیجئے۔ وہ ایک ایسا آدمی ہوگا جو بیس سال کا ہوگا یا بیس سے کچھ اوپر ہوگا مگر وہ اللہ کی کوئی نافرمانی نہیں چھوڑے گا سب کا ارتکاب کرے گا۔ حتیٰ کہ اگر صرف ایک اللہ کی نافرمانی اور گناہ باقی رہ جائے اور اس کے اور گناہ درمیان دروازہ بند ہو تو وہ اس کو توڑ کر اس گناہ کا ارتکاب کرے گا جو اس کی اطاعت کرے اس سے اس کو قتل کرے گا جو نافرمانی کرے گا۔ (حوالہ بالا)

مصنف کہتے ہیں : میں کہتا ہوں کہ حجاج بن یوسف ۷۱ھ میں مکہ میں گیا اور اس نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا۔ اس کے بعد ابن زبیر ۷۳ھ میں قتل کر دیئے گئے۔ اور حجاج خود ۹۵ھ میں وفات پا گیا۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو حسین بن حسن بن ایوب نے، ان کو ابو حاتم رازی نے، ان کو عبداللہ بن یوسف بن تنیسی نے، ان کو ہشام بن یحییٰ بن یحییٰ غسانی نے، وہ کہتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ اگر ہر اُمت اپنا اپنا خبیث ترین انسان لے آئے اور ہم صرف حجاج کو لے آئیں تو ہم ان سب سے جیت جائیں گے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو احمد بن یعقوب ثقفی نے، ان کو محمد بن عبداللہ حضرمی نے، ان کو احمد بن عمران اخنسی نے، ان کو ابوبکر بن عباس نے عاصم بن ابونجود سے، وہ کہتے ہیں کہ اللہ کی کوئی حرمت باقی نہیں رہی مگر اس کو حجاج نے ضائع کیا۔

(۸) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن حسین قطان نے، ان کو احمد بن یوسف سُلمی نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو خبر دی معمر نے، ان کو ابن طاؤس نے، وہ کہتے ہیں ایک آدمی میرے والد کے پاس آیا، اس نے کہا کہ حجاج بن یوسف مر گیا ہے اے ابو عبدالرحمن۔ کہتے ہیں کہ میرے والد نے کہا روکے رکھو اپنے نفسوں کو توقف کرو بند کرلی ہے آدمی نے اپنی زبان اپنے اُوپر اور جان لیا ہے جو کچھ کہتا ہے۔ آنے والے نے کہا اے ابوعبدالرحمن یہ بات سامنے آگئی ہے کہ یہ عورتیں وافد بن سلمہ ہیں جنہوں نے اپنے بال پھیلا لئے ہیں اور اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے ہیں اور اس پر نوحے کر رہی ہیں۔ اس نے پوچھا کیا واقعی انہوں نے ایسا ہی کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ جی ہاں ایسا ہی کیا ہے۔ انہوں نے جواب میں یہ آیت پڑھی :

فقطع دابر القوم الذين ظلموا و الحمد لله ربّ العالمين ۔ (سورۃ انعام : آیت ۴۵)

ان لوگوں کی جڑ کاٹ دی گئی جنہوں نے ظلم کیا تھا۔ اللہ رب العالمین کا شکر ہے۔

فائدہ : اہل تحقیق علماء اسماء الرجال نے لکھا ہے کہ یزید بن معاویہ، مختار ثقفی اور حجاج بن یوسف وغیرہ لوگوں کے بارے میں مذمت کی جو روایات ہیں وہ منکر اور من گھڑت ہیں۔

☆☆☆

باب ۱۹۵

۱۔ حضور ﷺ کا خبر دینا اس شر کے بارے میں جو خیر کے بعد ہوگا۔
۲۔ پھر خبر دینا اس خیر کی جو مذکورہ شر کے بعد آئے گی۔
۳۔ پھر شر کی خبر دینا جو مذکورہ خیر کے بعد آئے گی۔
۴۔ اور عمر بن عبدالعزیز کے بارے میں خبر دینے کا استدلال۔
۵۔ حضور ﷺ کا اشارہ کرنا عمر بن عبدالعزیز کے عدل وانصاف کی طرف اپنی حکومت میں۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن سہل نے، ان کو داود بن رُشید نے، ان کو ولید بن مسلم نے، ان کو عبدالرحمن بن یزید بن جابر نے بشر بن عبیداللہ حضرمی سے، اس نے ابوادریس خولانی سے کہ اس نے سُنا حذیفہ بن یمان سے، وہ کہتے ہیں کہ لوگ پوچھتے تھے رسول اللہ ﷺ سے خیر کے بارے میں اور میں ان سے پوچھتا رہتا تھا شر کے بارے میں۔ اس خوف کے مارے کہ کہیں مجھے کوئی شر نہ پہنچ جائے۔

ایک دن میں نے کہا یا رسول اللہ! ہم لوگ جاہلیت میں تھے اور شر میں تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے پاس یہ اسلام (ایمان والی) چیز لے آیا۔ کیا اس خیر کے بعد کوئی شر بھی ہوگا؟ حضور ﷺ نے فرمایا جی ہاں! ہوگا۔ تو میں نے پوچھا اس میں کوئی خیر بھی ہوگی؟ حضور ﷺ نے فرمایا جی ہاں، مگر اس میں دخن ہوگا۔ میں نے پوچھا کہ اس کا دخن کیا ہوگا؟ فرمایا کہ ایسے لوگ ہوں گے جو میری سنت اور طریقوں کو چھوڑ کر دوسرے طریقے اپنائیں گے اور میری سیرت کو چھوڑ کر اور لوگوں کی سیرتوں پر عمل کریں گے۔ ان میں سے بعض کو تم پہچانو گے اور بعض کو تم نہیں پہچانو گے۔

میں نے پوچھا یا رسول اللہ! دخن ملی خیر کے بعد، کیا کوئی اور شر بھی ہوگا؟ فرمایا کہ جی ہاں! جہنم کے دروازوں پر داعی ہوں گے جو شخص ان کی بات مان کر ان کی طرف جائے گا وہ اس کو جہنم میں پھینک دیں گے۔ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی میرے لئے آپ ان (داعیان ابواب جہنم کی) صفت اور پہچان بیان فرمائیے۔ فرمایا جی ہاں! وہ ایک ایسی قوم ہوں گے جو ہمارے عقل مندوں میں سے ہوں گے اور ہماری زبانوں سے کلام کریں گے۔

کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں اگر وہ وقت مجھے پالے؟ فرمایا کہ تم مسلمانوں کی جماعت لازم پکڑے رہنا اور ان کے امام وحکمران کو۔ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اگر مسلمانوں کی جماعت ہی نہ ہو اور نہ امام ہو؟ فرمایا کہ تم لازماً ان تمام فرقوں سے الگ ہو جانا۔ اگرچہ تو درخت کی جڑ کو منہ میں لے کر پڑا رہے حتیٰ کہ تجھے موت پالے اور تو اسی حالت پر ہو۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے اور مسلم نے صحیح میں حدیث ولید بن مسلم سے۔ (بخاری۔ کتاب المناقب۔ مسلم۔ کتاب الامارۃ ص ۱۴۷۵)

(اسلام ایمان والی) خیر کے بعد شر ہوگا سے مراد ہے اسلام کے بعد مرتد ہونا

(۲)　　ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن ولید بن ضرب بن مزید نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی میرے والد نے، وہ کہتے ہیں امام اوزاعی سے حدیث حذیفہ والی حدیث کی تفسیر و تشریح پوچھی گئی کہ جب حذیفہ نے رسول اللہ ﷺ سے اس شر کے بارے میں پوچھا تھا جو اس چیز کے بعد ہوگا۔ امام اوزاعی نے فرمایا اس سے مراد ردت ہے یعنی مرتد ہونا جو رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ہوا تھا۔

امام اوزاعی نے فرمایا :　اور حضرت حذیفہ کے اس سوال میں، کیا اس شر کے بعد کوئی خیر ہوگی حضور ﷺ نے فرمایا ہوگی اس میں دخن ہوگی۔ اوزاعی نے کہا کہ اس خیر سے مراد جماعت ہے اور ان کے حکمرانوں میں وہ ہوں گے تم جس کی سیرت کو پہچانو گے۔ اور وہ بھی جن کی سیرت کا تم انکار کرو گے۔ اوزاعی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ قتال کرنے سے منع کیا جب تک وہ نماز پڑھیں۔ (البدایۃ والنہایۃ ۶ ۲۳۸)

(۳)　　ہمیں خبر دی ابو بکر محمد بن حسن بن فورکؒ نے، ان کو عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابو داؤد طیالسی نے، ان کو داود واسطی نے، کہتے ہیں کہ وہ ثقہ آدمی تھے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا تھا حبیب بن سالم سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا تھا نعمان بن بشیر بن سعد سے اس حدیث میں جس کو اس نے ذکر کیا ہے، کہتے ہیں کہ ابو ثعلبہ آئے انہوں نے کہا اے بشیر بن سعد کیا آپ امراء کے بارے میں کوئی حدیث رسول یاد رکھتے ہیں؟ حضرت حذیفہ بشیر کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے تو حذیفہ نے کہا میں حضور ﷺ کا خطبہ یاد کئے ہوئے ہوں۔ لہٰذا ابو ثعلبہ بیٹھ گئے اور حذیفہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا بے شک تم لوگ عہد نبوت میں جب تک اللہ چاہے گا کہ وہ نبوۃ رہے گی پھر وہ اس کو اٹھالے گا جب چاہے گا۔

اس کے بعد خلافت ہوگی مگر نبوت کے طریق پر ہوگی، وہ رہے گی جب تک اللہ چاہے گا کہ وہ رہے۔ پھر اللہ اس کو بھی اٹھالے گا جب چاہے گا، اس کے بعد جبر کی یعنی زبردستی کی حکومت ہوگی وہ بھی رہے گی کہ جب تک اللہ چاہے گا کہ وہ رہے، پھر اللہ اس کو اٹھالے گا جب چاہے گا اس کو اٹھانا۔ اس کے بعد پھر دوسری بار بھی خلافت علی منہاج النبوۃ ہوگی۔ (حوالہ بالا)

کہتے ہیں کہ پس آگئے عمر یعنی ابن عبدالعزیز پر اور ان کے ساتھ یزید بن نعمان۔ میں نے ان کی طرف لکھا، میں نے ان سے اس حدیث کو ذکر کیا اور میں نے ان کی طرف لکھا کہ میں امید کرتا ہوں کہ ہوگا امیر المؤمنین جبریت کے بعد۔ کہتے ہیں کہ یزید بن نعمان نے خط لے لیا اور اس کو عمر بن عبدالعزیزؒ کے پاس پہنچادیا۔ وہ اس کو دیکھ کر خوش ہوئے اور اس کو بہت پسند آیا۔ (حوالہ بالا)

(۴)　　ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو حامد احمد بن علی مقری نے، ان کو ابو عیسیٰ ترمذی نے، ان کو احمد بن ابراہیم نے، ان کو عفان بن مسلم نے، ان کو عثمان بن عبدالحمید بن لاحق نے جویریہ بن اسماء سے، اس نے نافع سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ عمر بن خطاب نے کہا بے شک میری اولاد سے ایک آدمی ہوگا اس کے چہرے پر نشان ہوگا۔ وہ زمین انصاف سے بھر دے گا۔ نافع نے کہا کہ ان کے قبیلے سے ہوگا۔ میں نہیں گمان کرتا اس کو مگر عمر بن عبدالعزیزؒ۔ (البدایۃ والنہایۃ ۶/۲۳۹)

(۵)　　ہمیں خبر دی ابو علی حسین بن محمد روذ باری سے، ان کو ابو بکر محمد بن مہرویہ بن عباس بن اسنان رازی نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے پڑھی تھی محمد بن ایوب کے سامنے۔ میں نے کہا تمہیں خبر دی ہے عثمان بن طالوت نے، ان کو سلیمان بن حرب نے، ان کو مبارک بن فضالہ نے عبید اللہ بن عمر سے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کثرت سے فرماتے تھے کاش کہ میری زندگی رہتی اس شخص کے آنے تک جو اولاد عمر بن خطاب ؓ سے ہوگا، اس کے چہرے پر علامت ہوگی وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ پس ابن ایوب کو حکم دیا حدیث روایت کرنے کا۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو احمد بن علی مقری نے، ان کو ابوعیسیٰ ترمذی نے تاریخ میں، ان کو احمد بن ابراہیم دورقی نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو عبدالعزیز بن عبداللہ بن ابوسلمہ نے، ان کو عبداللہ بن دینار نے، وہ کہتے ہیں کہ ابن عمر نے کہا تھا کتنی حیرانی کی بات ہے یعنی خوش کن بات ہے لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ دنیا ہرگز پوری نہیں ہوگی یہاں تک کہ آل عمر ؓ میں سے ایک آدمی حکمران بنے گا وہ عمل کرے گا مثل عمل عمر ؓ کے۔

کہتے ہیں کہ لوگ اس کو سمجھتے تھے بلال بن عبداللہ بن عمر ؓ۔ فرماتے ہیں کہ اس کے چہرے پر ایک نشان تھا۔ کہتے ہیں کہ وہ نہیں ہوا اس طرح کا۔ جبکہ وہ عمر بن عبدالعزیز تھا۔ اس کی ماں بیٹی تھی عاصم بن عمر بن خطاب ؓ کی۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو احمد بن علی بن حسین مقری نے، ان کو محمد بن اصبغ بن فرج مصری نے، ان کو خبر دی ان کے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عبدالرحمٰن بن قاسم نے، ان کو مالک بن سعید بن مسیب نے کہ انہوں نے پالیا۔ اس نے کہا ایک آدمی سے کہ خلفاء کون ہیں؟ اس آدمی نے بتایا کہ ابوبکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہما۔ سعید نے کہا کہ خلفاء ابوبکر اور دو عمر ہیں لوگوں نے کہا ابوبکر ؓ و عمر ؓ کو ہم جانتے ہیں۔ یہ دوسرا عمر کون ہے؟ اس نے کہا قریب ہے کہ اگر تم زندہ رہے تو اس کو بھی پہچان لو گے۔ ان کی مراد تھی عمر بن عبدالعزیز۔

محمد بن اصبغ نے کہا کہ میرے والد نے کہا تھا الرجل سے مراد عبدالرحمٰن بن حرملہ ہیں۔

اور روایت کہ گئی حارث بن مسکین سے، اس نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے، اس نے ملک سے، اس نے عبدالرحمٰن بن حرملہ سے اس نے ابن مسیب سے اور ابن مسیب عمر بن عبدالعزیز سے پہلے فوت ہو گئے تھے کئی سال پہلے۔ وہ اس کو نہیں کہہ رہے تھے مگر توقیف سے اور اطلاع سے۔

(۸) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو زید بن بشر نے، ان کو خبر دی ابن وہب نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی اسامہ بن زید نے عمر بن اسید بن عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب سے، وہ کہتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیزؒ ڈھائی سال تک حکمران بنے تھے تیس ماہ تک۔ اللہ کی قسم ہے عمر بن عبدالعزیز نہیں فوت ہوئے حتیٰ کہ آدمی ہمارے پاس مال لے کر آتا تھا، عظیم مال۔ اور وہ کہتے تھے کہ اس مال کو جہاں چاہو خرچ کر دو فقراء کے اندر۔ وہ اصرار کرتا رہتا تھا حتیٰ کہ اپنا مال واپس لے جاتا تھا وہ سوچتا رہتا کہ کون اس مال کو مستحق لوگوں میں خرچ کرے گا۔ مگر اس کو ایسا بندہ نہ ملتا اور مال واپس لے جاتا۔ تحقیق عمر بن عبدالعزیزؒ نے لوگوں کو غنی کر دیا تھا۔

مصنف فرماتے ہیں : میں کہتا ہوں کہ اس حکایت میں تصدیق ہے اس بات کی جو ہم نے روایت کی ہے حدیث عدی بن حاتم سے، نبی کریم ﷺ سے۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ اگر تیری زندگی طویل ہوگئی تو تم دیکھو گے ایک آدمی سونے یا چاندی سے اپنی ہتھیلی بھر کر باہر نکلے گا اور تلاش کرے گا کہ کوئی اس کو قبول کر لے۔ مگر وہ کسی ایسے شخص کو نہیں پائے گا جو اس کو قبول کرے۔

عمر بن عبدالعزیز کا ایک جن کو دفن کرنا۔

ایک جن کا حضور ﷺ کی پیشن گوئی کی شہادت دینا

(۹) ہمیں خبر دی ابونصر عمر بن عبدالعزیز بن عمر بن قتادہ نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن اسحاق بن ایوب ضبعی نے، ان کو حسن بن علی بن زیاد نے، ان کو اسماعیل بن ابواویس نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابومعن انصاری نے، انہوں نے اس کی سند بیان کی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز مکہ کی طرف پیدل رواں دواں تھے، میدانی و بیابانی زمین تھی، اچانک انہوں نے ایک مرا ہوا سانپ دیکھا۔ انہوں نے کہا اس کو دفن کرنا میرے ذمہ ہے۔ ساتھیوں نے کہا اللہ آپ کو نیکی دے یہ کام ہم کر دیتے ہیں۔ عمر نے فرمایا نہیں اس کے بعد انہوں نے اس کو لیا

اس کے لئے انہوں نے گڑھا کھودا اور اس کو ایک پرانے کپڑے میں لپیٹا اور دفن کر دیا۔ اچانک ایک ہاتف غیبی کی آواز آئی جو خود لوگوں کو نظر نہ آیا، تیرے اُوپر اللہ کی رحمت ہوا ے سُرّق۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا، اے سُرّق تو جنگل کی سرزمین پر فوت ہوگا تجھے میری اُمت کا بہترین انسان دفن کرے گا۔

عمر بن عبدالعزیزؒ نے پلٹ کر پوچھا کہ تو کون ہے (بھائی)؟ اللہ تجھ پر رحم کرے۔ اس نے کہا کہ میں جنوں میں سے ایک مرد ہوں اور یہ مرا ہوا سُرق تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میرے سوا اور سُرّق کے سوا کسی نے بیعت نہیں کی تھی میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سُنی تھی، فرمارہے تھے تو جنگل کی سرزمین پر مرے گا اے سُرّق! اور میری اُمت کا بہترین آدمی تجھے دفن کرے گا۔

(البدایۃ والنہایۃ ۶ ۲۳۹۔۲۴۰)

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا ایک جنیہ کو دفن کرنا اور ایک جن کا حضور ﷺ کی پیشن گوئی کی شہادت دینا

(۱۰) ہمیں خبر دی ابو محمد عبداللہ بن یحییٰ سکری نے بغداد میں، ان کو اسماعیل بن محمد بن صفار نے، ان کو عباس بن عبد ترقفی نے، ان کو محمد بن فضیل نے، وہ ابن غزوان سے، ان کو عباس بن راشد نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ ہمارے ہاں مہمان بن کر اُترے، جب وہ واپس جانے لگے تو میرے آقا نے کہا کہ تم بھی ساتھ جاؤ ان کو راستہ وغیرہ بتانے کے لئے، میں بھی سوار ہو لیا۔

ہم لوگ ایک وادی سے گزرے، ہم نے دیکھا کہ ایک سانپ مرا ہوا راستے پر پھینکا ہوا ہے۔ عمر بن عبدالعزیز اُترے اس کو راستے سے ہٹایا اور اس کو مٹی میں چھپا دیا۔ اس کے بعد ہم لوگ سوار ہو لئے۔ ہم چلے ہی تھے کہ اچانک ایک ہاتف غیبی کی آواز سُنائی دی۔ وہ کہہ رہا تھا اے خرقاء۔

کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے دائیں بائیں مُڑ کر دیکھا مگر ہمیں بھی نظر نہ آیا۔ حضرت عمرؓ نے اس سے کہا میں تجھے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں اے ہاتف! اگر تو ان لوگوں میں سے ہے جو ظاہر ہوتے ہیں تو تو ظاہر ہو جا، اور اگر تو ان میں سے ہے جو ظاہر نہیں ہوتے تو ہمیں خبر دے کہ یہ خرقاء کون ہے؟

اس نے بتایا کہ وہ سانپ ہے جس کو فلاں فلاں جگہ دفن کیا ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سُنا تھا، اس سے ایک دن فرما یا رہے تھے اے خرقاء! تم ویران زمین پر مرو گی تمہیں اس وقت بہترین مؤمن اہل ارض کا دفن کرے گا۔ عمرؓ نے پوچھا تم کون ہو؟ اللہ تم پر رحم کرے، اس نے کہا کہ میں نو (۹) میں سے ہوں یا سات (۷) میں سے کہا ترقفی کا شک ہے۔ جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی اسی جگہ پر یا کہا تھا اسی وادی میں ترقفی کو شک ہے۔

عمر بن عبدالعزیزؒ نے اس سے کہا کیا اللہ گواہ ہے تم نے یہ بات سُنی تھی رسول اللہ ﷺ سے۔ اُس نے کہا اللہ گواہ ہے میں نے یہ بات سُنی تھی رسول اللہ ﷺ سے۔ لہٰذا عمر بن عبدالعزیز کے آنسو جاری ہو گئے اور ہم لوگ وہاں سے روانہ ہو گئے۔

(ابن کثیر ۷/۲۴۰ میں اس روایت کی طرف اشارہ کیا ہے)

میں نے کہا کہ اس حدیث کی اسناد جب پہلی کے ساتھ جڑ جائے تو قوی ہو جاتی ہے جس میں دونوں جمع ہو جائیں۔ واللہ اعلم

☆☆☆

باب ۱۹۶

حضور ﷺ کا خبر دینا وہب بن منبہ کے حال کی اور غیلان قدری کی اگرچہ خبر صحیح ہو مگر میں اس کو صحیح نہیں سمجھتا

(۱) ہمیں خبر دی ابو القاسم بن حبیب مفسر نے، ان کو محمد بن صالح بن ہانی نے، ان کو عبدان مروزی نے، ان کو ہشام بن عمار نے (ح)۔ ہمیں خبر دی ابو سعید مالینی نے، ان کو خبر دی ابو احمد بن عدی حافظ نے، ان کو خبر دی ابو یعلی موصلی نے، ان کو ھثیم بن خارجہ نے۔ ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ولید بن مسلم نے مروان بن سالم قرقسانی سے۔ ان کو حدیث بیان کی احوص بن حکیم نے، ان کو خالد بن معدان نے، ان کو عبادہ بن صامت نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں ایک آدمی ہوگا اس کو وہب کہا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو حکمت ودانائی عطا کرے گا۔ اور دوسرا آدمی ہوگا اس کو غیلان کہا جائے گا وہ میری امت پر ابلیس سے زیادہ نقصان دہ ہوگا۔

اس روایت کے ساتھ مروان بن سالم جزری منفرد ہے اور وہ ضعیف تھا حدیث میں۔

یہ روایت ایک اور طریق سے بھی مروی ہے مگر وہ اس سے زیادہ ضعیف ہے۔

(۲) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو احمد بن عباس نے، ان کو ہشام بن عمار نے، ان کو ولید بن مسلم نے، ان کو ابن لہیعہ نے، ان کو موسیٰ بن وردان نے، اس نے ابو ہریرہ ﷺ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان شام کے ملک میں کائیں کرے گا ان لوگوں میں سے دو تہائی لوگ تقدیر کو جھٹلائیں گے۔

اگر یہ روایت صحیح ہو تو اس میں اشارہ ہے غیلان قدری کی طرف۔ اور اس کی طرف جو شام میں اس کے سبب سے تقدیر کی تکذیب ظاہر ہوئی تھی یہاں تک کہ وہ قتل ہو گیا تھا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۶/۲۴۰)

باب ۱۹۷

حضور ﷺ کا اشارہ کرنا اُس شخص کی طرف جوان کے بعد ہوگا بنو قریظہ میں سے قرآن پڑھائے گا

(۱) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو ابو حکیم انصاری سے، ان کو حرملہ نے، ان کو ابن وہب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابو صخر نے، ان کو عبداللہ بن مغیث بن ابو بردہ ظفری نے اپنے والد سے، اس نے ان کے دادا سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے۔ فرماتے تھے دو کاہنوں میں سے ایک آدمی ایسا بھی آئے گا جو قرآن پڑھائے گا۔ ایسا پڑھانا کہ اس جیسا اس کے بعد کوئی نہیں پڑھائے گا۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے ان کو یعقوب بن ابوسفیان نے، ان کو سعید بن ابومریم نے، ان کو نافع بن یزید نے، ان کو ابوصخر سے، اس نے عبداللہ بن معتب سے۔ یہ کہ معتب بن بردہ، اس نے اس کو ذکر کیا ہے اس کی اسناد کے ساتھ اس کی مثل۔

(۳) اور ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو اسماعیل بن اسحق قاضی نے، ان کو ابوثابت نے، ان کو ابن وہب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبدالجبار بن عمر نے، ان کو ربیعہ بن ابوعبدالرحمٰن نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو کاہنوں میں سے ایک کاہن کے ہاں ایک آدمی پیدا ہوگا جو قرآن کا درس دے گا اس طرح اس کا درس ہوگا کہ ایسا درس اس کے سوا کوئی نہیں دے گا۔ کہتے ہیں کہ لوگ اس کو سمجھتے تھے کہ وہ محمد بن کعب القرظی ہے۔

ابوثابت نے کہا دو کاہنوں سے مراد قریظہ اور نضیر ہیں۔

یہ حدیث مرسل ہے۔ اور ایک طریق سے بھی موصل مروی ہے۔

(۴) ہمیں اس کی خبر دی سکری نے بغداد میں، ان کو خبر دی ابوبکر شافعی نے، ان کو جعفر بن محمد ازہر نے، ان کو فضل بن غسان نے غلابی سے، ان کو حدیث بیان کی مصعب یعنی ابن عبداللہ بن مصعب بن ثابت زبیری نے۔ ان کو حدیث بیان کی ان کے والد نے موسیٰ بن عقبہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر پہنچی ہے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے دو کاہن (قبیلوں) میں ایک بڑا عالم کتاب اللہ پیدا ہوگا۔ سفیان نے کہا ہے کہ وہ محمد بن کعب قرظی تھے۔

(۵) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن محمویہ بن عسکری نے، ان کو جعفر بن محمد قلانسی نے، ان کو سعید بن منصور نے، ان کو یعقوب بن عبدالرحمٰن نے، ان کو ان کے والد نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا عون بن عبداللہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے نہیں دیکھا کسی ایک کو جو تاویل القرآن کا قرظی سے بڑا عالم ہو۔ (البدایہ والنہایہ ۶/۲۴۰)

باب ۱۹۸

حضور ﷺ کا خبر دینا اس قرن کے پورے ہو جانے کی

جس میں حضور ﷺ تھے سو سال کے پورے ہونے پر ویسے ہوا جیسے آپ نے خبر دی تھی

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسین قاضی نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن خالد بن خلی بن علی نے، ان کو بشر بن شعیب نے بن ابوحمزہ سے اس نے اپنے والد سے، اس نے زہری سے، ان کو سالم بن عبداللہ اور ابوبکر بن سلیمان بن ابوخیثمہ نے، ان کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں عشاء کی نماز پڑھائی ایک رات اپنی آخری حیات میں۔ جب سلام پھیر چکے تو کھڑے ہو گئے۔ فرمایا آج رات میں حدیث دکھایا گیا ہوں کہ سو سال کے پورے ہونے پر، اس دنیا میں سے آج جو دھرتی میں موجود ہیں ان میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہے گا۔

عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ لوگ ڈر گئے گھبرا گئے رسول اللہ ﷺ کے مقولہ سے کہ کس چیز کی طرف حدیث بیان کر رہے ہیں، ان احادیث میں سے سو سال کے بارے میں سوائے اس کے نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی ایک بھی باقی نہیں رہے گا جو آج موجود ہیں رُوئے زمین پر۔ اس سے ارادہ کر رہے تھے کہ یہ اختتام ہوگا اس قرن کا۔

بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث ابوالیمان سے، اس نے شعیب سے۔

(مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ ص ۱۹۶۵۔ بخاری۔ کتاب مواقیت الصلوٰۃ)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق صغانی نے، ان کو حجاج بن محمد سے، وہ کہتے ہیں کہ ابن جریج نے کہا مجھے ابوزبیر نے کہ اس نے سُنا جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا نبی کریم ﷺ سے، آپ فرما رہے تھے اپنی موت سے ایک ماہ قبل۔ تم لوگ مجھ سے پوچھتے ہو قیامت کے بارے میں حالانکہ اس کا علم اللہ کے پاس ہے میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں، زمین کی پشت پر جو بھی سانس لینے والا متنفس ہے آج کے دن آئے گا اس کا علم سو سال تک۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ہارون جمال وغیرہ سے، اس نے حجاج بن محمد سے۔

(مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ ص ۱۹۶۷۔ مسند احمد ۲۹۳/۱)

(۳) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، اس نے ابوعبداللہ محمد بن یعقوب حافظ نے، ان کو ابراہیم بن عبداللہ سعدی نے، ان کو یزید بن ہارون نے، ان کو حریری نے، وہ کہتے ہیں کہ میں طواف کیا کرتا تھا ابوالطفیل کے ساتھ، اس نے مجھے کہا نہیں باقی رہے گا کوئی ان لوگوں میں جو رسول اللہ ﷺ کو مل چکے ہیں سوائے میرے، میں نے کہا کہ کیسے یا رسول اللہ (ﷺ) ؟ فرمایا سفید رنگ تھے حسن ملیح کے مالک تھے معتدل تھے۔

اس کو مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں حدیث سعید حریری سے جیسے گزر چکا ہے۔

خلاصہ : حضرت ابوالطفیل اُحد والے سال پیدا ہوئے تھے اور ہجرت سے سو سال بعد فوت ہو گئے تھے۔ اور کہا گیا ہے کہ وفات نبی کریم ﷺ سے سو سال بعد، لہٰذا ان کی موت رأس مأتہ پر ہوگی۔ نبی کریم ﷺ کے خبر دینے کے وقت سے۔ آپ نے جو خبر دی تھی۔ واللہ اعلم

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو ابوعمرو بن سماک نے، ان کو حنبل نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابوعبداللہ احمد بن حنبل نے ثابت بن ولید بن عبداللہ بن جمیع سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے میرے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے کہا تھا ابوالطفیل نے، میں نے رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے آٹھ سال پائے تھے اور وہ اُحد والے دن پیدا ہوئے تھے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوحامد مقری نے، ان کو ابوعیسیٰ ترمذی نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا حسن علی حلوانی سے، وہ کہتے تھے آخری شخص جو فوت ہوا اصحاب رسول میں سے ابوالطفیل فوت ہوئے تھے سو سال بعد وہ ارادہ کرتے تھے سو سال ہجرت کے بعد۔

☆☆☆

باب ۱۹۹

حضور ﷺ کا خبر دینا ایک آدمی کی عمر کے بارے میں

لہٰذا وہ اس قدر زندہ رہا اور جس کی ہلاکت کا ذکر کیا تھا وہ جلدی ہلاک ہو گیا

(۱) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن ابراہیم فارسی نے، ان کو ابواسحاق ابراہیم بن عبداللہ اصفہانی نے، ان کو محمد بن سلیمان بن فارس نے، ان کو محمد بن اسماعیل بخاری نے، وہ کہتے ہیں کہ کہا داؤد بن رشید نے، ان کو ابوحیوۃ شریح بن یزید حضرمی نے. ابراہیم بن محمد بن زیاد نے اپنے والد سے، اس نے عبداللہ بن بشر سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا، یہ لڑکا ایک قرن تک زندہ رہے گا۔ کہتے ہیں کہ وہ سو سال تک زندہ رہا تھا۔

اس کے علاوہ دیگر راویوں نے کہا کہ اس کے چہرے پر مسہ تھا۔ آپ نے فرمایا تھا کہ یہ شخص نہیں مرے گا حتی کہ یہ مسہ اس کے چہرے سے چلا جائے گا۔ وہ نہیں مرا تھا یعنی مسہ اس کے چہرے سے غائب ہو گیا تھا۔

ہمیں اس کی خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے بطور اجازت کے ہمیں خبر دی حسین بن ایوب نے، ان کو ابوحاتم رازی نے، ان کو داؤد بن رشید نے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ اور اپنے اضافہ کے ساتھ۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن احمد بن بطہ اصفہانی نے، ان کو حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، ان کو محمد بن عمر واقدی نے، ان کو شریح بن یزید نے، ان کو ابراہیم بن محمد بن زیاد نے اپنے والد سے، اس نے عبداللہ بن بشر سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنا ہاتھ مبارک میرے سر پر رکھا تھا اور فرمایا تھا کہ یہ لڑکا ایک قرن تک زندہ رہے گا۔ کہتے ہیں کہ واقعی وہ آدمی سو سال تک زندہ رہا تھا۔ (تاریخ ابن کثیر ۲۴۱۰۶)

واقدی نے کہا ہے اللہ تعالیٰ فرمایا ہے :

وَقُرُوْنًا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ۔ (اس کے درمیان قرون کثیرہ میں)

(سورۃ فرقان : آیت ۳۸)

کہا کہ حضرت نوح اور حضرت آدم علیہما السلام کے درمیان دس قرون تھے اور حضرت ابراہیم اور نوح علیہما السلام کے درمیان دس قرون تھے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام دو ہزار سال کے سر پر پیدا ہوئے تھے تخلیق آدم سے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابونصر احمد بن علی قاضی نے، ان کو ابوبکر محمد بن مؤمل نے، ان کو عبدان بن عبدالحلیم بیہقی نے، ان کو ابراہیم بن محمد اسحاق شافعی نے، ان کو خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو ابوجعفر احمد بن علی خزاز نے، ان کو ابراہیم بن محمد بن عباس شافعی نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے قراءت کی داؤد بن عبدالرحمٰن عطار کے سامنے۔ اس نے نقل کی ابن جریج سے، اس نے ابن ابوملیکہ سے، اس نے حبیب بن مسلمہ فہری سے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تاکہ ان کی زیارت کرے۔ آپ مدینہ میں تھے مگر اس کو اس کے باپ نے پالیا اس نے کہا رسول اللہ ﷺ میرے ہاتھ پیر تیرے حوالے مگر حضور ﷺ نے فرمایا نہیں تم اس کے ساتھ چلے جاؤ قریب ہے کہ یہ ہلاک ہو جائے۔ لہٰذا وہ شخص اسی سال ہلاک ہو گیا۔

باب ۲۰۰

حضور ﷺ کا ایک آدمی کے بارے میں خبر دینا

کہ وہ میری اُمت میں ہوگا اس کو ولید کہا جائے گا وہ صاحب ضرر ہوگا پھر ایسے ہی ہوا جیسے خبر دی تھی

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوعبداللہ اسحاق بن محمد بن یوسف سوسی نے، ان دونوں کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو سعید بن عثمان تنوخی نے، ان کو بشر بن بکر نے، ان کو اوزاعی نے، ان کو زہری نے، ان کو سعید بن مسیب نے، انہوں نے کہا کہ اُم سلمہ کے بھائی کے ہاں لڑکا پیدا ہوا تھا یہ ان کا ماں کی طرف سے بھائی تھا۔ لوگوں نے اس کا نام ولید رکھا تو حضور ﷺ نے فرمایا تم لوگ اپنے فرعون والے نام رکھتے ہو بدل دو اس کا نام۔ لہٰذا انہوں نے عبداللہ نام رکھ دیا۔ فرمایا عنقریب اس اُمت میں ایک آدمی ہوگا اس کو ولید کہا جائے گا وہ میری اُمت کے لئے بدتر ہوگا فرعون سے اس کی قوم کے لئے۔ یہ روایت مرسل ہے مگر حسن ہے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سلیمان بن سفیان نے، ان کو محمد بن خالد بن عباس سکسکی نے، ان کو ولید بن مسلم نے، ان کو ابوعمرو اوزاعی نے، ان کو ابن شہاب زہری نے، ان کو سعید بن مسیب نے، وہ کہتے ہیں کہ اُم سلمہ زوجہ رسول کے بھائی کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا تو انہوں نے اس کا نام ولید رکھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم لوگوں نے اپنے فرعون والے نام رکھنے شروع کر دیئے ہیں۔ بے شک شان یہ ہے کہ ایک آدمی ہوگا اس کو ولید کیا جائے گا وہ میری اُمت پر زیادہ نقصان دہ ہوگا فرعون اس کے اپنی قوم کے عہد سے۔

ابوعمرو نے کہا کہ لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ وہ ولید بن عبدالملک ہے۔ پھر ہم لوگوں نے دیکھا کہ وہ ولید بن زید ہے۔ لوگوں کے ساتھ اس کے فتنے کی وجہ سے جب انہوں نے اس پر خروج کیا اور اس کو قتل کر دیا تو فتنے کھل گئے اُمت پر اور قتل بھی۔ (البدایۃ والنہایۃ ۶/۲۴۱۔۲۴۲)

باب ۲۰۱

حضور ﷺ کا خبر دینا صفت بنو عبدالحکم بن ابوالعاص کے بارے میں

جب وہ کثیر ہو جائیں گے۔ پھر وہ ایسے ہوئے جیسے خبر دی تھی

(۱) ہمیں خبر دی ابوالقاسم عبدالخالق بن علی بن عبدالخالق مؤذن نے، ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن احمد خنب بخاری نے، ان کو ابواسماعیل ترمذی نے، ان کو ایوب بن سلیمان بن بلال نے، ان کو ابوبکر بن ابواویس نے، ان کو ابن سلیمان بن بلال نے، ان کو علاء بن عبدالرحمٰن نے اپنے

(۲) ہمیں خبردی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن عمرویہ صفار نے بغداد میں، ان کو احمد بن زہیر بن حرب نے، ان کو موسیٰ بن اسماعیل نے، ان کو قاسم بن فضل حرانی نے (ح)۔ وہ کہتے ہیں مجھے خبردی ابوالحسن عمری نے، ان کو محمد بن اسحاق نے، ان کو زید بن احزم نے ابوطالب طائی سے، ان کو ابوداود نے، ان کو قاسم بن فضل نے، ان کو یوسف بن مازن راسبی نے، وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی کھڑا ہوا حسن بن علی کے سامنے اور کہنے لگا، اے مومنوں کے منہ کو کالا کرنے والے۔ حضرت حسن ﷛ نے فرمایا مجھے سرزنش نہ کریں، اللہ تم پر رحم کرے۔

بے شک رسول اللہ ﷺ نے بنواُمیہ کو دیکھا تھا کہ وہ ان کے منبر پر خطبہ دے رہے تھے۔ یکے بعد دیگرے حضور ﷺ کو یہ بات بُری لگی تھی، لہٰذا یہ آیت نازل ہوئی :

انا اعطيناك الكوثر ۔ (یہ ایک نہر ہے جنت میں)

اور یہ آیت نازل ہوئی :

انا انزلناه في ليلة القدر ـ وما ادراك ما ليلة القدر ليلة القدر خير من الف شهر

وہ ہزار مہینے جو بنواُمیہ حکمران بنے تھے ہم لوگوں نے حساب لگایا تو یہ مدت پوری تھی نہ کم نہ زیادہ۔

(ترمذی۔حدیث ۳۳۵۰ ص ۴۴۴۔۴۴۵۔ابن کثیر ۲۴۳/۶)

(۳) ہمیں خبردی ابوعلی بن شاذان بغدادی نے بغداد میں، ہمیں خبردی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو احمد بن محمد ابومحمد زرقی نے، ان کو زنجی نے علاء بن عبدالرحمٰن نے اپنے والد سے، اس نے ابوہریرہ ﷛ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، میں نے خواب میں دیکھا بنوحکم کو یا کہا تھا بنوالعاص کو جو کہ میرے منبر پر کودرہے ہیں جیسے بندر کودتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد سے وفات تک مکمل طور پر ہنستے ہوئے نہ دیکھے گئے۔

(۴) ہمیں خبردی ابوبکر عبداللہ حافظ نے ماہ صفر ۳۵۱ھ میں، ہمیں حدیث بیان کی علی بن حمشاذ عدل نے، ان کو محمد بن نعیم بن عبداللہ نے، ان کو عبدالرحمٰن سمرقندی شیخ فاضل نے، ان کو مسلم بن ابراہیم نے، ان کو سعید بن زید حماد بن زید کے بھائی نے علی بن حکم بنانی سے، اس نے ابوالحسن سے، اس نے عمرو بن مرّہ سے، اس کو صحبت رسول حاصل تھی۔

کہتے ہیں کہ حکم بن ابوالعاص آیا نبی کریم ﷺ سے اجازت طلب کی حضور ﷺ نے اس کی آواز پہچان لی۔ فرمایا کہ اس کو اجازت دیدو، یا کہا تھا کہ سانپ کا بچہ ہے اس پر اللہ کی لعنت۔ اور اس پر بھی جو اس کی پشت سے نکلے سوائے مؤمنوں کے اور وہ قلیل ہوں گے۔ دنیا میں اُونچے ہوں گے اور آخرت میں بے عزت ہوں گے۔ صاحب مکر وخداع ہوں گے، دنیا میں ان کی تعظیم کی جائے گی مگر آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ دارمی نے کہا ہے عبداللہ بن عبدالرحمٰن ابوالحسن حمصی ہے۔

☆☆☆

باب ۲۰۳

حضور ﷺ کا بنو عباس بن عبدالمطلب کی حکومت کی خبر دینا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے۔ ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حجاج نے، ان کو حماد نے عطاء بن مبارک سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمٰن بن علاء حضرمی سے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے اس نے جس نے سُنا ہے نبی کریم ﷺ سے، وہ کہتے ہیں انہوں نے فرمایا عنقریب اس اُمت کے آخر میں ایک قوم ہوگی ان کے لئے اجر ان کے پہلوں جیسا ہوگا، وہ امر بالمعروف کریں گے اور نہی عن منکر کریں گے۔ بھلائی کو حکم کریں گے، بُرائی سے روکیں گے۔ اور اہل فتنوں سے قتال کریں گے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین نے، ان کو عبداللہ نے، ان کو یعقوب نے، ان کو محمد بن خالد بن عباس نے، ان کو ولید بن مسلم نے، ان کو ابوعبداللہ نے والد ہشام معیطی سے، اس نے ابان بن ولید بن عقبہ بن ابی معیط سے، وہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عباس ؓ حضرت معاویہ ؓ کے پاس آئے اور میں موجود تھا، ان کو اعزاز و اکرام سے نوازا، پھر کہا اے ابوالعباس! کیا تمہارے لئے حکومت ہوگی؟ انہوں نے کہا مجھے معاف کریں اے امیر المؤمنین۔ انہوں نے کہا چاہئے کہ آپ مجھے خبر دیں۔ انہوں نے کہا جی ہاں! انہوں نے کہا کون تمہارا مددگار ہوگا؟ انہوں نے بتایا کہ اہل خراسان اور بنوامیہ کے لئے بنو ہاشم سے کئی وادیاں بھی ہوئی ہیں۔ (ابن کثیر ۶/ ۲۴۵)

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین نے، ان کو خبر دی عبداللہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، اس نے کہا مجھے حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن ایوب نے، ان کو ولید نے، ان کو عبدالملک بن حمید بن ابوغنیۃ نے منہال عمرو سے، اس نے سعید بن جبیر ؓ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا عبداللہ بن عباس ؓ سے اور ہم کہتے ہیں کہ بارہ امیر و حکمران ہوں گے اس کے بعد امیر نہیں ہوگا۔ پھر بارہ امیر آئیں گے۔ اس کے بعد قیامت ہوگی۔ ابن عباس ؓ نے کہا جس چیز نے تم لوگوں کو احمق بنا دیا ہے۔ بے شک ہم میں سے کچھ اہل بیعت ہوں گے اس کے بعد المنصور، السفاح، المہدی ہوں گے۔ وہ اس کو پہنچا دے گا عیسیٰ بن مریم کی طرف۔ (ابن کثیر ۶/ ۲۴۶)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوبکر قاضی نے، ان دونوں نے کہا ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو حسن بن مکرم نے، ان کو ابوالنضر نے، ان کو ابوخیثمہ نے، ان کو میسرہ نے منہال بن عمرو سے، اس نے سعید بن جبیر سے، وہ کہتے ہیں کہ میں ابن عباس ؓ کے پاس تھا۔ ان لوگوں نے المہدی کا مذاکرہ کیا تو انہوں نے فرمایا، ہم سے تین اہل بیعت ہوں گے۔ سفاح، منصور، مہدی۔

ابن کثیر کہتے ہیں یہ روایت ضعیف ہے۔ (مترجم)

(۵) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید نے، ان کو محمد بن فرج ازرق نے، ان کو یحییٰ بن غیلان نے، ان کو ابوعوانہ نے، ان کو اعمش نے ضحاک سے، اس نے ابن عباس ؓ سے، وہ اس کو روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ سے کہ انہوں نے فرمایا تھا ہم میں سے السفاح ہوں گے، المنصور، المہدی ہوں گے۔

ابن کثیر جلد ۶ ص ۲۴۷ کہتے ہیں کہ بیہقی نے اس کو مرفوعاً روایت کیا ہے مگر ضعیف ہے۔ (مترجم)

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید بن ابوعمرہ نے ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے۔ ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو ابومعاویہ نے اعمش سے، ان کو عطیہ عوفی نے، ان کو ابوسعید خدری نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

زمانے کے منقطع ہونے کے وقت میرے اہل بیعت میں سے ایک آدمی آئے گا اور فتنوں کے ظہور کے وقت اس کو سفاح کہا جائے گا اس کا عطا کرنا چلو بھر بھر ہوگا۔

(۷) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو ابوالقاسم طبرانی نے، ان کو ابراہیم بن سوید شامی نے، ان کو عبدالرزاق نے (ح)۔ ان کو خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ بن محمد بن مخلد ابن ابان جوہری نے بغداد میں، ان کو عبداللہ بن احمد بن ابراہیم دورقی نے، ان کو یعقوب بن حمید بن کاسب نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو خبر دی ثوری نے خالد حذاء سے، اس نے ابوقلابہ سے، اس نے ابواسماء سے، اس نے ثوبان سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تمہارے خزانے کے پاس یہ تین افراد قتال کریں گے، ان میں سے ہر ایک خلیفہ کا بیٹا ہوگا۔ خلافت ان میں سے کسی ایک کی طرف رجوع نہیں کرے گی۔ اس کے بعد سیاہ جھنڈے آئیں گے خراسان سے وہ تم سے قتال کریں گے ایسا قتال کہ تم نے اس کی مثل قتال نہیں دیکھا ہوگا۔ اس کے بعد کسی شئ کا ذکر کیا، پھر فرمایا جب یہ کیفیت ہو تو تم لوگ اس کے پاس آنا اگرچہ گھٹنوں کے بل برف پر کیوں نہ چلنا پڑے، بے شک وہ اللہ کا خلیفہ ہوگا۔

اور ایک روایت میں مروی ہے ابن عبدان سے کہ اس کے بعد سیاہ جھنڈے آئیں گے وہ تمہیں قتل کریں گے، ایسا قتل کرنا کہ کسی قوم نے ایسا قتل نہیں کیا ہوگا۔ اس کے بعد آئے گا اللہ کا خلیفہ مہدی جب تم اس کا سنو تو تم اُس کے پاس آنا اور اس سے بیعت ہونا، بے شک وہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہوگا۔ (ابن ماجہ ۲/۱۳۶۷)

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوحامد احمد بن محمد حسین خسروگردی نے، ان کو موسیٰ بن عبدالمؤمن نے، ان کو ابوجعفر محمد بن مسعود نے، ان کو خبر دی عبدالرزاق نے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے مذکورہ کی اسناد اور اس کے مفہوم کے ساتھ۔ اس نے کہا ہے کہ تم جب دیکھو تو ان سے بیعت کرو اگرچہ گھٹنوں کے بل برف پر ہی کیوں نہ ہو۔ بے شک وہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہوگا۔

اس روایت کے ساتھ عبدالرزاق کا تفرد ہے ثوری سے، اور مروی کی گئی ہے دوسرے طریق سے ابوقلابہ سے، وہ قوی نہیں ہے۔

(۹) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو محمد بن غالب نے، ان کو کثیر بن یحییٰ نے، ان کو شریک نے علی بن زید سے، اس نے ابوقلابہ سے اس نے ابواسماء سے، اس نے ثوبان سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب خراسان کے پیچھے سے سیاہ جھنڈے آئیں گے تو ان کے پاس آنا اگرچہ گھٹنوں کے بل ہی سہی۔ بے شک اس میں اللہ کا خلیفہ مہدی ہوگا۔ (حوالہ بالا)

اسکو روایت کیا ہے عبدالوہاب بن عطاء خالد حذاء سے، اس نے ابوقلابہ سے، اس نے ابواسماء سے، اس نے ثوبان سے بطور موقوف روایت کے، وہ کہتے ہیں جب تم سیاہ جھنڈے دیکھو کہ وہ نکل چکے ہیں خراسان کی جانب سے تو ان کے پاس آنا، بے شک اس میں اللہ کا خلیفہ مہدی ہوگا۔

(۱۰) ہمیں اس کی خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے بطور اجازت کے، ان کو خبر دی حسن بن یعقوب ابن یوسف عدل نے، ان کو یحییٰ بن ابوطالب نے، ان کو عبدالوہاب بن عطاء نے، اس نے اس مذکورہ کو ذکر کیا ہے۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوصادق محمد بن ابوالفوارس عطار نے، ان دونوں نے کہا کہ ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق نے، ان کو عبداللہ بن یوسف نے، ان کو رشدین بن سعد نے، ان کو یونس بن یزید نے، ان کو ابن شہاب نے قبیصہ بن ذویب سے، اس نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے کہ انہوں نے فرمایا، سیاہ جھنڈے نکلیں گے خراسان سے، ان کو کوئی شئ واپس نہیں کر سکے گی حتی کہ وہ ایلیاء (بیت الہدیٰ) میں نصب کئے جائیں گے۔ (ترمذی /۵۳۱)

اس روایت میں رشیدین بن سعد بن یونس بن یزید سے تفرد ہے۔

اور روایت کیا گیا ہے اس لفظ کے قریب کعب الاحبار پر شاید کہ وہ زیادہ درست ہے۔ واللہ اعلم

(۱۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو محدث نے ابوالمغیرہ عبدالقدوس نے ابن عیاش سے، جس نے اس کو حدیث بیان کی کعب سے، انہوں نے کہا کہ سیاہ جھنڈے ظاہر ہوں گے بنو عباس کے لئے حتیٰ کہ شام میں اُتریں گے اور اللہ قتل کرے گا ان کے ہاتھوں پر سرکش کو اور ان کے دشمن کو۔ (البدایہ والنہایہ ۶/ ۲۴۷)

روایت کیا گیا ہے اس بارے میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، ان قول کو اسناد ضعیف کے ساتھ۔ (حوالہ بالا)

(۱۳) ہمیں خبر دی ابوسعید خلیل بن احمد قاضی بُستی نے، ان کو خبر دی ابوالعباس احمد بن مظفر بکری نے، ان کو ابن ابوخیثمہ نے، ان کو یحییٰ بن معین نے، ان کو سفیان بن عیینہ نے، اس کو عمرو بن دینار نے، اس نے ابومعبد سے، وہ کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا جیسے اللہ نے فتح کی تھی ہمارے پہلوں نے، میں امید کرتا ہوں کہ وہ اس کو ختم کرے گا ہمارے ساتھ۔ (ابن کثیر ۲/ ۲۴۶)

(۱۴) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد روذباری نے، ان کو ابواحمد قاسم بن ابوصالح ہمدانی نے، ان کو ابراہیم بن حسین بن دیزیک نے، ان کو اسماعیل بن ابواویس نے محمد بن اسماعیل بن دینار ابوفدیک سے، اس نے محمد بن عبدالرحمٰن عامری سے، اس نے سہیل بن ابوصالح سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا عباس بن عبدالمطلب سے تمہارے اندر نبوۃ تھی اور اب بادشاہت وحکومت ہوگی۔

(ابن کثیر فی البدایہ والنہایہ ۶/ ۲۴۵)

اس کے ساتھ متفرد ہے محمد بن عبدالرحمٰن عامری سہیل سے اور وہ قوی نہیں ہے۔

(۱۵) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر بن اسحاق نے اور ابوبکر محمد بن احمد بن بالویہ نے، آخرین میں انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابوعبداللہ بن احمد بن حنبل نے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی یحییٰ بن معین نے، ان کو عبید بن ابوحمزہ نے، ان کو لیث بن سعد نے، ابوقبیل سے، اس نے میسرہ مولیٰ عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ میں سُنا عباس رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس تھا ایک رات، آپ نے فرمایا دیکھنا کیا تمہیں آسمان پر کوئی چیز نظر آرہی ہے؟ میں نے بتایا کہ جی ہاں۔ آپ نے پوچھا کیا دیکھا؟ میں نے بتایا ثریا (کہکشاں) دیکھی ہے۔ فرمایا کہ بے شک یہ اُمت حکومت کرے گی اسی تعداد کے مطابق تیری پشت سے۔

(۱۶) ہمیں خبر دی ابوسعید مالینی نے، ان کو ابواحمد بن عدی نے، وہ کہتے ہیں میں نے سُنا ابوحماد سے، وہ کہتے ہیں کہ بخاری نے کہا عبید بن ابوقرہ نے سُنا لیث بن سعد بغدادی سے، اس کی حدیث میں قصہ عباس میں کوئی متابع روایت نہیں لائی گئی۔ (ابن کثیر ۶/ ۲۴۵)

(۱۷) ہمیں خبر دی ابوسعید مالینی نے، ان کو ابواحمد بن عدی حافظ نے، ان کو محمد بن عبدہ بن حرب نے، ان کو سوید بن سعید نے، ان کو حجاج بن تمیم نے میمون بن مہران سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم کے پاس گزرا، یکا یک ان کے پاس جبرائیل علیہ السلام موجود تھے جبکہ میں نے اس کو دحیہ کلبی گمان کیا۔ جبرائیل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ سے کہا، بے شک یہ میلے کپڑوں میں ہے اور عنقریب اس کی اولاد اس کے بعد کالے کپڑے ہی پہنے گی۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ میں گزرا تھا اور آپ کے ساتھ دحیہ تھا۔ کہتے ہیں کہ اس نے اس کو ذکر کیا۔ اور ذکر کیا قصہ ان کی بینائی چلے جانے کا اور اس کا واپس آجانے کا ان کی موت کے وقت۔

اس روایت کے ساتھ حجاج بن تمیم کا تفرد ہے اور وہ قوی نہیں ہے۔ (ابن کثیر ۶/ ۲۴۵)

☆☆☆

باب ۲۰۴

حضور ﷺ کا خبر دینا بارہ امیروں کے بارے میں

اور اس کا بیان استدلال بالا خبار سے۔ اس کے بعد حضور ﷺ کا خبر دینا بعض والیوں کے ظلم کے بارے میں۔ اور منکرات کا ظہور وہی ہوا جو آپ نے خبر دی تھی

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابو احمد حافظ نے، ان کو خبر دی ابو عروبہ نے، ان کو محمد بن مثنیٰ نے، ان کو محمد بن جعفر نے، ان کو شعبہ نے، ان کو عبدالملک بن عمیر نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا جابر بن سمرہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا رسول اللہ ﷺ سے، وہ فرماتے ہیں بارہ امیر (حکمران) ہوں گے۔ آپ ﷺ نے کوئی ایک کلمہ کہا تھا جس کو میں نے سُنا نہیں۔ میرے والد نے کہا کہ انہوں نے فرمایا تھا کُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ وہ سارے قریش میں سے ہوں گے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن مثنیٰ سے اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث ابن عیینہ سے، اس نے عبدالملک سے اور وہ وہی ہے جو کچھ روایت کیا گیا ہے اس باب میں۔ (بخاری۔ کتاب الاحکام۔ مسلم۔ کتاب الامارۃ ص ۱۴۵۲)

یہ بارہ کی تعداد کا اثبات اس سے زیادہ ہونے کی نفی نہیں۔ اور تحقیق کہا گیا ہے کہ بارہ سے مراد وہ بارہ امیر اور خلفاء مراد ہیں کہ ان میں سے ہر ایک پر اُمت مجتمع و متفق ہوگی۔ اس کے بعد قتل عام ہوگا۔

اسلام کے بارہ متفق علیہ خلفاء

(۲) یہ تشریح بایں وجہ ہے کہ ہمیں خبر دی ہے ابوعلی روذ باری نے، ان کو ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداود نے، ان کو عمرو بن عثمان نے، ان کو مروان بن معاویہ نے اسماعیل بن خالد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے جابر بن سمرہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا فرماتے تھے :

لا يزال هذا الدين قائمًا حتى يكون عليكم اثنا عشر خليفة كلهم تجتمع عليهم الامة

یہ دین ہمیشہ قائم و نافذ رہے گا حتیٰ کہ ہمارے اُوپر بارہ خلفاء آئیں گے، ان میں سے ہر ایک پر اُمت متفق ہوگی۔

میں نے نبی کریم ﷺ کا کچھ کلام سُنا مگر میں اس کو سمجھ نہ سکا، میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ کیا فرما رہے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ فرمایا تھا کہ وہ سب کے سب قریش سے ہوں گے۔ ہمیں خبر دی ابوعلی نے، ان کو خبر دی ابوبکر نے، ان کو ابوداود نے، ان کو ابن نفیل نے۔

بارہ خلفاء قریش کے عہد میں اُمت کا معاملہ مستقیم ہوگا اور وہ دشمن پر غالب ہوں گے

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوبکر قاضی نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابو زنباع نے روح بن فرج سے، ان کو عمرو بن خالد سے، ان کو زہیر بن معاویہ نے، ان کو زیاد بن خشیمہ نے، ان کو اسود بن سعید ہمدانی نے، ان کو جابر بن سمرہ نے۔

وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

لاتزال هذه الامة مستقيم امرها ظاهرة على غيرها حتىٰ يمضى منهم اثنا عشر خليفة كلهم من قريش

ہمیشہ اس اُمت کا معاملہ سیدھا اور درست رہے گا۔ اپنے دشمن پر غالب رہے گی حتی کہ ان پر بارہ خلفاء آئیں گے۔ وہ سب قریش میں سے ہوں گے۔

(مسند احمد ۵/۹۲)

جب وہ منزل پر واپس آئے تو ان کے پاس قریش آئے اور پوچھا کہ اس کے بعد کیا ہوگا؟ کہا کہ اس کے بعد ہرج ہوگا یعنی قتل۔

حدیث مذکورہ پر تبصرہ : تو پہلی روایت میں بیان تعداد ہے۔ اور دوسری میں تعداد سے مراد ہے۔ تیسری روایت میں بیان وقوع ہرج ہے، وہ قتل ہے۔ ان کے بعد

مذکورہ تعداد اسی صفت کے ساتھ ولید بن یزید بن عبدالملک تک پائی گئی

خلفاء اسلام کی مذکورہ تعداد انہی مذکورہ صفات کے ساتھ پوری ہوگئی تھی۔ ولید بن یزید بن عبدالملک تک۔ اس کے بعد ہرج واقعہ ہوا اور فتنہ۔ جیسے اس مذکورہ روایت میں ہمیں خبر دی گئی ہے۔ اس کے بعد عباس ملوک اور حکومت ظاہر ہوئی، جیسے سابق باب میں اس کی طرف اشارہ کیا تھا سوائے اس کے نہیں کہ اضافہ کرتے ہیں مذکورہ تعداد پر حدیث میں۔

اور جب آپ اس امر خلافت کے حاملین میں صفت مذکورہ ترک کردی یا ان کے ساتھ اس (خلیفہ) کو بھی شمار کریں جو مذکوہ ہرج کے بعد ہوگا تو اس کے بارے میں یہ حدیث صادق آتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا :

لا يزال هذا الامر فى قريش مابقى فى الناس اثنان

یہ امر خلافت ہمیشہ رہے گا جب تک لوگوں میں سے دو افراد بھی باقی رہیں گے۔

(۴) ہمیں اس کی خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی النضر فقیہ نے، ان کو عثمان دارمی نے، ان کو ابوالولید نے، ان کو عاصم بن محمد نے، وہ کہتے ہیں میں نے سُنا اپنے والد سے وہ حدیث بیان کرتے ہیں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے اس بارے میں۔ اور معاویہ کی ایک روایت میں ہے وہ کہتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: امر خلافت وحکومت قریش میں ہوگا۔ نہیں دشمنی رکھے گا کوئی ایک ان سے مگر اللہ اس کو اوندھا کردے گا اس کے منہ پر جب تک کہ وہ دین کو قائم کریں گے۔

(۵) ہمیں خبر دی اس کی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان جو خبر دی ابوسہیل بن زیاد قطان نے، ان کو عبدالکریم بن ہیثم نے، ان کو ابوالیمان نے، ان کو خبر دی شعیب بن ابوحمزہ نے زہری سے، اس نے محمد بن جبیر بن مطعم سے، اس نے معاویہ سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے اس بارے میں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوالیمان سے۔ (بخاری۔ کتاب الاحکام۔ حدیث ۱۳۹۔ فتح الباری ۱۳/۱۱۳۔۱۱۴)

اقامت دین سے مراد، اقامت معالم دین ہے۔ واللہ اعلم

اگرچہ ان میں سے بعض اس کے بعد ہر اس چیز کو ایک دوسرے سے حاصل کریں گے جو حلال نہیں ہے۔

بعض ایسے خلفاء ہوں گے

(۶) تحقیق ہمیں خبر دی ابوعبداللہ بن اسحاق بن یوسف سوسی نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عوف نے، ان کو ابوالمغیرہ نے، ان کو اوزاعی نے زہری سے، اس نے ابوسلمہ سے، اس نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

عنقریب میرے بعد ایسے خلفاء آئیں گے جو ایسے عمل کریں گے جو کچھ وہ جانتے ہوں گے اور کام وہی کریں گے جس کا ان کو حکم دیا گیا ہوگا۔ اس کے بعد ایسے خلفاء بھی آئیں گے جو ایسے عمل کریں گے جو وہ نہیں جانتے ہوں گے اور وہ کام کریں گے جس کا ان کو امر نہیں ہوگا۔ جو شخص ان کے خلاف انکار کرے گا، اس کو بُرا کہے گا وہ بری ہوگا اور جو شخص اپنا ہاتھ روک لے گا وہ بچ جائے گا۔ مگر جو شخص راضی ہو گیا اور پیچھے چلا وہ ہلاک ہو جائے گا۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن علی بن عبدالحمید صغانی نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم دبری نے، ان کو عبدالرزاق نے (ح)۔ ان کو خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو احمد بن جعفر قطیعی نے، ان کو عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، ان کو حدیث بیان کی ان کے والد نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو خبر دی معمر نے، ان کو ابن خثیم نے عبدالرحمن سابط سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کعب بن عجرہ سے، تجھے اللہ پناہ میں رکھے اے کعب بن عجرہ بے وقوفوں کی امارت وحکومت سے۔ اس نے کہا سفہاء اور بے وقوفوں کی امارت کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، وہ حکمران ہوں گے میرے بعد جو میری سیرت سے ہدایت و رہنمائی نہیں لیں حاصل نہیں کریں گے۔ (سنن ترمذی ۴/ ۶۲۵)

جامع حدیث مبارک

اور دبری کی روایت میں ہے کہ جو میری ہدایت سے رہنمائی نہیں لیں گے اور میری سنت اور میرے طریقے کو اپنا طریقہ نہیں بنائیں گے، جو شخص ان کو سچا کہے گا ان کے جھوٹ کے باوجود اور جو شخص ان کی مدد کرے گا ان کے ظلم کے باوجود وہ مجھ سے نہیں ہوگا اور نہ ہی میں ان سے ہوں۔ اور وہ لوگ میرے پاس نہیں آئیں گے میرے حوض پر اور جو شخص ان کے کذب کی تصدیق نہیں کرے گا اور ان کے ظلم پر ان کی مدد نہیں کرے گا وہ مجھ سے ہوں گے اور میں ان میں سے ہوں گا۔ وہ میرے پاس بھی آئے گا میرے حوض پر۔

اے کعب بن عجرہ! بے شک جنت میں داخل نہیں ہوگا وہ گوشت جو حرام سے پرورش پایا ہو، آگ ہی اس کے لئے بہتر ہے۔

اے کعب بن عجرہ! روزہ ڈھال ہے اور صدقہ دینا گناہ کو اور نماز قربان ہے، یا کہا تھا کہ بربان ہے۔

(۸) ہمیں خبر دی ابوالقاسم علی بن حسن بن علی طہمانی نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ شیبانی نے حافظ سے، ان کو محمد بن عبدالوہاب الفران نے، ان کو یعلیٰ بن عبید نے، ان کو اعمش نے، ان کو زید بن وہب نے عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک صورت حال یہ ہے کہ عنقریب اثرت اور ترجیحی سلوک ہوگا اور ایسے امور جن کو تم ناپسند کرو گے۔ لوگوں نے کہا کیا ہم میں سے جو شخص ان حالات کو پالے وہ کیا کرے یا رسول اللہ؟ فرمایا کہ تم لوگ وہ حق ادا کر دینا جو تمہارے اُوپر ہو یعنی جو تمہارے ذمہ ہو۔ اور جو تمہارا حق ہو وہ تم اللہ سے مانگنا۔

مسلم و بخاری نے صحیح میں اعمش کی حدیث سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب مناقب الانصار۔ مسلم۔ کتاب الامارۃ ص ۴۷۴))

مذکورہ روایات کے مفہوم پر مصنف کا تبصرہ

اور تحقیق کہا گیا ہے کہ بے شک آپ ﷺ نے یہ ارادہ کیا تھا کہ بارہ خلفاء ایسے ہوں گے کہ ان میں سے ہر ایک ہدایت پر عمل پیرا ہوگا اور دین حق پر۔ (بارہ مذکور کے بعد) امراء میں متفرق لوگ ہوں گے یعنی مختلف ہوں گے، جو شخص ان میں سے انصاف کرے گا اور ہدایت پر عمل کرے گا اور دین حق پر ہوگا منجملہ بارہ میں سے ہوگا۔

(۹) تحقیق کہا ہے ابوالجلد نے (اور وہ کتب میں نظر ڈالتا تھا)۔ وہ جو ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو سعدان بن نصر نے، ان کو عبداللہ بن بکر سہمی نے، ان کو حاتم بن ابومغیرہ نے، اس نے ابوبکر سے، وہ کہتے ہیں ابوالجلد

میرا پڑوسی تھا۔ کہتے ہیں کہ میں نے ان سے سُنا وہ قسم کھا کر کہتے تھے کہ یہ اُمت ہلاک نہیں کی جائے گی حتیٰ کہ اس میں بارہ خلفاء ہوں گے وہ سب کے سب ہدایت پر عمل کریں گے اور دین کے ساتھ، ان میں سے دو آدمی اہل بیعت ہی سے ہوں گے۔ ان دو میں سے ایک زندہ رہے گا چالیس سال اور دوسرا تیس سال۔

مذکورہ روایت پر مصنف کا تبصرہ

میں کہتا ہوں کہ یہ بات ہر اس شخص کے عقل میں آجاتی ہے جو مخاطب کیا جائے۔ اس روایت کے ساتھ جو ہم نے روایت کی ہے بارہ خلفاء کے بارے میں اور بعض روایات میں بارہ امیر ہونے کے الفاظ ہیں، مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ نے خلفاء مراد لئے ہوں، ان کی ولایت وحکومت ہوگی اور انہیں کو قوت وغلبہ اور اسباب کی فراوانی ہوگی اور لوگ ان کی اطاعت کریں گے اور انہیں کا حکم وفیصلہ ان پر نافذ ہوگا۔ بہر حال کچھ لوگ ہوں گے ان کے لئے نہ تو کوئی جھنڈا نصب ہوگا اور نہ ہی ان کے لئے لوگوں پر کوئی ولایت وحکومت نافذ ہوگی۔ اگر چہ وہ امارت کا استحقاق ظاہر کریں بسبب اس کے جوان کے حق قرابت اور کفایت۔ بس یہ حدیث ان کو شامل نہیں ہوگی کیونکہ یہ جائز نہیں ہے (ممکن نہیں ہے) کہ خبر دی ہوئی بات خبر کے یعنی حدیث کے خلاف ہو۔ واللہ اعلم

باب ۲۰۵

حضور ﷺ کا خبر دینا کہ آپ کی اُمت پر دنیا کشادہ ہو جائے گے
اس قدر کہ وہ کعبے کے غلافوں کی مثل قیمتی کپڑے استعمال کریں گے اور صبح شام ان پر طعام کے تھال بھرے ہوئے آئیں گے اور اس قدر اس میں رغبت کریں گے کہ وہ ایک دوسرے کی گردنیں ماریں گے

(۱) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو آدم بن ابو ایاس نے، ان کو سلیمان بن حیان نے، ان کو داؤد بن ہند نے ابو حرب بن ابو الاسود دئلی نے طلحہ بصری سے، وہ کہتے ہیں میں مدینے میں آیا ہجرت کر کے۔ اس وقت ایسا تھا کہ اگر کوئی آدمی مدینے میں آتا تو اگر اس کا کوئی جاننے والا ہوتا اور اس کے پاس اُترتا تھا اور لوگ اس کو کوئی نہ جانتا ہوتا تو وہ صفہ میں اُترتا۔ میں مدینے میں آیا مگر میرا وہاں جاننے والا نہیں تھا۔ لہٰذا میں بھی صفہ میں اُترا۔ رسول اللہ ﷺ دو آدمیوں کے درمیان دوستانہ کرا دیتے اور دو کے درمیان کھجوروں کا ایک مُد تقسیم کر دیتے تھے۔

ایک دن حضور ﷺ نماز میں تھے کہ اچانک ان کو ایک آدمی نے آواز لگائی کہ یارسول اللہ! کھجوروں نے ہم لوگوں کے پیٹوں کو جلا کر رکھ دیا ہے اور ہم جل گئے ہیں۔ حضور ﷺ نے اللہ کی حمد وثناء کی اور ان حالات کو ذکر کیا جو آپ نے اپنی قوم سے پائے تھے۔ پھر فرمایا کہ البتہ تحقیق میں نے دیکھا ہے اپنے آپ کو اور اپنے ساتھی کو، ہم لوگ دس دس راتیں ٹھہرے رہے مگر ہمارے پاس کھانے کے لئے کچھ نہیں سوائے برید کے۔ اور پھر کہتے ہیں پیلو کے درخت کا سوکھا پھل یعنی پیلو حتیٰ کہ ہم ایسے انصار بھائیوں کے پاس آئے کہ انہوں نے ہماری غم خواری کی تھی اپنے غلے وطعام سے۔ ان کا بھی بڑا کھانے کا ذریعہ خشک کھجوریں ہی تھیں۔

قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی الہٰ نہیں، اگر میں قادر ہوتا تمہارے گوشت روٹی کا انتظام کرنے پر تو میں ضرور تمہیں کھلاتا، اور عنقریب تمہارے اُوپر ایک زمانہ آئے گا، یا یوں کہا کہ جو شخص اس زمانے کو پالے گا تو وہ لباس پہنیں گے کعبہ کے غلافوں کی مثل، صبح شام تمہارے اُوپر بڑے بڑے تھال کھانے کے لائے جائیں گے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہؐ کیا ہم اس دن بہتر ہوں گے؟ یا آج بہتر ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ بلکہ آج بہتر ہو تم لوگ۔ آج بھائی بھائی ہو اور تم اس دن ایسے ہو گے کہ بعض تمہارے بعض کی گردنیں ماریں گے۔ (مسند احمد ۳/ ۴۸۷۔ اصابہ ۲/ ۲۳۱)

(۲) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، ان کو ابوبکر قطان نے، ان کو احمد بن یوسف نے، ان کو محمد بن یوسف نے، وہ کہتے ہیں کہ سفیان نے ذکر کیا یحییٰ بن سعید سے، اس نے ابوموسیٰ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب میری اُمت کے لوگ عجب اور تکبر کی چال چلیں گے اور روم و فارس کی خدمت کریں گے تو اس وقت بعض ان کے بعض پر مسلط ہوں گے۔ (ترمذی۔ کتاب الفتن ۴/ ۵۲۶۔ ۵۲۷)

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن مقری نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو ابوالربیع نے، ان کو زید بن حباب نے، ان کو موسیٰ بن عبیدہ نے، ان کو عبداللہ بن دینار نے، ان کو ابن عمرؓ نے نبی کریم ﷺ سے اس مذکورہ حدیث کی مثل۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

باب ۲۰۶

(۱) حضور ﷺ کا خبر دینا اس بات کی کہ آپ نے اپنی اُمت کے لئے جو دعا کی ہے اس میں سے جو قبول ہوئی اور جو قبول نہیں ہوئی۔

(۲) اور جس بات کا آپ ﷺ کو خوف ہے۔

(۳) اور یہ خوف کہ ان میں جب تلوار استعمال ہونا شروع ہو جائے گی تو ان سے اُٹھائی نہیں جائے گی۔

(۴) اور یہ کہ اِدَّت واقع ہو گی۔

(۵) اور کذابین ہوں گے۔

(۶) نیز یہ کہ آپ کی اُمت میں سے ایک طائفہ ہمیشہ حق پر ہو گا اور غالب رہے گا حتیٰ کہ اللہ کا حکم آ جائے گا۔

(۷) اور حضور ﷺ کا سچا ہونا تمام امور میں جن کی آپ نے خبر دی تھی۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو خبر دی ابوجعفر محمد بن علی بن دحیم نے، ان کو احمد بن حازم بن ابوعرزہ سے، ان کو یعلی بن عبید طنافسی نے، ان کو عثمان بن حکیم نے، ان کو عامر بن سعد بن ابووقاص نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آئے

حتیٰ کہ ہم مسجد بنو معاویہ پر گزرے، حضور ﷺ اندر گئے آپ نے دو رکعت نماز پڑھی، ہم نے بھی ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ حضور ﷺ نے اپنے رب سے طویل مناجات کی۔

پھر فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے تین دعائیں مانگی ہیں، یہ کہ میری اُمت کو ڈبو کر غرق کر کے ہلاک نہ کرنا۔ اللہ نے یہ دعا میری قبول کر لی۔ نیز میں نے دعا مانگی کہ میری اُمت کو قحط کے ساتھ ہلاک نہ کرنا۔ یہ بھی قبول کر لی۔ پھر میں نے دعا کی کہ ان کا آپس میں جھگڑا اور جنگ نہ ہو۔ اللہ نے یہ منع کر دی۔

اس کو مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں دو طریق سے عثمان بن حکیم سے۔ (مسلم۔ کتاب الفتن ص ۲۲۱۶)

حدیث پر مصنف کا تبصرہ : سوائے اس کے کہ حضور ﷺ کی یہ مراد تھی اجتماعی غرق کے ساتھ وہ ہلاک نہ ہوں جیسے قوم نوح ہلاک ہوئی تھی اجتماعی غرق کے ساتھ اور اجتماعی طور پر قحط کے ساتھ ہلاکت نہ ہو جیسے بعض اُمتوں کو ہلاک کیا تھا۔ جس عذاب کے ساتھ جا با ہلاک کیا تھا۔

(۲) ہمیں خبر دی ابو ذر محمد بن ابو الحسین بن ابو القاسم مذکر نے، ان کو ابو الحسن محمد بن محمد بن حسن کارزی نے بطور املاء کے، ان کو حدیث بیان کی علی بن عبد العزیز بغوی نے، ان کو حجاج بن منہال انماطی نے، ان کو حماد بن زید نے، ان کو ایوب نے ابو قلابہ سے، ان کو ابو اسماء رجبی نے، ان کو ثوبان نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو اکٹھا کر لیا (سکیڑ لیا)۔ لہٰذا میں نے اس کی تمام مشرقین دیکھیں اور مغربین دیکھیں اور بے شک میری عنقریب اس کی حکومت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک میرے لئے سمیٹی گئی ہے اور مجھے دو خزانے دیئے گئے ہیں، سُرخ اور سفید (چاندی اور سونا)۔ اور میں نے اپنے رب سے دعا کی ہے اپنی اُمت کے لئے کہ وہ اس کو ہلاک نہ کرے عمومی قحط کے ساتھ اور ان پر دشمن مسلط نہ کرے غیروں میں سے جو ان کی کھوپڑیوں کو حلال سمجھ لے (یعنی سر اُتار دے) بے شک میرے رب نے فرمایا، اے محمد! میں نے ایک فیصلہ فرما دیا ہے جو رد نہیں کیا جاتا، بے شک میں نے تیری اُمت کے لئے یہ دعا قبول کر لی ہے کہ میں ان کو عمومی قحط کے ساتھ ہلاک نہیں کروں گا۔ اور یہ بھی دعا قبول کر لی ہے کہ میں ان پر کوئی دشمن مسلط نہیں کروں گا، ان کے لئے نفسوں کے علاوہ جو ان کی کھوپڑیوں کو اُتارنا حلال سمجھ لے۔ اور بے شک میرے رب نے فرمایا ہے کہ اگرچہ جمع ہو جائیں ان کے خلاف اس کے اطراف کے مابین حتیٰ کہ ہوں گے بعض ان کو قید کریں گے بعض کو یا قتل کریں گے بعض ان کے بعض کو۔

وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ سوائے اس کے نہیں کہ بے شک ڈرتا ہوں اپنی اُمت پر گمراہ اماموں سے۔ (یعنی گمراہ حکمرانوں سے) کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب میری اُمت میں تلوار پڑ جائے گی تو ان سے اُٹھائی نہیں جائے گی قیامت تک۔ اور قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ قبائل میری امت کے مشرکین کے ساتھ جا ملیں گے۔ حتیٰ کہ بتوں کی عبادت کریں گے۔ نیز یہ کہ عنقریب ہوں گے میری اُمت میں تیس کذاب (بہت بڑے جھوٹے) ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا تھا ہمیشہ رہے گا ایک طائفہ (ایک گروہ) میری اُمت میں سے حق پر غالب، ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا جو ان کی مخالفت کرے گا حتیٰ کہ آ جائے اللہ کا حکم۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابو الربیع سے اور قتیبہ سے، اس نے حماد بن زید سے۔ (مسلم۔ کتاب الفتن ص ۲۲۱۵)

(۳) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو احمد بن سلمان فقیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ یہ پڑھی گئی عبد الملک کے سامنے اور میں سُن رہا تھا، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی معاذ بن فضالہ نے، ان کو ہشام بن ابو عبد اللہ سے، اس نے یحییٰ بن ابو کثیر نے جلال بن ابو میمونہ نے، اس نے عطاء بن یسار سے، اس نے ابو سعید خدری سے، وہ کہتے ہیں ایک دن رسول اللہ ﷺ منبر پر بیٹھے اور فرمایا کہ بے شک جس جس کے بارے میں میں تم پر ڈرتا ہوں وہ یہ ہے کہ اللہ تمہارے اُوپر کھول دے گا دنیا کی تازگی اور اس کی زینت۔

ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! کیا خیر شر کو لے آئے گی؟ حضور ﷺ نے اس کو کوئی جواب نہ دیا، ہم لوگوں نے کہا اے فلاں! آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا مگر انہوں نے جواب نہیں دیا، میں نے سوچا کہ ان پر وحی اُترے گی۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے پیچھے سے کنکریوں کو ہاتھ لگایا کہ سائل کہاں ہے؟ گویا کہ انہوں نے اس کی تعریف کی۔ اور فرمایا کہ خیر شر کو نہیں لائے گی بلکہ یہ ایسے ہے جیسے کہ موسم بہار ایسے پودے کو بھی اُگاتا ہے جو مویشیوں کو مار دیتا ہے (جو اس کو کھائے) یا اس کی مثال ایسی ہے جیسے ہریالی کو دیکھ کر جانور زیادہ کھا جاتا ہے جب اس کا پیٹ بھر کر کچھ اُوپر کو آجاتا ہے تو وہ جانور سورج کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو جاتا ہے، پھر وہ لید پیشاب کرتا ہے پھر چرتا ہے۔ بے شک یہ مال دینا میٹھا ہے تر و تازہ ہے جو شخص اس کو لے اس کے حق کے ساتھ اس کے لئے اس میں برکت دی جاتی ہے اور کیا یہی اچھا ہے صاحب مال جو اس میں سے مسکین کو دیتا ہے اور یتیم کو دیتا ہے اور مسافر کو دیتا ہے یا جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے اور جو شخص ایڑیاں اُٹھا کر مال کو حاصل کرتا ہے اس کی مثال ایسے شخص جیسی ہے جو کھاتا جائے مگر اس کا پیٹ نہ بھرے، وہ مال اس شخص کے لئے قیامت میں حسرت و افسوس ہوگا۔ بہت سارے لوگ اللہ کے مال اور رسول کے مال میں گھسنے والے ایسے ہوں گے کہ قیامت کے دن ان کے لئے آگ ہی آگ ہوگی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں معاذ بن فضالہ سے اور اس کو مسلم نے روایت کیا ہے دوسرے طریق سے ہشام سے۔

(بخاری۔ کتاب الزکوۃ۔ مسلم۔ کتاب الزکوۃ ص ۲/ ۷۲۹)

(۴) ہمیں خبر دی ابو بکر احمد بن حسن قاضی اور ابو سعید بن ابو عمرو نے، ان دونوں کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد دوری نے، ان کو یونس بن محمد مؤدب نے، حماد بن سلمہ اور ثابت اور حمید اور حبیب نے ابن خطان سے، اس نے ابو موسیٰ اشعری سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت سے پہلے ہرج ہوگا۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ (ﷺ)! وہ ہرج کیا ہے؟ فرمایا کہ قتل ہے۔ لوگوں نے کہا اس میں ایسی کونسی بات ہے؟ قتل تو ہم اکثر کرتے رہتے ہیں سال بھر میں ہم کئی ہزار قتل کرتے ہیں۔ فرمایا کہ یہ تمہارے مشرکین کو قتل کرنا نہیں ہوگا بلکہ بعض تمہارا بعض کو قتل کرے گا۔

لوگوں نے پوچھا کہ اس وقت ہمارے ساتھ ہمارے عمل بھی ہوں گے؟ فرمایا کہ اس زمانے کے اکثر عمل ضائع کر دیئے جائیں گے اور اس کے پیچھے لوگوں کا ایک غبار ہوگا اکثر لوگ یہ سمجھیں گے کہ وہ کسی معتد بہ چیز پر ہیں مگر در حقیقت وہ کسی شی پر نہیں ہوں گے۔

(مسند احمد ۲/ ۴۹۲۔ ۴/ ۳۹۱)

ابو موسیٰ نے کہا، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر ہم لوگوں نے اس وقت کو پالیا تو میں اپنے لئے اور تمہارے لئے اس سے مفر نہیں پاتا ہوں۔ اور یونس نے کہا کہ اگر ہمیں اس وقت نے پالیا تو ہم اس میں سے نکل جائیں گے جیسے اس میں داخل ہوں گے۔ ہم اس میں نہ کوئی خون کریں گے نہ مال لیں گے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ اور ابو بکر قاضی نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن خالد نے، ان کو بشیر بن شعیب نے، ان کو ان کے والد نے زہری سے، ان کو خبر دی عروہ بن زبیر نے یہ کہ کرز بن علقمہ خزاعی نے کہا، ہم بیٹھے ہوئے تھے رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا نجد کے دیہاتیوں میں سے۔ کہنے لگا یا رسول اللہ کیا! اسلام کے لئے کوئی حد ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جی ہاں! اہل بیت عرب ہوں یا عجم اللہ ان کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے۔ ان پر اسلام داخل کر دیتا ہے۔ اعرابی نے کہا اس کے بعد کیا ہوگا یا رسول اللہ؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فتنے واقع ہوں گے سائبانوں کی مانند۔ اعرابی نے کہا، ہرگز ایسے نہیں اللہ کے رسول! حضور ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے تم لوگ کثرت کے ساتھ اس میں پڑو گے، بعض تمہارا بعض کو قتل کرے گا۔ (مسند احمد ۳/ ۴۷۷)

☆☆☆

باب ۲۰۷

حضور ﷺ کا خبر دینا کہ معادن (کانیں) ہوں گی اور ان میں اللہ کی مخلوق میں سے بدترین لوگ ہوں گے ویسے ہی ہوا جیسے خبر دی تھی

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو احمد بن سلیمان فقیہ نے، ان کو بطور املاء کے، ان کو احمد بن زہیر بن حرب نے، ان کو عاصم بن یوسف یربوعی نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابواسامہ عبداللہ بن اسامہ کلبی نے، ان کو عاصم بن یوسف نے، ان کو سعیر بن خمس نے زید بن اسلم سے، اس نے ابن عمر ؓ سے، وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے پاس کسی نے ایک سونے کا ٹکڑا دیا، اور وہ پہلا صدقہ تھا جو بنوسُلیم لے کر آئے تھے اپنی معدن (کان) سے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! یہ ہماری اپنی معدن کا سونا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، آنے والے وقت میں کئی معادن (کانیں) ہوں گی اور ان میں اللہ کی مخلوق کے بدترین لوگ ہوں گے۔

یہ ایوب کی حدیث کے الفاظ ہیں۔ اور حدیث احمد میں ہے خبردار! بے شک شان یہ ہے کہ عنقریب ہوں گے ان میں بدترین لوگ، یا کہا تھا کہ شرار الخلق میں سے۔ (مسند احمد ۲۳۰/۵)

اس کو روایت کیا ہے عاصم بن یوسف نے سعیر بن خمس سے۔

(۲) ہمیں خبر دی ہے ابوطاہر فقیہ نے، اپنے اصل سماع سے، ان کو ابوبکر محمد بن حسین قطان نے، ان کو احمد بن یوسف سلمی نے، ان کو محمد بن یوسف فریابی نے، وہ کہتے ہیں کہ سفیان نے ذکر کیا زید بن اسلم سے، اس نے بنوسلیم کے ایک آدمی سے، اس نے ان کے دادا سے، اس نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے پاس ایک چاندی کا ٹکڑا لایا تھا اپنی معدن سے۔ حضور ﷺ نے فرمایا خبردار! بے شک شان یہ ہے کہ عنقریب کوئی معادن ظاہر ہوں گی اور عنقریب ان پر شرار الناس پہنچ جائیں گے۔

اسی طرح اس کو روایت کیا ہے قبیصہ بن عقبہ نے سفیان سے۔

(۳) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو ابوالقاسم طبرانی نے، ان کو عبید بن غنام نے، ان کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے، ان کو ابن مہدی نے، ان کو سفیان نے زید بن اسلم سے، اس نے ایک آدمی سے بنوسلیم میں سے، اس نے اپنے والد سے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا چاندی کا ٹکڑا لے کر۔ اس نے کہا کہ یہ ہماری معدن کا ہے۔ حضور ﷺ نے اس سے فرمایا عنقریب بہت سارے معادن (کانیں) ہو جائیں گی۔ اس میں شرار الناس آن موجود ہوں گے۔

یہی محفوظ ہے حدیث زید بن اسلم سے۔ (مسند احمد ۲۳۰/۵)

☆☆☆

باب ۲۰۸

حضور ﷺ کا خبر دینا ایک قوم کے بارے میں جن کے ہاتھوں میں کوڑے ہوں گے گائے کی دُم کی مثل، وہ ان کے ساتھ لوگوں کو ماریں گے اور عورتیں ہوں گی ایسے لباس پہننے والیاں کہ باوجود لباس کے ننگی ہوں گی ویسے ہی ہوا جیسے آپ نے خبر دی تھی

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن عبداللہ نے، ان کو خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن نمیر نے، ان کو زید بن حباان نے، ان کو افلح بن سعید نے، ان کو عبداللہ بن رافع مولیٰ اُم سلمہ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا ابوہریرہ ؓ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قریب ہے کہ اگر تیرے ساتھ مدت طویل ہوگئی تو تو ایک ایسی قوم کو دیکھے گا ان کے ہاتھوں میں دُرّے ہوں گے گائے کی دُم کی مثل، وہ صبح بھی کریں گے اللہ کے غضب میں اور شام بھی کریں گے اللہ کے غضب میں اس کی ناراضگی میں۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن عبداللہ بن نمیر سے۔ (مسلم۔ کتاب الجنۃ ص ۲۱۹۳/۴۔ مسند احمد ۳۰۸/۲)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالنضر محمد بن محمد بن یوسف فقیہ نے، ان کو عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو عثمان بن ابوشیبہ نے، ان کو جریر نے سہیل سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ابوہریرہ ؓ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اہل جہنم کی دو قسمیں ہیں میں نے ان کو نہیں دیکھا۔

ایک تو ایسے لوگ ہوں گے ان کے پاس کوڑے ہوں گے گائے کی دُم کی مثل، وہ ان کے ساتھ لوگوں کو ماریں گے۔ دوسری وہ عورتیں ہوں گی جو کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی مگر اس کے باوجود وہ برہنہ اور ننگی ہوں گی (چُست اور باریک لباس کی وجہ سے) لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے والیاں، خود لوگوں کی طرف مائل ہونے والیاں۔ ان کے سر ہوں گے عربی اُونٹوں کی کوہانیں جھکنے والیاں، وہ جنت میں ہرگز داخل نہیں ہوں گی اور نہ ہی جنت کی خوشبو پائیں گی، حالانکہ اس کی خوشبو طویل مسافت سے محسوس کی جائے گی۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں زہیر سے، اس نے جریر سے۔ (مسلم۔ کتاب الجنۃ ص ۲۱۹۲/۴)

☆☆☆

باب ۲۰۹

حضور ﷺ کا خبر دینا کہ ان کی اُمت کی نیت جب

کمزور ہو جائے گی (یعنی ایمان) تو ان پر اللہ کی مرضی کے مطابق اقوام عالم کو دعوت دی جائے گی

(۱) ہمیں خبر دی ابو علی روذباری نے، ان کو ابو بکر داستہ نے، ان کو ابو داود نے، ان کو عبد الرحمٰن بن ابراہیم دمشقی نے، ان کو بشر بن بکر نے، ان کو ابن جابر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو عبد السلام نے ثوبان سے۔

وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قریب ہے کہ تمہارے اُوپر تمہارے خلاف اُمم (اقوام) ایک دوسرے کو بلائیں گی کہ ان کو سب مل کر کھا جائیں جیسے کھانے والوں کو کھانے کے برتن پر بلایا جاتا ہے۔

کسی نے پوچھا کیا یہ کیفیت ہماری قلت (تعداد کی کمی) کی وجہ سے ہوگی اس دن؟ حضور ﷺ نے فرمایا، کہ بلکہ تم لوگ اس وقت بہت زیادہ ہوگے، لیکن تم جھاگ ہوگے، جیسے سیلاب کی جھاگ ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کے دلوں سے تمہارا خوف بالکل کھینچ لے گا۔ اور البتہ ضرور تمہارے دلوں میں سُستی اور کمزوری ڈال دے گا۔ بس کسی کہنے والے نے کہا یا رسول اللہ! یہ وہن سے کیا مراد ہے؟ (یعنی کس نوعیت کی سُستی و کمزوری ہوگی)۔ فرمایا:

حُبُّ الدُّنيَا وَ كَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ

دنیا کی محبت اور موت کو ناپسند کرنا۔

(ابوداؤد۔ حدیث ۴۲۹۷ ص ۴/۱۱۱۔ مسند احمد ۵/۲۸۷)

باب ۲۱۰

حضور ﷺ کا اس زمانے کی خبر دینا جس میں انسان کو اختیار دیا جائے گا

عاجز و کمزور ہو کر بیٹھ جانے میں اور گناہوں کا ارتکاب کرنے میں اور خبر دینا ایسے وقت کی جس میں انسان مال حاصل کرنے میں پرواہ نہیں کرے گا حلال و حرام میں ویسے ہی ہوا جیسے آپ نے خبر دی تھی

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو یحییٰ بن ابو طالب نے، ان کو علی بن عاصم نے، ان کو داود بن ابو ہند نے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ قبیلہ قیس میں اُترے، پس میں نے ایک نابینا شیخ سے سُنا تھا اس کو کہا جاتا تھا ابو عمرو، وہ کہہ رہے تھے

کہ میں نے سُنا ہے ابو ہریرہ ؓ سے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا البتہ ضرور آئے گا لوگوں پر وہ زمانہ کہ لوگوں کو اختیار دیا جائے گا عاجزو کمزور ہوکر بیٹھنے میں یا بُرائیاں کرنے میں۔

تم میں سے جو شخص اس بُرے وقت کو پالے اس کو چاہئے کہ عاجزی کو گناہوں پر ترجیح دے۔(مسند احمد ۲/ ۲۷۸۔۴۴۷)

(۲) ہمیں خبردی ابو طاہر فقیہ اور ابوزکریا بن ابواسحاق اور ابو العباس احمد بن محمد شاذیاخی نے آخرین میں، انہوں نے ہمیں خبردی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نے، ان کو خبردی ابن ابی فدیک نے، ان کو ابن ابوذئب نے سعید بن ابوسعید مقبری نے، اس نے ابو ہریرہ ؓ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں پر وہ وقت ضرور آئے گا جس میں انسان پرزور نہیں کرے گا کہ اس نے کس ذریعے سے حاصل کیا حلال یا حرام سے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں آدم سے، اس نے ابن ابی ذئب سے۔(بخاری۔کتاب البیوع۔حدیث ۲۸۳۔فتح الباری ۴/ ۳۱۳)

باب ۱۱۱

حضور ﷺ کا خبر دینا اپنی اُمت کے حال کے بارے میں

اپنی وفات کے بعد۔ان کی تمنا کرنے کی بابت حضور ﷺ کو دیکھنے کے لئے پھر ویسے ہی ہوا جیسے خبردی تھی

(۱) ہمیں خبردی ابو طاہر فقیہ نے، ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن حسین قطان نے، ان کو احمد بن یوسف سلمی نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو ہمام بن منبہ نے، وہ کہتے ہیں کہ یہ ہے وہ جس کی ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو ہریرہ ؓ نے۔

وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے البتہ ضرور تمہارے ایک پر ایک دن آئے گا کہ وہ مجھے نہیں دیکھے گا پھر دیکھنا اس کی طرف زیادہ محبوب ہوگا اس سے کہ اس کا اہل اس کا مال سب مل کر اس کو محبوب ہوں۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن رافع سے، اس نے عبدالرزاق سے۔

اور بخاری نے اس کو نقل کیا ہے حدیث اعرج سے، اس نے ابو ہریرہ ؓ سے۔

(مسلم۔کتاب الفضائل ص ۱۸۳۶۔بخاری۔کتاب المناقب۔باب علامات النبوۃ فی الاسلام)

☆☆☆

باب ۲۱۲

حضور ﷺ کا خبر دینا ایک قوم کے بارے میں
جنہوں نے ان کو نہیں دیکھا وہ حضور ﷺ کے ساتھ ایمان لائیں گے
پھر ویسے ہی ہوا جیسے آپ نے خبر دی تھی

(۱) تحقیق حدیث ثابت گزر چکی ہے اللہ کے اس قول کے بارے میں۔ اخرین منھم لما یلحقوا بھم (سورۃ جمعہ آیت ۳۰) باب الفتوح میں۔

(۲) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالنضر فقیہ نے، ان کو صالح بن محمد نے، ان کو یحیٰ بن ایوب مقابری نے، ان کو اسماعیل بن جعفر نے، ان کو علاء بن عبدالرحمن نے اپنے والد سے، اس نے ابوہریرہ ؓ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ قبرستان میں آئے اور کہا سلامتی ہو تمہارے اُوپر اے اہل ایمان! اور بے شک ہم اگر اللہ نے چاہا تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔ میں پسند کرتا ہوں کہ ہم لوگ دیکھتے ہیں اپنے بھائیوں کو۔

صحابہ رضی اللہ عنہما نے عرض کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں یارسول اللہ! فرمایا بلکہ تم تو میرے اصحاب (ساتھی) ہو اور میرے بھائی وہ ہیں جو ابھی تک نہیں آئے۔ انہوں نے پوچھا کہ آپ ان کو کیسے پہچانیں گے یارسول اللہ! جو تا حال آپ کے پاس آئے بھی نہیں ہیں آپ کی اُمت میں سے۔ حضور ﷺ نے جواب دیا، آپ کیا سوچتے ہیں اگر ایک آدمی کے پاس ایسے گھوڑے ہوں جن کے ہاتھ پاؤں سفید ہوں بالکل سیاہ کالے گھوڑوں میں تو کیا وہ اپنے گھوڑوں کو نہیں پہچانے گا؟ لوگوں نے کہا کیوں نہیں بالکل پہچانے گا یارسول اللہ!

فرمایا کہ وہ وضو کرنے کی وجہ سے سفید چہرے اور سفید ہاتھ منہ والے ہوں گے۔ اور میں ان کے لئے آگے پہنچا ہوا ہوں حوض پر۔ خبردار! کچھ لوگ دُور بھگائے جائیں گے میرے حوض سے جیسے بھٹکا ہوا غیر اُونٹ بھگایا جاتا ہے پانی کے گھاٹ سے۔ میں ان کو آواز دوں گا۔ خبردار! یہاں آؤ۔ پس کہا جائے گا کہ بے شک انہوں نے تبدیل کر دیا تھا اپنے دین کو میں کہوں گا کہ دُوری ہو دُوری ہو ان میں اور مجھ میں۔

مسلم نے ان کو روایت کیا ہے صحیح میں یعنی بن ایوب سے۔ (مسلم۔ کتاب الطہارۃ۔ موطا مالک ۱/۲۹۔۳۰)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے مالک بن مغول سے، اس نے طلحہ سے، اس نے ابوصالح سے، یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں کب ملوں گا اپنے بھائیوں سے؟ کہا گیا یارسول اللہ کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ فرمایا کہ تم میرے اصحاب ہو اور میرے بھائی وہ لوگ ہیں میری اُمت میں سے جنہوں نے مجھے نہیں دیکھا مگر میرے ساتھ ایمان لے آئیں گے اور میری تصدیق کریں گے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا کہ مخلوق میں سے سب سے زیادہ عجب ایمان والے لوگ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ اللہ کے فرشتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا ہے ان کے لئے کہ وہ ایمان نہ لائیں، حالانکہ وہ اپنے رب کے پاس ہیں؟ صحابہ نے کہا کہ پھر انبیاء کرام۔ فرمایا کہ کیا بات ہے کہ وہ ایمان نہ لائیں، حالانکہ ان کی طرف وحی کی جاتی ہے۔ لوگوں نے کہا کہ پھر کون ہو سکتے ہیں؟ انبیاء کرام کے اصحاب۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان کے لئے کیا بات ہے کہ وہ ایمان نہ لائیں

کہ اللہ کے نبی ان میں موجود ہوئے؟ بلکہ وہ لوگ میری اُمت میں سے جنہوں نے مجھے نہیں پایا وہ اپنے رب کی کتاب دیئے گئے ہیں وہ اس کے ساتھ ایمان لائیں گے اور اس کی تصدیق کریں گے۔ (یہ روایت مرسل ہے)

(۴) تحقیق ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حسین بن عمر بن برہان غزال نے اور ابوالحسین بن فضل قطان اور ابومحمد سکری نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو حسن بن عرفہ نے، ان کو اسماعیل بن عیاش نے، ان کو مغیرہ بن قیس تمیمی نے، ان کو عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے، اس نے ان کے دادا سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگوں کے نزدیک ایمان کے اعتبار سے زیادہ عجیب کون لوگ ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ فرشتے، فرمایا وہ ایمان کیوں نہیں لائیں گے حالانکہ وہ تو خود اپنے رب کے پاس رہتے ہیں۔ لوگوں نے بتایا کہ پھر کون ہیں انبیاء کرام۔ فرمایا کہ وہ کیسے ایمان نہیں لائیں گے ان پر تو وحی نازل ہوتی ہے؟ انہوں نے بتایا کہ پھر کون لوگ ہو سکتے ہیں وہ ہم ہیں؟ فرمایا کہ تم ایمان کیوں نہ لاؤ گے حالانکہ میں تمہارے سامنے ہوں؟

کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے نزدیک ایمان کے اعتبار سے سب سے زیادہ عجیب وہ لوگ ہوں گے جو تمہارے بعد ہوں گے، وہ صحیفے پائیں گے، ان میں کتاب اللہ جیسے وہ اس کے ساتھ ایمان لے آئیں گے جو کچھ اس میں ہے۔

نیز روایت کیا گیا ہے یہ بھی سعید بن بشیر سے، اس نے قتادہ سے، اس نے انس سے موصول طریق سے۔

باب ۲۱۳

(۱) حضور ﷺ کا خبر دینا کہ آپ کے اصحاب نے آپ کی حدیث سُنی۔

(۲) پھر ان کے سماع کی جوان کی تابعداری کریں گے اس کی جو کچھ انہوں نے سُنا۔

(۳) پھر ان کے سماع کی جو تابعین کی تابعداری کریں گے جو کچھ انہوں نے سُنا۔

(۴) اور یہ خبر دینا کہ بعض وہ لوگ جن کو حدیث رسول پہنچی ہے کبھی وہ بعض سُننے والوں سے زیادہ محفوظ کرنے والا ہوتا ہے۔

(۵) اور حضور ﷺ کا خبر دینا ان لوگوں کے بارے میں جوان کے پاس آفاق واطراف سے دین کو سمجھنے کے لئے آئیں گے۔

(۶) پھر وہی کچھ ہوا جو کچھ آپ نے خبر دی تھی۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن محمد روذباری نے، ان کو ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداود نے، ان کو زہیر بن حبیب اور عثمان بن ابوشیبہ نے، ان کو جریر نے اعمش سے، ان کو عبداللہ بن عبداللہ نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس ؓ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم لوگ (مجھ سے) سنو گے (اور میرا فرمان) تم لوگوں سے سنا جائے گا اور اس سے بھی سنا جائے گا جو تم سے سنے گا۔

(ابوداود۔حدیث ۳۶۵۹ ص ۳/ ۳۲۱۔۳۲۲))

زمانہ اپنے یوم تخلیق کی نہج پر گردش کر رہا ہے

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو محمد بن صالح بن ہانی نے، ان کو عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمن نے، ان کو محمد بن مثنیٰ نے، ان کو عبدالوہاب نے ایوب سے، اس نے محمد بن سیرین سے، اس نے ابن ابوبکرہ سے، اس نے ابی بکرہ سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے، وہ فرماتے ہیں بے شک زمانہ اسی کیفیت (اسی صورت) پر گردش کر رہا ہے جس دن اللہ نے ارض وسماء کو تخلیق فرما کر رواں دواں فرمایا تھا۔

اور حدیث ذکر کی اپنے طول کے ساتھ اپنے خطبے میں۔ اس کے آخر میں حضور ﷺ نے فرمایا:

کبھی وہ جس کو پیغام پہنچایا جائے وہ خود سننے والے سے زیادہ محفوظ کرتا اور یاد رکھتا ہے

الا لیبلغ الشاهد الغائب فلعل بعض من یبلغه ان یکون اوعی له من بعض من سمعه

خبردار! چاہئے کہ موجود پہنچا دے میرا فرمان اس کو جو موجود نہیں ہے۔ شاید کہ بعض وہ شخص جس کو (میرا فرمان) پہنچایا جائے وہ اس کے لئے زیادہ محفوظ کرنے والا ہو بعض اس سے جس نے خود سنا تھا۔

محمد بن سیرین جب اس کا تذکرہ کرتے تھے فرماتے تھے کہ سچ فرمایا تھا نبی کریم ﷺ نے واقعی یہی کچھ ہوا۔

اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا:

الا هل بلغت ۔ الا هل بلغت

خبردار! کیا میں نے پہنچا دیا؟ ۔ کیا میں نے پہنچا دیا؟

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے محمد بن مثنیٰ سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابن ابوشیبہ وغیرہ سے، اس نے عبدالوہاب سے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو سلیمان بن حرب نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو سماک بن حرب نے عبدالرحمن بن عبداللہ بن مسعود نے، اس نے عبداللہ بن مسعود سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

نضّر اللّٰه رجلا سمع منا کلمة فبلّغها کما سمع فانه ربّ مبلغ اوعیٰ من سامع

اللہ تعالیٰ اس آدمی کو تر و تازہ اور خوش رکھے جو ہم سے کوئی کلمہ سنتا ہے پھر اس کو اسی طرح آگے پہنچا دیتا ہے جیسے اس نے سنا تھا۔ بے شک یہ حقیقت ہے کہ بہت سے وہ لوگ جن تک فرمان پہنچایا جاتا ہے وہ براہ راست سننے والے سے زیادہ یاد رکھنے والے ثابت ہوتے ہیں۔

(ابوداؤد۔کتاب العلم ۳/ ۳۲۲۔ترمذی۔کتاب العلم۔حدیث ۲۶۵۶ ص ۵/ ۳۳۔۳۴۔مسند احمد ۱/ ۴۳۷)

لوگ دین سیکھنے آئیں گے ان کی خبر خود ہی کرنا صحیح دین سکھانا

(۴) ہمیں حدیث بیان کی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے بطور املاء، انہوں نے ہمیں خبر دی ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد بصری نے مکہ میں، ان کو احمد بن منصور رمادی نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو خبر دی معمر بن راشد نے ابوہارون عبدی سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ

حضرت ابوسعید خدری کے پاس جاتے تھے ۔ وہ کہتے ہیں مرحبا وصیت اللہ ۔ بے شک رسول اللہ ﷺ نے ہم لوگوں کی حدیث بیان کی تھی کہ بے شک شان یہ ہے کہ عنقریب تم لوگوں کے پاس ایک قوم آئے گی اطراف سے، وہ دین کو سمجھنا چاہیں گے ۔ پس ان کے ساتھ خیر و بھلائی کی وصیت قبول کرو ۔

(۵)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابو محمد عبداللہ بن جعفر نحوی نے بغداد میں، ان کو قاسم بن مغیرہ نے جوہری سے، ان کو سعید بن سلیمان واسطی نے، ان کو عباد بن عوام نے جریری سے، اس نے ابونضرہ سے، اس نے ابوسعید خدری ؓ سے کہ انہوں نے کہا مرحبا وصیت رسول کو کہ نبی کریم ﷺ تمہارے بارے میں وصیت کرتے تھے تمہارے بارے میں ۔

باب ۲۱۴

حضور ﷺ کا خبر دینا اپنی اُمت میں اختلافات ظاہر ہونے کی اور آپ کا ان پر اشارہ کرنا ۔ آپ کی سنت اور خلفاء راشدین کی سُنت پر عمل کی پابندی کرنا

(۱)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی اور ابوسعید احمد بن محمد بن مزاحم صفار ادیب نے لفظاً، انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابوعقبہ نے، ان کو بقیہ نے بجیر بن سعد نے، اس نے خالد بن معدان سے، اس نے عبدالرحمن بن عمر سُلمی سے، اس نے عرباض بن ساریہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو ایک دن وعظ فرمایا صبح کی نماز کے بعد ایسا فصیح و بلیغ وعظ کیا کہ اس سے آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور اس سے دل دہل گئے ۔

ایک آدمی نے کہا، اے اللہ کے رسول ! یہ وعظ تو الوداع کہنے والے کا ہے، آپ ہماری طرف کیا عہد فرماتے ہیں ۔ آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں، اللہ سے ڈرنے کی اور سُننے اور اطاعت کرنے کی اگر چہ وہ حبشی غلام ہو تمہارے اُوپر حکومت کرنے والا ۔ بے شک حال یہ ہے کہ جو شخص تم میں سے میرے بعد زندہ رہے گا عنقریب وہ کثیر اختلافات دیکھے گا ۔ بچاؤ اپنے آپ کو نو پیدا امور سے ۔ بے شک وہ گمراہ ہوتے ہیں جو شخص تم میں سے اس حالت کو پالے اس پر لازم ہے میری سنت پر عمل کرنا اور خلفاء راشدین، محدثین کی سنت پر عمل کرنا ۔ اس کو داڑھوں سے مضبوطی کے ساتھ پکڑو ۔

ثور بن یزید اس کی متابع لائے ہیں خالد بن معدان سے ۔

(ترمذی ۔ حدیث ۲۶۷۶ ۔ کتاب العلم ۵/۴۴ ۔ ابوداؤد ۔ حدیث ۴۶۰۷ ص ۲۰۰ ۔ ۲۰۱ ۔ ابن ماجہ ۱/۱۵ ۔ ۱۵ ۔ مسند احمد ۴/۱۲۶ ۔ ۱۲۷)

(۲)　ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نحوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابوالیمان نے، ان کو صفوان نے ازہر بن عبداللہ سے، اس نے ابوعامر عبداللہ بن لحی سے، وہ کہتے ہیں ہم نے حضرت معاویہ ؓ کے ساتھ حج کیا تھا جب ہم مکے میں آئے تو انہوں نے جب ظہر کی نماز پڑھ لی مکہ میں ۔ وہ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوگئے ۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا بے شک اہل کتاب اپنے دین میں بہتر فرقوں میں بٹ گئے تھے اور میری اُمت عنقریب تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی ارادہ کر رہے تھے خواہشات کا ۔ سارے جہنمی ہوں گے ۔ مگر صرف ایک اور وہ جماعت ہوگی ۔

اور فرمایا کہ بے شک عنقریب میری اُمت میں ایسی اقوام نکلیں گی ان کو یہ خواہشات ایسے چلائیں گی جیسے کتا پکڑ کر چلایا جاتا ہے۔ اپنے اندر مالک کے ساتھ ان کی کوئی رگ اور جوڑ باقی نہیں رہے گی مگر اس میں خواہشات رچ بس جائیں گی۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعلی رودباری نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو محمد بن یحییٰ نے، ان کو ابوالمغیرہ نے، ان کو صفوان نے، ان کو ابوداود نے کہ ہمیں حدیث بیان کی عمرو بن عثمان نے، ہمیں بقیہ نے، انہوں نے صفوان سے۔ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی از ہر بن عبداللہ جزاری نے ابوعامر ہوزنی سے، اس نے معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے کہ وہ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ خبردار! بے شک رسول اللہ ﷺ ہمارے اندر کھڑے ہوئے تھے۔ معاویہ نے اس کو ذکر کیا مذکورہ حدیث کی مثل، مگر یہ نہیں کہا خواہشات کے سوا اس کے نہیں کہ فرمایا، بٹ جائے گی (یہ اُمت) تہتر فرقوں پر بہتر جہنم میں ہوں گے، اور ایک جنت میں ہوگا۔ یہ جماعت ہے اس کے بعد بقیہ روایت ذکر کی۔

باب ۲۱۵

حضور ﷺ کا خبر دینا علم کے چلے جانے کی اور جہالت کے ظاہر ہونے کی۔ یہ ہمارے زمانے میں ہی چلا گیا تھا اکثر شہروں سے اور ان کے رہنے والوں پر جہل غالب آ گیا اور وہ تمام امور ظاہر ہو گئے جو اس روایت میں مذکور ہیں

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر احمد بن اسحاق فقیہ نے بطور املاء، ان کو خبر دی ابوالمثنیٰ نے، ان کو مسدد نے، ان کو عبدالوارث نے ابوالتیاح سے، اس نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک قیامت کی شرائط میں سے ہے کہ علم اُٹھا دیا جائے گا اور جہل پھیل جائے گا اور شراب پی جانے لگے گی اور زنا ظاہر ہو جائے گا۔

بخاری ومسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث عبدالوارث سے۔ (بخاری۔ کتاب الفتن۔ مسلم۔ کتاب العلم)

(۲) ہمیں حدیث بیان کی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو خبر دی ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد بصری نے مکہ میں، ان کو حسن بن علی بن عفان نے، ان کو ابواسامہ نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا عبداللہ بن عمرو سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک اللہ تعالیٰ علم کو قبض نہیں کرے گا بطور کھینچ لینے کے کہ وہ اس کو کھینچ لیں بلکہ علماء قبض کر لئے جائیں گے۔ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جاہل سرداروں کو جا پکڑیں گے، ان سے مسائل پوچھیں گے وہ بغیر علم کے فتوے دیں گے خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کر دیں گے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابوکریب سے، اس نے ابواسامہ سے اور بخاری ومسلم نے ان کو نقل کیا ہے ابوکریب سے اس نے ابواسامہ سے۔ اور بخاری ومسلم نے اس کو نقل کیا ہے کئی وجوہ سے، اس نے ہشام بن عروہ سے۔

(بخاری۔ کتاب العلم۔ مسلم۔ کتاب العلم۔ باب رفع العلم)

☆☆☆

باب ۲۱۶

حضور ﷺ کا خبر دینا کچھ لوگوں کے بارے میں

جن کے ساتھ سوال اُٹھے گا حتیٰ کہ کہیں گے وہ، یہ تو اللہ ہوا اس نے ہر شئ کو پیدا کیا مگر اللہ کو کس نے پیدا کیا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن محمد بن حسین قلوی نے، ان کو خبر دی ابو حامد بن شرقی نے، ان کو محمد بن یحییٰ نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو ہشام بن حسان نے محمد بن سیرین سے، وہ کہتے ہیں کہ ہیں ابو ہریرہؓ کے پاس بیٹھا تھا اچانک ان کے پاس کوئی آدمی آیا، اس نے کچھ پوچھا مگر میں اس کو نہ سمجھ سکا۔ ابو ہریرہؓ نے کہا، اللہ اکبر! اس مسئلے کے بارے میں دو آدمیوں نے پہلے پوچھا تھا یہ تیسرا ہے۔

میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا تھا، فرما رہے تھے، بے شک کچھ لوگوں کے ذریعے سوال اُٹھیں گے حتیٰ کی وہ کہیں گے اللہ سبحانہ نے ساری مخلوق کو پیدا کیا ہے مگر اس کو کس نے پیدا کیا ہے؟

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن قلوی نے، ان کو خبر دی ابو حامد بن شرقی نے، انؔ کو ابوالازہر نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو معمر نے ہشام بن حسان سے، اس نے سیرین سے، وہ کہتے ہیں کہ میں ابو ہریرہؓ کے پاس بیٹھا تھا، ان سے ایک آدمی نے پوچھا کسی شئ کے بارے میں، میں نے اسے نہیں سمجھا۔ پھر آگے حدیث ذکر کی۔

اس کو نقل کیا ہے مسلم نے صحیح میں حدیث ایوب سے۔ (مسلم۔ کتاب الایمان ص ۱/۱۲۰۔۱۲۱)

اس نے ابن سیرین سے اور ہم نے اس کو روایت کیا ہے دوسرے طریق سے عبدالرزاق سے، اس نے معمر سے، کہتے ہیں کہ انہوں نے اس سے زیادہ کیا ہے۔ ایک دوسرے آدمی کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہو کہ اللہ تھا ہر شئ سے قبل، وہ ہر شئ کا خالق ہے اور ہر شئ کے بعد بھی ہوگا۔

باب ۲۱۷

(۱) حضور ﷺ کا خبر دینا کہ جس کے دل میں کجی ہوگی وہ کتاب اللہ کی متشابہات کی اتباع کرے گا۔

(۲) لہٰذا آپ دیکھیں گے ہر بدعتی کو کہ وہ محکمات کو چھوڑ چکا ہوگا۔

(۳) اور متشابہات پر آ جائے گا۔

(۴) اور اس کی تأویل پوچھتا پھرے گا۔

(۵) اور وہ خود بھی فتنے میں واقع ہوگا۔

(۶) اور اس کو بھی فتنے میں ڈال دے گا جو اس کے تابع ہوگا۔

(۷) ہم اللہ سے توفیق مانگتے ہیں، سنت پر عمل پیرا ہونے کی اور اس سے پناہ مانگتے ہیں اہل بدعت و اہل زیغ کی متابعت کرنے کی۔

(۱) ہمیں خبر دی ابو علی حسن بن محمد روذ باری نے، ان کو خبر دی ابو بکر بن داسہ نے، ان کو ابو داود نے، ان کو قعنبی نے، ان کو یزید بن ابراہیم نے، ان کو عبداللہ بن ابوملیکہ سے، اس نے قاسم بن محمد سے، اس نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے۔

وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

هو الذی انزل علیك الکتاب منه ایات محکمات هن أم الکتاب واخر متشابهات ـ فامّا الذین فی قلوبهم زیغ فیتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تأویله ومایعلم تأویله الا اللّٰه والراسخون فی العلم یقولون امنا به کل من عند ربنا وما یذکرا لا اولوا الباب ـ (سورۃ آل عمران : آیت ۷)

سیدہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو اس میں سے متشابہ کی اتباع کر رہے ہیں تو وہ ہی لوگ ہوں گے جن کا اللہ نے نام رکھا ہے اہل زیغ۔ پس ان سے بچو۔

(۲) ہمیں خبر دی ابو زکریا بن ابواسحاق نے، ان کو خبر دی ابو اسحاق ابراہیم بن محمد ذُکلی نے مکہ مکرمہ میں، ان کو حدیث بیان کی محمد بن علی بن زید صائغ نے، ان کو قعنبی نے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے اس کی اسناد کے ساتھ اس کی مثل۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں قعنبی سے۔ (بخاری۔حدیث ۴۵۴۷۔فتح الباری۔۲۰۹/۸۔ترمذی۔حدیث ۲۹۹۴ ص ۲۲۳/۵)

(۳) ہمیں خبر دی ابو حامد احمد بن حسب نے، ان کو ابو اسحاق اسماعیل بن اسحاق قاضی نے، ان کو عازم بن فضل نے، ان کو حماد بن زید نے، ان کو ایوب نے، ان کو ابن ابوملیکہ نے، یہ کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی تھی:

هو الذی انزل علیك الکتاب منه ایات محکمات .... الخ

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب ان لوگوں کو دیکھو جو اس میں جھگڑا کر رہے ہیں تو وہ وہی لوگ ہیں جو اللہ سے فراری ہیں (اہل زیغ اور کجی) تو ان سے بچو۔ ابو ایوب نے کہا میں نہیں جانتا کسی کو اصحاب اہواء میں سے مگر وہ جھگڑتا ہے متشابہ کے ذریعہ۔

باب ۲۱۸

حضور ﷺ کا خبر دینا رافضیوں اور قدریوں کے ظاہر ہونے کی

اگر حدیث صحیح ہو تو وہ ظاہر ہوتے ہیں

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق نے، ان کو اسود بن عامر نے، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ابو سہیل نے، ان کو کثیر النواء نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابراہیم بن حسن نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا سے، وہ کہتے ہیں

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے قائم ہونے سے قبل کچھ لوگ ظاہر ہوں گے، ان کو رافضہ کیا جائے گا، وہ اسلام سے بَری ولاتعلق ہوں گے یا بیزار ہوں گے۔

(۲) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید نے، ان کو محمد بن غالب تمتام اور عبداللہ بن حسن ابوشعیب نے، ان دونوں نے کہا ان کو محمد بن صباح نے، ان کو ابوعقیل نے وہ یحییٰ بن متوکل ہے، اس نے کثیر النواء سے، اس نے ابراہیم بن حسن بن حسن بن علی بن ابوطالب سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے اپنے نانا علی بن ابوطالب سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری اُمت میں ایک قوم ہوگی آخر زمانے میں وہ نام رکھے جائیں گے رافضہ، وہ اسلام کو چھوڑ دیں گے۔ (مسند احمد ۱/۱۰۳)

یہ روایت مسند احمد میں بھی ہے۔ اس کی اسناد ضعیف ہے۔ یحییٰ بن متوکل کو امام احمد اور ابن معین نے ضعیف اور منکر الحدیث کہا ہے۔

اس روایت میں النواء کا تفرد ہے، وہ ایک شیعہ تھا اور ضعیف طریق سے بھی مروی ہے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد نے، ان کو یونس بن محمد مؤدب نے، ان کو عمران بن زید نے حجاج بن تمیم سے، اس نے میمون بن مہران سے، اس نے ابن عباس ؓ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا فرمایا کہ آخر زمانے میں ایک قوم ہوگی ان کا نام رافضہ رکھا جائے گا وہ اسلام کو چھوڑ دیں گے محض زبان سے کہیں گے، ان کو قتل کر دینا وہ مشرک ہوں گے

اسی مفہوم میں روایت کی گئی ہے کئی طرف سے مگر وہ سب کی سب ضعیف ہیں۔ واللہ اعلم

(۴) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوجعفر محمد بن صالح بن ہانی نے، ان کو سری بن خزیمہ نے، ان کو عبدالرحمٰن مقری نے، ان کو سعید بن ایوب نے، ان کو خبر دی ابوصخر نے، ان کو نافع نے ابن عمر ؓ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا رسول اللہ ﷺ سے، فرماتے تھے، بے شک میری اُمت میں عنقریب کچھ لوگ آئیں گے جو قضاء وقدر کی تکذیب کریں گے اس کو جھٹلائیں گے۔ (ترمذی۔ حدیث ۲۱۵۳ ص ۴/۴۵۶)

باب ۲۱۹

حضور ﷺ کا خبر دینا اس پیٹ بھرے شخص کے بارے میں جو تخت پر بیٹھا اِترا رہا ہوگا اور حضور ﷺ کی سنت کو رد کرے گا قرآن کے حوالے سے جو اس میں حلال وحرام ہے سوائے سنت کے پھر ایسے ہی ہوا جیسے انہوں نے خبر دی تھی اور اسی کے ساتھ بدعت ایجاد کی تھی جس نے بدعت ایجاد کی اور ضرر ظاہر ہوا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداود نے، ان کو عبدالوہاب بن نجدہ نے، ان کو عمرو بن کثیر بن دینار نے، ان کو جریر بن عثمان نے، ان کو عبدالرحمٰن بن عوف نے مقدام بن معدیکرب سے، اس نے رسول اللہ ﷺ سے،

آپ نے فرمایا، خبردار! بے شک کتاب دیا گیا ہوں اور اس کی مثل بھی اس کے ساتھ۔ خبردار! قریب ہے کہ ایک پیٹ بھرا آدمی اپنے تخت پر بیٹھا اِترا کر یہ کہے کہ تم لوگ اس قرآن کو لازم پکڑلو جو اس میں حلال پاؤ۔ بس اس کو حلال مانو، جو اس میں حرام پاؤ اس کو حرام کہو۔ خبردار! تمہارے لئے گھریلو گدھے حلال نہیں ہیں (حالانکہ اس کی حرمت کا واضح ذکر قرآن میں نہیں ہے)۔ اور ہر ہر صاحب دانت درندہ بھی۔ اور حدیث ذکر کی۔ (ابوداؤد۔ حدیث ۴۶۰۴ ص ۴/۲۰۰۔ مسند احمد ۴/۱۳۱)

(۲) ہمیں خبردی ابوعلی روذباری نے، ان کو ابوبکر بن داسہ نے۔ ان کو ابوداود نے، ان کو احمد بن حنبل اور عبداللہ بن محمد نفیلی نے، ان کو سفیان نے ابوالنضر سے، اس نے عبیداللہ بن ابورافع سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے، حضور ﷺ نے فرمایا البتہ ایک تمہارا تکیہ لگائے بیٹھا ہوا اپنے تخت پر، اس کے پاس کوئی حکم آئے گا میرے حکموں میں سے، جو میں نے حکم کیا ہوگا کسی شئ کا یا منع کیا ہوگا کسی شئ سے۔ وہ مغرور انسان کہے گا ہم نہیں جانتے اس حکم یا نہی کو۔ ہم جو کچھ کتاب اللہ میں پائیں گے بس اس کی اتباع کریں گے۔

(ترمذی۔ حدیث ۲۲۶۳ ص ۵/۳۷۔ ابن ماجہ ص ۱/۶۔۷)

باب ۲۲۰

حضور ﷺ کا خبر دینا جو آپ کی اُمت کے آخر میں کذاب (جھوٹے) اور شیطان ہوں گے جو جھوٹ بولیں گے حدیث کے بارے میں یعنی جھوٹی حدیثیں لائیں گے پھر وہی ہوا جو آپ نے فرمایا تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوجعفر محمد بن صالح بن ہانی نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن احمد بن انس قرشی نے، ان کو عبداللہ بن یزید مقری نے، ان کو سعید بن ابوایوب نے، ان کو ابوہانی حمید بن ہانی نے، ان کو ابوعثمان مسلم بن یسار نے ابوہریرہ ﷺ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

سیکون فی اخر اُمتی اناس یحدثونکم بمالم تسمعوا انتم و لا اباؤکم فایاکم و ایاھم

عنقریب میری اُمت کے آخر میں ایسے لوگ ہوں گے جو تمہیں حدیث بیان کریں گے ایسی جو تم نے سنی ہوگی نہ تمہارے باپ دادا نے۔ لہٰذا تم اپنے آپ کو بچانا اور ان سے دُور رہنا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابن نمیر سے اور زہیر سے، اس نے مقری سے۔ (مسلم فی المقدمہ ص ۱/۱۲)

اور ہم نے روایت کیا ہے حدیث صحیح میں عبداللہ بن مسعود ﷺ سے، انہوں نے کہا کہ بے شک شیطان البتہ آدمی کی صورت وشکل بنا کر لوگوں کے پاس آئے گا اور ان کو حدیث بیان کرے گا جھوٹی روایت جس سے ان میں تفرقہ پڑ جائے گا۔

اور عبداللہ بن عمرو بن العاص ﷺ سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا کہ بے شک سمندر میں شیاطین (جنات) مقید ہیں۔ سلیمان علیہ السلام نے ان کو جکڑ دیا تھا قریب تھا کہ وہ نکل آئیں گے اور وہ لوگوں پر قرآن پڑھنے لگیں گے اور یہی روایت عبداللہ بن عمر ﷺ سے موفوعاً بھی مروی ہے۔

ابلیس کا بازاروں کا چکر لگانا

(۲) ہمیں خبر دی ابوسعد مالینی نے، ان کو ابواحمد بن عدی حافظ نے، ان کو عمران بن موسیٰ بن مجاشع نے، ان کو سوید بن سعید نے، ان کو عبداللہ بن یزید مقری نے، ان کو سعید بن ابوایوب نے، ان کو ابن عجلان نے، ان کو عبدالواحد نصری نے واثلہ بن اسقع سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ ابلیس بازاروں میں چکر لگائے گا اور کہے گا ہمیں حدیث بیان کی ہے فلاں بن فلاں نے اسی طرح سے۔

شیطان کا مسجد خیف میں قصہ گوئی کرنا

(۳) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن ابراہیم فارسی نے، ان کو خبر دی ابواسحاق اصفہانی نے، ان کو ابواحمد بن فارس نے، ان کو محمد بن اسماعیل بخاری نے، ان کو محمد بن صلت ابوجعفر نے، ان کو ابن مبارک نے، ان کو سفیان نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اس نے جس نے ایک قصہ گو واقعہ سُنا تھا وہ مسجد خیف میں یا اس کی مثل میں وعظ کر رہا تھا۔ میں نے اس کی تلاش کی تو وہ شیطان تھا۔

آیت الکرسی سُن کر شیطان کا فرار ہو جانا

(۴) ہمیں خبر دی ابوسعد مالینی نے، ان کو ابواحمد بن عدی نے عمران بن موسیٰ سے، اس نے محمد بن یوسف سراج سے، اس نے عیسیٰ بن ابوفاطمہ فزاری سے، وہ کہتے ہیں کہ میں ایک شیخ کے پاس بیٹھا ہوا تھا مسجد الحرام میں، اس سے کچھ لکھ رہا تھا پس کہا شیخ شیبانی نے، اس آدمی نے کہا مروی ہے شعبی سے، اس نے کہا مجھے حدیث بیان کی ہے شعبی نے، اس نے کہا کہ حارث سے روایت ہے اس نے کہا ہے کہ تحقیق اللہ کی قسم میں نے دیکھا ہے حارث کو اور اس سے سُنی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے سُنی ہے حضرت علی ؓ سے وہ کہتے ہیں اللہ کی قسم میں نے دیکھا ہے علی کو اور میں اس کے ساتھ حاضر ہوا ہوں جنگ صفین میں۔ میں نے اس کو دیکھا تو میں نے آیت الکرسی پڑھ دی، جب میں نے یہ لفظ پڑھا ولا یؤدہٗ حفظھما تو میں نے دیکھا تو مجھے کچھ بھی نظر نہ آیا۔

باب ۲۲۱

حضور ﷺ کا خبر دینا آپ کی اُمت میں خیر القرون کے بعد لوگوں میں تغیر ظاہر ہوگا پھر وہی ہوا جو آپ نے خبر دی تھی

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابوالحسن محمد بن حسین بن داود علوی نے بطور املاء کے، ان کو خبر دی ابو حامد احمد بن حسن حافظ نے، ان کو عبدالرحمٰن بن بشر ابن الحکم نے، ان کو بہز بن اسد نے، ان کو سعید نے، ان کو خبر دی ابوجمرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھ پر داخل ہوا زہدم، اس نے مجھے خبر دی کہ اس نے سُنا عمران بن حسین سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارا بہتر زمانہ میرا زمانہ ہے، اس کے بعد ان لوگوں کا زمانہ جو ان کے متصل ہوں گے (صحابہ کا زمانہ) اس کے بعد ان لوگوں کا زمانہ جو ان کے متصل ہوں گے (تابعین کا زمانہ)

اس کے بعد ایسے لوگ ہوں گے جو خیانت کریں گے اور امین قرار نہیں دیئے جائیں گے۔ اور گواہی دیں گے مگر گواہی طلب نہیں کریں گے۔ اور وہ نذریں مانیں گے مگر پوری نہیں کریں گے۔ ان میں موٹاپا ظاہر ہو جائے گا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبدالرحمن بن بشر سے۔ (مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۲۱۴ ص ۱۹۶۴/۴)

حضور ﷺ کے بعد آپ کی اُمت میں ظہور پذیر ہونے والے واقعات کے بارے میں حضور ﷺ کے خبر دینے کی بابت اخبار واحادیث (بہت ساری تو گزر چکی ہیں اور مذکورہ بہت سارے واقعات وجود میں بھی آ چکے ہیں) اور دلائل صدق نبوت بن چکے ہیں۔ اور بقیہ بہت سارے خبر دیئے ہوئے واقعات اپنے وقت پر ظاہر ہوں گے جب اللہ کا وعدہ آ جائے گا بقیہ اخبار کے بارے میں تو باقی بھی ظاہر ہو جائیں گے کثیر تعداد میں۔ اور کتاب سے جو مقصود تھا وہ حاصل ہو چکا ہے ان واقعات کے ساتھ جو ہم نے ذکر کر دیئے ہیں۔

اور اللہ کا شکر ہے اسلام پر اور اللہ کا شکر ہے ہمارے پیارے نبی محمد علیہ السلام پر ایمان کے ساتھ۔ کتاب مستطاب دلائل النبوۃ کی چھٹی جلد کا ترجمہ محض اللہ کے فضل وکرم کے ساتھ اختتام پذیر ہو چکا ہے۔ اس کے بعد متصل ساتویں جلد ہے جو کہ آخری ہے اس کا آغاز مجموعہ ابواب ہے اس شخص کے بارے میں جس نے حضور ﷺ کے عہد میں آثار نبوۃ محمدیہ دیکھے اپنے خواب میں، اور اس میں جو دلائل آپ کے صدق کے ظاہر ہوئے ان اخبار کے بارے میں جن کی آپ ﷺ نے خبر دی امور آخرت وغیرہ کے بارے میں۔ نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ مؤمن کا خواب ایک جزء ہوتا ہے، نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ہے۔

واخر دعوانا ان الحمد للّٰہ ربّ العالمین

اے میرے سچے معبود میری اس کاوش کو لوگوں کی ہدایت اور میری نجات کا ذریعہ بنا۔ آمین یارب العالمین۔

یہ مسودہ ۱۰ بج کر ۱۵ منٹ پر ختم ہوا ہے۔ مورخہ ۹/ ذوالحجہ ۱۴۲۹ھ بروز پیر، ۸/ دسمبر ۲۰۰۸ء

اختتام جلد ششم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دلائل النبوۃ

جلدہفتم

صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت پر دلالت کرنے والے چند دیگر احوال

اس جلد میں تین قسم کے ابواب ہیں :

(۱) ان ابواب میں اُن حضرات وشخصیات کے ایسے خوابوں کا تذکرہ جو خواب بھی صاحبِ شریعت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کی صداقت پر دلالت کرتے ہیں اور یہ خواب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں دیکھے گئے۔

(۲) ان ابواب میں صاحب شریعت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اُترنے والی وحی کی کیفیت کا بیان ہے اور اس وحی کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر ظاہر ہونے والے آثار وکیفیات کا بیان اور ان حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا تذکرہ ہے جنہوں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا۔

(۳) ان ابواب میں نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الوفات اور وفات کے تفصیلی واقعات کا ذکر ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب سے پہلے ان ابواب کا تذکرہ جن میں اُن حضرات وشخصیات کے ایسے خوابوں کا تذکرہ ہے جو خواب حضور علیہ السلام کے زمانہ میں دیکھے گئے اور وہ خواب بھی حضور علیہ السلام کی نبوت ورسالت پر دلالت کرتے ہیں اور جن امور آخرت یا دیگر امور (جن کی حضور علیہ السلام نے پیشگوئی کی) کی صداقت وحقانیت پر دلالت کرتے ہیں۔ جن کے بارے میں خود نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ''مؤمن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے''۔ (بخاری۔ کتاب التعبیر۔ حدیث ۶۹۸۳۔ فتح الباری ۱۲/۳۶۱۔ مسلم۔ کتاب الرؤیا۔ حدیث ۶)

مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن محمد بن حسین بن داود العلوی نے، اور ان کو خبر دی عبداللہ بن محمد بن الحسن الشرقی نے، اور وہ کہتے ہیں کہ ہمیں بیان کیا محمد بن یحییٰ الذہلی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں بیان کیا عبدالرحمٰن بن المہدی نے اور اس کو بیان کیا شعبہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں بیان کیا ابوبکر محمد بن حسن بن فورکؒ نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر الاصبہانی نے، اور ان کو خبر دی یونس بن حبیب نے، اور ان کو خبر دی ابوداؤد نے، ان کو خبر دی شعبہ نے حضرت قتادہ سے، اور قتادہ نے حضرت انس ﷺ سے اور حضرت انس نے حضرت عبادہ بن صامت ﷺ سے اور عبادہ بن صامت نے فرمایا کہ بے شک نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''مؤمن کا خواب نبوت کے حصص (اجزاء) سے چالیسواں حصہ ہے''۔

اس کو روایت کیا ہے مسلم نے صحیح میں زہیر بن حرب سے، انہوں نے عبدالرحمٰن سے اور انہوں نے ابی موسیٰ سے اور انہوں نے ابی داود سے اور انہوں نے روایت کیا عندر وغیرہ کے طریق سے حضرت شعبہ ﷺ سے۔ نیز اس روایت کی خبر دی ہمیں علی بن محمد عبداللہ بن بشران نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں بیان کی اسماعیل بن محمد الصفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں بیان کیا احمد بن منصور الرمادی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا عبدالرزاق نے، کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی معمر نے حضرت ابی ہریرہ ﷺ سے روایت کی وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ''مؤمن کا خواب نبوت کے حصص (اجزاء) میں سے چھیالیسواں حصہ ہے''۔ (حوالہ بالا)

اس کو روایت کیا مسلم نے اپنی صحیح میں عبد بن حمید سے، انہوں نے عبدالرزاق سے۔ اور اسی روایت کو امام بخاری نے دوسرے طریقے سے روایت کیا ہے امام زہری ﷺ سے اور اسی طرح روایت کیا ہے اس کو ابوصالح نے حضرت ابوہریرہ ﷺ سے اور ابوسلم بن عبدالرحمٰن نے دو روایتوں میں، جو زیادہ صحیح روایت ہے وہ بھی ابوہریرہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔

اور روایت کیا اسی کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے، بے شک نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''نیک خواب نبوت کے اجزاء میں ستر واں حصہ ہے''۔ (حوالہ بالا)

اس کی خبر دی ہم کو ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عبداللہ نے، وہ فرمایا تے ہیں کہ ہمیں خبر دی الحسن بن سفیان نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں بیان کیا ابن نمیر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا میرے والد نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں بیان کیا عبیداللہ نے حضرت نافع سے، انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ سے کہ انہوں نے وہی حدیث ذکر کی اور اسی کو روایت کیا ہے امام مسلم نے اپنی صحیح میں ابن نمیر کی روایت سے۔ (حوالہ بالا)

☆☆☆

باب ۲۲۲

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا خواب جو رسول اللہ ﷺ کی نبوت پر دلالت کرتا ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن ابوالفضل القطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسہل بن زیاد القطان نے، وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا اسحاق بن الحسن الحربی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا عفان نے، وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا صخر بن جویریہ نے نافع سے، انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خواب دیکھا کرتے تھے اور پھر حضور ﷺ کے سامنے بیان کرتے تھے اور نبی کریم ﷺ ان کی تعبیر جو بھی ہوتی تھی بیان فرماتے تھے۔ لیکن میں کم عمر نوجوان تھا اور شادی کرنے سے پہلے میں مسجد میں ہوتا تھا۔ پس ایک مرتبہ میں نے اپنے آپ سے کہا کہ اگر تیرے اندر بھی کوئی بھلائی ہوتی تو تجھے بھی اسی طرح کے خواب نظر آتے جیسا کہ دوسرے صحابۂ کرام کو نظر آتے ہیں۔

پس ایک رات میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میرے اندر کوئی خیر کی بات ہے تو مجھے بھی خواب دکھلا دے۔ پس میں اسی حالت میں سو گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میرے پاس دو فرشتے آئے اور ہر ایک کے ہاتھ میں ایک لوہے کا گُرز تھا (یعنی ہنٹر تھا)۔ اور وہ دونوں مجھے جلدی جلدی جہنم کی طرف لے جانے لگے اور میں نے اُسی دوران اللہ تعالیٰ کو پکارنا شروع کر دیا کہ ''اے اللہ! میں آپ سے جہنم کی پناہ چاہتا ہوں''۔

پھر اچانک میں نے دیکھا کہ ایک فرشتہ میرے پاس آیا، مجھ سے ملاقات کی جس کے ہاتھ میں بھی لوہے کا گُرز تھا۔ اس فرشتے نے مجھ سے کہا کہ مت چلاؤ تم بہت اچھے آدمی ہو اگر تم نماز کی کثرت کرتے۔ پھر وہ فرشتے مجھے لے کر گئے، یہاں تک کہ مجھے جہنم کے کنارے لا کر کھڑا کر دیا۔ میں نے دیکھا کہ جہنم لپٹی ہوئی تھی جیسا کنواں گہرائی میں لپٹا ہوا ہوتا ہے اور اس کے سینگ تھے اور ہر ایک سینگ پر ایک فرشتہ مقرر تھا جس کے پاس بھی لوہے کا ایک گُرز تھا۔

اچانک میں نے دیکھا کہ اس جہنم میں کچھ لوگ زنجیروں میں جکڑے ہوئے اُلٹے لٹکے ہوئے ہیں، میں نے ان میں سے بعض کو پہچان بھی لیا کہ وہ قریش قبیلہ کے لوگ تھے۔ پس پھر وہ فرشتے مجھے لے کر دائیں طرف چلے گئے۔

پس میں نے یہ پورا خواب حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو بیان کیا اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کو بیان کیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں عبداللہ کو نیک صالح آدمی سمجھتا ہوں۔

حضرت نافع فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ﷺ اس کے بعد بڑی کثرت سے نماز پڑھا کرتے تھے۔

اس کو روایت کیا امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں ابی قدامہ سے، انہوں نے عفان سے۔

(بخاری۔ کتاب التعبیر الرؤیا۔ فتح الباری ۱۲/ ۲۱۸۔ مسلم۔ کتاب فضائل الصحابۃ۔ حدیث ۱۴۰ ص ۱۹۲۷۔ ۱۹۲۸)

وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن اسحاق نے، انہیں خبر دی ابومسلم نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں بیان کیا سلیمان بن حرب نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں بیان کیا حماد بن زید نے۔

امام بخاری دوسری سند سے بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہمیں بیان کیا ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں بیان کیا یحییٰ بن یحییٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں بیان کیا ابوالربیع زہرانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں بیان کیا حماد نے ایوب سے، ایوب نے نافع سے، اور نافع نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ بے شک انہوں نے فرشتہ کو نیند میں دیکھا گویا کہ اس کے ہاتھ میں ریشمی کپڑے کا ایک ٹکڑا ہے اور وہ جنت میں جس جگہ جانے کا ارادہ کرتا وہ کپڑا اس کو اُڑا کر جنت کے اُس مکان تک پہنچا دیتا۔

اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ اس کو اس ریشمی کپڑے سے جہنم کی طرف لے جایا جا رہا ہے۔ پس اچانک ایک شخص سامنے آ گیا اور کہنے لگا اس شخص کو چھوڑ دو، یہ بہت اچھا آدمی ہے۔ اگر یہ راتوں میں نمازیں پڑھتا۔ پس اس واقع کو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے دو روایتوں میں سے ایک روایت کو نبی اکرم ﷺ کو سُنایا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا" بے شک تمہارا بھائی نیک صالح شخص ہے"۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ راتوں میں لمبی لمبی نمازیں پڑھا کرتے تھے۔

اس روایت کو بیان کیا امام مسلم نے اپنی صحیح میں ابوالربیع سے اور امام بخاری نے ابوالنعمان سے اور انہوں نے حماد سے روایت کیا ہے۔

باب ۲۲۳

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کا خواب

جو نبی اکرم ﷺ کی نبوت پر دلالت کرتا ہے

ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور محمد بن موسیٰ بن الفضل نے، وہ دونوں فرماتے ہیں کہ ہمیں بیان کیا ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں بیان کیا الربیع بن سلیمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں بیان کیا عبداللہ بن وہب نے عبداللہ بن لہیعہ سے، اور یحییٰ بن ایوب اور حیوۃ بن شریح نے یزید بن عبداللہ بن اُسامہ بن الہاد سے کہ محمد بن ابراہیم بن الحارث التیمی نے بیان کیا ہے ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے اور طلحہ بن عبیداللہ التیمی سے کہ بے شک دو شخص بلی قبیلہ سے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں تشریف لائے اور دونوں اکھٹے مسلمان ہوئے تھے اور ان دونوں میں ایک بہت زیادہ محنت ومشقت کا عادی تھا۔ پس یہ محنتی شخص ایک جنگ میں شریک ہوا اور شہید ہو گیا جبکہ دوسرا ساتھی اس کے بعد چند سال تک اور زندہ رہا پھر اس کا بھی انتقال ہو گیا۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں باب الجنۃ پر ایک مرتبہ سویا ہوا تھا کہ میں نے دیکھا کہ میں بھی ان دو آدمیوں کے ساتھ جنت سے باہر کھڑا ہوا ہوں۔ اچانک جنت کے دروازے سے ایک شخص نکلا اور اس شخص کو جنت میں آنے کی اجازت دے دی جو اُن دو شخصوں میں سے بعد میں فوت ہوا تھا۔ پھر کچھ توقف (دیر) کے بعد اس شہید ساتھی کو بھی جنت میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی، پھر وہ جنت کا داروغہ میری جانب متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ تم ابھی لوٹ جاؤ تمہارا وقت ابھی نہیں آیا۔

پس صبح میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے یہ خواب لوگوں کو سُنایا تو لوگ بے حد تعجب کرنے لگے، یہاں تک کہ یہ بات نبی اکرم ﷺ تک پہنچ گئی تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کون سی چیز تمہیں تعجب میں ڈال رہی ہے؟ تو لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! یہ پہلا شخص دوسرے کے مقابلہ اتنی محنت اور مشقت کیا کرتا تھا اور اللہ کے راستہ میں شہید بھی ہو گیا پھر دوسرا شخص اس سے پہلے جنت میں داخل ہو گیا؟

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کیا یہ دوسرا شخص اس کے بعد اتنے سال دنیا میں زندہ نہ رہا .... ؟ اور اتنے رمضان کے مہینے اور اتنی نمازیں اور اتنے اتنے سجدہ زیادہ نہیں کیے؟ تو لوگوں نے عرض کیا رسول اللہ یہ بات تو درست ہے۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا دونوں میں زمین و آسمان کے برابر فرق ہے۔ لہٰذا دوسرا شخص کثرت نماز، کثرت روزہ اور کثرت عبادت کی وجہ سے پہلے شخص سے قبل جنت میں داخل ہوا ہے تو تمہیں تعجب کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ (راقم مترجم)

اسی روایت کے مطابق محمد بن عمرو نے ابی سلمہ سے روایت کی ہے اور یہ بھی کہا گیا کہ محمد بن عمرو نے ابو سلمہ سے، انہوں نے ابو ہریرہ سے، حضرت طلحہ کا خواب موصولاً نقل کیا ہے۔ حالانکہ صحیح یہ ہے کہ یہ روایت مرسل ہے۔

(ابن ماجہ۔ کتاب التعبیر الرؤیا۔ حدیث ۳۹۲۵ ص ۲/۱۲۹۴۔۱۲۹۵)

باب ۲۲۴

حضرت عبداللہ بن زید بن عبد ربہ انصاری رضی اللہ عنہ کا خواب جو نبی اکرم ﷺ کی نبوت کی صداقت پر دلالت کرتا ہے

ہمیں خبر دی ابو علی حسین بن محمد روذباری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن داسہ بصری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں بیان کیا ابوداؤد نے، وہ کہتے ہیں کہ محمد بن منصور الطوسی نے خبر دی، وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا یعقوب نے، انہیں بیان کیا ان کے والد نے محمد بن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں بیان کیا محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی نے محمد بن عبداللہ بن زید بن عبد ربہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں بیان کیا میرے والد حضرت عبداللہ بن زید نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو نماز کے لئے جمع کرنے کے واسطے ہمیں حکم دیا کہ ہم ناقوس (یعنی نقارہ) بجائیں۔

اُسی دوران میں نے خواب دیکھا کہ ایک شخص ناقوس لے کر میرے اردگرد چکر لگا رہا ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ کیا تم یہ ناقوس بیچو گے؟ تو وہ کہنے لگا کہ تم اس ناقوس کو لے کر کیا کرو گے؟ میں نے کہا کہ ہم اس کے ذریعہ لوگوں کو نماز کے لئے جمع کریں گے۔ تو اُس شخص نے کہا کہ کیا میں تمہیں اس ناقوس سے بہتر چیز نہ بتلاؤں جس کے ذریعہ تم لوگوں کو نماز کے لئے جمع کر سکتے ہو۔ میں نے کہا کہ بتلاؤ۔ تو اس نے مجھے کہا کہ تم یہ بولو:

اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر، اشھدان لا الٰہ الّا اللّٰہ اشھدان لا الٰہ الّا اللّٰہ، اشھدان محمدًا رسول اللّٰہ، اشھدان محمدًا رسول اللّٰہ، حیّ علی الصلوٰۃ، حیّ الصلوٰۃ، حَی علی الفلاح، حیّ الفلاح، اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر، لا الٰہ الّا اللّٰہ۔

حضرت عبداللہ بن زید فرماتے ہیں کہ پھر وہ شخص مجھ سے دُور ہو کر کہنے لگا کہ پھر جب تم نماز کو قائم کرو (یعنی جماعت کھڑی ہونے لگے) تو یہ کہو:

اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر، اشھدان لا الٰہ الّا اللّٰہ، اشھد ان اشھد ان محمدًا رسول اللّٰہ، حیّ الصلوٰۃ، حیّ الفلاح، قد قامت الصلاۃ، قد قامت الصلاۃ، اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر، لا الٰہ الّا اللّٰہ۔

حضرت عبداللہ بن زید فرماتے ہیں کہ جب صبح ہوئی تو میں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر وہ سارا خواب سُنا دیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بے شک یہ خواب سچا اور برحق ہے۔

اب کھڑے ہو جاؤ اور حضرت بلال ﷺ کو بتلاتے جاؤ کہ وہ اذان دیتے رہیں۔ کیوں کہ تم میں سے سب سے بلند آواز بلال ﷺ کی ہے۔ پُس میں کھڑا ہوا اور حضرت بلال ﷺ کو وہ کلمات بتلاتا تھا اور وہ اذان والے کلمات ادا کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن زید فرماتے ہیں کہ جب یہ کلمات حضرت عمر فاروق ﷺ نے اپنے گھر میں سُنے تو اپنے گھر سے دوڑتے ہوئے تشریف لائے اس حال میں کہ آپ کی چادر زمین پر گھسٹ رہی تھی اور وہ فرمار ہے تھے کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو رسول بالحق بنا کر بھیجا ہے کہ میں نے بھی یہی کلمات خواب میں سُنے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا (فللّٰه الحمد) اللہ کا شکر ہے۔

(ابوداؤد۔کتاب الصلوٰۃ۔ابن ماجہ۔حدیث ۷۰۸۔مسند احمد ۴/۴۳۔سنن کبریٰ ۱/۳۹)

حضرت سعید بن مسیبؒ نے بھی اُس روایت کو اسی طرح عبداللہ بن زید سے نقل کیا ہے اقامت کے سلسلہ میں۔

اور اس کو روایت کیا ہے عبدالرحمن ابی لیلیٰ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں بیان کیا ہمارے ساتھیوں نے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کہ میں چاہتا ہوں کہ تمام مسلمانوں کی جماعت ایک ہی ہو تو اس کے لئے میں نے یہ سوچا ہے کہ نماز کے وقت لوگوں کو گھروں میں بھیجوں تا کہ وہ لوگوں کو جماعت کے لئے رجوع کریں۔ لیکن پھر یہ بات ذہن میں آئی کہ نماز کے وقت چند لوگوں کو حکم دوں کہ پہاڑ کے ٹیلے پر چڑھ کر لوگوں کو پکاریں تا کہ لوگ جماعت کے لئے جمع ہو جائیں، حتیٰ کہ میرے دل میں یہ بات بھی آئی کہ ناقوس بجائیں تا کہ لوگ ناقوس کی آواز سُن کر نماز کے لئے جمع ہو جائیں اور لوگ قریب تھے کہ ناقوس والی صورت کو اختیار کریں کہ اچانک انصار میں سے ایک شخص آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! میں اس وقت سے اس تگ و دو میں لگا رہا جب سے میں نے آپ کے اس اہتمام کو دیکھا، یہاں تک کہ میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا جس کے اُوپر دوہرے رنگ کی دو چادریں تھیں، وہ کھڑا ہوا مسجد کے اندر اور اس نے اذان پڑھی پھر تھوڑی دیر قعدہ کی صورت میں بیٹھ گیا، پھر کھڑے ہو کر وہ ہی کلمات اذان دُہرائے جو پہلے کہے تھے مگر اب کی بار قد قامت الصلوٰۃ کے الفاظ بھی کہے۔ یا رسول اللہ اگر مجھے اس بات کا ڈر نہ ہوتا کہ لوگ میرے متعلق عجیب عجیب باتیں بنائیں گے تو میں یہ کہتا کہ میں نے یہ واقعہ حالت بیداری میں دیکھا نہ کہ خواب میں۔

پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ تیرے اندر خیر و بھلائی پیدا کریں چلو تم بلال ﷺ کو حکم دو کہ یہ کلمات بطور اذان کہے۔

حضرت عمر فاروق ﷺ نے فرمایا کہ بے شک میں نے بھی اسی طرح کے کلمات کو خواب میں دیکھا مگر مجھے بتاتے ہوئے شرم آ رہی تھی یہاں تک کہ انہوں نے بتا کر سبقت حاصل کر لی۔

اس کی خبر دی ہم کو ابوعلی روذباری نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، ان کو خبر دی ابوداؤد نے، ان کو خبر دی عمرو بن مرزوق نے، ان کو خبر دی شعبہ نے عمرو بن مرّہ سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سُنا ابن ابی لیلیٰ کو پھر انہوں نے مذکورہ حدیث بیان کی۔

☆☆☆

باب ۲۲۵

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ وغیرہ کے خواب جو نبی کریم ﷺ کی نبوت کی صداقت پر دلالت کرتے ہیں

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے، انہیں خبر دی الحسن بن محمد بن اسحاق نے، انہیں خبر دی مسدد نے، انہیں خبر دی ہشیم نے، انہیں خبر دی حمید الطویل نے بکر بن عبداللہ مزنی سے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوسعید خدری سے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب دیکھا کہ گویا میں سورۃ صٓ پڑھ رہا ہوں جب آیت سجدہ پر پہنچا تو میں نے دیکھا کہ ہر چیز سجدہ کر رہی ہے، حتیٰ کہ دوات، قلم، تختی بھی، پس صبح میں نے حضور اکرم ﷺ کے سامنے اس خواب کو بیان کیا تو نبی کریم ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ اس آیت پر سجدہ کروں۔ (خصائص کبریٰ ۱۷۹/۲)

(۲) اور خبر دی ہم کو ابوطاہر الفقیہ نے، انہیں خبر دی ابوالحسن علی بن حمشاد بن سختویہ العدل نے، تین سوتینتیس ہجری میں (۳۳۳ھ میں)۔ انہیں خبر دی محمد بن سلیمان الباغندی ابوبکر الواسطی نے، انہیں خبر دی محمد بن یزید بن خنیس نے حسن بن محمد بن عبیداللہ بن ابی یزید سے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے فرمایا ابن جریج نے یا حسن نے مجھے بیان کیا ہے تمہارے دادا عبیداللہ بن ابی یزید نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کیا کہ یارسول اللہ! میں نے گذشتہ رات دیکھا جیسا کوئی نیند میں دیکھتا ہے (یعنی میں نے خواب میں دیکھا ہے)۔ میں ایک درخت کے نیچے نماز پڑھ رہا ہوں، میں نے نماز میں سورۃ صٓ کی تلاوت کی، جب میں آیت سجدہ پر پہنچا تو میں نے سجدہ کیا پس درخت نے بھی سجدہ کیا۔ میں نے درخت کو یہ کہتے ہوئے سُنا، اے اللہ! بنادے اس (سجدہ) کو میرے لئے اپنے ہاں ذکر اور بنادے اس کو میرے لئے اپنے ہاں ذخیرہ، اور بنادے اس کو میرے لئے اپنے ہاں بڑا اجر۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو صٓ کی تلاوت کرتے ہوئے سُنا۔ جب آپ آیت سجدہ پر پہنچے تو آپ نے سجدہ کیا اور میں نے سجدہ میں نبی کریم ﷺ کو وہی درخت والے الفاظ کہتے ہوئے سُنا جو اس شخص نے نبی اکرم ﷺ کو بتلائے تھے۔

باب ۲۲۶

حضرت طفیل بن سخبرۃ رضی اللہ عنہ کا خواب جو نبی کریم ﷺ کی نبوت کی صداقت پر دلالت کرتا ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی مقری نے، انہیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، انہیں یوسف بن یعقوب نے، انہیں خبر دی عبدالواحد بن غیاث نے، انہیں خبر دی حماد بن سلمہ نے عبدالملک بن عمر سے، انہوں نے ربعی بن حراش سے، انہوں نے طفیل بن سخبرۃ سے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ماں شریک بھائی تھے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ وہ جو ایک نیند والا دیکھتا ہے (یعنی میں نے خواب دیکھا) کہ میں یہودیوں کی ایک جماعت کے پاس گیا اور میں نے اُن سے کہا کہ تم کون ہو؟

وہ کہنے لگے کہ ہم یہودی ہیں۔ پھر میں نے اُن سے کہا کہ بے شک تم ایک اچھی قوم ہوتے اگر تم یہ نہ کہتے کہ عزیر اللہ کے بیٹے ہیں۔ پس وہ کہنے لگے تم بھی اچھی قوم ہوتے اگر تم بھی وہ نہ کہتے جو اللہ اور محمد (ﷺ) کہتا ہے۔

طفیل بن سخبرۃ کہتے ہیں کہ پھر میں عیسائیوں کی ایک جماعت کے پاس آیا۔ پس میں نے اُن سے کہا کہ تم کون ہو؟ تو وہ کہنے لگے کہ ہم عیسائی ہیں۔ پھر میں نے اُن سے کہا کہ تم اچھی قوم ہوتے اگر تم مسیح کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا نہ کہتے۔ تو انہوں نے بھی مجھ سے یہی کہا کہ تم بھی اچھی قوم ہوتے اگر تم وہ نہ کہتے جو اللہ اور محمد (ﷺ) کہتا ہے۔

پھر صبح کو میں نے لوگوں کو یہ خواب بتلا کر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور خواب بتلایا تو نبی کریم ﷺ نے مجھے فرمایا کہ کیا تم نے یہ خواب کسی اور کو بیان کیا ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے کھڑے ہو کر خطاب فرمایا:

اما بعد! بے شک طفیل نے ایک خواب دیکھا ہے اور اُس نے وہ خواب تم لوگوں کو بھی بتلایا ہے مگر تم نے اس کو ایک ایسا کلمہ کہا ہے جس کا دُہرانا بھی میرے لئے باعث شرم ہے۔ لہٰذا تم اس کو یہ مت کہو کہ جو اللہ چاہے یا محمد چاہے۔ (ابن ماجہ۔ کتاب الکفارات۔ حدیث ۱۱۸ ص ۱/۶۸۵)

باب ۲۲۷

ایک انصاری صحابی کا ایسا خواب دیکھنا جو نبی کریم ﷺ کی صداقت پر دلالت کرتا ہے

ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، انہیں خبر دی احمد بن سلمان فقیہ نے، ان کو خبر دی حسن بن مکرم نے، ان کو خبر دی عثمان بن عمر نے، ان کو خبر دی ہشام بن حسان نے محمد بن سیرین سے، ان کو خبر دی کثیر بن افلح سے، انہوں نے زید بن ثابت سے، وہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہمیں نبی کریم ﷺ کی جانب سے حکم دیا گیا کہ ہم ہر فرض کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ اور ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھیں۔

وہ فرماتے ہیں کہ خواب میں میرے سامنے ایک انصاری شخص آیا اور کہنے لگا کہ تمہیں اللہ کے رسول ﷺ نے حکم دیا ہے کہ تم ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ اور ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھو؟ میں نے کہا ہاں یہی حکم ملا ہے تو وہ انصاری شخص کہنے لگا کہ تم تعداد تسبیحات ۲۵ مرتبہ کر لو اور اس کے ساتھ ۲۵ مرتبہ لا الہ الا اللہ بھی شامل کر لو۔

پس صبح کو میں نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں آ کر سارا خواب بیان کر دیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم اُسی طرح کر لو۔
(سنن نسائی ۳/۷۶)

☆☆☆

باب ۲۲۸

حضرت ابواُسامہ رضی اللہ عنہ کا کثرتِ ذکر اللہ کرنے کی وجہ سے خواب میں فرشتوں کو دیکھنا جوان کے پاس آکر رحمت اور سلام پیش کرتے تھے

ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، انہیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، انہیں خبر دی محمد بن عوف الطائی نے، انہیں خبر دی عبدالقدوس بن حجاج نے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر دی صفوان بن عمرو نے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر دی سُلیم بن عامر نے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت ابواسامہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا، اے ابواسامہ! بے شک میں نے خواب دیکھا ہے کہ فرشتے آپ کو سلام کرتے ہیں آپ جب بھی گھر سے نکلتے ہیں یا داخل ہوتے ہیں یا جب کھڑے ہوتے ہیں یا بیٹھتے ہیں۔ تو ابواسامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے اللہ! میری مغفرت فرما کہ وہ فرشتے تمہارے واسطے سے ہمارے لئے دعا کرتے ہیں۔ اور اگر تم چاہو تو تمہارے لئے بھی فرشتے دعا کر سکتے ہیں۔

پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی :

یا ایّھا الذی امنوا اذکروا اللّٰہ ذکرًا کثیرا و سبحوہ بکرۃ و اُصیلا ھوالذی یصلی علیکم و ملائکتہ لیخرجکم من الظلمات الی النور ط و کان بالمؤمنین رحیمًا ہ

(سورۃ الاحزاب : آیت ۴۲-۴۳)

ترجمہ : اے ایمان والو! تم اللہ کو کثرت سے یاد کرو اور صبح و شام یعنی (علی الدوام) اس کی تسبیح اور تقدیس کرتے رہو۔ وہ ایسا رحیم ہے کہ وہ (خود بھی) اور اس کے فرشتے بھی رحمت و سلامتی بھیجتے رہتے ہیں تاکہ حق تعالیٰ تم کو تاریکیوں سے نور کی طرف لے آئے۔ اور اللہ تعالیٰ مؤمنین پر بہت مہربان ہے۔

(مجمع الزوائد ۹/۳۸۷۔ مستدرک ۳/۷۴۱)

باب ۲۲۹

ایک نیک صالح عورت کا خواب جو نبی کریم ﷺ کی نبوت کی صداقت پر دلالت کرتا ہے اور پھر اس خواب کا سچا ہو جانا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، انہیں خبر دی ابوبکر محمد ابن احمد بن محمد یہ العسکری نے، انہیں بیان کیا عثمان بن عمرزاد الانطاکی نے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر دی شیبان بن فروخ نے، انہیں خبر دی سلیمان بن مغیرہ نے، انہیں خبر دی ثابت نے۔

(دوسری سند) اور ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، انہیں خبر دی احمد بن عبید نے، انہیں خبر دی تمتام یعنی محمد بن غالب نے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر دی موسیٰ یعنی ابن اسماعیل نے، انہیں خبر دی سلیمان بن مغیرہ نے حضرت ثابت سے۔ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اچھے اور نیک خوابوں کو پسند فرماتے تھے۔

اچانک ایک شخص نے دیکھا نبی کریم ﷺ کو، لیکن اس شخص کو کوئی جانتا نہ تھا۔ اس شخص نے نبی کریم ﷺ سے اچھے خواب کے متعلق پوچھا، نبی کریم نے اس کے جواب میں اچھے اور نیک خواب کی تعریف کی تو وہ شخص اور متعجب ہوا۔ اسی دوران ایک عورت آئی اور نبی کریم ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ! میں نے ایک خواب دیکھا ہے۔ میں دیکھتی ہوں کہ کچھ لوگ میرے پاس گھر آئے ہیں اور مجھے اپنے ساتھ لے گئے حتیٰ کہ ہم جنت میں داخل ہوگئے۔ میں نے جنت میں ایک دھماکہ سنا جس کی وجہ سے جنت کانپ اٹھی حتیٰ کہ میں نے اپنے آپ کو فلاں بن فلاں، فلاں ابن فلاں، فلاں ابن فلاں (بارہ آدمی شمار کئے) کے ساتھ پایا۔ ان بارہ افراد کو لایا گیا اس حال میں کہ ان کی گردنیں زخمی خون میں تھیں اُن کے اُوپر سبز رنگ کی ریشمی چادریں تھیں۔ ان کے لئے کہا گیا کہ ان کو فلاں نہر میں اتنی دیر کے لئے ڈال دو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اسی زمانے میں نبی کریم نے جنگ کے لئے ایک لشکر بھی بھیجا ہوا تھا جبکہ وہ عورت اپنا خواب بیان کرتی رہی یہاں تک کہ ان بارہ افراد کو جب اس کفر سے نکالا گیا تو ان کے چہرے چودہویں کے چاند کی طرح چمک رہے تھے۔ ان کے لئے سونے سے بنی ہوئی کرسیاں لائی گئیں، ان کو اُن پر بٹھایا گیا پھر ان کے لئے سونے کی ایک طشتری میں تازہ کھجوریں لائی گئیں تو انہوں نے حسب منشاء کھائیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ابھی اس بات کو سمجھا نہیں کہ عورت پھر بول پڑی اور کہنے لگی یا رسول اللہ! وہ افراد کہیں جاتے جس سمت جاتے ہر جگہ میوہ جات کھاتے جاتے تھے اور میں بھی ان کے ساتھ کھاتی جاتی تھی۔ اسی دوران جنگ میں گئے لشکر میں سے ایک شخص خوشخبری لے کر حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ! ہم نے جنگ میں یہ کام کئے اور جنگ میں فلاں، فلاں صحابہ شہید ہوگئے حتیٰ کہ اس نے بارہ افراد شمار کرائے جو اس جنگ میں شہید ہوگئے تھے۔

نبی کریم ﷺ نے فوراً اس عورت کو اور اس شخص کو بلوایا جس نے خواب کے متعلق سوال کیا تھا۔ آپ علیہ السلام نے اُس عورت سے کہا کہ اس شخص کو اپنا خواب سُناؤ۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ خواب تم دونوں ہی کے لئے تھا۔

یہ الفاظ ابن عبید الصفار کے ہیں۔ (سنن کبریٰ۔ تحفۃ الاشراف ۱/ ۱۳۸)

باب ۲۳۰

حضرت عبداللہ ابن سلام رضی اللہ عنہ کا خواب جس کی تعبیر ان کی موت تک اسلام پر ثابت قدمی تھی۔ اور یہ خواب بھی نبی کریم ﷺ کی نبوت پر دلالت کرتا ہے

ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، انہیں خبر دی ابوالحسین احمد بن عثمان الأدمی نے، انہیں خبر دی ابوقلابہ نے، انہیں خبر دی ازہر بن سعد نے، انہیں خبر دی ابن عون نے محمد بن سیرین سے، انہوں نے قیس بن عباد سے، وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ مسجد نبوی میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص مسجد نبوی میں داخل ہوا جس کے چہرے پر خشوع وخضوع کے اثرات تھے۔

پس لوگوں نے اُسے دیکھ کر یہ کہا کہ یہ شخص اہل جنت میں سے ہے، تو اس شخص نے کہا سبحان اللہ کسی شخص کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ کسی کے لئے بھی ایسی بات کہے۔ جس کے بارے میں اس کو یقینی علم نہیں ہے۔ میں تمہیں اس کے متعلق ایک حدیث سُناتا ہوں اور وہ کہ ہے کہ :

''میں نے نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں ایک خواب دیکھا تھا جس کو میں نے نبی کریم ﷺ کے سامنے بیان کر دیا۔ خواب یہ تھا کہ میں ایک بہت سرسبز شاداب اور ایک وسیع باغ میں ہوں اور اس باغ کے بیچوں بیچ ایک لوہے کا ستون کھڑا ہے اور ستون کے اُوپر ایک حلقہ تھا۔ مجھے کہا گیا کہ تم اس ستون پر چڑھو، لیکن باوجود کوشش کے میں اس کے اُوپر چڑھ نہ سکا۔ مگر پھر دوبارہ میں نے کوشش کی اپنے کپڑے سمیٹے اور اُوپر کو چڑھا تو میں اُوپر پہنچ گیا۔ میں نے اُس حلقے کو پکڑ لیا مجھ سے کہا گیا کہ اس کو مضبوط تھام لو''۔

پس میں نے بیدار ہو کر یہ خواب حضور اکرم ﷺ کو بیان کیا۔ تو نبی کریم ﷺ نے تعبیر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ باغ سے مراد اسلام ہے اور ستون سے مراد اسلام کا ستون ہے اور حلقہ سے مراد مضبوط حلقہ ہے اور تم موت کے وقت تک اسلام پر قائم رہو گے۔ اس شخص سے مراد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔ (بخاری۔ مناقب عبداللہ بن سلام۔ فتح الباری ۷/ ۱۲۸)

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں عبداللہ بن محمد سے اور انہوں نے ازہر سے روایت کیا ہے۔

(بخاری۔ مناقب الانصار۔ حدیث ۳۸۱۳۔ فتح الباری ۷/ ۱۲۹۔ فتح الباری ۱۲/ ۳۹۷۔ ۱۲/ ۴۰۱۔ مسلم۔ فضائل الصحابہ۔ مسند احمد ۵/ ۴۵۲)

باب ۲۳۱

یہ باب اس عورت کے خواب کے بارے میں ہے
جس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے
جنت میں داخل ہونے کی قسم کھائی تھی

ہمیں خبر دی ابو احمد مہرجانی نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن جعفر مزکی نے، انہیں خبر دی محمد بن ابراہیم نے، انہیں خبر دی ابن بکیر نے، انہیں خبر دی مالک نے یحییٰ بن سعید سے، انہوں نے ابی سلمہ بن عبدالرحمن سے کہ ایک عورت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس موجود تھی جبکہ ان کے ساتھ دیگر اور بھی خواتین تھیں۔

ایک عورت نے اُن سے کہا، اللہ کی قسم میں جنت میں ضرور داخل ہوں گی کیونکہ میں مسلمان ہوں اور میں نے کبھی زنا نہیں کیا، کبھی چوری نہیں کی۔

پس اس عورت نے خواب دیکھا کہ اس کو کہا گیا کہ تو واقعی جنت میں داخل ہونے کی اہل ہے اور ضرور جنت میں داخل ہو گی اور تو کیوں نہیں جنت میں داخل ہو گی حالانکہ تیرے اندر یہ صفت بھی پائی جاتی ہے کہ تو اجتناب کرتی ہے اُن چیزوں سے جس کی تجھے کوئی پرواہ نہیں اور بات کرتی ہے ایسی جو لایعنی یعنی بے کار نہیں ہوتی۔ اور جس میں یہ صفات پائی جائیں وہ جنت میں ضرور داخل ہوتا ہے۔

پس جیسے ہی صبح ہوئی اُس عورت نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر اپنا خواب بیان کیا اور عرض کی آپ اُن سب عورتوں کو بلوائیں جن کے سامنے میں نے یہ بات کہی تھی کہ میں ضرور جنت میں داخل ہوں گی۔ پس حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اُن سب خواتین کو دوبارہ جمع کیا، یہاں تک کہ اُس عورت نے ان کے سامنے اپنا خواب بیان کر کے قرار حاصل کیا۔

باب ۲۳۲

یہ باب اُن شخصیات کے بیان میں ہے جنہوں نے حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں یہ خواب دیکھا کہ لیلۃ القدر کی رات رمضان المبارک کی آخری سات راتوں میں یا آخری دس راتوں میں ہے

(۱)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی ربیع بن سلیمان نے، ان کو بیان کیا عبداللہ بن وہب نے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر دی مالک بن انس وغیرہ نے نافع سے، انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ خواب میں دکھلایا گیا نبی کریم ﷺ کے کچھ صحابہ کو کہ لیلۃ القدر کی رات رمضان المبارک کی آخری سات راتوں میں پائی جاتی ہے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تمہارا خواب اس بات کے موافق ہے کہ لیلۃ القدر رمضان المبارک کی آخری سات راتوں میں پائی جاتی ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص لیلۃ القدر کو تلاش کرنا چاہے تو اُسے چاہئے کہ رمضان المبارک کی آخری سات راتوں میں تلاش کرے۔

ان دو روایتوں کو امام مالکؒ کی حدیث سے امام بخاریؒ نے اپنی صحیح کے اندر تخریج کیا ہے۔

(بخاری۔ کتاب فضائل لیلۃ القدر۔ مؤطا مالک ص ۱/۳۲۱۔ مسند احمد ۲/۲، ۲۷، ۳۶، ۶۲، ۷۴، ۷۴، ۱۵۷، ۱۶۸۔ مسلم۔ کتاب الصیام۔ حدیث ۲۰۵ ص ۸۲۲۔ ۸۲۳)

(۲)　ہمیں خبر دی ابوالحسن بن بشران نے، ان کو خبر دی ابوجعفر رزاز نے، ان کو خبر دی سعدان بن نصر نے، ان کو خبر دی سفیان نے امام زہری سے، ان کو سالم سے، انہوں نے اپنے والد گرامی سے کہ انہیں نبی کریم ﷺ کی جانب سے ایک حدیث پہنچی۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رمضان المبارک کی آخری دس راتوں میں لیلۃ القدر کو دیکھا۔ پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تمہارا خواب اس بات کے موافق ہے کہ تم لیلۃ القدر کو رمضان المبارک کی آخری دس راتوں میں تلاش کرو۔

(۳)　اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر دی علی بن محمد بن سختویہ نے، ان کو خبر دی بشر بن موسیٰ نے، ان کو خبر دی حمیدی نے، انہیں خبر دی سفیان نے، ان کو خبر دی زہری نے حضرت سالم سے، انہوں نے اپنے والد گرامی سے کہ ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ کو اپنا خواب بتلایا کہ میں لیلۃ القدر کو رمضان المبارک باقی دس راتوں (یعنی آخری عشرہ) میں دیکھا ہے۔ تو نبی کریم نے فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تمہار خواب اس بات کے موافق ہے کہ لیلۃ القدر آخری دس راتوں میں پائی جاتی ہے۔ پس تم لیلۃ القدر کو تلاش کرو آخری دس راتوں میں اور بالخصوص آخری سات راتوں میں۔

اس روایت کو امام سلمہ بن حجاج نے اپنی صحیح میں تخریج کیا ہے زہیر بن قریب سے، انہوں نے سفیان بن عیینہ سے، انہوں نے زہری سے، انہوں نے سالم سے، انہوں نے اپنے والد گرامی سے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے لیلۃ القدر کو رمضان المبارک کی ستائیسویں شب کو دیکھا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تمہارے خواب کے موافق رمضان المبارک کی آخری دس راتوں میں ہے۔ لہٰذا تم لیلۃ القدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

(۴)　ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، انہیں خبر دی ابوعمرو نے، انہیں خبر دی ابویعلیٰ نے، انہیں خبر دی زہیر بن حرب نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی سفیان نے، (آگے وہی مذکورہ روایت ذکر کی ہے)۔ (مسلم۔ کتاب الصیام ۲/۸۲۳)

☆☆☆

باب ۲۳۳

یہ باب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے اُس خواب پر مشتمل ہے

جوانہوں نے لیلۃ القدر کے متعلق دیکھا

ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، انہیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن اسحاق نے، انہیں بیان کیا مسدّد نے، انہیں خبر دی ابوالاحوص نے سماک سے، انہوں نے عکرمہ سے، انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں سویا ہوا تھا کہ ایک آنے والا آیا اور مجھے کہنے لگا کہ یہ لیلۃ القدر کی رات ہے۔ میں فوراً بیدار ہوا، میں غنودگی کی حالت میں نبی علیہ السلام کے خیمہ کی تلاش میں نکلا، میں نے نبی کریم ﷺ کے خیمہ پر پہنچ کر خیمہ کی رسیوں کو پکڑا اور نبی اکرم ﷺ کو حالتِ نماز میں پایا۔ پھر جب میں نے غور کیا تو وہ رمضان المبارک کی تیئیسویں (۲۳) شب تھی۔

لیلۃ القدر کی علامت

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ روزانہ جب سورج طلوع ہوتا ہے تو شیطان سورج کے ساتھ ہوتا ہے مگر لیلۃ القدر والی رات کے بعد والی صبح میں شیطان سورج کے ساتھ نہیں ہوتا۔ نیز سورج اُس دن اپنی شعاعوں کے بغیر طلوع ہوتا ہے۔

حضرت مصنف فرماتے ہیں کہ اکثر علماء کرام کا قول ہے کہ لیلۃ القدر کی رات ستائیسویں شب ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور بات یہ بھی ہے کہ لیلۃ القدر کی پہچان کا دارومدار آسمان سے فرشتوں کے اُترنے پر بھی ہے۔ بس جس رات بھی فرشتوں کا نزول ہوگا وہی رات لیلۃ القدر ہے اور اُسی رات میں قرآن اپنی بھرپور شان و شوکت اور فضائل لے کر نازل ہوا۔ واللہ اعلم

مصنف فرماتے ہیں کہ میں نے سُنا ہے ابوسعد عبدالملک بن ابی عثمان زاہدؒ سے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سُنا ہے ابومحمد مصری سے مکہ مکرمہ میں، وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن مصر کی کسی مسجد میں معتکف تھا اور میرے سامنے ابوعلی الکلکیؒ بھی تھے۔ بس مجھے نیند آ گئی، میں نے دیکھا کہ گویا کہ آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں اور فرشتے تکبیر اور تہلیل کے نعرے لگاتے ہوئے زمین پر اُتر رہے ہیں۔ میں فوراً بیدار ہو گیا اور میں یہ کہتا تھا کہ یہ لیلۃ القدر ہے اور یہ رات بھی ستائیس ویں شب تھی۔

☆☆☆

باب ۲۳۴

یہ باب ابن زمل الجہنی رضی اللہ عنہ کے خواب پر مشتمل ہے

اگرچہ ان کی اس سند میں ضُعف ہے

ہمیں خبر دی ابونصر عمر بن عبدالعزیز بن عمر بن قتادہ نے، انہیں خبر دی ابوعمر بن مطر نے، انہیں خبر دی جعفر بن محمد بن الحسن بن مستفاض فریابی نے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے بیان کیا ابو وہب ابو ولید بن عبدالملک بن عبداللہ بن مسرّح جرانی نے، انہیں بیان کیا سلیمان بن عطاء قرشی حرانی نے سلمہ بن عبداللہ الجہنی سے، انہوں نے روایت کیا اپنے چچا ابومشجعہ بن ربعی سے، انہوں نے ابن زمل الجہنی سے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ فجر کی نماز کے فوراً بعد اپنے پاؤں مبارک موڑ کر سبحان اللہ و بحمدہ، واستغفر اللہ ان اللہ کان توابا ستر مرتبہ پڑھتے، پھر فرماتے ہیں کہ سات سو ستر مرتبہ پڑھتے تھے۔

پھر دو مرتبہ آپ فرماتے ہیں کہ اس آدمی کے لئے کوئی خیر نہیں جس کے گناہ ایک دن میں سات سو سے زیادہ ہو جائیں۔ پھر آپ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور پوچھتے کہ کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا؟ (کیونکہ آپ علیہ السلام خواب کو پسند فرماتے تھے)

ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کے پوچھنے پر ابن زمل رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی! میں نے آج ایک خواب دیکھا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے دعا کے طور پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھے خیر عطا کرے اور شر سے بچائے کیونکہ خیر ہمارے لئے ہے اور شر ہمارے دشمنوں کے نصیب میں ہے۔ پھر الحمد للہ رب العالمین کہہ کر فرمایا کہ تم اپنا خواب بیان کرو۔

ابن زمل فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں لوگوں کے جم غفیر کو ایک وسیع اور کشادہ راستہ پر تھا اور لوگ عمدہ عمدہ گھوڑوں پر سوار چل رہے تھے۔ ہم چلتے چلتے ایک ایسی عمدہ چراگاہ پر پہنچے کہ اس جیسی چراگاہ میں نے کبھی نہیں دیکھی کہ سرسبز شاداب تر و تازہ ہر قسم پر مشتمل چارہ وہاں موجود تھا۔ وہ فرماتے ہیں کہ گویا میں پہلے قافلہ میں ہوں، جب قافلہ اس چراگاہ پر پہنچا تو انہوں نے تکبیر کہی اور اپنی سواریوں کو وہیں چرنے کے لئے چھوڑ دیا۔ لیکن وہ قافلہ والے دائیں بائیں متوجہ نہیں ہوئے گویا کہ میں ان کو آگے چلتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔

پھر اس کے بعد دوسرا قافلہ آیا اس میں پہلے سے زیادہ افراد تھے، جب وہ بھی اس چراہ گاہ پر پہنچے تو انہوں نے بھی تکبیر کہی۔ پھر اپنی سواریوں کو وہیں چرنے کے لئے چھوڑ دیا۔ بعض ان میں چرنے لگے اور بعض خس و خاشاک کو لینے لگے اور وہ اسی پر چلتے رہے۔

راوی فرماتے ہیں کہ پھر اس کے بعد اس سے بھی ایک عظیم اور بڑا قافلہ آیا، جب وہ اس چراگاہ پر پہنچے تو انہوں نے بھی تکبیر کہی اور کہنے لگے کہ یہی بہتر جگہ ہے گویا میں ان کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ دائیں اور بائیں مائل ہو گئے۔ جب میں نے ان کی یہ حالت دیکھی تو میں نے اُسی راستے کو ضروری جانا اور چلتا رہا یہاں تک کہ جب اس چراگاہ کی انتہاء پر پہنچا تو میں نے اپنے آپ کو آپ کے سامنے پایا کہ آپ ایک منبر پر تشریف فرما تھے اس منبر کے سات سیڑھیاں تھیں آپ ان میں سے اُونچے درجہ پر تشریف فرما تھے اور آپ کے دائیں جانب ایک گندمی رنگ والے پراگندہ ایک حیادار شخص تھے جب وہ گفتگو کرتے تو ہر ایک کا نام لیتے تو ہر شخص ان کے کہنے کے مطابق صف میں کھڑے ہو جاتے۔

اور آپ کے بائیں جانب ایک انتہائی خوبصورت سرخ رنگ اور خوب وجیہ چہرے والے، خوب سیاہ بالوں والے شخص تھے جب وہ گفتگو کرتے تھے تو آپ سب لوگ اُس کے اکرام میں اس کی طرف کان لگا کر توجہ سے ان کی بات سُنتے۔ اور آپ کے سامنے ایک بوڑھے شخص تھے

جو اعضاء و جوارح اور چہرے کے اعتبار سے تمام لوگوں میں سب سے زیادہ آپ کے مشابہ تھے اور وہ سارے کے سارے حضرات ان ہی کی طرف متوجہ تھے، انہی کی اقتداء میں تھے۔ اور جبکہ آپ کے سامنے ایک بوڑھی کمزور اُونٹنی تھی گویا آپ نے اس اُونٹنی کو چھوڑ دیا ہے۔

ابن زمل فرماتے ہیں کہ یہ خواب سُن کر نبی کریم ﷺ کا رنگ کچھ دیر تک گھبراہٹ کی وجہ سے فق ہو گیا۔ پھر آپ کی کیفیت مطمئن ہوئی تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، تم نے خواب میں ایک کشادہ راستہ دیکھا ہے یہ وہی راستہ ہے جس پر چلنے کے لئے میں تمہیں برانگیختہ کرتا ہوں یعنی ہدایت کا راستہ ہے اور اس پر چل رہے ہو۔ اور چراگاہ تم نے دیکھی ہے وہ دنیا ہے اس کی عیش وعشرت ہے لیکن میں اور میرے صحابہ نے اس سے دل نہیں لگایا اور چلے گئے، نہ ہم وہاں اُترے اور نہ تم۔

اس کے بعد ایک دوسرا قافلہ آیا جس کی تعداد ہم سے دُگنی تھی اُن میں سے بعض چرنے والے تھے (یعنی دنیا کی عیش وعشرت حاصل کرتے والے تھے)۔ اور بعض نے عیش وعشرت کو ترک کر کے سادگی کو اپنایا اور اُسی میں لگے رہے۔

اس کے بعد لوگوں کا ایک عظیم جم غفیر آیا پس وہ چراگاہ کے دائیں بائیں میں مشغول ہو گئے اور نبی کریم ﷺ نے اس وقت انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھی اور فرمایا کہ اور تم (ابن زمل ﷺ) تم اسی ہدایت والے نیک راستہ پر چلتے رہے حتیٰ کہ تم میرے پاس پہنچ گئے اور وہ منبر جو تم نے دیکھا جس کے سات درجہ تھے اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کی عمر سات ہزار سال ہے اور میں اس کے آخری درجہ یعنی ہزارویں سال میں ہوں۔

اور جس پراگندہ حال والے شخص کو تم نے میرے دائیں جانب دیکھا تھا وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے جب وہ گفتگو کرتے تو لوگ کھڑے ہو کر ان کی گفتگو سُنتے کیونکہ آپ کو اللہ جل وشانہ کے ساتھ ہم کلام ہونے کا شرف فضیلت حاصل تھا۔ اور جس شخص کو میرے بائیں جانب دیکھا تھا وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے انتہائی خوبصورت، سرخ رنگت، خوب وجیہ چہرے والے اور خوب سیاہ بال رکھنے والے نوجوان تھے۔ ہم سب ان کا اکرام کر رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے خود آپ کا اکرام کیا ہے۔

اور جس بوڑھے شخص کو تم نے میرے سامنے دیکھا تھا جو خلقت اور چہرے کے اعتبار سے زیادہ میرے مشابہ تھے وہ ہمارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے ہم سب ان کی امامت میں ان کی اقتداء کر رہے ہیں اور وہ اُونٹنی جس کو تم نے دیکھا جس کے بارے میں تمہارا خیال ہے اس کو میں نے بھیجا ہے وہ قیامت ہے جو ہمارے سر پر موجود ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ میرے بعد نہ تو کوئی نبی آئے گا اور نہ ہی کوئی اُمت۔

ابن زمل فرماتے ہیں کہ اس خواب کی تعبیر بتلانے کے بعد نبی اکرم ﷺ کی یہ عادت بن گئی کہ آپ از خود کسی سے کوئی خواب نہیں پوچھتے تھے۔ الّا یہ کہ کوئی شخص خود ہی آکر اپنا خواب بیان کر دے پھر آپ اس کی تعبیر بیان فرما دیتے تھے۔

☆☆☆

باب ۲۴۵

یہ باب اُس شخص کے بیان میں ہے

جس نے خواب میں لوگوں کو حساب کے لئے جمع ہوتے ہوئے دیکھا

جس کی وجہ سے نبی کریم ﷺ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے

ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، انہیں خبر دی ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی نے، انہیں خبر دی محمد بن صالح ترسی نے، انہیں خبر دی محمد بن مثنیٰ نے، انہیں خبر دی محمد بن محبب ابو ہمام الدلال نے، انہیں خبر دی سفیان ثوری نے موسیٰ بن عقبہ سے، انہوں نے سالم سے، انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کعب الخیر سے کہ انہوں نے کہا میں نے دیکھا کہ تمام لوگوں کو حساب کے لئے جمع کیا گیا ہے۔ پھر تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کو بُلایا گیا۔ ہر نبی کے ساتھ اُس کی اُمت کے وہ افراد تھے جو اُن پر ایمان لائے تھے۔ اور ہر نبی کے ساتھ دو دو نور تھے جن کی رہنمائی میں وہ چل رہے تھے۔ اور ہر اُس اُمتی کے ساتھ جس نے اپنے نبی کی اتباع کی تھی۔ ایک نور تھا جس کی رہنمائی میں وہ چل رہا تھا۔

یہاں تک کہ نبی آخرالزماں حضرت محمد مصطفیٰ علیہ السلام کو بُلوایا گیا جبکہ آپ کے سر پر ہر ایک بال کے ساتھ اور چہرے کے ساتھ علیحدہ علیحدہ نور تھا اور جو بھی آپ علیہ السلام کی طرف دیکھتا اس کو واضح وہ نور نظر آتا تھا اور ہر اُس اُمتی کے ساتھ جس نے نبی کریم ﷺ کی اتباع کی دو دو نور ایسے تھے جیسا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کے ساتھ تھے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے اُسے قسم دی اُس ذات کی جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں کہ سچ بتا، کیا تم نے یہ خواب دیکھا ہے؟ اس شخص نے کہا کہ بے شک میں نے یہ خواب دیکھا ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قسم ہے اُس ذات پاک کی جس نے محمد مصطفیٰ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ بے شک یہی حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات اور ان کی اُمتوں کی صفات ہیں جو کہ تورات میں پڑھی ہیں۔

باب ۲۴۶

یہ باب اس شخص کے بیان میں ہے کہ جس نے ایک قبر پر ٹیک لگائی

تو صاحب قبر نے اس کو اللہ جل شانہ کی اطاعت کی ترغیب دی

(۱) ہمیں خبر دی علی بن محمد بشران العدل نے، انہیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، انہیں خبر دی محمد بن عبدالملک نے، انہیں عثمان مینا یا ابن میناس سے (راوی کو نام میں شک ہے)۔ کہ وہ گرمیوں کے دنوں میں ہلکے پھلکے کپڑے پہنے ایک جنازے کے ساتھ نکلے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک قبر کے پاس پہنچا، میں نے اس قبر کے پاس دو رکعت ادا کی پھر میں نے اُسی قبر پر ٹیک لگائی۔

راوی کہتے ہیں کہ اکثر و بیشتر میں نے ابوعثمان کو یہ فرماتے ہوئے سُنا، وہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم میں بیداری کی حالت میں تھا جس وقت صاحب قبر نے مجھے پکارا اور کہا کہ چل مجھ سے دُور ہو جا، مجھے تکلیف مت پہنچا۔ اور صاحب قبر نے کہا کہ تم ایسی قوم ہو کہ تم اس وقت (عالم دنیا میں) عمل کر سکتے ہو مگر جانتے نہیں کہ دنیا میں عمل کرنے سے کیا ملتا ہے؟ اور ہم ایسی قوم ہیں کہ یہ جانتے ہیں کہ دنیا میں عمل کرنے سے کیا کچھ ملتا ہے۔ مگر اس وقت مرنے کے بعد کچھ بھی عمل نہیں کر سکتے۔ تمہاری ان رکعتوں کا اجر و ثواب میرے نزدیک اتنی اتنی (یعنی بہت کثیر تعداد میں اجر و ثواب کی طرف اشارہ ہے) رکعتوں سے افضل ہے۔

(۲) اور ہمیں خبر دی ابوالحسن بن بشران نے، انہیں خبر دی اسماعیل صفار نے، انہیں خبر دی ابوقلابہ رقاشی نے، انہیں خبر دی میرے والد محترم نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی معتمر بن سلیمان نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سُنا اپنے والد محترم سے، انہیں خبر دی ابوعثمان نے ابن مینا یا میناس سے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ معمولی سا لباس پہنا اور قبرستان میں داخل ہوا اور دو رکعت مختصری ادا کیں اور ایک قبر پر ٹیک لگا کر لیٹ گیا۔ اسی اثنا میں خدا کی قسم مجھے صاحب قبر کی اس بات نے بیدار کر دیا کہ اُٹھو تم نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے اور کہا کہ تم اس دنیا میں عمل کرتے ہو لیکن تمہیں معلوم نہیں ہے کہ اس کے بدلہ میں تمہیں کیا ملے گا۔ جبکہ ہم جانتے ہیں مگر اس وقت کچھ عمل نہیں کر سکتے۔ اللہ کی قسم جو دو رکعت تم نے ادا کی ہیں یہ میرے نزدیک دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے ان سب سے زیادہ محبوب اور افضل ہیں۔

باب ۲۳۷

یہ باب اُس شخص کے بیان میں ہے جس نے

صاحبِ قبر کو سورۂ ملک کی تلاوت کرتے ہوئے اپنے کانوں سے سُنا

(۱) ہمیں خبر دی ابوسعد المالینی نے، انہیں خبر دی ابواحمد بن عدی حافظ نے، انہیں خبر دی علی ابن سعد رازی نے، انہیں خبر دی محمد بن عبدالملک بن ابی الشوارب نے، انہیں خبر دی یحیٰی ابن عمرو بن مالک نے اپنے والد محترم سے، انہوں نے ابی الجوزآء سے، انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک قبر پر خیمہ لگایا لیکن اس صحابی کو علم نہیں تھا کہ یہ قبر ہے (پس رات میں)۔ انہوں نے وہاں قبر سے سورۂ ملک تبارك الذي بيده الملك سے آخر سورۃ تک پڑھتے ہوئے سُنا۔ اُن صحابی نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر پورا واقعہ عرض کیا تا نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ سورۃ الملک مُنجِیَہ بھی ہے اور مَانِعَہ بھی ہے یعنی یہ سورۃ عذاب قبر سے نجات دلانے والی بھی ہے اور عذاب قبر کو ٹالنے والی بھی ہے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ اس روایت کو بیان کرنے میں یحیٰی بن عمرو الکندی منفرد ہیں اور وہ ضعیف راوی ہیں مگر اس روایت کے مطابق ایک اور روایت بھی موجود ہے جو حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ روایت فرماتے ہیں اور وہ یہ ہے۔

(۲) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، انہیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، انہیں خبر دی محمد بن اسحاق نے، انہیں خبر دی عثمان بن عمرو نے، انہیں خبر دی شعبہ نے عمرو بن مرّۃ سے، انہوں نے حضرت عبداللہ ﷺ سے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب کسی شخص کو قبر میں لایا جاتا ہے تو فرشتے سوال و جواب کے لئے اس کی جانب سے آتے ہیں مگر سورۂ مُلک اس کی ہر جانب سے حفاظت کرتی ہے (یعنی فرشتوں کو سوال و جواب سے روک دیتی ہے) مترجم

☆☆☆

باب ۲۳۸

یہ باب حضرت یعلیٰ بن مرّہ کا قبر کے بھینچنے کی آواز کے سُننے کے بیان میں ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، انہیں خبر دی علی بن حمشاذ العدل نے تحریراً۔ انہیں خبر دی عبداللہ بن موسیٰ بن ابی عثمان نے، انہیں خبر دی سہل بن زنجلۃ رازی نے، انہیں خبر دی صباح بن محارب نے عمر بن عبداللہ بن یعلی بن مرۃ سے، انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ چند قبروں پر سے گزرے تو میں نے ایک قبر سے بھینچنے کی آواز سُنی تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اس قبر سے بھینچنے کی آواز سُنی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے تعجب فرماتے ہوئے مجھ سے دوبارہ پوچھا کہ کیا واقعی تم نے آواز سُنی ہے؟ میں نے عرض کیا بے شک میں نے سُنی ہے، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس کو ایک معمولی بات پر عذاب دیا جا رہا ہے۔

میں نے عرض کیا کہ میری جان آپ پر فدا ہو وہ کونسا معمولی کام ہے جس کی وجہ سے اتنا سخت عذاب دیا جا رہا ہے؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ شخص چغل خوری کر کے لوگوں میں فتنہ پیدا کرتا تھا اور پیشاب کی چھینٹوں سے احتیاط نہیں کرتا تھا۔ تو مجھے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے یعلیٰ جاؤ کھجور کے درخت کی دو سبز ٹہنیاں لے کر آؤ، ایک ٹہنی اس کے سر کی طرف گاڑ دو اور دوسری پاؤں کی جانب۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ جب تک یہ ٹہنیاں خشک نہیں ہوتیں اس وقت تک اس کا عذاب ہلکا اور خفیف رہے گا۔

الحمد للّٰہ ربّ العالمین

باب ۲۳۹

یہ باب حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بے ہوشی میں جو کچھ کہا گیا اس کے بیان میں ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر دی احمد بن کامل قاضی نے، انہیں خبر دی محمد بن الہیثم نے، انہیں خبر دی ابوالیمان نے، انہیں خبر دی شعیب نے زہری سے، امام زہریؒ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہ ایک مرتبہ رات کو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ پر غشی طاری ہوگئی یعنی آپ بے ہوش ہو گئے کسی تکلیف کی وجہ سے۔ لوگوں نے سمجھا کہ ان کی رُوح پرواز کر چکی ہے تو لوگ ان کے پاس کھڑے ہو گئے اور ان کے اُوپر کپڑا ڈال دیا اور ان کی زوجہ محترمہ حضرت اُم کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا کو تسلی اور صبر کی ترغیب دینے کے لئے ان کے پاس تک پہنچ گئے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ پر کچھ دیر غشی طاری رہی پھر آپ کو افاقہ ہوا۔ افاقہ میں آنے کے بعد انہوں نے سب سے پہلے جو کیفیت فرمائی کہ انہوں نے سب سے پہلے تکبیر پڑھی اور ان کے گھر والوں نے اور جو اس وقت لوگ موجود تھے اُن سب نے تکبیر پڑھی۔ اس کے بعد انہوں نے تمام موجود لوگوں سے فرمایا کہ کیا مجھ پر غشی طاری ہوئی تھی؟ سب لوگوں نے عرض کیا کہ ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ واقعی

تم نے سچ کہا کہ مجھ پر غشی طاری ہوئی تھی، اسی دوران میرے پاس دو آدمی آئے اُن میں سے ایک شدید سخت کلام تھا۔ مجھے اپنے ساتھ لے جانے لگے اور کہنے لگے کہ ہم تمہیں ایک زبردست ذات کی طرف فیصلہ کے لئے لے جا رہے ہیں۔

پس وہ مجھے لے جانے لگے تو ان کی ملاقات ایک شخص سے ہوئی، اُس نے پوچھا کہ اس کو کہاں لے کر جا رہے ہو؟ انہوں نے کہا، ہم اس کا فیصلہ کرنے کے لئے احکم الحاکمین ذات کے پاس لے کر جا رہے ہیں۔ تو اس شخص نے جواب دیا کہ اس کو واپس لے جاؤ یہ تو ان لوگوں میں سے ہے جن کے بارے میں اُسی وقت سعادت اور مغفرت کا فیصلہ کیا جا چکا ہے جب یہ ماں کے پیٹ میں تھے۔ یہ ابھی جب تک اللہ تعالیٰ چاہیں دنیا سے فائدہ حاصل کریں گے۔

روایت میں آتا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اس واقعہ کے بعد بھی ایک ماہ تک زندہ رہے، اس کے بعد ان کا انتقال ہو گیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون (مستدرک ۳/۳۰۷)

مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ بھی اس خوشخبری کی تصدیق کرتا ہے جو نبی کریم ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف کو دنیا میں جنت کی خوشخبری دی تھی دیگر عشرہ مبشرہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ۔

باب ۲۴۰

یہ باب حضرت عبداللہ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے بے ہوشی کی حالت میں جو کچھ کہا اس کے بیان پر مشتمل ہے

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن موسیٰ بن فضل نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن محمد مزنی نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوحذیفہ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابراہیم بن طہمان نے حصین سے، انہوں نے عامر سے، انہوں نے نعمان بن بشیر سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ ﷺ پر غشی طاری ہوگئی تو ان کی بہن بی بی عمرہ (یہ نعمان بن بشیر کی والدہ تھیں) رونے لگیں اور کہنے لگیں ہائے میرے پہاڑ سے بہادر بھائی، ہائے میرے معاون و مددگار، یہ میرے دائیں بازو تھے وغیرہ وغیرہ کر کے رونا شروع کر دیا۔ جب حضرت عبداللہ ابن رواحہ کو افاقہ ہوا تو فرمانے لگے حالت غشی میں مجھے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں پوچھا گیا کہ واقعی تم ایسے ہو جیسا تمہاری بہن روتے ہوئے کہہ رہی تھی یعنی انہوں نے اس کو انتہائی قبیح سمجھا اور ہمیں اس طرح کے رونے سے منع کیا۔

اس کو روایت کیا ہے بخاری نے اپنی صحیح میں۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۲۶۷۔ فتح الباری ۸/۵۱۶)

محمد بن فضیل اور عبثر نے حصین کی حدیث سے۔

☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب ۲۴۱

یہ باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کے بیان میں ہے

(۱) مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوزکریا بن ابی اسحاق مزکی نے، وہ دونوں فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، انہیں خبر دی بحر بن نصر الخولانی نے، انہیں خبر دی ابن وہب نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی انس نے ابن شہاب سے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسلمہ نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سُنا حضرت ابوہریرہؓ سے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جو شخص مجھے خواب میں دیکھ لے تو عنقریب بیداری میں بھی مجھے دیکھے گا۔

راوی فرماتے ہیں کہ یا یوں فرمایا کہ وہ مجھے بیداری کی حالت میں بھی دیکھ لے گا۔ اور فرمایا کہ شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا۔

(بخاری۔ کتاب التعبیر۔ حدیث ۶۹۹۳۔ فتح الباری ۳۸۳/۱۲۔ مسلم۔ کتاب الرؤیا)

اور ابوسلمہ فرماتے ہیں کہ ابوقتادہ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے، جس نے مجھے خواب میں دیکھا اُس نے سچ کو دیکھا یعنی اس کا خواب سچا ہے۔ (بخاری۔ حدیث ۶۹۹۶۔ فتح الباری ۳۸۳/۱۲)

(۲) مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، انہیں خبر دی ابوبکر بن ابی نصر درآوردی نے مرو شہر میں، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوموجہ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدان نے، انہیں خبر دی عبداللہ نے یونس سے، انہوں نے زہری سے کہ انہوں نے بھی مذکورہ روایت اسی سند سے ذکر کی ہے اور ابوقتادہ کی بھی حدیث روایت کی ہے۔

البتہ اس روایت کو امام بخاری نے عبدان سے ذکر کیا ہے نہ کہ ابوقتادہ سے اور اس کو روایت کیا امام مسلم نے ابی طاہر اور حرملہ سے، انہوں نے ابن وہب سے، اور ابوقتادہ کی حدیث کو بھی ذکر کیا ہے۔ جبکہ امام بخاری نے صرف ابوقتادہ کی طرف اشارہ کیا ہے البتہ روایت ذکر نہیں کی۔ اور امام بخاری نے اس کو روایت کیا زبیدی کی حدیث سے، انہوں نے ابن شہاب سے روایت کیا ہے۔

(۳) مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن صالح بن ہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی السرّی بن خزیمہ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی المعلّی بن اسد العمیؔ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدالعزیز بن مختار نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ثابت نے، انہوں نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ بے شک نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا (وہ سمجھ لے) اس نے مجھے ہی دیکھا ہے کیونکہ شیطان میری صورت میں کبھی آ نہیں سکتا۔ اور مؤمن کا خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں ایک جزء ہے۔

اس کو روایت کیا ہے امام بخاری نے صحیح میں معلیٰ بن اسد سے اور حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے بھی روایت کیا ہے۔

اور ابوسعید خدری سے روایت کیا نبی علیہ السلام کا خواب میں دیکھنا۔ (بخاری۔ کتاب التعبیر۔ حدیث ۶۹۹۴۔ فتح الباری ۱۲/۳۸۳)

(۴) حضرت مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اپنی اصل کتاب سے، انہیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، انہیں خبر دی احمد بن عبدالحمید الحارثی نے، انہیں خبر دی ابواُسامہ نے عمر بن حمزہ سے، انہیں خبر دی سالم نے عبداللہ بن عمرؓ سے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ میری طرف دیکھ نہیں رہے (مجھے فکر لاحق ہوئی) تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا بات ہے کہ آپ میری جانب دیکھ ہی نہیں رہے؟ تو نبی کریم میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کیا تو وہ شخص نہیں ہے جو حالتِ صوم میں اپنی بیوی کا بوسہ لیتا ہے؟ حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں کہ اس خواب کے بعد جب تک میری بیوی زندہ رہی میں نے کبھی بھی حالت صوم میں اس کا بوسہ نہیں لیا (یہ تھی اطاعت کہ خواب کے حکم کی بھی کبھی نافرمانی نہیں کی)۔ مترجم

(۵) مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ اور ابوبکر الفارسی نے، وہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعمر بن مطر نے انہیں خبر دی ابوبکر بن علی الذھلی نے، انہیں خبر دی یحییٰ نے، انہیں خبر دی ابومعاویہ نے، اعمش سے، انہوں نے ابی صالح سے، انہوں نے مالک سے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ کے زمانہ خلافت میں لوگوں پر قحط نازل ہوگیا۔ پس ایک شخص نبی کریم ﷺ کے روضۂ مبارک پر کھڑا ہوکر آپ ﷺ کو پکارنے لگا کہ یارسول اللہ! آپ اپنی اُمت کے لئے اللہ جل شانہ سے بارش کی دعا کیجئے، اُمت ہلاک ہو رہی ہے۔ تو رات کو نبی اکرم ﷺ اُس شخص کو خواب میں دکھائی دیئے۔ آپ ﷺ نے اُسے حکم دیا کہ تم عمر کے پاس جا کر میرا اسلام پیش کرو اور اُسے خبر دو کہ ضرور سیراب کئے جاؤ گے۔ اور اُن سے جا کر کہو کہ ذرا ہوشیاری، بردباری اور سنبھل کر کام کرو۔

اُس شخص نے حضرت عمر فاروق کی خدمت میں آ کر سارا خواب آپ کو سُنایا تو حضرت عمر فاروقؓ رو کر فرمانے لگے کہ اے میرے ربّ! میں کسی کام میں کوتاہی نہیں کرتا سوائے اس کام کے جو میری دسترس میں نہیں ہوتا یا جس سے میں عاجز ہوتا ہوں، اے میرے ربّ! مجھے معاف فرما۔

(۶) مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی علی بن حمشاذ العدل نے، انہیں خبر دی اسماعیل بن اسحاق القاضی نے، انہیں خبر دی مسلم بن ابراہیم نے، انہیں خبر دی وہیب بن خالد نے موسیٰ بن عقبہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی علقمہ نے جو کہ آزاد کردہ غلام ہیں عبدالرحمن بن عوف کے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی کثیر بن صلت نے، وہ فرماتے ہیں کہ جس دن حضرت عثمان بن عفانؓ کو شہید کیا گیا اُسی رات کو تھوڑی دیر نیند نے گھیر لیا۔ جب آپ بیدار ہوئے تو فرمایا اگر مجھے لوگوں کی طرف سے اس طعنہ کا خوف نہ ہوتا کہ لوگ کہیں گے عثمان تکلیف سے گھبرا کر موت کی تمنا کر رہے ہیں تو تمہیں وہ خواب ضرور بتلاتا جو کہ میں نے ابھی نیند میں دیکھا ہے۔ تو جو حاضر لوگ تھے انہوں نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو خوش رکھے آپ وہ خواب ہمیں ضرور بتلایئے ہم اُن لوگوں میں سے نہیں ہیں جو آپ کو یہ طعنہ دیں۔

تو حضرت عثمان غنیؓ نے فرمایا کہ میں نے ابھی خواب میں یہ دیکھا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے فرمایا کہ تم جمعۃ المبارک کے دن ہمارے ساتھ ہوگے۔ (مجمع الزوائد ۷/۲۳۲)

(۷) مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے انہیں خبر دی احمد بن عبید نے، انہیں خبر دی ابراہیم بن عبداللہ نے، انہیں خبر دی سلیمان (جو کہ ابن حرب ہیں) نے، انہیں خبر دی جریر نے یعلیٰ سے، انہوں نے نافع سے، وہ فرماتے ہیں کہ بے شک جس دن

حضرت عثمان غنی کو شہید کیا گیا اُسی رات حضرت عثمان غنی نے خواب میں نبی کریم ﷺ کو دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے عثمان! تم آج افطار ہمارے ساتھ کرو گے۔ لہٰذا جس دن حضرت عثمان غنی کو شہید کیا گیا اُس دن آپ روزے سے تھے۔

مصنف فرماتے ہیں حضرت عثمان غنی کے اس خواب کو کئی اسناد سے کتاب الفضائل میں بیان کیا گیا ہے۔

(۸) آگے مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، انہیں خبر دی احمد بن عبید الصفار نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی بشر بن موسیٰ لاسدی نے، انہیں خبر دی حسن بن موسیٰ الاشیب نے، انہیں خبر دی حماد نے عمار بن ابی عمار سے، انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دوپہر کے وقت خواب میں دیکھا کہ آپ ﷺ کی پراگندہ حالت ہے اور آپ کے ہاتھ شیشے کا گلاس یا قارورہ تھا جس کے اندر خون تھا۔ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یہ کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ حضرت حسین کا اور اُن کے ساتھیوں کا خون ہے (رضی اللہ عنہم) اور میں آج رات تک اس خون کو جمع کرتا رہا۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ فرماتے کہ جب ہم نے ساتھیوں اور ایام کو شمار کیا تو یہ خواب والا دن وہی دن تھا جس دن حضرت حسین اوران کے ساتھیوں کو شہید کیا گیا۔ رضی اللہ عنہم

(۹) مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، انہیں خبر دی احمد بن علی مقری نے، انہیں خبر دی ابوعیسیٰ ترمذی نے، انہیں خبر دی ابوسعید الاشج نے، انہیں خبر دی ابو خالد الاحمر نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی رزیق نے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر دی سُلمی نے، وہ فرماتی ہیں کہ ایک دن میں حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی۔ میں نے دیکھا کہ وہ رو رہی ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ کیا بات ہے؟ آپ کیوں روتی ہیں؟ وہ فرمانے لگیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے کہ آپ کا سر اور داڑھی مٹی سے ملوث تھا۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! یہ آپ کو کیا ہوا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابھی ابھی میں نے حضرت حسین ؓ کی شہادت کو دیکھا ہے (کہ لوگوں نے ناحق آپ کو قتل کر دیا ہے)۔

نبی اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھنے کے واقعات بہت زیادہ ہیں۔ ان سب کو ذکر کرنے کے طویل ہونے کا اندیشہ ہے اس لئے اُن سب کو ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

ہم نے صرف اس باب کے تحت چند واقعات کر ذکر کر کے کتاب کے حسن کو دوبالا کرنے کی کوشش کی ہے۔ وباللہ التوفیق

(خصائص کبریٰ ۲/۱۷۹)

☆☆☆

یہ ابواب

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی وحی کی کیفیت کے بیان میں اور اُس کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر ظاہر ہونے والے آثار کے بیان میں ہے۔

☆ اوراُن صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے بیان میں ہے جنہوں نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو دیکھا۔

☆ اسی طرح اور بہت سے دلائل پر مشتمل ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کی صداقت پر دلالت کرتے ہیں۔

☆ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کی صداقت پر آثار ہیں اُن کے سچے ہونے کے بیان میں۔

باب ۲۴۲

یہ باب نبی اکرم ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کی کیفیت اور وحی کے نزول کی وجہ سے خود نبی اکرم ﷺ کی کیفیت اور اُس وحی کے صدق کے متعلق حضرات صحابہؓ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے آثار واقوال پر مشتمل ہے

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابواحمد عبداللہ بن محمد بن الحسن العدل نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن جعفر المز کی نے، انہیں خبر دی ابراہیم البوشنجی نے، انہیں خبر دی ابن بکیر نے، انہیں خبر دی مالک نے ہشام بن عروہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حارث بن ہشام نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ یارسول اللہ! آپ پر وحی کس طرح نازل ہوتی ہے؟

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کبھی تو وحی اس طرح نازل ہوتی ہے جیسے گھنٹی بجنے کی سی آواز ہوتی ہے اور یہ کیفیتِ نزول دوسری کیفیت کی نسبت سے مجھ پر زیادہ سخت ہوتی ہے جس کی وجہ سے میرا جسم درد سے ٹوٹتا ہوا محسوس ہوتا تھا اور میں تکلیف کی شدت سے بے حال ہو جاتا تھا۔ اور کبھی فرشتہ کی صورت میں وحی آتی تھی فرشتہ مجھ سے بات کرتا تھا اور میں اس کو یاد کر لیتا تھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ پر ﷺ وحی نازل ہوتی تھی تو سخت سردی کے موسم میں بھی آپ کی پیشانی مبارک سے پسینہ ٹپکتا اور آپ کا جسم درد سے ٹوٹتا تھا۔

اس کو روایت کیا امام بخاری نے صحیح بخاری میں عبداللہ بن یوسف سے، انہوں نے مالک سے۔

(بخاری۔ کتاب بدء الوحی ۱۰۱۔ مسلم۔ کتاب الفضائل ص ۱۸۶۔ مؤطا مالک۔ کتاب القرآن جلد ۷ ص ۲۰۲/۱)

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ روایت ہشام بن عروہ سے مختلف سندوں سے بھی پہنچی ہے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید بن ابی عروہ نے، وہ دونوں فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، انہیں خبر دی محمد بن اسحاق صغانی نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اُشکیب ابوعلی نے، انہیں خبر دی عبدالرحمن ابی الزناد نے ہشام بن عروہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔

وہ فرماتی ہیں کہ اگر نبی اکرم ﷺ اپنی اُونٹنی پر ہوتے اور اُسی حالت میں وحی نازل ہوتی تو وہ اُونٹنی وحی کے بوجھ سے بیٹھ جاتی تھی اور نبی علیہ الصلوٰۃ السلام کی پیشانی مبارکہ سے بھی پسینہ ٹپکتا تھا حالانکہ سردیوں کے دن ہوتے تھے۔ (اسی کے مطابق معمر بن ہشام نے بھی روایت ذکر کی ہے)

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، انہیں خبر دی ابوبکر بن اسحاق نے ، انہیں خبر دی موسیٰ بن الحسن نے ، انہیں خبر دی عبداللہ بن بکیر السہمی نے ، انہیں خبر دی سعید بن ابی عروبہ نے قتادہ سے ۔

مصنف دوسری سند سے فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسین بن الفضل نے ، انہیں خبر دی ابوسہل بن زیاد قطان نے ، انہیں خبر دی حماد نے ، انہیں خبر دی قتادہ نے اور حمید نے حسن سے ، انہیں حطان بن عبداللہ رقاشی سے ، انہوں نے عبادہ بن صامت ﷜ سے انہوں نے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی تھی تو تکلیف کے آثار چہرہ انور پر ظاہر ہوتے تھے اور چہرۂ انور کا رنگ تبدیل ہو جاتا تھا اور ابن ابی عروبہ کی روایت میں بھی یہی ذکر ہے ۔

امام مسلم نے ابن ابی عروبہ والی روایت کو اپنی صحیح مسلم میں بھی ذکر فرمایا ہے ۔

(مسلم ۔ کتاب الفضائل ص ۴/۱۸۱۷ ۔ مسند احمد ۵/۳۱۷ ۔ ۳۱۸ ۔ مسلم کتاب الحدود ص ۳/۱۳۱۶ ۔ ۱۳۱۷)

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن یعقوب بن یوسف العدل نے ، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یحییٰ بن اَبی طالب نے ، انہیں خبر دی زید بن الحباب نے ، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر دی سلیمان بن مغیرہ نے ثابت بنانی سے ، انہوں نے عبداللہ بن رباح سے ، انہوں نے ابوہریرہ ﷜ سے روایت کیا ہے ۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تھی تو ہم میں سے کسی کو ہمت و طاقت نہیں ہوتی تھی کہ ہم ایک لمحہ کے لئے بھی نبی کریم ﷺ کی طرف دیکھیں ، یہاں تک کہ وحی کی کیفیت ختم ہو جائے ۔

اس روایت کو امام مسلم نے فتح مکہ والی طویل روایت میں ذکر کیا ہے ۔ (مسلم ۔ کتاب الجہاد والسیر ۔ باب فتح مکہ ۔ حدیث ۸۴ ص ۱۴۰۶)

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن الحسن قاضی نے ، فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حاجب بن احمد نے ، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن حماد نے ، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدالرزاق نے ۔

مصنف دوسری سند بیان فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن جعفر قطیعی نے ، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن احمد بن حنبل نے ، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے خبر دی ، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدالرزاق نے ، وہ فرماتے ہیں کہ بے شک یونس بن سلیم فرماتے ہیں کہ ہمیں املاء کروایا یونس بن یزید الایلی نے (جو کہ ایلی میں رہتے تھے) ابن شہاب سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے عروہ بن زبیر سے ، انہوں نے حضرت عمر بن خطاب ﷜ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جب نبی اکرم ﷺ پر وحی نازل ہوتی تھی تو ہمیں شہد کی مکھیوں کے بھنبھنانے جیسی آواز سُنائی دیتی تھی ۔ اور حضرت ابوبکر صدیق کی روایت میں بھی یہی ذکر ہے کہ ہمیں وحی نازل ہونے کے وقت شہد کی مکھیوں کے بھنبھنانے جیسی آواز سُنائی دیتی تھی ۔ (البدایۃ والنہایۃ ۳/۲۱)

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ یعقوب نے ، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن قتیبہ نے ، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر ابن ابی شیبہ نے ، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی جریر نے موسیٰ بن ابی عائشہ سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے سعید بن جبیر ﷜ سے نقل کیا ، انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس ﷜ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان :

لا تحرك به لسانك لتعجل به ۔ (سورۃ القیامۃ : آیت ۱۶)

کے متعلق نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ

''جب وحی نازل ہوتی تھی تو نبی کریم ﷺ بھی حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ ساتھ پڑھتے تھے تا کہ آپ بھول نہ جائیں اور یہ صورت خود آپ کے لئے بھی مشکل ہوتی تھی۔ تب اللہ جل جلالہ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اے نبی! آپ جلدی نہ کریں ہم خود ہی آپ کو یہ وحی یاد کرا دیں گے۔ یعنی ہم پر لازم ہے کہ یہ وحی ہم آپ کے سینہ میں محفوظ کر دیں گے، جب ہم پڑھ کر فارغ ہوں تو پھر بعد میں آپ پڑھیں، ساتھ ساتھ نہ پڑھیں''۔ (سورۃ القیامۃ : آیت ۱۶)

جب یہ آیتیں نازل ہوئیں اس کے بعد جب حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر آتے تو آپ بالکل خاموشی سے سُنتے، جب حضرت جبرائیل علیہ السلام واپس چلے جاتے تو پھر آپ دُہراتے۔

اس روایت کو امام بخاری نے حضرت قتیبہ سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے حضرت جریر سے نقل کیا ہے۔ بلکہ امام مسلم نے اس روایت کو ابی بکر بن ابی شیبہ سے نقل کیا ہے۔

(بخاری۔ کتاب بدء الوحی ۱/۴۔ مسلم۔ کتاب الصلوٰۃ۔ حدیث ۱۴۸ ص ۱/۳۳۰۔ ترمذی ۵/۴۳۰۔ نسائی ۲/۱۴۹۔ ابن حبان ۱/۱۲۴)

باب ۲۴۳

یہ باب حضور اکرم ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کے اُس زمانہ پر مشتمل ہے جس زمانہ میں وحی کا نزول رُک گیا تھا جس کی وجہ سے نبی کریم ﷺ پر غم وحُزن کی کیفیت طاری ہوگئی تھی جو کہ سب کے سامنے عیاں بھی تھی۔ اور اس پر اللہ جل شانہ کا وحی نازل کر کے آپ ﷺ کو تسلی دینا

وَالضُّحٰی وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی ۔ (سورۃ ضحیٰ : آیت ۱۔۳)

اللہ تعالیٰ کا دوسرا قول :

وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّکَ

اللہ تعالیٰ کا تیسرا قول :

اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ سے لے کر وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ تک

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر احمد بن محمد بن غالب الخوازمی نے بغداد میں، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو العباس محمد بن احمد بن حمدان نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن ایوب نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن کثیر نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی سفیان نے اسود بن قیس سے، انہوں نے جندب بن عبداللہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی نازل کرنے سے رُک گئے تو قریش کی ایک عورت کہنے لگی کہ (نعوذ باللہ) ان پر یعنی حضور علیہ السلام پر شیطان غالب آ گیا ہے۔ تب اللہ جل شانہ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں :

والضحی ٥ والیل اذا سجی ٥ ما ودعک ربک وماقلیٰ :

مجھے قسم ہے چاشت کے وقت کی اور قسم ہے رات کی جب وہ چھا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے نہ تو آپ کو چھوڑ دیا ہے اور نہ ہی آپ سے دشمنی کی ہے۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں محمد بن کثیر سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ ابواب التہجد - حدیث ۱۱۲۵۔ فتح الباری ۸/۳)

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عمر بن حفص بن الحمامی المقری نے بغداد میں۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عمر بن حفص بن حمامی المقری نے بغداد میں، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعمرو عثمان بن محمد بن بشیر السقطی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن اسحاق قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبداللہ بن یونس نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زہیر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسود بن قیس نے، انہوں نے جندب بن سفیان سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضور دو تین دن کے لئے غمگین اور بیمار ہو گئے تو ایک عورت آپ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ اے محمد! مجھے لگتا ہے کہ تمہیں تمہارے شیطان نے (یعنی وہ عورت حضرت جبرائیل علیہ السلام کو شیطان سے تعبیر کر رہی تھی العیاذ باللہ) چھوڑ دیا ہے اسی لئے تو وہ دو تین دنوں سے تمہارے پاس نہیں آ رہا، تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں :

والضحی ٥ والیل اذا سجی ٥ ما ودعک ربک وماقلیٰ ٥

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں احمد بن یونس سے نقل کیا ہے۔ جبکہ دوسری سند میں زہیر سے نقل کیا ہے۔
(بخاری۔ کتاب التفسیر۔ حدیث ۴۹۵۰۔ فتح الباری ۸/۸۱۰۔ مسلم ۱/۱۴۳)

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یونس بن بکیر نے ہشام بن عروہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، وہ فرماتی ہیں کہ جب نبی کریم پر وحی کا سلسلہ عارضی طور پر بند ہو جاتا تھا تو آپ شدید پریشان ہو جاتے تھے۔

ایک مرتبہ میں نے آپ کو پریشانی کے عالم میں دیکھ کر عرض کیا آپ کی پریشانی کا یہ عالم دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو آپ کے رب نے چھوڑ دیا ہے۔ تو اللہ جل شانہ نے یہ آیت نازل فرمائی :

ما ودعک ربک وماقلیٰ

تمہارے رب نے نہ تو تمہیں چھوڑا ہے اور نہ ہی آپ سے کوئی دشمنی کی ہے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ''میں عرض کروں کہ یہ روایت منقطع ہے اگر اس حدیث کو صحیح مان بھی لیا جائے تو اس کی تاویل یہ ہوگی کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول اعتراض کی بناء پر نہیں تھا بلکہ محض سوال اور اہتمام کی بنیاد پر تھا''۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو حامد بن بلال نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی علی بن ابی عیسیٰ الدار بجردی نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعلی بن عبید الطنافسی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عمر بن ذرّ نے اپنے والد سے، انہوں نے حدیث بیان کی سعید بن جبیر سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا کہ آپ کو بار بار اپنی زیارت کروانے سے کونسی چیز مانع ہے (یعنی آپ ہمارے پاس بار بار کیوں نہیں آتے)۔ بس اُسی وقت یہ آیت نازل ہوئی:

وما نتنزل الا بامر ربك .... الخ

(سورۂ مریم : آیت ۶۴)

ہم نہیں نازل ہو سکتے مگر آپ کے رب کی اجازت اور حکم سے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ مجھے خبر دی عبداللہ بن ابی اسحاق البغوی نے بغداد میں، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن الہیثم المبز از نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابونعیم نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عمر بن ذرّ نے، وہ فرماتے ہیں میں نے اپنے والد کو حدیث بیان کرتے ہوئے سُنا۔ اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں ابونعیم سے نقل کیا ہے، انہوں نے عمر بن ذرّ سے نقل کیا آگے وہی روایت ہے۔ (مسلم۔ کتاب التفسیر ص مسند احمد ۳/۲۳۶)

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن کامل قاضی نے، انہیں خبر دی احمد بن سعید الجمال نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی قبیص نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سفیان نے اوزاعی سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے اسماعیل بن عبیداللہ سے، انہوں نے علی بن عبداللہ بن عباس سے، انہوں نے اپنے والد حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے نقل فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ میں نے اپنی اُمت پر کھلنے والے خزانوں کو دیکھا جو کہ پوشیدہ ہیں تو مجھے بڑی خوشی ہوئی تو یہ آیتیں نازل ہوئیں:

ترجمہ: قسم ہے مجھے چاشت کے وقت کی اور قسم ہے رات کی جب وہ چھا جائے کہ نہیں چھوڑا آپ کو آپ کے رب نے اور نہ ہی دشمنی کی یہاں تک فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اتنا دیں گے کہ آپ ضرور خوش اور راضی ہو جاؤ گے۔ (سورۃ الضحیٰ)

نبی کریم نے فرمایا کہ مجھے عطا کئے گئے ایک ہزار لؤلؤ (موتی) کے محل جن کا گارا مشک کا ہوگا اور ہر محل میں ضروریات کی تمام اشیاء مکمل طریقہ پر موجود ہوں گی۔

ابوعبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوعلی حافظ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ اس روایت کو امام ثوری سے قبیصہ کے علاوہ کسی نے بھی بیان نہیں کیا اور اس کو یحییٰ بن یمان نے بھی ثوری سے نقل کیا ہے اس روایت کو موقوف قرار دیا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ اس روایت کو نقل کیا ہے احمد بن محمد بن ایوب نے ابراہیم بن سعد سے، انہوں نے سفیان سے مرفوعاً بیان کیا ہے اور ہمیں خبر دی ابومحمد بن یوسف نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسعید الاعرابی نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابراہیم بن ہانی نیشاپوری نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی قبیصہ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی سفیان نے اوزاعی سے، ان کو اسماعیل بن عبید نے، انہوں نے علی بن عبید اللہ بن عباس سے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے مرسلاً روایت کیا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبردی ابومحمد عبداللہ بن یوسف الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبردی ابوسعید بن الاعرابی نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبردی محمد بن اسماعیل نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبردی عبداللہ بن یزید نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبردی موسیٰ بن علی بن رباح نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو یہ بیان کرتے ہوئے سُنا ہے کہ میں ایک دن مسلمہ ابن مخلد الانصاری کے پاس تھا اور آپ اُس دن مصر میں تھے اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تشریف رکھتے تھے تو مسلمہ نے ابی طالب کے اشعار میں سے کچھ اشعار سُنائے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آج ہمیں جو نعمتیں اور عزتیں عطا فرمائی ہیں اگر ابوطالب ان کو دیکھ لیتے تو ان کو پتہ چلتا کہ اللہ تعالیٰ نے آج اس کے چچازاد کو سردار بنایا اور ان کے ذریعہ سے کتنی بھلائیاں اور خیریں پھیلائیں ہیں اور فرمایا کہ ان دنوں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سردار تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ بڑی خیریں اور بھلائیاں پھیلائیں تھی۔ پھر حضرت مسلمہ نے فرمایا کہ کیا اللہ جل شانہ کا یہ ارشاد نہیں ہے؟ :

الم یجدك یتیمًا فاویٰ ۔ وو جدك ضالاً فهدیٰ ۔ وو جدك عائلاً فاغنیٰ ۔ (سورۃ الضحیٰ)

اے نبی! کیا آپ یتیم نہیں تھے، پھر اللہ پاک نے آپ کو ٹھکانہ عطا فرمایا اور آپ ناواقف تھے اللہ پاک نے آپ کو واقفیت عطا فرمائی اور آپ غریب تھے اللہ پاک نے آپ کو مالدار بنایا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو نے یتیم کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ یتیم تھے یعنی ان کے والدین بچپن میں فوت ہوگئے تھے۔ اور غربت کی تفسیر میں فرمایا کہ عرب کے مسلمانوں کے پاس جو کچھ تھا وہ بہت کم تھا (مگر اللہ پاک نے بعد میں فتوحات کے دروازے کھول دیئے تو وہ سب کے سب مالدار ہوگئے تھے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبردی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبردی احمد بن عبید الصفار نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبردی اسماعیل بن اسحاق قاضی نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبردی عازم اور سلیمان بن حرب نے، وہ دونوں فرماتے ہیں کہ ہمیں خبردی حماد بن زید نے عطاء بن السائب سے۔ میں گمان کرتا ہوں کہ انہوں نے سعید بن جبیر سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم سے سُنا، آپ نے فرمایا کہ میں نے اللہ رب العزت سے ایک ایسے مسئلہ کے متعلق پوچھا جس کے متعلق میں پوچھنا نہیں چاہ رہا تھا۔

میں نے عرض کیا اے میرے رب! مجھ سے قبل ایسے رسول گزرے ہیں جن میں سے بعض کو آپ نے مردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ عطا فرمایا اور کسی کے لئے ہوا کو مسخر کیا گیا تھا؟ تو اللہ جل شانہ نے فرمایا کہ تم ناواقف نہیں تھے؟ پھر ہم نے آپ کو ہر چیز پر واقف کروایا؟ میں نے عرض کیا، بے شک میرے رب پھر اللہ جل شانہ نے فرمایا کہ تم یتیم نہیں تھے کہ ہم نے آپ کو ٹھکانہ عطا فرمایا؟ میں نے عرض کیا بے شک میرے رب۔ پھر اللہ رب العزت نے فرمایا کیا ہم نے آپ کے سینہ کو نہیں کھولا؟ کیا ہم نے آپ کے اُس بوجھ کو دُور نہیں کیا جس نے آپ کی کمر توڑ رکھی تھی؟ کیا ہم نے آپ کے ذکر کو بلند نہیں کیا؟ میں نے عرض کیا بے شک میرے رب۔

یہ سلیمان بن حرب کی حدیث کے الفاظ ہیں جبکہ حضرت عارم کی حدیث کے آخر میں یہ الفاظ بھی وارد ہیں کہ کاش میں سوال ہی نہ کرتا تو اچھا تھا۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبردی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبردی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبردی ربیع بن سلیمان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبردی امام شافعیؒ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبردی ابن عیینہ نے، انہوں نے نقل کیا ابن ابی نجیح سے، انہوں نے حضرت مجاہد سے اللہ تعالیٰ کے قول ورفعنالك ذكرك کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جہاں میرا ذکر کیا جائے گا وہاں تمہارا بھی ذکر ہوگا۔ مثلاً اذان میں :

اشهد ان لا اله الا الله اور اشهد ان محمدا رسول الله

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں لیکن میرا خیال ہے کہ ایمان باللہ اور اذان اور تلاوۃ القرآن میں اور اطاعت پر عمل کی صورت میں اور گناہوں سے بچنے کی صورت میں ہر جگہ جہاں اللہ رب العزت کا ذکر ہوگا وہیں رسول اللہ ﷺ کا بھی ذکر ہوگا۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید بن ابی عمرو نے، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یحییٰ بن ابی طالب نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدالوہاب بن عطا نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی سعید نے، انہوں نے حضرت قتادہ سے، اللہ تعالیٰ کے قول ورفعنالك ذكرك کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کے ذکر کو دنیاو آخرت میں بلند فرمائیں گے، یہاں تک کہ کوئی خطیب یا شہادت دینے والا یا نمازی ایسا نہیں ہوگا جو اشهد ان لا الہ الا اللہ اور اشهد ان محمدا رسول اللہ نہ کہے (یعنی ضرور کہیں گے۔)

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر القطان نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حمدون سمسار نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسان بن ابراہیم الکرمانی نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سفیان ثوری نے، انہوں نے موسیٰ بن ابی عائشہ سے نقل کیا، انہوں نے سلیمان بن قتہؒ، انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے، اللہ تعالیٰ کے قول وانه لذكرلك ولقومك (سورۃ زخرف : آیت ۴۴) کی تفسیر نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کی قوم کو شرف عزت عطا فرمائیں گے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے قول لقد انزلنا اليكم كتابا فيه ذكركم (سورۃ انبیاء : آیت ۱۰) کی تفسیر میں یہ فرمایا کہ اس آیت میں اللہ جل شانہ نے آپ کی توقیر بیان فرمائی ہے۔

باب ۲۴۴

یہ باب اُن صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے بیان میں ہے

جنہوں نے غزوۂ بنی قریظہ کے دن حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا

(مصنف فرماتے ہیں کہ اس کتاب میں ہم نے بنی قریظہ کا ذکر بھی کیا ہے)

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسعید بن ابی عمرو نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد اسحاق اسفرائنی نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن ایوب نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی موسیٰ بن اسماعیل نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی جریر بن حازم نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حمید بن ہلال نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہوئے، وہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ نے بنوقریظہ کا سفر اختیار کیا تو میں نے اُس سفر کے دوران حضرت جبرائیل علیہ السلام کو لشکر کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے دیکھا تھا۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسعید احمد بن محمد المالینی نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابواحمد بن عدی حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبدہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن ابی بکر المقدمی نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی وہب بن

جریر نے، وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے، انہوں نے حمید بن ہلال سے نقل کیا ہے، انہوں نے حضرت انس ﷺ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم نے بنوقریظہ کا سفر اختیار کیا تو میں دوران سفر قبیلہ بنوغنم کے کسی راستہ میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کے لشکر کے ساتھ ساتھ چلنے کی وجہ سے اُٹھتے ہوئے غبار کو اب بھی دیکھ رہا ہوں۔

اس کتاب کو امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں موسیٰ بن اسماعیل سے، انہوں نے جریر بن حازم سے نقل کرتے ہوئے ذکر کیا ہے۔
(بخاری۔ کتاب بدء الخلق۔ حدیث ۳۲۱۴۔ فتح الباری ۳۰۴/۶)

اور ہم سے اس کو ذکر کیا ہے موسیٰ بن عقبہ وغیرہ کے مغازی سے نقل کرتے ہوئے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کسی کی تلاش میں نکلے تو آپ بنوغنم کی ایک مجلس سے گزرے تو نبی اکرم ﷺ نے اُن سے پوچھا کہ کیا تمہارے سامنے سے ابھی کوئی گھڑسوار گزرا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ ابھی ہمارے سامنے سے ایک سفید گھوڑے پر سوار حضرت دحیہ کلبی ﷺ گزرے ہیں اور آپ ایک اُونی چادر یا دیباج ریشم کی ایک چادر پر بیٹھے ہوئے تھے اور آپ زرہ پہنے ہوئے تھے۔ تو نبی کریم ﷺ نے انہیں بتلایا کہ یہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے جو حضرت دحیہ کلبی ﷺ کی مشابہت اختیار کئے ہوئے تھے۔ (مسند احمد ۱/۳/۱۷۳۔ ۲۱۳/۳)

اور ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید الصفار نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن علی الحزاز نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالواحد نے جو کہ ابن غیاث ہیں وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حماد نے، جو کہ ابن سلمہ ہیں، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، وہ فرماتی ہیں کہ جب نبی اکرم غزوۂ احزاب سے فارغ ہوئے تو آپ غسل کرنے کے لئے غسل خانہ میں تشریف لے گئے کہ فوراً حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لے آئے اور عرض کیا، اے محمد! آپ نے اسلحہ تو اُتار دیا مگر ہم نے ابھی تک اسلحہ نہیں اُتارا۔ آپ جلدی سے اُٹھیں اور بنی قریظہ پر حملہ کریں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دروازے کے سوراخ سے دیکھا کہ اُن کا سر مٹی کے غبار سے اَٹا ہوا تھا۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو صالح منصور بن عبدالوہاب المبزاز نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعمرو بن ابی جعفر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبیداللہ بن عمر القواریری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالرحمٰن بن مہدی نے، انہوں نے عبداللہ بن عمر ﷺ سے نقل کیا، انہوں نے اپنے بھائی عبیداللہ سے، انہوں نے قاسم بن محمد سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ترکی گھوڑے پر سوار حاضر ہوا اور سر پر عمامہ تھا جس کا شملہ دونوں کندھوں کے درمیان تھا۔ پس میں نے اس کے متعلق پوچھا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تو نے جس کو دیکھا ہے وہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ (طبقات ابن سعد ۴۴/۸)

اس روایت کو ابن وہب نے عبداللہ سے، انہوں نے عبدالرحمٰن بن القاسم سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔ اور اس روایت کو شعبی نے بھی نقل کیا ہے اور شعبی نے ابوسلمہ سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔ (ہم نے ان روایات کی تخریج فضائل میں کی ہے)

☆☆☆

باب ۲۴۵

یہ باب نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ اُم المؤمنین

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کا حضرت جبرائیل علیہ السلام کے دیکھنے کے بیان میں ہے

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبردی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبردی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن اسحاق اور عبداللہ بن محمد وہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن محمد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے معتمر بن سلیمان نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سُنا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوعثمان النہدی نے، انہوں نے سلمان سے، وہ فرماتے ہیں کہ اے بندے! اگر یہ تجھ سے ہوسکے تو بازار میں سب سے پہلے داخل ہونے والا نہ ہو اور نہ ہی بازار سے سب سے آخر میں نکلنے والے ہو کیونکہ بازار شیطان کی مجالس کی جگہ ہے جس میں شیطان اپنا جھنڈا گاڑ کر رکھتا ہے۔ او کما قال علیہ السلام

انہی سے روایت کیا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لائے جب کہ آپ کے پاس حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بھی تشریف فرما تھیں تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نبی اکرم ﷺ سے باتیں شروع کر دیں پھر فارغ ہو کر چلے گئے پھر نبی کریم ﷺ نے حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا یہ کون تھے؟ یا یہ فرمایا کہ تیرے خیال کے مطابق یہ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ ہوں گے؟ تو حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا ہاں! میرے خیال کے مطابق یہ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ تھے۔ یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ نے خطبہ میں فرمایا کہ یہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے۔ او کما قال

راوی فرماتے ہیں میں نے ابوعثمان سے پوچھا کہ آپ نے یہ روایت کس سے سُنی؟ تو وہ فرمانے لگے کہ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ سے۔

جبکہ امام بخاری نے اس روایت کو اپنی صحیح بخاری میں عباس بن ولید سے نقل کیا ہے، انہوں نے معتمر سے نقل کیا ہے۔ جبکہ امام مسلم نے اس روایت کو محمد بن عبدالاعلیٰ سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب المناقب۔ حدیث ۳۶۳۴۔ فتح الباری ۶/۶۲۹۔ مسلم کتاب الفضائل)

باب ۲۴۶

یہ باب نبی اکرم ﷺ کی مجلس میں حضرت عمر بن خطاب اور دیگر

صحابہ رضی اللہ عنہم کا حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھنے کے بیان میں ہے

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبردی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبردی ابوبکر بن اسحاق فقیہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبردی عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے، وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی یحییٰ بن سعید نے، انہوں نے عثمان بن غیاث سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن بریدہ نے، انہوں نے یحییٰ بن یعمر اور حمید بن عبدالرحمن سے نقل کیا، وہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ ہم نے ملاقات کی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے اور ہم نے اُن سے لوگوں کا تذکرہ کیا جو تقدیر کے متعلق بحث کرتے ہیں تو حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اُن سے فرمایا کہ جب تم واپس جا کر اُن سے ملو تو انہیں میری طرف سے یہ پیغام پہنچا دو کہ عبداللہ اُن سے بری ہے اور تم ان کو میری براءت کا ذکر تین مرتبہ کرنا۔

پھر فرمایا کہ مجھے حضرت عمر بن خطاب نے بتلایا ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کی مجلس بابرکات میں تشریف فرما تھے کہ ایک حسین وجمیل شخص آیا جس کے بال بھی شدید سیاہ تھے، سفید کپڑے زیب تن کئے ہوئے تھے۔ ہم سب لوگوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا کہ شاید ہم میں سے اُس نووارد کو جانتا ہو مگر سب نے پہچاننے سے نفی کی۔ جبکہ یہ نووارد مسافروں کی طرح بھی نہیں لگ رہا تھا چونکہ ہیئت مسافر کی سی نہ تھی۔ اُس شخص نے آپ ﷺ کے قریب ہونے کی اجازت طلب کی آپ علیہ السلام نے اجازت مرحمت فرمادی۔ یہاں تک کہ اس شخص نے اپنے گھٹنوں کو نبی کریم ﷺ کے گھٹنوں کے ساتھ جوڑ دیا اور پوچھنے لگا کہ اسلام کیا ہے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لا اله الّا اللّٰه وحدهٗ لا شریك له

کی گواہی دینا اور یہ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا اور بیت اللہ کا حج کرنا۔

پھر اس نے پوچھا ایمان کیا ہے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور جنت، جہنم، مرنے کے بعد اُٹھنے اور ہر تقدیر پر ایمان لائے اور یقین کرلے۔ پھر اس نے پوچھا کہ احسان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کی جائے کہ اللہ تعالیٰ کو تم دیکھ رہے ہو، اگر یہ نہ ہو سکے تو اتنا سوچ لو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

پھر اس نے پوچھا کہ قیامت کب قائم ہوگی (کب آئے گی)؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا پوچھنے والے سے، زیادہ تو میں بھی نہیں جانتا۔ پھر اس نے پوچھا کہ قیامت کی علامات کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ننگے پاؤں، برہنہ جسم اور بکریاں چرانے والوں کو دیکھے گا کہ وہ بلند وبالا عمارتوں میں ایک دوسرے سے مقابلہ کریں گے اور تو دیکھے گا کہ لونڈیاں اپنے آقاؤں کو جنیں گی۔ پھر وہ شخص چلا گیا۔

اس کے جانے کے بعد نبی کریم ﷺ نے مجھے فرمایا کہ جاؤ اس شخص کو تلاش کرو۔ پس سب لوگوں نے اُس کو تلاش کیا مگر وہ نظر نہ آیا۔ پھر دو یا تین دنوں کے بعد نبی کریم ﷺ نے مجھ سے پوچھا، اے ابن خطاب! کیا تمہیں پتہ ہے کہ وہ سائل شخص کون تھا؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ بہتر جانتا ہے، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ حضرت جبرائیل امین تھے جو تمہیں دین سکھانے آئے تھے۔

اس روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں محمد حاتم سے، انہوں نے یحییٰ بن سعید سے نقل کیا ہے۔ (مسلم ۱/۳۸)

اسی روایت کو امام مسلم نے کہمس بن الحسن سے بھی نقل کیا ہے۔ انہوں نے ابن بریدہ سے نقل کیا ہے جس کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے: کہ

''ایک دن ہم رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک شخص نمودار ہوا جس کے شدید سیاہ بال تھے اور اس پر سفر کے بھی کوئی اثرات نہ تھے۔ عجیب بات یہ ہے کہ ہم میں سے کوئی اُسے نہیں جانتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ نبی کریم ﷺ سے قریب ہو کر بیٹھ گیا اور جو کچھ اُس نے پوچھا اور پھر جو کچھ اُس کے جواب میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا اُس پر وہ صَدَقْتَ یعنی آپ نے سچ کہا کی تصدیق کرتا رہا۔ ہم بڑے حیران تھے کہ سوال بھی خود ہی کرتا ہے اور پھر تصدیق بھی خود ہی کرتا ہے''۔

اُس کو حضرت ابوہریرہ یوں نقل کرتے ہیں: کہ

''ایک دن حضور علیہ السلام لوگوں کے سامنے کھڑے ہوئے تھے کہ اچانک ایک شخص آیا۔ اُس نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ ایمان کیا ہے؟ پھر وہی روایت ذکر کی، یہاں تک کہ وہ شخص چلا گیا۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص کو واپس بُلا کر لاؤ۔ پس سب لوگ اُس کو لینے لپکے لیکن ہمیں کچھ بھی نظر نہ آیا۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ جبرائیل امین تھے، لوگوں کو دین سکھانے آئے تھے''۔

ان دونوں روایتوں کو امام بخاری نے بھی اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب الایمان۔ فتح الباری ۱/۱۱۴)

☆☆☆

باب ۲۴۷

حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سواری پر حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھنا

مصنف فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو محمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوسعید بن الاعرابی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن منصور رمادی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالرزاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی امام زہری سے نقل کرتے ہوئے، وہ فرماتے ہیں مجھے خبر دی عبداللہ بن عامر بن ربیعہ نے حارثہ بن نعمان سے نقل کرتے ہوئے۔ وہ فرماتے ہیں ہمیں نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ میرے پاس سے گزرے کہ آپ کے ساتھ حضرت جبرائیل امین دراز گوش پر سوار تھے۔

میں نے سلام کیا، نبی کریم ﷺ نے سلام کا جواب دیا۔ جب ہم واپس ہوئے اور نبی کریم ﷺ بھی واپس ہوئے تو مجھ سے پوچھا، کیا تم نے اُس شخص کو دیکھا جو میرے ساتھ تھے؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ جبرائیل علیہ السلام تھے اور انہوں نے تمہارے سلام کا جواب دیا تھا۔

باب ۲۴۸

یہ باب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھنے کے بیان میں ہے

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی مقری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سلیمان بن حرب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حماد بن سلمہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عمار بن ابی عمار نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہوئے، وہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں اپنے والد کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھا۔ نبی اکرم ﷺ ایک شخص سے سرگوشی فرما رہے تھے گویا کہ مجھ سے اعراض فرما رہے تھے۔ پس جب ہم نبی کریم کے پاس سے نکلے تو مجھ سے میرے والد حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تیرے چچا کے بیٹے مجھ سے، اپنے والد ابی فرک سے اعراض کر رہے تھے؟ تو میں نے عرض کیا، ابا جان اُن کے ساتھ ایک شخص بیٹھے ہوئے تھے اور حضور ﷺ اُن سے سرگوشی فرما رہے تھے۔

پس میرے والد نبی کریم ﷺ کے پاس واپس لوٹے اور نبی علیہ السلام سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! میں نے عبداللہ سے اس طرح کہا تو اس نے بتلایا کہ آپ کے پاس کوئی شخص تھے اور آپ اُن سے سرگوشی فرما رہے تھے۔ تو کیا واقعی آپ کے پاس کوئی شخص تھا؟ تو نبی اکرم نے مجھ سے پوچھا کہ واقعی اے عبداللہ تم نے اُس شخص کو دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ حضرت جبرائیل تھے اور میں انہی سے گفتگو کی وجہ سے آپ کی طرف توجہ نہ دے سکا۔ (مجمع الزوائد ۹/۲۷۶)

☆☆☆

باب ۲۴۹

ایک انصاری صحابی کا حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھنا اور اُن سے گفتگو کرنا

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو بکر احمد بن الحسن قاضی اور ابو سعید بن ابی عمرو نے، وہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عباس بن محمد دوری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبدالوہاب نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب القمی نے جعفر سے وہ سعید بن جبیر سے نقل کرتے ہیں، وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں۔

وہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ ایک انصاری صحابی کی عیادت کے لئے اُس کے گھر تشریف لے جانے لگے جب آپ ﷺ اُس صحابی کے گھر کے قریب پہنچے تو آپ نے گھر کے اندر کسی کی گفتگو کی آواز سُنی۔ جب آپ علیہ السلام اجازت لے کر اندر داخل ہوئے تو اندر کوئی شخص نظر نہ آیا تو نبی کریم ﷺ نے اُن سے پوچھا آپ کس سے باتیں کر رہے تھے؟ وہ دوسرا شخص تو نظر نہیں آ رہا؟ تو اس انصاری صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے شدید بخار ہو رہا تھا تو اس خوف سے کہ لوگ مجھے باتوں میں لگائیں گے اور مجھے تکلیف ہو رہی تھی اس لئے میں لوگوں سے چھپتے ہوئے گھر آ گیا۔ پھر میرے پاس ایسا شخص آیا کہ آپ کے بعد میں نے کسی کو ایسا باادب بیٹھنے والا اور شائستہ گفتگو کرنے والا نہیں پایا۔ تو نبی کریم ﷺ نے ان صحابی سے فرمایا کہ وہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے اور فرمایا کہ تم میں سے بعض لوگ ایسے نیک بخت ہیں اگر وہ کسی بات پر اللہ کی قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم ضرور پوری فرمائیں گے۔

اور ہمیں خبر دی علی ابن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن ہاشم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبدالوہاب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب القمی نے جعفر بن مغیرہ سے نقل کرتے ہوئے پھر انہوں نے وہی اُوپر والی حدیث بیان کی۔

باب ۲۵۰

یہ باب ہے حضرت محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ کا حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھنے کے بیان میں

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو بکر محمد بن الحسن بن علی المؤمل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو احمد بن اسحاق حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو عروبہ الحسین بن ابی معشر السلمی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن مثنیٰ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عباد بن موسیٰ نے،

وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس نے حسن سے، انہوں نے محمد بن مسلمہ سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میرا گزر ہوا صفا پہاڑ پر سے تو میں اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ اپنے رخسار مبارک کسی شخص کے پاؤں پر رکھے ہوئے ہیں۔

پس میں وہاں نہیں ٹھہرا آگے چل پڑا تو نبی اکرم ﷺ نے مجھے آواز دی، میں فوراً حضور ﷺ کی طرف چل پڑا تو نبی کریم نے مجھے فرمایا، اے محمد! کس چیز نے تجھے ہمیں سلام کرنے سے روکا؟ تو محمد بن مسلمہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! آپ اس شخص کے ساتھ اس طرح منہمک اور مشغول تھے کہ ہم نے کبھی کسی سے اس طرح مشغول ہوتے ہوئے نہیں دیکھا۔ پس میں نے مناسب سمجھا کہ آپ کی گفتگو میں رخنہ نہ ڈالوں۔ پھر میں نے ہی عرض کیا کہ یارسول اللہ! یہ کون شخص تھا جس کے ساتھ آپ محو گفتگو تھے؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ جبرائیل امین تھے اور فرمایا کہ تم نے سلام نہیں کیا اگر سلام کرتے تو ہم آپ کے سلام کا جواب دیتے۔ محمد بن مسلمہ نے عرض کیا وہ آپ سے کیا کہہ رہے تھے؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ بار بار مجھے پڑوسی کے حقوق کے متعلق کہہ رہے تھے اور اتنی کثرت سے کہا کہ میں یہ سوچنے لگا کہ اب مجھے پڑوسی کا مال میراث میں سے حصہ دلوائیں گے۔

باب ۲۵۱

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کا خواب میں ایسے فرشتے کو دیکھنا جس نے یہ کہا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے حضور ﷺ پر سلام کرنے کی اجازت طلب کی

ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان فرمائی حسن بن علی بن عفان نے، وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی اسرائیل نے۔

مصنف دوسری سند میں فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالنصر بن قتادہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعلی الرفاء نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن صالح الاشج نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن عبدالعزیز نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسرائیل بن یونس نے، انہوں نے میسرہ بن حبیب نہری سے، انہوں نے منہال بن عمرو سے، انہوں نے زر بن حبیش سے، انہوں نے حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور علیہ السلام نے عشاء کی نماز پڑھی پھر آپ نکلے تو میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے چلا تو اچانک ایک (عارض) روشنی سامنے آئی تو حضور علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا اے حذیفہ! تم نے روشنی دیکھی جو مجھے پیش آئی؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں! تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ فرشتہ ہے جس نے اللہ تعالیٰ سے مجھے سلام کرنے کی اجازت طلب کی ہے اور اس نے مجھے حسن و حسین کے بارے میں ایک خوشخبری دی ہے کہ وہ دونوں جنتی نوجوانوں کے سردار ہوں گے اور فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہوگی۔

یہ الفاظ ابوعبداللہ الحافظ کی حدیث کے ہیں اور میں نے اس حدیث کو تفصیل سے کتاب الفضائل میں تخریج کیا ہے۔ (مستدرک حاکم ۳/۳۶۶)

البتہ ابن قتادہ نے تھوڑا سا اضافہ کیا ہے کہ یہ وہ فرشتہ ہے جو اس سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اُترا۔ اور ہم نے احزاب کے واقعہ میں ذکر کیا ہے کہ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے فرشتوں کی ایک جماعت کو دیکھا ہے اس رات جس رات حضور ﷺ نے آپ کو جاسوس بنا کر بھیجا تھا۔

☆☆☆

باب ۲۵۲

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا فرشتوں کو دیکھنا

اور فرشتوں کا ان کو سلام کرنا اور ان کے آپریشن کروانے پر سلام کا منقطع ہو جانا، آپریشن صحیح ہو جانے کے بعد دوبارہ سلام کرنا

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ان کو خبر دی ابوبکر بن اسحاق فقیہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن ایوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی مسلم بن ابراہیم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی اسماعیل بن مسلم العبدی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن واسع نے مطرف بن عبداللہ بن الشخیر سے نقل کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک دن حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم صبح میرے پاس آنا۔ جب صبح ہوئی تو میں ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے فرمایا تمہارا کیسے آنا ہوا؟ میں نے عرض کیا کہ آپ سے آنے کا وعدہ کیا تھا صرف اسی لئے آیا ہوں۔ حضرت عمران بن حصین نے فرمایا کہ میں تمہیں دو حدیثیں بیان کروں گا مگر ایک حدیث تم پوشیدہ رکھنا جبکہ دوسری حدیث کے ظاہر کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

وہ حدیث جس کو آپ نے پوشیدہ رکھنا ہے وہ اس کے متعلق ہے کہ جب فرشتوں نے مجھے سلام کرنا بند کر دیا تھا۔ دوسری حدیث یہ ہے کہ ایک مرتبہ ہم نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ حج تمتع کیا اور پھر فرمایا کہ حج کے اندر ہر شخص کو اختیار ہے کہ جس طرح چاہے وہ حج کرے۔ (یعنی خواہ وہ ایک سفر میں صرف حج کرے یا حج اور عمرہ دونوں کو جمع کرے)

اس کو مسلم نے اسماعیل بن مسلم سے نقل کیا ہے۔ (مسلم۔ کتاب الحج، باب جواز التمتع۔ حدیث ۱۷۱ ص ۹۰۰/۲)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن اسحاق بن خراسانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن حسن ہاشمی نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی شبابہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے۔

اسی روایت کی دوسری سند یہ ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن حبیب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوداؤد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی حمید بن ہلال عدوی نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے مطرف بن عبداللہ بن الشخیر کو حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کرتے ہوئے سُنا۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسی حدیث بیان نہ کروں جس کے ذریعہ تمہیں نفع پہنچائے۔

وہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے حج اور عمرہ کو ایک ہی سفر میں جمع فرمایا (یعنی حج تمتع کیا)۔ پھر منع بھی نہیں فرمایا اور قرآن کریم میں بھی اس کی حرمت کے متعلق کوئی آیت نازل نہیں ہوئی۔ اور یہ کہ پہلے فرشتے آ کر سلام کیا کرتے تھے۔ پس جب میں نے داغ لگوایا تو فرشتوں نے مجھے سلام کرنا بند کر دیا، لیکن جب میں نے داغ لگوانا چھوڑ دیا تو فرشتوں نے دوبارہ سلام کرنا شروع کر دیا (حضرت عمران بن حصین کو بواسیر کی تکلیف تھی مگر آپ صبر کرتے تھے اس صبر کے بدلے میں فرشتے اللہ کی طرف سے آپ کو سلام کرتے تھے۔ لیکن جب آپ نے داغ لگوانا شروع کیا یعنی بواسیر کا آپریشن کروایا تو فرشتوں نے سلام کرنا بند کر دیا۔ تفصیل واضح ہے۔ (صحیح مسلم شریف کتاب الحج)

مصنف فرماتے ہیں کہ حضرت شبابہ کی روایت یہ ہے کہ فرشتے مجھے سلام کرتے تھے لیکن جب میں نے داغ لگوایا تو سلام کرنا بند ہو گیا لیکن جب داغ لگوانا بند کر دیا تو فرشتے دوبارہ سلام کرنے لگے۔

اسی روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں شعبہ سے روایت کیا ہے۔(مسلم۔کتاب الحج، باب جواز التمتع۔حدیث ۱۶۷ ص ۲۔۸۹۹)

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عباس بن محمد دوری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہارون بن معروف نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ضمرہ نے ابن شوذب سے، انہوں نے قتادہ سے، انہوں نے مطرف بن عبداللہ بن الشخیر سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حضرت عمر ﷛ نے حضرت عمران بن حصین ﷛ کے داغ لگوانے کے بعد فرمایا کہ جب تک ابن حصین ﷛ نے داغ نہیں لگوایا تھا اور انہیں نماز کی طرف متوجہ کرتا تھا لیکن جب انہوں نے داغ لگوایا تو آنے والے نے آنا بند کر دیا۔ جب داغ لگوانے کے آثار ختم ہو گئے تو پھر آنے والے فرشتے نے دوبارہ آنا شروع کر دیا۔

پھر حضرت عمران بن حصین نے لوگوں سے کہا، لوگو! سُن لو جو فرشتہ پہلے میرے پاس آتا تھا اب دوبارہ آنا شروع ہو گیا ہے اور حدیث ذکر کی۔ اس کو روایت کیا سعید بن ابی عروبہ نے قتادہ سے مگر اس روایت میں یہ بھی ہے کہ عمران بن حصین نے یہ بھی فرمایا تھا، اے قتادہ! یاد رہے کہ فرشتے مجھے سلام کرتے تھے لیکن جب تک میں زندہ ہوں۔ میری یہ بات پوشیدہ رکھنا اور اگر میں مر جاؤں تو پھر اس حدیث کو بیان کر دینا۔(صحیح مسلم شریف کتاب الحج حوالہ بالا)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو حامد احمد بن علی المقری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو عیسیٰ ترمذی نے تاریخ میں، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سیار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حماد بن زید نے، انہوں نے غزالہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتی ہیں کہ ہمیں حضرت عمران بن حصین ﷛ حکم دیا کرتے تھے کہ ہم گھر میں جھاڑو وغیرہ دے کر گھر صاف ستھرا رکھا کریں۔ اور ہم السلام علیکم کے الفاظ سُنتے تو تھے مگر ہمیں کوئی نظر نہیں آتا تھا۔ ابو عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں یہ فرشتوں کا سلام کرنا تھا۔

جبکہ یوسف بن یعقوب قاضی سلیمان بن حرب سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے حماد بن مسلمہ سے، انہوں نے عمار بن ابی عمار سے نقل کیا ہے کہ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب ﷛ نے نبی علیہ السلام سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اُن کی اصل صورت میں دیکھنا چاہتا ہوں تو نبی کریم نے فرمایا کہ تم حضرت جبرائیل کو دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ تو انہوں نے عرض کیا میں ان کو دیکھنے کی طاقت رکھتا ہوں۔ بس آپ مجھے ان کی زیارت کروا دیں۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ چلو بیٹھو، تو حضرت حمزہ ﷛ بیٹھ گئے تو جبرائیل علیہ السلام ایک لکڑی کے تختہ پر کعبۃ اللہ میں اُترے (جس لکڑی پر مشرکین طواف کرتے وقت اپنے کپڑے اُتار کر رکھتے تھے)۔ تو نبی کریم ﷺ نے حضرت حمزہ سے فرمایا اپنی نظر اُٹھاؤ اور دیکھ۔ بس انہوں نے نظر اُٹھائی تو انہوں نے صرف حضرت جبرائیل علیہ السلام کے قدم مبارک ہی دیکھے تھے جو کہ زبرجد کی طرح اور سبز و شاداب گھاس کی طرح تھے۔ تو یہ دیکھتے ہی حضرت حمزہ ﷛ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

اسی طرح کی روایت مرسلہ حضرت عمار بن ابی عمار سے بھی منقول ہے۔

☆☆☆

باب ۲۵۳

حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کا فرشتوں اور سکینہ کو دیکھنے کے بیان میں۔ جب آپ قرآن کریم کی تلاوت فرماتے تھے

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، انہیں خبر دی ابوبکر بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن ابراہیم بن ملحان نے، وہ فرتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عمرو بن خالد الحرانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زہیر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابواسحاق نے حضرت براء سے نقل کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص سورۃ الکہف کی تلاوت کر رہا تھا اور اُس کے ایک جانب اصطبل میں گھوڑے دو مضبوط رسّوں میں بندھے ہوئے تھے تو اس کو بادلوں نے ڈھانپ لیا اور بادل اس کے قریب سے قریب تر ہوتے ہوتے چلے جا رہے تھے اور گھوڑے رسّیاں تڑوا کر بھاگنے کی کوشش کر رہے تھے اور بدک رہے تھے۔

جب صبح ہوئی تو اس شخص نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آ کر سارا واقعہ سُنایا تو نبی کریم نے فرمایا یہ سکینہ تھی جو قرآن پڑھنے کی وجہ سے نازل ہو رہی تھی۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن یحییٰ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوخیثمہ نے یعنی زہیر بن معاویہ نے، انہوں نے ابن اسحاق سے، انہوں نے براء سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

اور اسی کو امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں عمرو بن خالد کی سند سے بیان کیا ہے اور امام مسلم نے یحییٰ بن یحییٰ کی سند سے ذکر کیا ہے۔

(بخاری۔ کتاب فضائل القران۔باب فضل الکھف حدیث ۵۰۱۱ ۔مسلم ۔کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا اور باب نزول السکینۃ لقراءۃ القران)

اور مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر بن فورک نے، انہیں خبر دی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن حبیب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوداؤد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے ابی اسحاق سے نقل کیا ہے، انہوں نے براء کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ ایک رات ایک شخص سورۃ الکہف کی تلاوت کر رہا تھا کہ انہوں نے اچانک دیکھا کہ اس کی سواری بدک رہی ہے یا یوں فرمایا کہ اس کا گھوڑا بدک رہا ہے۔ پس جب اس نے دیکھا کہ ایک سائبان ہے یا بادل ہے، پس اس شخص نے اس بات کو ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ سکینہ تھی جو قرآن پڑھنے کی وجہ سے نازل ہو رہی تھی یا یوں فرمایا کہ جو قرآن کریم کی تلاوت کے وقت اُترتی ہے۔

امام مسلم نے اس روایت کو اپنی صحیح مسلم میں محمد بن مثنیٰ سے، انہوں نے ابی داود سے نقل کرتے ہوئے ذکر کیا ہے۔

(صحیح مسلم شریف کتاب صلوٰۃ المسافرین اور باب نزول السکینہ لقراۃ القرآن)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید الصفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن ابراہیم بن ملحان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن بکیر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی لیث نے، انہوں نے ابن الہاد سے، انہوں نے محمد بن ابراہیم بن الحارث سے، انہوں نے حضرت اُسید بن حضیر سے روایت نقل فرمائی ہے کہ ایک مرتبہ

وہ رات کو سورۃ البقرہ کی تلاوت فرما رہے تھے جبکہ آپ کا گھوڑا بھی بندھا ہوا تھا اس گھوڑے نے گھومنا شروع کر دیا۔ جب وہ تلاوت سے خاموشی اختیار کرتے تو گھوڑا بھی رُک جاتا۔ جب وہ تلاوت شروع کرتے تو گھوڑا پھر گھومنا شروع کر دیتا، جب وہ خاموش ہوتے تو گھوڑا بھی رک جاتا۔ جبکہ ان کا بیٹا بھی قریب بیٹھا ہوا تھا۔ اُنہیں یہ اندیشہ ہونے لگا کہ کہیں یہ گھوڑا اس بچے ہی کو روند نہ ڈالے۔ جب وہ اس پر متنبہ ہوئے تو انہوں نے اپنا سر آسمان کی طرف اُٹھایا تو انہوں نے آسمان پر کچھ دیکھا۔

جب صبح ہوئی تو انہوں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں گذشتہ رات تلاوت کر رہا تھا جبکہ میرا گھوڑا بندھا ہوا تھا مگر اُس نے گھومنا شروع کر دیا۔ تو نبی کریم ﷺ نے ابن حضیر سے فرمایا چلو تم تلاوت کرو۔ یہ بات نبی علیہ السلام نے تین مرتبہ ارشاد فرمائی۔ (ابن حضیر فرماتے ہیں) میں نے قرآن پڑھنا شروع کیا میرا گھوڑا پھر بدکنے لگا۔ میں خاموش ہوتا تو وہ بھی رُک جاتا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابن حضیر تلاوت کرو، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے خوف ہے کہ یہ گھوڑا کہیں میرے بیٹے یحیٰی کو روند نہ ڈالے جو کہ قریب ہی بیٹھا ہوا تھا۔ پس میں اپنے بیٹے کے پاس چلا گیا۔

پس جب میں نے آسمان کی طرف نگاہ اُٹھائی تو میں نے دیکھا ایک سائبان سا تھا جس میں بہت سے چراغ جل رہے تھے جو کہ آسمان کی طرف بلند ہو رہا تھا، یہاں تک کہ میری نظر سے غائب ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا پتہ ہے کہ یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ فرشتے تھے جو تیری آواز (تلاوت) سُننے آئے تھے۔ اگر تو پڑھتا رہتا یعنی خاموش نہ ہوتا تو دوسرے لوگ بھی ان فرشتوں کو دیکھ لیتے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ یہ حدیث عبداللہ خباب نے بھی ہمیں بیان کی ہے، انہوں نے ابو سعید خدری سے، انہوں نے اُسید بن حضیر سے روایت کیا ہے۔

اس امام بخاری نے اپنی صحیح میں ذکر فرمایا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ انہیں لیث نے یہ حدیث بیان کی ہے۔ جبکہ امام مسلم نے ابراہیم بن سعد سے حدیث نقل کی ہے۔ انہوں نے یزید بن الہاد سے، انہوں نے عبداللہ بن خباب سے نقل کیا ہے۔

(بخاری۔ کتاب الفضائل القران اور باب نزول السکینۃ عند قراءۃ القران۔ مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین اور باب نزول السکینہ لقراءۃ القران۔ حدیث ۲۴۲ ص ۲۴۸)

اور روایت کیا گیا ہے اس حدیث کو امام زہری سے بھی، انہوں نے ابن کعب بن مالک سے، انہوں نے اُسید سے روایت کیا ہے اور روایت کیا گیا ہے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے بھی، انہوں نے اُسید سے روایت کیا ہے۔

باب ۲۵۴

ایک صحابی رسول ﷺ کا قرآن کی تلاوت کا سُننا

مگر سُنانے والے کا نظر نہ آنا

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو نصر بن قتادہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو منصور النصروی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن نجدہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سعید بن منصور نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو الاحوص نے ابی الحسن التیمی سے نقل کرتے ہوئے۔

وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں ایک شخص کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ میں ایک مرتبہ ایک اندھیری رات میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا۔ ایک شخص کو قُلْ یَآ اَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ پڑھتے ہوئے سُنا، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ شخص شرک سے بَری ہے۔

پھر ہم آگے چلے تو پھر میں نے ایک شخص کو قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھتے ہوئے سُنا۔ پس نبی کریم ﷺ نے اس شخص کے لئے فرمایا کہ اس کی مغفرت کردی گئی ہے۔ پس میں نے اپنی سواری کو روک کر دائیں بائیں دیکھا تا کہ معلوم ہو سکے کہ یہ پڑھنے والا کون شخص ہے۔ مگر مجھے کوئی شخص نظر نہ آیا۔

باب ۲۵۵

حضرت عوف بن مالک وغیرہ رضی اللہ عنہم کا اُس فرشتہ کی آواز سُننا جو شفاعت کا پیغام لے کر نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا تھا

مصنفؒ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو بکر بن فورک نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن حبیب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوداؤد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہمام نے حضرت قتادہ سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے ابوالملیح سے، انہوں نے حضرت عوف بن مالک الاشجعی سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے کہ ایک جگہ پر ہم نے رات گزارنے کے لئے پڑاؤ کیا۔ ہم میں سے ہر شخص نے اپنی اپنی سواریوں کو بٹھایا اور سو گئے۔ پھر میں رات کے حصے میں بیدار ہوا، کیا دیکھتا ہوں کہ نبی کریم کی سواری کسی کے سامنے موجود نہیں ہے۔ میں فوراً اُٹھا اور چلا، آگے چل کر میں نے حضرت معاذ بن جبلؓ اور عبداللہ بن قیس کو کھڑے ہوئے دیکھا، میں نے ان دونوں سے عرض کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے؟ انہوں نے فرمایا نہیں۔ اسی دوران میں تیز چکی کے چلنے کی طرح ایک آواز سُنی اور ہمارے پاس حضور ﷺ پہنچ گئے۔ اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا (یعنی فرشتہ) آیا تھا پس اس نے مجھے دو چیزوں کا اختیار دیا :

(۱) میں اپنی اُمت میں سے آدھی اُمت کے جنت میں داخل ہونے پر راضی ہو جاؤں۔ یا

(۲) قیامت والے دن شفاعت عطا ہو۔ پس میں نے شفاعت کو اختیار کر لیا۔

پس ہم نے عرض کیا کہ آپ کو اللہ کی اور اپنے ساتھ رہنے کی قسم دیتے ہیں کہ ہمیں ضرور شفاعت والوں میں شامل کریں گے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم میری شفاعت کرنے والوں میں ضرور شامل ہو گے۔

اور ایک شخص آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے بھی شفاعت میں شامل فرمالیجئے گا۔ تو نبی کریم ﷺ نے اُسے فرمایا کہ تم بھی اہل شفاعت میں سے ہو گے۔ جب بہت سارے صحابہ جمع ہو گئے سب نے شفاعت کا سوال شروع کر دیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اے اللہ! میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میری شفاعت میری اُمت میں سے ہر اُس شخص کے لئے ہو گی جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو۔

(مسند امام احمد ۴/۴۰۴، ۴۱۵۔ ۵/۲۳۲۔ ۶/۲۳، ۲۸)

☆☆☆

باب ۲۵۶

یہ باب ہے
کلام اللہ شریف کے ذریعہ جھاڑ پھونک کرنے کے بیان میں
اور جھاڑ پھونک کی وجہ سے شفاء کے آثار کا ظاہر ہونا
بلکہ شفاء کا حاصل ہونے کے بیان میں

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابونصر عمر بن عبدالعزیز بن عمر بن قتادہ اور ابوبکر محمد بن ابراہیم الفارسی نے، وہ دونوں فرماتے ہیں ہمیں خبر دی علی الذہلی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی یحییٰ بن یحییٰ نے وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ہشیم نے، انہوں نے ابی بشر سے انہوں نے ابی المتوکل سے، انہوں نے ابی سعید خدری ؓ سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے چند اصحاب رضی اللہ عنہم سفر میں تھے پس ان کا عرب قبائل میں سے کسی قبیلہ پر گزر ہوا۔ پس انہوں نے قبیلہ والوں سے مہمان نوازی کی درخواست کی تو قبیلہ والوں نے ان کی مہمان نوازی سے انکار کر دیا۔ (صحابہ نے الگ پڑاؤ ڈال لیا)

پس اچانک رات کو ایک شخص آیا اور کہنے لگا کیا تم میں سے کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا ہے؟ کیونکہ ہمارے قبیلہ کے سردار کو بچھو نے ڈس لیا ہے۔ پس قافلہ والوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ ہاں! اور وہ شخص اس صحابی کو لے کر بستی میں آیا۔ اُس صحابی نے اس ڈسے ہوئے سردار پر سورۃ الفاتحہ کا دَم کیا تو وہ سردار تندرست ہو گیا تو انہوں نے صحابی کو معاوضہ کے طور پر بکریوں کا ایک ریوڑ دینا چاہا تو صحابی نے لینے سے انکار کیا اور فرمایا کہ جب تک میں نبی کریم ﷺ سے نہ پوچھ لوں اس وقت تک نہیں لوں گا، یہاں تک کہ جب نبی علیہ السلام کے پاس پہنچے تو نبی علیہ السلام سے ذکر کیا اور کہا کہ یارسول اللہ! اللہ کی قسم میں نے سورۃ فاتحہ کے علاوہ کسی چیز سے دَم نہیں کیا، تو نبی کریم ﷺ مسکرائے اور فرمایا کہ تمہیں کیا علم یہ تو واقعی جھاڑ پھونک کے لئے ہے۔ پھر فرمایا اُن سے بکریوں کو ریوڑ لے لو اور اس میں سے میرا حصہ بھی رکھنا۔

اس کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں یحییٰ بن یحییٰ کی سند سے روایت کیا ہے۔ اور بخاری و مسلم دونوں نے اس روایت کو شعبہ سے، انہوں نے ابی بشر سے بھی روایت کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب الطب۔ فتح الباری ۱۰/ ۱۹۸۔ مسلم۔ کتاب السلام)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ابوبکر محمد بن احمد بن بالویہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی بشر بن موسیٰ الاسدی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابونعیم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زکریا بن ابی زائدہ نے، انہوں نے شعبی سے، انہوں نے خارجہ بن الصلت التیمی سے، انہوں نے اپنے چچا سے نقل کیا ہے کہ ہمارا قافلہ ایک قوم پر سے گزرا۔ اس قوم میں ایک مجنون آدمی تھا جس کو قوم والوں نے زنجیروں سے باندھا ہوا تھا۔ تو اس قوم کے لوگوں نے ہم سے کہا کہ کیا تم میں سے کسی کے پاس کوئی ایسی دوا ہے جس سے ہمارا یہ مریض تندرست ہو جائے؟ اللہ تمہیں خیر و عافیت نصیب فرمائے گا۔

وہ فرماتے ہیں کہ ہم میں سے ایک شخص نے اس مجنون پر تین دن تک لگاتار صبح شام دو مرتبہ سورۃ فاتحہ پڑھی، جس کی وجہ سے وہ تندرست و توانا ہو گیا۔ انہوں نے سو بکریاں ہمیں دیں۔ پس جب نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچے تو سارا واقعہ ذکر کیا تو نبی کریم نے فرمایا تم اس میں سے کھا سکتے ہو کیونکہ یہ جھاڑ پھونک حق طریقہ سے ہوئی ہے۔ اگر جھاڑ پھونک باطل طریقہ سے ہو تو اس کو کھانا باطل و حرام ہے۔

(ابوداؤد۔ کتاب البیوع۔ اجارۃ، باب کسب الاطباء۔ حدیث ۳۴۲۰ ص ۳/ ۲۶۶۔ ۱۳/۴۔ ۱۳۔ مسند احمد ۵/ ۲۱۱)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبردی ابوالحسین علی بن محمد المقری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبردی حسن بن محمد بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سلمہ بن حیان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یزید بن ہارون نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبردی محمد بن عبیداللہ نے ابی بکر بن محمد سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے عمرو سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا ایک غلام ہوا کرتا تھا جو آپ ﷺ کی خدمت کرتا تھا۔ اُس کا نام لبید بن اعصم تھا۔ آپ اُس کی خدمت سے خوش تھے۔ وہ کافی عرصہ نبی علیہ السلام کے پاس رہا تھا، یہاں تک کہ اس نے نبی علیہ السلام پر جادو کردیا۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ نبی کریم بتدریج ڈھلتے اور کمزور ہوتے چلے گئے، لیکن مرض کی تشخیص نہیں ہو پارہی تھی۔

اسی اثناء میں ایک رات نبی علیہ السلام آرام فرما تھے کہ دو فرشتے آپ علیہ السلام کے پاس تشریف لائے۔ اُن میں ایک آپ کے سرھانے بیٹھ گیا جبکہ دوسرا پائنتی کی طرف بیٹھ گیا۔ جو سرہانے بیٹھا تھا اُس نے پائنتی والے فرشتے سے پوچھا کہ اس کو کیا تکلیف ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ ان پر جادو کردیا گیا ہے۔ پھر اس نے پوچھا کہ کس نے ان پر جادو کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ لبید بن اعصم نے جادو کیا ہے۔ پھر سرہانے والے فرشتہ نے پوچھا کہ کس چیز میں جادو کیا ہے؟ تو پائنتی والے فرشتے نے کہا کہ ایک کنگھی پر جادو کا عمل کیا گیا ہے۔ پھر اس کنگھی کو مذکر کھجور کے پوتے میں رکھ کر ذروان کنوئیں کے اندر ایک پتھر کے نیچے رکھا گیا ہے اور کھجور کا درخت بھی وہیں نیچے ہے۔

آپ علیہ السلام فوراً بیدار ہوئے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بلوایا اور فرمایا، اے عائشہ کیا تمہیں پتہ ہے کہ اللہ جل شانہ نے مجھے میری تکلیف پر مطلع فرمایا ہے۔ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ چند اصحاب کو اپنے ساتھ لے کر کنوئیں کی طرف چلے۔ کنوئیں کا پانی مہندی کے رنگ کی طرح زرد ہو رہا تھا جبکہ اس کھجور کے درخت کی شاخیں خشک اور ٹیڑھی اور سانپ کی طرح پھن نکالے ہوئے تھیں۔

راوی فرماتے ہیں کہ ایک شخص کنوئیں میں نیچے اترا اور کھجور کے پوتے کو پتھر کے نیچے سے لے کر آگیا۔ جب کھجور کے پوتے کو کھولا تو اس میں رسول اللہ ﷺ کی کنگھی تھی جس میں رسول اللہ کے بال مبارک بندھے ہوئے تھے اور اس میں موم سے بنی ہوئی رسول اللہ ﷺ کی شبیہ مجسمہ تھی جس میں سوئی گاڑھی ہوئی تھی۔ اور جس میں کمان کی تانت تھی جس میں گیارہ گانٹھیں لگی ہوئی تھیں۔

اُسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام سورۃ المعوذتین لے کر نازل ہوئے اور فرمایا، اے محمد! قل اعوذ برب الفلق پڑھ کر ایک گانٹھ کھولو پھر من شرّ ما خلق پڑھ کر دوسری گانٹھ کھولو اسی طرح ہر ایک آیت پڑھتے جایئے اور ایک گانٹھ کھولتے جایئے۔ اسی طرح قل اعوذ برب الناس کی بھی ایک ایک آیت پڑھ کر گانٹھ کھولتے جائیں۔ نبی کریم نے اسی طرح فرمایا، حتیٰ کہ ساری گانٹھیں کھل گئیں۔

اس کے بعد ایک ایک سوئی بھی نکالتے گئے ہر سوئی کے نکالتے وقت رسول اللہ تکلیف محسوس فرماتے تھے، حتیٰ کہ ساری سوئیاں نکل گئیں اور رسول اللہ ﷺ راحت محسوس فرمانے لگے۔

(بخاری کتاب۔ بدء الخلق۔ حدیث ۳۲۶۸۔ فتح الباری ۶/۳۳۴۔ ۲۲۱/۱۰۔ مسلم۔ کتاب السلام۔ حدیث ۴۳ص ۱۷۱۹۔ ابن ماجہ۔ کتاب الطب۔ مسند احمد ۶/۵۷، ۶۳، ۹۶)

نبی علیہ السلام سے کسی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہودی آپ کو نعوذ باللہ قتل کرنا چاہتے تھے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا لیکن اللہ جل جلالہ نے میری حفاظت فرمائی اور مجھے عافیت نصیب فرمائی اور ان کے لئے اللہ تعالیٰ کا سخت عذاب ہوگا۔

راوی فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے کنگھی کو نکلوادیا۔

مصنف فرماتے ہیں، ہم نے اس روایت کو کلبی سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابی صالح سے، انہوں نے ابن عباس ﷛ سے اسی معنی میں روایت کیا ہے۔ اور ایک صحیح حدیث میں ہم نے روایت کیا ہے ہشام بن عروہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ابواب الدعوات میں نقل کیا ہے مگر اس روایت میں معوذتین کا ذکر نہیں ہے۔

☆☆☆

باب ۲۵۷

حضرت جبرائیل علیہ السلام کی دعا سکھانے کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کا شیاطین کے حملہ سے بچ جانا۔ پھر یہ دعا حضرت خالد بن ولید کو سکھانا اور جہاں شیاطین ہوتے وہاں سے شیاطین کا اُس دعا کی وجہ سے بھاگ جانا۔ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہما کا اس دعا کی وجہ سے محفوظ رہنا

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن بن قطان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی بن عبداللہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی جعفر بن سلیمان الضبعی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالتیاح نے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عبدالرحمٰن بن خنبش سے کہا کہ آپ ہمیں وہ حدیث سُنایئے کہ نبی کریم ﷺ نے کیا کہا تھا جب آپ ﷺ پر شیاطین نے حملہ کیا تھا؟

تو حضرت عبدالرحمٰن نے فرمایا کہ شیاطین نبی کریم ﷺ پر حملہ کرنے کے لئے اپنے لشکر کی صورت میں پہاڑوں سے اور ہر وادی سے اُتر رہے تھے۔ اُن کے ساتھ شیطان ابلیس بھی تھا جس کے ہاتھ میں آگ کا ایک شعلہ تھا۔ اور اُس شعلہ کے ذریعہ سے وہ ملعون رسول اللہ ﷺ کو جلانا چاہتا تھا۔

جب رسول اللہ ﷺ نے اُن کو دیکھا تو طبعی طور پر گھبرا گئے۔ اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا کہ اے محمد! کہہ دے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں کیا کہوں؟ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ یہ کلمات کہیں :

اعوذ بکلمات اللّٰہ التامات ، اللاتی لا یجاوزھن برّولا فاجر من شر ماخلق وذرأ وبرأ ، ومن شر ما ینزل من السمآء ومن شر مایعرج فیھا ومن شر مَا یلج فی الارض ومن شر ما یخرج منھا ومن فتن اللیل والنھار وشر الطوارق الا طارقا یطرق بخیر یا رحمٰن ۔

آپ فرمادیجئے کہ میں اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں، ان کلمات کے ذریعہ سے جو جامع اور مکمل ہیں کہ جن سے کوئی نیک یا فاجر آدمی آگے بڑھ نہیں سکتا۔ اور میں اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں اُس چیز کے شر سے جو پیدا ہوئی اور بڑھی۔ اور اس چیز کے شر سے جو آسمان سے نازل ہوتی ہے اور جو ظاہر ہوتی ہے۔ اور اس چیز کے شر سے جو زمین میں داخل ہوتی ہے اور جو زمین سے نکلتی ہے۔ اور رات اور دن کے شر سے۔ اور رات کو چمکنے والے، آنے والے کے شر سے مگر یہ کہ کوئی خیر لے کر آئے۔ اے رحم کرنے والے۔

نبی کریم ﷺ کا یہ کہنا تھا کہ شیطان کی آگ بُجھ گئی اور اللہ تعالیٰ نے شیاطین کے لشکر کو شکست دی۔ (مسند امام احمد۔ جلد ۳۔ صفحہ ۴۱۹)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبردی ابو حامد احمد بن ابی العباس الزوزنی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر محمد بن حسب نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبردی ابوبکر یحییٰ بن ابی طالب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبردی عبدالوہاب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبردی ہشام بن حسان نے حفصہ بنت سیرین سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے ابی العالیہ الریاحی سے نقل کیا ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ جنات میں سے بعض جنات تنگ کرتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم یہ کلمات کہا کرو۔ جن کا تذکرہ ابھی گزرا ہے۔

حضرت خالد بن ولید فرماتے ہیں کہ میں نے ان کلمات کو پڑھنا شروع کیا تو اللہ تعالیٰ نے شیطان کو مجھ سے دور بھگا دیا۔

باب ۲۵۸

حالتِ نماز میں نبی کریم ﷺ پر بعض شیاطین کا حملہ کرنا
اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ان کو پکڑنا

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبردی ابوصالح بن ابی طاہر العنبری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبردی میرے دادا یحییٰ بن منصور نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن سلمہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن بشار العبدی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن جعفر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے محمد بن زیاد سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے شیاطین میں سے ایک سخت خبیث شیطان نے گذشتہ رات مجھے نماز میں حملہ کردیا تا کہ میری نماز توڑ ڈالے۔

پس اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کو پکڑنے کی طاقت عطا فرمائی اور میں نے اس کو پکڑ لیا اور میں نے چاہا کہ اس کو مسجد کے ستون میں سے ایک ستون میں باندھ دوں تا کہ تم سب اس کو دیکھو۔ پھر مجھے اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد آگئی: کہ

رب هب لي ملكا لا ينبغي لا حد من بعدى ۔ (ص ۳۵)

اے رب! مجھے ایسی حکومت عطا فرما کہ میرے بعد کسی کو بھی ایسی حکومت نہ مل سکے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا پھر میں نے اس کو رسوا کر کے چھوڑ دیا۔

اس روایت کو امام بخاری اور امام مسلم نے اپنی صحیحین میں محمد بن بشار سے نقل کیا ہے البتہ اُس روایت میں یہ بات مذکور ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے اس کو گردن سے سختی سے دبوچ لیا۔ (بخاری۔ احادیث الانبیاء۔ حدیث ۳۴۲۳۔ فتح الباری ۶/ ۴۵۷)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبردی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسماعیل نے یعنی ابن مہران نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن سلمہ المرادی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن وہب نے معاویہ بن صالح سے وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ربیعہ بن یزید نے، انہوں نے ابی ادریس الخولانی سے، انہوں نے حضرت ابوالدرداء سے نقل کیا وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم نماز پڑھ رہے تھے پس اچانک ہم نے نبی کریم کو تین مرتبہ یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ اعوذ بالله منك کہ میں تجھ سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔ پھر تین مرتبہ یہ فرمایا میں تجھ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت کرتا ہوں۔ اور نبی علیہ السلام نے اپنے ہاتھ ایسے آگے بڑھائے جیسے کسی کو پکڑنا چاہتے ہوں۔

جب نبی کریم نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! ہم نے آج آپ سے نماز میں ایک ایسی چیز سنی جو پہلے نہیں سنی اور ہم نے آپ کو اپنے ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے دیکھا۔ تو نبی کریم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا دشمن ابلیس آگ کا شعلہ لے کر آیا تھا تا کہ میرے چہرے پر ڈال دے۔ پس میں بلا کسی تاخیر کے تین مرتبہ اعوذ باللہ منك اور تین مرتبہ العنك بلعنة اللہ التامه کہا پھر میں نے چاہا کہ اس کو پکڑوں۔ اللہ کی قسم! اگر ہمارے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام نے دعا نہ کی ہوتی تو اس کو پکڑ کر باندھ لیتا اور صبح کو مدینہ کے بچے اس کے ساتھ کھیل تماشہ کرتے۔

اسی روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں محمد بن سلمہ المرادی سے نقل کیا ہے۔ (مسلم۔ کتاب المساجد۔ حدیث ۴۰ ص ۱/۳۸۵)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو منصور ظفر بن محمد العلوی نے لکھوا کر، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوجعفر بن دحیم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن حازم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوغسان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسرائیل نے سماک نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں، میں نے حضرت جابر بن سمرہ ؓ کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی تو آپ نماز میں بار بار آگے کی طرف مائل ہو رہے تھے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا شیطان نماز میں میرے اوپر آگ پھینکنا چاہتا تھا تا کہ میری نماز خراب کر دے۔ پس میں اس کو پکڑ رہا تھا، اگر میں اس کو پکڑ لیتا تو پھر وہ مجھ سے بھاگ نہیں سکتا تھا یہاں تک کہ میں اس کو مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون سے باندھ دیتا اور مدینہ کے بچے اس کو دیکھتے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو منصور ظفر بن محمد العلوی نے لکھواتے ہوئے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوجعفر محمد بن علی بن دحیم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن حازم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبیداللہ بن موسیٰ نے، وہ فرماتے ہیں انہوں نے ابی عبیدہ سے نقل کیا، انہوں نے عبداللہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا، ایک مرتبہ شیطان کا مجھ پر گزر ہوا۔ پس میں نے اس کو بڑھ کر پکڑ لیا اور اس کی گردن دبوچ لی۔ یہاں تک کہ میں نے اس کی زبان کی ٹھنڈک کو اپنے ہاتھ پر بھی محسوس کیا اور نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ تو نے مجھے بہت تکلیف پہنچائی ہے۔ اگر حضرت سلیمان علیہ السلام نے دعا نہ کی ہوتی تو میں اس کو مسجد کے ستونوں میں سے کسی ستون کے ساتھ باندھ دیتا۔ یہاں تک کہ مدینہ منورہ کے بچے بھی اس کو دیکھتے۔ (مسند احمد ۵/۱۰۴-105)

باب ۲۵۹

ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان رہتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس شیطان کے خلاف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو غلبہ عطا فرمایا ہے اس لئے وہ شیطان نبی کریم ﷺ کو سوائے خیر کے کوئی حکم نہیں دیتا

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحاق الصغانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسود بن عامر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سفیان ؒ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالرحمن بن

مہدی نے سفیان سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے منصور سے، انہوں نے سالم (جو کہ ابن ابی جعد ہیں) سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود ﷜ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم میں سے ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان جن ہمیشہ رہتا ہے اسی طرح ایک فرشتہ بھی ساتھ رہتا ہے۔

صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! کیا آپ کے ساتھ بھی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں میرے ساتھ بھی مگر مجھے اللہ تعالیٰ نے اُس شیطان جن پر غلبہ عطا فرمایا ہے یعنی مجھے اُس کے شر وفتن سے محفوظ کر دیا گیا ہے۔ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ نبی کریم نے فرمایا کہ مگر میرا شیطان مسلمان ہو گیا ہے وہ مجھے سوائے نیکی کے اور کوئی حکم نہیں دیتا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوصادق محمد بن ابی الفوارس العطار نے، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہارون بن سلیمان اصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالرحمن بن مہدی نے۔ (پس یہ سند عالی ہے)

اس روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں محمد بن مثنیٰ اور محمد بشار سے نقل کیا ہے، انہوں نے عبدالرحمن سے۔ (مسلم۔ کتاب المنافقین ص ۲۱۸۶)

اور انہوں نے بھی واللہ اعلم ساتھی سے مراد جن اور شیطان مراد لیا ہے۔ مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحیٰ ابی بکر نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے، انہوں نے منصور سے، انہوں نے سالم بن ابی الجعد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے عبداللہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ کے ساتھ بھی؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں! بے شک میرے ساتھ بھی ایک شیطان ہے مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اُس پر غالب کر دیا ہے، یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو گیا ہے (یا یوں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر غلبہ عطا فرمایا ہے اُس کے اسلام کی بنا پر)۔

نوٹ: آگے مصنف فرماتے ہیں اس بات کے دو مطلب ہو سکتے ہیں، (۱) یا اس بات سے مراد اس کا مسلمان ہونا ہے۔
(۲) یا مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے محفوظ اور سلامت رکھا ہوا ہے۔

اس پہلی بات کی طرف محمد بن اسحاق بن خزیم کا رجحان معلوم ہوتا ہے جبکہ حضرت سلیمان الخطابی کا فرمانا یہ ہے کہ اکثر راویوں نے یہاں پہلی بات ہی مراد لی ہے سوائے سفیان بن عیینہ کے، وہ فرماتے ہیں یہاں دوسری بات یعنی سلامتی مراد ہے کیونکہ شیطان کبھی مسلمان نہیں ہو سکتا۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عباس بن محمد الدوری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہارون بن معروف نے۔

دوسری سند میں مصنف فرماتے ہیں مجھے خبر دی ابوالولید نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہارون بن سعید الأیلی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن وہب نے، وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ابوصخر نے ابن قسیط سے نقل کرتے ہوئے کہ انہیں بیان کیا عروہ نے عروہ کو، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ رات کو اُن کے پاس سے باہر نکل گئے تو مجھے غیرت آئی کہ میرے ہوتے ہوئے آپ کہاں جا رہے ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لائے تو آپ علیہ السلام نے میری کیفیت کو بھانپ لیا اور فرمایا، اے عائشہ! تمہیں کیا ہوا کہ تم مجھ پر غیرت کرتی ہو؟ تو میں نے عرض کیا کہ کیا میں آپ جیسی شخصیت پر غیرت نہیں کر سکتی؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

اللہ تجھے محفوظ فرمائے تیرے شیطان کے مکروفریب سے، تو میں نے عرض کیا کہ کیا میرے ساتھ شیطان ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں، بلکہ ہر انسان کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! آپ کے ساتھ بھی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں، مگر میرے رب نے مجھے اُس پر غلبہ عطا فرمایا ہے لہٰذا وہ مسلمان ہو گیا ہے۔

اس روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں ہارون بن سعید الأ یلی سے نقل کیا ہے۔

(مسلم فی کتاب صفات المنافقین ۔ باب تحریش الشیطان ۔ حدیث ۷۰ ص ۴/ ۲۱۶۸)

باب ۲۶۰

''اذان'' شیطان اور جنّات سے بچاؤ کا ذریعہ ہے

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوزکریا العنبری اور علی بن عیسیٰ الحیری نے دوسرے لوگوں کے درمیان، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بن سعید العبدی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں بیان کی اُمیہ بن بسطام نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یزید بن زریع نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی رَوح بن قاسم نے سہل بن ابی صالح سے نقل کرتے ہوئے، وہ فرماتے ہیں مجھے میرے والد نے بنی حارثہ کی طرف بھیجا اور میرے ساتھ ہمارا غلام یا ہمارا کوئی ساتھی تھا۔

پس اُس ساتھی کو کسی نے دیوار کی اوٹ سے پکارا اُس کا نام لے کر ہمارے ساتھی نے جب وہاں دیوار کی طرف دیکھا تو اسے کوئی چیز بھی نظر نہ آئی۔ بعد میں میں نے یہ بات اپنے والد کو بتلائی تو والد صاحب نے فرمایا کہ اگر مجھے یہ بات معلوم ہوتی کہ تمہارا سامنا اُس سے ہوگا تو میں تمہیں بھیجتا ہی نہیں۔ بہرحال جب تم نے اس کی آواز سُنی تو اسی وقت اذان ہوگئی اور اذان کی وجہ سے وہ واپس بھاگ گیا۔

بے شک میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو نبی کریم سے یہ حدیث نقل کرتے ہوئے سُنا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب نماز کے لئے اذان دی جاتی ہے تو شیطان پیٹھ دے کر گوز مارتا ہوا بھاگ جاتا ہے۔

اس روایت کو امام مسلم نے اُمیہ بن بسطام سے نقل فرمایا ہے۔

(مسلم ۔ کتاب الصلوٰۃ ۔ باب فضل الأذان وھرب الشیطان عند سماعہ ۔ حدیث ۱۸ ص ۱/ ۲۸۱)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید الصفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبید بن شریک نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبدالعزیز نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی قاسم بن غصن نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابواسحاق نے یُسیر بن عمرو سے نقل کرتے ہوئے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب جنّات تمہیں پریشان کریں تو تم اذان دینا شروع کردو تو جنّات تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد المقری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن ابی بکر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عامر بن صالح نے یونس سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے حسن سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو سعد بن ابی وقاص کی طرف بھیجا جب وہ درمیان میں راستہ میں پہنچے تو جنّات کی ایک جماعت سے ان کا سامنا ہو گیا۔ جب وہ حضرت سعد بن ابی وقاص کے پاس پہنچے تو اُن کو سارا واقعہ سُنایا تو حضرت سعد بن ابی وقاص نے فرمایا کہ کیا میں نے تمہیں یہ نہیں بتلایا تھا کہ جب کبھی ہمیں جنّات تنگ کرتے ہیں تو ہم اذان دینا شروع کردیتے ہیں۔

جب یہ شخص حضرت عمر فاروق ؓ کے پاس پہنچا تو اُسی طرح ایک بادل بھی اُسی جگہ پہنچ گیا جو بادل اس شخص کے ساتھ چل رہا تھا۔ تو اس شخص کو حضرت سعد ؓ کی کہی ہوئی بات یاد آگئی تو فوراً اس نے اذان دینا شروع کی جیسے ہی اس نے اذان دی تو وہ بادل چلا گیا۔ جب اذان سے سکوت اختیار کیا تو پھر بادل آ گیا۔ آپ نے دوبارہ اذان دینا شروع کر دی تو وہ بادل پھر واپس چلا گیا۔

باب ۲۶۱

اللہ تعالیٰ کے کلمات تعوذ پڑھنے سے
انسان کا کسی موذی چیز کے ڈسنے سے محفوظ ہو جانا

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن علی الصغانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسحاق بن ابراہیم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبدالرزاق نے معمر سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے سہیل بن ابی صالح سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اسلم کے ایک شخص سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص کو بچھو نے کاٹ لیا۔

جب یہ بات نبی کریم ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا، اگر یہ شخص شام کے وقت یہ کلمات پڑھ لیتا :

اعوذ بکلمات التامة من شر ما خلق

تو بچھو سے کوئی نقصان نہ ہوتا۔ (مسلم ۲۰۸۱۔ کتاب الزکر والدعا)

راوی فرماتے ہیں میرے اہل میں سے ایک عورت نے یہ کلمات پڑھے پھر اس کو سانپ نے ڈس لیا لیکن اس کو کوئی بھی تکلیف نہ ہوئی۔

باب ۲۶۲

اللہ تعالیٰ کا نام لے کر
زہر پینے سے بھی زہر کے نقصان سے بچنا

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن ابی بکر فقیہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن ابی جعفر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابویعلیٰ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سریج بن یونس نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن زکریا نے یونس بن ابی اسحاق سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے ابی السفر سے نقل کیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت خالد بن ولید نے بنی مرازبہ قبیلہ کے ایک شخص حیرہ کے پاس پڑاؤ کیا بنی مرازبہ نے حضرت خالد بن ولید سے کہا کہ آپ زہر سے بچنا، کہیں یہ عجمی لوگ آپ کو زہر نہ پلا دیں۔ تو حضرت خالد بن ولید نے فرمایا زہر لے کر آؤ۔ جب لایا گیا تو حضرت خالد بن ولید نے بغیر سوچے اور بغیر تاخیر کئے بسم اللہ پڑھ کر زہر پی لیا مگر آپ کو کچھ بھی نہ ہوا۔

☆☆☆

باب ۲۶۳

شیطان کا صدقہ کے مال میں سے چوری کرنا اور پھر آیۃ الکرسی پڑھ کر شیطان سے محفوظ ہو جانا

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ بن ابراہیم بزاز نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسحاق بن حسن حربی نے اور ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید الصفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی تمتام نے جو کہ محمد بن غالب ہے وہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عوف بن سیرین سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے رمضان المبارک میں وصول ہونے والے اموال صدقات کی حفاظت پر مامور فرمایا۔

رات کو ایک شخص آیا اور وہ غلہ (گندم) میں سے چوری کرنے لگا۔ پس میں نے اس کو پکڑ لیا۔ تو اس نے کہا کہ مجھے چھوڑ دیں میں ضرورت مند اور محتاج ہوں اور بچوں والا ہوں، بچے بھوک میں مبتلا ہوں اسی لئے یہ غلہ اٹھا رہا تھا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ مجھے اس پر رحم آیا اور میں نے اس کو چھوڑ دیا۔

جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا کہ تمہارے رات والے قیدی کا کیا بنا؟ تو میں نے عرض کیا، اے اللہ کے نبی! اس نے اپنے گھر والوں کی شدید مجبوریوں کو اور اپنی محتاجگی اور پریشانی کو بیان کیا تو مجھ کو اس پر رحم آ گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس نے جھوٹ بولا ہے وہ دوبارہ آئے گا۔

پس جب دوسری رات ہوئی تو وہ دوبارہ آیا اور غلہ چوری کرنا شروع کیا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کو دوبارہ پکڑ لیا اور کہا میں تجھے حضور ﷺ کے سامنے لے کر جاؤں گا۔ میں نے تو یہ سمجھا کہ تو اب نہیں آئے گا مگر تو اب دوبارہ آیا ہے۔ اس نے دوبارہ اپنی محتاجگی، غربت اور بچوں کے بھوکے ہونے کا بیان کیا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو پھر اس پر رحم آ گیا اور اس کو چھوڑ دیا۔ پھر صبح کو رسول اللہ ﷺ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تمہارے قیدی کا کیا حال ہے؟ تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا نبی اللہ! اس نے اپنی محتاجگی اور عیال کی فاقہ کشی کو بیان کیا تو مجھے اس پر رحم آ گیا اور میں نے اسے رہا کر دیا۔ تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ جھوٹ بولتا ہے وہ دوبارہ آئے گا۔

اب تیسری رات وہ دوبارہ آیا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کو پھر پکڑا اور فرمایا اب تو میں تجھے ضرور بالضرور حضور علیہ السلام کے پاس لے کر جاؤں گا تو نے یہ تیسری مرتبہ مجھ سے وعدہ خلافی کی ہے۔ تو اس نے کہا کہ آپ مجھے چھوڑ دیں میں آپ کو چند ایسے کلمات سکھلاتا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ تجھے نفع پہنچائیں گے۔

''جب تو بستر پر لیٹے تو ایک مرتبہ مکمل آیۃ الکرسی پڑھ لینا تو صبح تک ایک محافظ فرشتہ شیطان سے تمہاری حفاظت کرتا رہے گا''۔

راوی فرماتے ہیں حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تو نیکی کے حریص رہتے تھے۔ لہٰذا جب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ مفید بات ملی تو آپ نے اس کو چھوڑ دیا۔

جب صبح ہوئی تو پھر رسول اللہ ﷺ نے پوچھ لیا کہ تمہارے قیدی کا کیا حال ہے؟ تو حضرت ابو ہریرہ ؓ نے عرض کیا یا نبی اللہ! اس نے مجھے ایک ایسی چیز سکھلائی ہے جس کے بارے میں اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس سے فائدہ دیں گے۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا وہ کونسی چیز ہے؟ تو حضرت ابو ہریرہ ؓ نے عرض کیا کہ اس نے مجھے حکم دیا کہ جب تم سونے کے لئے بستر پر جاؤ تو ایک مرتبہ مکمل آیۃ الکرسی پڑھ لینا تو ایک فرشتہ صبح تک شیطان سے تمہاری حفاظت کرتا رہے گا۔

تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اے ابو ہریرہ ! وہ آدمی تو جھوٹا تھا مگر تمہیں سچی بات بتلا گیا ہے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ ؓ سے پوچھا کہ کیا تمہیں پتہ ہے کہ تم تین دن تک کس سے مخاطب ہوتے رہے؟ تو میں نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ! تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ شیطان تھا۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں عثمان بن الہیثم کی سند سے بیان کیا ہے۔ (بخاری کتاب الوکالۃ۔ حدیث ۲۳۱۱۔ فتح الباری ۴/۴۸۷)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ اسحاق بن محمد بن یوسف السوسی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عباس بن الولید بن مزید نے، وہ فرماتے ہیں مجھے خبر دی میرے والد نے، وہ فرماتے ہیں مجھے خبر دی الاوزاعی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن ابی کثیر نے، وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ابن ابی بن کعب نے کہ ان کے والد ابی بن کعب کا کھجوروں کا ایک ڈھیر تھا میرے والد جب بھی ڈھیر کا جائزہ لیتے تو اس کو کم ہی پاتے۔

پس ایک رات انہوں نے خود چوکیداری کی، انہوں نے دیکھا ایک ہیولا ہے جو کہ ایک نوجوان لڑکے کا لگ رہا تھا۔ انہوں نے اس کو سلام کیا تو اس نے سلام کا جواب دیا۔ ابی بن کعب فرماتے ہیں کہ میں نے اُسے کہا تم کون ہو؟ جن یا انسان؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں جن ہوں۔ تو میں نے اسے کہا کہ اپنا ہاتھ مجھے دے تو اس نے اپنا ہاتھ مجھے دیا تو میں نے دیکھا کہ ہاتھ کتے کا تھا اور بال بھی کتے کے تھے تو ابی بن کعب نے پوچھا کہ کیا جن ایسے ہوتے ہیں تو اس جن نے کہا کہ تم نے جن کو جان لیا مگر یہ بات یاد رکھنا کہ جنوں میں مجھ سے زیادہ سخت کوئی اور جن نہیں ہے۔

ابی بن کعب نے اس سے پوچھا کہ تجھے غلہ چوری پر کس چیز نے برانگیختہ کیا؟ جن نے جواب دیا کہ مجھے یہ پتہ چلا تھا کہ آپ صدقہ کرنے کو بہت محبوب رکھتے ہیں پس میں نے چاہا کہ میں صدقہ کا اپنا حصہ خود ہی لے لوں۔ تو ابی ابن کعب نے جن سے کہا کہ کوئی ایسی ترکیب نہیں کہ ہم تم سے محفوظ رہ سکیں؟ جن نے کہا آپ مکمل آیۃ الکرسی پڑھ لیا کریں۔ پھر ابی بن کعب نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔

پھر وہ حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور سارا قصہ بیان کیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس خبیث جن نے سچ بات کہی ہے۔ (اسی طرح اوزاعی نے یحییٰ سے نقل کیا ہے)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن صالح بن ہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن اسحاق بن یوسف نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہارون بن عبد اللہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو داؤد الطیالسی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حرب بن شداد نے یحییٰ بن ابی کثیر سے نقل کرتے ہوئے، وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی حضرمی بن لاحق نے محمد بن عمرو بن اُبی بن کعب سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے اپنے دادا ابی ابن کعب سے نقل کیا ہے کہ ان کا ایک کھجور کا ڈھیر تھا آگے پھر وہی حدیث بیان کی جو کہ پیچھے مذکور ہوئی ہے۔

مصنف فرماتے ہیں ابو عبد اللہ حافظ نے، ہمیں خبر دی ابو العباس قاسم بن قاسم السیاری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن ہلال البوزنجی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی بن حسن بن شقیق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبد المؤمن بن خالد حنفی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبد اللہ بن بریدہ الاسلمی نے ابی الاسود دؤلی سے نقل کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت معاذ بن جبل ؓ سے ایک مرتبہ عرض کیا کہ آپ وہ واقعہ بیان کیجئے جب آپ نے شیطان کو پکڑا تھا۔

انہوں نے فرمایا کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے مجھے مسلمانوں کے لئے آئے ہوئے صدقہ کے مال کی نگرانی پر مامور فرمایا پس میں نے اُس مال کو جو کہ کھجوروں کی صورت میں تھا ایک کمرہ میں رکھ دیا مگر وہ کھجوریں مسلسل کم ہو رہی تھیں۔ مجھے تشویش ہوئی اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر دی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ شیطان تمہاری کھجوریں اُٹھاتا ہے۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اُس کے بعد میں کمرہ میں گیا اور دروازہ بند کر لیا تھوڑی دیر بعد دروازے پر اندھیرا چھا گیا اور وہ شیطان کی آمد کی علامت تھی۔ پھر اس شیطان نے ہاتھی کی صورت اختیار کی، کبھی کسی اور صورت میں آتا حتیٰ کہ وہ دروازے کے سوراخوں سے اندر آ گیا اور آکر کھجوریں کھانے لگا۔ میں نے اپنی تہبند کو مضبوط کیا اور اس کے اُوپر چھلانگ لگا کر اس کو پکڑ لیا اور میں نے کہا کہ تم اللہ کے دشمن شیطان ہو؟

وہ کہنے لگا مجھے چھوڑ دے میں زیادہ کنبہ والا غریب فقیر آدمی ہوں اور ہم دو خاندان اس بستی میں رہتے تھے۔ تمہارے نبی کے آنے کے بعد ہمیں یہاں سے نکال دیا گیا ہے۔ مہربانی کر و اب مجھے چھوڑ دو، آئندہ نہیں آؤں گا تو میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ اور ادھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور ﷺ کو اس واقعہ کی اطلاع دے دی۔

جب نبی علیہ السلام صبح فجر کی نماز سے فارغ ہوئے تو ایک شخص نے مجھے پکارا کہ معاذ بن جبل کہاں ہے؟ تو میں فوراً کھڑا ہو گیا تو نبی علیہ السلام نے فرمایا: اے معاذ! تمہارے قیدی کا کیا حال ہے؟ تو میں نے سارا واقعہ بیان کر دیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ دوبارہ آئے گا۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہنے لگے دوسری رات میں نے پھر کمرہ کا دروازہ بند کیا تو وہ شیطان پھر دروازے کے سوراخ میں داخل ہو گیا اور کھجوریں کھانے لگا۔ میں نے پھر وہی کام کیا جو گذشتہ رات کیا تھا۔ وہ شیطان پھر کہنے لگا مجھے چھوڑ دو میں غریب ہوں، میں نے اس سے کہا اے اللہ کے دشمن! کیا تو نے کل نہیں کہا تھا کہ میں دوبارہ نہیں آؤں گا۔ تو وہ کہنے لگا پس آئندہ نہیں آؤں گا اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ جو شخص رات کو سورۃ البقرہ کی آخری آیتیں پڑھتا ہے تو مجھ سمیت کوئی شخص وہاں نہیں آسکتا۔ (مجمع الزوائد ۴/ ۴۸۷)

اس روایت کی تائید زید بن الحباب عبدالمؤمن بن خالد الحنفی المروزی نے بھی کی ہے۔

مصنف فرماتے ہیں اور ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید الصفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حامد السلمی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عمرو بن مرزوق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی مالک بن مغول نے عبداللہ بن بریدہ سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں میرا کچھ غلّہ رکھا ہوا تھا مجھے اس میں بتدریج کمی محسوس ہونے لگی۔

ایک رات میں متنبہ ہو کر بیٹھا تو اچانک ایک جنّی غلّہ پر ٹوٹ پڑی۔ میں نے فوراً اس کو پکڑ لیا اور کہا کہ آج تو مجھ سے بھاگ نہیں سکتی، یہاں تک کہ میں تجھے حضور ﷺ کے پاس لے کر جاؤں گا۔ تو وہ کہنے لگی کہ میرے بچے زیادہ ہیں اور وہ بھوکے ہیں مجھے چھوڑ دو میں دوبارہ نہیں آؤں گی۔ تو میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ جب میں حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچا تو میں نے سارا واقعہ سُنایا۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ جنّی جھوٹی ہے۔

راوی فرماتے ہیں کہ مجھے پھر غلّہ میں کمی محسوس ہونے لگی میں پھر غلّہ پر نگاہ لگا کر بیٹھ گیا اور پھر دوبارہ اُسی جنّی کو پکڑ لیا وہ جنّی پھر وہی باتیں کرنے لگی اور اس نے قسم اُٹھائی کہ آئندہ نہیں آؤں گی۔ میں نے اس کو چھوڑ دیا اور نبی کریم ﷺ کو آکر واقعہ سُنایا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس نے جھوٹ بولا ہے، وہ جھوٹی ہے۔

راوی فرماتے ہیں کہ میرا غلّہ پھر بھی کم ہونے لگا۔ میں پھر گھات لگا کر بیٹھ گیا اور اس کو پھر پکڑ لیا اور کہا کہ اب تو تجھے حضور ﷺ کے پاس لے کر جاؤں گا میں تجھے اب چھوڑوں گا نہیں۔ تو وہ جنّی کہنے لگی تو مجھے چھوڑ دے میں تجھے ایسی چیز بتلاتی ہوں اگر تم اس کو پڑھ لو تو جنوں میں سے کوئی بھی تمہارے سامان کے قریب نہیں آسکے گا اور وہ یہ ہے کہ جب تم بستر پر لیٹ جاؤ تو آیۃ الکرسی پڑھ کر اپنے اُوپر اپنے مال پر دَم کر لو۔

راوی فرماتے ہیں پھر میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ جب میں حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچا تو سارا واقعہ بیان کیا تو نبی کریم ﷺ نے دومرتبہ فرمایا کہ یہ جھوٹی ہے مگر یہ بات اس نے سچ کہی ہے۔

حضرت عبداللہ بن بریدہ نے اپنے والد سے اُسی طرح نقل فرمایا ہے لیکن حضرت معاذ رضی اللہ عنہ والی حدیث سے کچھ مختلف ہے لیکن ہوسکتا ہے دونوں روایتیں ہی اسی طرح محفوظ ہوں۔

اور حضرت ابی ایوب انصاری سے بھی اسی طرح کا قصہ نقل کیا گیا ہے۔

اور حضرت ابواسحاق السبیعی نے روایت کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنے باغ میں پہنچے جو کہ مدینہ میں تھا تو انہیں کچھ شور شرابا سنائی دیا۔ پھر جنات میں سے کسی مرد نے ان سے کہا کہ ہمیں قحط کا سامنا ہے ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ اس باغ کے پھل کھانے کی اجازت دیں تاکہ ہمارے لئے پھل کھانا حلال ہو جائے پھر ہم تمہیں آیۃ الکرسی سکھائیں گے جس کے ذریعہ تم ہم سے پناہ میں آسکتے ہو۔

باب ۲۶۴

یہ باب اُس شخص کے بیان میں جس کے پیچھے دو شیطان لگ گئے پھر انہیں واپس کیا گیا اور اُس نے اس شخص کو نبی اکرم ﷺ کو سلام کہنے کا حکم دیا

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی بن معبد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبیداللہ بن عمرو نے، انہوں نے عبدالکریم سے نقل کیا انہوں نے عکرمہ سے، انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں ایک شخص خیبر سے نکلا تو اس کے پیچھے دو آدمی لگ گئے جبکہ تیسرا اُن دونوں کے پیچھے۔ ان دونوں سے کہنے لگا، ارے تم واپس آجاؤ حتیٰ کہ وہ تیسرا ان دونوں کے قریب پہنچ کر ان دونوں کو واپس لے گیا۔

پھر وہ دوبارہ اس شخص کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ یہ دونوں شیطان تھے میں مستقل ان کے پیچھے لگا رہا، یہاں تک کہ ان کو واپس لے گیا۔ جب تم رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچو تو ان کو سلام کہنا اور یہ بتلانا کہ ہم صدقات کے جمع کرنے میں لگے ہوئے ہیں اور ہمارے لئے یہ ممکن ہوتا تو ہم میں سے کوئی اس کے ساتھ آتا۔

پس جب یہ شخص حضور ﷺ کے پاس پہنچا اور سارا واقعہ سُنایا تو نبی کریم ﷺ نے تنہا سفر کرنے سے منع فرمایا۔

☆☆☆

باب ۲۶۵

حضرت حبیب بن مسلمہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا لا حول ولا قوۃ الّا باللّٰہ اور دیگر صحابہ کا دوسری دعائیں پڑھ کر اللہ جل جلالہ سے مدد کا سوال کرنا

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی حسین بن صفوان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن ابی دنیا نے۔ وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی قاسم بن ہاشم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالیمان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی صفوان بن عمرو نے، انہوں نے اپنے شیوخ سے نقل کیا ہے حضرت حبیب بن مسلمہ ﷛ سے جب دشمن ٹکراتے یا کسی قلعہ پر حملہ کرتے تو لا حول ولا قوۃ الّا باللّٰہ کے پڑھنے کو پسند فرماتے تھے۔

ایک دن انہوں نے لا حول ولا قوۃ الّا باللّٰہ پڑھ کر ایک رومی قلعہ پر حملہ کیا ساتھ دیگر مسلمانوں نے بھی پڑھا تو اللہ جل شانہ نے قلعہ کو فتح کروادیا۔ (تہذیب تاریخ دمشق ۴/۴۱)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی بشر بن موسیٰ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعبدالرحمن المقری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن لہیعہ سے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن ہبیرہ نے حبیب بن مسلمہ کو ایک لشکر کا امیر بنایا گیا، وہ جنگوں کے ماہر تھے۔ جب وہ دشمن کے پاس پہنچے تو فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جب لوگ جمع ہو کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں اور ان میں سے بعض دوسرے اُن کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں تو اللہ رب العالمین ان کی دعاؤں کو ضرور قبول فرماتے ہیں۔

پھر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی کہ اے اللہ! ہمارے خون معاف فرما اور ہمیں شہداء والا اجر وثواب عطا فرما۔

راوی فرماتے ہیں اسی دوران پس اچانک دشمن کے امیر نے حملہ کردیا اور حضرت حبیب بن مسلمہ کے خیمہ میں داخل ہو کر آپ کو شہید کردیا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ (تاریخ ابن عساکر ۴/۴۱)

☆☆☆

باب ۲۶۶

حضرت ربّیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا کی حفاظت کے بیان میں

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبدالخالق بن علی بن عبدالخالق المؤذن نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر بن حب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسماعیل بن ترمذی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ایوب سلیمان بن بلال نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن ابی اُویس نے، انہوں نے سلیمان بن بلال سے نقل کیا ہے انہوں نے ابوعبدالعزیز ربذی سے، انہوں نے ابوبکر بن عبیداللہ بن انس بن مالک ﷛ سے، انہوں نے اپنی پھوپھی عائشہ بنت انس بن مالک سے نقل کیا ہے کہ وہ خبر دیتی ہیں اپنی والدہ ربیع بنت معوذ بن عفراء سے، فرماتی ہیں کہ ایک موقع پر میں حاملہ تھی اور میں نے اپنے اُوپر ایک چادر ڈالی ہوئی تھی کہ اچانک میرے پاس ایک سانپ آیا اور وہ میرا علاج کرنا چاہ رہا تھا اور مجھ سے مزاحمت کر رہا تھا۔ اسی دوران ایک زرد رنگ کا صحیفہ آسمان سے آیا اور اس کے سامنے گر گیا پس اس سانپ نے اس کو پڑھا تو اس میں لکھا ہوا تھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ خط جنات کی طرف سے ہے۔

امابعد! کہ میری بندی جو کہ میرے نزدیک صالح بندے کی بیٹی ہے تو اس کو چھوڑ دے، میں تجھے اس کے اُوپر کسی قسم کا حملہ وغیرہ کرنے نہیں دوں گا۔ ربیع بنت معوذ بن عفراء فرماتی ہیں اس نے مجھے اپنا ڈنک مار کر دُور کر دیا اور کہا کہ تیرے لئے یہی کافی ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ اس ڈنک کا اثر میرے ساتھ میری موت تک رہا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعلی الحسین بن صفوان بردعی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ بن محمد بن ابی الدنیا نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن قدامہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عمر بن یونس الیمامی الحنفی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عکرمہ بن عمار نے، وہ فرماتے ہیں کہ عوف بن عفراء کی بیٹی ایک مرتبہ اپنے بستر پر لیٹی ہوئی تھی تو اس نے محسوس کیا کہ ایک کالے رنگ کا سانپ اس کے سینے پر چڑھ دوڑا ہے اور اس نے اس کی گردن پر قبضہ جمالیا ہے۔ اسی دوران ایک زرد رنگ کا صحیفہ آسمان وزمین کے درمیان ہے یہاں تک کہ وہ میرے سینے پر آ کر گر گیا تو فوراً اس صحیفہ کو اس کالے رنگ کے سانپ نے پڑھا تو اس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ یہ خط جنات کے ربّ کی طرف سے ہے کہ تو میرے اس نیک صالح بندے کی بیٹی کو چھوڑ دے کیونکہ تیرا داؤ اس کے اُوپر نہیں چل سکتا۔ یہ پڑھ کر وہ فوراً کھڑا ہو گیا اور میری گردن سے، ہاتھوں سے دُور کر دیا گیا۔ اور اپنے ایک ہاتھ سے میرے گھٹنے پر ایک ضرب ماری تو وہ جگہ سیاہ ہو گئی یہاں تک کہ وہ بکری کے سر کی طرح ہو گئی۔

راویہ فرماتی ہیں کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پہنچی اور سارا قصہ سُنایا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے میرے چچا کی بیٹی! جب تو ماہواری والی ہو جائے گی تو کپڑے کو مضبوطی سے باندھ لیا کرو پھر تجھے انشاء اللہ کوئی چیز ضرر نہ پہنچائے گی۔

انس بن مالک فرماتے ہیں کہ پھر اللہ جل شانہ اس کی حفاظت اس کے والد کے ذریعہ سے فرماتے رہے۔ اس کے والد کا نام علی تھا جو کہ غزۂ بدر میں شہید ہو گئے تھے۔ (مصنف فرماتے ہیں کہ میری کتاب میں عوف بن عفراء کی بیٹی کا واقعہ اسی طرح منقول ہے)

البتہ یہی واقعہ صاحبہ القصہ یعنی حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا سے دوسری سند سے بھی نقل کیا گیا ہے اور یہ ہے کہ ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی حسین بن صفوان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن ابی الدنیا نے،

وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو جعفر الکندی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن صرمۃ الانصاری نے، انہوں نے یحییٰ بن سعد سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب عمرہ بنت عبدالرحمن کی وفات کا وقت قریب آیا تو تابعین میں سے بہت سے لوگ ان کے پاس جمع ہو گئے جن میں عمرہ بھی تھے اور قاسم بن محمد وابوسلمہ وغیرہ بھی تھے۔

ہم ان کے پاس ہی تھے کہ اچانک اُن پر بے ہوشی طاری ہوگئی اور ان سب حضرات نے چھت کے نوٹنے کی آواز سنی اور اچانک ایک کالے رنگ کا بہت بڑا اژدھا نیچے گرا۔ گویا کہ وہ بہت بڑا شہتیر ہے اور وہ اس کی طرف بڑھ رہا تھا کہ ایک سفید رنگ کا روق آکر اس کے سامنے گرا اور اس میں دیکھا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہوا تھا کہ یہ خط کعب کے رب کی طرف سے کعب کے لئے ہے (جن کا نام کعب تھا) ۔ کہ تیرا نیک صالح خواتین پر کوئی داؤ نہ چل سکے گا پس جب اس نے اس کتاب کی طرف دیکھا تو واپس پلٹا یہاں تک کہ جہاں سے آیا تھا وہیں واپس چلا گیا۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسین نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی حسین نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن ابی الدنیا نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن منصور الرمادی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن صالح نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی لیث نے، انہوں نے ابن عجلان سے نقل کیا ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص نے بنو عذرہ کی ایک عورت سے شادی کی اور وہ یعنی سعد بن ابی وقاص ایک دن اپنے ساتھیوں کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ ان کی بیوی کی طرف سے قاصد آیا کہ آپ کو فلانہ بلاتی ہیں مگر حضرت سعد نے جانے سے منع کیا یہاں تک کہ وہ قاصد واپس جا کر دوبارہ آپ کو بلانے آ گیا تو آپ فوراً اُٹھے اور ان کے پاس گئے اور فرمایا کہ تجھے کیا ہو گیا ہے، کیا پاگل ہوگئی ہے؟

انہوں نے ایک سانپ کی طرف اشارہ کیا جو کہ آپ کے بستر پر تھا اور ان کی اہلیہ نے کہا کہ جب میں اپنے گھر تھی اس وقت سے یہ میرے پیچھے لگا ہوا ہے اور جب سے میں اس گھر میں آئی ہوں اس وقت سے یہ آج ہی یہاں نظر آ رہا ہے۔ تو حضرت سعد نے اس سانپ کو مخاطب کیا کہ تو نہیں جانتا کہ یہ میری اہلیہ ہیں۔ اور میں نے اس سے مہر دے کر نکاح کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کو میرے لئے حلال قرار دیا ہے اور تیرے لئے اس کی کوئی چیز بھی حلال نہیں ہے۔ اس لئے یہاں سے چلا جا اور اگر تو دوبارہ آیا تو میں تجھے قتل کر دوں گا۔

راوی فرماتے ہیں کہ وہ سانپ واپس مڑا یہاں تک کہ دروازے سے باہر نکل گیا اور حضرت سعد نے ایک شخص کو فرمایا کہ اس کا پیچھا کرو اور دیکھو کہ یہ کہاں جاتا ہے؟ وہ شخص اس سانپ کے پیچھے چلتا رہا یہاں تک کہ وہ سانپ مسجد نبوی میں داخل ہو گیا اور جب وہ سانپ مسجد کے درمیان پہنچا تو اس نے ایک چھلانگ لگائی اور چھت میں غائب ہو گیا۔

راوی فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ان کی اہلیہ کے پاس کبھی کوئی سانپ نہیں آیا۔

باب ۲۶۷

یہ باب حضرت ابودُجانہ رضی اللہ عنہ کی حفاظت کے بیان میں ہے

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوسہل محمد بن نصرویہ المروزی نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابواحمد علی بن محمد بن عبداللہ الحبیبی المروزی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابودُجانہ محمد بن احمد بن سلمہ بن یحییٰ بن سلمہ بن عبداللہ بن زید بن خالد بن ابی دُجانہ نے (ابودجانہ کا اصلی نام سماک بن اوس بن خرشۃ بن لوذان الانصاری تھا)۔ انہوں نے یہ حدیث ہمیں مکہ مکرمہ میں باب صفا میں ۳۷۵ھ کو لکھوائی۔ اس حال میں کہ وہ داڑھی کو خضاب لگاتے تھے۔

وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابواحمد بن سلمہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابی سلمہ بن یحییٰ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابی یحییٰ بن سلمہ نے وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابی سلمہ بن عبداللہ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ بن زید بن خالد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابی خالد ابی دجانہ نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سُنا ہے ابی دجانہ کو وہ فرمارہے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک شکایت کی۔

پس میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں ایک مرتبہ اپنے بستر پر لیٹا ہوا تھا کہ اچانک میں نے اپنے گھر میں چکّی کی سی چلنے کی آواز آئی اور شہد کی مکھیوں کی بھنبھنانے کی سی آواز آئی اور بجلی کی طرح ایک چمک اُٹھی تو میں نے گھبراتے ہوئے جو سر اُوپر کو اُٹھایا تو دیکھا کہ ایک سیاہ رنگ کا سانپ پھن اُٹھائے ہوئے پیٹھ کے بل میرے سامنے تھا جبکہ اس کا باقی طویل حصہ میرے گھر کے صحن میں تھا۔ میں نے اس کی طرف متوجہ ہوکر اس کو چھوا تو اس کی کھال مجھے چوہے کی کھال کی طرح محسوس ہوئی، اتنے میں اس سانپ نے آگ کے شعلہ کی طرح مجھے ایسی پھنکار ماری کہ میں نے یہ سمجھا کہ یا تو میں جل جاؤں گا یا میرے گھر کو آگ لگ جائے گی۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ اے ابودُجانہ! تیرے گھر میں ایک خبیث قوم کا بسیرا ہے لیکن اب تو ان کو مزا چکھائے گا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے مجھے فرمایا کہ جاؤ ایک کاغذ اور دوات لے کر آؤ۔ میں نے یہ دونوں چیزیں لا کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے کیں تو نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا، اے ابوالحسن! لکھو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ کیا لکھوں؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم (جنّات وغیرہ سے حفاظت کا نسخہ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھو، کہ

یہ خط اللہ تعالیٰ کے رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہر اُس شخص کے لئے ہے جو کسی کے گھر میں رات کو جاتا ہے خواہ وہ رہائشی ہو، خواہ وہ صرف ملنے کے لئے جائے، خواہ وہ نیک صالح ہو سوائے اُس شخص کے جو خیر کے لئے جائے۔

اے رحمٰن! امابعد ''بے شک ہمارے اور تمہارے لئے ایک حق کا سچا راستہ موجود ہے۔ پس اگر یا تو تم مجھ سے بہت زیادہ عشق ومحبت کرتے ہو یا بہت زیادہ فاجر و فاسق ہو اور یا تو حق کے طالب یا ناحق کو پسند کرتے ہو (پس تم جو کچھ ہو) یہ خط اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ہے جو ہمارے اور تمہارے درمیان حق کا فیصلہ کرنے والا ہے۔ اور اُسی کا فرمان ہے کہ جو تم کرنا چاہتے ہو ہم اس کو ختم کر سکتے ہیں اور ہمارے فرشتے وہ سب کچھ لکھتے ہیں جو تم تدبیریں کرتے ہو۔ اس لئے تم اس شخص کو چھوڑ دو، جس کے پاس یہ میرا خط ہے اور تم بت پرستوں کے پاس چلے جاؤ اور اُس کے پاس چلے جاؤ جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کو الٰہ سمجھتا ہے اُس اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں، ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اُس رب العزت کی ذات کے تمام احکام اُسی کے ہیں اور اُسی کی طرف لوٹنے والے ہیں اور وہی غالب ہے۔

حٰم لا ینصرون۔ حٰم عسق اللہ کے دشمن ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچ گیا و لا حول و لا قوۃ الا باللہ قولہ تعالیٰ پس عنقریب اللہ تعالیٰ ہی ان کے لئے کافی ہوگا اور وہی سمیع وبصیر ہے''۔

حضرت ابودُجانہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے وہ خط لیا اور اپنے گھر لے آیا اور میں نے اس خط کو اپنے سر کے نیچے رکھ لیا اور رات کو لیٹ گیا تو ایک چیخنے والے کی چیخ نے مجھے بیدار کر دیا تو وہ چیخنے والا کہہ رہا تھا کہ اے ابودُجانہ! تو نے ہمیں جلا ڈالا۔ قسم ہے مجھے لات وعزیٰ کی اپنے ساتھی (یعنی نبی کریم ﷺ) کے لکھے ہوئے خط کو یہاں سے ہٹا لو ہم آئندہ تمہارے گھر نہیں آئیں گے۔ ایک اور جن نے کہا کہ تجھے تکلیف دینے نہیں آئیں گے اور نہ تیرے پڑوس میں آئیں گے۔ بلکہ جس جگہ یہ خط ہوگا وہاں ہم نہیں آئیں گے۔

ابودُجانہ نے فرمایا میں نے یہ خط رسول اللہ ﷺ کے حکم سے رکھا تھا اور اُنہی کے حکم سے اُٹھا سکتا ہوں۔ حضرت ابودُجانہ فرماتے ہیں کہ ساری رات مجھے جنوں کے رونے اور چیخنے چلانے کی آوازیں آتی رہیں یہاں تک کہ صبح ہوگئی تو میں نماز کے لئے گیا اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ فجر کی نماز ادا کی اور نبی کریم کو رات جنوں کے ساتھ ہونے والی گفتگو کا سارا واقعہ عرض کیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے دُجانہ یہ خط اُٹھا لو مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس نے مجھے نبی برحق بنا کر بھیجا ہے کہ اب ان کو قیامت تک دردناک عذاب وتکلیف ہوتی رہے گی۔

اسی روایت کے مطابق ابوبکر الاسماعیلی نے ابی بکر محمد بن عمیر الرازی الحافظ سے، انہوں نے ابی دُجانہ محمد بن احمد سے نقل کیا ہے۔ نیز حضرت ابودُجانہ ﷛ کی حفاظت کے متعلق ایک طویل حدیث ہے لیکن وہ موضوع روایت ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

اس موضوع روایت کوابن جوزی نے اپنی تصنیف تذکرۃ الموضوعات میں ذکر کیا ہے (ص ۲۱۱۔ اللآلی المصنوعہ ۲/ ۳۴۷)

باب ۲۶۸

چوری اور جلنے سے حفاظت کے بیان میں

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبردی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبردی ابومحمد عبداللہ بن محمد بن بنت احمد بن ابراہیم بن عبداللہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی میرے دادا نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن منصور نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابی منصور بن جعفر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی نہشل بن سعید نے ضحاک سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے حضرت ابن عباس ﷛ سے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے ایک مرتبہ قول اللہ تعالیٰ :

قل ادعوا اللّٰہ او ادعوا الرحمٰن ایّاما تدعوا فلہ الاسماء الحسنیٰ .... الخ

(سورۃ بنی اسرائیل : آیت ۱۱۰)

کہ تم اللہ کو اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر یا کسی بھی نام سے کہ اللہ تعالیٰ نے اسماء حسنیٰ بہت زیادہ ہیں۔

سوال کیا گیا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ آیت چوری سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔ اس کے بعد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہما میں سے ایک مہاجر صحابی جب بھی بستر پر لیٹتے تھے تو یہ آیت پڑھ کر لیٹتے تھے۔

ایک مرتبہ ان کے گھر چور آیا اور اُس نے گھر کا سارا ساز وسامان جمع کیا اور اُٹھا کر لے جانے لگا۔ جب دروازے پر پہنچا تو دروازے نے اُسے واپس ہونے پر مجبور کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ تین بار دروازے پر گیا اور تینوں بار دروازے نے اُسے واپس جانے پر مجبور کیا۔ صاحب خانہ صحابی رسول ﷺ بھی جاگ رہے تھے۔ انہوں نے یہ منظر دیکھا تو ہنسنے لگے اور فرمایا کہ میں نے اپنے گھر کو پہلے سے محفوظ کر ڈالا تھا۔ چور یہ بات سُن کر بھاگ گیا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبردی ابومحمد عبدالحمید بن محمد المقرئی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبردی (الدرالمنثور ۴/ ۲۰۶) ابوعلی فقیہ سرخسی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبردی عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز بغوی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہدبہ بن خالد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اغلب بن تمیم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حجاج بن فرافصہ نے، انہوں نے طلق سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت ابودرداء ﷛ کے پاس آیا اور کہنے لگا اے ابودرداء تمہارے گھر کو آگ لگ گئی ہے تو حضرت ابودرداء فرمانے لگے کہ میرے گھر کو آگ نہیں لگ سکتی۔ پھر دوسرا شخص آیا اس نے بھی یہی کہا کہ آپ کے گھر کو آگ لگ گئی۔ حضرت ابودرداء نے اُسے بھی یہی کہا کہ میرے گھر کو آگ نہیں لگ سکتی۔ اتنے میں تیسرا شخص آیا اور کہنے لگا، اے ابودرداء! آگ تو محلہ میں بھڑک اُٹھی تھی لیکن جب تمہارے گھر کے قریب پہنچی تو بجھ گئی۔

حضرت ابودرداء ﷺ نے فرمایا مجھے پتہ تھا کہ اللہ عزوجل اس طرح نہیں کر سکتے، تو لوگوں نے عرض کیا ہمیں تعجب ہے آپ کی باتوں پر کہ اتنے یقین سے کہہ رہے تھے کہ میرے گھر کو آگ نہیں لگ سکتی اور اللہ تعالیٰ اس طرح نہیں کر سکتے۔

حضرت ابودرداء ﷺ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے کچھ ایسے کلمات سُنے ہیں کہ جن کے متعلق نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص صبح کے وقت ان کلمات کو پڑھے گا تو شام تک اللہ تعالیٰ ہر مصیبت وبلا سے اس کی حفاظت فرمائے گا، اور جو شخص شام کے پڑھے گا تو صبح تک اللہ تعالیٰ ہر مصیبت وبلا سے اس کی حفاظت فرمائے گا۔ اور وہ کلمات یہ ہیں :

اللھم انت ربی لا الٰہ الّا انت علیك توکلت وانت ربّ العرش الکریم ماشآء اللّٰہ کان ومالم یشأ لم یکن لاحول ولا قوۃ الّا باللّٰہ العلی العظیم ، اعلم ان اللّٰہ علیٰ کل شیٔ قدیر وان اللّٰہ قد احاط بکل شیٔ علمًا ۔ اللھم انی اعوذ بك من شر نفسی ومن شر کل ذی شرّ ومن شر کل دابّۃ انت آخذ بنا صیتھا ان ربی علی صراط مستقیم ۔

(ابن سنی نے اس کو اپنی تصنیف الیوم والليلہ میں ذکر فرمایا ہے صفحہ ۲۰۔۲۱)

اے اللہ! آپ ہی میرے رب ہیں۔ آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ میں آپ ہی پر بھروسہ کرتا ہوں اور آپ ہی عرش کریم کے رب ہیں۔ آپ جو چاہتے ہیں وہ ہو جاتا ہے، جو نہیں چاہتے وہ نہیں ہوتا۔ کوئی نیکی کی طاقت دینے والا نہیں، کوئی گناہوں سے بچانے والا نہیں سوائے تیرے کہ تو بلند و بالا اور برتر ہے۔ میں جانتا ہوں کہ اللہ ہر شئی پر قادر ہے اور اللہ تعالیٰ کا علم ہر شئی کو محیط ہے۔ اے اللہ! میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں، اپنے نفس کے سرور سے اور ہر شر والی چیز کے شر سے اور ہر جاندار کے شر سے کہ آپ ہر شئی پر طاقت وقدرت رکھتے ہیں۔ بے شک میرے رب والا راستہ ہی صراط مستقیم ہے۔ (الیوم واللیلہ ۲۰۔۲۱)

باب ۲۶۹

حضرت عمر بن خطاب ﷺ کا شیطان کو پچھاڑنا

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عباس بن الفضل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن یونس نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سعید بن سالم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن ابان نے، انہوں نے عاصم بن ابی النجود سے نقل کیا ہے، انہوں نے زر سے، انہوں نے ابن مسعود ﷺ سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے ایک صحابی رسول کی شیطان سے ملاقات ہوئی تو اُس صحابی نے شیطان کو پچھاڑ لیا۔

راوی فرماتے ہیں کہ میری سمجھ کے مطابق شیطان نے اُن صحابی سے کہا کہ آپ مجھے چھوڑ دیں، میں آپ کو ایک ایسی چیز سکھلاتا ہوں کہ اگر آپ اس کو پڑھیں گے تو شیطان گھر سے بھاگ جائے گا۔

راوی فرماتے ہیں میرے گمان کے مطابق اس شیطان نے آیۃ الکرسی بتلائی ہوگی۔ حضرت زرؒ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود سے پوچھا گیا کہ وہ صحابی رسول کون تھے تو انہوں نے فرمایا کہ وہ حضرت عمر بن خطاب ﷺ تھے۔ (مجمع الزوائد ۹/۷۰۔۷۱)

مصنف فرماتے ہیں کہ میں نے اس روایت کو کتاب الفضائل میں حدیث مسعودی کے عنوان سے نقل کیا ہے اور اس کی سند یہ ہے کہ عاصم نے ابی وائل سے، انہوں نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کیا ہے۔ جب کہ دوسرے مقام پر حضرت شعبی کی حدیث ہے کہ ایک شخص نے ایک جن سے ملاقات کی تو جن نے یہ بھی کہا کہ کیا تو مجھے پچھاڑ سکتا ہے؟ آگے پھر وہی اُوپر والی روایت کی ہے۔

☆☆☆

باب ۲۷۰

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا شیطان سے قتال کرنا

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خبر دینا

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد المقری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی حسن بن محمد ابن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن ابی بکر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن سنان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حکم بن عطیہ نے، انہوں نے ثابت سے نقل کیا، انہوں نے حسن سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی معیت میں جنات اور انسانوں سے قتال کرتا تھا تو کسی نے پوچھ لیا کہ حضرت انسانوں سے قتال کرنا تو سمجھ میں آتا ہے مگر یہ جنات سے قتال والی بات کیسے ہوگی؟

حضرت عمار بن یاسر نے فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک کنوئیں پر پانی بھرنے کے لئے بھیجا تو میری ملاقات شیطان سے انسانی صورت میں ہوگئی اور وہ مجھ سے لڑنے لگا۔ تو میں نے اس کو پچھاڑ دیا اور ایک پتھر سے اس کی ناک کو کچل کر مار ڈالا۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ نے دوسرے صحابہ سے فرمایا کہ عمار کی ایک شیطان سے مڈبھیڑ ہوئی ہے لیکن انہوں نے شیطان کو قتل کر دیا ہے۔

حضرت عمار فرماتے ہیں کہ جب میں واپس آیا تو نبی کریم ﷺ نے مجھ سے پوچھا تو میں نے سارا واقعہ عرض کر دیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ شیطان تھا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی حسن نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یوسف نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن ابی بکر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی وہب نے جریر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی میرے والد نے، انہوں نے حسن سے نقل کیا اور انہوں نے حضرت عمار سے اسی طرح روایت کی ہے۔ (مصنف فرماتے ہیں یہ دوسری سند حسن البصری تک صحیح ہے)

اور مصنف فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ اہل عراق سے فرمایا کہ کیا تم میں عمار بن یاسر موجود نہیں کہ شیطان مردود سے جن کی حفاظت رسول اللہ ﷺ کی زبانی کی گئی ہے۔

☆☆☆

باب ۲۷۱

ابلیس شیطان کا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے دین کے متعلق اُلٹے سیدھے سوالات کرنا تاکہ ان کو دین کے متعلق شکوک و شبہات میں مبتلا کر دیا جائے

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ربیع بن سلیمان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی خطیب بن ناصح نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن جعفر نے، انہوں نے عبداللہ بن دینار سے نقل کیا ہے، انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔

کہ ایک شخص آیا جو کہ چہرے کے اعتبار سے انتہائی بدشکل، انتہائی گندے کپڑے پہنے ہوئے تھا کہ لوگوں کو اس کی بدبو محسوس ہونے لگی۔ کسی حملہ کرنے والے شخص کی طرح مجمع میں داخل ہوا اور لوگوں کی گردن کو پھلانگتا ہوا نبی کریم ﷺ کے سامنے آ کر بیٹھ گیا۔ اور رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ آپ کو کس نے پیدا کیا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا کہ اللہ نے۔ پھر اس نے پوچھا کہ آسمان کو کس نے پیدا کیا؟ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے۔ پھر اس نے پوچھا کہ زمین کو کس نے پیدا کیا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے۔ پھر اُس نے فوراً پوچھا کہ اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ تو رسول اللہ نے فرمایا سبحان اللہ! (یعنی اللہ ہر چیز سے پاک و منزہ ہے تو پیدائش سے بھی پاک ہے)۔ اور آپ کی پیشانی مبارک ٹھن گئی اور آپ نے سر جھکا لیا۔ اتنے میں وہ آنے والا شخص کھڑا ہوا اور چلا گیا۔

جب رسول اللہ ﷺ نے سر مبارک اُٹھایا تو فرمایا اُس شخص کو بُلاؤ۔ پس صحابۂ کرام رضی اللہ عنہما نے اس کو تلاش کیا مگر وہ تو ایسا غائب ہوا جیسے کہ یہاں آیا ہی نہیں تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے ارشاد فرمایا کہ یہ ابلیس شیطان تھا جو کہ تمہیں تمہارے دین کے متعلق شکوک و شبہات میں مبتلا کرنے کے لئے آیا تھا۔

☆☆☆

باب ۲۷۲

یہ باب ان لوگوں کی سزاؤں کے واقعات پر مشتمل ہے

جو نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں مرتد ہوئے۔ اور اسی حالت میں اُن کا انتقال ہوا۔ اور اُن لوگوں کے واقعات پر مشتمل ہے جو کہ حق اور اسلام پر ہی شہید ہوئے اور یہ دو قسم کے واقعات حضور علیہ السلام کی نبوت و رسالت پر دلالت کرتے ہیں۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحاق الصغانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالنصر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سلیمان بن المغیرہ نے، انہوں نے ثابت سے نقل کیا ہے، انہوں نے حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہمارے ساتھ ایک شخص بنونجار قبیلہ میں سے تھا۔ اس نے سورۃ البقرہ اور آل عمران کو پڑھا تھا حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث لکھتا تھا۔ ایک مرتبہ وہ بھاگ کر اہل کتاب کی ساتھ مل گیا۔

راوی فرماتے ہیں کہ اہل کتاب نے اُس کی بڑی عزت و توقیر کی اور کہتے تھے کہ یہ وہ شخص ہے جو محمد (ﷺ) کی باتیں لکھتا تھا اور وہ اُسے پسند کرتے تھے۔ کچھ عرصہ ہی گزرا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو ہلاک کر دیا۔ اہل کتاب نے اُسے گڑھا کھود کر اُس میں چھپا دیا۔ مگر زمین نے اُسے قبول نہ کیا اور منہ کے بل باہر پھینک دیا اور اہل کتاب نے بھی پھر اُسے ایسے ہیں چھوڑ دیا۔ العیاذ باللہ

امام مسلم نے اس روایت کو محمد بن رافع سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابی النضر سے نقل کیا ہے۔

(مسلم۔ کتاب صفات المنافقین واحکامہم۔ حدیث ۱۴ ص ۴/ ۲۱۴۵)

جبکہ دوسرے محدثین نے سلیمان کا بھی نام ذکر کیا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو عمرو محمد بن عبداللہ البسطامی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن ابراہیم الاسماعیلی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابویعلی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی جعفر بن مہران نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالوارث نے، وہ عبدالعزیز سے نقل کرتے ہیں، انہوں نے حضرت انس ؓ سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک نصرانی شخص مسلمان ہوا اور اس نے سورۃ البقرہ اور آل عمران بھی پڑھی اور وہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ بھی لکھتا تھا لیکن پھر وہ دوبارہ نصرانی یعنی عیسائی ہو گیا۔ اور کہتا تھا کہ میں نے محمد (ﷺ) کی کوئی بات اچھی نہیں دیکھی سوائے اس کے جو میں ان کے لئے لکھا کرتا تھا۔

جب اللہ تعالیٰ نے اُسے ہلاک کر دیا تو انہوں نے اُس کو دفنایا لیکن زمین نے اُس کو باہر پھینک دیا۔ عیسائی کہنے لگے کہ یہ محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھیوں کا کام ہے کہ انہوں نے اس کو قبر سے نکال ڈالا ہے۔ کیونکہ یہ ان کے دین پر راضی نہیں ہوا تھا۔

راوی فرماتے ہیں کہ عیسائیوں نے پھر زمین میں اپنی طاقت کے مطابق بہت گہرا گڑھا کھودا اور اس کو دفنا دیا مگر زمین نے وہاں سے بھی باہر پھینک دیا۔ پھر عیسائی سمجھ گئے کہ یہ کام کسی انسان کا نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

اسی روایت کوامام بخاری نے دوسری سند سے ذکر کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ انہوں نے ابی معمر سے نقل کیا، انہوں نے عبدالوارث سے جبکہ اس کو حمید نے طویل حدیث میں روایت کیا ہے، انہوں نے حضرت انس بن مالک ؓ سے نقل کیا ہے مگر اس میں معنیٰ میں کمی وزیادتی بھی ہے۔ جوزیادتی کی ہے وہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اُس نصرانی کے لئے بددعا کی تھی کہ اے اللہ! اس کوزمین قبول نہ کرے۔

(بخاری۔ کتاب المناقب۔ حدیث ۳۶۱۷۔ فتح الباری ۶/۶۲۴)

یہ بھی مذکور ہے کہ ابوطلحہ ایک بار اس جگہ آئے جہاں اُس نصرانی کا انتقال ہوا تھا تو اُس کو پھینکا ہوا پایا تو انہوں نے پوچھا کہ اس کو کیا ہوا؟ تو لوگوں نے بتلایا اس آدمی کو کئی مرتبہ یہاں دفن کیا گیا مگر ہر مرتبہ زمین نے اس کو باہر پھینک ڈالا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبدوس بن حسین بن منصور نے، وہ فرماتے ہیں ہیں حدیث بیان کی ابوحاتم الرازی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی انصاری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حمید بن انس نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے ابوسعید بن موسیٰ بن الفضل نے، وہ دونوں فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحاق الصغانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن سعید الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حفص بن غیاث نے، انہوں نے عاصم الاحول سے نقل کیا ہے، انہوں نے سمیط بن سمیر سے، انہوں نے حضرت عمران بن حصین سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے ایک لشکر کے ساتھ جنگ کے لئے روانہ فرمایا۔ دوران جنگ ایک شخص نے مشرکین میں سے کسی پر حملہ کیا جب وہ مشرک تلوار کی زد میں آ گیا تو وہ مشرک کہنے لگا کہ میں تو مسلمان ہوں لیکن اس شخص نے اُس کو پھر بھی قتل کر ڈالا۔

جب واپس نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچے تو وہ شخص کہنے لگا یارسول اللہ! مجھ سے ایک غلطی ہوگئی ہے۔ آپ میرے لئے استغفار کیجئے۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا کیا ہوا؟ تو وہ کہنے لگا کہ میں نے ایک مشرک پر حملہ کیا جب وہ میری تلوار کی زد میں آیا تو وہ کہنے لگا کہ میں مسلمان ہوں۔ میں نے یہ سمجھا کہ شاید یہ میرے خوف سے یہ کہہ رہا ہے اس لئے میں نے اس کو قتل کر دیا۔ تو نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا کہ کیا تم نے اس کے دل کو چیر کر دیکھا تھا کہ اس کے دل میں کیا ہے؟ وہ کہنے لگا کہ یارسول اللہ! مجھے کیسے پتہ چلتا۔ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اس نے زبان سے کہہ دیا تھا تو پھر تو نے اس کے دل کے بارے یقین کیوں نہیں کرلیا؟

راوی فرماتے ہیں کچھ ہی دنوں میں اس کا انتقال ہوگیا جب اس کو دفنا دیا تو لوگوں نے صبح کو دیکھا کہ وہ قبر سے باہر زمین پر پڑا ہوا ہے۔ پس ہم نے کہا کہ شاید ان کا کوئی دشمن ہو جس نے اس کی نعش کو باہر نکال ڈالا ہے۔ پس ہم نے کچھ نوجوانوں کو اور غلاموں کو رات بھر نگرانی پر مامور کر دیا اور اس کو دفنا دیا۔ لیکن پھر اس کی نعش صبح زمین پر پڑی ہوئی تھی۔ ہم نے یہ سمجھا کہ انہوں نے غفلت سے کام کیا ہے لہٰذا ہم نے اگلی رات خود ہی نگرانی کرنے کا فیصلہ کر کے اس کو پھر دفنا دیا۔ لیکن پھر صبح ہم نے اس کی لاش کو باہر زمین پر دیکھا۔

راوی فرماتے ہیں ہم نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر سارا واقعہ عرض کیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ زمین تو ہر شخص کو قبول کر لیتی ہے خواہ وہ کتنا ہی شریر کیوں نہ ہو۔ لیکن اللہ رب العزت اس کے گناہ کو ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جاؤ لے جاؤ سامنے پہاڑ کے دامن میں جا کر ڈال دو اور اس پر پتھر ڈال کر اس کو پاٹ دو۔

(ابن ماجہ کتاب الفتن۔ حدیث ۳۹۳۰ ص ۱۲۹۶۔ مسلم۔ کتاب الایمان۔ حدیث ۱۵۸ ص ۱/۹۶)

☆☆☆

باب ۲۷۴

یہ باب حضرات انبیاء علیہم السلام کو دیئے گئے معجزات پر مشتمل ہے

حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کو جو معجزات عطا فرمائے گئے اور ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو جو سب سے بڑا معجزہ عطا فرمایا گیا جس کی نظیر لانے سے ساری قوم عاجز ہو گئی تھی حتیٰ کہ جس شخص کے دل میں ذرا بھی خیر تھی وہ اس پر ایمان لے آیا

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالفضل محمد بن ابراہیم المزکی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد مسلم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی قتیبہ بن سعید نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی لیث نے سعید بن ابی سعید سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا، انہوں نے حضرت ابوہریرہ ؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات میں سے کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس کو ایسے معجزات عطا نہ کیے گئے ہوں کہ جن پر ہر انسان ایمان لاسکتا ہے اور اللہ پاک نے مجھے ایک وحی عطا کی جو کہ میری طرف وحی کی جاتی اور مجھے اللہ تعالیٰ سے یہ امید ہے کہ قیامت والے روز میری اتباع کرنے والے سب سے زیادہ ہوں گے۔

اسی روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں عبداللہ بن یوسف وغیرہ سے عن اللیث سے بیان فرمایا ہے۔ جبکہ امام مسلم نے قتیبہ کے طریق سے بیان کی ہے۔

(بخاری۔ کتاب الفضائل القرآن۔ حدیث ۴۹۸۱ ص ۹/۳۔ مسلم۔ کتاب الایمان۔ حدیث ۲۳۹ ص ۱/۱۳۴۔ مسلم۔ کتاب الایمان۔ حدیث ۳۳۲ ص ۱/۱۸۸)

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن بن بشران نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعلی اسماعیل بن محمد الصفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عباس بن محمد الدوری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن علی الجعفی نے، انہوں نے زائدہ سے نقل کیا ہے انہوں نے مختار بن فلفل سے نقل کیا ہے، انہوں نے حضرت انس ؓ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے، کسی نبی کی اتنی تصدیق نہیں کی گئی جتنی میری تصدیق کی گئی۔ یہاں تک کہ گذشتہ نبیوں کی اُمت سے سوائے چند ایک کہ کسی نے اپنے نبی کی تصدیق نہ کی۔

اس روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں ابی بکر بن ابی شیبہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے حسین الجعفی سے نقل کیا ہے۔

☆☆☆

باب ۲۷۴

یہ باب نزولِ قرآن پر مشتمل ہے
اور فرشتہ کا کلام اللہ کا محفوظ حصہ آسمانِ دنیا تک لانا
پھر وہاں سے تفصیل سے بتدریج ہمارے نبی پر نازل کرنا
بعثت نبوت سے لے کر وفات رسول ﷺ کے زمانہ تک

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوزکریا یحییٰ بن محمد العنبری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبد السلام نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسحاق بن ابراہیم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی جریر نے منصور سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے سعید بن جبیر سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے قول انا انزلنہ فی لیلۃ القدر کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ پورے قرآن کریم کو لیلۃ القدر کی رات میں بیک وقت آسمانِ دنیا تک نازل کیا گیا اور وہ ستاروں بھری رات اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر تھوڑا کر کے نازل فرمایا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ

وقال الذين كفروا لولا نزّل عليه القران جملة واحدة كذلك لنثبت به فؤادك ورتّلناه ترتيلاً ۔

(سورۃ الفرقان : آیت ۳۲)

ترجمہ : اور کافر لوگ یوں کہتے ہیں کہ ان پیغمبر پر یہ قرآن کریم دفعۃ واحدۃ کیوں نہیں نازل کیا گیا۔ اس طرح تدریجاً ہم نے اس لئے نازل کیا تا کہ ہم اس کے ذریعہ سے آپ کے دل کو قوی رکھیں۔ اور اس لئے ہم نے اس کو بہت ٹھہرا ٹھہرا کر اُتارا ہے۔

اور مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحاق الصغانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یزید بن ہارون نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی داؤد بن ابی ہند نے، انہوں نے عکرمہ سے نقل کیا، انہوں نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں مکمل قرآن کریم کو دفعۃ لیلۃ القدر میں آسمانِ دنیا پر نازل کیا گیا ہے، اس کے بعد بیس سالوں میں نازل ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

ولا يا تونك بمثل الا جئناك بالحق واحسن تفسيرًا ۔

(سورۃ الفرقان : آیت ۳۳)

ترجمہ : اور یہ لوگ کیسا ہی عجیب سوال آپ کے سامنے پیش کریں مگر ہم اس کا ٹھیک ٹھاک جواب اور وضاحت میں بڑھا ہوا آپ کو عنایت کر دیتے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

وقرانًا فرقناه لتقرأه على الناس على مكث ونزّلناه تنزيلاً ۔

(سورۂ بنی اسرائیل : آیت ۱۰۶)

ترجمہ : اور قرآن میں ہم نے جا بجا فصل رکھا تا کہ آپ اس کو لوگوں کے سامنے ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں اور ہم نے اس کو اُتارنے میں تدریجاً اُتارا۔

☆☆☆

باب ۲۷۵

نبی کریم ﷺ پر آخر عمر میں پے در پے وحی نازل ہوتی تھی

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحاق الصغانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن یحییٰ نیشاپوری نے۔

دوسری سند مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر بن عبداللہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعثمان نے، انہوں نے عمرو محمد الناقد سے نقل کیا ہے، وہ حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے، وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے صالح بن کیسان سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے زہری سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی حضرت انس نے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر پے در پے وحی نازل فرمائی، سب سے زیادہ وحی اُس دن ہوئی جس دن رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی ہے۔

جبکہ محمد بن یحییٰ کی روایت یہ ہے کہ زیادہ وحی فوت ہونے سے پہلے زمانہ میں ہوئی، یہاں تک کہ آپ علیہ السلام کی وفات ہوگئی اور سب سے زیادہ وحی وفات والے روز ہوئی تھی۔ اسی روایت کو امام بخاری اور امام مسلم نے عمرو بن الناقد سے روایت کیا ہے۔

(بخاری۔ کتاب فضائل القرآن۔ فتح الباری ۹/۳۔ مسلم۔ کتاب التفسیر۔ حدیث ۲ ص ۲۳۱۲/۴)

باب ۲۷۶

سب سے آخری جو مکمل سورت نازل ہوئی جس میں حضور ﷺ کی وفات کی بھی خبر دی گئی تھی

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن عبدالرحمٰن السبیعی نے کوفہ میں، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن حازم بن ابی غرزہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی جعفر بن عون نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالعمیس نے عبدالمجید بن سہیل سے نقل کیا ہے، انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے نقل کیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ سب سے آخری مکمل سورۃ قرآن کریم کی کونسی نازل ہوئی؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں مجھے علم ہے وہ سورۃ اذا جاء نصر اللّٰہ والفتح ہے۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نے سچ بتلایا ہے۔

اس روایت کو امام مسلم نے ابی بکر بن ابی شیبہ سے جبکہ دوسروں نے جعفر بن عون کے طریق سے بیان کیا ہے۔

(مسلم۔ کتاب التفسیر۔ حدیث ۲۱ ص ۲۳۱۸/۴)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے۔ وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوسعید ابن الاعرابی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی العباس الدوری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن اسحاق الحضرمی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعوانہ نے، انہوں نے ابی بشر سے نقل کیا ہے، انہوں نے سعید بن جبیر سے نقل کیا ہے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے قول اذا جاء نصر اللّٰہ والفتح کے متعلق قول نقل کیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں رسول اللہ ﷺ کی وفات کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ جب '' اللہ تعالیٰ آپ کو فتح نصیب فرمائیں گے'' تو یہ علامت ہے آپ کی وفات کی۔ (بخاری۔ کتاب التفسیر۔ حدیث ۴۹۷۰۔ فتح الباری ۷۳۴/۸۔۷۳۵۔ الدرالمنثور ۴۰۶/۶)

باب ۲۷۷

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ اور دیگر حضرات کے بیان کے مطابق قرآن کریم کی سب سے آخری سورت اور آخری آیت کونسی نازل ہوئی ہے

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن محمد الحسین العلوی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوحامد بن الشرقی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالرحمن بن بشر نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی وکیع نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن ابی خالد نے، انہوں نے ابی اسحاق سے نقل کیا ہے، انہوں نے حضرت براء سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ سب سے آخری آیت جو نازل ہوئی وہ یہ ہے :

یستفتو نك قل اللّٰہ یفتیکم فی الکلالۃ

اسی روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں علی بن خشرمۃ سے، انہوں نے وکیع سے نقل کیا ہے۔ (مسلم۔ کتاب الفرائض۔ حدیث ۱۰ص ۱۲۳۶/۳)

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو بکر بن سلمان فقیہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن اسحاق قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سلیمان بن حرب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے، انہوں نے ابی اسحاق سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ قرآن کریم میں سب سے آخری مکمل سورۃ براءۃ نازل ہوئی۔ اور سب سے آخری آیت یستفتو نك .... الخ نازل ہوئی ہے۔

اس کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں سلیمان بن حرب سے نقل کیا ہے۔ جبکہ امام مسلم نے غندر سے، انہوں نے شعبہ سے نقل کیا ہے۔
(بخاری۔ کتاب التفسیر۔ مسلم۔ کتاب الفرائض۔ حدیث ۱۱ ص ۱۲۳۶/۳)

جبکہ امام بخاری نے جو تخریج کی ہے اس میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ اس کے متعلق جتنا تم جانتے ہو اس سے زیادہ میں نہیں جانتا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین بن الفضل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعمرو بن سماک نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبیداللہ بن ابی داود المنادی نے۔

مصنف دوسری سند میں فرماتے ہیں ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید الصفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی الباغندی نے، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی قبیصہ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سفیان نے کلبی سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے ابی صالح سے نقل کیا ہے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ قرآن کی اس آیت : واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللّٰہ ۔ (سورۃ البقرہ : آیت ۲۸۱)

اور نبی علیہ السلام کی وفات کو درمیانی وقت اکیاسی (۸۱) یوم تھا۔ (الدرالمنثور ۳۷۰/۱)

اس روایت میں امام مناوی نے اس چیز کا اضافہ فرمایا ہے کہ یہ آیت منیٰ میں نازل ہوئی۔ امام کلبی کی روایت بھی اسی طرح کی ہے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن محمد بن زیاد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعمار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی فضل بن موسیٰ نے، انہوں نے حسین بن واقد سے نقل کیا ہے، انہوں نے یزید النحوی سے، انہوں نے عکرمہ سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں آخری چیز جو قرآن کریم میں نازل ہوئی وہ آیت وتقوا یوما ترجعون فیه الی اللّٰه ہے۔(الدرالمنثور ۱/۳۶۹۔۳۷۰)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبردی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبردی ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حفص بن عمر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی قبیصہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سفیان نے، انہوں نے عاصم الاحول سے نقل کیا ہے، انہوں نے شعبی سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ آخری آیت قرآن کریم کی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر نازل فرمائی وہ آیت الرّباء ہے وہ سورۃ البقرہ کی آیت ۲۷۸۔۲۸۰ ہے۔

اور بے شک ہم اگر کسی چیز کا حکم دیں حالانکہ ہمیں خود اس کا علم نہ ہو۔ ہوسکتا ہو اس میں ہمارے لئے کوئی وبال نہ ہو۔ اسی طرح اگر ہم کسی چیز سے منع کریں اور ہوسکتا ہے اس میں ہمارے لئے کوئی وبال ہو۔

(بخاری۔ کتاب التفسیر۔ حدیث ۴۵۴۴۔ فتح الباری ۸/۲۰۵۔ الدرالمنثور ۶/۳۶۵)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبردی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبردی ابوالفضل حسن بن یعقوب العدل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحیٰ بن ابی طالب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالوہاب بن عطاء نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبردی سعید نے، انہوں نے قتادہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے سعید بن المسیب سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو سب سے آخری آیت نازل فرمائی وہ "آیت الرّبا" ہے۔ لہٰذا تم شبہ سود کو بھی چھوڑ دو۔ (الدرالمنثور ۱/۳۶۵)

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبردی ابوعلی الروذباری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبردی ابوطاہر محمد آبادی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی فضل بن محمد یعنی الشعرانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شاہ بن محمد المروروزی نے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ میں ان چار راویوں سے زیادہ قابل اعتماد پانچویں راوی کو نہیں جانتا۔ حضرت شاہ بن محمد المروروزی فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن مبارک نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوجعفر نے، انہوں نے ربیع بن انس سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابوالعالیہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابی بن کعب سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ آخری آیت جو نازل ہوئی وہ یہ ہے :

فان تولوا فقل حسبی اللّٰه

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبردی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبردی عبدالرحمٰن قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن حسین نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی آدم بن ابی ایاس نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے، انہوں نے علی سے، انہوں نے زید سے، انہوں نے یوسف بن مہران سے، انہوں نے ابن عباس سے، انہوں نے حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں آخری آیت جو نازل ہوئی وہ لقد جاء کم رسول من انفسکم .... الخ ہے۔

(سورۃ توبہ : آیت ۱۲۹) ۔ (الدرالمنثور ۳/۲۹۵)

مصنف فرماتے ہیں کہ میں یہ کہتا ہوں اس اختلاف کا سبب یہ ہے کہ ہر ایک صحابیٔ رسول نے اپنے علم کے اعتبار سے خبردی ہے۔ یا ان کے سامنے جو بھی ذکر کیا گیا کہ آخری آیت کونسی نازل ہوئی ہے انہوں نے اُسی اعتبار سے ہمیں خبردی ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)۔ (اتقان فی علوم القرآن ۱/۱۰۱)

☆☆☆

باب ۲۷۸

اس باب میں مکۃ المکرّمۃ اور مدینۃ المنورہ میں نازل ہونے والی سورتوں کا بیان ہے

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابومحمد بن زیاد العدل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن ابراہیم الدورقی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن نصر بن مالک الخزاعی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی بن حسین ابن واقد نے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یزید النحوی نے، انہوں نے عکرمہ اور حسن بن ابی الحسن سے نقل کیا ہے، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو سورتیں مکہ مکرمہ میں نازل فرمائی ہیں وہ یہ ہیں :

اقرا باسم ربك الذی خلق ...... ن والقلم ...... مزمل ...... مدثر ...... تبت يد ابی لهب ...... اذا الشمس كورت ...... سبح اسم ربك الاعلىٰ ...... والليل اذا يغشىٰ ...... والفجر ...... والضحىٰ ...... والانشراح ...... والعصر ...... والعاديات ...... والكوثر ...... والهاكم التكاثر ...... أريت الذی يكذب بالدّين ...... قل يا ايها الكفرون ...... اصحاب الفيل ...... الفلق ...... قل اعوذ برب الناس ...... قل هو اللّٰه أحد ...... والنجم ...... عبس وتولّىٰ ...... انا انزلنٰهُ ...... والشمس وضحٰها ...... والسماء ذات البروج ...... والتين والزيتون ...... لا يلاف قريش ...... والقارعة ...... لا اقسم بيوم القيامة ...... الهمزة ...... والمرسلٰت ...... قٓ والقران المجيد ...... لا اقسم بهٰذا البلد ...... والسمآء والطارق ...... اقتربت الساعة ...... صٓ والقران المجيد ...... سورة الجنّ ...... يٰسٓ ...... سورة الفرقان ...... ملآئكة ...... طٰهٰ ...... الواقعه ...... طٰسٓمٓ ...... طٰسٓ ...... طٰسٓمٓ ...... بنی اسرائيل ...... التاسعة ...... هود ...... يوسف ...... اصحاب الحجر ...... الانعام ...... الصّافّات ...... لقمان ...... سبأ ...... الزّمر ...... حٰمٓ ...... المومن ...... حٰمٓ الدّخان ...... حٰمٓ السجدة ...... حٰمٓ عٓسٓقٓ ...... حٰمٓ الزخرف ...... الجاثية ...... الا حقاف ...... الذّاريات ...... الغاشية ...... اصحاب الكهف ...... النّحل ...... نوح ...... ابراهيم ...... الأنبيآء ...... المؤمنون ...... الٓمٓ السجدة ...... والطور ...... تبارك الذی بيده الملك ...... الحاقه ...... سأل سائل ...... عمّ يتسآءلون ...... النّازعات ...... اذا السّمآء انشقت ...... اذا السّماء انفطرت ...... الروم ...... العنكبوت ۔

اور جو سورتیں مدینہ منورہ میں نازل ہوئیں وہ یہ ہیں :

ويل المطففين ...... البقرة ...... ال عمران ...... الانفال ...... الأحزاب ...... المآئدة ...... الممتحنة ...... النّسآء ...... اذا زلزلت الأرض ...... الحديد ...... محمد ...... الرعد ...... الرحمٰن ...... هل اتی علی الأنسان ...... الطلاق ...... البيّنة ...... الحشر ...... اذا جآء نصرالله ...... النور ...... الحجّ ...... المنافقون ...... المجادلة ...... الحجرات ...... تحريم ...... الصفّ ...... الجمعة ...... التغابن ...... الفتح ...... براءة ۔

ابوبکر فرماتے ہیں کہ التاسعۃ سے مراد سورۂ یونس ہے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ اس روایت میں سورة الفاتحة ...... الأعراف ...... كهٰيٰعٓصٓ کا ذکر نہیں ہے حالانکہ یہ سورتیں مکہ میں نازل ہوئی ہیں۔ (اتقان ۱/۴۰۔۴۱)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید الصفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن فضل بن جابر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن عبداللہ زرارۃ الرقی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالعزیز بن عبدالرحمن القرشی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی خصیف نے، انہوں نے مجاہد سے نقل کیا ہے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے نبی علیہ السلام پر جو قرآن نازل کیا گیا وہ اقرا باسم ربك الذی خلق .... الخ ہے۔

پس اس حدیث کے معنی اور مکہ میں نازل ہونے والی سورتوں کے تذکرہ میں باقی ماندہ سورتوں کے یعنی اس حدیث کی وجہ سے تفسیر مقاتل نے بھی اس ئی تائید کی ہے۔ اور بعض دیگر مفسرین نے مرسل صحیح کے ساتھ اس کی تائید کی ہے کہ بعض ایسی سورتیں جو نازل مکہ میں ہوئیں مگر ان کی بعض آیات مدینہ میں نازل ہوئی ہیں۔ مصنف نے ان کو بھی انہی مکہ میں نازل ہونے والی سورتوں میں شامل رکھا ہے۔ اس کو بعض دیگر مواقع میں ذکر کیا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر محمد بن بالویہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالمثنیٰ معاذ بن المثنیٰ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن معین نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی وکیع نے اپنے والد سے، انہوں نے اعمش سے، انہوں نے ابراہیم سے، انہوں نے علقمہ سے، انہوں نے عبداللہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جو آیتیں یا ایها الذین امنوا والی ہیں وہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئیں اور جو آیتیں یا ایها الناس والی ہیں وہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئیں ہیں۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے، انہوں نے ہشام بن عروہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے اپنے والد عروہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ پر نازل کردہ جن آیتوں میں آپ کی رسالت کے ثبوت کا بیان ہے یا گذشتہ اُمتوں اور زمانۂ ماضیہ کے حالات کا تذکرہ ہے وہ آیتیں مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہیں اور جن آیتوں میں فرائض وسنن کا تذکرہ ہے وہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہیں۔ (اتقان ۱/۴۴۲)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعمرو الادیب نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر الاسماعیلی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابویعلیٰ احمد بن علی بن المثنیٰ نے لکھواتے ہوئے وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن معین نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حجاج نے جریج سے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی یوسف بن ماہک نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص آیا اور کہا: اے اُم المؤمنین! آپ مجھے قرآن کا وہ نسخہ عطا فرمائیں جو آپ کے پاس ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ کیوں؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں قرآن کریم کو ترتیب وار جمع کرنا چاہتا ہوں کیونکہ ہم جو نسخہ قرآن کریم کا پڑھتے ہیں اُس میں کوئی ترتیب نہیں ہے۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اس میں کیا قباحت ہے تو جو سورت چاہے پہلے پڑھ یا بعد پڑھ۔ اگر تو اتر کی ترتیب دیکھتا ہے تو سب سے پہلے مفصل میں سے سورۃ اقرا باسم ربك الذی خلق نازل ہوئی ہے جس میں صرف جنت اور جہنم کا تذکرہ تھا۔ حتیٰ کہ جب لوگ اسلام کی طرف خوب مائل ہوگئے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے حلال اور حرام چیزوں کو نازل فرمایا۔ اگر اللہ تعالیٰ ابتداء میں شراب کے حرام ہونے اور اس کے چھوڑنے کا حکم نازل فرمادیتے تو لوگ کہتے کہ ہم تو شراب کو نہیں چھوڑ سکتے۔ اسی طرح زنا کی حرمت کو ابتداء میں نازل کر دیتے تو لوگ کہتے کہ زنا کو تو ہم نہیں چھوڑ سکتے۔

میں یقین سے یہ بات کہتی ہوں کہ جب میں چھوٹی تھی حتیٰ کہ نبی علیہ السلام کے سامنے کھیلتی تھی تو یہ آیت " والسّاعة ادھی وامرّ " (سورۃ قمر آیت ۴۶) مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی تھی اور جبکہ سورۃ البقرہ، النسآء میری موجودگی میں حضور علیہ السلام پر نازل ہوئی ہیں۔

راوی فرماتے ہیں کہ پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے قرآن کریم کا نسخہ نکالا اور میں نے اس میں سے کچھ سورتیں لکھیں۔

اسی روایت کو امام بخاری نے دوسری سند سے ابن جریج سے نقل کیا ہے اور اس میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ" حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے وہ سورتیں بھی لکھوائیں"، لیکن اس میں اس کا تذکرہ نہیں تھا کہ میں حضور ﷺ کے سامنے کھیلتی تھی۔

(بخاری۔ کتاب فضائل القرآن۔ حدیث ۴۹۹۳۔ فتح الباری ۹/ ۳۸۔۳۹۔ فتح الباری ۸/ ۶۱۹)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالحسن محمد بن حسین العلوی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن احمد بن دلویہ الدقاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن حفص نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی میرے والد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن طہمان نے، انہوں نے عاصم الاحول سے نقل کیا ہے، انہوں نے اُم عمرو بنت عبس سے نقل کیا ہے، وہ فرماتی ہیں کہ مجھے یہ حدیث میری پھوپھی نے بیان کی ہے، میں حضور ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھی کہ حضور ﷺ پر سورہ المائدہ نازل ہوئی جس کے بوجھ سے عضباء اُونٹنی کے بازو ٹوٹنے لگے تھے۔

باب ۲۷۹

ہر سال نبی کریم ﷺ پر ایک مرتبہ مکمل قرآن کریم نازل ہوتا تھا جبکہ جس سال آپ ﷺ کا وصال ہوا اُس سال دو مرتبہ نازل کیا گیا

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی تمتام نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن یوسف نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن عیاش نے، انہوں نے ابوحصین سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابوصالح سے، انہوں نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ ہر سال رمضان المبارک میں دس دن کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔

(بخاری۔ کتاب الاعتکاف۔ حدیث ۲۰۴۴۔ فتح الباری ۴/ ۲۸۴۔ ابوداود۔ کتاب الصوم۔ حدیث ۲۴۶۶ ص ۲/ ۳۳۔ ۱/ ۵۶۲۔ داری۔ کتاب الصوم۔ مسند احمد ۲/ ۳۳۶۔ ۳۵۵)

جس سال آپ کا وصال ہوا اُس سال آپ نے بیس دن کا اعتکاف فرمایا تھا۔ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہر رمضان میں نبی علیہ السلام پر مکمل قرآن کریم پیش کیا جاتا تھا جبکہ جس سال آپ کا وصال ہوا اُس سال دو مرتبہ قرآن کریم پیش کیا گیا۔

(بخاری۔ کتاب الفضائل۔ حدیث ۴۹۹۸۔ فتح الباری ۹/ ۴۳)

امام بخاری نے پہلی حدیث عبداللہ بن ابی شیبہ سے نقل کی ہے، انہوں نے ابوبکر سے، جبکہ دوسری روایت خالد بن یزید سے نقل کی ہے، انہوں نے ابوبکر سے نقل کی ہے۔

☆☆☆

باب ۲۸۰

یہ باب ہے قرآن کریم کے جمع کرنے کے بیان میں

اور اللہ تعالیٰ کے قول :

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون ۔ (سورۃ حجر : آیت ۹)

کے بیان میں اور ناسخ منسوخ آیات کے بیان میں ہے

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوسہل احمد بن محمد بن عبداللہ بن زیاد الادیب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن ابی طالب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی وہب ابن جریر ابن حازم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی میرے والد نے، وہ فرماتے ہیں میں نے یحییٰ بن ایوب کو ایک حدیث بیان کرتے ہوئے سنا جو وہ یزید بن ابی حبیب سے نقل کررہے تھے اور وہ عبدالرحمن بن شماسہ سے اور وہ زید بن ثابت سے نقل فرمارہے تھے، انہوں نے فرمایا کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس رہ کر چمڑے کے ٹکڑوں پر سے قرآن کریم کو جمع کرتے تھے۔ (ترمذی۔ کتاب المناقب۔ ۳۹۵۴ ص ۷۳۴/۵)

مصنف فرماتے ہیں میرا خیال ہے کہ اس جمع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جو متفرق آیات تھیں ان کو سورتوں میں جمع کیا گیا اور اس کے جمع کرنے کا حکم نبی علیہ السلام نے دیا تھا۔ بعد میں قرآن کریم کو سینوں میں محفوظ کرلیا گیا۔ پھر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے حکم پر جو چمڑے پر لکھا ہوا تھا یا پتھروں پر تھا یا خشک پتوں پر تھا اس سب کو صفحات پر اُتار لیا گیا۔ پھر حضرت عثمان غنی ﷛ کے حکم سے تمام صحیفوں کو جمع کرکے صرف ایک مصحف پر (ایک رسم الخط پر جو حضور ﷺ کا رسم تھا) پر جمع کیا گیا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوسہل محمد بن نصرویہ بن احمد المروزی نے (جو اس روایت کو اصل کتاب سے ہمارے پاس لائے تھے) وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر محمد بن احمد بن خب نے لکھوا کر، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابواسحاق اسماعیل بن اسحاق قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالولید الطیالسی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن سعد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زہری نے عبید بن السباق سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے زید بن ثابت سے نقل کیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں کہ جنگ یمامہ کے بعد (جس میں بہت سارے قراء صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہوئے تھے) حضرت ابوبکر صدیق ﷛ نے مجھے بُلوایا۔ میں جب ان کے پاس پہنچا تو وہاں حضرت عمر بن خطاب ﷛ بھی موجود تھے۔ میرے سامنے حضرت ابوبکر صدیق ﷛ نے فرمایا کہ حضرت عمر ﷛ میرے پاس آئے ہیں وہ کہتے ہیں کہ جنگ یمامہ میں کثرت سے حضرات قراء صحابۂ کرام رضی اللہ عنہما شہید ہوگئے ہیں اور اگر اسی طرح کثرت سے حفاظ وقراء شہید ہوتے رہے تو قرآن کریم ہمارے پاس سے چلا جائے گا۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ قرآن کریم کو جمع کریں۔ تو میں نے جواب دیا کہ جو کام رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا ہم اس کام کو کیسے کرلیں؟

حضرت عمر بن خطاب ﷛ فرمانے لگے قسم خدا کی یہ بات بہت بہتر ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق ﷛ نے فرمایا کہ حضرت عمر ﷛ بار بار مجھے یہی کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ رب العزت نے میرا بھی شرح صدر کردیا کہ واقعی جو کام حضرت عمر ﷛ فرمارہے ہیں وہ درست ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ تم سمجھدار اور روشن ذہن رکھنے والے آدمی ہو، تم ضرور بالضرور اس کام کو مکمل کرو کیونکہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی وحی لکھتے رہے ہو۔ لہٰذا قرآن کریم کو تلاش کر کے جمع کرو۔ (مسلم)

حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر مجھے پہاڑ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کا حکم ملتا تو میرے لئے وہ آسان تھا مگر قرآن کریم کو جمع کرنا میرے لئے اس سے زیادہ مشکل تھا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ آپ ایسا کام کیسے کر رہے ہیں جو کام رسول اللہ علیہ السلام نے نہیں فرمایا۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم یہ کام بہتر ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی بار بار مجھے یہی کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا بھی اسی طرح شرح صدر فرمادیا جس طرح حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا شرح صدر ہوا تھا۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر میں قرآن کریم کی تلاش میں لگ گیا حتیٰ کہ چمڑے یا کاغذ کے ٹکڑوں سے، پتھروں سے، خشک پتوں سے، لوگوں کے سینوں سے لے کر جمع کرنا شروع کردیا۔ یہاں تک کہ سورۃ توبہ کی آخری آیات مجھے حضرت خذیمہ یا ابی خزیمہ الانصاری کے علاوہ کسی کے پاس نہیں ملیں۔ وہ آیت یہ ہے:

لقد جآء کم رسول من انفسکم .... الیٰ اخر السورۃ ۔ (سورۃ توبہ : آیت ۱۲۸)

میں نے اُس آیت کو سورۃ کے آخر میں لکھ دیا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات تک یہی صحیفہ چلتا رہا۔ ان کے بعد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں بھی یہی صحیفہ چلتا رہا حتیٰ کہ ان کی بھی شہادت ہوگئی۔ اُن کے بعد یہ صحیفہ حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کے پاس رہا۔

علامہ ابن شہابؒ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر دی خارجہ بن زید نے زید بن ثابت سے نقل کرتے ہوئے کہ وہ فرماتے ہیں کہ سورۃ الأحزاب کی ایک آیت کہیں نہیں مل رہی تھی حالانکہ وہ آیت میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاوت کرتے ہوئے سُنی تھی مگر تصدیق کے بغیر لکھنا نہیں چاہتے تھے۔ حتیٰ کہ وہ آیت مجھے حضرت خزیمہ بن ثابت الأنصاری کے پاس مل گئی۔ وہ آیت تھی:

من المؤمنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللّٰہ علیہ ۔ (سورۃ احزاب : آیت ۲۳)

پھر میں نے وہ سورۃ الأحزاب میں لکھ دی۔

حضرت ابراہیم بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی زہری نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہوئے، وہ فرماتے ہیں حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے جبکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اہل عراق کے ساتھ مل کر اہل شام سے جہاد میں مشغول تھے اور آرمینہ اور آذربائیجان کے فتح کرنے میں مصروف تھے۔ وہاں چند صحابۂ کرام رضی اللہ عنہما کے قرآن کریم پڑھنے کی صورت میں اختلاف پیدا ہوگیا تو حضرت خزیم رضی اللہ عنہ بہت پریشان ہوگئے تو انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا۔ اے امیر المؤمنین! اس سے پہلے کہ یہ اُمت قرآن کریم کے اختلاف میں بہت آگے بڑھ جائے آپ فوراً اس کو سنبھالئے اور ان اختلافات کا تدارک فرمائیں۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فوراً حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس پیغام بھیجا کہ قرآن کریم کا جو صحیفہ (نسخہ) موجود ہے وہ میرے پاس بھجوادیں ہم اس کو لکھ کر دوبارہ آپ کے پاس بھجوادیں گے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے وہ نسخہ بھجوادیا۔ آپ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن زبیر، سعید بن العاص اور حارث ابن ہشام رضی اللہ عنہ کو بلا کر حکم دیا کہ آپ اس نسخہ کو دیکھ کر بہت سارے نسخے لکھیں اور یاد رکھنا حضرت زید اور تمہارے صحیفوں میں کوئی اختلاف نہ ہو بلکہ تم سب کے سب لغت قریش میں لکھنا کیونکہ قرآن کریم قریش کی زبان ہی میں نازل ہوا ہے۔

ان سب حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے بہت سے صحیفے لکھ ڈالے، ان صحائف کو اطراف عالم میں بھجوادیا گیا اور یہ حکم دیا گیا کہ اس صحیفہ کے علاوہ بقیہ تمام صحائف کو یا تو مٹا دیا جائے یا جلا دیا جائے۔

ابن شہابؒ نے فرمایا، انہی دنوں ایک اختلاف ''التابوت'' کے لفظ میں ہو گیا تھا۔ حضرت زید ﷺ کا کہنا تھا کہ ''التابوة'' آخر میں ۃ وقف والی ہے جبکہ سعید بن العاص اور ابن زبیر ؓ کا کہنا تھا کہ یہ ''التابوت'' ہے۔ لہٰذا فیصلہ حضرت عثمان غنی ؓ کے پاس لے جایا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کو ''التابوت'' لکھو کیونکہ قریش کی زبان اسی طرح ہے جس طرح حضرت زید فرما رہے ہیں۔

ابن شہاب کا قول ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن حمزہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن سعد نے، یہی حدیث اسی سند کے ساتھ جس سند سے ہمیں حدیث بیان کی ابوالولید نے، مگر ابوالولید کی حدیث میں یہ بات بھی تھی حضرت عثمان غنی ؓ نے ان لوگوں کو یہ حکم دیا کہ تم ان تمام صحیفوں کو اپنے مصاحف میں لکھ لو اور انہوں نے ان حضرات کا تذکرہ کیا مگر ان میں حارث بن ہشام کا تذکرہ نہیں تھا، جبکہ اس روایت کے برخلاف ابراہیم بن حمزہ نے فرمایا کہ ان لوگوں میں عبدالرحمٰن بن حارث بھی تھے۔ اور ابراہیم بن حمزہ نے یہ بھی زیادتی کی کہ حضرت عثمان ؓ نے وہ تمام صحیفے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس واپس بھجوا دیئے تھے جبکہ دوسری جگہ یہ بھی بات بیان فرمائی کہ صرف انہی کا صحیفہ واپس بھجوایا۔

حضرت ابراہیم بن حمزہؒ نے یہ بات بھی متصلاً فرمائی کہ اس حدیث کی روایت میں ان صحابۂ کرام رضی اللہ عنہما کا ''التابوت'' لفظ میں اختلاف ہو گیا تھا۔ قریش کی ایک جماعت کا کہنا تھا کہ یہ ''التابوت'' ہے جبکہ حضرت زید بن ثابت ؓ کا کہنا تھا کہ یہ ''التابوة'' ہے۔ پھر جب فیصلہ حضرت عثمان غنی ؓ کے پاس لے جایا گیا تو انہوں نے فرمایا تم ''التابوت'' لکھو کیونکہ یہ لغۃ قریش میں ہے۔

اس روایت کو امام بخاری نے موسیٰ بن اسماعیل اور محمد بن عبیداللہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے ابراہیم بن سعد سے نقل کیا ہے۔

(سنن کبریٰ ۲/۴۲۔۴۳۔ بخاری۔ کتاب فضائل القرآن۔ حدیث ۴۹۸۶۔ فتح الباری ۱۰۔۱۱)

مصنف فرماتے ہیں کہ آج کل کا عمل یہ ہے ان تمام آیات کو سورتوں میں اسی طرح جمع کیا گیا ہے۔ ورنہ ہم نے کتاب السنن میں روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک سورت کو نماز میں ایسے ایسے طریقہ پر پڑھا تو دوسری نماز میں اسی سورت کو دوسرے طریقے سے پڑھا، جبکہ حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے سارے قرآن کو حفظ کیا اور جن لوگوں کے سینوں میں مکمل قرآن کریم حفظ تھا ان میں حضرت ابی ابن کعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ایک انصاری صحابی ابوزید رضی اللہ عنہم تھے۔ بعض محدثین حضرات رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ ان صحابۂ کرام کے ساتھ دیگر اور بھی صحابہ تھے۔ ہم نے ان سب کا تذکرہ اپنی کتاب مدخل میں کیا ہے۔

ان تمام تفصیلات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کی آیتیں سورتوں میں ہی جمع ہوئی تھیں جبکہ بعض آیتیں سینوں میں محفوظ تھیں اور بعض صفحات وغیرہ پر لکھی ہوئی تھیں۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے ان کو صحیفوں میں جمع کیا اور حضرت عثمان غنی ؓ نے ان کو لکھا اور چار دانگ عالم میں پھیلایا۔

اہل علم فرماتے ہیں کہ چونکہ سورۃ البراءۃ سب سے آخر میں نازل ہوئی اس لئے رسول اللہ ﷺ اس کے بارے یہ بیان نہ کر سکے کہ اس کو قرآن کریم کی ترتیب کے مطابق کہاں رکھا جائے یہاں تک کہ آپ دنیا سے رخصت ہو گئے۔ پھر چونکہ سورۃ براءۃ کے مضامین سورۃ انفال کے مشابہ ہیں، اس لئے حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے سورۃ البراءۃ کو سورۃ الانفال کے ساتھ متصل کر دیا۔ یہ واقعہ حضرت ابن عباس ؓ کی حدیث کے مطابق ہے۔ (ترمذی۔ حدیث ۳۰۸۶ ص ۲۷۲۔۲۷۳)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر احمد بن کامل قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن سعد العوفی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی روح بن عبادۃ القیسی نے۔ دوسری سند میں مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوجعفر محمد بن صالح بن ہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن فضل البجلی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہوذۃ بن خلیفہ نے، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عوف بن ابی

جمیلہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یزید بن رقاشی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں ابن عباس رضی اللہ عنہ نے، فرمایا کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ کو اس بات پر کس چیز نے برانگیختہ کیا کہ آپ نے سورۃ انفال کو سورۃ البراءۃ کے ساتھ ملا دیا حالانکہ سورۃ الانفال تقریباً اسی (۸۰) آیتوں پر مشتمل ہے اور سورۃ براءۃ دوسو (۲۰۰) آیتوں پر مشتمل ہے۔ اور تم نے ان دونوں کے درمیان بسم اللہ الرحمن الرحیم بھی نہیں لکھی اور تم نے ان کو سات طویل سورتوں میں شامل کر دیا، تمہیں اس بات پر کس نے برانگیختہ کیا ہے؟ (مسند احمد ۱/ ۲۰۸)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ حضور ﷺ پر مختلف اوقات میں مختلف سورتیں اور آیتیں نازل ہوتی رہی ہیں تو جیسے ہی کوئی آیت نازل ہوتی تو آپ کاتب وحی صحابی کو بلاتے اور حکم فرماتے کہ اس سورۃ یا آیت کو فلاں جگہ، فلاں سورۃ میں لکھو جس میں فلاں مضمون کا ذکر ہے۔ جبکہ سورۃ الانفال مدینہ کے ابتدائی زمانہ میں نازل ہوئی اور سورۃ البراءۃ آخر میں نازل ہوئی اور دونوں سورتوں کے مضامین ایک ہی جیسے ہیں لیکن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ بیان نہیں فرمایا کہ ان کو کہاں رکھیں حتیٰ کہ آپ علیہ السلام دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اسی وجہ سے میں نے دونوں سورتوں کو باہمی ملا دیا لیکن درمیان میں بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں لکھی۔

آگے مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث کا لفظ ہوذۃ روح کی حدیث کے قریب ہے۔ لیکن میرے گمان کے مطابق نبی کریم ﷺ یا کسی اور نے قرآن کریم کو جمع نہیں فرمایا کیونکہ نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے احکام اور طریقہ کار کے اندر منسوخ ہو جانے کا احتمال رہتا تھا۔ حتیٰ کہ اللہ جل شانہ نے نبی کریم ﷺ کی وفات کے ساتھ ہی دین کا اختتام فرما دیا مگر ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے :

انا نحن نزلنا الذکر و انا لہٗ لحافظون ۔ (سورۃ الحجر : آیت ۹)

ترجمہ بے شک قرآن کو ہم نے ہی نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں (فرما کر قرآن کریم کی حفاظت کا وعدہ بھی فرما دیا)

تاہم حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم نے ضرورت کی بنیاد پر اس قرآن کریم کو اوراق کے اندر جمع کر کے اللہ تعالیٰ کے وعدۂ حفاظت کو پورا کرنے پر اتفاق اور اتحاد کر لیا۔

اور جو روایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے معوذتین کے متعلق نقل کی گئی ہے وہ روایت معوذتین کے ثبوت کے متعلق ہے اور یہ روایت معوذتین کے علاوہ سورتوں کے نزول کے مخالف نہیں ہے۔

اور جو روایت قراءۃ کے اختلاف میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے وہ ابتدائی قرأت کے متعلق ہے۔ گویا کہ یہ دونوں روایتیں آیات کی منسوخیت پر دلالت نہیں کرتیں۔

اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ ہمارے بڑے قاضی حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں اور بڑے قاری حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس کے باوجود ہم بہت سی باتیں ابی بن کعب کی چھوڑ دیتے ہیں حالانکہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی زبانی سنی ہیں اور بعض چیزیں ہم نہیں چھوڑتے حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

ماننسخ من ایۃ او ننسھانات بخیر منھا او مثلھا
(سورۃ البقرہ آیت ۱۰۶)

جب ہم کسی آیت کو منسوخ یا نسیاً منسیا کرتے ہیں تو اس سے بہتر یا اسی جیسی کوئی دوسری آیت لے آتے ہیں۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابی اسحاق المزکی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو احمد یعنی حمزہ بن عباس نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن ولید الفحام نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو احمد الزبیری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سفیان نے حبیب بن ابی ثابت سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے سعید بن جبیر سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے پھر وہی روایت ذکر کی ہے۔ اسی روایت کو امام بخاری نے ثوری سے نقل کیا ہے۔

اور ہم نے روایت کیا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے، انہوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے نقل کیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے سرگوشی کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہر سال میرے پاس ایک مرتبہ مکمل قرآن کریم پیش کیا کرتے تھے مگر اس سال دو مرتبہ قرآن کریم کو پیش کیا، مگر مجھے کیا پتہ تھا کہ میری موت کا وقت قریب آ گیا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں : ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو عبداللہ بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی بن الحسن نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو نعیم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زکریا بن ابی زائدہ نے، انہوں نے فراس سے، انہوں نے شعبی سے، انہوں نے مسروق سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے وہی اوپر والی حدیث ذکر کی ہے۔ اور ان دونوں حدیثوں کو اپنی صحیح میں اسی طرح نقل کیا ہے۔

اور ہم نے عبیدہ السلمانی سے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وفات والے سال میں جو قراءت آپ کے سامنے پیش کی گئی یہ وہی قراءت ہے جو اس وقت لوگ پڑھتے ہیں۔

ہم نے اس روایت کو محمد بن موسیٰ بن الفضل سے نقل کیا ہے۔ محمد بن موسیٰ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس الاصم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالحمید نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین الجعفی نے، انہوں نے سفیان بن عیینہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابن جدعان سے، انہوں نے ابن سیرین سے، انہوں نے عبیدہ سے، انہوں نے وہی حدیث ذکر کی ہے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ میرے مطابق بسم اللہ الرحمن الرحیم کے قرآن بن کر نازل ہونے میں اہل علم کا کوئی اختلاف نہیں ہے اور اسی طرح اس رسم الخط کے صحیح ہونے میں بھی کوئی اختلاف نہیں ہے۔ کیونکہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن کریم کو بسم اللہ الخ اسی طرح لکھا ہے اور یہ بات بھی اس بات کے صحیح ہونے پر دلالت کرتی ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کو اسی طرح لکھا گیا ہے جس طرح وہ نازل ہوئی ہے۔ واللہ اعلم

اور تحقیق ہم نے مدخل کتاب میں قرآن کو جمع کرنے میں روایت کا التزام کیا ہے جس کے ذکر کرنے کا ہم نے بیڑا اُٹھایا ہے اللہ ہی کی توفیق سے۔ نیز ہم نے اس کتاب میں ناسخ و منسوخ کے اسباب اور قرآن کریم میں جو حکم منسوخ ہوا ہے لیکن تلاوت باقی ہے ان سب کو بھی ذکر کیا ہے۔ یہاں پر ہم دو مثالیں ذکر کرتے ہیں۔

پہلی مثال : قرآن کریم کی تلاوت اور حکم دونوں کے منسوخ ہونے میں ہے۔ اس میں ایک روایت وارد ہے جو کہ حضرت ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سورت کی تلاوت کرتے تھے اور ہم اس سورت کو طوالت اور شدت میں سورۃ البقرہ سے مشابہ قرار دیتے تھے لیکن ہم اس کو اب بھول چکے ہیں سوائے چند آیات کے، اور وہ یہ ہے :

لو کان لا بن ادم وادیان من مال لا بتغی وادیا ثالثا ، ولا یملأ جوف بن ادم الّا التراب

اگر ابن آدم کے پاس مال کی دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری کی خواہش میں ہوگا۔ اور ابن آدم کا پیٹ سوائے قبر کی مٹی کے اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔

اور فرمایا کہ ہم ایک سورت کی تلاوت کیا کرتے تھے جو مسبّحات میں سے کسی ایک سورت کے مشابہ ہوتی تھی لیکن اب میں اس سورت کو بھول چکا ہوں سوائے ایک آیت کے جو مجھے ابھی تک یاد ہے اور وہ یہ ہے :

یا ایھا الذین امنوا لا تقولوا ما لا تفعلون فتکتب شھادۃ فی أعناقکم فتسالون عنھا یوم القیامۃ

اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن نصر الجارودی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سوید بن سعید نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی بن مسہر نے، انہوں نے داؤد بن ابی ہند سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابی حرب بن ابی الاسود سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابی موسیٰ سے وہی حدیث نقل کی ہے۔

اس روایت کو امام مسلم نے سوید بن سعید سے روایت کیا ہے۔ (مسلم۔ کتاب الزکوۃ ص ۲/۷۲۶)

دوسری مثال: جو حدیث ہم نے روایت کی ہے اسی جیسی ایک اور روایت ہے جس کے بارے میں ہمیں خبر دی ابونصر عمر بن عبدالعزیز بن عمر بن قتادہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابومحمد احمد بن اسحاق بن البغدادی نے ہرات میں، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی بن محمد بن عیسیٰ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالیمان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی شعیب نے، انہوں نے زہری سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوامامۃ نے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے رات تہجد کی نماز میں ایک سورت پڑھنے کا ارادہ کیا اُس سورت کے یہ الفاظ پڑھنے کی کوشش کی "قد کان وما ھا" مگر وہ بسم اللہ الرحمن الرحیم سے زیادہ کسی بھی چیز کے پڑھنے پر قادر نہ ہو سکا۔

پھر وہ شخص صبح کو رسول اللہ ﷺ کے پاس یہ مسئلہ پوچھنے کے لئے گیا۔ اسی دوران کے بعد دیگرے دوسرے حضرات بھی یہی مسئلہ پوچھنے کے لئے حضور اقدس ﷺ کے پاس پہنچے، حتیٰ کہ بہت سارے صحابہ کرام جمع ہو گئے اور ایک دوسرے کے متعلق پوچھنے لگے اور ہر ایک نے اپنے اپنے جوابات دیئے۔ پھر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو بُلا کر اس کی خبر دی اور اس سورت کی حقیقت معلوم کرنے لگے تو نبی کریم ﷺ کچھ دیر کے لئے خاموش ہو گئے اور کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد ارشاد فرمایا کہ یہ سورت گذشتہ رات منسوخ کر دی گئی ہے اور تمام لوگوں کے سینوں سے اور جہاں جہاں یہ سورت لکھی ہوئی تھی وہاں سے بھی اس سورت کو مٹا دیا جا چکا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں میرے مطابق اس روایت کو عقیل نے ابن شہاب سے بھی نقل کیا ہے، انہوں نے ابی اُمامہ بن سہل بن حنیف سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کو جس مجلس میں روایت کیا گیا اُس مجلس میں ابن مسیب بھی موجود تھے۔ لیکن انہوں نے بھی اس حدیث پر کوئی نکیر نہیں کی۔ اس میں حضور علیہ السلام کی نبوت کے دلائل میں ایک ظاہری اور واضح دلیل بھی موجود ہے۔

اور رہا قرآن کا وہ حصہ جو منسوخ نہیں ہوا وہ ابھی تک اللہ تعالیٰ کی حمد ونعمت سے اس طرح محفوظ اور موجود ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ ہر زمانے میں اُسی طرح محفوظ رہے گا اور تا قیامت اس میں کوئی کمی زیادتی نہیں ہو سکتی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: کہ

لا یاتیه الباطل من بین یدیه و لا من خلفه تنزیل من حکیم حمید

(سورۂ حٰم سجدہ: آیت ۴۲)

یعنی قرآن کریم ایک ایسی کتاب ہے جس میں کوئی غیر واقعی بات نہ اس کے آگے کی طرف سے آسکتی ہے اور نہ اس کے پیچھے کی طرف سے۔ یہ خدائے حکیم کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن محمد بن ابی المعروف الفقیہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوسہل الأسفرائنی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن الحسین بن نصر الحذاء نے۔ وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی بن عبداللہ مدنی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی بن نصر نے، انہوں نے خالد بن قیس سے نقل کیا ہے، انہوں نے قتادہ سے، انہوں نے حسن سے اللہ تعالیٰ کے اس قول:

و انه لکتاب عزیز لا یاتیه الباطل من بین یدیه و لامن خلفه

کے متعلق نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس قرآن کریم کی شیطان ملعون سے ایسی حفاظت فرمائی ہے کہ وہ نہ تو اس میں کوئی باطل چیز داخل کر سکتا ہے اور نہ ہی کوئی حق چیز نکال سکتا ہے۔

پھر انہوں نے قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی :

انا نحن نزلنا الذکر و انّا له لحافظون ۔ (سورۃ حجر : آیت ۹)

اور فرمایا کہ یہ آیت میری اس بات کی تائید کرتی ہے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن علی عبداللہ بن ابراہیم ہاشمی نے بغداد میں، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعلی عیسیٰ بن محمد بن احمد بن عمر بن عبدالملک بن عبدالعزیز ابن جریج طوماری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن فہم نے، وہ فرماتے ہیں میں نے یحییٰ بن اکثم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ مامون (جو کہ ایک امیر زمانہ تھا) کسی ایک مجلس میں (جو مجلس کسی مسئلہ کے غور و خوض کے لئے منعقد کی گئی تھی) اس میں ایک یہودی شخص داخل ہوا جو کہ خوبصورت چہرے والا تھا اور اچھے کپڑے پہنے ہوئے تھا اور اس کے جسم سے خوب خوشبو مہک رہی تھی۔ مزید یہ کہ جب گفتگو کی تو گفتگو بھی جچی تلی کر رہا تھا۔ جب مجلس منتشر ہوگئی تو مامون نے اسے بلایا اور پوچھا کہ کیا تم اسرائیلی ہو؟ کہنے لگا ہاں۔ تو مامون نے اس سے کہا کہ تم مسلمان ہو جاؤ تو میں تمہارے ساتھ اچھا، بھلائی کا معاملہ کروں گا۔ تو وہ کہنے لگا کہ میرا اور میرے آباؤ اجداد کا دین ایک ہے اور میرا دین وہی رہے گا۔ یہ کہہ کر وہ یہودی چلا گیا۔ پھر وہ ایک سال کے بعد ہمارے پاس مسلمان ہو کر آیا۔

راوی فرماتے ہیں جب اس نے گفتگو شروع کی تو بڑے اچھے انداز میں فقیہانہ طرز پر گفتگو کی۔ جب مجلس منتشر ہوگئی تو مامون نے اُسے بلایا اور کہا کہ کیا تم وہی گزشتہ سال والے آدمی ہو؟ اس نے کہا کہ ہاں وہی شخص ہوں۔ تو مامون نے اس سے کہا تم مسلمان کیسے ہوئے؟ تو وہ کہنے لگا کہ جب میں آپ کے پاس سے گیا تو میں نے ارادہ کیا کہ میں تمام مذاہب کا امتحانی جائزہ لیتا ہوں۔ میں چونکہ عمدہ خط لکھنے والا ہوں اس لئے میں نے تورات لکھنے کا ارادہ کیا پھر میں نے تورات کے تین نسخے لکھے۔ اس میں اپنی طرف سے کچھ کمی زیادتی بھی کی۔ اس کے بعد اُن نسخوں کو یہودیوں کے کلیسا لے گیا تو انہوں نے مجھ سے تینوں نسخے خوشی خوشی خرید لئے۔ پھر میں نے اسی طرح کے تین نسخے لکھے اور اس میں بھی اپنی طرف سے کچھ کمی بیشی کی۔ پھر میں عیسائیوں کے گرجا گھر گیا تو انہوں نے بھی مجھ سے خوشی خوشی نسخے خرید لئے۔

پھر میں نے قرآن مجید کے تین نسخے لکھے اور اس میں بھی اپنی طرف سے کچھ کمی زیادتی کی۔ پھر میں ان کو تاجر حضرات کے پاس لے گیا تو انہوں نے اس کے اندر خوب تفتیش کی جب انہوں نے ان نسخوں میں کمی بیشی دیکھی تو انہوں نے خریدنے سے انکار کر دیا اور میرے نسخوں کو زمین پر پھینک دیا۔ پس اس سے مجھے پتہ لگا کہ یہی آسمانی کتاب محفوظ اور سالم ہے۔ اور یہی میرے اسلام لانے کا ذریعہ بنا۔

یحییٰ بن اکثم فرماتے ہیں کہ میں نے اُسی سال حج کیا تو میں نے سفیان بن عیینہ سے ملاقات کی اور یہی حدیث ان کے سامنے بیان کی تو انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ اس کا مقصد قرآن کریم میں موجود ہے۔ میں نے عرض کیا کہ کون سے مقام پر تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تورات وانجیل کے بارے میں فرمایا کہ "بما استحفظوا من کتاب اللّٰہ" (سورۃ مائدہ آیت ۴۴) کہ یہود و نصاریٰ نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کی حفاظت کی ذمہ داری خود باری تعالیٰ نے لی اور فرمایا :

انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون ۔ (سورۃ حجر : آیت ۹)

ترجمہ : اس قرآن کریم کو ہم ہی نے نازل فرمایا اور اس کی حفاظت بھی ہم کریں گے۔

لہذا آج تک قرآن کریم کو کوئی ضائع نہ کر سکا اور نہ ہی کر سکے گا انشاء اللہ۔ (مترجم)

پھر میں نے عرض کیا خود کتاب اللہ اور اسلاف کی روایات بھی اس بات پر دلالت کرتی ہیں؟ انہوں نے اپنے ادیان میں تبدیلی کی ہے۔ سب نے اللہ کی کتاب میں تبدیلی کی، پھر عقیدہ بھی اس کے خلاف بنایا، اور اپنی خواہشات نفسانی کی اتباع کی۔ یہاں تک کہ ان کے اقوال و افعال بھی کتاب اللہ کے خلاف ہوگئے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے اُمت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیمات پر خصوصی کرم فرمایا کہ ان کی کتاب قرآن کی بھی حفاظت فرمائی اور نبی کریم ﷺ کی سُنت کی بھی حفاظت فرمائی اور اُمت محمدیہ ﷺ کے عقائد کی حفاظت فرمائی۔ یہاں تک کہ کوئی شخص بھی عمداً اس میں تبدیلی نہ کر سکا۔ البتہ غفلت اور خواہشاتِ نفسانی کی بنیاد پر اُلٹی سیدھی باتیں کیں لیکن وہ ساری باتیں مکڑی کا جالا ثابت ہوئیں۔ الحمد للّٰہ علی ذلك

اللہ رب العالمین کا شکر ہے جس نے ہمارے دین کی حفاظت فرمائی اور ہمیں دین کی معرفت عطا فرمائی اور ہم اللہ تعالیٰ سے قیامت تک اسی دین پر قائم رہنے کا سوال کرتے ہیں اور اُس دن میں مغفرت کا سوال کرتے ہیں جس دن دعاؤں کو سُننے والی ذات تمام مُردوں کو جمع کرے گی اور وہ ذات جو چاہے کر سکتی ہے۔ اور رحمتیں نازل ہوں اُس کے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات پر۔

باب ۲۸۱

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض اور وفات والی روایات بھی حضور ﷺ کی نبوت و رسالت کی صداقت کی گواہی دیتی ہیں۔ اس باب میں ان سب کو جمع کیا گیا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا اپنے غلام اُبی موبھبۃ رضی اللہ عنہ کو اپنی موت کی خبر دینا

اور جس کا نبی کریم ﷺ کو اختیار دیا گیا اور نبی کریم ﷺ کا چناؤ کرنے کی خبر دینا۔ حضور اقدس ﷺ کے مرض اور وفات والی روایات بھی حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت اور رسالت کی صداقت کی گواہی دیتی ہیں اس باب میں ان سب کو جمع کیا گیا ہے

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید بن ابی عمرو نے، وہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے، انہوں نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی عبداللہ بن عمر بن ربیعہ نے، انہوں نے عبید بن حنین سے نقل کیا ہے (جو کہ غلام ہیں حکم کے)، انہوں نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے نقل کیا ہے، انہوں نے نبی کریم ﷺ کے غلام مُویہبہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ نے مجھے نیند سے بیدار فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اے ابی مویہبہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت البقیع والوں کے لئے استغفار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

پس میں حضور اقدس ﷺ کے ساتھ جنت البقیع پہنچا تو رسول اللہ ﷺ ہاتھ اُٹھا کر کافی دیر تک ان کے لئے استغفار کرتے رہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مبارک ہو تمہیں کہ تم اس زندگی میں نہیں ہو جس میں دیگر موجودہ لوگ ہیں۔ پھر فرمایا کہ فتنے اس طرح تمہارے اوپر چھا جائیں گے جیسا کہ اندھیری رات ہو۔ ہر فتنہ کے پیچھے ایک دوسرا فتنہ ہوگا، پے در پے فتنے ہوں گے یہاں تک کہ بعد میں آنے والا فتنہ گزرے ہوئے فتنہ سے زیادہ سخت ہوگا۔

اے مویہبۃ! میرے سامنے دنیا کے خزانے پیش کئے گئے اور یہ بھی کہا گیا کہ یہ خزانے ہمیشہ تمہارے پاس رہیں گے، پھر جنت بھی پیش کی گئی مگر میں نے ان دونوں چیزوں میں سے اپنے رب سے ملاقات اور جنت کو پسند کیا۔ تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ دنیا کے خزانوں اور اس کے ہمیشہ رہنے کو پسند کر لیتے، پھر جنت کو بھی اختیار کر لیتے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا، واللہ میں نے اب اپنے رب سے ملاقات اور جنت کو اختیار کر لیا ہے۔ پھر نبی کریم ﷺ واپس تشریف لے آئے۔

جب صبح ہوئی تو نبی کریم ﷺ پر تکلیف کے آثار نمایاں ہو گئے جو کہ بالآخر آپ کو دارِ فانی سے دارِ باقی کی طرف لے گئے۔

مصنف فرماتے ہیں اور ہمیں خبر دی ابو محمد بن یوسف الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو سعید بن الاعرابی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسماعیل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو حفص الریاحی نے۔ (مستدرک حاکم ۳/۵۵-۵۶)

مصنف دوسری سند میں فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عمر بن الحمامی المقری نے بغداد میں، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن سلمان النجاد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسماعیل اور محمد بن غالب نے، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عمر بن عبدالوہاب الریاحی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن سعد نے، انہوں نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے، انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے حکم بن ابی العاص کے غلام عبید بن جبیر سے نقل کیا ہے، انہوں نے وہی سند اور وہی حدیث بیان کی۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو محمد بن عبداللہ بن یوسف الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی سعید بن الاعرابی نے، وہ فرماتے ہیں حدیث بیان کی احمد بن منصور نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالرزاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی معمر نے، انہوں نے ابن طاؤس سے نقل کیا ہے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میری مدد کی گئی رعب کے ذریعہ، اور مجھے خزانے دیئے گئے اور مجھے اختیار دیا گیا کہ میں باقی زندہ رہوں۔ یہاں تک کہ میری اُمت کے ساتھ جو پیش آئے وہ میں دیکھ لوں یا آخرت کو اختیار کر لوں۔ پس میں نے آخرت کو اختیار کر لیا۔

یہ حدیث مرسل ہے اور یہ حدیث بھی ابی مویہبۃ کی حدیث کے موافق ہے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۵/۲۲۴)

☆☆☆

باب ۲۸۲

حضوراقدس ﷺ کا اپنی پیاری بیٹی فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کو اپنی موت کی خبر دینا اوران کو یہ بتلانا کہ میرے اہل بیت میں سے سب سے پہلے تم ہی جنت میں مجھ سے ملاقات کرو گی پھر ایسا ہی ہوا جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبردی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبردی ابوالعباس السّیاری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالموجہ محمد بن عمرو الفزاری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدان بن عثمان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبردی ابراہیم بن سعد نے، وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے، انہوں نے عروہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، وہ فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے مرض الوفات میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بُلایا اوراُن سے کوئی سرگوشی کی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رونے لگیں۔ پھر دوسری بار بلایا اور سرگوشی کی تو وہ ہنسنے لگیں، پھر بعد میں میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اس سرگوشی کے متعلق پوچھا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بتلایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے پہلے تو اپنی موت کی خبر دی تو میں رونے لگ گئی۔ پھر دوسری بار حضور نے مجھے خبردی کہ اہل بیت میں سے میں سب سے پہلے جنت میں آپ سے ملاقات کروں گی تو مجھے خوشی ہوئی اور میں ہنس پڑی۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں یحیٰی بن قزعہ سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے ابراہیم سے نقل کیا ہے۔ جبکہ امام مسلم نے زہیر بن حرب سے نقل کیا ہے انہوں نے یعقوب بن ابراہیم سے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے۔

(بخاری ۵/ ۶۵-۶۵-۶/ ۱۲ ـ مسلم ـ کتاب فضائل الصحابۃ ـ مسند احمد ۶/ ۷۷-۶/ ۲۴۰ ـ طبقات ابن سعد ۲/ ۲۴۷)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبردی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبردی احمد بن عبید الصفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابومسلم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سہل بن بکار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعوانہ نے، انہوں نے فراس سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے عامر سے، انہوں نے مسروق سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، وہ فرماتی ہیں کہ جب ساری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن حضور ﷺ کے پاس جمع ہوگئیں حتیٰ کہ کوئی بھی باقی نہ رہی حتیٰ کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی آ گئیں اور آپ کا چلنا ایسا تھا جیسا کہ اُن کے والد یعنی حضور ﷺ کی چال تھی۔ تو ....

نبی کریم ﷺ نے اُن کو دیکھ کر مرحبا فرمایا، پھر نبی کریم ﷺ نے اپنے دائیں طرف بٹھالیا یا بائیں طرف۔ پھر آپ سے کچھ سرگوشی فرمائی تو آپ رونے لگ گئیں۔ پھر دوبارہ سرگوشی فرمائی تو ہنسنے لگ گئیں۔ پس میں نے بعد میں اُن سے پوچھا کہ خاص طور پر رسول اللہ ﷺ نے تم سے سرگوشی کی اور تم رونے لگ گئیں۔

جب رسول اللہ ﷺ وہاں سے چلے گئے تو میں نے پوچھا کی حضور ﷺ نے تم سے کیا سرگوشی کی تھی تو انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے راز کو ظاہر نہیں کرسکتی۔ پس جب نبی کریم ﷺ وفات پاگئے تو پھر میں نے ان سے کہا کہ میرا تم پر ایک حق ہے جو میں نے تم سے پوچھا تھا تم کیوں نہیں بتلاتیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ سے کیا سرگوشی کی تھی؟ تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہاں اب میں بتلاسکتی ہوں۔

پھر بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے سرگوشی فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہر سال میرے سامنے ایک مکمل قرآن کریم پیش فرماتے تھے جبکہ اس سال دو مرتبہ قرآن کریم پیش کیا گیا ہے۔ اس کا مطلب میں اس کے علاوہ اور کوئی نہیں سمجھا کہ میرے وصال کا وقت قریب آ گیا ہے۔ پس تم اللہ سے ڈرتی رہنا اور صبر کرنا اور اسلاف (یعنی گزرے ہوئے لوگوں میں سے) میں ہی بہتر ہوں گا، پس میں رو پڑی۔ پھر دوسری بار سرگوشی فرمائی اور فرمایا کہ کیا اس پر راضی نہیں ہے کہ تو جنت میں تمام مؤمنین کی عورتوں کی سردار ہوگی یا یوں فرمایا کہ اس اُمت کی عورتوں کی سردار ہوگی تو میں ہنس پڑی۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں موسیٰ سے نقل کیا ہے جبکہ امام مسلم نے ابی کامل سے نقل کیا ہے جبکہ ان دونوں حضرات نے ابی عوانہ سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب الاستیذان۔ مسلم ص ۱۹۰۵۔ مسند احمد ۲۸۲/۶۔ طبقات ابن سعد ۲: ۲۴۷)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن محمد بن عبداللہ بن بشران العدل نے بغداد میں، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد المصری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن ایوب العلاف نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سعید بن ابی مریم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن یزید نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن غزیۃ نے، انہوں نے محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان سے نقل کیا ہے کہ بے شک ان کی والدہ محترمہ فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہا حدیث بیان کرتی ہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے وہ فرماتی ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض الوفات میں اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا ذرا میرے قریب آؤ تو وہ قریب ہو گئیں تو نبی کریم ﷺ نے ذرا سی دیر اُن سے سرگوشی فرمائی پھر آپ ہٹ گئیں اور رونا شروع کر دیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی وہاں موجود تھیں۔ پھر ذرا دیر سے حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا، اے بیٹی! میرے قریب آنا، آپ قریب ہو گئیں۔ تو پھر رسول اللہ ﷺ نے اس سے سرگوشی فرمائی، پھر آپ ہٹ گئیں اور ہنسنا شروع کر دیا۔

پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اُن سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ سے کیا سرگوشی فرمائی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا مجھ کو پتہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے سرگوشی میں ایک راز بیان فرمایا ہے تو ان کے راز کو کیسے ظاہر کر دوں حالانکہ رسول اللہ بقید حیات ہیں۔

راوی فرماتے ہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ بات بری لگی کہ یہ راز میرے علاوہ دوسرے کو کیوں بتلایا۔ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تم نے مجھے وہ بات نہیں بتائی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، ہاں اب میں بتا سکتی ہوں اور وہ بات یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے پہلی بار مجھ سے سرگوشی فرمائی تو ارشاد فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہر سال ایک بار مکمل قرآن کریم میرے سامنے پیش فرماتے تھے مگر اس سال دو بار قرآن کریم پیش کیا اور مجھے یہ خبر دی کہ ہر نبی کے بعد جب بھی کوئی نبی آیا وہ بعد میں آنے والا نبی پہلے نبی کی عمر کا نصف حصہ عمر زندہ رہے گا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک سو بیس سال زندہ رہے اس حساب سے میرا اندازہ ہے کہ میں ساٹھ (۶۰) سال کے لگ بھگ دنیا سے چلا جاؤں گا۔ بس اس بات نے مجھے رُلا دیا۔ اور فرمایا کہ اے میری پیاری بیٹی! مسلمان عورتوں میں تم سے زیادہ میں کسی کو سنجیدہ اور باوقار نہیں دیکھتا اس لئے تم صبر کرنے میں کمی نہ کرنا یعنی خوب صبر کرنا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر دوسری بار حضور ﷺ نے علیہ السلام نے سرگوشی میں مجھے خبر دی کہ میرے اہل بیت میں سے تم سب سے پہلے جنت میں مجھ سے ملاقات کرو گی۔ اور فرمایا کہ تم جنتی عورتوں کی سردار ہوگی، مگر بزرگ خواتین میں مریم بنت عمران کا بھی ایک مقام ہوگا۔ پھر میں اس بات پر خوشی سے ہنسنے لگی۔ روایت میں اسی طرح ہے۔

اور تحقیق ابن المسیب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اُٹھایا گیا تو اس وقت آپ کی عمر تینتیس (۳۳) سال کی تھی۔

جبکہ وہب بن منبہ کی روایت ہے کہ آپ کی عمر بتیس (۳۲) سال تھی۔ بہر حال ابن مسیب کا قول صحیح معلوم ہوتا ہے جبکہ وہب بن منبہ کا قول مراد حدیث ہوسکتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہوگا کہ آسمان سے زمین پر اترنے کے بعد جتنا عرصہ زمین پر رہیں گے وہ عرصہ بتیس (۳۲) سال ہوں گے۔ واللہ اعلم

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی علی بن محمد عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید الصفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی الاسفاطی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سعید بن سلیمان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عباد بن عوام نے ہلال بن خباب سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے عکرمہ سے نقل کیا انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب "اذا جاء نصر اللہ والفتح" نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلوایا اور فرمایا کہ مجھے میری موت کی خبر دی جا چکی ہے جس پر بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا رونے لگ گئیں۔ پھر دوبارہ ہنسنا شروع کر دیا۔ پھر انہوں نے بتلایا کہ مجھے حضور ﷺ نے اپنے فوت ہونے کی خبر دی تو میں روپڑی پھر رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ تم صبر کرنا میرے اہل میں سے تم سب سے پہلے جنت میں میرے ساتھ آکر ملو گی تو میں خوشی سے ہنس پڑی۔

آگے مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید الصفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عمرو بن مرزوق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے، انہوں نے ابی بشر سے نقل کیا ہے، انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بڑے بڑے صحابہ کی موجودگی میں مجھ سے سوالات کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اُن سے فرمایا کہ کیا تم ہم سے سوالات کرتے ہو حالانکہ تم جیسی تو ہماری اولاد ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُن سے کہا کہ میں تو اس وجہ سے پوچھتا ہوں کہ آپ علم میں مجھ سے بڑھے ہوئے ہیں۔

راوی فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُن سے "اذا جاء نصر اللہ والفتح" کے متعلق پوچھا۔ راوی فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا کہ ہاں اس میں حضور ﷺ کی موت کی خبر دی گئی ہے اور پھر آپ نے مکمل سورۃ "انہ کان توابا" تک پڑھی۔

راوی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا واللہ میں بھی اس سے زیادہ نہیں جانتا تھا سوائے اس کے جو آپ نے بتلایا ہے۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں محمد بن عرعرہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے شعبہ سے نقل کیا ہے۔

(بخاری۔ کتاب التفسیر۔ حدیث ۴۹۷۰۔ فتح الباری ۷۳۴/۸۔ ۷۳۵ نے)

مصنف فرماتے ہیں یہ تمام احادیث صحیحہ اس پر دلالت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرما کر آپ ﷺ کی وفات کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور ساتھ ہی اس سال حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بھی آپ ﷺ کو دو مرتبہ مکمل قرآن کریم پیش فرمایا اور یہ آپ ﷺ کی وفات کی دوسری علامت تھی۔ اور نبی علیہ السلام کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر کا تذکرہ کرنا یہ بھی آپ علیہ السلام کی وفات کی علامت ہے۔ اور نبی کریم ﷺ کو دنیا و آخرت کے اختیار کرنے کا اختیار دینا اور آپ علیہ السلام کا آخرت کو پسند فرمانا یہ بھی آپ علیہ السلام کے وفات کی علامت ہے۔ لہٰذا جس صحابی نے جو روایت جس طرح سنی انہوں نے اُس روایت کو اُسی طرح روایت کیا ہے۔

☆☆☆

باب ۲۸۳

حضور اکرم ﷺ کا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو

ابتدائی مرض میں اپنی موت کا اشارۃً خبر دینا۔ پھر خاص طور پر اپنی موت کی آمد کی خبر دینا اور یہ بتلانا کہ میری موت شہادت والی ہوگی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حدیث میں تذکرہ کرنا

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو سعید عثمان بن عبدوس بن محفوظ فقیہ جنزروذی اور ابو عبدالرحمٰن بن محمد بن الحسین سلمی نے ، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو محمد یحییٰ بن منصور نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن حسین الترکی نے۔

مصنف دوسری سند میں فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید الصفار نے وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن اسحاق السراج نے ، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن یحییٰ نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی سلیمان بن بلال نے ، انہوں نے یحییٰ بن سعید سے نقل کیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں کہ میں نے قاسم بن محمد کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سر میں درد تھا۔ تو ایک مرتبہ کہنے لگیں ، ہائے میرا سر پھٹا جا رہا ہے ، تو نبی کریم ﷺ نے اُن سے فرمایا کہ (تجھے کیا فکر ہے) اگر تو میری زندگی میں مر گئی تو میں تیرے لئے دعا اور استغفار کروں گا۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں ہائے مصیبت! آپ میری موت چاہتے ہیں۔ میرے مرنے سے آپ کا کیا بگڑے گا۔ آپ تو اُسی دن شام کو جا کر مزے سے کسی بی بی سے صحبت کریں گے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تیری بیماری کیا ہے میرا سر پھٹا جا رہا ہے۔ دیکھو میں نے یہ قصد کیا ہے کہ کسی کو بھیج کر ابو بکر رضی اللہ عنہ اور اُن کے بیٹے عبدالرحمٰن کو بلاؤں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین مقرر کر دوں۔ ایسا نہ ہو کہ میرے بعد کہنے والے کچھ اور کہیں کہ خلافت ہمارا حق ہے ، یا آرزو کرنے والے کسی اور بات کی آرزو کریں پھر میں نے اپنے دل میں خود ہی کہا کہ اس کی ضرورت کیا ہے خود اللہ تعالیٰ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور کو خلیفہ بننے نہیں دیں گے اور نہ ہی کسی کی خلافت کو قبول فرمائیں گے۔

امام بخاری نے اس روایت کو اپنی صحیح میں یحییٰ بن یحییٰ سے روایت کیا ہے۔ (بخاری۔ حدیث ۵۶۶۶۔ فتح الباری ۱۰/۱۲۳)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ اور ابو سعید بن ابی عمرو نے ، وہ حضرات فرماتے ہیں دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے نقل کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن المغیرہ بن الاخنس نے ، انہوں نے زہری سے نقل کیا ہے ، انہوں نے عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے نقل کیا ہے ، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔

وہ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے آپ کے سر میں درد تھا جبکہ میں نے اپنے دردِ سر کی شکایت کی اور میں نے کہا کہ ہائے میرا سر پھٹا جا رہا ہے۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم اپنی فکر مت کرو، میرے سر میں زیادہ درد ہو رہا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تجھے فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے اگر تو مجھ سے پہلے مرگئی تو تیرے معاملات سنبھالنے کو میں ہوں اور تیرا جنازہ پڑھ کر تجھے دفنادوں گا۔ تو میں نے (یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا نے) کہا کہ بخدا اگر اسی طرح ہوگیا جیسا آپ فرما رہے ہیں تو میں سمجھتی ہوں کہ آپ کا کچھ نہیں بگڑے گا، آپ تو جا کر شام کو کسی بی بی سے مزے سے صحبت کریں گے۔

اس بات سے رسول کریم ﷺ ہنسنے لگے یہاں تک کہ آپ علیہ السلام کی تکلیف زیادہ ہوگئی اور آپ ﷺ ازواج مطہرات سے ملنے کے لئے ان کے گھروں میں چکر لگا رہے تھے۔ لیکن جب تکلیف بڑھی تو آپ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تھے تو آپ وہیں ٹھہر گئے اور وہاں سارے گھر والے جمع ہوگئے۔

حضرت عباس ؓ بھی تھے انہوں نے فرمایا کہ مجھے لگتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو ذات الجنب کی بیماری لگ گئی ہے لہٰذا ہم دوائی آپ کے منہ میں ڈالتے ہیں جب دوائی ڈالی تو آپ کو افاقہ بھی ہوگیا۔ تو حضور ﷺ نے مجھے دوائی کس نے دی تھی؟ سب حضرات نے عرض کیا کہ آپ کے چچا عباس نے دی تھی اس خوف سے کہ شاید آپ کو ذات الجنب کی بیماری ہو۔ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ بیماری شیطان کی جانب سے لاحق ہوتی ہے اور شیطان مجھ پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے مسلط نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا جتنے بھی گھر والے ہیں ان کو بھی اسی طرح منہ میں دوائی ڈالو جس طرح انہوں نے میرے منہ میں ڈالی تھی۔ مگر میرے چچا کو (احتراما) نہ ڈالی جائے۔ البتہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بھی اس سے مستثنیٰ تھیں کیونکہ وہ اس دن روزہ رکھے ہوئے تھیں۔ اس بات پر حضور ﷺ کے سامنے عمل کیا گیا۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے دیگر ازواج مطہرات سے اجازت طلب کی کہ میں اپنے مرض کے ایام اپنے گھر یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گزاروں گا۔ پھر آپ علیہ السلام حضرت عباس ؓ اور ایک اور شخص جس کا نام امام بیہقی نے ذکر نہیں کیا (مگر ان کا نام حضرت علی ؓ ہے بخاری کی کتاب المغازی۔ مترجم) کے ذریعہ یعنی اُن کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لائے اس حال میں کہ آپ کے پاؤں مبارک زمین پر گھسٹ رہے تھے۔

(بخاری۔ کتاب　المغازی۔ فتح الباری ۸/۱۴۷۔ بخاری۔ کتاب الطب۔ فتح الباری ۱۰/۱۶۶۔ مسلم۔ کتاب السلام ص ۱۷۳۳۔ مسند احمد ۶/۵۶)

عبیداللہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث حضرت ابن عباس ؓ کو بیان کی تو انہوں نے فرمایا کہ کیا تم اُس دوسرے آدمی کا نام جانتے ہو؟ جس کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے تذکرہ نہیں فرمایا؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ تو حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا کہ وہ حضرت علی بن ابی طالب ؓ تھے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن احمد بن یحییٰ الاشقر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن موسیٰ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن صالح نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عتبہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس نے، انہوں نے ابن شہاب سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عروہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یوں فرماتی تھیں کہ جس مرض میں حضور علیہ السلام کا انتقال ہوا آپ علیہ السلام اُس مرض کی حالت میں مجھے فرما رہے تھے کہ اے عائشہ! جو کھانا خیبر میں مجھے کھلایا گیا میں آج بھی اس کی تکلیف کو محسوس کر رہا ہوں اور اس وقت اُس زہریلے کھانے کی وجہ سے میری زندگی کی رگ کٹ گئی ہے۔

اس روایت کو امام بخاری نے یونس کے قول سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۴۲۸۔ فتح الباری ۸/۱۳۱۔ مسند احمد ۶/۱۸)

اور مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابومعاویہ نے، انہوں نے اعمش سے نقل کیا ہے انہوں نے عبداللہ بن مرۃ سے، انہوں نے ابی الاحوص سے، انہوں نے عبداللہ سے نقل کیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں کہ میں نو مرتبہ قسم کھا کر حضور علیہ السلام کے قتل ہونے کی خبر دوں اس سے بہتر ہے کہ میں ایک ہی قسم اٹھاؤں اور کہوں کہ حضور علیہ السلام قتل نہیں ہوئے۔ کیونکہ اللہ جل شانہ نے حضور علیہ السلام کو ایک نبی بنایا پھر ان کو شہید بنایا ہے۔

باب ۲۸۴

حضور ﷺ کا اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے اجازت لے کر مرض کے ایام بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر گزارنا اور زمانۂ مرض میں غسل فرما کر صحابۂ کرام کے پاس جا کر ان کو نماز پڑھانا پھر خطبہ دینا اور پھر ان کو اپنی موت کی خبر دینا اور حضور علیہ السلام کی صحبت اختیار کرنے والوں کو امن واحسان کے حصول کی خبر دینا۔ یہ بات حضور ﷺ کی شان عظیم بلند مرتبہ پر دلالت کرتی ہے

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبید الصفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابن ملحان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن بکیر نے، انہوں نے لیث سے نقل کیا ہے۔

مصنف دوسری سند سے فرماتے ہیں کہ اور ہمیں خبر دی ابوصالح بن ابی طاہر العنبری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی میرے دادا یحییٰ بن منصور قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر عمر بن حفص السدوسی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عاصم بن علی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی لیث بن سعد نے، انہوں نے عقیل بن خالد سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابن شہاب سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے کہ جب نبی علیہ السلام بیمار ہو گئے اور آپ کی تکلیف زیادہ بڑھ گئی تو آپ نے اپنی ازواج مطہرات سے اجازت طلب کی کہ میں اپنے ایام بیماری بی بی عائشہ کے ہاں گزارلوں تو تمام ازواج مطہرات نے اجازت دے دی تو آپ ﷺ دو آدمیوں کے سہارے نکلے۔ مرض کی وجہ سے حالت ایسی تھی کہ چلتے ہوئے آپ کے قدم مبارک گھسٹ رہے تھے۔ آپ ﷺ جن دو آدمیوں کے سہارے چل رہے تھے اُن میں سے ایک حضرت عباس رضی اللہ عنہ تھے جبکہ راوی نے دوسری شخصیت کا ذکر نہیں فرمایا لیکن عبیداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ تمہیں پتہ ہے وہ دوسرے شخص کون تھے؟ جن کا بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے نہیں بتلایا، تو میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ وہ دوسرے شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔

راوی یہ بھی فرماتے ہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حدیث بیان کرتی ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ میرے گھر میں داخل ہوئے تو آپ کی تکلیف اور زیادہ بڑھ گئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ سات مشکیں پانی کی ایسی لاؤ جس کے منہ نہ کھولے گئے ہوں اور میرے اُوپر بہاؤ شاید طبیعت بہتر ہو جائے تا کہ میں لوگوں کو وصیت کر سکوں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر ہم نے آپ ﷺ کو بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا کے ایک کنگال (ٹب) میں بٹھایا۔ پھر ہم نے آپ پر مشکیں چھوڑ نا شروع کیں یہاں تک کہ آپ ﷺ نے اشارہ سے فرمایا کہ اب بس کرو پھر آپ لوگوں کی طرف برآمد ہوئے اور ان کو نماز پڑھائی اور وعظ فرمایا۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں یحیٰ بن بکیر اور سعید بن عفیر سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے لیث سے نقل کیا ہے۔

(بخاری۔ حدیث ۴۴۴۲۔ فتح الباری ۱۴۱/۸)

جبکہ امام مسلم نے لیث سے دوسری سند سے ذکر کیا ہے۔ (مسلم۔ کتاب الصلوۃ ص ۳۱۲۔۳۱۳)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر بن اسحاق فقیہ اور یحیٰ بن منصور قاضی نے، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالمثنیٰ نے۔

دوسری سند میں مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید الصفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن الہیثم الشعرانی نے، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سعید بن منصور نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی فلیح بن سلیمان نے، انہوں نے ابی نصر سالم سے نقل کیا ہے، انہوں نے عبید بن حنین اور بشر بن سعید سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابی سعید الخدری سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہما سے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو دنیا اور اللہ کے پاس دنیا اور آخرت جو اللہ کے پاس ہے ان دونوں کا اختیار دیا تو اُس شخص نے اس کو اختیار کیا جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

یہ سُن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رونے لگ گئے۔ ہم اُن کے رونے سے تعجب میں پڑ گئے کہ حضور علیہ السلام نے تو ایک شخص کا ذکر فرمایا ہے جس کو اختیار دیا گیا تھا حالانکہ وہ خود حضور ﷺ کی ذاتِ گرامی تھی جس کو اختیار دیا گیا تھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم میں سے سب سے زیادہ اس بات کو جانتے تھے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے ابوبکر! تم مت روؤ۔ اور فرمایا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ جان و مال کے اعتبار سے ابوبکر سے زیادہ کسی نے مجھ پر اتنا احسان نہیں کیا جتنا کہ ابوبکر نے کیا۔ اور فرمایا کہ اگر مجھے دنیا میں کسی کو خلیل بنانے کا ہوتا تو میں ابوبکر کو بناتا۔ لیکن چونکہ خلیل بنانے کا اختیار نہیں ہے البتہ اسلامی محبت و بھائی چارگی رہے گی۔ اور فرمایا کہ مسجد نبوی میں کھلنے والے تمام دروازوں کو بند کر دو سوائے ابوبکر کے دروازے کے۔ یہ ابن عبدان کی حدیث کے الفاظ ہیں۔ صحیح میں محمد بن سنان سے اس نے فلیح سے اور مسلم نے سعید سے روایت کی ہے۔

(بخاری۔ کتاب المناقب۔ مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ۔ باب فضائل ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی المقری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی حسن بن محمد اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالولید الطیالسی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعوانہ نے، انہوں نے عبدالملک بن عمیر سے نقل کیا ہے انہوں نے ابن ابی معلیٰ سے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو دنیا میں اس کی مرضی کے مطابق اور دنیا میں ہر چیز کے کھانے وغیرہ میں اس کی مرضی کے مطابق اور اپنے رب سے ملاقات کے درمیان اختیار دیا پس اس شخص نے اپنے رب سے ملاقات کو ترجیح دی ہے۔

راوی فرماتے ہیں کہ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق ﷛ رونے لگ گئے۔ تو دیگر اصحاب رسول ایک دوسرے سے تعجب سے کہنے لگے کہ تم اس بوڑھے کو تو دیکھو! کہ رسول اللہ ﷺ نے تو ایک شخص کا تذکرہ فرمایا ہے جس کو اللہ رب العزت نے دنیا اور جو کچھ عیش وعشرت اس میں ہے اور اپنے رب سے ملاقات کے درمیان اختیار دیا ہے پس اس شخص نے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو ترجیح دی ہے۔ مگر چونکہ حضرت ابوبکر صدیق ﷛ حضور ﷺ کو اچھی طرح جانتے تھے اس لئے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم تو اپنے مال اور اپنی اولاد کو آپ پر نچھاور کردیں گے۔

اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں میں مجھ پر ساتھ اور مال کے اعتبار سے ابن ابی قحافہ سے زیادہ کوئی احسان کرنے والا نہیں ہے۔ اگر میں اپنی اُمت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا۔ (لیکن خلیل بنانے کی چونکہ اجازت نہیں ہے) اس لئے محبت، بھائی چارگی ان سے ہمیشہ رہے گی جبکہ تمہارا ساتھی اللہ تعالیٰ کا خلیل ہے (یعنی رسول اللہ ﷺ) (ترمذی۔ کتاب المناقب)

اس روایت کو ابوسعید خدری اور ابوالمعلی انصاری نے حضور ﷺ کے خطبہ سے روایت کیا ہے اور یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب حضور ﷺ اپنے مرض الوفات میں غسل فرما کر اپنے گھر سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہما کی طرف خطبہ دینے کے لئے نکلے۔

اور اس روایت پر دوسری روایت بھی دلالت کرتی ہے اُس کے بارے میں مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی حسن بن محمد اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن ابی بکر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی وہب بن جریر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی میرے والد نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے یعلی بن حکیم کو عکرمہ سے حدیث بیان کرتے ہوئے سُنا، انہوں نے ابن عباس ﷛ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ اپنے مرض الوفات میں سر پر پٹی باندھ کر گھر سے باہر نکلے۔ پس آپ منبر پر چڑھے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا کہ لوگوں میں سے اپنی جان و مال کے اعتبار سے سب سے زیادہ احسان ابوبکر کے علاوہ کسی نے مجھ پر نہیں کیا اور فرمایا اگر مجھے دنیا میں اپنا خلیل بنانے کا اختیار ہوتا تو میں ابوبکر کو اپنا خلیل بناتا۔ لیکن اسلامی محبت اور دوستی سب سے زیادہ بہتر اور افضل ہے۔ اور فرمایا کہ میری مسجد میں کھلنے والے سارے دروازے بند کردو سوائے ابوبکر کے دروازے کے۔ (رضی اللہ عنہ وعنہم اجمعین)

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں عبداللہ بن محمد الجعفی سے نقل کیا ہے، انہوں نے وہب بن جریر بن حازم سے نقل کیا ہے۔

(بخاری۔ کتاب فضائل الصحابۃ)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوصالح بن ابی طاہر العنبری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی میرے دادا یحییٰ بن منصور قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن سلمہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسحاق بن ابراہیم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی زکریا بن عدی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبیداللہ نے، جو کہ بیٹے ہیں عمرو دقی کے، انہوں نے زید بن ابی اُنیسہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے عمرو بن مرہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے عبداللہ بن الحارث سے وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی جندب نے، کہ انہوں نے نبی کریم کو وفات سے پانچ روز قبل یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ میرے بہت سے دوست اور بھائی ہیں اور میں نے ہر دوست کی دوستی کا بدلہ چکا دیا ہے۔ اور اگر مجھے دنیا میں خلیل بنانے کا اختیار ہوتا تو میں ابوبکر کو اپنا خلیل بناتا۔ اور بے شک میرے رب نے مجھے ایسے خلیل بنایا ہے جیسا کہ میرے والد ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا ہے۔ اور فرمایا کہ تم سے پہلے جو لوگ تھے انہوں نے اپنے نبیوں اور اپنے نیک صلحاء لوگوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا مگر تم قبروں کو سجدہ گاہ مت بنانا۔ میں تم کو اس سے منع کرتا ہوں۔

اس روایت کو امام مسلم نے اسحاق بن ابراہیم سے نقل کیا ہے۔ (مسلم۔ کتاب المساجد ص ۱/۳۷۸)

مصنف فرماتے ہیں، میں یہ کہتا ہوں کہ یہ خطبہ وعظ کے دوران بیان فرمایا ہے۔

اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الصفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن مہدی بن رستم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالولید الطیالسی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالرحمن بن سلیمان بن حنظلۃ الغسیل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عکرمہ نے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ مرض الوفات میں اپنے گھر سے اس حالت میں نکلے کہ آپ کے سر پر ایک چکنے کپڑے کی پٹی بندھی تھی اور ایک چادر دونوں کندھوں پر ڈالی ہوئی تھی۔ آپ منبر پر بیٹھے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا اما بعد! اے لوگو! تو میں تو بڑھتی جاتی ہیں لیکن تم انصار کم ہوتے جا رہے ہو حتیٰ کہ کم ہوتے ہوئے مثل کھانے میں نمک کے برابر رہ جاؤ گے۔ پھر تم میں سے جس شخص کو ایسی حکومت ملے جس میں لوگوں کو نفع یا نقصان پہنچانے کا اختیار ہو تو انصار کے اچھے آدمی کی قدر کرے اور برے آدمی کے قصور کو معاف کردے۔

راوی فرماتے ہیں کہ یہ مجلس حضور ﷺ کی آخری مجلس تھی۔ اس کے بعد حضور ﷺ کا وصال ہو گیا۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں ابی نعیم وغیرہ سے نقل کیا فرمایا ہے، انہوں نے عبدالرحمن بن الغسیل سے نقل کیا ہے۔

(بخاری۔ کتاب مناقب انصار۔ حدیث ۳۸۰۰۔ فتح الباری ۱۲۲/۷)

فائدہ: حضور ﷺ کا انصار کے بارے میں وصیت کرنا کہ "لوگو! تم میں سے کوئی حکومت کرے تو انصار کا خیال رکھنا"۔ اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ حضور علیہ السلام کے بعد خلافت کا حق انصار کو نہیں ہے۔ واللہ اعلم

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید بن عمرو نے یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے، انہوں نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے، انہوں نے ایوب بن بشیر سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض الوفات میں ارشاد فرمایا میرے اوپر سات مختلف کنوئیں کے مختلف پانی کے مشکیزے ڈالو تا کہ طبیعت بہتر ہو تو لوگوں کو کچھ کرنے کے لئے نکلوں۔ صحابہ کرام نے اسی طرح کیا تو پھر رسول اللہ ﷺ لوگوں کو وصیت کے لئے نکلے۔ آپ منبر پر بیٹھے، آپ نے اللہ کی حمد وثنا کے بعد سب سے پہلے جو بات ذکر فرمائی اس میں اُحد کے صحابہ کا ذکر فرمایا پھر ان کے لئے استغفار فرمایا اور دعا کی۔ پھر فرمایا اے مہاجرین کی جماعت! تحقیق تم تو بڑھتے جاؤ گے مگر انصار کی یہ حالت نہیں رہے گی (یعنی وہ کم ہوتے چلے جائیں گے)

اور فرمایا کہ یہ انصار میری جان ہیں میں ان میں رہا ہوں، لہٰذا تم ان کے نیک آدمی کا اکرام کرنا اور برے آدمی سے درگزر والا معاملہ کرنا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے ایک بندے کو اختیار دیا ہے کہ چاہے تو دنیا میں رہو یا میرے ساتھ ملاقات کرلو تو اس بندے نے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو چن لیا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ سن کر آپ ﷺ کی بات سمجھ گئے اور لوگوں میں وہی رونے لگ گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے ماں باپ اور ہماری اولاد آپ پر قربان ہوں (یعنی آپ ایسی بات کیوں کہتے ہیں)۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر صبر کرو۔ پھر فرمایا اے لوگو! مسجد کی طرف کھلنے والے سارے دروازے بند کردو سوائے ابوبکر کے دروازے کے۔ کیونکہ میں ابوبکر سے علاوہ کسی کو اتنا زیادہ معاون اور مددگار نہیں پاتا جتنا ابوبکر کو پاتا ہوں۔ (ابن کثیر ۲۲۹/۵)

مصنف فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اگرچہ مرسل ہے اور جو ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مذکور ہے اس میں آپ علیہ السلام نے غسل کرنے کے بعد ارشاد فرمائی اور لوگوں کو وصیت فرمائی اور اپنی موت کی خبر دی۔

مصنف فرماتے ہیں اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن جہم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن فرج نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی واقدی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی فروہ بن زبید بن طوسا نے حضرت عائشہ بنت سعد سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے اُم ذرہ سے، انہوں نے

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے جو کہ حضور ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہیں۔ وہ فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام مرض الوفات میں جب گھر سے نکلے تو آپ کے سر مبارک پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ جب آپ علیہ السلام منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو لوگوں نے منبر کو گھیر لیا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے اس ذات بابرکات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ میں قیامت کے روز حوض کوثر پر کھڑا ہوا ہوں گا۔ پھر آپ علیہ السلام نے کلمہ شہادت پڑھا کلمہ شہادت پڑھنے کے بعد سب سے پہلے جو بات آپ ﷺ نے ارشاد فرمائی وہ یہ تھی کہ آپ نے غزوۂ احد میں شہید ہونے والے صحابہ کرام کے لئے استغفار پڑھا۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے ایک بندے کو یہ اختیار دیا ہے کہ خواہ دنیا کو پسند کرے یا اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو تو اس بندہ نے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو چن لیا ہے۔ یہ بات سن کر حضرت ابوبکر صدیق رونے لگے۔ ہمیں ابوبکر کے رونے پر بڑا تعجب ہوا۔

پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اور ہم اپنے والدین اور اپنی جان و مال آپ پر قربان کر دیں گے پھر ہمیں علم ہوا کہ جس شخص کی اللہ تعالیٰ کے اختیار کی خبر دی گئی وہ خود حضور علیہ السلام ہی کی ذات بابرکات تھی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کو ہم سے زیادہ جانتے تھے اس لئے وہ فوراً حضور علیہ السلام کی بات کو سمجھ گئے تو حضور علیہ السلام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمانے لگے کہ تم صبر کرو۔

(البدایۃ والنہایۃ ۵: ۲۲۹)

باب ۲۸۵

تذکرہ ایک خطبہ کا جس میں حضور ﷺ کا حقوق کی ادائیگی کے لئے لوگوں کے سامنے اپنی جان اور مال کو پیش کرنا اور کہنا کہ اگر کسی کا کوئی حقِ جسمانی یا مالی ہو تو وہ وصول کرلے تاکہ جب میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کروں تو میرے اُوپر کسی کا کوئی حق نہ ہو اور حضور علیہ السلام کا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے لئے چند باتیں بیان فرمانا

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید الصفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن ابی قماش یعنی محمد بن عیسیٰ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی موسیٰ بن اسماعیل ابوعمران الجبلی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی معن بن عیسیٰ القزاز نے حارث بن عبدالملک بن عبداللہ بن ایاس اللیثی سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے قاسم بن یزید بن عبداللہ بن قسیط سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے عطاء سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ میرے پاس حضور ﷺ اس حالت میں تشریف لائے کہ آپ شدید بخار میں تپ رہے تھے اور سر پر پٹی باندھے ہوئے تھے اور مجھے ارشاد فرمایا کہ اے فضل! میرا ہاتھ پکڑو۔

راوی فرماتے ہیں کہ میں نے ہاتھ پکڑ لیا یہاں تک کہ حضور ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور مجھے ارشاد فرمایا کہ کھڑے ہو اور لوگوں کو آواز لگا کر جمع کرو۔ میں نے الصلوٰۃ جامعۃ کی آواز لگائی تو لوگ جمع ہو گئے۔ پھر نبی کریم ﷺ وعظ فرمانے کے لئے کھڑے ہوئے اور اما بعد!

کے بعد ارشاد فرمایا، اے لوگو! میرے اور تمہارے درمیان بہت سے حقوق متعلق ہیں اور تم مجھے دوبارہ اس مقام پر نہ دیکھ سکو گے اور میں دوبارہ اس مقام پر کھڑے ہونے سے بے پرواہ ہوں (یعنی کھڑا نہیں ہو سکوں گا)

سنو! اگر میں نے کسی کی پیٹھ پر بھی کوڑا مارا ہو تو میری پیٹھ حاضر ہے بدلہ لے سکتے ہو۔ اور اگر میں نے کسی سے مال لیا ہو تو یہ میرا مال حاضر ہے اس میں سے اپنا مال واپس لے لے، اور اگر میں نے کسی کی بے عزتی کی ہو تو بھی موجود ہوں بدلہ لے لے۔ اور فرمایا کہ پھر کوئی کہنے والا ہرگز یہ نہ کہے کہ میں نے تو اس وجہ سے بدلہ نہیں لیا کہ کہیں حضور ﷺ کے دل میں میری طرف سے عداوت پیدا نہ ہو جائے۔ کیونکہ کسی سے دشمنی رکھنا میری شان ہی کے خلاف ہے بلکہ میری فطرت کے بھی خلاف ہے۔ اس وقت تم میں سب سے مجھے وہ شخص پسند ہوگا جو مجھ سے اپنا حق وصول کرلے اگر ہے۔ اور میں نے اس کے لئے اپنے آپ کو تیار کرلیا ہے۔ کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ جب میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کروں تو اس حالت میں کروں کہ میرے اوپر کسی کا کوئی حق نہ ہو۔

حضرت فضل فرماتے ہیں کہ ایک شخص کھڑا ہو گیا کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ میرے آپ پر تین درہم ہیں۔ تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں کسی کی کوئی بات نہیں جھٹلاؤں گا اور نہ ہی کسی کو اس کی بات پر قسم دوں گا کہ واقعی تمہارے درہم میرے پاس ہیں یا نہیں۔ تو اس شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کو یاد نہیں ہے کہ فلاں موقع پر ایک سائل آپ کے پاس آیا تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ اس کو تین درہم دے دو تو میں نے اس کو تین درہم دیئے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت فضل کو حکم دیا کہ اس شخص کو تین درہم دے دو۔ فضل فرماتے ہیں میں نے اس کو تین درہم دیئے پھر وہ شخص بیٹھ گیا۔

نبی کریم ﷺ نے پھر اپنی بات دوبارہ دہرائی اور فرمایا، اے لوگو! اگر تم میں سے کسی کے پاس مالِ غنیمت میں سے بغیر تقسیم کے لی ہوئی کوئی بھی چیز ہو وہ واپس کردے۔ تو ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے فلاں جہاد میں مالِ غنیمت میں سے تین درہم لے لئے تھے۔ نبی کریم نے فرمایا کہ تم نے کیوں لئے تھے تو اس نے عرض کیا کہ مجھے سخت محتاجی تھی اس لئے لئے تھے۔ پھر نبی کریم نے حضرت فضل سے فرمایا کہ اس سے تین درہم وصول کرلو۔

نبی کریم ﷺ نے پھر اپنی پہلی والی بات دہرائی اور فرمایا اے لوگو! اگر کوئی شخص بھی اپنے دل میں کوئی بات محسوس کرتا ہو یا کسی کے دل میں کوئی بھی شک وشبہ ہو وہ کھڑا ہو جائے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرے اللہ تعالیٰ برتر و بالا ہیں وہ ضرور معاف فرمانے والا ہے۔

حضرت فضل فرماتے ہیں ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں تو منافق ہوں، جھوٹا ہوں اور بہت زیادہ سونے والا ہوں تو فوراً حضرت عمر بن خطاب ﷺ بھی بول پڑے اور اس شخص کو فرمایا، ارے تیرا ستیاناس ہو جائے اللہ تعالیٰ نے تیرے عیب کو چھپا دیا تھا لہٰذا تو بھی چھپا لیتا۔ تو نبی کریم ﷺ نے عمر بن خطاب ﷺ سے فرمایا رک جاؤ ابن خطاب۔ اے ابن خطاب! دنیا کی رسوائی آخرت کی رسوائی کے مقابلہ میں ہلکی اور آسان ہے۔ پھر حضور علیہ السلام نے اس کے لئے دعا فرمائی، اے اللہ! اس کو صدق اور ایمان کامل فرما اور اس کے زیادہ سونے کو دور فرمادے۔

پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا، عمر ﷺ میرے ساتھ ہے اور میں عمر ﷺ کے ساتھ ہوں اور میرے بعد حق بھی عمر ﷺ کے ساتھ ہوگا۔

(البدایۃ والنہایۃ ۲۳۱/۵)

☆☆☆

باب ۲۸۶

مرض الوفات میں جمعرات کے دن حضور ﷺ کا شدتِ مرض میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے کچھ وصیت لکھنے کی فکر کرنا۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے دین کی حفاظت کا وعدہ فرمالیا۔ اس کے بعد حضور ﷺ کا مطمئن ہونا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابومحمد عبداللہ بن یوسف الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد البصری نے مکہ میں، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث حسن بن محمد الزعفرانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سفیان بن عیینہ نے سلیمان بن ابی مسلم سے نقل کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔

دوسری سند میں مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید الصفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن اسحاق قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی بن المدینی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سفیان نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سلیمان کو سعید بن جبیر کا ایک قول نقل کرتے ہوئے سنا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ یوم الخمیس کا تذکرہ فرمایا، پھر فرمایا تمہیں پتہ ہے کہ یوم الخمیس کیا ہے؟ پھر رونے لگ گئے، اتنے روئے کہ ان کے رونے کی وجہ سے پتھر اور خود ان کی داڑھی بھی تر ہوگئی۔

راوی فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا، اے ابوالعباس یوم الخمیس کا کیا مسئلہ ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ اس دن رسول اللہ ﷺ کا مرض بہت بڑھ گیا تھا اور نبی کریم نے فرمایا کہ تم کاغذ قلم لے آؤ تاکہ میں تمہیں وصیت لکھ دوں تم اس کے بعد گمراہ نہیں ہوگے۔

راوی فرماتے ہیں کہ اسی وقت لوگوں میں کچھ تنازعہ ہوگیا حالانکہ حضور علیہ السلام کے سامنے تنازعہ کرنا کسی بھی طرح مناسب نہیں تھا۔ کسی نے کہا کہ شاید بیماری کے شدید ہونے کی وجہ سے بڑبڑا رہے ہوں چلو دوبارہ پوچھتے ہیں۔ جب حضور ﷺ سے دوبارہ پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا تم چلے جاؤ میں بھی کام میں مشغول ہوں، وہ اس سے بہتر ہے جس کی طرف تم مجھے بلاتے ہو۔ پھر آپ ﷺ نے زبانی تین باتوں کی وصیت فرمائی۔

(۱)　فرمایا تم مشرکین کو جزیرۃ العرب سے نکال دو۔

(۲)　میں جس طرح وفود کا اکرام کیا کرتا تھا تم بھی اسی طرح ان کا اکرام کرنا۔

راوی فرماتے ہیں کہ

(۳)　تیسری وصیت پر آپ علیہ السلام خاموش ہوگئے یا تیسری وصیت بھی بیان فرمائی۔ (مگر راوی اس کو بھول گئے تھے)۔

ان میں حضرت علی بن مدینی کی حدیث کے الفاظ ہیں اور یہی مکمل تام ہیں۔ لیکن علی نے فرمایا کہ سفیان فرماتے ہیں کہ صحابہ نے سمجھا کہ حضور علیہ السلام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بنانے کے بارے میں ہی لکھیں گے۔

اسی روایت کو امام بخاری اور امام مسلم نے سفیان سے نقل کیا ہے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۴۳۱۔ فتح الباری ۸/۱۳۲۔ مسلم ص ۳/۱۲۵۷)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبردی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبردی ابوعبداللہ محمد بن علی الصنعانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسحاق بن ابراہیم بن عباد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبردی عبدالرزاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبردی معمر نے، انہوں نے زہری سے نقل کیا، انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے نقل کیا، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آ گیا تو گھر میں بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے، ان میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا لے آؤ کچھ میں تمہیں کچھ وصیت وغیرہ لکھ دوں کہ تم اس کے بعد کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت سخت تکلیف میں ہیں لہٰذا لکھنے کی تکلیف دینا مناسب نہیں ہے جبکہ قرآن کریم تمہارے پاس موجود ہے اور اللہ تعالیٰ کی کتاب ہمارے لئے کافی ہے (مزید کی تکلیف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دی جائے)۔

اسی دوران اہل بیت میں کچھ اختلاف پیدا ہوا اور لگے بحث مباحثہ کرنے کہ بعض اُن میں سے یہ فرما رہے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کاغذ قلم لا دو تاکہ کچھ وصیت وغیرہ لکھ دیں، جبکہ بعض حضرات صحابہ کرام جن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے وہ فرما رہے تھے کہ ضرورت نہیں ہے۔ جب یہ بحث و مباحثہ اور اختلاف بڑھ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اُٹھو اور چلے جاؤ۔

عبداللہ فرماتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ یہ فرماتے تھے کہ ہائے مصیبت وائے مصیبت بحث و مباحثہ اور جھگڑے میں مشغول ہو کر حضور علیہ السلام کو یہ کتابی وصیت نہ لکھنے دی۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں علی بن المدینی وغیرہ سے نقل کیا ہے جبکہ امام مسلم نے محمد بن رافع وغیرہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے عبدالرزاق سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۴۳۲۔ فتح الباری ۸ ۱۳۲۔ مسلم۔ کتاب الوصیۃ ص ۱۲۵۹)

فائدہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا لکھنے سے منع کرنے کا مطلب یہ تھا کہ حضور علیہ السلام تکلیف کی شدت میں ہیں اس لئے ابھی ضروری نہیں بعد میں بھی لکھ سکتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لازماً ضروری کوئی بات لکھنی تھی تو آپ علیہ السلام کسی کے اختلاف اور جھگڑے کی پرواہ نہ کرتے اور وہ بات لکھ کر ہی دم لیتے کیونکہ یہ بات آپ کے منصب رسالت ہی کے خلاف ہے کہ امت کے لئے وصیت کو ترک کر دیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ .... الخ

(سورۃ المائدہ۔ آیت ۶۷)

ترجمہ: اے رسول! جو چیز تم پر نازل فرمائی ہے اس کو لوگوں تک پہنچایئے۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے دوسرے احکامات کے پہنچانے میں کسی کی مخالفت اور دشمنی کی پرواہ نہ کی تو یہاں بھی نہ کرتے۔ معلوم ہوا کہ کوئی اہم بات نہیں لکھنی تھی۔

حضرت سفیان بن عیینہ نے جو بات اہل علم سے نقل کی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور ابوبکر کی خلافت کے بارے میں لکھنا چاہتے تھے لیکن پھر اس اعتماد کی وجہ سے ترک کر دیا کہ اللہ تعالیٰ نے تقدیر ہی میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا فیصلہ فرما دیا ہے جیسا کہ حضور علیہ السلام نے ابتداء مرض میں یہ بات بیان فرمائی تھی کہ اللہ جل شانہ اور مؤمنین ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کے خلیفہ بننے پر راضی ہی نہیں ہوں گے۔ اس لئے حضور علیہ السلام نے پھر کچھ بھی نہیں لکھا۔

پھر نبی کریم ﷺ نے اپنی حیات ہی میں حضرت ابوبکر ؓ کونماز پڑھانے کا حکم دے کر ساری اُمت پر یہ بات واضح فرمادی کہ میرے بعد اگر کوئی خلیفہ ہوگا تو وہ ابوبکر ہوگا۔ اور اگر اس کا مقصد یہ تھا کہ میں کوئی ایسی بات لکھ دوں جس سے دین میں کسی قسم کا اختلاف باقی نہ رہے تو حضرت عمر ؓ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو کامل واکمل بنادیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : کہ

الیوم اکملت لکم دینکم ۔ (سورۃ المائدہ آیت ۳)

ترجمہ آج کے دن ہم نے تمہارے دین کو مکمل کردیا ہے۔

اور حضرت عمر ؓ یہ بھی جانتے تھے کہ قیامت تک رونما ہونے والے سارے واقعات کا حل قرآن کریم اور سنت رسول میں موجود ہے خواہ صراحتاً ہو یا نصاً بہر حال حل موجود ہے۔ ان تمام باتوں کے واضح موجود ہونے کی وجہ سے حضرت عمر ؓ نے جب کہ حضور علیہ السلام مرض کی شدت میں مبتلا ہیں تو آپ نے حضور ﷺ کی راحت رسانی کی وجہ سے مزید لکھنے سے منع فرمایا اور حضور ﷺ کے دیگر ارشادات پر اقتصار فرمایا جو اُمت کے لئے کافی اور وافی ہیں جن کا تذکرہ دیگر نصوص میں صراحتاً یا اشارۃً موجود ہے۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق ؓ نے یہ بھی سوچا کہ اہل علم جو اجتہاد واستنباط کرتے ہیں اُن کے فضائل بھی اپنی جگہ پر حضور علیہ السلام کے فرمان کے مطابق موجود ہیں اور اہل اجتہاد قرآن وحدیث سے استنباط کر کے فروع کو اصول کے مطابق بناتے ہیں اور جس کے لئے حضور علیہ السلام کا فرمان ہے کہ ''جب کوئی حاکم اجتہاد کرتا ہے اور وہ اپنے اجتہاد میں کامیاب ہوجاتا ہے تو اُس کے لئے دُہرا اجر ہوتا ہے لیکن اگر وہ خطا کر گیا تو بھی ایک اجر تو اُس کو ملتا ہے''۔

(بخاری ۔ کتاب الاعتصام بالسنۃ ۔ حدیث ۷۳۵۲ ۔ فتح الباری ۱۳، ۳۱۸ ۔ مسلم ۔ کتاب الاقضیہ ص ۳/۱۳۴۲)

یہ ارشادِ گرامی بھی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ بعض احکام کی ذمہ داری مجتہدین علماء کرام پر ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے دو قسم کے اجر رکھے ہیں۔ ایک اجر ان کے اجتہاد کرنے کی وجہ سے ان کو ملتا ہے اور دوسرا اجر اس وجہ سے ملتا ہے کہ انہوں نے بعینہٖ قرآن و سنت کے مطابق صحیح اجتہاد کیا اور جو مجتہد اپنے اجتہاد کی وجہ سے غلطی کر بیٹھا تو اللہ رب العالمین اس کی غلطی کو معاف فرما کر اُس کے لئے ایک اجر تو ضرور عطا فرماتا ہے۔ (سبحان اللہ)

یہ ساری تفصیل تو ان مسائل شرعیہ کی ہے جن کے بارے میں قرآن وحدیث میں صراحتاً کوئی بات نہیں ہے بلکہ اشارۃً کنایۃً بیان ہے۔ باقی رہے اصول شرعیہ تو ان کا بیان تو شریعت نے خوب واضح کردیا ہے۔

لہٰذا اگر کوئی شخص حضرت عمر فاروق ؓ کی بات کی مخالفت کرے تو اس کی کوئی پروا نہیں کیونکہ ان کا رسول اللہ ﷺ کو لکھنے سے روکنا ایک مجتہدین علماء کی فضیلت کو بیان کرنا ہے تاکہ وہ فروعی مسائل کو اصولی مسائل سے مستنبط کریں اور ساتھ رسول اللہ ﷺ کی شدت تکلیف کا لحاظ بھی رکھنا ہے تاکہ حضور علیہ السلام کو راحت رسانی ہوسکے۔

☆☆☆

یہ ساری تفصیل اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی
رائے مبنی برحق اور صواب تھی۔ (و باللہ التوفیق)

باب ۲۸۷

حضور علیہ السلام کا مرض کی شدت کی وجہ سے
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دینا

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعمرو بن عبداللہ ادیب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن ابراہیم اسماعیلی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوسعید یحییٰ بن سلیمان الجعفی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن وہب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی یونس نے ابن شہاب سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے حمزہ بن عبداللہ سے نقل کیا، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی تکلیف زیادہ ہوگئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ لوگو! ابوبکر کو حکم کرو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے، تو بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! میرے والد محترم رقیق القلب ہیں جب نماز پڑھائیں گے تو لوگ اُن کا رونا سن نہیں سکیں گے۔ نبی اکرم ﷺ نے پھر بھی فرمایا کہ لوگو! ابوبکر کو حکم کرو کہ وہ نماز پڑھائیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پھر وہی اپنی بات دُہرائی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم تو یوسف علیہ السلام کے ساتھ والیاں ہو۔ آپ ﷺ نے پھر حکم دیا کہ لوگو! تم ابوبکر کو حکم کرو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

علامہ ابن شہاب فرماتے ہیں کہ مجھے خبر دی عبیداللہ بن عبداللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہوئے، وہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام سے دوبارہ اپنی بات عرض کی اور یہ بات کہنے کو میں نے اس وجہ سے ضروری سمجھا کہ لوگ آپ علیہ السلام کے قائم مقام کو بدشگونی کے طور پر یاد کریں گے۔ اس لئے میں نے چاہا کہ میں حضور علیہ السلام کو اس بات سے روک سکوں کہ آپ ابوبکر کے علاوہ کسی اور کو امامت کا حکم کریں۔

اس روایت کو امام بخاری نے یحییٰ بن سلیمان سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب الصلوٰۃ۔ باب اہل العلم والفضل احق بالامامۃ)

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوطاہر محمد بن محمد بن محمش فقیہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسین القطان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن یوسف السلمی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالرزاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی معمر نے زہری سے نقل کرتے ہوئے، وہ فرماتے ہیں مجھے خبر دی حمزہ بن عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہوئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے کہ جب حضور علیہ السلام میرے گھر میں داخل ہوئے تو فرمایا کہ لوگو! تم ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم کرو کہ وہ نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! ابوبکر رقیق القلب ہیں جب قرآن پڑھتے ہیں تو آنسوؤں کو روکنے کی قدرت نہیں رکھتے۔ اگر آپ ابوبکر کے علاوہ کسی اور کو حکم دیں تو زیادہ بہتر ہے اور بخدا میرا مقصد منع کرنے سے اس کے علاوہ کوئی نہیں تھا کہ لوگ حضور علیہ السلام کے قائم مقام کو بدشگونی کے طور پر یاد کریں گے۔

اس لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک بار نہیں بلکہ دو تین بار حضور علیہ السلام کو روکا۔ مگر حضور علیہ السلام نے پھر بھی یہی بات ارشاد فرمائی کہ لوگو! ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تم تو حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ والیاں ہو۔

اس روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں محمد بن رافع اور عبد بن حمید سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے عبدالرزاق سے نقل کیا ہے۔

(مسلم۔ کتاب الصلوۃ ص ۱/۳۱۳)

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عباس بن محمد الدوری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین الجعفی نے زائدہ سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے عبدالملک سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے عمیر سے، انہوں نے ابی بردہ سے، انہوں نے ابی موسیٰ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ مریض ہو گئے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا لوگو! ابوبکر کو حکم کرو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ابوبکر نہایت ہی رقیق القلب (یعنی بہت زیادہ نرم دل) ہیں جب وہ آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو نماز نہیں پڑھا سکیں گے۔ لیکن نبی علیہ السلام (بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی بات پر توجہ نہیں کی) نے فرمایا کہ لوگو! ابوبکر کو حکم کرو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ اور بی بی عائشہ سے فرمایا کہ تم بھی حضرت یوسف علیہ السلام کی ساتھ والیاں ہو۔

راوی فرماتے ہیں کہ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کی زندگی ہی میں لوگوں کو نماز پڑھائی۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں اسحاق بن نصر سے نقل کیا ہے۔ جبکہ امام مسلم نے ابی بکر بن ابی شیبہ سے نقل کیا ہے۔ جبکہ ان دونوں راویوں نے حسین بن علی الجعفی سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب الاذان۔ حدیث ۶۷۸۔ فتح الباری ۲/۱۶۴۔ مسلم۔ کتاب الصلوۃ ص ۱/۳۱۶)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے ہشام بن عروہ سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، انہوں نے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، وہ فرماتی ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض الوفات میں حکم دیا کہ لوگوں سے کہو کہ وہ ابوبکر کو حکم کریں کہ وہ نماز پڑھائیں تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! جب ابوبکر آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو قرآن نہیں سنا سکتے، لہٰذا آپ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو حکم کریں کہ وہ نماز پڑھائیں۔ حضور ﷺ نے پھر وہی بات فرمائی کہ لوگوں سے کہو کہ وہ ابوبکر کو حکم کریں کہ وہ نماز پڑھائیں۔ تو میں نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تم بھی حضور علیہ السلام سے کہو کہ ابوبکر جب آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگ اُن کا قرآن نہیں سمجھ سکیں گے۔ لہٰذا آپ حضرت عمر بن خطاب کو حکم کریں کہ وہ نماز پڑھائیں۔ تو بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھی حضور علیہ السلام سے یہ بات عرض کی تو نبی کریم ﷺ نے ڈانٹتے ہوئے فرمایا کہ تم چپ رہو۔ تم حضرت یوسف علیہ السلام کی ساتھ والیاں ہو۔ بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا نے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ بخدا بھلا مجھے تم سے کبھی خیر پہنچ سکتی ہے؟ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں مالک سے بیان کیا ہے، انہوں نے ہشام سے نقل کیا ہے۔

(بخاری۔ کتاب الاذان۔ فتح الباری ۲/۱۶۴۔ حدیث ۶۷۹)

☆☆☆

باب ۲۸۸

حضور علیہ السلام کا لوگوں کو آخری نماز پڑھانا

اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پہلی مرتبہ لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دینا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نماز پڑھانے کے دوران حضور ﷺ کا نماز میں حاضر ہونا جبکہ آپ کی طبیعت کچھ بہتر ہوئی تھی۔ اس دوران حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا چند ایام لوگوں کو نماز پڑھانا

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوالقاسم حسن بن محمد بن حبیب فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الصفار نے لکھواتے ہوئے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبید بن شریک نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحیٰی بن عبداللہ بن بکیر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی لیث بن سعد نے، انہوں نے عقیل بن خالد سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابن شہاب سے، انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اُم الفضل رضی اللہ عنہا بنت حارث سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کو مغرب کی نماز میں" والمرسلات عرفاً" پڑھتے ہوئے سُنا۔ اُس کے بعد حضور علیہ السلام نے ہمیں نماز نہیں پڑھائی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی رُوح قبض فرمالی۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں ابن بکیر سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۴۲۹۔ فتح الباری ۸/ ۱۳۰)

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحاق الصغانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن بہلول نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدہ بن سلیمان نے محمد بن اسحاق سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے زہری سے نقل کیا، انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنی والدہ اُم الفضل رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔

وہ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ سر پر پٹی باندھے ہماری طرف تشریف لائے اور ہمیں مغرب کی نماز پڑھائی اور " والمرسلات عرفاً" کی تلاوت فرمائی۔ اس کے بعد ہمیں کوئی نماز نہیں پڑھائی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرلی۔ (مسلم۔ کتاب الصلوۃ ص ۱/ ۳۳۸)

مصنف فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں اُم الفضل رضی اللہ عنہا کا مقصد یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے لوگوں کو ابتداء سے آخر تک، یہی آخری نماز پڑھائی تھی (بعد میں اگرچہ حضور علیہ السلام نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز پڑھی تھی)۔ واللہ اعلم

پھر حضور علیہ السلام کا دن میں انتقال ہوگیا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید الصفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن یونس نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی موسیٰ بن قدامہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی موسیٰ بن ابی عائشہ نے عبیداللہ بن عبداللہ سے نقل کرتے ہوئے، وہ فرماتے ہیں، ایک مرتبہ

میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچا۔ میں نے عرض کیا، کیا آپ مجھے حضور علیہ السلام کے مرض الوفات کا واقعہ سنائیں گی؟ تو آپ نے فرمایا کیوں نہیں، میں ضرور سناؤں گی۔

پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب حضور علیہ السلام کا مرض اور کمزوری بڑھ گئی تو اسی دوران آپ نے ایک بار ارشاد فرمایا کہ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ تو ہم نے کہا کہ نہیں یا رسول اللہ! وہ سب آپ کے انتظار میں ہیں۔ پھر فرمایا کہ میرے لئے طشت میں پانی رکھ دو۔ ہم نے پانی رکھ دیا تو آپ نے غسل فرمایا اور کھڑے ہونے کوشش فرمائی لیکن آپ پر غشی طاری ہوگئی۔ پھر غشی سے افاقہ ہوا تو پھر فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ نہیں پڑھی، وہ آپ کے انتظار میں ہیں۔ آپ نے پھر فرمایا کہ میرے لئے طشت میں پانی رکھو، ہم نے پانی رکھ دیا۔ آپ نے غسل فرمایا اور پھر کھڑے ہوکر چلنے کی کوشش فرمائی تو پھر غشی طاری ہوگئی۔ جب افاقہ ہوا تو پھر پوچھا کہ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ ہم نے عرض کیا کہ نہیں پڑھی، وہ آپ کا انتظار کررہے ہیں۔ آپ نے پھر فرمایا کہ میرے لئے طشت میں پانی رکھو، ہم نے پانی رکھ دیا۔ آپ نے غسل فرمایا پھر چلنے کی کوشش کی تو غشی طاری ہوگئی۔ جب افاقہ ہوا تو پھر پوچھا کہ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ ہم نے عرض کیا کہ نہیں، وہ آپ کا انتظار کررہے ہیں اور لوگوں کی یہ حالت تھی کہ وہ مسجد میں ٹھہرے ہوئے تھے اور رسول اللہ ﷺ کا انتظار کررہے تھے۔

پھر حضور علیہ السلام نے پیغام دیا کہ ابوبکر صدیق لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ قاصد نے آکر پیغام دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ چونکہ رقیق القلب آدمی تھے اس لئے انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم نماز پڑھاؤ۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ امامت کے زیادہ مستحق ہیں۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان دنوں میں امامت کروائی۔ پھر ان ہی دنوں میں ایک بار رسول اللہ ﷺ کی طبیعت کچھ بہتر ہوئی تو آپ علیہ السلام دو آدمیوں کا سہارا لے کر باہر تشریف لائے ظہر کی نماز کے لئے ان دو آدمیوں میں ایک آپ ﷺ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھا رہے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کو دیکھا یعنی آپ کے آنے کو آہٹ سے محسوس کرلیا تو پیچھے ہٹنے لگے تو نبی کریم ﷺ نے ہاتھ کے اشارے سے پیچھے ہٹنے سے منع فرمادیا اور جن دو ساتھیوں کے ہمراہ تشریف لائے تھے ان دونوں سے کہا مجھے ابوبکر کے پہلو میں بٹھادو۔ چنانچہ انہوں نے آپ کو ابوبکر کے پہلو میں بٹھادیا۔ اب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضور علیہ السلام کی اقتداء کررہے تھے اور بقیہ لوگ حضرت ابوبکر کی اقتداء کررہے تھے اس حال میں کہ نبی کریم ﷺ بیٹھے ہوئے تھے۔

عبید اللہ فرماتے ہیں کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو میں نے عرض کیا کہ میں آپ کو وہ حدیث سناؤں جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ السلام کے مرض کی حدیث سنائی ہے تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سناؤ۔ پھر میں نے ان کو بعینہ وہ حدیث بیان کردی۔ انہوں نے کسی بھی چیز کا انکار نہیں فرمایا سوائے اس کے کہ انہوں نے یہ فرمایا کہ کیا انہوں نے آپ سے اس دوسرے شخص کا نام نہیں بتلایا جو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے؟ تو میں نے عرض کیا کہ نہیں انہوں نے فرمایا کہ وہ دوسرے شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔

اسی روایت کو امام بخاری نے اور امام مسلم نے احمد بن یونس سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب الصلوٰۃ ص ۳۱۲/۱ مسلم۔ کتاب الصلوٰۃ ص ۳۱۲/۱)

مصنف فرماتے ہیں کہ اس روایت صحیحہ میں یہ بات بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ نماز کے لئے آگے بڑھ گئے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی نماز کو حضور علیہ السلام کی نماز سے متعلق کردیا تھا۔ اسی طرح اسود بن یزید نے اور ان کے بھانجے عروہ بن زبیر نے روایت کیا ہے اور ارقم بن شرحبیل نے بھی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے طرح نقل کیا ہے۔

اور ہمیں خبر دی ابوالحسن محمد بن حسین علوی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوحامد بن الشرقی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے ابن ابی ہند سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے ابی وائل سے نقل کیا، انہوں نے مسروق سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے

نقل کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے اپنے مرض الوفات میں حضرت ابوبکر صدیق ﷛ کے پیچھے نماز پڑھی۔ انہوں نے اس روایت کو اسود سے اسی طرح روایت کیا ہے، انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دو روایتوں میں سے ایک روایت اعمش سے اسی طرح روایت کی ہے۔ واللہ اعلم

مصنف فرماتے ہیں: ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ فرماتے ہیں: ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے، وہ فرماتے ہیں: ہمیں خبر دی یعقوب بن سفیان نے، وہ فرماتے ہیں: ہمیں حدیث بیان کی مسلم بن ابراہیم نے، وہ فرماتے ہیں: ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے سلیمان الاعمش سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے ابراہیم سے نقل کیا، انہوں نے اسود سے، انہوں نے بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ بے شک نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق ﷛ کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ اسی طرح حمید سے روایت کیا گیا ہے، انہوں نے انس بن مالک ﷛ اور یونس سے نقل کیا ہے، انہوں نے حسن سے، انہوں نے نبی علیہ السلام سے مرسلا اس روایت کو نقل کیا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد المقری نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں: ہمیں خبر دی ابوالربیع نے، وہ فرماتے ہیں: ہمیں حدیث بیان کی ہشیم سے، وہ فرماتے ہیں: ہمیں خبر دی یونس نے حسن سے نقل کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حمید نے انس بن مالک سے نقل کرتے ہوئے کہ حضور علیہ السلام ایک بار گھر سے نکلے (بیماری کی حالت میں)۔ حالانکہ ابوبکر صدیق ﷛ نماز پڑھا رہے تھے تو نبی علیہ السلام ابوبکر صدیق کے پہلو میں بیٹھ گئے اس حالت میں کہ آپ ایک چادر لپیٹے ہوئے تھے جو کہ کندھوں کو دونوں طرف ڈھانپے ہوئی تھی، تو نبی علیہ السلام نے حضرت ابوبکر صدیق ہی کی نماز پڑھائی۔ (تفصیل واضح ہے)

اور ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں: ہمیں خبر دی احمد بن عبید نے، وہ فرماتے ہیں: ہمیں حدیث بیان کی عبید بن شریک نے، وہ فرماتے ہیں: ہمیں حدیث بیان کی ابن ابی مریم نے، وہ فرماتے ہیں: ہمیں حدیث بیان کی محمد بن جعفر نے، وہ فرماتے ہیں: ہمیں خبر دی حمید نے کہ انہوں نے حضرت انس ﷛ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ نبی کریم ﷺ نے لوگوں کے ساتھ جو آخری نماز پڑھی وہ ایک چادر میں لپٹ کر حضرت ابوبکر صدیق ﷛ کے پیچھے پڑھی تھی۔

اسی طرح محمد بن جعفر بن ابی کثیر سے قول ہے کہ اسی کو سلیمان بن بلال نے حمید سے نقل کیا ہے اور انہوں نے ثابت البنانی سے نقل کیا ہے، انہوں نے انس بن مالک سے نقل کیا ہے۔ اسی طرح کا قول یحییٰ بن ایوب نے حمید سے نقل کیا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسعید محمد بن موسیٰ بن فضل نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں: ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحاق الصغانی نے، وہ فرماتے ہیں: ہمیں حدیث بیان کی ابن ابی مریم نے، وہ فرماتے ہیں: ہمیں خبر دی یحییٰ بن ایوب نے، وہ فرماتے ہیں: ہمیں حدیث بیان کی حمید الطویل نے ثابت البنانی سے نقل کرتے ہوئے اس حدیث کو حضرت انس بن مالک سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک چادر پہنی ہوئی تھی جس کے دونوں اطراف کندھوں پر تھے اور اس حالت میں حضرت ابوبکر صدیق ﷛ کے پیچھے نماز پڑھی۔

جب آپ ﷺ نے (نماز سے فارغ ہونے کے بعد) اُٹھنے کا ارادہ کیا تو فرمایا کہ اُسامہ بن زید کو بلاؤ۔ حضرت اُسامہ بن زید ﷛ جب تشریف لائے تو دن چڑھ چکا تھا۔ پس یہ آخری نماز تھی جو آپ نے ادا کی۔ اور یہ بات اس پر بھی دلالت کرتی ہے کہ جو نماز آپ نے حضرت ابوبکر صدیق ﷛ کے پیچھے پڑھی تھی وہ فجر کی نماز تھی۔ اور اسی نماز کے فراغت کے بعد آپ نے اُسامہ بن زید کو بلایا اور اُنہیں جہاد میں جانے کی ہدایت فرمائی۔

مصنف فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں یہ روایت اور اس سے پہلے والی روایت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بیماری کے ایام میں ایک نماز ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے لوگوں کے ساتھ پڑھی اور ایک نماز ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ علیہ السلام کے پیچھے پڑھی۔

اسی وجہ سے امام شافعی نے موسیٰ بن عقبہ وغیرہ کے ذکر کردہ مغازی میں صلوٰۃ کے بیان میں ان دونوں روایتوں کو اس بات پر محمول کرتے ہوئے فرمایا کہ حضور علیہ السلام نے بعض نمازیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے پڑھیں وہ نماز فجر کی نماز تھی اور دن پیر کا تھا۔

اور جو ہم نے عبید اللہ سے، انہوں نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اور اسی طرح ابن عباس رضی اللہ عنہ سے جو روایت نقل کی ہے جس میں حضور علیہ السلام کی آخری نماز کا تذکرہ ہے اُس کے مطابق حضور ﷺ نے جو آخری نماز پڑھی وہ ظہر کی نماز تھی اور دن ہفتہ یا اتوار تھا۔ ان دونوں روایات میں کوئی تعارض نہیں ہے۔

باب ۲۸۹

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا لوگوں کو نماز پڑھانا اور حضور علیہ السلام کا دیکھ کر خاموش رہنا بلکہ لوگوں کو اشارہ سے یہ کہنا کہ تم ابوبکر کے پیچھے اپنی نماز کو مکمل کرو اور حضور علیہ السلام کا ان کے اس عمل پر راضی ہونا یہ فجر کی نماز میں پیر کے دن کا واقعہ ہے جس میں حضور علیہ السلام کا وصال ہوا تھا اور حضور علیہ السلام کا گھر سے نماز کے لئے نکلنا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امامت کا حکم دے کر پھر ایک رکعت ان کے پیچھے پڑھنا اور دوسری رکعت خود ہی مسبوق کی صورت میں پڑھنا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحاق الصغانی نے اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن الفضل القطان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالیمان نے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر دی شعیب نے زہری سے نقل کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی انس بن مالک الانصاری نے کہ وہ حضور ﷺ کی خدمت وصحبت میں دس سال رہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے مرض الوفات میں ہمیں نماز پڑھاتے رہے۔ یہاں تک کہ جب ایک پیر کا دن تھا اور لوگ نماز کے لئے صفوں میں تیار تھے تو نبی کریم ﷺ نے اپنے حجرہ کا پردہ ہٹایا اور کھڑے ہوئے جماعت نماز کی طرف دیکھ رہے تھے اور چہرۂ انور چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا تھا اور مسکراہٹ چہرے پر عیاں تھی۔

راوی فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں ہم بھی حضور ﷺ کے مسکرانے کی وجہ سے ہنس نہ پڑیں جبکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تو یہ گمان ہونے لگا کہ اب حضور علیہ السلام نماز کے لئے تشریف لائیں گے۔اس لئے وہ ایڑیوں کے بل پیچھے ہٹنے لگے تا کہ صف میں جا کھڑے ہوں۔ راوی فرماتے ہیں (یہ دیکھتے ہوئے) حضور علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے ہماری طرف اشارہ کر کے حکم دیا کہ تم نماز کو مکمل تام کرلو۔ پھر نبی کریم ﷺ گھر میں داخل ہو گئے اور پردہ ڈال دیا اور اسی دن نبی کریم ﷺ کا وصال ہو گیا۔ (یہ قطان کی حدیث کے الفاظ ہیں)

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں ابی یمان سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔کتاب الاذان۔حدیث ۶۸۰۔فتح الباری ۲/)

جبکہ امام مسلم نے صالح بن کیسان اور معمر اور ابن عیینہ کی حدیث کی تخریج کی ہے۔ابن عیینہ نے زہری سے نقل کیا ہے۔

(مسلم۔کتاب الصلوٰۃ ص ۱/۳۱۵)

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ الحافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب بن یوسف حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی بن حسن نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو معمر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالوارث نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالعزیز بن صہیب نے انس بن مالک سے نقل کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں کہ تین دن تک ان دنوں میں حضور علیہ السلام نماز کے لئے گھر سے باہر نہ نکلے جبکہ ان دنوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ امامت فرماتے تھے۔ ان ہی دنوں میں ایک دفعہ حضور ﷺ نے اپنے حجرے مبارک کا پردہ اُٹھایا۔صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین فرماتے ہیں کہ جب ہماری نظر حضور علیہ السلام کے چہرۂ انور پر پڑی تو ہمیں ایسا محسوس ہوا کہ ہم نے آج تک ایسا حسین وجمیل اور عمدہ منظر کبھی نہیں دیکھا۔

پس حضور علیہ السلام نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اشارے سے حکم فرمایا کہ آگے بڑھو اور نماز پڑھاؤ۔ پھر آپ علیہ السلام نے پردہ نیچے گرادیا۔ پھر حضور علیہ السلام سے ملاقات نہ ہوئی حتی کہ آپ علیہ السلام دنیا سے رخصت ہو گئے۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں ابی معمر سے نقل کیا ہے جبکہ امام مسلم نے عبدالصمد بن عبدالوارث سے نقل کیا ہے۔

(بخاری۔کتاب الاذان۔مسلم۔کتاب الصلوٰۃ ص ۱/۳۱۵۔۳۱۶)

مصنف فرماتے ہیں کہ یہ دو عادل راویوں کی روایت بھی انس بن مالک کی روایت کی تائید کرتی ہیں۔اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ (جو کہ حضور ﷺ کے چچا کے بیٹے ہیں) کی روایت بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کی تائید وتوثیق کرتی ہے اور اس کی صحت پر بھی گواہ ہے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید الصفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی مسدد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سفیان بن عیینہ نے سلیمان بن سحیم سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے ابراہیم بن عبداللہ بن سعد سے نقل کیا ہے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ بے شک ایک مرتبہ حضور ﷺ نے اپنے حجرہ کا پردہ اُٹھایا تو دیکھا کہ لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے صف بنائے کھڑے ہوئے ہیں تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ

''اے لوگو! نبوت کی خوشخبریوں میں سے ابھی کوئی چیز باقی نہیں رہی سوائے نیک خوابوں کے جو کہ مسلمان دیکھتا ہے یا اُس کو دکھایا جاتا ہے۔ خبردار! مجھے رکوع میں یا سجدے میں قراءت قرآن سے منع کیا گیا ہے، بہر حال تم رکوع میں اپنے رب کی تعظیم کرو اور سجدے میں خوب گڑگڑا کر دعا کرو کیونکہ سجدہ کی دعا کے لئے مناسب یہ ہے کہ اس کو قبول کیا جائے''۔

اس روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں سعید بن منصور وغیرہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے سفیان سے نقل کیا ہے۔

(مسلم۔کتاب الصلوٰۃ ص ۱/۳۴۸۔ابوداؤد۔نسائی۔مسند احمد ۱/۵۵

اور ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی المقری نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو ربیع نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سلیمان بن تمیم نے جو غلام ہیں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے، انہوں نے ابراہیم بن عبداللہ بن معبد بن عباس بن عبدالمطلب سے نقل کیا ہے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے عبداللہ سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مرض الوفات میں حجرہ کا پردہ اُٹھایا اس حالت میں کہ آپ کے سر مبارک پر پٹی بندھی ہوئی تھی تو نبی کریم ﷺ نے تین بار ارشاد فرمایا: کہ

''اے اللہ! میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا ہے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ نبوت کی خوشخبریوں میں سے ابھی کوئی چیز باقی نہیں رہی سوائے اچھے اور نیک خوابوں کے جنہیں نیک بندہ دیکھتا ہے یا اُسے دکھایا جاتا ہے۔ خبردار! مجھے رکوع اور سجدے میں قراءت سے منع کیا گیا ہے، لہٰذا جب تم رکوع کرو تو اس میں اپنے رب کی تعظیم کرو اور جب سجدہ کرو تو دعا کرو کیونکہ سجدہ کی دعا کے لئے زیادہ لائق یہ ہے کہ اس کو قبول کیا جائے''۔

اس روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں یحیٰی بن ایوب سے نقل کیا ہے، انہوں نے اسماعیل بن جعفر سے نقل کیا ہے۔

(مسلم۔ کتاب الصلوٰۃ ص ۱/۳۴۸)

اور اُم الفضل بنت الحارث کی حدیث جو انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے پھر عبدالعزیز بن مہیب کی حدیث جو انہوں نے انس بن مالک سے نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو شب جمعہ میں عشاء کی نماز پڑھائی پھر جمعۃ المبارک کے دن پانچوں نمازیں پڑھائیں، پھر ہفتہ کے دن پانچوں نمازیں پڑھائیں، پھر اتوار کے دن بھی پانچوں نمازیں پڑھائیں۔ پھر پیر کے دن فجر کی نماز پڑھائی اور اُسی دن حضور ﷺ دنیا سے رخصت ہوگئے۔ البتہ ان ایام میں جب حضور ﷺ کی طبیعت میں بہتری آئی تو آپ ہفتہ کے دن ظہر کی نماز کے لئے نکلے یا اتوار کے دن نکلے مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نماز شروع کرنے کے بعد نکلے۔ پس حضور علیہ السلام نے بھی نماز کی ابتداء کرلی۔

اب صورت حال یوں ہوگئی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ علیہ السلام کی اقتداء کی اور دیگر مقتدیوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتداء کی اور حضور ﷺ بیٹھے ہوئے تھے۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تھے۔ جبکہ ابی نعیم بن ابی ہند اور اس کے متابعین کی روایت کے مطابق دوسری نماز حضور علیہ السلام نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے ہی پڑھی۔

خلاصۂ کلام یہ ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں سترہ نمازیں پڑھائیں۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن جہم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن الفرج نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی واقدی نے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے ابوبکر بن ابی سبرہ سے سوال کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کتنی نمازیں لوگوں کو پڑھائیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ سترہ نمازیں۔ میں نے پھر پوچھا کہ آپ کو کس نے بتلایا تو فرمایا کہ ایوب بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حضور ﷺ کے صحابۂ کرام میں سے کسی صحابہ سے۔

مصنف کے قول کے مطابق جو انہوں نے مغازی موسیٰ بن عقبہ سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضور علیہ السلام اپنی بیماری کے ایام میں گھر سے پیر کے دن فجر کی نماز کے لئے نکلے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں کھڑے ہوگئے اور ایک رکعت ان کے پیچھے پڑھی۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سلام پھیر دیا تو نبی کریم ﷺ نے بقیہ ایک رکعت خود ہی پڑھی۔

ابوالاسود عن عروہ کی مغازی میں بھی یہی بات منقول ہے۔

اور ہم نے جو روایت حمید سے، انہوں نے ثابت سے، انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کی کہ حضور ﷺ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی یہ اُس کے بھی مطابق ہے۔

اور نعیم بن ابی ہند وغیرہ کی روایت جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول یہ بھی ہماری روایت کے منافی نہیں ہے جو ہم نے زہری عن انس سے نقل کی ہے۔

اور یہ روایات اس بات پر محمول ہیں کہ ان صحابہ نے اُس دن فجر کی نماز میں صفوں میں ہوتے ہوئے پہلی رکعت میں حضور علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی۔

راوی فرماتے ہیں کہ یہ جو روایت ذکر کی گئی ہے اس کے راوی ابن عباس رضی اللہ عنہ ہیں۔ اُن کا کہنا ہے کہ حضور علیہ السلام نکلے اور ایک آخری رکعت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پالیا۔ یا یہ فرمایا کہ آپ علیہ السلام نکلے اور آپ نے نماز ادا کی۔ پھر ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ نے روایت کے بعض حصہ کو نقل کیا ہے جبکہ دیگر حضرات نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ترک کردہ روایت کے حصہ کو بیان فرمایا جیسا کہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک راوی روایت کا ایک حصہ بیان کرتا ہے جبکہ دوسرا راوی اس روایت کا باقی متردد کے حصہ کو بیان کرتا ہے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۵/۲۳۵)

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن منذر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے نقل کرتے ہوئے، وہ فرماتے ہیں کہ ابن شہاب نے فرمایا۔

دوسری سند میں مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ بن احمد بن عتاب العبدی نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن اویس نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے نقل کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام حجۃ الوداع کے بعد مدینہ منورہ تشریف لائے آپ علیہ السلام محرم کے مہینہ میں خوش و خرم رہے حتیٰ کہ صفر کے مہینے میں بیمار ہو گئے اور آپ علیہ السلام کو شدید قسم کا بخار ہو گیا۔

تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن حضور علیہ السلام کے پاس جمع ہو گئیں تو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کو اتنا شدید بخار ہو گیا ہے کہ ہم نے کبھی کسی کو اس جیسے شدید بخار میں مبتلا نہیں دیکھا۔ تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس طرح ہمیں اجر عظیم ملتا ہے اسی طرح تکلیف بھی سخت پہنچتی ہے۔

نبی کریم ﷺ چند دن اسی شدید بخار میں مبتلا رہے، ان بیماری کے دنوں میں جب بھی حضور ﷺ نماز کے لئے جانے کا ارادہ کرتے تو غشی طاری ہو جاتی تھی۔ اُسی دوران ایک مرتبہ مؤذن تشریف لائے اور اذان دی تو نبی کریم ﷺ نے نماز کے لئے اُٹھنے کا ارادہ کیا مگر شدت ضعف کی وجہ سے اُٹھنے پر قادر نہ ہو سکے حالانکہ ازواج مطہرات بھی آپ کے اردگرد جمع تھیں تو نبی کریم نے مؤذن سے فرمایا کہ جاؤ ابی بکر کو میری طرف سے حکم کرو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ابوبکر رقیق القلب آدمی ہیں اگر آپ کی جگہ پر کھڑے ہو گئے تو رونا شروع کر دیں گے۔ لہٰذا آپ عمر بن خطاب کو حکم کریں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

لیکن پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ابوبکر کو حکم کرو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے پہلی والی بات دوبارہ دُہرائی لیکن پھر بھی حضور علیہ السلام نے یہی فرمایا کہ ابوبکر کو حکم کرو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں اور ہمیں فرمایا کہ تم حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ والیاں ہو۔

بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں پھر خاموش ہوگئی۔ پھر مسلسل حضرت ابوبکر صدیق ؓ لوگوں کو نمازیں پڑھاتے رہے، حتیٰ کہ ماہ ربیع الاول میں پیر کی شب آگئی اور نبی کریم ﷺ کے بخار میں کچھ کمی واقع ہوگئی تو نبی کریم ﷺ پیر کے دن فجر کی نماز کے لئے حضرت فضل بن عباس اور ایک ان کا غلام تھا (جس کا نام نوباء تھا) کے کندھوں پر اپنے ہاتھ مبارک دے کر مسجد میں نماز کے لئے تشریف لائے۔ اس حال میں لوگ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی اقتداء میں ایک رکعت ادا کر چکے تھے اور دوسری رکعت کے لئے کھڑے تھے تو نبی کریم ﷺ کے لئے صف میں جگہ بنائی گئی یہاں تک کہ آپ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے پہلو میں بیٹھ گئے تو ابوبکر صدیق پیچھے جانے لگے مگر رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ سے اُن کا کپڑا پکڑ کر پیچھے جانے سے منع کر دیا اور جائے نماز پر کھڑا کر دیا۔ سب صفیں اپنی جگہ پر تھیں۔

اب صورت حال یہ ہوگئی کہ حضور علیہ السلام بیٹھے ہوئے تھے اور ابوبکر صدیق کھڑے ہوئے قیام میں قرآن کی تلاوت فرما رہے تھے، جب ابوبکر صدیق نے قرآن کریم کی تلاوت پوری فرمائی تو حضور علیہ السلام کھڑے ہوگئے اور دوسری رکعت کے لئے ابوبکر صدیق کے ساتھ رکوع فرمایا۔ پھر ابوبکر صدیق دوسری رکعت کا سجدہ پورا کر کے تشہد کے لئے بیٹھ گئے اور تمام لوگ بھی تشہد میں بیٹھ گئے۔ جب ابوبکر صدیق ؓ نے سلام پھیرا تو حضور علیہ السلام نے بقیہ دوسری رکعت کو مکمل فرمایا پھر حضور علیہ السلام مسجد کے ستون میں سے کسی ستون کے پاس آئے اور مسجد نبوی کی چھت اُن دنوں کھجور کی ٹہنیوں اور پتوں سے بنی ہوئی تھی نیز مسجد کی چھت پر مٹی بھی کوئی خاص نہیں تھی جب بھی بارش ہوتی تھی تو مسجد کیچڑ سے بھر جاتی تھی، اس لئے مسجد کی چھت کی حیثیت ایک سائبان کی سی تھی۔

اور حضرت اُسامہ بن زید ؓ کا لشکر جہاد میں جانے کے لئے بالکل تیار تھا اور مقام جرف پر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔ حضور علیہ السلام نے لشکر کا امیر اُسامہ بن زید ؓ کو بنایا تھا حالانکہ لشکر میں بڑے بڑے مہاجر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہما بھی تھے اور حضرت عمر فاروق ؓ بھی تھے۔ اور حضور علیہ السلام نے اُنہیں حکم دیا کہ تم موتہ پر حملہ کرنا پھر فلسطین کی جانب بڑھنا جہاں حضرت زید بن حارثہ، جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کو شہید کیا گیا۔

پھر رسول اللہ ﷺ اُس ستون کے ساتھ بیٹھ گئے۔ پھر لوگ آ کر سلام کرنے لگے اور عافیت کی دعا کرنے لگے اور حضور ﷺ نے حضرت اُسامہ بن زید ؓ کو بلایا اور فرمایا کہ تم صبح کو چلے جاؤ، اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے گا اور عافیت اور مدد فرمائے گا۔ پھر اُسی طرح حملہ کرنا جس طرح میں نے حملہ کرنے کا آپ کو حکم دیا ہے۔

حضرت اُسامہ ؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کو ابھی صبح ہی تو کچھ افاقہ ہوا ہے اور میں اللہ تعالیٰ سے اُمید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جلد از جلد صحت عافیت عطا فرمائے۔ آپ کی یہ طبیعت دیکھ کر میرا دل چاہتا ہے کہ میں کچھ دن ٹھہر جاؤں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت وتندرستی نصیب فرمائے۔ اگر میں اسی حالت میں آپ کو چھوڑ کر چلا گیا تو دل میں ایک کسک سی رہے گی۔ میں نہیں چاہتا کہ جانے کے بعد لوگوں سے آپ کے متعلق کچھ سنوں۔ (یعنی کہیں موت کی خبر نہ سنوں)

حضور یہ سُن کر خاموش ہو گئے اور کھڑے ہو گئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہو گئے اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ بھی اپنی بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہو گئے اور فرمایا کہ حضور ﷺ ابھی صحت مند ہو جائیں گے۔

اس کے بعد ابوبکر صدیق ؓ سوار ہو کر اپنے گھر مقام سناح میں پہنچ گئے جہاں اُن کی اہلیہ بی بی حبیبہ بنت خارجہ بن ابی زہیر جو کہ بنو حارث بن خزرج کے بھائی ہیں موجود تھیں۔ جبکہ تمام ازواج مطہرات بھی اپنے اپنے گھروں کو چلی گئیں اور یہ پیر کا دن تھا۔

اُدھر نبی کریم ﷺ جب گھر لوٹے تو تھوڑی دیر بعد آپ کو شدید بخار لاحق ہو گیا اور تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن پھر جمع ہو گئیں اور نبی کریم ﷺ پر موت کے آثار نمایاں ہو گئے اور یہ کیفیت مسلسل رہی حتیٰ کہ سورج ڈھلنا شروع ہو گیا، پھر آپ پر غشی طاری ہو گئی تاہم لوگوں نے

سمجھا کہ اب حضور علیہ السلام کو افاقہ ہو جائے گا۔ لیکن اچانک آپ کی آنکھیں آسمان کی طرف دیکھنے لگیں اور فی الرفیق الأعلیٰ کے الفاظ دُہرانے لگے اور یہ آیت پڑھی :

مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین و الصدقین و الشہدآء و الصالحین و حسن اولٓئک رفیقًا

نبی کریم ﷺ ہوش میں آنے کے بعد متعدد بار اس آیت کو پڑھتے رہے جبکہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے یہ سمجھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو دنیا اور جنت میں سے کسی ایک پسندیدہ چیز کو اختیار کرنے کا اختیار دے رہے ہیں اور نبی کریم علیہ السلام نے جنت کو اختیار کر لیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے وہی چیز بہتر اجر و ثواب والی ہے۔

اسی دوران حضور ﷺ کی تکلیف سخت ہوگئی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فوراً حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا۔ غرض کہ ہر زوجہ محترمہ نے اپنے اپنے قریبی رشتہ دار کو بُلانے کا پیغام بھیج دیا، لیکن اس سے پہلے کہ ان میں سے کوئی آتا حضور علیہ السلام حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی گود میں سر رکھے ہوئے دارِ فانی سے دارِ آخرت کی طرف روانہ ہو گئے۔ یہ ربیع الاوّل کا مہینہ اور پیر کا دن تھا جبکہ سورج ڈھلنے کے قریب تھا۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن

مصنف فرماتے ہیں کہ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوجعفر البغدادی نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن عمرو بن خالد نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی میرے والد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن لہیعہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالاسود نے عروہ سے نقل کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم حجۃ الوداع کے بعد مدینہ منورہ میں جلوہ افروز ہوئے اور صفر کے ماہ میں آپ بیمار ہوئے اور آپ کو شدید بخار لاحق ہو گیا۔ آگے حدیث وہی ہے جو ہم نے موسیٰ بن عقبہ سے روایت کی ہے۔

(الدرر فی اختصار المغازی والسیر ص ۲۶۹)

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس نے ابن اسحاق سے نقل کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن ابی ملکیہ نے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز لوگوں کو پڑھائی۔ پس حضور علیہ السلام بھی دوران نماز تشریف لے آئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھ گئے، اس حال میں آپ کے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ جب حضور علیہ السلام نماز سے فارغ ہوئے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر بلند آواز سے فرمانے لگے کہ اے لوگو! دوزخ کو بھڑکا دیا گیا ہے اور فتنے ایسے چھا جائیں گے جیسا کہ اندھیری رات چھا جاتی ہے اور یہ فرماتے ہوئے مسجد سے نکل گئے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بھی پہلی حدیث کی مؤید ہے لیکن اس میں اس کا تذکرہ نہیں ہے کہ حضور علیہ السلام نے نماز کی کتنی رکعتیں پائیں اور کتنی رہ گئیں جبکہ اس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ واللہ اعلم

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالقاسم عبدالخالق بن علی بن عبدالخالق المؤذن نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن احمد بن حسب بخاری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابواسماعیل ترمذی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ایوب بن سلیمان بن بلال نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن ابی اویس نے سلیمان بن بلال سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے ابوعبدالعزیز ترمذی سے نقل کیا، انہوں نے مصعب بن محمد بن شرحبیل سے، انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے نقل فرمایا ہے۔

وہ فرماتی ہیں کہ بیماری کے دنوں میں ایک دن نبی کریم ﷺ نے پردہ ہٹایا، یا دروازہ کھولا مجھے یاد نہیں ہے کہ دونوں میں سے کونسی چیز کھولی۔ بہرحال حضرت مصعب فرماتے ہیں کہ لوگوں کی طرف دیکھا کہ لوگ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو امامت کرتے دیکھ کر بے انتہا خوش ہوئے۔ اور فرمایا الحمدللہ اللہ تعالیٰ کسی نبی کو اس وقت تک موت نہیں دیتے جب تک اس کی اُمت میں ایک ایسا شخص تیار نہیں ہو جاتا جو اس کے بعد اُس اُمت کی امامت و اقتداء کو سنبھالے۔

پھر فرمایا! اے لوگو! میری اُمت میں سے اگر کسی شخص کو میرے بعد کوئی تکلیف پہنچے تو اس کو چاہئے کہ اپنی تکلیف کو موازنہ میری تکلیف کے ساتھ کرے کیونکہ میرے بعد کسی کو اتنی تکلیف نہیں پہنچ سکے گی جتنی سخت تکلیف مجھے پہنچائی گئی ہے تو اس کو صبر ہو جائے گا۔

مصنف کا قول یہ ہے کہ اس حدیث کے پہلے حصہ کا مفہوم وہی ہے جو ہم نے انس بن مالک ؓ اور ابن عباس ؓ کی حدیث کا ذکر کیا ہے جبکہ اس حدیث کے آخری حصہ کا مؤید مجھے نہیں مل سکا۔ واللہ اعلم

باب ۲۹۰

نبی کریم ﷺ کے کون سے الفاظ کو ترجیح دی جائے؟ وہ الفاظ جو آپ نے مرض الوفات میں ذکر فرمائے؟ یا وہ الفاظ جو آپ نے وفات کے موقع پر ارشاد فرمائے؟

حضور نبی کریم ﷺ نے جب بیماری کے دنوں میں اپنے حجرہ کا پردہ ہٹایا تو بعض کے قول کے مطابق وہ دن پیر کا دن تھا اور بعض کے قول کے مطابق وہ جمعرات کا دن تھا اور یہ قول پیچھے گزر چکے ہیں۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے خبر دی، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید الصفار نے وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابن ملحان نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ نے لیث سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے عقیل سے نقل کیا، انہوں نے ابن شہاب سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے عبیداللہ بن عبداللہ نے خبر دی ہے کہ حضرت عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما دونوں فرماتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب ہوا تو آپ نے چادر اپنے چہرے مبارک پر ڈالنا شروع کر دی تھی پھر جب چادر کی وجہ سے حبس محسوس ہوتا تو چادر کو ہٹا دیتے تھے اسی حالت میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی یہود و نصاریٰ پر لعنت ہو کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا (لہٰذا آپ مسلمانوں کو) ڈراتے تھے کہ اس طرح نہ کرنا۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں یحییٰ بن بکیر سے نقل کیا ہے جبکہ امام مسلم نے دوسری سند سے لیث سے نقل کیا ہے۔

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابی اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن الطرائفی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عثمان بن سعید الدارمی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی قعنبی نے (اُس روایت میں جو مالک کے سامنے پڑھی گئی) اسماعیل بن ابی حکیم سے نقل کرتے ہوئے کہ انہوں نے عمر بن عبدالعزیز کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں

سب سے آخری ارشاد جوفرمایاوہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی یہودونصاریٰ پر مار پڑے کہ انہوں نے انبیاء کرام علیہم السلام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا اور فرمایا عرب کی سرزمین میں دو دین نہیں باقی رہ سکتے۔

آگے مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبردی ابوبکر ابی بن رجاء الادیب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبردی ابوعباس الاصم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن عیاش نے اعمش سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے ابوسفیان سے نقل کیا، انہوں نے جابر بن عبداللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے تین مرتبہ سُنا کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن رکھو۔ (بخاری۔ کتاب اللباس۔ حدیث ۵۸۱۵۔ فتح الباری ۱۰/ ۲۷۷۔ مسلم۔ کتاب المساجد ص ۱/ ۳۷۷)

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبردی علی بن احمد عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبردی ابوبکر محمد بن محمویہ العسکری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی جعفر بن محمد القلانسی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یزید بن موہب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عیسیٰ بن یونس نے سلیمان التیمی سے نقل کرتے ہوئے۔

دوسری سند میں مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبردی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس الاصم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبردی محمد بن اسحاق الصغانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زہیر بن حرب نے۔

تیسری سند میں مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبردی ابومنصور عبدالقاہر بن طاہر فقیہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبردی ابوعبداللہ محمد بن یزید عدل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبردی احمد بن الحسن بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوخیثمہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی جریر نے سلیمان التیمی سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے قتادہ سے نقل کیا، انہوں نے حضرت انس سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی اکثر وصیت وفات کے قریب یہ تھی جبکہ آپ علیہ السلام کا سانس اٹک رہا تھا تو آپ فرمارہے تھے نماز کا خیال رکھو اور غلام، لونڈی کا خیال رکھو۔ (اور زبان آپ کا ساتھ نہیں دے رہی تھی اسی طرح کہا ہے) (ابن ماجہ۔ کتاب الوصایا۔ حدیث ۲۶۹۷ ص ۲/ ۹۰۰۔ ۹۰۱)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبردی ابوالحسین بن فضل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبردی عبداللہ بن جعفر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالنعمان محمد بن فضل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعوانہ نے، انہوں نے قتادہ سے نقل کیا، انہوں نے ابوسلمہ کے غلام سفینہ سے نقل کیا، انہوں نے بی بی اُم سلمہ سے نقل کیا، وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ وفات کے قریب ایک عمومی وصیت یہ تھی کہ نماز کا خیال رکھو، اور اپنے غلام ولونڈی کا خیال رکھو۔ آپ کی حالت یہ تھی کہ سانس اٹک رہا تھا اور زبان لڑکھڑا رہی تھی۔ (اسی طرح کہا)

اور صحیح قول وہ ہے جس کی ہمیں خبردی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبردی احمد بن عبید نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن المثنیٰ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عفان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہمام نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی قتادہ نے، انہوں نے ابی الخلیل سے نقل کیا۔ انہوں نے سفینہ سے انہوں نے اُم سلمہ سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے مرض الوفات میں یہ فرماتے تھے کہ لوگو! نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرو اور اپنے غلام اور لونڈیوں کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرو یعنی اُن کا خیال رکھو۔ اور یہ کہتے کہتے آپ کی زبان مبارک رُکنے لگی۔

ہم نے اس روایت کو اُم موسیٰ سے بھی نقل کیا ہے، انہوں نے علی سے نقل کیا ہے مگر مختصراً نقل کیا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبردی ابوالحسن علی بن محمد بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سلیمان بن حرب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حماد بن یزید نے، انہوں نے ایوب سے نقل کیا،

انہوں نے ابن ابی ملیکہ سے نقل کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کی وفات میرے گھر میں، میری باری کے دن، میری ٹھوڑی اور سینے کے درمیان واقع ہوئی اور اُس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ کو اُس دعا سے اللہ تعالیٰ کی پناہ دے رہے تھے جو حضور علیہ السلام بیمار ہونے کے وقت پڑھا کرتے تھے۔

پس میں نے بھی وہی تعوذ والی دعا پڑھنا شروع کر دی تو آپ علیہ السلام نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اُٹھایا اور فرمایا ''میں رفیق اعلیٰ میں'' حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر اُسی وقت حضور ﷺ کے پاس داخل ہوئے اور اُن کے ہاتھ میں کھجور کی ایک ٹہنی تھی تو نبی کریم ﷺ نے اُس کی طرف غور سے دیکھا۔ مجھے گمان ہوا کہ آپ علیہ السلام کو اس کی ضرورت ہے چنانچہ میں نے اس کے سر کو چبایا اور جھاڑ کر حضور علیہ السلام کو دے دی جس سے حضور علیہ السلام نے اس طریقہ سے مسواک کیا جو کہ مسواک کرنے کا اچھا طریقہ تھا پھر آپ علیہ السلام نے وہ مسواک مجھے دی اور آپ کے ہاتھ نیچے گر گئے اس طرح اللہ تعالیٰ نے دنیا کے آخری دن اور آخرت کے پہلے دن مسواک کی وجہ سے میرے اور آپ علیہ السلام کے تھوک کو جمع کر دیا۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں سلیمان بن حرب سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۴۵۱۔ فتح الباری ۸/۱۴۴)

اور مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو نصر احمد بن سہل فقیہ نے بخارا میں، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی صالح بن محمد البغدادی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی داؤد بن عمرو بن زہیر الضبی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عیسیٰ بن یونس نے، انہوں نے عمر بن سعید سے نقل کیا، انہوں نے ابی حسین سے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابی ملیکہ نے، وہ فرماتے ہیں کہ انہیں ذکر کیا ابو عمرو نے، انہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے غلام نے خبر دی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں اللہ تعالیٰ کا مجھ پر انعام ہوا کہ حضور کی وفات میرے گھر، میری باری کے دن میری ٹھوڑی اور سینے کے درمیان ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام اور میرے تھوک کو موت کے وقت جمع کر دیا۔ اور وہ یوں ہوا کہ میرے بھائی جب حضور علیہ السلام کے پاس پہنچے تو ان کے پاس مسواک تھی اور حضور علیہ السلام اس وقت میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے بغور اس مسواک کو دیکھ رہے تھے۔ پس میں جان گئی کہ آپ ﷺ مسواک کو چاہت و محبت سے دیکھ رہے ہیں تو میں نے عرض کیا کہ اُن سے مسواک لے لوں؟ تو آپ علیہ السلام نے سر کے اشارے سے مجھے فرمایا کہ ہاں۔

پس میں نے ان سے مسواک لے کر اس کو نرم کر دیا پھر اُس مسواک کو حضور علیہ السلام نے اپنے دانتوں پر پھیرا۔ آپ کے سامنے ایک چمڑے کا برتن یا لکڑی کا پیالہ تھا (راوی کو شک ہے) جس میں پانی تھا تو حضور علیہ السلام اپنے دونوں ہاتھوں کو پانی میں ڈالتے پھر اپنے چہرے مبارک پر پھیرتے تھے۔ اور لا الہ الا اللہ پڑھتے تھے کہ واقعی موت کے لئے سختیاں ہیں پھر آپ ﷺ بایاں ہاتھ کھڑا کر کے فرماتے کہ میں رفیق اعلیٰ میں جانا چاہتا ہوں۔ یہاں تک کہ آپ علیہ السلام کی وفات ہوگئی اور آپ کا ہاتھ جھک گیا۔ ان للہ وانا الیہ راجعون

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں محمد بن عبید سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے عیسیٰ بن یونس سے نقل کیا ہے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۴۴۹)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی میرے والد اور شعیب بن لیث بن سعد نے، انہوں نے یزید بن الہاد سے نقل کیا، انہوں نے موسیٰ بن سرجس سے، انہوں نے قاسم سے، انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور کو وفات کے موقع پر دیکھا کہ آپ کے پاس لکڑی کا ایک پیالہ تھا جس میں پانی تھا نبی کریم ﷺ اس میں اپنا ہاتھ ڈالتے اور چہرے پر ملتے تھے اور دعا مانگتے تھے، اے اللہ! موت کی سختی پر میری مدد فرما۔

(ترمذی۔ کتاب الجنائز۔ حدیث ۹۷۸ ص ۲۹۹/۳۔ مسند احمد ۶/۶۴، ۷۰، ۷۷، ۱۵۱)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبردی ابوبکر محمد بن الحسن بن فورک نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبردی عبداللہ بن جعفر الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہم کو حدیث بیان کی یونس بن حبیب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوداؤد الطیالسی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے سعد ابراہیم سے نقل کیا، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عروہ کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حدیث بیان کرتے ہوئے سُنا ہے وہ فرماتی ہیں ہم آپس میں باتیں کیا کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ کو اس وقت تک موت نہیں آئی جب تک کہ اللہ تعالیٰ اُنہیں دنیا وآخرت میں سے کسی ایک کے پسند کرنے کا اختیار نہ دیں۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ کو وہ مرض لاحق ہوا جو آپ کے لئے جان لیوا ثابت ہوا۔ اُس مرض میں ایک موقع پر آپ کو سخت کھانسی لاحق ہوئی تو میں نے آپ علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ میں ان لوگوں کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا اور آپ یہ آیت پڑھتے تھے :

اولئك الذين انعم الله عليهم من النبيين و الصديقين و الشهداء و الصالحين ، حسن اولئك رفيقا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ تب ہم نے سمجھا کہ اب رسول اللہ ﷺ کو اختیار دیا گیا ہے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۴۳۵۔ فتح الباری ۱۳۶/۸)

اس روایت کو امام بخاری اور امام مسلم نے اپنی اپنی صحیح میں شعبہ سے روایت کیا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبردی ابوعمر بن عبداللہ ادیب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبردی ابوبکر اسماعیلی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبردی ابویعلیٰ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن جمیل المروزی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبردی عبداللہ بن مبارک نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبردی معمر اور یونس نے، انہوں نے زہری سے نقل کیا ہے، زہری فرماتے ہیں ہمیں خبردی سعید بن مسیّب نے اہل علم کے ایک مجمع میں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور حالت تندرستی میں یہ فرماتے تھے کہ کسی نبی کو اس وقت تک موت نہیں آسکتی جب تک اس کو جنت میں اُس کا ٹھکانہ دکھا نہ دیا جائے اور اس کو اختیار نہ دیا جائے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ پر وفات کا وقت قریب آیا تو اس وقت رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک میری ران پر رکھا ہوا تھا تو آپ ﷺ پر اُسی وقت بے ہوشی طاری ہوگئی۔ جب آپ کو افاقہ تو آپ علیہ السلام ٹکٹکی باندھ کر چھت کی طرف دیکھنے لگے۔ پھر فرمایا: اللهم الرفيق الاعلىٰ میرا ذہن اُسی وقت اُسی حدیث کی طرف گیا جو آپ نے حالت صحت میں بیان فرمائی تھی کہ کوئی نبی اس وقت تک فوت نہیں ہوسکتا جب تک جنت میں اس کو اُس کا ٹھکانہ دکھا نہ دیا جائے۔ پھر اُسے اختیار دیا جاتا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے آخری کلمات جو آپ ﷺ نے ارشاد فرمائے تھے وہ یہی تھے کہ اللهم رفيق الاعلىٰ کہ اے اللہ میں رفیق اعلیٰ کو پسند کرتا ہوں۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں بشر بن محمد بن مبارک سے نقل کیا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبردی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبردی ابوبکر بن اسحاق فقیہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبردی احمد بن ابراہیم بن ملحان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن بکیر نے، وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی لیث نے، انہوں نے عقیل سے نقل کیا، انہوں نے ابن شہاب سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے خبردی سعید بن المسیّب اور عروہ بن زبیر نے اہل علم لوگوں کی موجودگی میں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور ﷺ حالتِ صحت میں فرمایا کرتے تھے۔ پھر اسی طرح حدیث بیان فرمائی۔ البتہ اتنی زیادتی فرمائی کہ مجھے یقین ہوگیا کہ حضور علیہ السلام اس وقت ہمیں ترجیح نہیں دیں گے۔ پھر آخری وقت میں اس حدیث کی وضاحت ہوگئی جو حضور علیہ السلام ہمیں سُنایا کرتے تھے۔

اس روایت کوامام بخاری نے اپنی صحیح میں ابن بکیر سے نقل کیا ہےاور امام مسلم نے دوسرے طریق سے لیث سے نقل کیا ہے۔
(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۴۳۷)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ اور ابوعبداللہ حافظ اور ابوزکریا بن ابی اسحاق اور ابوسعید بن ابی عمرو نے۔ یہ حضرات فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالعباس بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی انس بن عیاض نے، انہوں نے ہشام بن عروہ سے نقل کیا، انہوں نے عباد بن عبداللہ بن زبیر سے نقل کیا ہے کہ میں حضور ﷺ کو وفات سے پہلے خوب کان لگا کر یہ کہتے ہوئے سُنا کہ اے اللہ! میری مغفرت فرما، مجھ پر رحم فرما اور مجھے بہترین دوست سے ملادے۔ اس حال میں کہ آپ میرے سینے پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔

امام بخاری اور امام مسلم دونوں نے اس روایت کواپنی صحیح میں ہشام بن عروہ سے نقل کیا ہے۔
(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۴۴۰۔ فتح الباری ۸/۱۳۵)

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابومحمد بن عبداللہ بن یوسف الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن محمد بن اسحاق الفاکہی نے مکہ میں، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابویحییٰ عبداللہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی خلاد بن یحییٰ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سفیان نے، انہوں نے اسماعیل بن ابی خالد سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابی بردہ سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔

وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ پر غشی طاری ہوئی اس حال میں کہ آپ علیہ السلام کا سر میری گود میں تھا۔ پس میں حضور علیہ السلام کے چہرۂ انور پر ہاتھ پھیر رہی تھی اور اللہ تعالیٰ سے شفاء کی دعا کر رہی تھی۔ پس نبی کریم ﷺ نے ہوش میں آنے کے بعد فرمایا نہیں بلکہ میں اللہ تعالیٰ سے مناچاہتا ہوں جو کہ میرے بڑے بہتر دوست ہیں۔ ان کے ساتھ حضرت جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام اور حضرت اسرافیل علیہ السلام بھی ہوں گے۔ (تحفۃ الاشراف ۱۲/۳۴۰۔ البدایۃ والنہایۃ ۵/۲۴۰)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن جہم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن الفرج نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی واقدی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حکم بن القاسم نے، انہوں نے ابوالحویرث سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب بھی نبی کریم ﷺ کو کوئی تکلیف یا بیماری لاحق ہوتی تھی تو آپ اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کیا کرتے تھے۔ لیکن جس مرض میں آپ علیہ السلام کا وصال ہوا اُس مرض میں حضور علیہ السلام نے شفاء کی دعا نہیں مانگی۔ بلکہ یہ فرماتے تھے، اے نفس! تجھے کیا ہو گیا کہ تو ہر پناہ دینے والے سے پناہ مانگتا ہے۔

راوی فرماتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو شفاء دے دوں اور آپ کے لئے کافی ہو جاؤں اور اگر چاہو تو تمہیں فوت کر دوں اور تیری بخشش کر دوں۔ تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے جیسا چاہیں۔ پھر آپ علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آ گیا تو آپ علیہ السلام نے پانی کا ایک پیالہ منگوایا اُس میں پانی کے ذریعہ سے اپنے چہرۂ انور کو صاف کر رہے تھے اور یہ فرما رہے تھے کہ اے اللہ! موت کی سختی میں میری مدد فرما۔ اور فرما رہے تھے کہ اے جبرائیل! میرے پاس آ جاؤ، اے جبرائیل میرے پاس آ جاؤ، اے جبرائیل میرے پاس آ جاؤ۔ (اس روایت کی سند منقطع ہے)

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوسعید احمد بن محمد بن عمرو الاحمسی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن حمید بن ربیع اللخمی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن ابی زیاد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سیار بن حاتم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالواحد بن سلیمان الحارثی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن علی نے، انہوں نے محمد بن علی سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ کی وفات سے تین دن پہلے جرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا کہ اے محمد! اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے پاس اکراماً اور آپ کی فضیلت کی وجہ سے خاص آپ کی طرف بھیجا ہے اُس چیز کے پوچھنے کے لئے جس کو وہ خود آپ سے زیادہ جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی طبیعت کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے جرائیل! تو مجھے مغموم اور پریشان پاتا ہے۔ جب دوسرا دن ہوا تو پھر حضرت جرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کی وہی بات جو پہلے کی تو پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے جرائیل تو مجھے مغموم اور پریشان پاتا ہے۔ جب تیسرا دن آیا تو پھر حضرت جرائیل علیہ السلام تشریف لائے آپ کے ساتھ موت کا فرشتہ بھی تھا اور ایک فرشتہ بھی تھا جو فضا میں تھا جس کا نام اسماعیل تھا اور وہ ستر ہزار فرشتوں کا نگران تھا۔ پھر ان میں سے ہر فرشتہ ستر ہزار فرشتوں پر نگران تھا۔ پھر جرائیل علیہ السلام آگے بڑھے اور عرض کیا کہ اے احمد! اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے پاس اکرام کے طور پر آپ کی وجہ سے خاص آپ کے پاس بھیجا ہے اور وہ آپ سے ایسی چیز کے بارے میں پوچھتا ہے جس کو وہ تجھ سے زیادہ جانتا ہے اور تمہاری طبیعت کے بارے میں پوچھتا ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا، اے جرائیل تو مجھے مغموم اور پریشان پاتا ہے (یعنی میں مغموم اور پریشان ہوں)۔

راوی فرماتے ہیں کہ اُسی لحہ موت کے فرشتے نے دروازے سے اجازت طلب کی تو حضرت جرائیل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ اے محمد! یہ موت کا فرشتہ ملک الموت آپ کے پاس آنے کی آپ سے اجازت مانگتا ہے۔ حالانکہ اس نے آج تک آپ سے پہلے کسی سے اجازت نہیں مانگی اور نہ آپ کے بعد کسی سے اجازت مانگے گا۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس کو اجازت دے دو۔

وہ فرشتہ آیا اور علیک السلام یا احمد کہا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں وہی کام کروں گا جس کا آپ مجھے حکم دیا کریں گے۔ اگر آپ حکم کریں گے تو میں آپ کی رُوح قبض کروں گا، اگر آپ نے اجازت نہیں دی تو میں آپ کو چھوڑ دوں گا۔

نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا: اے موت کے فرشتہ! تم اسی طرح کرو (یعنی رُوح قبض کرو) تو فرشتہ نے عرض کیا کہ بے شک مجھے بھی اسی کام کا حکم دیا گیا ہے۔ حضرت جرائیل نے عرض کیا کہ اے احمد! اللہ تعالیٰ آپ سے ملاقات کے اشتیاق میں ہیں۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے موت کے فرشتے! تم اُسی طرح اپنا کام کرو۔

راوی فرماتے ہیں کہ اسی دوران اُن کے پاس (یعنی اہل خانہ کے پاس) آنے والا آیا، انہوں نے صرف اس کی آواز سُنی مگر اُس کا جسم نظر نہ آیا تو اُس آنے والے نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اہل بیت کے لئے۔ بے شک اللہ کے نام پر ہر مصیبت کی تسلی ہے۔ ہر مرنے والے کا جانشین اور فوت شدہ کا تدارک من جانب اللہ ہے۔ پھر اللہ ہی پر بھروسہ اور اسی سے امید رکھو، مصیبت زدہ تو وہ شخص ہے جو اپنے ثواب سے محروم کر دیا گیا۔

مصنف فرماتے ہیں کہ راوی کا قول ''اللہ تعالیٰ تمہاری ملاقات کے اشتیاق میں ہے''۔ کی اسناد اگر صحیح ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اکرام و اعزاز کا اہتمام فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ آپ کے منتظر ہیں۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے مبارک بن فضالہ سے نقل کرتے ہوئے

،انہوں نے حسن سے نقل کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا، اے میری پیاری بیٹی! تیرے باپ کی موت کا وقت آچکا ہے۔ اللہ تعالیٰ موت کے وقت لوگوں میں سے کسی کو نہیں چھوڑتے۔ یوم القیامۃ ہماری ملاقات ہوگی۔ (مسند احمد ۳۱/۱۴۱)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالقاسم حسن بن محمد بن حبیب المفسر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس الاصم، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی بن داؤد القنطری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی آدم بن ابی ایاس نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی مبارک بن فضالہ نے، انہوں نے ثابت سے نقل کیا ہے، انہوں نے حضرت انس ؓ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یہ کہا کہ ہائے میرے ابا کی تکلیف۔ تو نبی کریم ﷺ نے بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا، اے میری بیٹی! تیرے ابا کے پاس ایک ایسی چیز آچکی ہے (یعنی موت) کہ وہ آنے کے بعد کسی کو نہیں چھوڑتی قیامت کے دن پورا پورا بدلہ دینے کی وجہ سے۔ (مسند احمد ۳/۶۴، ۸۰)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر بن فورک نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن جعفر الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن حبیب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوداؤد نے، وہ فرماتے ہیں ہیں حدیث بیان کی حماد بن زید نے، انہوں نے ثابت سے نقل کیا ہے، انہوں نے انس سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، اے انس! تم لوگوں نے حضور علیہ السلام پر مٹی ڈالنے کو کیسے گوارہ کرلیا تھا؟ (حضرت انس ادب کے مارے خاموش رہے)

حضرت ثابت فرماتے ہیں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ السلام کی وفات کے موقع پر فرمایا جب آپ ﷺ بیمار تھے اس وقت فرمایا، میرے ابا اپنے رب کے قریب ہوگئے ہیں۔ اے میرے ابا! جن کا ٹھکانہ جنت الفردوس ہوا۔ اے میرے ابا! اللہ نے آپ کی دعا کو قبول کرلیا یعنی آپ اللہ تعالیٰ سے جاملے۔

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبدالرحمن بن حمدان الجلاب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن نصر اور ابراہیم بن الحسین نے، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سلیمان بن حرب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حماد بن زید نے، انہوں نے ثابت سے نقل کیا ہے، انہوں نے حضرت انس ؓ سے نقل کیا ہے کہ جب نبی کریم ﷺ بیمار ہوئے تو تکلیف کی وجہ سے آپ پر غشی طاری ہوجاتی تھی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں، ہائے میرے ابا کی مصیبت۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ آج کے بعد تمہارے ابا کو کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔ پھر جب حضور علیہ السلام کی وفات ہوگئی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، اے میرے ابا! اپنے رب کے قریب ہوگئے اور اپنے رب سے ملاقات کرلی۔ اے میرے ابا جان! جنت الفردوس آپ کا ٹھکانہ ہوا۔ اے جبرائیل علیہ السلام کو آپ کی وفات کی خبر دیتے ہیں۔ اے ابا جان! آپ کو آپ کے رب نے بُلایا تو آپ نے لبیک کہہ کر اس کا جواب دیا۔

حضرت انس فرماتے ہیں حضرت فاطمہ رضی اللہ نے فرمایا کہ اے انس! تم نے حضور علیہ السلام پر مٹی ڈالنے کو کیسے گوارہ کرلیا؟ (حضرت انس ؓ نے ادب کے مارے جواب نہیں دیا)

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں سلیمان بن حرب سے نقل کیا ہے اور فرمایا وہاں یہ بھی کہا کہ اے میرے ابا جان ہم جبرائیل کو آپ کی موت کی خبر دیتے ہیں۔ (بخاری۔ المغازی۔ ابن سعد ۲/۳۱۱)

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوجعفر محمد بن عمرو نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حنبل بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عفان بن مسلم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہمام نے،

وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہشام بن عروہ نے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کی وفات میری ٹھوڑی اور سینے کے درمیان ہوئی اور جب آپ ﷺ کی رُوح مبارک نکلی تو مجھے ایسی خوشبو محسوس ہوئی کہ اس جیسی عمدہ خوشبو میں نے کبھی بھی نہیں سونگھی تھی۔ (مسند احمد۔البدایۃ والنہایۃ ۴/۲۴۱)

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید بن ابی عمرو نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس نے، انہوں نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن عباد نے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام کی وفات میری تھوڑی اور سینے کے درمیان میرے گھر میں، میری باری کے دن ہوئی۔ میں نے کسی پر ظلم نہیں کیا (کیونکہ تمام ازواج مطہرات نے اپنی باریاں مجھے ہبہ کردی تھیں)۔ میری کم سنی میں حضور ﷺ کی وفات میرے ہاں ہوئی۔ فرمایا کہ بے شک رسول اللہ ﷺ کی وفات میری گود میں ہوئی تو میں نے ایک تکیہ اُٹھایا اور رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک اپنی گود سے اُٹھا کر اس تکیہ پر رکھا اور خود اُٹھ کر دوسری عورتوں کے ساتھ رونے بیٹھ گئی اور پریشانی کے عالم میں آنسو بہا رہی تھی اور چیخنے لگی اور سر منہ پیٹنے لگی۔
(البدایۃ والنہایۃ ۵/۲۴۰)

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن ابی بکر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی مرحوم بن عبدالعزیز نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعمران الجونی نے، انہوں نے یزید بن بابنوس سے نقل کیا ہے کہ وہ ایک مرتبہ آئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ جب بھی رسول اللہ ﷺ میرے حجرے سے گزرتے تو مجھے کچھ کلمات کہتے تھے جس سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں (یعنی مجھے کچھ سکون ملتا اور خوش ہو جاتی)

ایک بار میرے حجرے سے گزرے تو مجھے کچھ نہیں فرمایا، میں نے اپنے سر پر پٹی باندھی ہوئی تھی اور اپنے بستر پر سوگئی۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ آئے تو فرمایا۔ اے عائشہ! تمہیں کیا ہوا۔ تو میں نے سر میں درد کی شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، بلکہ میرے سر میں درد ہوا ہے بائے میرا سر، کہا۔ اور یہ وہ وقت تھا جب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ علیہ السلام کو اس کی خبر دی تھی کہ آپ کے وصال کا وقت قریب آچکا ہے۔ اس کے بعد میں چند دن ٹھہری رہی۔

ایک دن اچانک نبی کریم ﷺ کو میرے گھر لایا گیا اس حال میں کہ آپ کے اُوپر چار چادریں ڈالی ہوئی تھیں۔ تو مجھے حضور علیہ السلام نے فرمایا، اے عائشہ! دیگر ازواج مطہرات کو پیغام بھجوا کر یہاں بلالو۔ پس جب تمام ازواج مطہرات تشریف لائیں تو اُن سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اب مجھ میں اتنی سکت نہیں ہے کہ میں تم سب سے چکر لگا سکوں، اس لئے تم مجھے اجازت دے دو کہ میں بی بی عائشہ کے گھر ہی ٹھہروں۔ تمام ازواج مطہرات نے بخوشی اجازت دے دی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضور علیہ السلام کا چہرۂ مبارک سرخ ہو رہا ہے اور پسینہ ٹپک رہا ہے اور میں نے کبھی کسی میت کو نہیں دیکھا تھا۔ حالانکہ ابھی اس وقت میں حضور انور ﷺ کی دیکھ رہی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے بٹھا دو، تو میں نے آپ کو بٹھا دیا اور خود پر ٹیک لگوا دی اور میں نے اپنا ہاتھ آپ کے سر پر رکھا تو آپ نے سر کو ہلایا۔ میں نے یہ سمجھا کہ شاید آپ کے سر میں درد ہو رہا ہے اس لئے آپ نے ہاتھ ہٹا لیا۔ اتنے میں حضور علیہ السلام کے منہ سے ٹھنڈے پانی کا ایک قطرہ نمودار ہوا جو میرے سینے یا میری ہنسلی کی ہڈی پر گرا۔ پھر حضور علیہ السلام ایک طرف جھک گئے اور بستر پر گر پڑے۔ میں نے حضور علیہ السلام کو کپڑے سے ڈھانپ دیا۔

میں نے اس سے پہلے کبھی کسی میت کو نہیں دیکھا تھا۔ پس میں نے اُسی وقت آپ ﷺ کی وفات کو پہچان لیا۔ اسی لمحے حضرت عمر بن خطاب ؓ بھی حضرت مغیرہ بن شعبہ کے ساتھ آ گئے اور اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ پس میں نے ان دونوں کو اجازت دے دی اور میں نے پردہ کر لیا۔

حضرت عمر بن خطاب ؓ نے فرمایا کہ اے عائشہ! حضور علیہ السلام کو کیا ہوا ہے؟ میں نے کہا کہ ابھی ابھی غشی طاری ہوگئی ہے تو انہوں نے حضور علیہ السلام کے چہرے سے چادر اُٹھا کر آپ کو دیکھا اور کہا کہ ہائے پریشانی، یہ تو واقعی پریشانی کی بات ہے۔ پھر آپ نے چہرہ مبارک کو ڈھانپ دیا۔ لیکن حضرت مغیرہ نے کوئی بات نہیں کی۔ لیکن دروازے کی چوکھٹ پر پہنچے تو حضرت مغیرہ ؓ نے حضرت عمر بن خطاب ؓ سے عرض کیا کہ اے عمر! حضور علیہ السلام کا انتقال ہو چکا ہے تو حضرت عمر بن خطاب ؓ نے فرمایا کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔ حضور علیہ السلام کا انتقال نہیں ہوا، اور نبی کریم ﷺ جب تک ہمیں منافقین سے قتال کرنے کا حکم نہیں دیتے اس وقت تک آپ کا انتقال نہیں ہو سکتا۔ جبکہ تم لوگوں میں فتنہ پھیلانا چاہتے ہو۔

اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق ؓ تشریف لائے۔ اور فرمایا: اے عائشہ! حضور علیہ السلام کو کیا ہو گیا؟ تو میں نے عرض کیا کہ ابھی ابھی غشی طاری ہوئی ہے تو انہوں نے آپ سے کپڑا ہٹایا کر چہرہ انور دیکھا اور اپنا منہ حضور ﷺ کی پیشانی پر رکھا اور دونوں حضور علیہ السلام کے رُخساروں پر رکھے پھر فرمایا، ہائے ہمارے نبی! ہائے ہمارے دوست، ہائے ہمارے خلیل، بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا: کہ

انک میت و انهم میتون ۔ (ترجمہ) کہ آپ کو بھی مرنا ہے اور ان کو بھی۔ (سورۃ الزمر: آیت ۳۰)

وما جعلنا من وقبلك الخلد افان مت فهم الخالدون كل نفس ذائقة الموت ۔

سورۃ الانبیاء: آیت ۳۴۔۳۵)

اور ہم نے آپ سے پہلے بھی کسی بشر کے لئے ہمیشہ رہنا تجویز نہیں کیا، پھر اگر آپ کا انتقال ہو جائے تو کیا یہ لوگ (دنیا میں) ہمیشہ رہیں گے۔ ہر جاندار موت کا مزہ چکھے گا۔

پھر آپ نے حضور علیہ السلام کے چہرہ انور کو ڈھانپ دیا اور لوگوں کے پاس آئے اور فرمایا، اے لوگو! کیا تم میں سے کسی نے حضور سے کوئی عہد کیا ہے؟ سب نے کہا نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا، جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے وہ سُن لے کہ اللہ تعالیٰ زندہ ہے وہ کبھی نہیں مرے گا۔ اور جو شخص محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا وہ سُن لے کہ یقیناً محمد ﷺ کا انتقال ہو چکا ہے۔ پھر آپ نے وہی آیتیں تلاوت کیں کہ

انک میت و انهم میتون .... وما جعلنا لبشر .... الخ

(سورۃ آل عمران: آیت ۱۸۵)

تو حضرت عمر بن خطاب نے عرض کیا کہ اے ابوبکر! کیا یہ آیتیں قرآن میں ہیں؟ (تعجباً پوچھا) تو ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا کہ ہاں۔ پھر حضرت عمر بن خطاب ؓ نے فرمایا، یہ ابوبکر ہیں جو حضور علیہ السلام کے غار کے ساتھی ہیں اور دو میں کے دوسرے ہیں لہٰذا تم سب ان سے بیعت کرو۔ پھر اُسی وقت سب نے ابوبکر صدیق ؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ (البدایۃ والنہایۃ ۲۴۱/۵)

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن ابراہیم نے جو کہ ابن ملحان کہلاتے ہیں، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن بکیر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی لیث نے، انہوں نے عقیل سے نقل کیا، انہوں نے ابن شہاب سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف نے، وہ فرماتے ہیں کہ انہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ اپنے گھر مقام سخ سے گھوڑے پر تشریف لائے اور آتے ہی مسجد میں داخل ہو گئے، کسی سے بات نہیں کی۔ پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے، پھر حضور ﷺ کی طرف

متوجہ ہوئے۔ آپ علیہ السلام ایک دھاری دار یمنی چادر میں لپٹے ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس چادر کو ہٹا کر آپ کے چہرۂ انور کو دیکھا اور پیشانی پر بوسہ دیا پھر رونا شروع کر دیا اور فرمایا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یا رسول اللہ! اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ آپ پر کبھی دو موتوں کو جمع نہیں کریں گے۔ بہر حال جو موت آپ کے لئے لکھی گئی ہے وہ آپ تک پہنچ گئی ہے اب دوسری نہیں آسکتی۔

راوی فرماتے ہیں کہ مجھے ابوسلمہ نے حدیث بیان کی ہے، انہوں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ باہر نکل کر آ گئے اور دیکھا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ لوگوں سے باتیں کر رہے ہیں تو میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے عمر! بیٹھ جاؤ۔ تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیٹھنے سے انکار کر دیا۔ میں نے پھر کہا، اے عمر! بیٹھ جاؤ۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیٹھنے سے انکار کیا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کلمۂ شہادت پڑھا اور لوگوں کی طرف متوجہ ہو گئے اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا۔

پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا، امابعد! جو شخص محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا وہ سن لے کہ محمد ﷺ کا انتقال ہو چکا ہے۔ اور جو شخص تم میں سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے وہ سن لے کہ اللہ تعالیٰ زندہ ہیں انہیں کبھی موت نہیں آسکتی۔ پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی :

وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات او قتل انقلبتم علیٰ اعقابكم و من ينقلب علیٰ عقبيه فلن يضر اللّٰه شيًا و سيجزي اللّٰه الشاكرين ۔

(سورۃ آل عمران : آیت ۱۴۴)

اور محمد رسول ہی تو ہیں۔ آپ سے پہلے اور بھی بہت رسول گزر چکے ہیں۔ سو اگر آپ کا انتقال ہو جائے یا آپ شہید ہو جائیں تو کیا تم لوگ الٹے پھر جاؤ گے؟ اور جو شخص الٹا پھر بھی جائے تو خدا تعالیٰ کا کوئی نقصان نہیں کرے گا اور حق تعالیٰ جلد ہی عوض دے گا حق شناس لوگوں کو۔

راوی فرماتے ہیں کہ لوگوں کو گویا پتہ ہی نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت بھی نازل فرمائی ہے۔ یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی تو لوگوں کو ہوش آیا۔ پھر لوگ فوراً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے وہ آیت لینے لگے اور ہر شخص کی زبان پر یہی آیت سنی جا سکتی تھی۔

راوی فرماتے ہیں کہ مجھے لیث نے حدیث بیان کی عقیل سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے ابن شہاب سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے سعید بن مسیب نے خبر دی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ واللہ میں نے تو صرف ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے سنا پھر میں نے جانا کہ یہ آیت بھی قرآن مجید کی ہے۔ یا یوں فرمایا کہ میں یہ آیت سن کر مدہوش و پریشان ہو گیا، یہاں تک کہ میرے پاؤں لڑکھڑانے لگے اور جب یہ آیت سنی کہ جناب رسول کریم ﷺ وفات پا چکے ہیں تو میں زمین پر گر پڑا۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں ابن بکیر سے نقل کیا ہے۔ (فتح الباری ۸/۱۴۵۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۴۵۴)

آگے مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن اسحاق فقیہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن ابراہیم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن بکیر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی لیث نے عقیل سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے ابن شہاب سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے یہ خبر دی کہ انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا وہ خطبہ سنا جو انہوں نے حضور علیہ السلام کی وفات کے دوسرے دن پڑھا جس دن مسلمانوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خطبہ پڑھنے سے پہلے منبر رسول پر چڑھے اور خطبہ کے لئے تشہد پڑھا اور فرمایا: امابعد!

''لوگوں میں نے تمہیں کل کچھ باتیں کہیں تھیں، لیکن اب مجھے پتہ چلا کہ وہ باتیں اس طرح نہیں تھیں جس طرح میں نے تم سے کہیں تھیں۔ واللہ وہ باتیں جو میں نے تمہیں کہیں تھیں وہ نہ تو اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب قرآن مجید میں ہیں اور نہ ہی اس عہد

میں ہیں جو عہد رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے کیا تھا۔ لیکن میں تو یہ سمجھتا تھا کہ ہم دنیا سے چلے جائیں گے لیکن رسول اللہ ﷺ ہمارے بعد بھی دنیا میں زندہ رہیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کے لئے دنیا کی اُن نعمتوں کے مقابلے میں جو تمہارے پاس ہیں آخرت کی بدر جہا نعمتوں کو منتخب فرمایا ہے اور یہ کتاب جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے سیدھے راستہ پر چلایا اس کو تم بھی مضبوطی سے تھام لو، تم سیدھے راستے کو پا لو گے''۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں یحییٰ بن بکیر سے نقل کیا ہے۔ (فتح الباری ۱۳/ ۲۴۵)

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو جعفر البغدادی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو علاثہ محمد بن خالد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی میرے والد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن لہیعہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالاسود نے، انہوں نے عروہ سے نبی کریم ﷺ کی وفات کا تذکرہ کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے اور لوگوں سے یہ کہہ رہے تھے کہ کسی نے یہ کہا کہ حضور ﷺ فوت ہو چکے ہیں میں اس کو قتل کر دوں گا یا اُس کے ہاتھ پاؤں توڑ دوں گا۔ اور فرما رہے تھے کہ حضور ﷺ کو غشی طاری ہو گئی ہے۔

اور حضرت عمرو بن قیس بن زائد بن الاصم بن اُم مکتوم مسجد کے ایک کونے میں کھڑے ہوئے یہ آیت پڑھ رہے تھے : کہ

وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل .... الخ

اور لوگ مسجد میں بھرے ہوئے تھے حزن و ملال کی کیفیت میں رو رہے تھے اور ان کے رونے سے مسجد ایسی گونج رہی تھی کہ کان پڑی آواز سُنائی نہیں دیتی تھی۔ اتنے میں حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ لوگوں کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے لوگو! کیا تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جس نے حضور علیہ السلام سے وفات کے موقع پر عہد و پیمان کیا ہو؟ اگر ہو تو ہمیں بتلا دے، ہم اس کے کئے ہوئے عہد کو پورا کریں گے۔ لوگوں نے کہا نہیں۔ پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تمہیں علم ہے؟ انہوں نے بھی فرمایا کہ نہیں۔ تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں، اے لوگو! کہ کوئی بھی ایسا شخص نہیں ہے جس کا کوئی عہد حضور علیہ السلام سے کیا ہوا ہو حالت وفات میں۔ اور مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں کہ بے شک حضور ﷺ نے موت کا مزہ چکھ لیا ہے (یعنی آپ کا وصال ہو چکا ہے۔ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مقام سخ سے اپنی سواری پر مسجد کے دروازے پر اُترے۔ پھر حزن و ملال اور غمگین حالت میں اپنی بیٹی بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر جانے کی اجازت طلب کی تو اجازت مل گئی۔ آپ اندر گھر میں داخل ہو گئے۔

آپ نے دیکھا کہ حضور علیہ السلام حالتِ وفات میں بستر پر آرام فرما ہیں اور ازواج مطہرات آپ ﷺ کے اردگرد موجود ہیں۔ اُن سب نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سُن کر پردہ کر لیا سوائے حضرت عائشہ کے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کے چہرہ مبارک سے کپڑا ہٹایا اور جھک کر آپ کی پیشانی کو بوسہ دیا اور رونے لگ گئے۔ اور فرمانے لگے کہ ابن خطاب رضی اللہ عنہ کی بات کا کوئی اعتبار نہیں ہے کیونکہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے حضور علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔

اللہ کی رحمت ہو آپ پر یا رسول اللہ! آپ سے زیادہ عمدہ اور بہترین زندگی کس کی ہو سکتی ہے؟ اور آپ سے بہتر موت کس کی ہو سکتی ہے پھر آپ نے حضور علیہ السلام پر کپڑا ڈال دیا اور تیزی سے باہر مسجد کی طرف نکلے اور لوگوں کی گردنوں کو پھلانگتے ہوئے منبر پر پہنچے اس حال میں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرما تھے۔ جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنی جانب آتے ہوئے دیکھا تو ان کی طرف متوجہ ہو گئے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منبر کے ایک جانب کھڑے ہو کر لوگوں کو بیٹھنے کے لئے فرمانے لگے۔ پس لوگ بیٹھ گئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جانب کان لگا لئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خطبہ سے پہلے اپنے علم کے مطابق تشہد پڑھا اور فرمایا : کہ

''اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی ﷺ کو تمہارے درمیان زندہ رہتے ہوئے موت کی خبر پہنچادی تھی اور حضور علیہ السلام نے بھی تمہیں اپنی موت کی خبر دی تھی۔ لہٰذا تم یہ بات یاد رکھو کہ حضور علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ اللہ جل شانہ کے علاوہ کسی کو بقاء نہیں۔

اللہ کا ارشاد ہے :

وما محمد الا رسول .... الی .... وسیجزی اللّٰہ الشاکرین

یہ آیت سُن کر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے تعجب سے فرمایا کہ کیا یہ آیت بھی قرآن میں ہے؟ واللہ مجھے تو علم ہی نہیں تھا کہ یہ آیت قرآن میں پہلے نازل ہو چکی ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم کی آیت "انک میت وانھم میتون" کی تلاوت کی۔ پھر "کل شی ھالک الا وجھہ لہ الحکم والیہ ترجعون" کی بھی تلاوت کی۔ پھر "کل من علیھا فان ، ویبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام" اور "کل نفس ذائقة الموت ، وانما توفون اجورکم یوم القیامة" وغیرہ آیتیں تلاوت کیں۔

پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو زندگی عطا فرمائی اور آپ کو باقی رکھا حتیٰ کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے دین کو قائم کیا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کو غالب کیا اور اللہ تعالیٰ کے پیغام کو چار دانگ عالم میں پھیلایا، اور جل شانہ کی راہ میں جہاد کیا پھر اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو اپنے پس بُلا لیا اس حال میں کہ حضور علیہ السلام نے تمہارے لئے ایک بہترین طریقۂ دین چھوڑا، اور سیدھے اور صاف راستہ پر تمہیں چھوڑ کر دنیا سے چلے گئے۔ اب اگر کوئی ہلاک یا گمراہ ہوگا وہ حق واضح ہونے کے بعد گمراہ ہوگا، اس کی ذمہ داری اسی پر ہوگی۔

اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ اُس کا رب اللہ ہے تو وہ سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ زندہ رہیں گے اُنہیں کبھی موت نہیں آسکتی اور کوئی محمد کی عبادت کرتا تھا اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں الٰہ بنا کر نازل فرمایا ہے تو وہ سمجھ لے کہ اس کا الٰہ فوت ہو چکا ہے۔

اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنے دین کو مضبوطی سے تھام لو۔ اور تم اپنے رب پر بھروسہ کرو، بے شک اللہ کا دین قائم رہے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا کہ اللہ تعالیٰ اُس کی مدد کرتا ہے جو اللہ کے دین کی مدد کرتا ہے۔ اور اللہ اپنے دن کو عزت اور غلبہ دینے والا ہے۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید ہمارے سامنے موجود ہے اور وہ نور اور شفاء ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کے ذریعہ اپنی محبوب شخصیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدھا راستہ دکھلایا اور اس میں حلال و حرام ہر چیز کا بیان ہے۔ خدا کی قسم ہمیں اس شخص کی کوئی پرواہ نہیں ہے جو ہم پر لشکر کشی کرے (یہ باغیوں اور مرتدوں کو بتلاتا تھا)۔ بے شک اللہ تعالیٰ کی تلواریں ہمارے ہاتھوں میں ہیں اور وہ اُس دشمنوں پر سونتی ہوئی ہیں ابھی تک اپنے ہاتھ سے نہیں رکھیں۔ اور ہم اب بھی اپنے مخالفین سے اُسی طرح جہاد کریں گے جیسے حضور علیہ السلام کے ساتھ مل کر جہاد کیا کرتے تھے۔ بس دشمن اچھی طرح سمجھ لے اور اپنی جانوں پر ظلم نہ کریں''۔

یہ ساری تقریر کرنے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ کچھ مہاجر صحابۂ کرام حضور علیہ السلام کی طرف چلے گئے۔ آگے حدیث میں حضور علیہ السلام کے غسل، کفن، دفن اور نماز جنازہ کا ذکر ہے مگر مصنف نے آگے کوئی چیز ذکر نہیں فرمائی۔ (مترجم)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا گیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں اس آیت کی تاویل کیا کرتا تھا :

قولہ تعالیٰ وکذالک جعلناک امة وسطا لتکونوا شھدآء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدًا۔

(سورۃ البقرہ : آیت ۱۴۳)

ترجمہ: اور ہم نے تم کو ایک ایسی جماعت بنادیا جو (ہر پہلو سے) نہایت اعتدال پر ہے تاکہ تم (مخالف) لوگوں کے مقابلہ میں گواہ ہو اور تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ گواہ ہوں۔

کہ واللہ میں یہ سمجھتا تھا کہ حضور ﷺ اپنی اُمت میں آخر تک زندہ رہیں گے حتیٰ کہ اُمت کے آخری لوگوں کے اعمال کا بھی مشاہدہ کریں گے اور اسی بات نے مجھے اُس بات کے کہنے پر مجبور کیا جو بات میں نے کہی۔ (یعنی حضور علیہ السلام کے وصال پر جو بات میں نے کہی)

آگے مصنف فرماتے ہیں مجھے خبر دی محمد عبداللہ اور محمد بن موسیٰ نے، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس نے جو کہ اصم ہیں، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس نے ابن ابی اسحاق سے نقل کرتے ہوئے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن عبداللہ نے عکرمہ سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب ؓ نے اُس بات کا ذکر کیا جس بات نے ان کو حضور علیہ السلام کی وفات کے موقع پر وہ بات کہنے پر برانگیختہ کیا جو بات انہوں نے کہی آگے پھر وہی بات کہی۔

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن الجہم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن الفرج نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی واقدی نے اپنے شیوخ سے نقل کرتے ہوئے۔ وہ شیوخ حضرات فرماتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام کا وصال ہوگیا یا وصال کے قریب تھے تو بعض یہ کہہ رہے تھے کہ حضور ﷺ کا انتقال ہوگیا اور بعض کا کہنا تھا کہ نہیں۔ پھر حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے اپنا نبی کریم ﷺ کے کندھوں کے درمیان رکھا پھر کہنے لگی کہ حضور علیہ السلام کا انتقال ہو چکا ہے۔ کیونکہ حضور علیہ السلام کی مہر نبوت اُٹھائی جا چکی ہے اور یہی آپ علیہ السلام کی وفات کی علامت ہے۔ (یہ روایت ضعیف ہے) (البدایۃ والنہایۃ ۵/۲۴۴)

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس نے، انہوں نے ابی معشر سے نقل کیا ہے، انہوں نے محمد بن قیس سے، انہوں نے اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، وہ فرماتی ہیں میں نے اپنا ہاتھ نبی کریم ﷺ کے سینے پر اُس دن رکھا جس دن حضور ﷺ کی وفات ہوئی۔ پھر میں نے کئی مرتبہ کھانا کھایا اور ہاتھ بھی دھوئے مگر میرے ہاتھ سے مشک کی خوشبو نہیں گئی۔

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابومحمد بن یوسف نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوسعید بن الاعرابی ابی عمرو نے اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ سعید بن ابی عمرو نے، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس نے حجاج بن ابی زینب سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے طلحہ سے نقل کیا جو کہ غلام ہیں ابن زبیر کے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، وہ فرماتی ہیں نبی کریم ﷺ کا انتقال اس حال میں ہوا کہ آپ علیہ السلام کا پیٹ خالی تھا۔

☆☆☆

باب ۲۹۱

نبی کریم ﷺ کا اپنے بعد متعین طور پر کسی کو خلیفہ نہ بنانے پر استدلال اور نہ ہی خلافت کے بارے میں کسی قسم کی کوئی وصیّت فرمائی اُمت کے حق میں البتہ نماز کا حکم فرما کر خلافت کی طرف اشارہ فرما دیا تھا

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن علی بن عفان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابواُسامہ نے ہشام بن عروہ سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں جب میرے والد پر قاتلانہ حملہ کیا گیا اُس کے بعد اُن کی وفات کا وقت آیا تو کچھ لوگوں نے آپ کی تیمارداری کی اور آپ کو تسلیاں دیں اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو انتہائی جزائے خیر عطا فرمائے۔ تو میرے والد نے فرمایا کہ کچھ تو اُمید لگائے ہوئے ہیں اور کچھ لوگ ڈر رہے ہیں۔ تو لوگوں نے عرض کیا کہ آپ کسی کو اپنا خلیفہ بنا دیں تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تمہارے معاملات کا بوجھ زندہ اور مرنے دونوں صورتوں میں برداشت کروں۔ میں تو اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ خلافت کے معاملہ میں میرا حصہ برابر ہو جائے مجھ پر نہ کوئی بوجھ ہو اور نہ ہی کوئی نفع ہو۔ اگر میں خلیفہ مقرر کر دوں تو مجھ سے بہتر اور افضل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ کیا انہوں نے خلیفہ مقرر کیا؟ اگر میں تمہیں تمہارے حال پر چھوڑ دوں کیونکہ تمہیں تمہارے حال پر اس ذات نے بھی چھوڑا تھا جو مجھ سے بہتر اور افضل ہیں۔ (یعنی رسول اللہ ﷺ نے)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آپ نے حضور علیہ السلام کا ذکر کیا تو میں نے جان لیا کہ آپ کسی کو خلیفہ نامزد نہیں کریں گے۔

اس روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں ابی کریب سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابی اُسامہ سے نقل کیا ہے۔ جبکہ امام بخاری نے ثوری کی حدیث سے، انہوں نے ہشام سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب الاحکام۔ فتح الباری ۱۳/۲۰۵۔ مسلم۔ کتاب الامارۃ ص ۱۴۵۴)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن ابی مریم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی الفریابی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سلیمان نے ہشام سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں خلیفہ بناؤں تو جو شخص مجھ سے بہتر و افضل ہے کیا اس نے خلیفہ بنایا؟ اور اگر میں تمہیں تمہارے حال پر چھوڑ دوں تو مجھ سے بہتر ذات نے بھی تمہیں تمہارے حال پر چھوڑ دیا تھا۔ (یعنی رسول اللہ ﷺ نے)

اس روایت کو امام بخاری نے محمد بن یوسف الفریابی سے نقل کیا ہے، جبکہ دونوں حضرات شیخین نے اس روایت کو سالم کی حدیث سے نقل کیا ہے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ فتح الباری ۱۳/۲۰۵۔۲۰۶)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں اس کی خبر دی ابومحمد بن شوذب الواسطی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شعیب ابن ایوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوداود الحفری نے، انہوں نے سفیان سے نقل کیا ہے،

انہوں نے اسود بن قیس سے، انہوں نے عمرو بن سفیان سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ لوگوں پر غالب ہوئے تو انہوں نے لوگوں سے کہا کہ

''اے لوگو! نبی کریم ﷺ نے امارات کے سلسلہ میں ہمیں کسی قسم کی کوئی وصیت نہیں فرمائی حتیٰ کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانے میں ہم سب نے رائے اور مشورہ سے فیصلہ کیا۔ پھر آپ خلیفہ بن گئے اور بڑے عمدہ طریقے سے انہوں نے اپنا زمانہ خلافت مکمل کیا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت کا فیصلہ بھی مشورے سے ہوا۔ پھر انہوں نے بھی بڑے عمدہ طریقے سے اپنا زمانہ خلافت مکمل کیا، حتیٰ کہ انہوں نے دین کا جھنڈا اتنا بلند کیا حتیٰ کہ اسلام کی جڑ مضبوط ہوگئی۔ اس کے بعد قوم دنیا کے حصول میں لگ گئی۔ پھر دنیا کے امور ایسے بڑھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اسی میں وسعت دے دی''۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں مجھے خبر دی ابوبکر محمد بن احمد المزکی نے مرو میں، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن روح المدائنی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شبابہ بن سوار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شعیب بن میمون نے حصین بن عبدالرحمن سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے شعبی سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابی وائل سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ آپ ہمارے لئے کسی کو خلیفہ کیوں نہیں نامزد کرتے؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب حضور علیہ السلام نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا تو میں کیسے کسی کو خلیفہ بنا سکتا ہوں؟ لیکن اگر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے ساتھ خیر کا معاملہ فرمایا تو میرے بعد اللہ تعالیٰ ان کو کسی بہتر آدمی پر جمع فرمادے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے بعد لوگوں کو ایک بہتر وافضل شخص (ابوبکر رضی اللہ عنہ) پر جمع کردیا۔

مصنف فرماتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ثابت شدہ حدیث کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس کی خبر ہمیں ابوعبداللہ حافظ نے فوائد میں دی ہے۔ وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن خالد بن خلی الحمصی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی بشر بن شعیب بن ابی حمزہ نے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، انہوں نے زہری سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر دی عبداللہ بن کعب بن مالک الانصاری نے (اور حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اُن تین صحابہ میں سے ایک ہیں جن کی توبہ قبول کی گئی تھی)۔ انہوں نے فرمایا کہ مجھے خبر دی عبداللہ بن کعب نے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ان کو خبر دی کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے پاس سے اس وقت باہر نکلے جب آپ ﷺ مرض الوفات کی تکلیف میں مبتلا تھے تو فوراً لوگوں نے پوچھا کہ حضور ﷺ کا آج کیا حال ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ الحمدللہ اللہ کا شکر ہے آج تو طبیعت بہتر ہے۔

یہ سن کر حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور کہنے لگے کہ خدا کی قسم تم تین دن بعد غلام بنو گے اور بخدا میں تو سمجھتا ہوں کہ حضور ﷺ عنقریب اسی مرض الوفات کی تکلیف میں دنیا سے رخصت ہو جائیں گے کیونکہ میں عبدالمطلب کی اولاد کو وفات کے وقت پہچان لیتا ہوں اس لئے بہتر ہے کہ ہم دونوں حضور ﷺ کے پاس جا کر یہ پوچھ لیں کہ آپ ﷺ کے بعد کون خلیفہ ہوگا؟ اگر آپ ہمیں (بنو ہاشم کو) خلافت دیں پھر تو ہمیں علم ہو جائے گا اور اگر کسی اور کو خلافت دیں تو آپ ان کو ہمارے لئے وصیت کر کے جائیں، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ اگر ہم خلافت کا سوال کریں اور حضور ﷺ ہمیں منع کر دیں تو واللہ پھر کوئی شخص بھی اس کے بعد قیامت تک ہمیں خلافت نہیں دے گا، اس لئے اس چیز کے بارے میں حضور ﷺ سے سوال نہیں کر سکتا۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں اسحاق بن بشر بن شعیب سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۴۴۷۔ فتح الباری ۱۴۲/۸)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید بن ابی عمرو نے ، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ، وہ فرماتے ہیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے ، انہوں نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زہری نے ، انہوں نے عبداللہ بن کعب بن مالک سے نقل کیا ہے انہوں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے ، وہ فرماتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کے پاس سے اُس وقت نکلے جس وقت حضور علیہ السلام پیٹ کی تکلیف میں مبتلا تھے (پھر وہی حدیث ذکر کی) مگر غلام بننے کا ذکر نہیں ہے ، البتہ آخر میں اس بات کا اضافہ ہے کہ حضور ﷺ اُس چاشت کے قریب وفات پا گئے ۔ سیرۃ ابن ہشام ۲۶۲/۴)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابومحمد عبداللہ بن یحییٰ بن عبدالجبار السکری نے بغداد میں ، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد الصفار نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن منصور رمادی نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالرزاق نے ، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی معمر نے زہری سے نقل کرتے ہوئے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابن کعب ابن مالک نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے پاس سے مرض الوفات کے زمانہ میں گھر سے باہر نکلے اور ان دونوں سے ایک شخص کی ملاقات ہوگئی ۔ اُس شخص نے پوچھا کہ اے ابوالحسن آج حضور علیہ السلام کا مزاج کیسا ہے ؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا آج طبیعت تو الحمدللہ بہتر ہے ۔

راوی فرماتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا ، تم تین دن کے بعد غلام بن جاؤ گے ۔ راوی فرماتے ہیں کہ پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خلوت میں فرمایا کہ میں بنی عبدالمطلب کی اولاد کو موت کے وقت پہچان لیتا ہوں ، کیونکہ مجھے یقین ہے کہ حضور علیہ السلام اس مرض الوفات کے بعد زندہ نہیں رہ سکیں گے ۔ اگر خلافت کا معاملہ ہمارے حوالہ ہو گیا تو پھر ہر چیز کا علم ہو جائے گا اور اگر خلافت ہمیں نہیں ملی تو حضور علیہ السلام کم از کم ہمارے متعلق وصیت تو کر جائیں گے ۔

راوی فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا اگر ہم نے حضور علیہ السلام سے خلافت کا سوال کیا اور حضور علیہ السلام نے ہمیں خلافت نہیں عطا کی تو آپ کا کیا خیال ہے کہ پھر لوگ ہمیں خلافت دیں گے ؟ (یعنی پھر کبھی نہیں دیں گے) ۔ لہٰذا واللہ میں کبھی بھی خلافت کے بارے میں حضور علیہ السلام سے سوال نہیں کر سکتا ۔

حضرت عبدالرزاق فرماتے ہیں کہ معمر ہمیں یہ کہتے تھے تمہارے نزدیک ان دونوں میں سے کسی کی رائے بہتر تھی تو ہم کہتے تھے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی رائے بہتر تھی ، لیکن حضرت معمر ہماری بات کو تسلیم نہیں کرتے تھے ۔ اور فرماتے تھے کہ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ خلافت کا سوال کرتے اور حضور علیہ السلام اُنہیں خلافت عطا بھی کر دیتے تو پھر اگر لوگ اُن کی خلافت نہ مانتے تو کافر ہو جاتے ، اس لئے اُن کا نہ مانگنا ہی بہتر تھا ۔

عبدالرزاق فرماتے ہیں کہ یہ بات میں نے ابن عیینہ سے بیان کی تو انہوں نے فرمایا حضرت شعبی فرماتے ہیں کہ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ خلافت کا سوال کر لیتے تو یہ اُن کے لئے اُن کے مال اور اولاد سے بھی بہتر تھا ۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن محمد بن عبداللہ السنی ۔ نے مرو میں ، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالموجہ نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبدان نے ، انہوں نے ابی حمزہ سے نقل کیا ہے ، انہوں نے اسماعیل بن ابی خالد سے ، انہوں نے عامر جو کہ شعبی ہیں ۔ سے نقل کیا ہے ، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا (جبکہ حضور علیہ السلام بیمار ہو گئے تھے) میں نے حضور علیہ السلام کو دیکھ کر یہ اندازہ لگایا ہے کہ اب حضور علیہ السلام کا انتقال ہو جائے گا ۔ اس لئے آپ مجھے لے کر حضور علیہ السلام کے پاس چلیں اور عرض کریں کہ آپ اپنے بعد کس کو خلیفہ بنائیں گے ؟ پس اگر حضور ﷺ نے خلافت کے لئے ہمیں منتخب کر لیا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ ہمارے لئے کچھ وصیت کر جائیں کہ بعد والے ہمارے ساتھ ظلم وغیرہ کا برتاؤ نہ کریں ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے عرض کیا یہ بات پوچھنا مجھے بُرا لگتا ہے۔ پھر جب حضور علیہ السلام کا وصال ہو گیا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم ہاتھ آگے کرو ہم تمہارے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور بیعت نہ لی۔

حضرت عامر فرماتے ہیں کہ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے دونوں مشوروں میں سے کسی ایک پر بھی عمل کر لیتے تو یہ ان کے لئے سرخ اُونٹوں سے بھی خیر اور بہتر تھا۔

حضرت عامر یہ بھی فرماتے ہیں کہ اگر حضرت عباس رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں شریک ہو جاتے تو پھر صحابہ کرام میں اُن سے زیادہ فضیلت والا اور ذی عقل، ذی رائے اور کوئی نہ ہوتا۔

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عباس بن محمد دوری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ازہر بن سعد السمان نے، انہوں نے ابن عون سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابراہیم سے، انہوں نے اسود سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ لوگ یہ کہہ رہے ہیں حضور علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا وصی مقرر کیا ہے؟

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا آپ ﷺ نے کب وصیت فرمائی؟ حالانکہ میں دیکھ رہی ہوں کہ حضور علیہ السلام نے آخری وقت میں ایک ٹب منگوایا تاکہ اس میں پیشاب کریں اور حضور علیہ السلام میرے سینے پر ٹیک لگائے ہوئے تھے، پس اتنے میں آپ ﷺ جھک گئے یا آپ ﷺ میری جھولی میں گر پڑے اور آپ علیہ السلام کا انتقال ہو گیا مجھے پتہ بھی نہ چلا۔ جب اصل بات یہ ہے تو کون کہتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے وصی مقرر فرمایا تھا؟

اس روایت کو امام بخاری نے عبداللہ بن محمد سے نقل کیا ہے، انہوں نے زہری سے، جبکہ شیخین نے اس حدیث کو ابن علیہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابن عون اور ابراہیم سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب الوصایا ۳:۴، ۶:۱۸، مسلم۔ کتاب الوصیۃ ص ۱۲۵۷۔ مسند احمد ۶: ۳۲)

اور یہ وہی ابراہیم ہیں جو ابن یزید بن شریک التیمی کہلاتے ہیں۔

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید الصفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہشام بن علی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن رجاء نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی اسرائیل نے ابی اسحاق سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے ارقم بن شرحبیل سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ سے سفر کیا تو میں نے راستہ میں سوال کیا کہ کیا نبی کریم ﷺ نے کسی کو وصی بنایا تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ جب نبی کریم ﷺ کو وہ مرض لاحق ہوا جس میں آپ کا انتقال ہو گیا تھا تو آپ اس وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ مکان میں تھے۔

اُسی دوران آپ نے سر اُٹھایا اور فرمایا کہ علی کو بلاؤ تو بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ کیا ابوبکر کو نہ بُلائیں یارسول اللہ؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں ان کو بھی بُلو الو۔ اتنے میں بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا، کیا عمر کو نہ بُلائیں یارسول اللہ؟ تو آپ نے فرمایا ہاں ان کو بھی بُلو الو۔ پھر اُم الفضل رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو نہ بُلائیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں ان کو بھی بلالو۔ پھر جب سب حضرات رضی اللہ عنہما حاضر ہو گئے تو نبی کریم ﷺ نے اپنا سر مبارک اُوپر اُٹھایا لیکن کوئی ارشاد نہ فرمایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم یہاں سے چلتے ہیں اگر حضور علیہ السلام کو ہماری ضرورت پڑے گی تو ہمیں بلالیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات تین مرتبہ ارشاد فرمائی۔ اتنے میں حضور علیہ السلام بھی گویا ہوئے اور فرمایا کہ حضرت ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ پھر نماز کے متعلق حدیث بیان فرمائی۔ (لیکن مصنف نے اس کو ذکر نہیں کیا۔ مترجم)

راوی نے آخر حدیث میں ارشاد فرمایا کہ پھر حضور ﷺ کا انتقال ہو گیا لیکن آپ نے کسی کو وصی نہیں بنایا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی المقری الاسفرائینی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عمرو بن مرزوق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی مالک بن مغول نے، انہوں نے طلحہ بن مصرف سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن ابی اوفیٰ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے کسی کو وصی بنایا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ نہیں۔ تو میں نے پوچھا کہ پھر کس چیز کی آپ ﷺ نے وصیت فرمائی تھی؟ تو انہوں نے فرمایا کہ آپ علیہ السلام نے کتاب اللہ کو مضبوطی سے تھامنے کی وصیت فرمائی تھی۔

حضرت مالک نے فرمایا کہ حضرت طلحہ اور حضرت ہذیل بن شرحبیل فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام کے وصی پر حکومت کر سکتے تھے لیکن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تو یہ حال تھا کہ اگر وہ حضور ﷺ کا کوئی حکم خلافت کے متعلق پاتے تو تابعدار اونٹنی کی طرح اپنی ناک میں تابعداری کی نکیل ڈال لیتے۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں فریابی سے نقل کیا ہے، انہوں نے مالک بن مغول سے نقل کیا ہے جبکہ امام مسلم نے اس حدیث کو عبدالرحمن بن مہدی وغیرہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے مالک سے نقل کیا ہے۔

(بخاری۔ کتاب الوصایا۔ مسلم۔ کتاب الوصیۃ۔ ابن ماجہ۔ کتاب الوصایا۔ حدیث ۲۶۹۶ ص ۲/۹۰۰)

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید بن ابی عمرو نے، وہ دونوں فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابومعاویہ نے اعمش سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے ابراہیم التیمی سے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے۔

> وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ''حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا اور فرمایا کہ اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ ہمارے پاس قرآن کے علاوہ کوئی اور بھی کتاب ہے جس کو ہم پڑھتے ہیں تو وہ جھوٹا ہے۔ اور وہ سن لے کہ ہمارے پاس سوائے قرآن کریم کے اور کوئی کتاب نہیں ہے۔ اور یہ صحیفہ ہے جو کہ آپ کی تلوار میں معلق تھا۔ اس میں اونٹوں کی عمریں اور زخموں کے قصاص کا بیان ہے اور اس میں رسول اللہ ﷺ کا یہ بیان ہے کہ مدینہ منورہ عیر پہاڑ سے لے کر مقام ثور تک حرم ہے اگر کوئی شخص اس جگہ دین کی کوئی نئی بات نکالے یا کسی بدعتی کو ٹھکانہ دے تو اس پر اللہ تعالیٰ تمام فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو، اور روزِ قیامت نہ اس کا فرض قبول ہوگا نہ ہی نفل اور اگر کوئی شخص اپنا نسب اپنے حقیقی والد سے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کرے یا کوئی لونڈی یا غلام اپنے مولیٰ کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنی نسبت کرے تو اس پر اللہ تعالیٰ تمام فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ اور اللہ تعالیٰ ان کا بھی کوئی فرض ونفل قبول نہیں فرمائے گا۔ اور تمام مسلمان کا ذمہ برابر و یکساں ہے، اُن میں سے ادنیٰ مسلمان کا کسی کو پناہ دینا بھی قابل اعتبار ہے اور کوئی مسلمان کا ذمہ توڑے گا اس پر بھی اللہ تعالیٰ تمام فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ اُن کا بھی کوئی فرض ونفل قبول نہیں ہوگا''۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں دوسری سند سے اعمش سے نقل کیا ہے جبکہ امام مسلم نے زہیر بن حرب سے نقل کیا ہے جبکہ ان حضرات نے ابی معمر سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ باب ذمۃ المسلمین ۴/۱۲۲،۔ ۴/۱۲۴۔ مسند احمد ۱/۸۱۔ ابوداؤد ۲/۲۱۶)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی تمتام نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہُدبہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی قتادہ سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے ابی حسان سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمیں کسی کا بھی حکم کرتے تو انہیں یہ کہا جاتا کہ ہم نے تو یہ کام اس طرح کیا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات سچی ہے تو آپ سے کہا گیا کہ کیا حضور ﷺ نے آپ کے لئے کسی چیز کی وصیت کی ہے؟

راوی فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے دوسروں کو چھوڑ کر مجھے کسی خاص چیز کی وصیت نہیں فرمائی (یعنی جو وصیت سب کے لئے تھی وہی وصیت میرے لئے بھی تھی)۔ مگر یہ کچھ چیزیں میرے اس صحیفہ میں لکھی ہوئی ہیں جو میری تلوار کی نیام میں معلق ہیں۔

راوی فرماتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار کو نیچے کیا اور اُس میں سے وہ صحیفہ نکالا۔ اس میں لکھا ہوا تھا کہ جس نے دین میں کسی نئی چیز کو ایجاد کیا یا کسی بدعتی کو ٹھکانہ دیا تو اُس پر اللہ تعالیٰ تمام فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ اللہ تعالیٰ نہ اُس کا فرض قبول کرے گا اور نہ ہی نفل۔ اور اس میں یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ حضرت ابراہیم نے مکہ کو حرم قرار دیا ہے اور میں بھی مکہ کو حرم قرار دیتا ہوں اور میں مدینہ منورہ کو حرم قرار دیتا ہوں کہ وہ سیاہ پتھروں اور چراہ گاہوں کے درمیان کا حصہ ہے۔ کوئی اُس کا کانٹا بھی نہ توڑے اور نہ ہی اُس کے شکار کو بھگائے اور نہ ہی اُس کی گمشدہ چیز کو اُٹھائے اِلّا یہ کہ کوئی اُس کا اعلان کروائے تو اُس کو دے دیا جائے اور نہ اس کے درختوں کو کوئی کاٹے اِلّا یہ کوئی آدمی اپنے اُونٹوں کو چرائے اور نہ ہی کوئی اس میں قتال کے لئے اسلحہ اُٹھائے اور اُس میں سارے مؤمن برابر و یکساں ہیں اور سب کے خون برابر ایک دوسرے پر حرام ہیں اور اُن میں کا ادنیٰ کا ذمہ بس کے لئے قابلِ اعتبار ہے۔ خبردار! اس میں کوئی مسلمان بھی کسی کافر کو قتل نہ کرے اور نہ کوئی ذمہ والے شخص کو کوئی شخص قتل کرے۔ (ابوداؤد۔ کتاب المناسک۔ حدیث ۲۰۳۵۔ ۲/۲۱۶۔ ۲۱۷)

مصنف فرماتے ہیں اور بہر حال وہ حدیث جس نے خبر دی ہمیں ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوجعفر محمد بن صالح بن ہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعبدالرحمن یحییٰ بن زبیر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حماد بن عمرو النصیبی نے، انہوں نے سری بن خالد سے نقل کیا ہے، انہوں نے جعفر بن محمد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے دادا سے، انہوں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اُن سے ارشاد فرمایا کہ اے علی! میں تمہیں ایک وصیت کرتا ہوں تم اُس وصیت کی حفاظت کرنا اور جب تک تم میری وصیت کو یاد رکھو گے اس وقت تک تم خیر و بھلائی پر رہو گے، پھر فرمایا کہ اے علی! مؤمن کی تین نشانیاں ہیں کہ وہ نماز، روزہ اور زکوٰۃ کو قائم کرنے والا ہوتا ہے، پھر انہوں نے طویل حدیث بیان کی اور اس میں ترغیب و آداب کو بیان کیا۔

اور یہ بقول مصنف موضوع ہے اور مصنف فرماتے ہیں کہ میں نے ابتداء کتاب میں یہ شرط بیان کی تھی کہ میں اس کتاب میں کوئی موضوع حدیث نہیں لکھوں گا اگر کوئی موضوع حدیث ذکر بھی کی تو اس کی وضاحت ضرور کروں گا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوسعد المالینی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابواحمد بن عدی حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی احمد بن نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن سعد نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن معین کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ حماد بن عمرو النصیبی کا شمار جھوٹ بولنے والے راویوں میں ہوتا ہے اور وہ موضوع حدیث بیان کرتا ہے۔ اور وہ جو ہم نے بیان کیا ہے ابوعبداللہ حافظ کے سامنے (مدخل کتاب کے اوّل میں کہ حماد بن عمرو النصیبی اور نصیبین میں سے ایک ہے جو ثقہ جماعت سے روایت کرتا ہے۔ اس کی احادیث موضوع ہوتی ہیں۔ (تاریخ کبیر ۳/۲۸۔ ضعفا للعقیلی ۱/۳۰۸۔ مجروحین ۱/۲۵۲۔ میزان ۱/۵۹۸)

یہ بات مرّہ کے سامنے لغو ہے اور میں یہ کہتا ہوں کہ حماد بن عمر کا قصہ دوسرا ہے اور اس کی سند مرسل ہے۔

اور ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمن سلمی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالقاسم عبیداللہ بن عثمان بن یحییٰ نے وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعمر بن سماک نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن علی قطان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن عیسیٰ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حماد بن عمرو نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زید بن رفیع نے، انہوں نے مکحول الشامی سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ یہ وہ بات ہے جو حضور ﷺ نے علی بن ابی طالب سے بیان فرمائی تھی جب آپ غزوۂ حنین سے واپس ہوئے تھے اور اس وقت سورۃ النصر نازل ہوئی۔

آگے انہوں نے طویل حدیث کو باب الفتنہ میں ذکر کیا ہے اور وہ حدیث بھی منکر حدیث ہے اور اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ اور احادیث صحیحہ میں سے یہی احادیث اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کافی ہیں۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور محمد بن موسیٰ بن فضل نے، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی یونس بن بکیر نے، انہوں نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی صالح بن کیسان نے، انہوں نے زہری سے نقل کیا ہے، انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے وفات کے وقت صرف تین باتوں کی وصیت فرمائی۔

(۱) رہاویین کے لئے (رہاویین ایک قبیلہ ہے) اور داریین کے لئے، اور شانیین کے لئے اور اشعریین کے لئے خیبر کی زمین کی آمدنی میں سے سوسو وسق دیئے ہیں۔

(۲) اُسامہ بن زید کے لشکر کو بھیجنے کو ضروری سمجھا جائے۔

(۳) اور یہ وصیت فرمائی کہ جزیرۂ عرب میں دو دین جمع نہیں ہو سکتے۔

باب ۲۹۲

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ حدیث جس میں

حضور علیہ السلام کا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے اپنی وفات کے ذکر کا بیان ہے اور جو آپ ﷺ نے اُن کو وصیت فرمائی اُس کا بیان ہے اور اس کی اسناد ضعیف ہے مرہ کے نزدیک

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی حمزہ بن العباس عقبی نے بغداد میں، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن روح المدائنی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سلام بن سلیمان المدائنی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سلام بن سلیم الطویل نے، انہوں نے عبدالملک بن عبدالرحمن سے نقل کیا ہے، انہوں نے حسن العربی سے نقل کیا ہے، انہوں نے اشعث بن طلیق سے، انہوں نے مرہ بن شراحیل سے، انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ بیمار ہو گئے تو ہم سب اپنی ماں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں جمع ہوئے۔

راوی فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ہماری طرف دیکھا تو آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ پھر ہمیں ارشاد فرمایا کہ میری جدائی کا وقت قریب آ گیا ہے اور ہمیں اپنی وفات کی خبر دی، پھر فرمایا کہ تمہیں خوشخبری ہو اللہ تعالیٰ تمہیں زندگی دے، اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت ہی پر رکھے، اللہ تعالیٰ تمہاری مدد و نصرت کرے، اللہ تعالیٰ تمہیں نفع پہنچائے، اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق خیر عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ تمہیں دین پر قائم رکھے، اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت فرمائے، اللہ تعالیٰ تمہاری اعانت فرمائے، اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال قبول فرمائے، میں تمہیں تقویٰ اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے اور اُس نے خلیفہ بنایا تمہارے لئے۔ بے شک میں تمہارے لئے اُس کی طرف سے واضح

ڈرانے والا ہوں اور ہاں تم اللہ تعالیٰ کے بندوں، اس کے شہروں پر سرکشی مت کرنا، اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اس کا ذکر تمہارے لئے بھی کیا ہے اور میرے لئے بھی: کہ

تلك الدار الآخرة نجعلها للذين لا يريدون علوًّا في الأرض ولا فسادًا والعاقبة للمتقين
(سورۃ القصص آیت ۸۳)

عالم آخرت ہم انہیں لوگوں کے لئے خاص کرتے ہیں جو دنیا میں نہ بڑا بننا چاہتے ہیں اور نہ فساد کرنا اور نیک نتیجہ متقی لوگوں کو ملتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

أليس في جهنم مثوى للمتكبرين۔ (سورۃ العنکبوت: آیت ۶۸)
کیا نہیں ہے جہنم ٹھکانہ متکبرین لوگوں کے لئے۔

ہم نے حضور علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ کی وفات کا وقت کب ہے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ موت کا وقت قریب ہے اور میں اللہ تعالیٰ کی طرف پلٹنے والا ہوں۔ اور سدرۃ المنتہیٰ اور جنت کے آبخورے اور عمدہ عمدہ بستر اور تخت کی طرف پلٹنے والا ہوں۔ پھر ہم نے عرض کیا کہ آپ کو غسل کون دے گا یا رسول اللہ! تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے قریبی اہل خانہ اور قریبی کے ساتھ بہت زیادہ فرشتے بھی ہوں گے جو تمہیں نظر نہیں آئیں گے۔ پھر ہم نے عرض کیا کہ ہم کس چیز میں آپ کو کفن دیں؟ تو آپ نے علیہ السلام نے فرمایا کہ یا تو میرے انہی کپڑوں کو کفن بنانا یا یمنی کپڑا ہو یا پھر مصر کا سفید کپڑا ہو۔

پھر ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کا جنازہ کون پڑھائے گا؟ تو نبی کریم ﷺ رو پڑے، پھر ہم بھی رو پڑے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم ذرا ٹھہرو اللہ تعالیٰ مغفرت کرے اور اللہ تعالیٰ تمہیں تمہارے نبی کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔

پھر ارشاد فرمایا کہ جب تم مجھے غسل دے دو اور مجھے دھونی بھی دے دو اور مجھے کفن بھی دے دو پھر تم مجھے میری قبر کے کنارے پر رکھ دینا، پھر تم سب تھوڑی دیر کے لئے باہر چلے جانا۔ سب سے پہلے جو میری نماز پڑھیں گے وہ میرے دو خلیل اور میرے دوست جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام اور اسرافیل علیہ السلام ہوں گے۔ پھر ملک الموت حضرت عزرائیل علیہ السلام ملائکہ کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں گے۔ پھر انسانوں میں سے سب پہلے میرے اہل بیت میں سے مرد ہوں گے۔ پھر عورتیں ہوں گی۔ پھر تم سب اجتماعی یا انفرادی طور پر آکر میری نماز جنازہ پڑھنا لیکن دیکھو چیخنے، چلانے اور رونے سے تکلیف مت پہنچانا۔ اور میرے صحابہ میں سے جو اُس دن غائب ہو اس کو میرا سلام کہنا اور میں تم لوگوں کو گواہ بناتا ہوں کہ اُس شخص کو سلام کہتا ہوں جو اسلام میں داخل ہوا اور جو میرے اس دین کی اتباع کرے گا قیامت تک آنے والے سب انسانوں کے لئے۔

ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کو قبر میں کون داخل کرے گا؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے اہل بیت میں سے جو میرے قریب ہوں گے وہی مجھے قبر میں داخل کریں گے، مگر تمہارے ساتھ بہت سے فرشتے بھی ہوں گے جن کو تم نہیں دیکھ سکو گے۔

اس حدیث مبارکہ کی تائید کرنے والی ایک اور حدیث احمد بن یونس نے سلام الطویل سے بیان کی ہے جبکہ سلام الطویل اس میں تنہا ہیں۔

☆☆☆

باب ۲۹۳

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الوفات کی مدت

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا دن

مہینہ سال اور وقت

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد عبداللہ بن یحییٰ بن عبدالجبار السکری نے بغداد میں، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی اسماعیل بن الصفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی حدیث بیان کی عباس بن عبداللہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن یوسف الفریابی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سفیان نے، انہوں نے ہشام بن عروہ سے نقل کیا ہے انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، وہ فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ سے پوچھا کہ حضور علیہ السلام کی وفات کا دن کون سا تھا؟ تو میں نے عرض کیا کہ پیر کا دن تھا۔ پھر فرمایا کہ مجھے بھی امید ہے کہ میں بھی پیر والے دن مروں گا۔ لہٰذا آپ کا انتقال بھی پیر کے دن ہوا۔ (فتح الباری ۲۵۲/۳)

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد روذباری نے طوس میں، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالنضر محمد بن یوسف نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سعید بن عفیر نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن لہیعہ نے، انہوں نے خالد بن ابی عمران سے نقل کیا ہے، انہوں نے حنش سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی پیدائش پیر کے دن ہوئی اور آپ کو نبوت پیر کے دن ملی، آپ مکہ سے ہجرت کر کے پیر کے دن گئے اور فتح مکہ پیر کے دن ہوا اور سورۃ المائدہ پیر کے دن نازل ہوئی کہ الیوم اکملت لکم دینکم (ترجمہ) کہ آج کے دن میں تمہارے لئے تمہارے دن کو مکمل کر دیا۔ اور آپ کا انتقال بھی پیر کے روز ہوا۔ (خصائص کبریٰ۔ ۲/ ۲۷۰۔ مسند احمد ۱/ ۲۷۷)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین بن الفضل نے بغداد میں، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن لہیعہ نے، انہوں نے خالد سے نقل کیا ہے، انہوں نے حنش سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، پھر وہی حدیث بیان کی۔ البتہ اتنا اضافہ فرمایا کہ جب حضور ﷺ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو وہ دن بھی پیر کا دن تھا۔ البتہ اس روایت میں اس کا تذکرہ نہیں ہے کہ مجھے نبوت بھی پیر کے روز ملی۔ اور اس آیت "الیوم اکملت لکم دینکم" کے ذکر میں بھی اختلاف ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ مدینہ منورہ میں داخل ہونے کا دن جمعۃ المبارک اور یوم العرفہ تھا۔ اسی طرح عمار بن ابی عمار نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عمرو بن خالد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن لہیعہ نے، انہوں نے ابی الاسود سے نقل کیا ہے، انہوں نے عروہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن المنذر نے، انہوں نے ابن فلیح سے نقل کیا ہے، انہوں نے موسیٰ بن عقبہ سے، انہوں نے ابن شہاب سے،

یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں جب حضور علیہ السلام کی بیماری سخت ہوگئی تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر صدیق ﷛ کی طرف پیغام بھیجا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عمر بن خطاب ﷛ کی طرف اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی ﷛ کی طرف پیغام بھیجا۔ ابھی یہ حضرات پہنچے بھی نہ تھے کہ حضور علیہ السلام کا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سینے پر ہی انتقال ہوگیا اور وہ دن پیر کا تھا۔ ابراہیم نے یہ بھی اضافہ کیا کہ سورج ڈھل چکا تھا ربیع الاوّل کے مہینہ میں۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن کامل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن علی بزاز نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبدالاعلیٰ نے، وہ فرماتے ہیں حدیث بیان کی معتمر بن سلیمان نے، اپنے والد سے نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ حضور علیہ السلام صفر المظفر کی ۲۲/ بائیسویں رات کو بیمار ہوئے۔ آپ علیہ السلام کی بیماری کی ابتداء آپ کی ایک باندی ریحانہ نامی کے ہاں ہوئی جو کہ یہودیوں سے قید ہوکر آئی تھی۔ اور جس دن آپ کے مرض میں تکلیف کا آغاز ہوا وہ ہفتہ کا دن تھا اور آپ کی وفات اس دن سے دسویں دن پیر کے دن ہوئی ربیع الاوّل کی تین تاریخ تھی، اور مدینہ منورہ میں آئے ہوئے پورے دس سال مکمل ہوگئے تھے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن الجہم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن الفرج نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی واقدی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابومعشر نے محمد بن قیس سے نقل کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ بدھ کے دن بیمار ہوئے (صفر المظفر کی انیسویں تاریخ کو ہجرت کا گیارھواں سال تھا)۔ زینب بنت جحش کے گھر میں شدید بیمار ہوئے تو فوراً تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن وہاں جمع ہوگئیں۔ آپ تقریباً (۲۳) تیئیس دن بیمار رہے اور پیر کے دن ربیع الاوّل کے مہینہ اور ہجرت کے گیارہ سال میں آپ کا انتقال ہوا۔ (مغازی واقدائی) (مغازی للواقدی ۳/۱۱۲)

واقدی فرماتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی سعید بن عبداللہ بن ابی الابیض نے مقبری سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے عبداللہ بن رافع سے، انہوں نے اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ کے مرض کی ابتداء آپ کی زوجہ مطہرہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر ہوئی۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین بن الفضل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن یونس نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابومعشر نے، انہوں نے محمد بن قیس سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام تقریباً تیئیس دن بیمار رہے۔ جب بھی آپ کو افاقہ ہوتا تو آپ نماز پڑھتے اور جب بیمار ہوتے تو ابوبکر صدیق ﷛ نمازیں پڑھاتے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین بن الفضل نے، وہ فرماتے ہیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عمار بن حسن نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سلمہ بن الفضل نے، انہوں نے محمد بن اسحاق سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا انتقال ۱۲/ ربیع الاوّل کو ہوا۔ اور وہ ہی دن تھا جس دن حضور علیہ السلام ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں آئے تھے اور اس دن آپ کی ہجرت کے پورے دس سال مکمل ہوگئے تھے۔

☆☆☆

باب ۲۹۴

جس دن حضور ﷺ کا انتقال ہوا اس دن آپ کی عمر مبارک کیا تھی

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالخیر جامع ابن احمد بن محمد بن مہدی الوکیل نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوطاہر محمد بن الحسن المحمد آبا ذی نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عثمان بن سعید دارمی نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن مسلمہ نے ، اس بات کے متعلق جو مالک بن انس نے بیان کی تھی۔

دوسری سند میں مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی بن محمد بن سختویہ نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن قتیبہ اور جعفر بن محمد نے ، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ نے ، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے بیان کیا ملک نے ربیعہ بن ابی عبدالرحمن سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے انس بن مالک سے نقل کیا ہے ، انہوں نے ان کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نہ بہت زیادہ دراز قد تھے نہ بہت چھوٹے قامت والے ، نہ بہت زیادہ سفید تھے نہ گندمی رنگت والے تھے ، نہ سخت گھنگریالے بالوں والے تھے نہ بالکل سیدھے بالوں والے تھے۔ غرض کہ ہر چیز نہایت اعتدال سے بنائی گئی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے اُنہیں چالیس سال کی عمر میں مبعوث فرمایا اور مکہ مکرمہ میں آپ دس سال رہے پھر مدینہ منورہ میں بھی دس سال رہے۔ اور جب آپ کا انتقال ہوا تو آپ کی عمر ساٹھ سال تھی اور آپ کی داڑھی اور سر کے بالوں میں بیس سے زیادہ سفید بال نہیں تھے۔

یہ الفاظ حدیث یحییٰ کے ہیں جبکہ قعنبی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ حضور ﷺ کے بال نہ سخت گھنگریالے تھے اور نہ ہی بالکل سیدھے تھے۔ باقی وہی الفاظ ہیں۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں عبداللہ بن یوسف سے نقل کیا ہے جبکہ دوسرے حضرات نے مالک سے نقل کیا ہے جبکہ امام مسلم نے یحییٰ بن یحییٰ سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب المناقب۔ باب وصیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ مسلم۔ کتاب الفضائل۔ حدیث ۱۱۳ ص ۱۸۲۴)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعمرو بن سماک نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حنبل بن اسحاق نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابومعمر عبداللہ بن عمرو نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالوارث نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوغالب الباہلی نے ، وہ فرماتے ہیں میں نے ایک مرتبہ انس بن مالک سے عرض کیا کہ اے ابوحمزہ! جب رسول اللہ ﷺ کو نبوت کے لئے منتخب کیا گیا تو اس وقت آپ کی عمر مبارک دوسرے لوگوں کی بنسبت کتنی تھی؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ چالیس سال آپ علیہ السلام کی عمر تھی ، پھر کہاں رہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ دس سال مکہ مکرمہ میں رہے اور دس سال مدینہ منورہ میں اور جس دن آپ کا انتقال ہوا اُس دن آپ کی عمر پورے ساٹھ سال تھی۔ پھر میں نے عرض کیا اُس دن اتنی عمر میں آپ لوگوں میں کس طرح لگتے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ تمام لوگوں میں خوب جوان ، خوبصورت اور صاحب جمال اور جسم بھرا ہوا تھا۔ تو میں نے کہا اے ابوحمزہ! کیا آپ نے حضور علیہ السلام کے ساتھ کسی غزوہ میں شرکت کی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہاں۔ میں غزوۂ حنین میں آپ علیہ السلام کے ساتھ شریک تھا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے بغداد میں وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالحسین محمد بن احمد بن تمیم قنطری نے بغداد میں ، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابواسماعیل محمد بن اسماعیل السلمی نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوغسان محمد بن عمرو رازی الطیالسی نے جن کا لقب زنیج تھا۔ وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حکام بن سالم نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عثمان بن زائدہ نے ،

انہوں نے زبیر سے، انہوں نے عدی سے، انہوں نے انس بن مالک سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ کا انتقال ہوا تھا اُس وقت آپ علیہ السلام تریسٹھ (۶۳) سال کے نوجوان تھے۔ او جب حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا انتقال ہوا تو آپ کی عمر بھی تریسٹھ سال تھی۔ اور جب حضرت عمر بن خطاب ؓ کا انتقال ہوا تو اُن کی عمر بھی تریسٹھ سال تھی۔

اس روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں ابی غسان سے نقل کیا ہے۔ (مسلم۔ کتاب الفضائل۔ حدیث ۱۱۴ ص ۱۸۲۵/۴)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید الصفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبید بن شریک نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحیی بن بکیر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی لیث نے، انہوں نے عقیل سے نقل کیا ہے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تو اُس وقت آپ کی عمر تریسٹھ (۶۳) سال تھی۔

علامہ ابن شہاب فرماتے ہیں کہ ہمیں اس کی خبر دی ابن مسیب نے، اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں یحیی بن بکیر سے نقل کیا ہے جبکہ امام مسلم نے دوسری سند سے لیث سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب المناقب۔ مسلم ۱۸۲/۴)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں مجھے خبر دی عبداللہ بن اسحاق قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حارث بن ابی اُسامہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی روح بن عبادہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زکریا بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عمرو بن دینار نے، انہوں نے ابن عباس ؓ سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ مکہ مکرمہ میں تیرا (۱۳) سال رہے اور جب آپ کا انتقال ہوا تو آپ کی عمر تریسٹھ (۶۳) سال تھی۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں مطر بن الفضل سے روایت کیا ہے، انہوں نے روح بن عبادہ سے نقل کیا ہے، جبکہ امام مسلم نے اسحاق بن ابراہیم سے نقل کیا ہے، انہوں نے روح بن عبادہ سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ مناقب الانصار۔ مسلم۔ کتاب الفضائل ص ۱۸۲۶/۴)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوجعفر محمد بن عمرو رزاز نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبید اللہ ابن المنادی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن محمد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حماد بن سلمہ نے، انہوں نے ابی حمزہ سے، انہوں نے ابن عباس ؓ سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ پر جب سے وحی شروع ہوئی ہے اس وقت سے تیرہ سال مکہ مکرمہ میں رہے اور دس سال مدینہ منورہ میں رہے اور جب آپ کا انتقال ہوا تو آپ کی عمر تریسٹھ (۶۳) سال کی تھی۔

اس روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں بشر بن السرّی سے نقل کیا ہے، انہوں نے حماد سے نقل کیا ہے۔ (مسلم ص ۱۸۲۶/۴)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابونصر محمد بن احمد بن اسماعیل الطبرانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ بن احمد بن منصور الطوسی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسماعیل الصائغ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی روح نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی علی بن عبداللہ بن بشران نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعمرو بن سماک نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حنبل بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی روح نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہشام نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عکرمہ نے، انہوں نے ابن عباس ؓ سے نقل کیا ہے کہ حضور علیہ السلام کو نبوت چالیس سال کی عمر میں ملی، پھر آپ تیرا (۱۳) سال مکہ مکرمہ میں رہے، وہیں وحی نازل ہوئی تھی۔ پھر آپ کو مدینہ کی طرف ہجرت کا حکم ملا۔ پس آپ نے مدینہ منورہ ہجرت کی اور وہاں دس سال رہے۔ جب آپ کا انتقال ہوا تو آپ کی عمر تریسٹھ (۶۳) سال تھی۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں مطر بن الفضل سے نقل کیا ہے، انہوں نے روح بن عبادہ سے نقل کیا ہے۔

(بخاری۔ حدیث ۳۹۰۲۔ فتح الباری ۲۲۷/۷)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن الحسن بن فورک نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوداؤد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے، انہوں نے ابی اسحاق سے نقل کیا ہے، انہوں نے عامر بن سعد سے، انہوں نے جریر بن عبداللہ نے، انہوں نے معاویہ بن ابی سفیان سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ کی رُوح قبض کی گئی تو آپ کی عمر تریسٹھ (۶۳) سال کی تھی۔ اور جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی روح قبض کی گئی تو آپ کی عمر بھی تریسٹھ (۶۳) سال تھی۔ اور جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی روح قبض کی گئی تو آپ کی عمر بھی تریسٹھ (۶۳) سال تھی۔

اس روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح مسلم میں غندر سے نقل کیا ہے، انہوں نے شعبہ سے نقل کیا ہے۔ (مسلم۔ کتاب الفضائل ۴/ ۱۸۲۷)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابونصر محمد بن علی بن محمد فقیہ شیرازی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابومحمد یحییٰ بن منصور قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر محمد بن نصر بن جارود نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن رافع نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شبابہ نے، جو کہ ابن سوار ہیں۔ وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے، انہوں نے یونس بن عبید نے، انہوں نے عمار سے جو کہ بنی ہاشم کے غلام ہیں۔

وہ فرماتے ہیں میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ جب حضور علیہ السلام نے وفات پائی اس وقت آپ کتنی عمر کے تھے؟ تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ تو بڑے سخت تعجب کی بات ہے کہ آپ جیسے شخص کو اس کا علم نہیں ہے، حالانکہ تمہاری قوم کا واقعہ ہے۔ پھر خود ہی فرمایا کہ اس وقت آپ کی عمر پینسٹھ (۶۵) سال کی تھی۔ (مسلم۔ کتاب الفضائل ۴/ ۱۸۲۷)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین بن الفضل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حجاج نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حماد نے، انہوں نے عماد بن ابی عمار سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، حضور علیہ السلام کی عمر مبارک کے حساب کے متعلق۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام نے مکہ مکرمہ میں پندرہ برس قیام فرمایا۔ اس حال میں کہ سات برس تک تو فرشتوں کے آنے کی آوازیں سُنتے تھے اور نور وروشنی دیکھتے تھے۔ لیکن کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ پھر آٹھ سال اس حال میں گزارے کہ آپ پر وحی آتی تھی۔ اور مدینہ منورہ میں دس سال رہے۔

اس روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں دوسری سند سے ذکر کیا ہے۔ اور حماد سے بھی نقل کیا ہے۔ (مسلم۔ کتاب الفضائل ۴/ ۱۸۲۷)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین بن الفضل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زیاد بن ایوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہشیم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی بن زید نے، انہوں نے یوسف بن مہران سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ کا انتقال ہوا تو آپ کی عمر پینسٹھ (۶۵) سال تھی۔

بقول مصنف میں یہ کہتا ہوں اسی طرح روایت کیا ہے عمرو بن عون نے، انہوں نے ہشیم سے نقل کیا ہے اور ہشیم کی طرف نسبت کرتے ہوئے یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کا قول تریسٹھ (۶۳) سال کا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعمرو بن سماک نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حنبل بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی معاذ

بن ہشام نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی میرے والد نے، انہوں نے قتادہ سے، انہوں نے حسن سے، انہوں نے دغفل بن حنظلہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ کا انتقال ہوا تو آپ کی عمر پینسٹھ (۶۵) سال کی تھی اور یہ روایت عمار کی روایت اور جن لوگوں نے ان کی اتباع کی ہے ان کے موافق ہے۔

اور ابن عباس ﷺ سے نقل کرنے والی ایک جماعت کی روایات بھی اسی کے مطابق ہیں۔ لیکن تریسٹھ (۶۳) سال کی عمر والی زیادہ قابل اعتماد بھی ہیں تو یہ روایات اکثر بھی ہیں اور ان کی روایات روایات صحیحہ کے موافق ہیں جو کہ عروہ سے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اور حضرت انس کی روایتوں میں۔ سے ایک روایت بھی اسی کے موافق ہے۔ اور حضرت معاویہ ﷺ کی روایت بھی اس کے موافق ہیں اور یہی قول ابن المسیب اور عامر شعبی اور ابی جعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہم کا بھی ہے۔

باب ۲۹۵

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غسل دیئے جانے کے بیان میں

نیز اس دوران جو نبوت کے آثار کا ظہور ہوا اُس کا بیان

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعلی الحسین بن محمد فقیہ نے کتاب السنن میں وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن بکر بن داسہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوداؤد سجستانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی نفیلی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن سلمہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن عباد نے، انہوں نے اپنے والد عباد بن عبداللہ بن زبیر سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جب لوگوں نے حضور علیہ السلام کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو کہنے لگا، واللہ میں تو علم نہیں رکھتا کہ آیا ہم حضور علیہ السلام کے کپڑے اُتاریں جیسا دیگر مُردوں کو غسل دیتے ہوئے اُتارتے ہیں یا نہ اُتاریں یا کپڑوں سمیت آپ کو غسل دیں۔ جب آپس میں اختلاف ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے سب پر نیند طاری کردی، حتیٰ کہ کوئی بھی شخص ایسا نہ تھا جس کی ٹھوڑی اُس کے سینے سے نہ لگ گئی ہو۔ پھر ایک غیبی آواز گھر کے کونے میں سے آئی لیکن بولنے والا دکھائی نہ دیا کہ حضور علیہ السلام کو کپڑوں سمیت غسل دے دو۔ چنانچہ سب بیدار ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کو غسل دیا گیا اس حال میں کپڑے بدستور جسم اطہر پر باقی تھے۔ اور صحابۂ کرام جسم اطہر کو قمیص کے ذریعہ ہی رگڑ رہے تھے نہ کہ ہاتھوں سے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں (کہ حضور علیہ السلام کے غسل کا طریقہ) جو بعد میں پتہ چلا اگر پہلے پتہ چل جاتا تو حضور علیہ السلام کو آپ کی ازواج کے علاوہ کوئی اور غسل نہ دیتا۔ (مستدرک حاکم ۳/۵۹۔۶۰۔ خصائص کبریٰ ۲/۲۷۵)

اس روایت کی سند صحیح ہے اور اس کی تائید وہ حدیث کرتی ہے جس کی خبر ہمیں ابوعبداللہ حافظ نے دی، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوقتیبہ سلم بن الفضل آدمی نے مکہ میں، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن ہشام البغوی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن ابی شیبہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابومعاویہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبردہ برید بن عبداللہ نے، انہوں نے علقمہ بن مرثد سے نقل کیا ہے، انہوں نے سلیمان بن بریدہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، وہ فرماتے ہیں کہ جب صحابہ کرام نے حضور علیہ السلام کو غسل دینا شروع کیا تو ایک پکارنے والے نے آواز دی کہ حضور ﷺ کی قمیص مت اُتارنا۔ (خصائص کبریٰ ۲/۲۷۵)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن محمد الکعبی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن قتیبہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن شیبہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن فضیل نے، انہوں نے یزید بن ابی زیاد سے نقل کیا ہے، انہوں نے عبداللہ بن حارث سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں حضرت علی ﷜ نے حضور علیہ السلام کو غسل دیا تھا اس حال میں کہ آپ ﷺ کے اُوپر قمیص تھی اور حضرت علی ﷜ کے ہاتھ میں کپڑے کا ایک ٹکڑا تھا جس کے ذریعہ حضور علیہ السلام کو غسل دے رہے تھے۔ اس دوران آپ نے اپنا ہاتھ حضور علیہ السلام کی قمیص کے اندر ڈالا اور جسم اطہر کو دھویا اور قمیص اُوپر تھی۔ (خصائص کبریٰ ۲/۲۷۵)

اور ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن الحسین قطان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن یوسف سلمی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبیداللہ بن موسیٰ نے، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں خبر دی اسماعیل جو ابن ابی خالد ہیں انہوں نے عامر سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ حضور علیہ السلام کو کس کس نے غسل دیا تھا تو انہوں نے جواب دیا کہ حضرت علی ﷜، اُسامہ اور فضل بن عباس ﷜ نے حضور علیہ السلام کو غسل دیا تھا اور انہوں نے ہی آپ علیہ السلام کو قبر مبارک میں داخل فرمایا تھا۔ حضرت علی ﷜ حضور علیہ السلام کو غسل دیتے ہوئے یہ فرما رہے تھے کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کی اچھی زندگی اور اچھی موت پر۔ (خصائص کبریٰ ۲/۲۷۵)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی مسدد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالواحد بن زیاد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی معمر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی معمر نے، انہوں نے زہری سے نقل کیا ہے، انہوں نے سعید بن المسیّب سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی ﷜ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کو غسل دیا اور میں یہ ڈھونڈتا رہا کہ حضور علیہ السلام کے جسم اطہر میں کوئی میت جیسی بات ہو مگر مجھے میت جیسی کوئی بات نظر نہ آئی اور آپ ﷺ کی زندگی بھی مبارک اور نیک تھی تو موت بھی مبارک اور نیک تھی۔ اور آپ کے کفن اور قبر کی ذمہ داری چار آدمیوں پر تھی۔

(۱) حضرت علی ﷜۔ (۲) حضرت عباس ﷜۔

(۳) حضرت فضل ﷜۔ (۴) حضور علیہ السلام کا غلام صالح ﷜۔

اور نبی کریم ﷺ کی قبر میں لحد بنائی گئی اور اینٹیں بھی لگائی گئیں۔

اور ابوعمر بن کیسان سے روایت کیا گیا ہے جو کہ قصار ہیں، وہ اپنے غلام سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے یزید بن بلال سے نقل کیا ہے، ان سے روایت کیا عبدالصمد بن نعمان نے اور قاسم بن مالک اور ایک جماعت نے۔ مسلم بن حجاج یزید بن بلال سے نقل کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے علی ﷜ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ حضور علیہ السلام نے یہ وصیت فرمائی تھی کہ میرے علاوہ اور کوئی آپ کو غسل نہ دے۔ اور یہ فرمایا تھا کہ کوئی شخص بھی میری شرم گاہ نہ دیکھے ورنہ اس کی آنکھوں کو ایک طمانچہ کے ذریعہ ختم کر دیا جائے گا۔

حضرت علی ﷜ فرماتے ہیں کہ غسل کے دوران مجھے حضرت عباس ﷜ اور اُسامہ ﷜ پردے کے پیچھے سے پانی دے رہے تھے۔ حضرت علی ﷜ فرماتے ہیں کہ میں حضور علیہ السلام کے کسی بھی عضو کو دھونے کے لئے لیتا تو ایسا محسوس ہوتا کہ گویا میرے ساتھ تیس آدمی اور بھی ہیں جو آپ کے اعضاء کو اُلٹ پلٹ رہے تھے یقیناً وہ فرشتے ہوں گے۔ حتیٰ کہ میں غسل سے فارغ ہو گیا۔

(طبقات ابن سعد ۲/۲۷۷۔ خصائص کبریٰ ۲/۲۷۶)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن غالب نے وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالصمد بن نعمان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعمر بن کیسان نے پھر وہی حدیث ذکر کی۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبردی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس نے، انہوں نے ابی معشر سے نقل کیا ہے، انہوں نے محمد بن قیس سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں حضور علیہ السلام کو غسل دینے والے حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہ آپ علیہ السلام پر پانی ڈال رہے تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم جب بھی کسی عضو کو دھونے کے لئے اس کی طرف ہاتھ بڑھاتے تو وہ عضو خود ہی اوپر اٹھ جاتا۔ یہاں تک کہ ہم آپ کی شرم گاہ تک پہنچے تو گھر کے ایک کونے سے غیبی آواز آئی کہ اپنے نبی محترم کی شرم گاہ کو مت کھولنا۔

راوی فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس نے، انہوں نے منذر بن ثعلبہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے علباء بن احمر سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہ آپ علیہ السلام کو غسل دے رہے تھے اسی دوران حضرت علی رضی اللہ عنہ کو غیبی آواز دی گئی کہ اپنی آنکھوں کو آسمان کی طرف اٹھایئے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبردی محمد بن موسیٰ بن فضل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اُسید بن عاصم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن جعفر نے، انہوں نے سفیان سے نقل کیا ہے، انہوں نے عبدالملک بن جریج سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن علی ابوجعفر سے سنا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو بیری کے پتوں کے پانی سے تین مرتبہ غسل دیا گیا۔ نیز جب غسل دیا گیا تو کپڑے نہیں اتارے گئے اور آپ کو غرث نامی کنویں کے پانی سے غسل دیا گیا جو کہ قباء میں تھا۔ اور یہ کنواں سعد بن خیثمہ کا تھا اور نبی علیہ السلام اس سے پانی نوش فرماتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کو غسل دینے پر مامور تھے اور فضل نے آپ کو سینے سے لگا رکھا تھا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ آپ پر پانی ڈال رہے تھے۔ اور حضرت فضل رضی اللہ عنہ فرمارہے تھے جلدی جلدی غسل سے فارغ ہو کر مجھے راحت دیجئے۔ آپ علیہ السلام نے میری قلبی رگ کو کاٹ دیا ہے اور مجھے اتنا وزن محسوس ہو رہا ہے جتنا حضور علیہ السلام کو نزول کے وقت ہوتا تھا۔ (طبقات ابن سعد ۲/ ۲۷۸)

باب ۲۹۶

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کفن اور دُھونی دینے کے بیان میں

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبردی ابوبکر احمد بن حسین قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبردی ربیع بن سلیمان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبردی شافعیؒ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبردی مالک نے۔

مصنف دوسری سند میں فرماتے ہیں کہ ہمیں خبردی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہیں حدیث بیان کی ابوالدرداء ہاشم بن یعلی انصاری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن ابی اویس نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی مالک نے اور وہ اُن کا ماموں ہے، انہوں نے ہشام بن عروہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو مقام سحولیہ کے تین سفید سوتی کپڑوں میں کفنایا گیا۔ ان میں قمیص تھی نہ عمامہ تھا۔

دونوں حدیثوں کے الفاظ برابر ہیں۔ اس کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں ابی اویس سے روایت کیا ہے۔

(بخاری۔ کتاب الجنائز مسلم۔ کتاب الجنائز۔ موطا مالک ص ۲۲۳۔ مسند احمد ۶/ ۴۰، ۹۳۔ ۱۱۸۔ ۱۲۳، ۱۶۵۔ ۲۳۱)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ اور محمد بن موسیٰ نے، وہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے، انہوں نے ہشام بن عروہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، وہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کو سحولیہ کے تین سفید سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا لیکن اس میں قمیص تھی اور نہ عمامہ تھا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو علی روذباری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوداود نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی قتیبہ بن سعید نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حفص نے جو ابن غیاث ہیں انہوں نے ہشام بن عروہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، وہ فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام کو تین سفید یمنی سوتی چادروں میں کفن دیا گیا، اس میں قمیص تھی نہ عمامہ تھا۔ پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اُن دو سفید کپڑے اور جرہ کے بارے میں پوچھا گیا تو اُنہوں نے فرمایا کہ آپ کے کفنانے کے لئے پہلے جرہ لایا گیا تھا مگر ان لوگوں نے اس کو واپس کر دیا اس میں کفن نہیں دیا۔ (ابوداؤد باب الکفن)

اس روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں ابوبکر بن ابی شیبہ سے نقل کیا ہے۔ (مسلم۔ کتاب الجنائز۔ باب کفن المیت)

انہوں نے حفص سے نقل کیا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں خبر دی ابوفضل محمد بن ابراہیم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن سلمہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہناد بن سری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی معاویہ نے، انہوں نے ہشام بن عروہ سے نقل کیا، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، وہ فرماتی ہیں حضور ﷺ کو مقام سحولیہ کے تین سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا، ان میں قمیص تھی نہ عمامہ تھا۔ باقی لوگوں کو حلّہ کے بارے میں شبہ ہے تو اس کو میں نے صرف اس لئے خریدا تھا کہ حضور علیہ السلام کو اس میں کفن دیا جائے لیکن لوگوں نے اس کو واپس کر دیا۔ پھر عبداللہ بن ابی بکر نے مجھ سے وہ لے لیا اور کہنے لگے کہ میں اس سے اپنا کفن بناؤں گا۔ پھر بعد میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کپڑے پر راضی ہوتے تو اپنے نبی کے لئے پسند فرماتے۔ اس لئے پھر انہوں نے اس حلّہ کو بیچ دیا اور اس کی قیمت کو صدقہ کر دیا۔

اس روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں یحییٰ بن یحییٰ نے نقل کیا ہے جبکہ دیگر حضرات نے معاویہ سے نقل کیا ہے۔ (مسلم۔ کتاب الجنائز۔ باب کفن المیت)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعبد حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو معاویہ نے، انہوں نے ہشام بن عروہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کو یمنی چادروں میں کفن دیا گیا۔ یہ دونوں چادریں عبداللہ بن ابی بکر کی تھیں اور حضور علیہ السلام کو ان دونوں میں لپیٹا گیا تھا پھر ان دونوں چادروں کو واپس نکال لیا گیا۔ پھر حضرت عبداللہ بن ابی بکر نے ان دونوں چادروں کو اپنے کفن کے لئے رکھ لیا۔ پھر بعد میں فرمایا کہ جن چادروں سے حضور علیہ السلام کو کفن نہیں دیا گیا تو ان چادروں کو اپنے کفن کے لئے رکھنے کا کیا فائدہ؟ لہٰذا انہوں نے دونوں چادروں کو صدقہ کر دیا۔

مصنف فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حُلّہ (چادریں) حضرت عبداللہ کی تھیں۔ اور علی بن مسہر کی روایت میں جو کہ انہوں نے ہشام سے نقل کی انہوں نے اپنے والد سے نقل کی انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کو پہلے ایک یمنی حُلّہ میں داخل کیا گیا جو کہ حضرت عبداللہ کا تھا پھر اس حُلّہ کو اُتار لیا گیا اور پھر آپ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

اور پھر آگے حدیث کا ذکر کیا گیا۔ اس حدیث کو ہم نے (مصنف نے) کتاب السنن میں ذکر کیا ہے۔ (مسلم۔ کتاب الجنائز۔ باب کفن المیت)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوداود نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن حنبل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ولید بن مسلم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اوزاعی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زہری نے، انہوں نے قاسم بن محمد سے نقل کیا ہے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، وہ فرماتی ہیں پہلے حضور علیہ السلام کو ایک یمنی چادر میں لپیٹا گیا پھر اس کو اُتار لیا گیا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوسہل بن زیاد قطان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالکریم بن الہیثم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالیمان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی شعیب نے، انہوں نے زہری سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی بن حسین بن علی بن ابی طالب نے جو کہ اہل بیت میں سب سے زیادہ افضل تھے اور اطاعت وفرمانبرداری میں بھی خوب تھے اور مروان بن حکم اور عبدالملک بن مروان کو زیادہ محبوب تھے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا۔ ان میں سے ایک یمنی چادر تھی اور ان لوگوں نے حضور علیہ السلام کی لحد مبارک بنائی تھی، بیچ میں شق نہیں کیا تھا۔

مصنف فرماتے ہیں حضرت مقسم سے بھی اسی طرح روایت کیا گیا ہے، انہوں نے ابن عباس ﷺ سے نقل کیا ہے۔ اور جو روایت ہم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے اس کا سبب یہ ہے کہ لوگوں کو جرہ چادر کے متعلق شبہ ہو گیا تھا، حالانکہ جرہ چادر کو بعد میں اُتار لیا گیا تھا۔ واللہ اعلم

مصنف فرماتے ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس نے، انہوں نے زکریا بن ابی زائدہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے شعبی سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کو مقام سحولیہ کے تین کپڑوں میں کفن دیا گیا، ان میں سے ایک موٹی یمنی چادر تھی اور ازار چادر اور لفافے پر کفن مشتمل تھا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن ایوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابراہیم بن موسیٰ نے۔

مصنف دوسری سند میں فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوحازم العبدوی حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابواحمد حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن اسحاق بن خزیمہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن ابراہیم دورقی نے، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حمید بن عبدالرحمن رواسی نے، انہوں نے حسن بن صالح سے نقل کیا ہے، انہوں نے ہارون بن سعد سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی ﷺ کے پاس ایک مُشک (خوشبو) تھی۔ اور حضرت علی ﷺ نے یہ وصیت فرمائی تھی کہ میرے کفن کو یہ خوشبو لگانا، کیوں کہ یہ خوشبو حضور علیہ السلام کو لگانے جانے والی خوشبو سے بچ گئی تھی۔ (یہ دورقی کی حدیث ہے)

ابراہیم کی روایت میں بھی ہے وہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے اس حدیث کو ہارون بن سعد سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابی وائل سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی ﷺ کے پاس ایک مُشک کی خوشبو تھی۔ آگے وہی حدیث ذکر کی ہے۔

☆☆☆

باب ۲۹۷

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ جنازہ کا بیان

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ حافظ اور ابوسعید بن ابی عمرو نے، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس نے، انہوں نے ابن بکیر سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن عبداللہ بن عبید ابن عباس نے، انہوں نے عکرمہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام کا انتقال ہوا تو لوگ حضور علیہ السلام کے کمرے میں داخل ہوتے اور بغیر امام کے نماز جنازہ پڑھتے ہاتھ چھوڑ کر، یہاں تک کہ جب مردوں نے نماز جنازہ پڑھ لی تو پھر عورتوں نے بھی اسی طرح حجرہ میں داخل ہو کر نماز جنازہ پڑھی، اسی طرح پھر بچوں نے نماز جنازہ پڑھی۔ اُس کے بعد اسی طرح غلاموں نے ہاتھ چھوڑ کر نماز جنازہ پڑھی، حتیٰ کہ رسول اللہ علیہ السلام کے نماز جنازہ کی امامت کسی نے بھی نہیں کی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۷۱)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن الجہم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن الفرج نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی واقدی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابی ابن عباس بن سہل بن سعد نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے دادا سے نقل کیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو کفن میں لپیٹ دیا گیا تو پھر آپ کو چار پائی پر رکھ دیا گیا، پھر آپ کو آپ کے حجرے کے ایک کنارے میں رکھ دیا گیا، پھر لوگوں کی چھوٹی چھوٹی جماعت حجرے میں داخل ہو کر نماز جنازہ پڑھتی لیکن کوئی امامت نہیں کرتا تھا۔

حضرت واقدی فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کے صحیفہ میں لکھا ہوا پڑھا، اس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ جب حضور علیہ السلام کا انتقال ہوا تو تجہیز وتکفین کے بعد سب سے پہلے حضور علیہ السلام پر نماز جنازہ پڑھنے کے لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ داخل ہوئے اور ان کے ساتھ مہاجرین وانصار کی ایک اتنی مختصر جماعت بھی تھی جو حجرے میں سما سکے۔ پھر ان شیخین رضی اللہ عنہما نے آپ کو سلام کہا کہ

السلام علیك ایها النبی ورحمة اللّٰه وبرکاته !

''پھر حضرات مہاجرین وانصار صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی اسی طرح سلام عرض کیا جس طرح شیخین رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ پھر تمام حضرات صفوں کی صورت میں کھڑے ہو گئے لیکن کسی نے امامت نہیں کروائی۔ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما صفِ اوّل میں تھے۔ انہوں نے کہا کہ سلام وبرکتیں اور رحمتیں ہوں آپ پر اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)!

اے اللہ! ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک اللہ کے رسول نے وہ سب کچھ پہنچا دیا جو اُن پر نازل کیا گیا اور اپنی اُمت کی خیر خواہی کی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو غالب کیا اور اپنے کلمہ کو بلند کیا اور ایک اللہ وحدہٗ لاشریک پر ایمان لایا گیا۔ اے اللہ! ہم کو ان لوگوں میں سے بنا جنہوں نے آپ کی وحی کا اتباع کیا اور ہم کو اپنے ساتھ اس طرح جمع فرما کر ہم آپ کو پہچانتے ہیں۔ بے شک آپ مسلمانوں پر بڑے مہربان تھے، ہم کو اپنے ایمان کا کوئی معاوضہ اور قیمت نہیں چاہیے''۔ لوگوں نے آمین کہی۔

پھر وہ حضرات چلے گئے اور پھر دوسرے مرد حضرات صحابہ رضی اللہ عنہما داخل ہوئے۔ جب تمام مرد صحابہ کرام فارغ ہو گئے تو عورتوں نے، پھر عورتوں کے بعد بچوں نے اُسی طرح جس طرح حضرات شیخین رضی اللہ عنہما نے کیا۔ (واقدی ۳/۱۱۲۰)

باب ۲۹۸

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کھودنے کا بیان

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے، انہوں نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس نے، انہوں نے عکرمہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں کہ جب لوگوں نے حضور ﷺ کے لئے قبر مبارک کھودنے کا ارادہ کیا تو حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ چونکہ اہل مکہ کے لئے قبر کھودتے رہتے تھے اور حضرت ابوطلحہ زید بن سہل اہل مدینہ کے لئے قبر کھودتے تھے۔ لہٰذا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے دو آدمیوں کو بُلوایا اور ان کو گردنوں میں پکڑا اور پھر ایک سے فرمایا کہ تم ابی عبید کے پاس اور دوسرے سے فرمایا کہ تم ابوطلحہ کے پاس جاؤ اور اُن سے کہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنے رسول کے لئے چنا ہے۔

لہٰذا جو بھی آئے، حضور ﷺ کے لئے قبر کھودے۔ تو ابوطلحہ کو بُلانے والے شخص کو ابوطلحہ مل گئے اور وہ ان کو لے آئے۔ جبکہ ابی عبیدہ کو بُلانے والے شخص کو ابوعبیدہ نہ ملے۔ لہٰذا ابوطلحہ نے حضور علیہ السلام کے لئے قبر مبارک کو کھودا۔

مصنف فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضور علیہ السلام کی قبر مبارک میں کچی اینٹیں لگائی گئیں تھیں جن کی تعداد نو (۹) تھی۔

(سیرۃ ابن ہشام ۲۷۰-۲۷۱)

☆☆☆

باب ۲۹۹

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کرنے کے بیان میں

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید الصفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زیاد بن خلیل تستری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی مسدد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالواحد نے، انہوں نے معمر سے، انہوں نے زہری سے، انہوں نے سعید بن المسیب سے، انہوں نے علی سے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور علیہ السلام کو غسل دیا۔ میں دیکھتا رہا کہ میت والی ایسی کوئی بات نظر آئے مگر میں نے کوئی ایسی بات حضور علیہ السلام میں نہیں دیکھی جو مُردوں میں پائی جاتی ہے۔ آپ ﷺ کی زندگی بھی خوب عمدہ تھی تو موت بھی عمدہ تھی۔ اور حضور ﷺ کے دفن اور آپ پر پردہ کرنے والے چار شخص تھے۔

(۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ (۲) حضرت عباس رضی اللہ عنہ۔

(۳) حضرت فضل رضی اللہ عنہ۔ (۴) حضور علیہ السلام کے غلام صالح رضی اللہ عنہ۔

اور حضور علیہ السلام کے لئے بغلی قبر بنائی گئی جس پر کچی اینٹیں لگائی گئیں تھیں۔ (طبقات ابن سعد ۲/۲۷۲)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن جہم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن فرج نے، انہوں نے واقدی سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن ابی سبرہ نے، انہوں نے عباس بن عبداللہ بن معبد سے، انہوں نے عکرمہ سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو چارپائی پر رکھا ہوا تھا جب کہ پیر کے دن کا سورج غروب ہونے لگا تھا، اور منگل کی رات آنے والی تھی اور لوگ رسول اللہ ﷺ کا جنازہ پڑھ رہے تھے اس حال میں کہ آپ کی چارپائی قبر کے کنارے رکھی ہوئی تھی۔ جب آپ علیہ السلام کو قبر میں اُتارنے کا ارادہ کیا تو چارپائی کو پاؤں کی جانب سے کھینچ لیا اور اُسی وقت آپ ﷺ کو قبر میں داخل کیا اور قبر میں اُتارنے والوں میں حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور قثم بن عباس رضی اللہ عنہ اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہ اور شقران رضی اللہ عنہ تھے۔ (مغازی للواقدی ۳/۱۱۲۰)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحاق الصغانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شجاع نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زیاد بن خیثمہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل السدی نے، انہوں نے عکرمہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو قبر میں داخل کرنے والوں میں حضرت عباس، حضرت علی، اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہم تھے۔ اور حضور علیہ السلام کی قبر مبارک کو برابر کرنے والے انصار میں ایک شخص تھے اور یہ وہی شخص ہیں جس نے شہداء بدر کی قبروں کو برابر کیا تھا یعنی قبر کو گارے سے لیپ کر بنایا تھا۔ (مترجم)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن موسیٰ بن الفضل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس نے، انہوں نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس نے، انہوں نے عکرمہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے

نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں جو لوگ حضور علیہ السلام کی قبر اطہر میں اُترے تھے ان میں حضرت علی بن ابی طالب، فضل بن عباس قثم بن عباس اور شقران تھے جو حضور علیہ السلام کے غلام تھے۔

اوس بن خولی نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ اے علی! تمہیں اللہ کی قسم ہمارا حصہ بھی حضور علیہ السلام کی خدمت میں رکھنا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں قبر میں اُترنے کے کہا تو وہ بھی قبر اطہر میں اُترے تھے۔ لہٰذا وہ پانچویں شخص تھے جو حضور علیہ السلام کی قبر اطہر میں اُترے تھے۔ جب نبی کریم ﷺ کو قبر میں رکھ رہے تھے تو شقران نے ایک کپڑے کا ٹکڑا جس کو آپ علیہ السلام پہنتے بھی تھے اور بچھاتے بھی تھے۔ اس کو بھی آپ علیہ السلام کے ساتھ قبر اطہر میں رکھ دیا اور فرمایا، واللہ! اب حضور علیہ السلام کے بعد اس کو کوئی نہیں پہن سکتا، اس لئے حضور علیہ السلام کے ساتھ ہی دفن کر دیا گیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۷۱)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالعزیز بن معاویہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن حماد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان شعبہ نے، انہوں نے ابی جمرہ سے نقل کیا، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جب رسول اللہ کا وصال ہوا تو آپ کے ساتھ قبر اطہر میں یالحد میں ایک سرخ رنگ کے کپڑے کا ٹکڑا بھی ڈالا گیا تھا۔

اس روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں شعبہ سے نقل کیا ہے۔ (مسلم۔ کتاب الجنائز۔ مسند احمد ۱/ ۲۲۸، ۳۵۵)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوطاہر المحمد آبادی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوقلابہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعاصم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سفیان بن سعید نے، انہوں نے اسماعیل بن ابی خالد سے نقل کیا ہے، انہوں نے شعبی سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابومرحب نے، وہ فرماتے ہیں کہ گویا میں ان لوگوں کو اب بھی دیکھ رہا ہوں جو حضور علیہ السلام کی قبر اطہر میں تھے اُن میں ایک عبدالرحمن بن عوف بھی تھے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین ابن الفضل قطان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالحمید بن بکار السلمی نے، جو کہ اہل بیروت میں سے ہیں وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن شعیب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی نعمان نے، انہوں نے مکحول سے نقل کیا ہے، انہوں نے ان کو خبر دی۔

وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی پیدائش پیر کے روز ہوئی اور آپ کی وحی کا نزول پیر کے دن سے شروع ہوا۔ آپ ﷺ نے پیر کے روز ہجرت کی، آپ ﷺ کا انتقال پیر کے روز ہوا جبکہ آپ کی عمر مبارک ساڑھے باسٹھ (۱/۲-۶۲) سال کی تھی۔ ۴۲ سال وحی نازل ہونے سے پہلے کے۔ پھر دس سال آپ مخفی رہے۔ اور پھر بھی آپ پر وحی نازل ہوتی رہی۔ پھر آپ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ وہاں آپ ساڑھے دس ۱/۲-۱۰ سال ٹھہرے اور جہاد کرتے رہے گویا کہ آپ پر ساڑھے بیس ۱/۲-۲۰ سال وحی نازل ہونے کے تھے۔

پھر آپ علیہ السلام کا انتقال ہو گیا اور تین دن تک آپ کو دفن نہیں کیا گیا۔ پھر تین دن کے بعد لوگ علیحدہ علیحدہ تھوڑی تھوڑی جماعت کی صورت میں حضور علیہ السلام کے حجرے میں داخل ہوتے رہے اور نماز جنازہ پڑھتے تھے۔ اور نبی کریم ﷺ کو آپ کے چچا کے بیٹے حضرت فضل بن عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غسل دیا جبکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ ان کو پانی دے رہے تھے۔ پھر حضور علیہ السلام کو تین سفید یمنی کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

غسل اور کفن سے فارغ ہونے کے بعد تین دن تک لوگ چھوٹی چھوٹی جماعت کی صورت میں حضور ﷺ کے حجرے میں داخل ہوتے اور نماز جنازہ پڑھتے اور صلوٰۃ و سلام پڑھتے لیکن صف ہوتی نہ کوئی امامت کروانے والا تھا۔

جب ہر شخص نماز جنازہ سے فارغ ہوگیا تو حضور علیہ السلام کو دفن کیا گیا تو آپ ﷺ کو حضرت عباس، حضرت علی اور حضرت فضل رضی اللہ عنہم نے قبر اطہر میں اُتارا۔ اُسی دوران ایک انصاری صحابی نے کہا کہ جس طرح حضور علیہ السلام نے ہمیں اپنی زندگی میں شریک کیا تھا خدا کے واسطے آپ مجھے حضور ﷺ کی وفات میں بھی شریک کریں۔ لہٰذا وہ شخص بھی قبر اطہر میں اُترا اور ان کے ساتھ شریک ہوگیا۔ سبحان اللہ

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن کامل قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی حسن بن علی بن عبدالصمد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبدالاعلیٰ نے، انہوں نے معتمر بن سلیمان سے نقل کیا ہے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب صحابۂ کرام حضور علیہ السلام کے غسل اور کفن سے فارغ ہوئے تو آپ علیہ السلام کو وہیں رکھا جہاں آپ کا وصال ہوا تھا۔ پھر وہیں لوگوں نے پیر، منگل کے دن نماز جنازہ پڑھی اور بدھ کے دن آپ کو دفن کر دیا گیا۔ اور لوگوں کی نماز بغیر امام کے تھی۔ ابتداء مہاجرین صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے کی کہ وہ داخل ہوتے اور نماز پڑھتے اور استغفار کرتے۔ جب مہاجرین صحابہ فارغ ہوئے تو پھر انصار صحابہ نے اُسی طرح کیا جس طرح مہاجر صحابہ نے کیا۔ پھر اُسی طرح مہاجرین کی عورتوں نے کیا پھر انصار کی عورتوں نے کیا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن بن فضل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سعید بن منصور نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سفیان نے، انہوں نے ابی جعفر سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ کا انتقال پیر کے روز ہوا پھر آپ ٹھہرے رہے اس دن اور اُسی رات منگل کے دن غروب آفتاب تک۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالحمید بن بکار نے، وہ فرماتے ہیں مجھے خبر دی محمد بن شعیب نے، انہوں نے اوزاعی سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا انتقال پیر کے روز ربیع الاوّل کے مہینہ میں نصف نہار سے پہلے ہوا تھا اور منگل کے دن آپ علیہ السلام کو دفنا دیا گیا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو عمرو بن سماک نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حنبل بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو عبداللہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالرزاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابن جریج نے، وہ فرماتے ہیں مجھے خبر دی گئی کہ حضور علیہ السلام کا انتقال پیر کے روز چاشت کے موقع پر ہوا تھا پھر دوسرے دن آپ ﷺ کو چاشت کے وقت دفن کر دیا گیا تھا۔ اور وہ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر دی محمد یعنی زہری نے کہ حضور علیہ السلام کا انتقال تریسٹھ (۶۳) سال کی عمر میں ہوا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ ابو سعید بن ابی عمرو نے یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس نے، انہوں نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی فاطمہ بنت محمد نے جو کہ زوجہ تھیں عبداللہ بن ابی بکر کی۔

ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ میں ان کے پاس داخل ہوا حتیٰ کہ میں نے اُن سے حضور علیہ السلام کی عمر مبارک کے متعلق بات سُنی جو انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہمیں حضور ﷺ کے دفن کا پتہ نہ چلتا اگر ہم بدھ کی نصف شب میں قبر اطہر کھودنے والوں کی آوازیں نہ سُنتے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲۷۱/۴)

☆☆☆

باب ۳۰۰

اُس شخص کا بیان جس نے سب سے آخر میں حضور ﷺ سے ملاقات ہوئی

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس نے ، انہوں نے اسحاق سے نقل کیا ہے ، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ یہ دعویٰ کرتے تھے کہ میری ایک انگوٹھی تھی جو میں نے حضور علیہ السلام کی قبر میں آپ کو دفنانے کے وقت ڈال دی تھی ۔ جب سب لوگ چلے گئے تو میں نے کہا کہ میری انگوٹھی حضور علیہ السلام کی قبر اطہر کے اندر گر گئی ہے ۔ میں نے جان بوجھ کر اس کو قبر ہی میں چھوڑ دیا تا کہ میں بعد میں حضور ﷺ کو چھولوں اور میں لوگوں میں سب سے آخر میں حضور علیہ السلام سے ملاقات کرنے کی سعادت حاصل کرلوں ۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲۷۲/۴)

علامہ ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد اسحاق بن یسار نے حدیث بیان کی ، انہوں نے مقسم ابی قاسم سے نقل کیا ہے ، انہوں نے اپنے غلام عبداللہ بن حارث سے نقل کیا ہے ، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ (حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں یا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں) عمرہ ادا کیا ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن اُم ہانی رضی اللہ عنہا کے پاس قیام فرمایا ۔ جب آپ عمرہ سے فارغ ہوئے واپس آئے تو اُن کے لئے غسل کا پانی تیار تھا ۔ آپ رضی اللہ عنہ نے غسل فرمایا جب آپ غسل سے فارغ ہو کر تیار ہوئے تو اہل عراق کا ایک وفد آپ سے ملنے کے لئے آیا اور کہنے لگا ۔

اے ابوالحسن ہم آپ سے ایک مسئلہ کے متعلق کچھ پوچھنا چاہتے ہیں ۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمیں اُس کی خبر دیں ۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے لگتا ہے کہ تمہیں مغیرہ بن شعبہ نے بتلایا ہوگا کہ حضور ﷺ سے ملاقات کرنے والا نوخیز نوجوان میں ہی ہوں؟ تو لوگوں نے عرض کیا کہ ہاں ۔ ہم آپ سے اسی کے متعلق پوچھنا چاہتے ہیں ۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ جھوٹ بولتا ہے کیونکہ لوگوں میں نوخیز نوجوان حضور علیہ السلام سے ملاقات کرنے والے قثم بن عباس رضی اللہ عنہ ہیں ۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲۷۲/۴)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ الاصفہانی نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن جہم نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن فرج نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی واقدی نے ، وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی عبدالرحمن بن ابی الزناد نے ، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے ، انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے نقل کیا ہے ، وہ فرماتے ہیں مغیرہ نے اپنی انگوٹھی قبر اطہر میں ڈال دی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُن سے فرمایا کہ تو نے انگوٹھی اس لئے ڈالی تا کہ تو ہم سے کہے اور ہم تجھ سے نہیں کہ تو حضور علیہ السلام کی قبر میں اُتر کر انگوٹھی لے لے؟

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ خود ہی قبر اطہر میں اُترے اور ان کو ان کی انگوٹھی دے دی یا آپ نے کسی کے ذریعہ ان تک پہنچا دی ۔

(مغازی للواقدی ۱۱۲۱/۳)

☆☆☆

باب ۳۰۱

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر کے مقام کا بیان

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید بن ابی عمرو نے، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے، انہوں نے سلمہ بن نبیط سے نقل کیا ہے، انہوں نے اپنے والد نبیط بن شریط الاشجعی سے نقل کیا ہے، انہوں نے سالم بن عبید سے نقل کیا (یہ اصحاب ستہ میں سے ہیں) وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ کا انتقال ہو گیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے پاس داخل ہوئے، پھر آپ واپس باہر تشریف لے آئے تو لوگوں نے پوچھا کہ کیا حضور علیہ السلام کا انتقال ہو چکا ہے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ہاں۔

پھر جیسا لوگوں کو بتلایا گیا ویسا ہی لوگوں کو علم ہوا۔ پھر حضور علیہ السلام کی نماز جنازہ پڑھی گئی تو لوگوں نے پوچھا کہ نماز جنازہ کیسے پڑھی جائے؟ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ لوگ چھوٹی چھوٹی جماعت کی صورت میں آؤ اور نماز جنازہ پڑھ لو۔ پھر لوگوں نے ایسے ہی نماز پڑھی جیسا کہ ان کو بتلایا گیا۔ پھر پوچھا کہ کیا حضور علیہ السلام کو دفنا دیا گیا؟ یا کہاں دفنایا جائے؟ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جہاں آپ ﷺ کی وفات ہوئی ہے وہیں آپ ﷺ کو دفن کیا جائے گا۔ کیونکہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی روح ایک اچھے اور عمدہ مکان میں قبض کی جاتی ہے۔ پس لوگوں نے ایسے ہی کیا جیسا کہ ان کو بتلایا گیا۔ (ابن سعد ۲/ ۲۷۵۔ خصائص کبریٰ ۲/ ۲۷۸)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابونصر عمر بن عبدالعزیز بن قتادہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالفضل محمد بن عبداللہ بن خمیرویہ الہروی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن نجدہ نے وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن زیاد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن داود نے، انہوں نے سلمہ بن نبیط سے نقل کیا ہے، انہوں نے نعیم بن ابی ہند سے، انہوں نے نبیط بن شریط سے، انہوں نے سالم بن عبید سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں جب نبی کریم ﷺ بیمار ہوئے (پھر انہوں نے) حدیث بیان کی جس میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا گیا ہے۔ پھر حضور ﷺ کی وفات کے موقع پر ہونے والے اختلاف کو ذکر کیا ہے۔ پھر نماز جنازہ کا تذکرہ کیا، پھر دفن کا بیان کیا اور حدیث یونس بن بکیر کی بیان کردہ حدیث بیان کی۔ فرمایا کہ تمہارے پاس تمہارے ساتھی موجود ہیں یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، وہ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کو ان کے چچازاد بھائی اور بیٹے غسل دیں گے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوسعید احمد بن محمد المالینی نے، وہ فرماتے ہیں ابویعلیٰ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی جعفر بن مہران السباک نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالاعلیٰ بن عبدالاعلیٰ نے، انہوں نے محمد بن اسحاق سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن عبداللہ نے انہوں نے عکرمہ سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں جب حضور علیہ السلام کے لئے قبر کھودنے کا ارادہ ہوا تو آگے انہوں نے وہی حدیث بیان کی۔ پھر فرمایا کہ جب لوگ حضور علیہ السلام کے کفن وغیرہ سے فارغ ہو گئے تو آپ ﷺ کی نعش مبارک کو آپ ﷺ کے گھر میں چارپائی پر رکھا گیا تو مسلمانوں میں اختلاف ہو گیا کہ حضور علیہ السلام کو کہاں دفنایا جائے۔

بعض حضرات کا کہنا تھا کہ جائے نماز یعنی سجدہ کے جگہ میں، بعض کا کہنا تھا کہ دیگر اصحاب کے ساتھ دفن کیا جائے۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ ہر نبی کو وہیں دفن کیا جاتا ہے جہاں اُس کا انتقال ہوتا ہے۔

پھر صحابہ نے حضور علیہ اسلام کے بستر مبارک کو ہٹا کر اُس کے نیچے قبر کے لئے جگہ بنائی، پھر لوگوں کو نماز جنازہ کے لئے بُلایا۔

لوگوں نے انفرادی طور پر نماز جنازہ پڑھا حتیٰ کہ جب مرد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فارغ ہوگئے تو عورتیں اندر حجرۂ شریفہ میں داخل ہوئیں (نماز جنازہ یا صلوٰۃ و سلام) پڑھ کر فارغ ہوگئیں تو بچے داخل ہوئے اور اسی طرح کیا۔ مگر کسی نے امامت نہیں کروائی، پھر نبی کریم ﷺ کو بدھ کی نصف شب میں دفن دیا گیا۔ (خصائص کبریٰ ۲ ۲۸۷)

مصنف فرماتے ہیں کہ اسی طرح میں نے پہلی حدیث میں بھی ذکر کیا ہے۔ اور اسی طرح جریر بن حازم نے محمد بن اسحاق سے روایت کیا ہے اور یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۷۱)

حضور علیہ السلام کے دفن اور مقام دفن میں اختلاف والی حدیث کو محمد بن عبدالرحمن بن عبدالحسین سے یا محمد بن جعفر بن زبیر سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں جب حضور علیہ السلام کا انتقال ہوا تو آپ کے دفن کے سلسلہ میں اختلاف ہوگیا۔ لوگوں نے کہا کہ کہاں دفن کریں؟ حضور علیہ السلام کے گھر میں یا عام لوگوں کے ساتھ دفن کریں؟ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو وہیں موت دیتا ہے جہاں اس کو دفن کیا جائے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام کے بستر کے نیچے ہی قبر کو کھودا گیا اور وہیں آپ ﷺ کو دفن کیا گیا۔ (خصائص کبریٰ ۲ ۲۸۷)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس نے، انہوں نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے، پھر انہوں نے حدیث ذکر کی تو وہ بھی ان مذکورہ دونوں روایتوں کے مشابہ تھی۔ واللہ اعلم

تحقیق واقدی نے اس روایت کو ابن ابی حبیبہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے داؤد بن الحصین سے نقل کیا ہے، انہوں نے عکرمہ سے، انہوں نے ابن عباس سے، انہوں نے ابوبکر سے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے مرفوعاً ذکر کیا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن جہم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن فرج نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی واقدی نے، پھر انہوں نے اسی روایت کو ذکر کیا اور اس کو واقدی نے بھی بیان کیا ہے جیسا کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر القاضی نے، وہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان محمد بن اسحاق الصغانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عمر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالحمید بن جعفر نے، انہوں نے عثمان بن محمد اخنسی سے نقل کیا ہے، انہوں نے عبدالرحمن بن سعید بن یربوع سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی تو مقام دفن میں اختلاف ہوگیا۔ بعض نے کہا کہ جنت البقیع میں دفن کیا جائے؟ کیونکہ بقیع والوں کے لئے استغفار زیادہ کیا جاتا ہے۔ کسی نے کہا کہ آپ ﷺ کے منبر کے پاس دفنایا جائے، کسی نے کہا کہ آپ کی جائے نماز کی جگہ پر۔

اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے پاس اس کے متعلق معلومات ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہر نبی کو اسی جگہ دفن کیا جاتا ہے جہاں اس کی وفات ہوئی ہو۔

یہ بات یحییٰ بن سعید کی حدیث میں بھی ہے جس کو انہوں نے قاسم بن محمد سے نقل کیا ہے۔ ابن جریج کی حدیث میں بھی یہی بات جس کو انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، لیکن یہ دونوں حدیثیں بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے نقل کی گئی ہیں، انہوں نے حضور ﷺ سے مرسلاً نقل کی ہیں۔

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن علی بن ابراہیم نیشاپوری نے اس حدیث کی۔ وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوحامد احمد بن محمد بن احمد بن بالویہ العفصی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن سلمہ نے، وہ فرماتے ہیں

ہمیں حدیث بیان اسحاق بن موسیٰ الخطمی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سفیان بن عیینہ نے، انہوں نے یحییٰ بن سعید سے نقل کیا ہے، انہوں نے سعید بن المسیب سے نقل کیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد کو ایک خواب بیان کیا تا کہ اس کی تعبیر بتلائیں (کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لوگوں میں سب سے زیادہ بہتر تعبیر بتلانے والے تھے)۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ میں نے دیکھا کہ تین چاند میری گود میں آ گر رہے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تیرا خواب سچا ہے تو سن تیرے گھر میں تین ایسے آدمیوں کو دفن کیا جائے گا جو روئے زمین میں سب سے زیادہ بہتر اور افضل ہوں گے۔

پھر جب حضور علیہ السلام کی وفات ہوئی تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تیرے تین چاند میں سے سب سے بہتر اور افضل ایک یہ چاند ہے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (مستدرک حاکم ۳/۶۰)

باب ۳۰۲

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دو ساتھی

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی قبروں کا بیان

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعلی محمد بن علی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالازہر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحاق بن ابی فدیک نے۔

دوسری سند میں مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعلی الروذباری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوداود نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن صالح نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن ابی فدیک نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عمرو بن عثمان بن ہانی نے، انہوں نے قاسم سے نقل کیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا۔ میں نے عرض کیا، اے ہماری پیاری امی جان! مجھے حضور علیہ السلام اور ان کے دونوں ساتھی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کی قبر کھول کر دکھائیے۔ تو انہوں نے مجھے تینوں قبریں کھول کر دکھائیں تو میں نے دیکھا کہ قبریں نہ زیادہ بلند تھیں اور نہ ہی بالکل زمین سے چپٹی ہوئی تھیں (یعنی درمیانہ درجہ کی تھیں)۔ اور سرخ رنگ کے سنگریزوں سے ڈھکی ہوئی تھیں۔ ایک قبر حضور علیہ السلام کی تھی۔ دوسری حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، اور تیسری حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی تھی۔

یہ الروذباری کی حدیث کے الفاظ ہیں۔ ابی عبداللہ کی روایت میں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضور علیہ السلام کی قبر ذرا آگے کو تھی، اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی قبر کا سر حضور علیہ السلام کے کندھوں کے برابر تھا۔ جبکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قبر کا سر حضور علیہ السلام کے پائنتی کی طرف تھا۔ اور یہ روایت دلالت کرتی ہے کہ ان حضرات کی قبریں مسطح یعنی ہموار تھیں۔ کیونکہ ہموار ہونے میں ہی کنکریاں ٹھہر سکتی ہیں ورنہ نہیں۔

مصنف فرماتے ہیں کہ تحقیق خبر دی ہمیں ابوعبداللہ حافظ نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعمرو بن ابی جعفر نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حبان نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر بن عباس نے ، انہوں نے سفیان التمار سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں انہوں نے حضور علیہ السلام کی قبر کو کوہان کی طرح تھوڑا سا اٹھا ہوا دیکھا۔

اس روایت کو امام بخاری نے محمد سے ، انہوں نے عبداللہ بن مبارک سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب الجنائز۔ فتح الباری ۳ ۲۵۵)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ الاصفہانی نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن جہم نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن فرج نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی واقدی نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالعزیز بن محمد نے ، انہوں نے جعفر بن محمد سے ، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی قبر مبارک ہموار تھی۔

واقدی فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن جعفر نے ، انہوں نے ابن ابی عون سے ، انہوں نے ابی عتیق سے ، انہوں نے جابر بن عبداللہ سے نقل کیا ہے ، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک پر پانی چھڑکا گیا اور فرمایا کہ پانی چھڑکنے والے حضرت بلال بن رباح تھے جو اپنے مشکیزہ سے حضور ﷺ کے سر کے داہنی جانب سے پانی چھڑکنے کی ابتداء کی اور پاؤں کی طرف انتہاء کی پھر پانی کو دیوار پر ڈالا کیونکہ دیوار کی جانب سے آدمی گھوم نہیں سکتا تھا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحیٰی بن محمد بن یحیٰی نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حجبی اور سہل بن بکار نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعوانہ نے ، انہوں نے ہلال بن ابی حمید الوزان سے نقل کیا ہے ، انہوں نے عروہ سے ، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے ، وہ فرماتی ہیں ، میں نے حضور ﷺ کو مرض الوفات میں یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی پھٹکار ہو یہود و نصاریٰ پر کہ انہوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اگر مجھے اس چیز کا خوف نہ ہوتا کہ مسلمان آپ کی قبر کو سجدہ گاہ بنالیں گے تو میں آپ کی قبر کو ذرا بلند کرتی۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں موسیٰ بن اسماعیل سے نقل کیا ہے جبکہ دوسروں نے ابی عوانہ سے نقل کیا ہے۔

(بخاری۔ حدیث ۱۳۹۰۔ فتح الباری ۳/ ۲۵۵)

باب ۳۰۳

اُس عظیم جانکاہ مصیبت کا بیان جو مسلمانوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر ٹوٹ پڑی

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالعباس احمد بن ابراہیم بن جانجان الصرام نے ہمدان میں ، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن الحسن الاسدی نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن ایوب نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالولید الطیالسی نے ،

وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی جعفر بن سلیمان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ثابت نے، انہوں نے انس سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جس روز حضور ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ کی آمد کی برکت سے ہر چیز روشن ہوگئی تھی اور جس روز آپ کی وفات ہوئی اُس روز ہر چیز پر ظلمت واندھیرا چھا گیا تھا۔

ہم حضور علیہ السلام کے دفن کے موقع پر موجود تھے، ہمارے ہاتھ آپ ﷺ کو دفن کرنے کے لئے نہیں اُٹھ رہے تھے، ہمارے دل یہ ماننے کے لئے تیار نہ تھے کہ حضور علیہ السلام کا انتقال ہو چکا ہے اور ہم آپ ﷺ کو دفن کر دیں۔ (خصائص کبریٰ ۲/ ۲۷۸)

اور ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی کدیمی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہشام بن عبدالمطلب ابوالولید نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی جعفر بن سلیمان الضبعی نے، انہوں نے ثابت سے نقل کیا ہے، انہوں نے انس بن مالک سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جس روز نبی کریم ﷺ کا انتقال ہوا اُس دن مدینہ میں اندھیرا چھا گیا اور سناٹا طاری ہوگیا تھا۔ حتیٰ کہ کوئی کسی کو دیکھ نہیں رہا تھا۔ اگر ہم سے کوئی اپنے ہاتھ پھیلا کر دیکھنا چاہتا تو نہیں دیکھ سکتا تھا۔ جب آپ ﷺ کے دفن سے ہم فارغ ہوئے تو بھی ہمارا دل آپ کی وفات اور دفن کو قبول نہیں کر رہا تھا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی بن حمشاذ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہشام بن علی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبداللہ الخزاعی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حماد بن سلمہ نے، انہوں نے ثابت سے نقل کیا ہے، انہوں نے انس سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں اس وقت موجود تھا جس وقت حضور علیہ السلام کا انتقال ہوا۔ میں نے اس سے بُرا دن پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ (خصائص کبریٰ ۲/ ۲۷۸)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن نعیم اور محمد بن نصر الجارودی نے، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن علی الحلوانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عمرو بن عاصم الکلابی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سلیمان بن مغیرہ نے، انہوں نے ثابت سے، انہوں نے حضرت انس سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ حضرت اُم اُیمن رضی اللہ عنہا کے ہاں ان کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے، میں بھی اُن کے ساتھ گیا۔

حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا نے پینے کے لئے کوئی مشروب پیش کیا مگر حضور ﷺ نے واپس کر دیا، شاید نہیں پینا چاہ رہے تھے یا پھر روزہ سے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے حضور علیہ السلام کے ساتھ موجود صحابی کو دے دیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ چلو اُم یمن رضی اللہ عنہا کے پاس چلتے ہیں (کیونکہ حضور علیہ السلام بھی جاتے تھے)۔ جب ہم اُن کے پاس پہنچے تو آپ رونے لگ گئیں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اُن سے کہا کہ آپ کیوں روتی ہیں حضور علیہ السلام کے پاس اللہ تعالیٰ کے ہاں جو نعمتیں میسر ہیں کیا وہ دنیا سے بہتر نہیں ہیں؟ تو حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں اس وجہ سے نہیں رو رہی کہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ جو نعمتیں حضور علیہ السلام کو اللہ کے ہاں ملی ہیں وہ دنیا سے بہتر ہیں بلکہ میں اس وجہ سے رو رہی ہوں کہ اب وحی کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔ اُن کی اس بات سے حضرت ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ عنہما پر بھی گریہ طاری ہوگیا اور وہ دونوں بھی رونے لگے۔

اس روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح مسلم میں زہیر بن حرب سے، انہوں نے عمرو بن عاصم سے نقل کیا ہے۔

(مسلم۔ کتاب الفضائل۔ حدیث ۱۰۳ ص ۴/ ۱۹۰۷)

اور مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں ابوالحسین بن فضل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر بن عتاب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن ابی اویس نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے، انہوں نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے حضور ﷺ کی وفات اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خطبہ والے قصہ میں سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خطبہ سے فارغ ہوئے تو لوگ واپس ہونے لگے حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا بیٹھی روتی رہیں تو ان سے کہا گیا کہ آپ کیوں روتی ہیں اے اُم ایمن؟ اللہ تعالیٰ نے تو اپنے نبی ﷺ کو جنت میں خوب انعام واکرام سے نوازا ہے اور دنیا کی مصیبت سے راحت عطا فرمائی ہے؟

تو حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں تو اس وجہ سے روتی ہوں کہ آسمان سے لحمہ بہ لحمہ روزانہ وحی نازل ہوتی تھی اب وہ بند ہوگئی۔ اور اُس کو اُٹھادیا گیا تو لوگ ان کی اس بات سے بڑے حیران ہوگئے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن جہم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن فرج نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی واقدی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن ابی سبرہ نے، انہوں نے حلبس بن ہاشم سے، انہوں نے عبداللہ بن وہب سے، انہوں نے حضور علیہ السلام کی زوجہ مطہرہ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔

وہ فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام کی وفات کے موقع پر ہم سب رورہے تھے اور ہم سوئے بھی نہیں تھے۔ اس حال میں کہ حضور علیہ السلام گھر میں چارپائی پر تھے اور ہم حضور علیہ السلام کو دیکھ دیکھ کر سکون حاصل کررہے تھے کہ اچانک ہم نے سحری کے وقت قبر کھودنے والوں کی آوازیں سنیں۔ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم سب چیخنے لگیں پھر مسجد والے بھی چیخنا شروع ہوگئے، پھر تو سارے مدینہ منورہ میں کہرام مچ گیا اور سب نے رونا شروع کردیا۔ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اسی دوران میں آذان فجر دی۔ جب دورانِ آذان حضور علیہ السلام کا ذکر ہوا تو انہوں نے بھی رونا شروع کردیا۔ اس چیز نے ہمیں اور غم وحزن میں مبتلا کردیا اور لوگ حضور علیہ السلام کو قبر میں داخل کرنے کے لئے قبر اطہر میں داخل ہوئے باقی لوگوں کو اندر آنے سے روک دیا۔

ہائے ہماری پریشانی، حضور علیہ السلام کی مصیبت کے بعد ہمیں کوئی مصیبت مصیبت نہ لگی بلکہ ہر مصیبت ہمیں آسان لگتی تھی۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن علی بن عفان العامری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن آدم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سفیان نے، انہوں نے عمرو بن دینار سے، انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد میں نے پھر کبھی کھجور کا پودا نہیں بویا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابواسحاق ابراہیم بن محمد فقیہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی شافع بن محمد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوجعفر سلامۃ المزنی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شافعیؒ نے، انہوں نے قاسم بن عبداللہ بن عمر بن حفص سے، انہوں نے جعفر بن محمد سے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے قریش کے کچھ لوگ میرے والد صاحب علی بن حسین کے پاس آئے تو میرے والد نے انہیں فرمایا کہ کیا میں تمہیں حضور ﷺ کی کوئی حدیث بیان نہ کروں؟ تو انہوں نے جواب دیا کیوں نہیں، آپ بیان کریں۔ پس انہوں نے ہمیں حدیث بیان کی جو انہوں نے ابوالقاسم سے نقل کی۔

وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ بیمار ہوئے تو آپ کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا کہ اے محمد! اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے، خاص آپ کے لئے اور آپ کے اعزاز واکرام اور شرافت کی وجہ سے۔ اور میں آپ سے ایسی بات پوچھنا

چاہوں گا جس کو اللہ تعالیٰ آپ سے زیادہ جانتے ہیں۔ تو وہ فرمانے لگے کہ آپ کی صحت کیسی ہے؟ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اپنے آپ کو غمگین اور پریشانی میں محسوس کرتا ہوں اے جبرائیل!

پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام دوسرے دن تشریف لائے اور پھر وہی کل والے سوالات کئے تو نبی کریم ﷺ نے وہی جواب دیا۔

پھر حضرت جبرائیل تیسرے دن بھی تشریف لائے اور وہی سوال دُہرایا۔ آپ علیہ السلام نے بھی وہی پہلے دن والا جواب دیا اور آپ کے ساتھ ایک اور فرشتہ بھی تھا جس کو اسماعیل کہا جاتا ہے جو ایک ہزار فرشتوں پر نگران ہے پھر ہر فرشتہ ایک ہزار فرشتوں پر نگران تھا۔ اس فرشتہ نے اجازت طلب کی اور آپ سے حال احوال پوچھا۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ ملک الموت یعنی موت کا فرشتہ ہے اور آپ سے اجازت طلب کرتا ہے کہ آپ کی رُوح قبض کی جائے یا نہیں؟ اس نے آج تک آپ سے پہلے کسی سے اجازت طلب کی نہ آپ کے بعد کسی سے اجازت مانگے گا۔ تو نبی علیہ السلام نے فرمایا، ان کو اجازت دے دو۔ تو ان کو اجازت دے دی گئی۔

پھر انہوں نے حضور علیہ السلام کو سلام کیا پھر عرض کیا کہ اے محمد! مجھے یہ پیغام دے کر بھیجا گیا ہے کہ اگر آپ حکم فرمائیں گے تو میں آپ کی رُوح قبض کروں گا اور اگر آپ منع فرمائیں گے تو میں آپ کو چھوڑ دوں گا؟

تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اے ملک الموت! تم اپنا کام کرو۔ تو ملک الموت نے فرمایا کہ بے شک مجھے اسی کام کا حکم دیا گیا ہے کہ میں آپ کے ہر حکم کی تعمیل کروں۔ تو حضور علیہ السلام نے جبرائیل علیہ السلام کی طرف دیکھا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے محمد! اللہ تعالیٰ آپ سے ملاقات کے اشتیاق میں ہیں۔ تو نبی کریم ﷺ نے ملک الموت سے فرمایا کہ تم اپنا کام کر ڈالو جس کا میں نے تمہیں حکم دیا ہے۔ تو ملک الموت نے فوراً آپ ﷺ کی رُوح قبض فرمائی۔ تو جب حضور علیہ السلام وفات پا گئے تو تعزیت کے طور پر گھر کے کونے سے ایک غیبی آواز آئی۔

''اے پیغمبر کے گھر والو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! اللہ کے دین میں ہر مصیبت کے اندر تسکین کا سامان موجود ہے اور اللہ تعالیٰ ہر ہلاک ہونے والی چیز کا بدلہ دینے والا ہے اور ہر فوت ہونے والی چیز کا تدارک کرنے والا ہے۔ لہٰذا تم اللہ کی مدد سے تقویٰ حاصل کرو اور اسی سے ثواب اور صبر کی امید رکھو، اس لئے کہ کوئی مصیبت زدہ ثواب سے محروم نہیں کیا جاتا''۔

حضرت علی ؓ نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو یہ غیبی آواز کس کی ہے؟ پھر خود ہی جواب دیا کہ یہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔

مصنف فرماتے ہیں اس روایت کو ہم سے پہلے بھی دوسری سند سے روایت کر چکے ہیں۔ اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ آپ سے ملاقات کے اشتیاق میں ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ آپ دنیا سے آخرت کی طرف بُلا کر آپ کے اعزاز واکرم میں اضافہ فرمائیں اور اپنی نعمتیں اور اپنا قرب آپ کو نصیب فرمائے۔ سبحان اللہ (خصائص کبریٰ ۲/۲۷۳)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن الحسن قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ربیع بن سلیمان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی امام شافعیؒ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی قاسم بن عبداللہ بن عمر نے، انہوں نے جعفر بن محمد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے دادا سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تو ایک تعزیت کرنے والے کی غیبی آواز آئی جس کو لوگوں نے سُنا کہ اللہ کے دین میں ہر مصیبت میں تسلی کا سامان ہے اور ہر ہلاک شدہ چیز کا

بدلہ ہے۔ ہر فوت شدہ چیز کا تدارک ہے۔ لہٰذا تم اللہ کی مدد سے تقویٰ حاصل کرو اور اسی سے صبر اور ثواب کی امید رکھو اس لئے کہ ہر مصیبت زدہ ثواب سے محروم نہیں کیا جاتا۔

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن عبدالرحمن بن مرتعد صنعانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالولید مخزومی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی انس بن عیاض نے، انہوں نے جعفر بن محمد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے جابر بن عبداللہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تو فرشتوں نے بھی آپ ﷺ کی تعزیت کی مگر فرشتوں کی آمد کو صرف محسوس کیا جا سکتا تھا اور اُن کی آواز کو سُنا جا سکتا تھا۔ لیکن انہیں کوئی دیکھ نہیں سکا۔

انہوں نے کہا کہ اے پیغمبر کے گھر والو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، بے شک اللہ کے دین میں ہر مصیبت پر تسلی کا سامان موجود ہے اور ہر ہلاک شدہ چیز کا بدلہ ہے، ہر فوت شدہ چیز کا تدارک ہے۔ لہٰذا تم اللہ سے تقویٰ حاصل کرو اور اسی سے ثواب اور صبر کی امید رکھو اس لئے کہ کوئی مصیبت زدہ ثواب سے محروم نہیں کیا جاتا۔

(والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ) یہ دونوں سندیں اگرچہ ضعیف ہیں مگر ان میں سے ایک دوسرے کی تائید تو کرتی ہیں اور دلالت کرتی ہیں کہ جعفر کی حدیث کی اصل ہے۔ واللہ اعلم

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر بن بالویہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن بشر بن مطر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی کامل بن طلحہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عباد بن عبدالصمد نے، انہوں نے انس بن مالک ﷺ سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ کا انتقال ہو گیا تو حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور علیہ السلام کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور سب نے رونا شروع کر دیا۔ سب ایک جگہ جمع ہو گئے تو ایک شخص اُن کے پاس داخل ہوا، سیاہ داڑھی والا، مضبوط بدن والا، چمک دار چہرے والا تھا۔ وہ لوگوں کی گردنوں کو پھلانگتا ہوا قریب آیا اور رونے لگ گیا۔

پھر حضرات صحابۂ کرام کی رضی اللہ عنہم طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ بے شک اللہ کے دین میں ہر مصیبت زدہ کے لئے تسلی کا سامان ہے اور ہر فوت شدہ چیز کا بدلہ ہے اور فوت شدہ کا خلیفہ ہے۔ لہٰذا تم اللہ کی طرف رجوع کرو اور اسی کی طرف رغبت کرو کہ وہ اللہ مصیبت میں تمہارا مددگار ہوتا ہے۔ بس تم بھی اللہ کی طرف دیکھو کہ مصیبت زدہ ثواب سے محروم نہیں کیا جاتا۔ پھر وہ چلا گیا تو لوگ ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ کیا تم اس شخص کو جانتے ہو؟ تو حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہاں یہ حضور علیہ السلام کے بھائی حضرت خضر علیہ السلام تھے۔

اس روایت میں عباد بن عبدالصمد ضعیف راوی ہے اور یہ منکر بھی ہے۔ (میزان ۲/۳۶۹)

☆☆☆

باب ۳۰۴

اہل کتاب کو اپنی کتابوں تورات وانجیل میں سے
حضور ﷺ کی صفات اور صورت کا بیان پڑھ کر حضور ﷺ کی وفات کا علم ہوجانا
اور اس میں حضور علیہ السلام کی نبوت ورسالت کے دلائل کا ثبوت

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعمرو بن ابی جعفر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن ابی شیبہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن ادریس نے، انہوں نے اسماعیل بن ابی خالد سے نقل کیا ہے، انہوں نے قیس بن ابی حازم سے، انہوں نے جریر سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں میں یمن میں تھا تو میری ملاقات یمن کے دو باشندوں سے ہوئی یعنی ذوکناع اور ذوعمرو سے، تو میں اُن سے حضور علیہ السلام کی احادیث اور حالات بیان کرنے لگا۔ حضرت جریر فرماتے ہیں کہ انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم جس شخص کے حالات وصفات بیان کر رہے ہو اگر یہ باتیں سچ ہیں تو سنو تین دن پہلے اُس شخص کا انتقال ہو چکا ہے۔

حضرت جریر فرماتے ہیں کہ پھر میں اور یہ دونوں ساتھی مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے تو راستہ میں بعض ایسے سواروں سے ملاقات ہوئی جو مدینہ منورہ سے آ رہے تھے۔ ہم نے اُن سے مدینہ کا حال پوچھا تو وہ کہنے لگے کہ حضرت محمد ﷺ کا انتقال ہو چکا ہے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنادیا گیا ہے باقی سب لوگ خیر وعافیت سے ہیں۔ تو یہ دونوں ساتھی کہنے لگے کہ تم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بتلادینا کہ ہم یہاں تک آئے تھے، مگر اب ہم واپس یمن جاتے ہیں اور انشاء اللہ پھر کبھی آئیں گے۔

جریر فرماتے ہیں کہ میں نے اُن کا تذکرہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کیا تو آپ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے تم اُن کو میرے پاس لے کر کیوں نہیں آئے؟

جریر فرماتے ہیں کہ پھر ایک عرصہ کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ذوعمرو کی مجھ سے ملاقات ہوئی تو وہ کہنے لگے کہ اے جریر! تمہارا مجھ پر ایک احسان ہے اس لئے میں تمہیں ایک بات بتلاتا ہوں کہ تم اہل عرب ہو تم ہمیشہ اچھے رہو گے بشرطیکہ تم (یہ کام کرتے رہے کہ) اگر تمہارا کوئی امیر انتقال کر جائے تو تم فوراً امیر بناتے رہو۔ پھر جب حکومت تلوار سے تلوار کے زور سے کرنے لگو گے تو یہ بادشاہ بھی دوسرے بادشاہوں کی طرح غصہ میں رہیں گے اور خوشی بھی پھر ان ہی کے طریق سے حاصل ہوگی۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں ابوبکر بن ابی شیبہ سے روایت کیا ہے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۳۵۹۔ فتح الباری ۷۵/۸۔ مسند احمد ۳۶۳/۴)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی ابن المؤمل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن یونس نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن اسحاق الحضرمی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زائدہ نے، انہوں نے زیادہ بن علاقہ سے، انہوں نے جریر سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ یمن میں میری ملاقات ایک یہودی عالم سے ہوئی تو اُس نے یہ کہا کہ اگر تمہارے دوست (ساتھی) نبی ہیں تو سنو! ان کا پیر کے دن انتقال ہو چکا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران عدل نے بغداد میں، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوجعفر بن عمرو نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن ہشیم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سعید بن کثیر ابن عفیر بن کعب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالحمید بن کعب بن عدی التنوخی نے، انہوں نے عمرو بن حارث سے، انہوں نے ناعم بن اجیل سے، انہوں نے کعب بن عدی سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں اہل حیرہ کے وفد کے ساتھ شامل ہوکر حضور علیہ السلام کے پاس پہنچا۔ پھر حضور علیہ السلام نے ہم پر اسلام پیش کیا تو ہم مسلمان ہو گئے، پھر ہم واپس حیرہ آ گئے۔

ابھی ہم کچھ دن ٹھہرے بھی نہ تھے کہ ہمیں حضور علیہ السلام کی وفات کی خبر ملی تو ہمارے ساتھی شک اور اختلاف میں پڑ گئے۔ کچھ تو یہ کہنے لگے کہ اگر وہ نبی ہیں تو مر نہیں سکتے۔ تو میں نے کہا کہ ایسی بات نہیں ہے، پہلے بھی انبیاء کرام علیہم السلام کا انتقال ہوا ہے۔ میں اپنے اسلام پر ثابت قدم رہا اور میں نے مدینہ منورہ جانے کا ارادہ کیا تو راستہ میں ایک راہب (عیسائیوں کے عالم) کے پاس سے میرا گزر ہوا۔ ہم کوئی فیصلہ اس کے مشورہ کے بغیر نہیں کرتے تھے تو میں نے اُن سے کہا کہ مجھے ایک مسئلہ بتلائیں جس کے متعلق میرے دل میں ایک کھٹکا ہے تو انہوں نے کہا کہ اپنا نام بتلاؤ۔ میں نے اپنا نام کعب بتلایا پھر اُس نے کچھ بال نکالے اور برتن میں ڈالے اور مجھے کہا کہ تم بھی اس میں اپنا بال ڈالو۔

کعب کہتے ہیں کہ میں نے اس میں اپنا بال ڈالا۔ پھر اس میں اس نے جستجو کی تو (مجھے نظر آیا) حضور علیہ السلام کی صفات نظر آئیں اور آپ کی وفات کا وقت نظر آ گیا۔

کعب کہتے ہیں کہ یہ منظر دیکھ کر میرا ایمان اور مضبوط ہو گیا، پھر میں وہاں سے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے پاس آیا اور سارا واقعہ بتلایا پھر میں نے اُنہیں کے پاس قیام کیا۔ پھر انہوں نے مجھے رُوم کے بادشاہ کے پاس بھیجا غالباً اسلام کی دعوت دینے کے لئے۔ پھر میں وہاں سے واپس آ گیا۔

پھر حضرت عمر فاروق ؓ نے بھی مجھے مقوقس کے پاس خط دے کر بھیجا۔ میں وہ خط لے کر یرموک کے مقام پر اُس سے ملا، مجھے علم نہیں تھا کہ خط میں کیا ہے، تو اُس نے مجھ سے پوچھا کہ تجھے علم ہے کہ روم نے اپنے دشمنوں (مسلمانوں) کو قتل کر دیا ہے اور شکست دے دی ہے؟ میں نے کہا کہ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ تو اس نے کہا کہ کیوں؟ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے وعدہ فرمایا ہے کہ ان کا دین ہی سب پر غالب ہوکر رہے گا۔ اور اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی کر ہی نہیں سکتا۔ تو اُس نے کہا کہ بے شک تمہارے نبی نے سچ کہا ہے کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ روم قتل کئے گئے اور قوم عاد بھی کی گئی۔ پھر اُس نے مجھ سے صحابہ کرام کی صفات پوچھیں تو میں نے اس کو ان کی خبر دی، پھر اس نے مجھے ہدیہ اور حضرت عمر فاروق ؓ کے لئے بھی ہدیہ دیا کیونکہ وہ پہلے بھی حضرت علی ؓ، حضرت عبدالرحمن ؓ، حضرت زبیر ؓ (اور غالباً حضرت عباس ؓ کا تذکرہ کیا تھا) کے لئے بھی ہدایا دیئے۔

حضرت کعب فرماتے ہیں زمانۂ جاہلیت میں حضرت عمر فاروق ؓ کے ساتھ لوٹ کھسوٹ میں شریک تھے۔ جب قانون مقرر ہوا تو میں بھی ان کاموں سے ہٹ گیا اور میں بنی عدی بن کعب قبیلہ میں رہتا تھا۔ (اصابہ ۳/۲۹۸)

☆☆☆

باب ۳۰۵

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ کے بیان میں

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ البسطامی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالقاسم البغوی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی بن الجور نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی زہیر نے، انہوں نے ابی اسحاق سے، انہوں نے عمرو بن الحارث خزاعی (جو کہ جویریہ بنت الحارث کے بھائی ہیں) سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! حضور علیہ السلام نے اپنی موت کے وقت کوئی دینار چھوڑا نہ درہم اور غلام نہ باندھی اور نہ کوئی اور چیز چھوڑی سوائے ایک سفید خچر اور اسلحہ کے اور ایک زمین کے ٹکڑے کے جو کہ صدقہ کر دیا جا چکا تھا۔

اس روایت کا امام بخاری نے اپنی صحیح میں زہیر بن معاویہ کی حدیث سے ذکر کیا ہے جبکہ ان کے علاوہ حضرات نے ابی اسحاق سے روایت کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب فرض الخمس۔ حدیث ۳۰۹۷۔ فتح الباری ۶/۲۰۹)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یوسف الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوسعید بن الاعرابی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن علی بن عفان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن نمیر نے، انہوں نے اعمش سے، انہوں نے شقیق سے، انہوں نے مسروق سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ترکہ میں دینار چھوڑا نہ درہم، بکری چھوڑی نہ اُونٹ اور نہ ہی کسی چیز کی وصیت فرمائی۔ (مسلم۔ کتاب الوصیۃ ص ۱۲۵۶)

اس روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں ابی بکر بن ابی شیبہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے عبداللہ بن نمیر سے نقل کیا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوزکریا ابن اسحاق مزکی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبدالوہاب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی جعفر بن عون نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی مسعر نے، انہوں نے عاصم سے، انہوں نے ذر سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں تم مجھ سے حضور ﷺ کی میراث کے متعلق کیا پوچھتے ہو؟ حضور ﷺ نے دینار چھوڑا نہ درہم، غلام چھوڑا نہ کوئی باندی۔ حضرت مسعر فرماتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ بکری چھوڑی نہ اُونٹ۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی مسعر نے، انہوں نے عدی بن ثابت سے انہوں نے علی بن حسین سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے دینار چھوڑا نہ درہم اور غلام چھوڑا نہ باندی۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یوسف الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوسعید ابن الاعرابی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن عفان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابواُسامہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے، انہوں نے ہشام بن عروہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ بتحقیق حضور علیہ السلام میرے گھر میں فوت ہوئے مگر حال یہ تھا کہ میرے گھر جو کی ایک مٹھی کے علاوہ کچھ نہ تھا میں انہیں کو کھاتی رہی حتیٰ کہ ایک دن میں نے ان کو ناپا تو وہ جلد ہی ختم ہو گئے۔ کاش میں اُن کو نہ ناپتی۔

اس روایت کو امام مسلم و بخاری نے ابواُسامہ سے نقل کیا ہے۔

بخاری۔ کتاب الرقاق۔ حدیث ۶۴۵۱۔ فتح الباری ۱۱/۲۷۴۔ مسلم ص ۲۲۸۲۔ ۲۲۸۳۔ مسند احمد ۶/۲۰۸)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوسعید بن الاعرابی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی الدقیقی نے (وہ محمد بن عبدالملک ہیں) وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یزید بن ہارون نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ثوری نے اعمش سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے ابراہیم سے، انہوں نے اسود سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا انتقال اس حال میں ہوا کہ آپ کی ایک زرہ تیس صاع جو کے بدلے میں رہن رکھی ہوئی تھی۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں محمد بن کثیر سے، انہوں نے سفیان سے نقل کیا ہے۔

(بخاری۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۲۹۱۶۔ فتح الباری ۶۔ ۹۹)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابومحمد عبداللہ بن یوسف الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالقاسم جعفر بن ابراہیم الموسائی نے مکہ مکرمہ میں، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوحاتم محمد بن ادریس الحنظلی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبیس بن مرحوم عطار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حاتم بن اسماعیل نے، انہوں نے جعفر بن محمد سے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ کی زرہ میں سینہ کی طرف دو حلقے تھے چاندی کے اور دو حلقے پیچھے کی طرف تھے۔ محمد بن جعفر فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے فرمایا کہ میں نے اُس زرہ کو پہنا تو وہ کچھ بڑی تھی جس کی وجہ سے وہ زمین پر لکیر بنا رہی تھی یا زمین پر لٹک رہی تھی۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن محمویہ عسکری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی جعفر بن محمد القلانسی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی آدم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شیبان نے، انہوں نے قتادہ سے، انہوں نے انس سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کو ایک بار دعوت دی گئی اور میزبان نے آپ کے سامنے جَو کی روٹی اور بدبودار چربی لا کر رکھ دی۔

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ آلِ محمد پر کوئی ایسی صبح نہیں آئی کہ آپ ﷺ کے گھر پر ایک صاع گندم یا کھجور کا ہو۔ حالانکہ یہ وہ زمانہ تھا کہ آپ علیہ السلام کی نو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن تھیں اور حضور ﷺ نے مدینہ میں ایک یہودی کے پاس اپنی زرہ رہن رکھی ہوئی تھی اور اس سے گھر کا راشن لیتے رہتے تھے مگر آپ علیہ السلام کے پاس کوئی ایک چیز نہیں تھی جس کو دے کر زرہ آزاد کروالیں، یہاں تک کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حمید بن عیاش رملی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی مؤمل بن اسماعیل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سلیمان بن مغیرہ نے، انہوں نے حمید بن ہلال سے، انہوں نے ابی بردہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا۔ انہوں نے ہمیں ایک موٹی ازار دکھائی جو کہ یمن میں بنائی جاتی تھی۔ اور ایک چادر دکھائی جس کو الملبدہ کہا جاتا ہے، پھر فرمایا کہ مجھے اللہ کی قسم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا انتقال ان دو کپڑوں میں ہوا تھا۔

اس روایت کو شیخین (امام بخاری و مسلم) نے سلیمان بن مغیرہ سے نقل کیا ہے۔

(بخاری۔ کتاب اللباس۔ مسلم۔ کتاب اللباس والزینۃ۔ بخاری۔ حدیث ۳۱۰۸۔ فتح الباری ۶۔ ۲۱۲)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی اسماعیل بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سلیمان بن حرب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حماد بن زید نے، انہوں نے ایوب سے، انہوں نے حمید بن ہلال سے، انہوں نے ابی بردہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے

ہمیں ایک موٹی ازار نکال کر دکھائی جو یمن میں بنائی جاتی تھی اور ایک چادر (کملی) دکھائی جسے ملبدہ کہا جاتا تھا۔ پھر فرمایا کہ ان دو کپڑوں میں حضور علیہ السلام کا انتقال ہوا تھا۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں سلیمان بن حرب سے نقل کیا ہے جبکہ امام مسلم نے ایوب سے نقل کیا ہے۔ (حوالہ بالا)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو علی حسین محمد روذ باری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو محمد عبداللہ بن عمر بن شوذب واسطی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبداللہ انصاری نے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے، انہوں نے ثمامہ سے، انہوں نے انس سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو انہوں نے مجھے بحرین بھیجا، اور ایک خط لکھ کر دیا اور اس پر حضور ﷺ کی انگوٹھی سے مہر لگائی اور حضور ﷺ کی انگوٹھی کے نقش میں تین سطریں تھیں۔ ایک سطر میں محمد لکھا ہوا تھا، دوسری میں رسول اور تیسری میں اللہ تھا۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں انصاری سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ حدیث ۳۱۰۶۔ فتح الباری ۶/...)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن جعفر قطیعی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے، وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی میرے والد نے، انہوں نے ولید بن کثیر سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عمرو بن طلحہ الدؤلی نے کہ ابن شہاب نے انہیں ایک حدیث بیان کی ہے اور ان کو علی بن حسین نے یہ حدیث بیان کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب ہم لوگ یزید بن معاویہ کے پاس سے حضرت حسین بن علی کی شہادت کے بعد مدینہ منورہ پہنچے تو مسور بن مخرمہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ اگر آپ کو کچھ ضرورت ہو تو مجھے حکم کریں تو آپ کا حکم بجا لاؤں، تو میں نے کہا کہ نہیں مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر مسور بن مخرمہ نے مجھ سے کہا کہ حضور علیہ السلام کی جو تلوار آپ کے پاس ہے وہ مجھے دے دیجئے۔ مجھے خوف ہے کہ کہیں یہ ظالم بنوامیہ کے لوگ زبردستی آپ سے چھین نہ لیں۔ اللہ کی قسم اگر آپ مجھے دے دیں گے میں اُس کی خوب حفاظت کروں گا، جان چلی جائے مگر کوئی مجھ سے چھین نہیں سکے گا۔ پھر آگے حدیث ذکر کی۔

اس روایت کو امام بخاری نے سعید بن محمد سے نقل کیا ہے، انہوں نے یعقوب سے نقل کیا ہے اور امام مسلم نے احمد بن حنبل سے نقل کیا ہے۔
(بخاری۔ کتاب فرض الخمس)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو عمرو الادیب نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر اسماعیل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو یعلیٰ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زہیر بن حرب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عیسیٰ بن طہمان نے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ہمیں دو نعلین دکھائیں جن میں دو تسمے لگے ہوئے تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے بعد میں حضرت ثابت نے حدیث بیان کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہوئے کہ یہ دونوں جوتے حضور ﷺ کے ہیں۔

اس روایت کو امام بخاری نے عبداللہ بن محمد سے، انہوں نے ابو احمد محمد بن عبداللہ زبیری الاسدی سے نقل کیا ہے۔ (حوالہ بالا)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن محمد نسوی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حماد بن شاکر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسماعیل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن مدرک نے، وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی یحییٰ بن حماد نے، مجھے حدیث بیان کی ابو عوانہ نے، انہوں نے عاصم الاحول سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کا پیالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس دیکھا ہے وہ ٹوٹا ہوا تھا۔ اس کا تہائی چاندی کا تھا۔

راوی فرماتے ہیں کہ وہ پیالہ ایک سونے سے جڑا ہوا بڑا چوڑا پیالہ تھا۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے اس پیالہ سے حضور علیہ السلام کو بہت سی بار پانی پلایا ہے۔اور ابن سیرین نے فرمایا کہ اُس پیالہ میں لوہے کا ایک حلقہ تھا۔حضرت انس ﷛ نے چاہا کہ اُس حلقہ کو سونے کا یا چاندی کا بنا دیا جائے مگر حضرت ابوطلحہ نے انہیں منع کر دیا، فرمایا کہ حضور علیہ السلام کی بنائی ہوئی چیز میں تبدیلی نہ کرو۔لہٰذا انہوں نے اسی طرح پیالہ چھوڑ دیا۔

امام بخاری نے اس حدیث کو اسی طرح تخریج کیا ہے۔اور بہر حال وہ چادر جو حضرات خلفاء راشدین کے پاس تھی اس کے بارے میں ہم نے روایت کی ہے محمد بن اسحاق بن یسار سے کہ تبوک کے واقعہ میں نبی کریم ﷺ نے وہ چادر اہل ایلہ کو عطا فرمادی تھی، ایک پروانہ بھی ساتھ لکھ کر دیا تھا جس میں اُن کو امین بنایا تھا۔پھر ابو العباس عبداللہ بن محمد نے اس چادر کو تین دینار دے کر خرید لیا تھا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں اس کی خبر ابو عبداللہ حافظ نے دی۔وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن الجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس نے، انہوں نے ابن اسحاق سے نقل فرمایا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن فضل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن حمید نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سلمہ نے، انہوں نے ابن اسحاق سے، انہوں نے یزید بن ابی حبیب سے، انہوں نے مرشد بن عبداللہ برنی سے، انہوں نے عبداللہ بن زریر سے، انہوں نے حضرت علی ﷛ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا گھوڑا ہوا کرتا تھا جس کا نام مرتجز تھا اور ایک دراز گوش گدھا تھا جس کا نام عفیر تھا، اور ایک خچر تھا جس کا نام دلدُل تھا، ایک تلوار تھی جس کا نام ذوالفقار تھا اور ایک زرہ تھی جس کا نام ذوالفقار تھا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن صالح البرجمی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حبّان بن علی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ادریس الاودی نے، انہوں نے حکم سے، انہوں نے یحییٰ بن جرار سے، انہوں نے حضرت علی ﷛ سے، انہوں نے حضور ﷺ سے اس جیسی حدیث نقل فرمائی۔

اور ہم نے کتاب السنن میں حضور ﷺ کے گھوڑے کے نام ذکر کئے ہیں جو کہ شہسواروں گھڑ سواروں کے پاس تھے۔ایک کا نام زلزاز تھا اور دوسرے کا لحیف تھا۔بعض نے لحیف اور ظرب نام بتلائے ہیں اور جو گھوڑا ابوطلحہ کے استعمال میں تھا اُس کا نام مندوب تھا۔اور آپ کی اُونٹنی کا نام القسواء تھا۔ایک کا نام العضباء تھا، ایک نام الجدعاء تھا۔اور حضور علیہ السلام کے خچر کا نام الشہباء تھا دوسرے کا نام البیضاء تھا۔

پہلے جس روایت میں ہم نے یہ ذکر کیا کہ حضور علیہ السلام ایک خچر اور کچھ اسلحہ اور ایک زمین چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہو گئے اور اُس زمین کو بھی صدقہ کر دیا تھا۔اور آپ کے کپڑے اور جوتے مبارک اور آپ کی ایک انگوٹھی بھی تھی۔یہ مختلف روایات میں مذکور ہیں جن کے بیان میں کوئی حرج نہیں ہے۔واللہ اعلم (البدایہ والنہایہ ۹/۶)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو الحسن بن بشران نے۔وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابن نصر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سفیان بن عیینہ نے، انہوں نے ولید بن کثیر سے، انہوں نے حسن بن حسن سے، انہوں نے فاطمہ بنت حسین سے نقل کیا ہے کہ بے شک حضور ﷺ کا جب انتقال ہوا تو آپ کی دو چادریں تھیں جن کو آپ کی موت کے وقت کفن میں استعمال کیا گیا۔(مصنف فرماتے ہیں یہ حدیث منقطع ہے)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو بکر بن فورک نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو داؤد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زمعہ بن صالح نے، انہوں نے ابی حازم سے، انہوں نے سہل بن سعد سے نقل کیا ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ کا انتقال ہوا تو آپ کا ایک جبہ تھا جو اُون سے بُنا ہوا تھا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوجعفر محمد بن عبید بن عتبہ بن عبدالرحمن الکندی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی مخول بن ابراہیم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسرائیل نے، انہوں نے عاصم سے، انہوں نے محمد بن سیرین سے، انہوں نے انس بن مالک ﷺ سے نقل کیا ہے کہ اُن کے پاس حضور ﷺ کی ایک چھوٹی لاٹھی تھی۔ جب اُن کا انتقال ہوا تو اُس کو ان کے ساتھ ان کے پہلو اور قمیص کے درمیان دفن کر دیا۔

مصنف فرماتے ہیں کہ اس روایت کا راوی مخول بن ابراہیم شیعہ تھا اور اسرائیلی روایات کو ذکر کرنے میں متفرد ہے اس کے علاوہ دوسری حدیثیں نہیں لاتا۔ اس لئے اس حدیث کا ضعف واضح ہے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالنضر محمد بن محمد فقیہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عثمان بن سعید دارمی نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوالیمان سے کہا کہ میں تمہیں شعیب بن ابی حمزہ کی خبر دیتا ہوں جو انہوں نے زہری سے نقل کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے انہیں خبر دی کی حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق ﷺ کی طرف پیغام بھیجا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو بغیر جہاد کے جو مالِ غنیمت عطا فرمایا تھا جیسا فدک وغیرہ تو اُس ترکہ کے بارے میں انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق ﷺ سے مطالبہ کیا کہ وہ مال ہمیں ملنا چاہئے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق ﷺ نے فرمایا کہ حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ نبی جو چیز چھوڑ کر جاتے ہیں وہ چیز صدقہ ہو جاتی ہے اُس کا کوئی بھی وارث نہیں ہوسکتا۔ اس لئے آل محمد ﷺ ہی اس مال میں سے کھا سکتی ہے یعنی جو اللہ تعالیٰ نے ان کو مال عطا فرمایا ہے وہی ان کو ملے گا۔ ہم اس میں زیادتی بھی نہیں کر سکتے۔ اللہ کی قسم اس مال صدقات کی آمدنی کی تقسیم کا جو طریقہ حضور ﷺ کے زمانہ میں تھا میں اس میں تبدیلی نہیں کر سکتا بلکہ ان میں اسی طرح عمل کروں گا جیسا کہ حضور علیہ السلام عمل کرتے تھے۔

بہرحال حضرت ابوبکر صدیق ﷺ نے بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کوئی بھی چیز دینے سے منع کر دیا۔ اس کی وجہ سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دل میں حضرت ابوبکر صدیق ﷺ کی طرف سے ایک گونہ ناراضگی پیدا ہوگئی تو حضرت ابوبکر صدیق ﷺ نے حضرت علی ﷺ سے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے مجھے آپ ﷺ کے عزیز واقارب سے حُسن سلوک زیادہ پسندیدہ ہے بنسبت اپنے عزیز واقارب کے۔ اور ہاں میرے اور تمہارے درمیان صدقات کے مال کی وجہ سے جو رنجش پیدا ہوئی ہے میں اس میں خیر و بہتر کے علاوہ اور کسی چیز کا ارادہ نہیں کیا اور میں نہیں چاہتا کہ اس عمل کو ترک کر دوں جو عمل میں نے رسول اللہ ﷺ کو کرتے دیکھا ہے۔ اس لئے میں وہی عمل کروں گا جو حضور علیہ السلام کیا کرتے تھے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابونصر عمر بن عبدالعزیز بن عمر بن قتادہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابومحمد احمد بن اسحاق بن بغدادی نے ہرات میں، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی علی بن محمد بن عیسیٰ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالیمان نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں شعیب نے خبر دی پھر انہوں نے اسی حدیث کو اسی سند کے ساتھ اسی طرح ذکر کیا۔ صرف کچھ زیادتی کی اور وہ یہ ہے۔ کہ

راوی فرماتے ہیں (حضرت ابوبکر صدیق ﷺ نے جب اپنی بات حضرت علی ﷺ سے کہہ دی تو حضرت علی ﷺ نے تشہد پڑھا اور فرمایا، اے ابوبکر ہم آپ کی فضیلت وشان کو خوب جانتے ہیں اور جو کچھ انعامات اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائے ہیں ہم اس سے بھی واقف ہیں اور ہم آپ سے خیر و بھلائی کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے خیر میں آپ کو زیادہ آگے بڑھایا ہے مگر ہم آپ سے ایک امر کا مطالبہ کرتے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارا بھی کچھ حق ہے۔

پھر حضرت علی ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق ﷺ کے سامنے حضور علیہ السلام سے اپنی قرابت کا تذکرہ فرمایا اور اپنے حقوق کی گہرائی کا تذکرہ فرمایا، اسی طرح حضرت علی ﷺ مسلسل بولتے رہے، یہاں تک کہ جب حضرت ابوبکر صدیق ﷺ نے کہ کہا کہ "قسم ہے اس ذات پاک کی

جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے مجھے حضور ﷺ کی قرابت داری کا پاس رکھنا اوران کے ساتھ حُسن سلوک کرنا زیادہ پسندیدہ ہے بنسبت اپنے عزیز واقارب کے حُسن سلوک کے''۔(پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے)

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں ابی الیمان سے ذکر کیا ہے۔(بخاری۔کتاب فرض الخمس ۴/۹۶۔طبقات ابن سعد ۲/۳۱۵)

اس میں سے بعض کو ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے ذکر کیا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ،وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے ،وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبدالوہاب نے ،وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدان بن عثمان المکی نے نیشاپور میں ،وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوحمزہ نے اسماعیل بن ابی خالد سے نقل کرتے ہوئے ،انہوں نے شعبی سے نقل کیا ہے ،وہ فرماتے ہیں جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بیمار ہوئیں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے پاس عیادت کے لئے تشریف لے گئے اوران کے پاس آنے کی اجازت طلب کی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے ہیں اورآپ سے ملنے کی اجازت طلب کرتے ہیں تو بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں ان کو اجازت دے دوں؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں۔ پھر انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اندر آنے کی اجازت دے دی۔

پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے اور بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو راضی کرتے رہے اور کہا کہ ''خدا کی قسم! میں نے اپنے گھر ،مال ،اہل اور خاندان کو نہیں چھوڑا سوائے خدا تعالیٰ کی رضامندی اور رسول ﷺ کی رضامندی اور تم اہل بیت کی رضامندی اور خوشنودی کے لئے''۔ پھران کو راضی کیا حتیٰ کہ وہ راضی اور خوش ہو گئیں۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے ،وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ صفار نے ،وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن اسحاق قاضی نے ،وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی نصر بن علی نے ،وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن داؤد نے فضیل بن مرزوق سے نقل کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں کہ زید بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ،اگر میں بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جگہ ہوتا تو ویسا ہی فیصلہ کرتا جیسا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا فدک کے معاملے میں۔

مصنف فرماتے ہیں میں نے اس بحث کو تفصیل سے اپنی کتاب السنن کے ایک حصہ میں ذکر کیا ہے جو کہ ہر اعتبار سے کافی شافی ہے اس کتاب (دلائل النبوۃ) میں ہم نے اتنی ہی بحث پر اکتفاء کیا ہے۔ و باللہ التوفیق (یعنی اللہ تعالیٰ کی توفیق سے)

باب ۳۰۶

حضور نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات کے اسماء گرامی

اورآپ ﷺ کی اولاد گرامی قدر کے اسماء گرامی رضی اللہ عنہم وعنہن

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن بن فضل قطان نے بغداد میں ،وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر درستویہ نے ،وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے ،وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی حجاج بن ابی منیع نے ،وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی میرے دادا نے اوروہ عبداللہ بن ابی زیاد رصافی ہیں ،انہوں نے زہری سے نقل کیا ہے ،وہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلی عورت جس سے

حضور ﷺ نے نکاح پڑھایا وہ حضرت خدیجہ بنت خویلد بن اسد ہیں۔ ان سے حضور علیہ السلام کے ہاں ایک بیٹے کی پیدائش ہوئی جس کا نام قاسم رکھا گیا حضور ﷺ کی کنیت ابوالقاسم اسی سے ہے۔ اور طاہر، زینب، رقیہ، اُم کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ عنہم کی بھی پیدائش ہوئی۔

بہر حال زینب بنت رسول ﷺ کا نکاح ابوالعاص بن ربیع عبدالعزیٰ بن عبدشمس بن مناف سے زمانۂ جاہلیت میں ہوا۔ ان سے ایک بیٹی پیدا ہوئی جس کا نام اُمامہ ہے۔ حضرت فاطمہ بنت رسول ﷺ کی وفات کے بعد اُمامہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تھا تو اس وقت بھی حضرت اُمامہ آپ کے نکاح میں تھیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مغیرہ بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم کو وصیت فرمائی تھی کہ میرے بعد تم اُمامہ سے نکاح کر لینا۔ لہٰذا پھر حضرت اُمامہ کا نکاح ان سے ہوا اور اُنہیں کے نکاح میں اُن کا انتقال ہو گیا۔

ابی العاص بن ربیع کی والدہ ہالہ بنت خویلد بن اسد تھیں اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں اور ابی العاص کی خالہ تھیں۔ بہر حال حضور ﷺ کی دوسری لختِ جگر بی بی رُقیہ رضی اللہ عنہا تھیں ان کا نکاح بھی زمانۂ جاہلیت میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ اُن سے ایک بیٹا عبداللہ بن عثمان پیدا ہوا۔ حضرت عثمان کی کنیت ابتداءً انہی کے نام پر تھی بعد میں ان کی کنیت عمرو بن عثمان رہی وہی آخر تک رہی۔ پھر غزوۂ بدر کے موقع پر بی بی رُقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ان کی تجہیز و تکفین کی وجہ سے غزوۂ بدر میں جانے سے بھی رہ گئے تھے۔ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حبشہ ہجرت فرمائی تو حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا بھی ساتھ تھیں۔ جس دن حضرت زید بن حارثہ (حضور علیہ السلام کے غلام) غزوۂ بدر کی فتح کی خوشخبری لایا تھا اُسی دن حضرت رُقیہ بنت رسول ﷺ کا انتقال ہو گیا تھا۔

بہر حال حضور ﷺ کی تیسری لختِ جگر بی بی اُم کلثوم رضی اللہ عنہا اُن کا نکاح بھی حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ ان سے کوئی اولاد پیدا نہیں ہوئی۔

بہر حال حضور ﷺ کی چوتھی جگر گوشہ لختِ جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، ان کا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے نکاح ہوا، ان سے دو بیٹے حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی پیدائش ہوئی۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو تو عراق میں مظلومانہ طریقہ سے شہید کیا گیا اور زینب اور اُم کلثوم بھی بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئیں حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی کی موجودگی میں۔

بہر حال زینب بنت علی رضی اللہ عنہا ان کا نکاح عبداللہ بن جعفر سے ہوا اور ان کا انتقال بھی انہیں کے پاس ہوا۔ ان سے ایک بیٹا علی بن عبداللہ پیدا ہوا۔ البتہ ان کا ایک اور باپ شریک بھائی بھی تھا جس کا نام عوف بن عبداللہ بن جعفر تھا۔

بہر حال حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دوسری بیٹی اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ اُن سے زید بن عمر رضی اللہ عنہ کی پیدائش ہوئی جو ابن مطیع سے قتال کے دوران زخمی ہو گئے اور مسلسل انہی زخموں سے چور رہے اور زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے فوت ہو گئے۔ پھر حضرت عمر بن خطاب کی رضی اللہ عنہ شہادت کے بعد آپ کا نکاح عون بن جعفر سے ہوا مگر ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی حتیٰ کہ حضرت عون بن جعفر کا انتقال ہو گیا پھر عون بن جعفر کے انتقال کے بعد اُم کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا کا نکاح محمد بن جعفر سے ہوا، اُن سے ایک بیٹی کی پیدائش ہوئی جس کا نام بُثینہ تھا۔ ان کو مکہ سے مدینہ لے کر جا رہے تھے کہ چارپائی پر تھیں جب مدینہ منورہ پہنچے تو اُن کا بھی انتقال ہو گیا، پھر محمد بن جعفر کا بھی انتقال ہو گیا۔ پھر حضرت اُم کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا کا نکاح عبداللہ بن جعفر سے ہوا، لیکن اُن سے کسی کی ولادت نہیں ہوئی بلکہ ان کا انتقال بھی انہی کے پاس ہو گیا۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضور سے ﷺ پہلے دو آدمیوں سے ہوا تھا، اُن سے ایک کا نام عتیق بن عائذ بن مخزوم ہے، اُن سے ایک بیٹی اُم محمد بن صیفی کی پیدائش ہوئی۔ پھر عتیق بن عائذ کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ابو ہالہ التیمی سے ہوا۔ وہ بنی اسید بن عمرو بن تمیم کے قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا۔ اُن سے ہند بن ہند بن ابی ہالہ کی پیدائش ہوئی۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال مکہ مکرمہ ہی میں ہو گیا تھا مدینہ منورہ ہجرت سے پہلے اور نماز کی فرضیت سے بھی پہلے اور وہ عورتوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والی خاتون تھیں ۔ بعض لوگوں کے مطابق جب حضور ﷺ سے بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسا محل عطا فرمایا ہے جو قیمتی موتیوں سے جڑا ہوا ہے جس میں شور وشغب ہے نہ تھکاوٹ ہے۔

پھر حضور ﷺ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دو مرتبہ نیند میں دکھائی گئیں اور کہا گیا کہ یہ تمہاری زوجہ بنیں گی ۔ حالانکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر ان دنوں صرف چھ سال کی تھی ۔

جب آپ ﷺ کا نکاح بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے مکہ مکرمہ میں ہوا تو اس وقت بھی آپ کی عمر چھ سال تھی ۔ جب حضور علیہ السلام نے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو وہاں آپ کی رخصتی ہوئی ، اس وقت آپ کی عمر نو (۹) سال تھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نسب نامہ : عائشہ بنت ابی بکر بن ابی قحافہ بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن لؤی بن غالب بن فہر۔

حضور ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے یہی کنواری بیوی تھیں ۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا اصل نام عتیق تھا ۔ اور ابی قحافہ کا نام عثمان تھا ۔ پھر حضور ﷺ کا نکاح حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے ہوا ۔

بی بی حفصہ کا نسب : حفصہ بنت عمر بن خطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن رباح بن عبد اللہ بن قراط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر۔

بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا پہلے ابن حزاقہ بن قیس بن عدی بن حزاقہ بن سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر کے نکاح میں تھیں ۔ بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں مسلمان ہو کر اُن کا انتقال ہو گیا تھا ۔

پھر حضور ﷺ نے اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا ۔ آپ کا نام ہند بنت ابی اُمیہ بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم تھا ۔

آپ پہلے حضرت ابو سلمہ کے نکاح میں تھیں ۔ ابو سلمہ کا اصل نام عبد اللہ بن عبد الاسد بن ہلال بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم تھا ۔ اُن سے ایک بیٹا سلمہ بن ابی سلمہ حبشہ میں پیدا ہوا اور ایک بیٹی زینب بنت ابی سلمہ پیدا ہوئی ۔ اور ایک بیٹی درہ بنت ابی سلمہ بھی پیدا ہوئی ۔

حضرت ابو سلمہ اور اُم سلمہ رضی اللہ عنہا ان صحابہ میں شامل ہیں جنہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی تھی ۔ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ازواج مطہرات میں حضور علیہ السلام کے بعد سب سے آخر میں ہوا ۔

پھر حضور ﷺ نے حضرت سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبد وُدّ بن نضر بن مالک بن حسل بن عامر بن لؤی بن غالب بن فہر سے نکاح فرمایا ۔

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا پہلے سکران بن عمرو بن عبد شمس بن عبد وائل بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لؤی بن غالب بن فہر کے نکاح میں تھیں ۔

پھر حضور ﷺ نے اُم حبیبہ بنت ابی سفیان بن حرب بن اُمیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر سے نکاح فرمایا ۔

آپ پہلے عبید اللہ بن جحش بن ریاب بن بنی اُسید بن خزیمہ کے نکاح میں تھیں ۔ وہ حبشہ کی سرزمین میں نصرانی ہو کر مرا ۔ حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا بھی حبشہ میں آپ کے ساتھ تھیں ۔ اُن سے ایک بیٹی کی ولادت ہوئی جس کا نام حبیبہ تھا ۔ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کا نام رملہ تھا ۔

حضرت عثمان بن عفان ﷜ نے اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضور ﷺ سے کروایا تھا۔ کیونکہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کی والدہ صفیہ بنت ابی العاص حضرت عثمان غنی ﷜ کی پھوپھی تھیں کیونکہ وہ عفان کی سگی بہن تھیں۔

حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کو حضور ﷺ کے پاس شرحبیل بن حسنہ لے کر آئے تھے۔

پھر حضور ﷺ نے زینب بنت جحش بن وہاب بن اُسید بن حزیمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ اُن کی والدہ کا نام اُمیمہ بنت عبدالمطلب بن ہاشم تھا جو کہ حضور کی پھوپھی تھیں۔

آپ پہلے زید بن حارثہ الکلبی کے نکاح میں تھیں جو کہ غلام تھے حضور ﷺ کے اور ان کا ذکر قرآن کریم میں بھی ہے جو کہ ان کے اور ان کے شوہر کی شان کی بات ہے۔

اور حضور ﷺ کی وفات کے بعد سب سے پہلے آپ کا انتقال ہوا۔ اور یہ پہلی خاتون تھیں جن کی میت کے لئے تختہ مخصوص بنایا گیا اور یہ تخت اسماء بنت عمیس الخثعمیہ نے بنایا تھا۔ اور یہ عبداللہ بن جعفر کی والدہ ہیں، جو حبشہ میں رہتی تھیں اور اہل حبشہ میّت کے لئے تخت بناتے تھے۔ اس لئے انہوں نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے لئے وہ مخصوص تختہ بنایا جس پر میّت کو رکھتے ہیں۔

پھر حضور ﷺ نے زینب بنت خزیم رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ یہ انتہائی مسکین تھیں اور یہ بنی مناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ کے خاندان میں سے ہیں۔

یہ عبداللہ بن جحش بن ریاب کے نکاح میں تھیں جو کہ غزوۂ اُحد میں شہید ہو گئے تھے۔ لیکن یہ حضور ﷺ کے ساتھ زیادہ عرصہ نہیں ٹھہر سکیں حتیٰ کہ حضور ﷺ کی حیات ہی میں فوت ہو گئیں۔

پھر حضور ﷺ نے میمونہ بنت الحارث بن جرب بن بجیر بن الہرم رویبہ بن عبداللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ سے نکاح کیا۔

یہ وہی بزرگ خاتون ہیں جنہوں نے بغیر مہر کے اپنے آپ کو حضور ﷺ کے سپرد کر دیا تھا۔

انہوں نے حضور ﷺ سے قبل دو شخصوں سے نکاح کیا تھا۔ پہلے اُن میں سے ابن عبد یالیل بن عمرو الثقفی تھے۔ جن کا انتقال ہو گیا تھا۔ بعد میں ابودہم بن عبدالعزیٰ ابن ابی قیس بن عبدودّ بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی بن غالب بن فہر سے آپ کا نکاح ثانی ہوا۔

حضور ﷺ نے ان کو قیدی بنایا۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بنت حارث بن ابی ضرار بن حارث ابن عائذ بن مالک بن المصطلق کو جو خزاعہ کے قبیلہ سے تھیں۔ مصطلق خزیمہ کا نام ہے ان کو غزوۂ بنی مصطلق کے دن گرفتار کیا مریسیع سے۔

دوسری قیدی کا نام صفیہ بنت حی بن اخطب تھا جو بنی نضیر کے قبیلہ سے تھیں۔ غزوۂ خیبر کے دن ان کو گرفتار کیا گیا تھا۔ اور یہ نو بیاہتا دلہن تھی کنانہ بن ابی الحقیق کی۔

یہ گیارہ خواتین حضور علیہ السلام کے عقد میں داخل تھیں۔

حضرت عمر بن خطاب ﷜ نے اپنے زمانۂ خلافت میں حضور علیہ السلام کی ہر ایک زوجہ کو بارہ ہزار درہم عطا فرمائے تھے۔ اور حضرت جویریہ اور صفیہ کو چھ چھ ہزار درہم عنایت فرمائے تھے کیونکہ یہ دونوں باندیاں تھیں اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ بھی تقسیم کا معاملہ رکھا تھا اور ان سے پردہ بھی کروایا تھا۔

اور حضور ﷺ نے عالیہ بنت ظبیان بن عمرو سے بھی نکاح فرمایا تھا۔ یہ بنی ابی بکر بن کلاب قبیلہ سے تھیں۔ ان سے حضور علیہ السلام نے دخول فرمایا تھا پھر ان کو طلاق دے دی تھی۔

یعقوب فرماتے ہیں کہ حجاج نے فرمایا کہ مجھے حدیث بیان کی میرے دادا نے، وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی محمد بن مسلم یعنی الزہری بن عروہ بن زبیر نے، انہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی ہے، وہ فرماتی ہیں کہ عالیہ بنت ظبیان کے متعلق بنی ابی بکر بن کلاب سے تعلق رکھنے والے شخص ضحاک بن سفیان نے حضور ﷺ کو بتلایا تھا۔ اور یہ عرض کیا کہ یارسول اللہ! میرے اور اس کے درمیان پردہ ہے۔ اگر آپ کو اُم شبیب کی ضرورت ہوتو میں اس خدمت کے لئے حاضر ہوں یعنی میں یہ رشتہ کرواسکتا ہوں۔ کیونکہ اُم شبیب ضحاک کی بیوی تھیں۔

اور حضور ﷺ نے بنی عمر بن کلاب (جو کہ ابوبکر بن کلاب کے بھائی ہیں) کی ایک عورت سے بھی نکاح فرمایا تھا۔ جوزفر بن حارث کی جماعت سے تعلق رکھتی ہیں، پھر ان کے بارے میں حضور علیہ السلام نے یہ بتلایا کہ اس کے جسم پر ایک سفید داغ ہے تو پھر حضور علیہ السلام نے ان کو طلاق دے دی، لیکن ان کے ساتھ دخول نہیں فرمایا تھا۔

اور حضور علیہ السلام نے بنی الجون الکندی کی بہن سے بھی نکاح فرمایا اور یہ بنی الجون بنی فزارہ کے حلیف تھے۔ اس نے حضور علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی تو حضور علیہ السلام نے فرمایا، تم نے ایک عظیم ذات کی پناہ مانگی ہے جاؤ تم اپنے گھر جاؤ۔ آپ نے اُسے بھی طلاق دے دی۔

مصنف فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی ایک ماریہ نامی باندی بھی تھی جس سے ایک بیٹا ابراہیم نامی پیدا ہوا تھا لیکن ابھی گود ہی میں تھا کہ اس کا انتقال ہوگیا۔

اور حضور علیہ السلام کی ایک اور اُم ولد بھی تھیں جن کا نام ریحانہ بنت شمعون تھا وہ اہل کتاب کے قبیلہ بنی خناقہ سے تھیں اور بنی خناقہ بنی قریظہ ہی کا ایک حصہ تھا۔ ان کو حضور ﷺ نے آزاد کردیا تھا (اور نکاح فرمایا) اور ان کو پردے کا پابند بنالیا تھا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے، انہوں نے ابن اسحاق سے، وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اسماء بنت کعب الجونیہ سے بھی نکاح فرمایا تھا۔ لیکن دخول سے پہلے ہی طلاق دے دی تھی۔

اور بنی کلاب کی عورتوں میں سے ایک عورت بنت زید سے بھی نکاح فرمایا۔ پھر وہ بنی الوحید میں شمار ہونے لگیں اور یہ پہلے حضرت فضل بن عباس بن عبدالمطلب کے نکاح میں تھیں۔ حضور ﷺ نے ان کو بھی دخول سے پہلے طلاق دے دی تھی۔

امام زہری نے ان دو خواتین کا نام ذکر نہیں کیا۔ نیز عالیہ کا بھی تذکرہ نہیں کیا۔

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس نے، انہوں نے زکریا ابن ابی زائدہ سے، انہوں نے شعبی سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ بعض عورتوں نے اپنے آپ کو بغیر مہر کے حضور علیہ السلام کے سپرد فرمادیا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے اُن میں سے بعض کے ساتھ خلوت فرمائی تھی اور بعض کو چھوڑ دیا تھا حتیٰ کہ آپ وفات پاگئے۔ لیکن ان خواتین نے بھی حضور علیہ السلام کے بعد کسی سے نکاح نہیں فرمایا۔ اُن میں سے ایک اُم شریک رضی اللہ عنہا بھی ہیں۔ اسی کو اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا ہے:

ترجی من تشآء منهن و تؤوی الیك من تشآء و من ابتغیت ممن عزلت فلا جناح علیك

(سورۃ الاحزاب : آیت ۵۱)

ترجمہ: ان میں سے جس کو آپ چاہیں اپنے سے دُور رکھیں اور جس کو چاہیں اپنے نزدیک رکھیں اور جن کو آپ نے الگ کررکھا تھا ان میں سے کسی کو بھی پھر طلب کرلیں تو جب بھی آپ پر کوئی گناہ نہیں۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ہم نے ہشام بن عروہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے اپنے والدین سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بھی انہیں خواتین میں سے ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو بغیر مہر کے حضور علیہ السلام کے سپرد فرمایا تھا۔ اور اُن کی مراد خولہ بنت حکیم ہیں۔

اور ہم نے ابی اُسید الساعدی کی حدیث میں جونیہ کے واقعہ میں روایت کیا ہے اور یہ جونیہ وہی ہیں جس نے حضور علیہ السلام سے پناہ مانگی تھی تو حضور علیہ السلام نے اُسے فرمایا جاؤ تم اپنے گھر چلی جاؤ (اس کو آپ نے طلاق دے دی تھی) ۔ کہ اس کا نام اُمیمہ بنت نعمان بن شراحبیل تھا۔ اور میں نے ابن منبہ کی کتاب المعرفۃ میں دیکھا ہے کہ جس عورت نے پناہ مانگی تھی اس کا نام اُمیمہ بنت نعمان بن شراحبیل الجونیہ ہے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جس عورت نے پناہ مانگی تھی اس کا نام فاطمہ بنت ضحاک تھا۔ اور یہ بھی کیا جاتا ہے کہ اس کا نام ملیکہ اللیثیہ ہے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ ان کا نام اُمیمہ ہے۔ واللہ اعلم

اور بعض لوگوں کا گمان ہے کہ اس کلابیہ (یعنی بنی کلاب سے تعلق رکھنے والی عورت کا نام عمرہ ہے۔ اور یہ وہی خاتون ہیں جن کے متعلق اُن کے والد نے حضور علیہ السلام کو بتایا تھا کہ یہ کبھی مریض نہیں ہوئی۔ جس کی وجہ سے حضور ﷺ نے اُن کی طرف رغبت نہ فرمائی تھی۔

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن یعقوب المقری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ثقفی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن مقدام العجلی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زہیر بن المعلا العبدی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سعید بن ابوعروبہ نے، انہوں نے قتادہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے پندرہ عورتوں سے نکاح فرمایا تھا۔

پھر راوی فرماتے ہیں کہ انہوں نے ان کا تذکرہ بھی کیا بلکہ ایک زیادتی اور بھی بیان فرمائی کہ حضور ﷺ نے بنی نجار کی ایک خاتون اُم شریک انصاریہ سے بھی نکاح فرمایا اور فرمایا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ انصاری خاتون سے بھی شادی کروں مگر میں اُن کی غیرت کی وجہ سے احتیاط کرتا ہوں۔ البتہ ان اُم شریک نامی خاتون سے نکاح فرمایا مگر خلوت نہیں فرمائی۔

اور حضور علیہ السلام نے بنی حرام میں سے ایک خاتون اسماء بنت الصلت سے بھی نکاح فرمایا۔ پھر وہ بنی سلیم سے شمار ہونے لگی، ان سے بھی حضو علیہ السلام نے خلوت نہیں فرمائی تھی۔

اور آپ علیہ السلام نے جمرہ بنت حارث مزنیہ کو بھی پیغام نکاح دیا تھا۔

ابوعبداللہ فرماتے ہیں اور ابوعبیدہ معمر بن المثنیٰ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے بارہ خواتین سے نکاح فرمایا تھا اور انہوں نے بارہ خواتین میں قتیلہ بنت قیس جو کہ اشعث بن قیس کی بہن کو بھی شمار فرمایا ہے۔

بعض حضرات کا گمان ہے کہ حضور ﷺ نے ان سے نکاح اپنی وفات سے دو ماہ قبل فرمایا تھا۔

جبکہ بعض حضرات فرماتے ہیں نہیں بلکہ مرض کی حالت میں نکاح فرمایا تھا لیکن یہ خاتون نہ تو حضور علیہ السلام کے پاس آئیں اور حضور علیہ السلام نے ان کو دیکھا اور نہ ہی ان سے خلوت فرمائی۔ بعض حضرات کی رائے ہے کہ حضور ﷺ نے ان کو اختیار دیا تھا اگر چاہے تو پردہ کو گرا دو یعنی پردے کی پابندی کرو یعنی ازواج میں داخل ہو جاؤ تو پھر مؤمنین پر حرام ہو جائیں گی اور چاہیں تو کسی سے بھی نکاح کر لیں۔ لہٰذا انہوں نے نکاح کو اختیار کیا اور حضرت عکرمہ بن ابی جہل سے حضر موت میں نکاح فرمالیا۔

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس بات کا پتہ چلا تو آپ نے فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ ان دونوں کو آگ میں جلا دوں۔ تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ اُمہات المؤمنین میں شامل نہیں ہیں اور نہ ہی ان سے دخول ہوا، اور نہ ہی ان کا حجاب ختم ہوا تھا۔

مصنف فرماتے ہیں کہ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ حضور علیہ السلام نے ان کے لئے کوئی وصیت نہیں فرمائی تھی۔ بلکہ یہ مرتد ہو گئی تھیں، اس لئے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضور ﷺ کی ازواج میں شامل نہیں ہیں کیونکہ وہ مرتد ہو چکی ہیں۔ اور عکرمہ سے ان کو کوئی اولاد نہیں ہوئی تھیں سوائے ایک لڑکے کے۔

ابوعبیدہ نے حضور ﷺ کی ازواج میں فاطمہ بنت شریح کو بھی شامل کیا ہے اور سنا بنت اسماء سلمیہ کو بھی شامل کیا ہے۔

علامہ ابن مندہ نے ایک اور خاتون برصاء کا بھی ذکر کیا ہے جو کہ بنی عوف بن سعد بن ذبیان سے تعلق رکھتی تھی۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابومحمد عبید بن محمد بن محمد مہدی القشیری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبدالوہاب بن عطاء نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی سعید بن قتادہ نے کہ حضور ﷺ نے پندرہ عورتوں سے نکاح فرمایا تھا، جن میں سے تیرہ سے دخول ہوا۔ البتہ حضور علیہ السلام کے پاس ان میں سے گیارہ رہیں۔

جب آپ علیہ السلام کا وصال ہوا تو نو تھیں۔ ان میں دو کو حضور علیہ السلام نے ناراض ہو کر طلاق دے دی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ عورتوں نے ان دو میں سے ایک کو یہ کہا تھا کہ اگر حضور ﷺ تمہارے قریب آئیں تو تم منع کر دینا (یہ بھی ان عورتوں کے کہنے میں آ گئی) اور حضور ﷺ کو اپنے قریب آنے سے روکا تو حضور ﷺ نے اُسے طلاق دے دی۔

جبکہ دوسری خاتون نے جب دیکھا کہ حضور ﷺ کے بیٹے ابراہیم کا انتقال ہو گیا تو وہ کہنے لگی کہ اگر یہ نبی ہوتے تو ان کے بیٹے کا انتقال نہ ہوتا۔ لہٰذا حضور ﷺ نے ان کو بھی طلاق دے دی۔

حضور کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے پانچ قریش میں سے تھیں۔ اسماء گرامی یہ ہیں :

(۱) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ (۲) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بنت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ۔

(۳) اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بنت ابی اُمیہ رضی اللہ عنہا۔ (۴) حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا۔

(۵) اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا۔ (۶) حضرت میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا۔

(۷) جویریہ بنت حارث خزاعیہ رضی اللہ عنہا۔ (۸) حضرت زینب بنت جحش الاسدیہ رضی اللہ عنہا۔

(۹) حضرت صفیہ بنت حی الخیبریہ رضی اللہ عنہا۔

حضور ﷺ کا جب انتقال ہوا تو یہ نو ازواج مطہرات موجود تھیں۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن یونس نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سعید بن اوس ابوزید الانصاری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے حکم سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جب حضور علیہ السلام کے نکاح میں آئیں تو اُن کو چھ بچوں کی ولادت ہوئی، دولڑکے اور چار لڑکیوں کی۔

(۱) حضرت فاطمہ (۲) حضرت رُقیہ (۳) حضرت زینب (۴) حضرت اُم کلثوم

(۵) حضرت قاسم (۶) عبداللہ رضی اللہ عنہم

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ان کے لئے ایک دودھ پلانے والی کا جنت میں انتظام ہے جو ان کو مکمل دودھ پلائے گی۔ اور یہ فرمایا کہ اگر یہ زندہ رہتے تو ایک سچے نبی بنتے اور کاش یہ زندہ رہتے تو میں ان کے ماموؤں کو قبطیوں سے آزاد کروا دیتا۔

تمت

دلائل نبوت کے ساتویں جلد پر یہ سلسلہ اختتام پذیر ہوا

یہاں پر ابوبکر احمد بن حسین البیہقی رحمہ اللہ کی کتاب

" دلائل النبوة و معرفة احوال صاحب الشريعة "

اپنے اختتام کو پہنچی

ابتداءً اور انتہاءً تمام تعریفیں اللہ ربّ العالمین کے لئے ہیں

کتاب کے آخر میں چند کلمات ایک دوسرے نسخہ میں ہیں، وہ یہ ہیں :

الحمد للّٰہ رب العالمين

کتاب دلائل النبوۃ کے پورے ہونے پر مبارک خبر مکمل ہوگئی۔ یہ کتاب امام، عالم، علامہ، ذہن کے سمندر، حافظ محقق المدقق پرہیزگار ابی بکر احمد بن حسین البیہقی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی قبر کو اپنی رحمتوں اور خوشنودی سے سیراب کردے۔ اور اُن کے لڑکے شیخ ابوالحسن عبید اللہ بن محمد بن احمد البیہقی رحمہ اللہ کی راویت ہے۔

اور راضی ہوئے ان سے عالم محقق احمد بن حسن شہاب الدین الخطیب المنیاوی المالکی اللہ تعالیٰ ان سے درگزر کا معاملہ فرمائے۔

الحمد للّٰہ وحده ! تمام تعریفیں اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کے لئے ہیں۔

ایک اور نسخہ کے اختتام میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ یہ آخری نویں جلد کا اختتام ہے۔ یہاں پر یہ کتاب " دلائل النبوة و معرفة احول الشريعة " محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہٖ وازواجہ پوری ہوئی۔ جو کہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے۔

اور اس کتاب سے پیر کی شب اٹھارہ (۱۸) جمادی الثانی ۶۲۶ھ کو فراغت ہوئی۔

اس کتاب کو لکھنے والے بندہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے محتاج محمد بن عبدالحکم بن ابی علی السعدی الشافعی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو درگزر فرمائے اور اپنی مہربانی کا معاملہ فرمائے کہ تمام تعریفیں اُسی کے واسطے ہیں۔

وصلى الله على محمد واله واصحابه وازواجه وذريته وأتباعه

وسلّم تسليمًا كثيرًا

اللہ تعالیٰ رحمت اور اپنی سلامتی نازل فرمائے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل، صحابۂ کرام، تمام ازواج مطہرات اور اولاد رضی اللہ عنہم اور تمام متبعین پر بہت زیادہ ....

مصنف فرماتے ہیں کہ میں نے یہ نویں جلد اس سے قبل آٹھ جلدیں اوّل تا آخر شیخ امام ربّ السلف شرف الدین ابی عبداللہ محمد بن ابراہیم بن قاسم المید ومی کو پڑھ کر سنائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر جلد میں اُسی سند کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ جس سند کو جلد اوّل میں بیان کیا ہے۔ اس کتاب کی تصحیح اور تصدیق کا آخری دن ٦/محرم الحرام ٦٦٧ھ ہے۔

اس کتاب کی کتابت کرنے والے محمد بن عبدالحکم بن ابی علی حسن السعدی الشافعیؒ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمائے اور ان کے ساتھ اپنی مہربانی کا معاملہ فرمائے۔

والحمد للّٰه ربّ العالمین وصلی اللّٰه علیٰ سیدنا محمد
وعلی اله وسلم تسلیمًا کثیرًا

اور ایک نسخہ کے اختتام پر یہ بھی ہے۔ یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی حمد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت وسلامتی کے ساتھ اختتام پذیر ہوگئی ہے۔

اور اس کی کتابت کرنے والے قاسم بن عبداللہ بن احمد انصاری نے ۹/ جمادی الثانی ۷۱۴ھ کو اس سے فراغت حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ ان کی اور ان کے والدین اور تمام مسلمان مرد وعورت کی مغفرت فرمائے کہ وہ غفور الرحیم ذات ہے۔

اس کتاب کی صفات وعلامات وغیرہ کو جلد اوّل کے مقدمہ میں ہم نے ذکر کیا ہے۔

☆☆☆